



ڈاکٹر زکیر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA

JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the books before taking it out. You will be responsible for damages to the book discovered while returning it.

U/Rare
297.14
BAR

JE DATE

Acc. No. 8542

Late Fine Re. 1.00 per day for first 15 days.
Rs. 2.00 per day after 15 days of the due date.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِفَضْلِ عَالِي بَعْدِ تَصْحِيحِ انْخِطاط وَنَظَرِ ثَانِي مَسْرُومِ

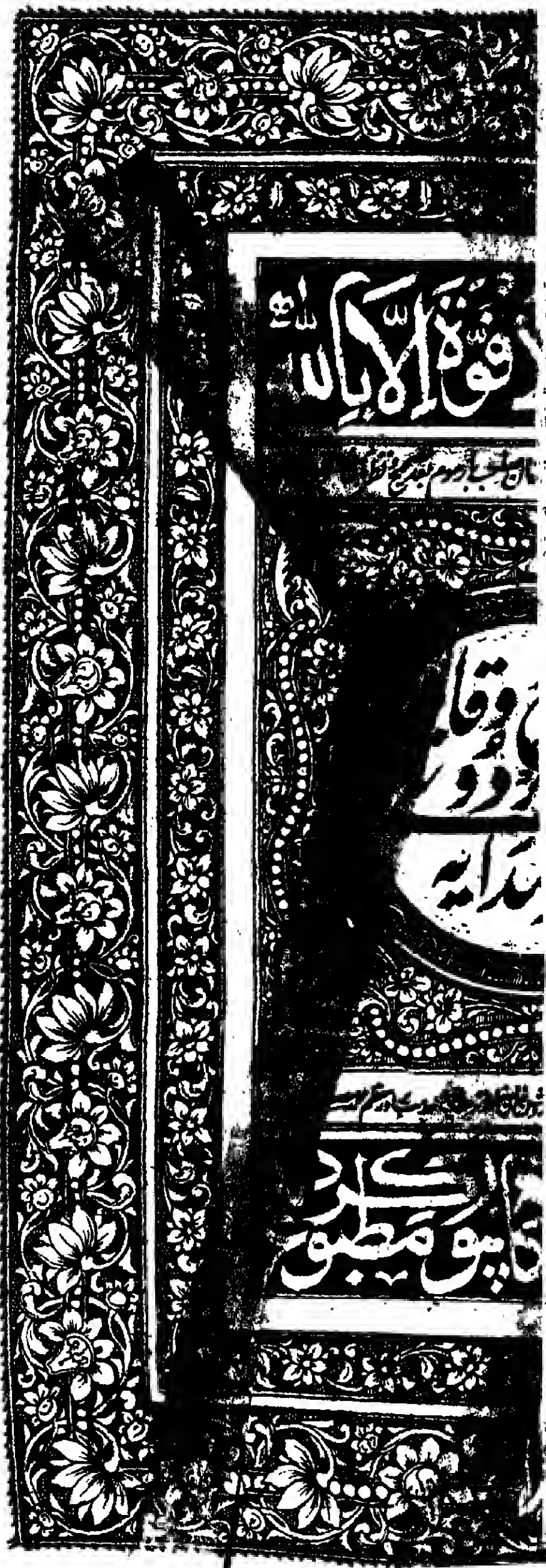
H. L. 197

جلد اول ترجمہ شرح وقایہ نربان و



مطبع نظامی واقع کانپور میں حسرتی ہوگوچی

۹۲ ۱۲ ہجری ۴



شفا الأيكال

الحاج محمد بن محمد

وقا

نداء

كتاب طب
باب مطبو

U
297.14 / Rare
BAR

۸۵۲۲

RECEIVED 1968-66

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ

امایعہ جاننا چاہیے کہ علم دین میں جس طرح امور دینی پورنا پور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے سامنے دو شخص ایک عالم تھا اور ایک عابد تھا کہ بزرگی عالم کی عابد پر ایسی جو جیسی میں سے

اور حدیث صحیح میں وارد ہو کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور جناتی مخلوقات زمین آسمان میں ہر جوشی پہنچنے
پہنچلی دنیا میں دعا مانگتے ہیں بشرط کی واسطے اس شخص کے جو علم دین رکھتا ہو ورنہ وہ علم دین کے
اور داری نے اور فرمایا مناسب باری تعالیٰ نے فرمایا کیجیسی اللہ لمن عبادہ کما یشاء اللہ کے بند
سے لئے ہیں وہی لوگ جو عالم ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے شہید اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہیں پور
کائنات بالقیسط یعنی کوہی دی اس نے کہ زمین پر کوئی معبود سوا اوں کے اور فرشتوں کے امتیاط علم ہی اور اگر کوئی معنی نہیں ہے بھی
اور انصاف کے تو اس مقام پر پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس سے شری کیا اور دوسری اوتب نہیں ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس شخص
کہ امام قرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اَشْرَافُ اَوْفَضِلَا وَجْہِ الْکَلَامِ سے ظاہر ہے کہ اس شخص کی حدیث
اور جلال اور بزرگی اس کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ الذین استوفوا امام حدیث

یعنی بلند کر دیا اللہ تعالیٰ جسے اون لوگوں جو ایمان لائے ان میں سے اور ان لوگوں میں مبارک سے ارشاد فرمایا خود کیا جو فعل حضرت علیؓ کے سامنے
سے کہ علماء کے واسطے جو نہیں پر رسالت سو درجے زیادہ ہیں درمیان واقع کہتے ہیں اور جو کیا ہو اسکو حدیث فعلی کہتے ہیں اور جو اس
ہست آیات فضل پر بزرگی علم میں وارد ہیں اور فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے ہر متواتر اور آحاد متواتر کو کہتے ہیں جو کہ ہر زمانہ میں تسمیہ کو کہتے
کوئی روایت پر ہے کہ روایت اور رسالت میں ہر کوئی شری بھی ضرور ہے اور آحاد او اسکو کہتے ہیں جسکی روایت میں اس قدر کثرت ہو
کہ اس سے کہ اس کی اصل علم ترمذی سے طو تیری نگہبانی کرتا ہو اور اسکی زیر میں تین یا زیادہ راویوں کے روایت کی ہو دوسرے اور

جولہ

اور مال میں اگر خرچ کرے تو اس کو خرچ کرے تو اور زیادہ ہو گا دیکھا اور کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا عالم بزرگ
 ساتھ عالم مجاہد ہے یہ دنیا سے بے رغبتی کی ایک علامت دینی میں کوئی علم غم سے زیادہ نہیں اس واسطے کہ بچا جاتا ہے
 اس سے حلال اور حرام اور حکم اس کے رسول کا اور علم حدیث اگرچہ اس کی اصل جو لیکن یہ اس کے ماخوذ اور اس کا
 اور نتیجہ ہے اور عالم فقہ کی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس کو تبارک
 پسری کا تو اس کو فقہ کا علم دیا اور روایت کیا اور اس کو بخاری اور مسلم نے اور جامع ترمذی میں وارد ہوا کہ فواید احادیث
 علیہ السلام نے فقہ کے علم کے لئے الشیطان میں الف علیہ یعنی ایک فقہی اشد ہو شیطان پر ہر ایک
 و قریب ایک دو خصلتیں ہیں کہ اولیٰ میں منافق میں ایک اچھی سیرت یعنی نیک خلق اور دوسری فقہی ہونا
 میں روایت کیا اور اس کا ایک روایت میں ہے کہ ہر وہ ایک ایک ستون ہے ستون میں کاغذ

بیان تصنیف اس کتاب اور صرح احادیث اور اولیہ مسئلے کا

اور تصنیف اس کتاب کی ایک بڑی بات ہے کہ بعض لوگوں نے خلاف حق یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی ہر ایک
 موافق جو حدیثیں مشکوٰۃ میں تھیں ان کو سہل کرنے لگے اور جو احادیث اس کو جو متقدم بہ میں تھے ان کی تلاش
 اور تلاش کرنے لگے تو رفتہ رفتہ ایک فرقہ اٹھ اٹھا جس کا علم یہ ہو گیا ایمان تک کہ خلیفوں کی جماعت سے دور رہنے لگے
 و حین جن مسجد میں کہتے تھے کہ یہی جہنم میں ہے اور یہی جہنم میں ہے بلکہ اپنی ایک ایک جگہ سے جدا ہو کر
 کرنے لگے اور جو لوگ متقدم تھے ان کو بھی اس میں گامی اور احادیث سے جو اس سے متعلق ہیں نہیں مٹی اور ان کو بھی اپنے لگے
 حدیث کی کتابوں میں مذکور تھے کہ ہر علم کرنے میں اس باب میں صریح حدیث دیکھو مشکوٰۃ یا ترمذی وغیرہ میں
 وغیرہ میں صحیح کے راویوں کے نام سے احادیث کو جمع کیا کرنے لگے اور حال میں ہر کایتھا کہ ان کے اکثر علم کو بھی بخوبی اور
 مسیح اور ضعیف حدیث کا گاہی تھی اس وجہ سے نہایت شور و زلزلہ مسلمانوں میں واقع ہو رہا تھا اور جو احادیث
 حفظ یا فسق یا جہالت یا بدعت وغیرہ لازم تھیں ہر مسئلے کی دلیل قرآن شریف اور حدیث مکرر ہو کر اور جو حدیث بھی جاکر
 ہوں تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہے نہ سہی غیبی یا دیگر کے ان لوگوں کو لازم مقول ہے کہ اس باب میں یہ مسئلہ
 اور تابعی حدیث بیان کرے تو اس کو مکرر و نقل جو حدیث کے ساتھ ہر مسئلے میں احادیث متعلق اس کے ذکر کو خرچ اور
 اور کبھی منقطع کو مسلح ہوتے ہیں اور مسلح کوئی کہے تاکہ ناظر کو اس کتاب کے بخوبی احادیث سے واقفیت ہو جائے

حدیث کو موضوع کہتے ہیں یا اس پر بحث حجاب کا اور فوائد و مسائل

یا اس کو وہم بہت ہو یا سچے لوگوں کی روایت سے متعلق اس مسئلے کی ہیں اور کی جاتی ہیں تاکہ بحث ہو اس کے
 فائدہ صحابی اس کو کہتے ہیں جسے حالت ایمان میں نظر جانے ضعف اور محنت بحث کی ہو اور محنت کو اکثر مقامات پر
 انتقال کیا ہو اور تابعی اس کو کہتے ہیں جسے صحابی کو کوئی حدیث نہ ہو کہ اکثر مقامات میں احادیث نہایت کی بھی تخریج
 فائدہ ضعیف اور ثقیل سب باتوں میں مخدین بیان کرنا یہ کہ اکثر مسائل مقامات غیبیہ میں جو قول غنا ہو
 کسی طرح کا طریق فائدہ ایک قسم حدیث کی مدد گس ہے یعنی ان فائدہ یہ ہے کہ جو اس کتاب کو اول سے

اخریک کیجئے اوسکو نہایت وقوف احادیث پر حاصل ہوگا اور بخوبی دلائل نہایت غنیہ سے مطلع ہو جاوے گا چھٹا فائدہ یہ کہ یہ کتاب محبت ہر اون لوگوں کے لیے جو مقلدین مذہب و خفیہ کے ساتھ ان فائدہ یہ ہو کہ یہ کتاب محبت ہر اون لوگوں پر جو طعن کرتے ہیں مذہب و خفیہ پر اٹھوان فائدہ یہ ہو کہ یہ کتاب نافع ہر اوس شخص کو جو عالم کیونکہ فی الفور وقت نزاع کے ہر حدیث متعلق اوس مسئلے کی نکال سکتا ہو اور شخص اللہ و عبارت چھڑ سکتا اوسکو بھی نفع ہوگا ان فائدہ یہ ہو کہ اکثر مقامات میں جو مسئلے مشکل ہیں او کی تفصیل کردی ہو تاکہ ناظر کو ملا ہو وے و سوان فائدہ یہ ہو کہ باوجود رعایت ان سب باتوں کے رعایت اختصار بھی کی ہو تاکہ کتاب نہایت دلازہ ہو جاوے اور اتنا اختصار بھی نہیں کیا کہ سمجھ میں نہ آوے گیارہواں فائدہ یہ جو مسئلے مشہور ہیں اور انہیں غیر مقلدین بہت نزاع کرتے ہیں اوس میں لفظ حدیث بھی ذکر کیا ہو اور تفصیل کی ہو بخوبی محبت ہو جاوے اور بارہواں فائدہ یہ ہو کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں مذکور ہیں کبھی ترجیح کردی ہو یا علی نشان حدیث نہیں لکھی تاکہ کوئی طعن نہ کر سکے تیرہواں فائدہ یہ ہو کہ جو حدیث موضوع ہر اوسکو نہیں ذکر کیا اور اگر ذکر کیا ہو تو لکھ دیا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہر اور اتفاق ہر حدیث کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لکنا جائز نہیں مگر جب کہ لکھ کہ یہ حدیث موضوع ہر ذکر کیا اسکو امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے منہج علی متعیناً اقلیہ بقیہ اقلیہ کما فی منہج النبی و اخوہ السنتہ یعنی جو شخص مجھوٹہ بولے میرے اوپر قصداً تو چاہتا بنا لیوے ٹھکانا اپنا جہنم میں نکالا اوسکو صحاح ستہ والوں نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور بعضوں نے اسکو متواتر کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے جو شخص حدیث بیان کرے مجھے اور وہ جانتا ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے تو تھوڑے مقام اپنا جہنم میں روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض واعظ جو حدیث بیان کرتے ہیں اور قبیحہ طرح کے مجھوٹہ بناتے ہیں مورد وعید شدید ہیں اس واسطے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ میں شخص نے قرآن میں اپنی عقل سے کما تو چاہیے کہ مقرر کرے مقام اپنا جہنم میں اولایت وایت میں قرآن میں کیا جانے بوجہ تو چاہیے کہ مقرر کرے اپنا مقام جہنم میں اور قرآن کے معنی بیان کرنے میں نہایت دلاور اگر کوئی معنی قرآن کے بتے بھی اور وہ منقول احادیث اور تفاسیر مجتہدین سے نہوں تو بیان کرنا اور نکالنا بھی خود حدیث صحیح میں ہے کہ میں شخص نے قرآن شریف میں عقل سے کما اور اوس نے ٹھیک کہا تو بھی اہل بیت کیا اوسکو ترمذی و ابوداؤد و

بیان تعریف حدیث اور اقسام

حدیث اوسکو کہتے ہیں کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے فرمایا یا خود کیا یا جو فعل حضرت کے سامنے ہوا اور اپنے اوس سے نہ کیا تو جو زبان سے فرمایا اوسکو حدیث قولہ جو کیا ہو اوسکو حدیث فعلی کہتے ہیں اور چوتھے سامنے ہوا اوسکو حدیث تقریری کہتے ہیں اور حدیث و قسم ہوا حدیث متواتر کہتے ہیں جو کہ زمانے میں تسلسلہ روایت کیا ہو کمال کمال کی طرف عقل کے نزدیک محال ہو اوسکو کہتے ہیں جبکہ روایت میں اس قدر کثرت ہو کہ آحاد میں قسم پر مشہور ہو کہ جو کہ جسکو یا زیادہ راویوں نے روایت کی ہو وے اور

غریب و محکم ہونے میں دو راویوں نے روایت کی ہو اور غریب و محکم کسی روایت کی روایت کسی زمانے میں ایک ہی راوی سے ہووے تو آجائنا ناچاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یقینی حاصل ہوتا ہو اور احتمال شک کا بالکل نازل ہوتا ہو اور آحاد روایت علم قطعی حاصل ہوتا ہو اور بعض صورت میں جبکہ معرفت حدیث حاصل ہو علم یقینی بھی اوس سے حاصل ہوتا ہو اور آحاد میں بعضی روایت مقبول ہو اور بعضی مردود اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہو تو مقبول ورنہ مردود ہے فائدہ متواتر حدیث بعضوں نے کہا ہے کہ کوئی معبود نہیں اور بعضوں نے کہا کہ ہر راوی صحیح قول اول ہے کذا فی بعض الکتاب۔ فائدہ جو آحاد مقبول ہو اوسکی قسمیں ہیں ایک صحیح اور ایک حسن صحیح اوسکو کہتے ہیں جبکہ دیندار پر ہیزگار خوب یاد رکھنے والے لوگوں نے ہر زمانے میں برابر روایت کیا ہو اور نہ اوس میں کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگوں کی مخالفت بھی نہ ہو اور صحیح حدیث کے کئی درجے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ اتفاق کیا ہو اور سچ بخاری و مسلم نے یعنی دونوں کی کتابوں میں حدیث موجود ہو و دوسرا درجہ یہ ہے کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہو تیسرا درجہ یہ ہے کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھے درجہ بخاری و مسلم کی شرط اور ان کے طریقے پر ہو و پانچویں درجہ حسن بخاری کے طور پر ہو و چھٹے درجہ صرف مسلم کے طور پر ہو ساتویں درجہ سوا بخاری اور مسلم کے اور حدیث کے ناموں نے اوسکو صحیح جانا ہو فائدہ بعضوں کے نزدیک شرط بخاری اور مسلم کی یہ ہے کہ حدیث کے راوی خوب ضبط کرنے والے اور پرہیزگار ہوں غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہوں اور بعضوں کے نزدیک شرط مسلم کی یہ ہے کہ جو حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسی طرح ان دونوں سے دو تابعی نے روایت کیا ہو سب طبقوں میں دو شخص ثقہ روایت کرتے چلے آئے ہوں انھوں نے حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے اور حسن اوس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح کی طرح پر ہو و لیکن اوسکے راویوں کا درجہ حفظ و یاد وغیرہ میں صحیح کے راویوں سے کم ہو اور عمل کرنے میں دونوں برابر ہیں اور دونوں محبت میں لیکن سبب میں صحیح حدیث زیادہ حسن اور ضعیف حدیث اوسکو کہتے ہیں جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکے راوی میں کوئی وجہ ضعف کی مثال نقصان حفظ یا فسق یا جہالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی درمیان ساقط ہو و یا اوسکے راوی پر لوگ طعن کرتے ہوں تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہو تو اوسکا نام معلوم ہو اور اگر اتنا سے ساقط ہو کہ مثلاً نام صحابی کا نہ ہو نہ ہو اور تابعی حدیث بیان کرے تو اوسکو مسلسل کہتے ہیں اور اگر دو راوی برابر ساقط ہوں تو مفصل کہتے ہیں اور نہیں تو منقطع اور کبھی منقطع کو مسلسل کہتے ہیں اور مسلسل کو منقطع کہتے ہیں آپطعن کے معنی یہ ہیں کہ اوسکا راوی جھوٹا ہو تو اوس حدیث کو موضوع کہتے ہیں یا اوسپر قحطت جھوٹ کی لگی ہو تو اوسکو تسرک کہتے ہیں یا غلطی بہت کرتا ہو یا غافل ہو یا اوسکو وہم بہت ہو یا سچے لوگوں کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہو و یا فاسق یا بدعتی ہو تو اوسکو منکر کہتے ہیں فائدہ صحابی اوسکو کہتے ہیں جسے حالت ایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ سے دیکھا ہو و اور پھر ایمان پرانے انتقال کیا ہو و اور تابعی اوسکو کہتے ہیں جسے صحابی کو دیکھا ہو اور تبع تابعی اوسکو کہتے ہیں جسے تابعی کو دیکھا ہو و فائدہ ضعیف اور ثقیں سب راویوں میں محدثین بیان کرتے ہیں لیکن صحابی تو سب ثقہ ہیں کوئی ضعیف نہیں اور نہ انھیں کسی طرح کا علم ہے فائدہ ایک حدیث کی حد کس ہے یعنی وہ حدیث جس میں راوی نے اپنے شیخ کو چھپایا ہو و اور اوسکا

مدینہ میں اس امر نے عرض کیا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجئے ہیں سب حدیثیں صحیح ہوئیں تب انھوں نے اس کو خلاصہ کچھ
 صحیح حدیثیں منتخب کیں اور نام اس کا مجتبیٰ رکھا اور اس کو سنن صغریٰ بھی کہتے ہیں اور وہ جو سنن نسائی اس زمانے میں
 مشہور ہوئی تھیں صغریٰ ہی اور سب اونکی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مناقب میں ایک کتاب انھوں نے تصنیف
 کی بعد فراغت کے انھوں نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع و شمع میں بیان کریں کہ وہ ان کے لوگ بسبب سلطنت نبیؐ کیسے فوج
 کی طرف میل رکھتے ہیں کچھ تھوڑا سا بیان اس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپ نے امیر المومنین معاویہؓ کے مناقب میں بھی
 کچھ لکھا ہے فرمایا کہ معاویہؓ کو یہی کافی ہے کہ نجات پا جاوین ان کے مناقب کہاں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک
 ان کے مناقب ہیں کچھ صحیح نہیں اس طرح کچھ کہا کہ عام لوگوں سے خدا کو تشبیح کی طرف منسوب کیا اور لاتین مارنا شروع کیں کچھ چوڑ
 ان کے فطون میں پہنچ کر اس کے سبب آپؐ نیم جان ہو گئے خادم ان کو اٹھا کے گھر میں لائے انھوں نے کہا کہ مجھ کو یہی وقت کہ منظر میں
 پہنچاؤ کہ وہاں جاکے مروں یا رشتہ میں مر جاؤں غرض مکے میں پہنچے اور صفا اور مروہ کے بیچ میں مدفون ہو وفات ان کی دن شنبہ ۱۳ شعبان ۳۵ ہجری
 میں سال تین سو تین میں ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ راہ میں اون کا انتقال ہوا اور وہاں سے لاش ان کی مکے میں لے گئی

احوال ابن ماجہ کا

نام النکا ابو عبد اللہ محمد بن سید بن عبد اللہ بن ماجہ قزوینی ربعی ہوا ربعی نسبت ہی طرف ربع کے کہ نام ایک قبیلے کا ہوا اور
قزوین نام ایک شہر کا جو عراق عجم میں اور یہ کتاب اونکی عمدہ تصانیف میں سے ہے اور صحاح ستہ میں قبول ربع داخل ہے اور
اسکی تصنیف فارغ ہوئے ابو زر غازی کے پاس گئے اونھوں سنن کو دیکھنے کا کہ اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھ لگے گی
اکثر کتابیں فن حدیث کی بیکار ہو جائیں گی اور واقعی یہ کتاب اختصار اور عدم تکرار میں نے نظیر ہوا اور غرض کہ کتاب کی صحت
کی شہادت ہے اور کہا کہ غالب کہ او میں کوئی حدیث نہایت ضعیف موضوع ہوگی اور اس سنن میں تیس کتابیں ہیں ان میں ایک ہزار پانچ
باب ہیں اور حدیثیں انکی چار ہزار ہیں اسی سے یہ کہ ماجہ انکی ماکانام تھا اور عبد اللہ انکے معانی سنہ دو سو اور نو ہجری میں پیدا
اور بہت مشایخ حدیث سے استفادہ کیا اور بخوبی اس فن سے مطلع ہوا اور وفات انکی دوشنبہ کے روز سنہ ست سو و تیر ہجری میں ہوا پانچ سو و تیر ہجری میں

بیانِ اقلیہ کا

جانباً پاس ہے کہ بعض محققین نے تقلید مذہب معین کو مذہب اربعہ میں سے واجب کیا ہے اور بعضوں نے مستحسن کو موقوفت ان دونوں
توں کو نہیں اسی طور پر یہ کہ شخص عالم فن حدیث کا ہو یا چاروں مذہب کے مآخذ اور اصول میں واقف ہو کلام اللہ کی آیات منسوخہ وغیرہ
اور معانی ان کی میں بخوبی مطلع ہو اور معرفت ضعیف حدیث اور صحت میں بہت تمام ہو کیفیت رواۃ سے آگاہ ہو بہت احادیث
اور مستخرجات اکثر کتابین حدیث کی اس کے مطالعے سے گندین ہوں تو ان سب صورتوں کا شخص جامع ہو اور اس کو تقلید مذہب
معین کرنا مستحسن ہے اور جس شخص میں یہ شرائط مستحق نہیں تقلید کا جو واجب اویسکے حق میں ہے اور اس نے ان میں ایسا شخص اور شرائط
مذکورہ کا جامع ہو گا اکثر مقاموں میں مستحق نہیں اگرچہ ممکن الوجود باسکان عقلی ہے اور تقلید ائمہ مجتہدین مسائل شرعیہ میں حقیقت
اطاعت خدا اور رسول میں داخل ہے یا اللہ تعالیٰ نے اِطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ اور اس واسطے مفسرین نے اولی
کلام حق کو ہے اما ارجح سلاطین سلیمین اور یہ ہیں مذہب مجتہدین شریعت چنانچہ بنیادی میں یہ کہ اس کی تائید کرتا ہے قول اللہ تعالیٰ

[illegible]

۱۔ جب ہر عامی اور غیر عامی پر چوبہ چوہہ اور جدوجہد اجتہاد کو التوا ایک مذہب معین کا مجتہدین مذاہب اور کما شیعہ علیہم
نوعی رقتہ الطالبین من انما الایضہا ذلک لظن فقالوا الختم بالامانة لا رقتہ حتی اوجہوا تقلید
واحد من ہوا علیہم الختم و نقل امام الحکیمین الایضہ علیہ یعنی اجتہاد مطلق تو ختم ہو گیا سہ ماہ
اربعہ کے اور واجب تقلید ایک کی ان میں سے است پر نقل کیا امام اکبرین نے اجماع اسپر اور بحر العلوم نے شرح تحریر الہام
میں لکھا ہر عقیدہ المطلق یکن مہ تقلید یقتضی ہما من المقتضی للطلقین یعنی جو معتقد مطلق ہو وہ اسکو
لازم ہو تقلید کسی معتقد مطلق کی تو اگر کوئی مقام پر کہے کہ ان اقوال سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ تقلید کی ایک مہ رتبہ میں ہے
اور ہم بھی کسی مسئلے میں جو مخالف آئمہ اربعہ کے ہو اسی میں کہتے ہیں کہ کوئی مسئلہ جو افاق ابو حنیفہ کے اور کسی پر افاق شافعی کے اسطرح پر
عمل کرتے ہیں تو وہ اربعہ کا یہ کہ باعث اسکا تو حصول رتبہ اجتہاد ہے کہ بقول صحیح موافق امامیہ کے پاتے ہیں اور سیر عمل کرتے ہیں بصورت
میں تقلید کی کیا حاجت ہے اور اگر یہ حصول اجتہاد کے غیر تو مخالف حق اور باطل کیوں اتفاق کیا علما اس بات پر کہ نہیں جائز
فیمحمد لکہ عمل کے ایک مسئلے میں را ابو حنیفہ پر اور دوسرے میں را شافعی پر کیا ملا علی قاری نے اس میں اپنے کالیف کیا ہے اور اسکو فقال
وہ من بل وجب علیہ ان یقین منہ ما من المذاہب الشافعی فی جمیع الفروع والوقائع ولا ما من مذہب
مالک ولا ما من مذہب ابن حنیفہ وغیرہم ولا یس ان ینتقل من مذہب الشافعی ما یضواہ وغیرہ من مذہب
ابن حنیفہ ما یضواہ لک لوجہ واذلک لا یدی لک لکلیط و انحر فوج عن الضبط وحاصلہ کہ جمع
الی نفی الکلیفین لان مذہب الشافعی اذا اقصی فی شئ یضواہ عن الشافعی من مذہب ابن حنیفہ مثلاً
اباحہ ذلک الشئ یضواہ او عکس ذلک فهو ان شاء مال الی الحلال ولان شاء مال الا حلال
فلا یحقق الحلال فی الحرام ویر فی ذلک انکام الکلیف وابطال قائلہ وہ واستیصال قاعدتہ
وذا لک باطل لانہ فی ما ذکرتہ بالواجب بل واجب ہے تعیین ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمع فروع اور وظائف میں
یا مذہب مالک کی یا مذہب ابو حنیفہ کی اور یہ نہیں کہ جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کرے اور جو چاہے مذہب ابن حنیفہ سے
کیونکہ جاز میں اسکے کام ہو ہی ہو گا اور خط کے اور نکلنے کے ضبط سے اور حاصل اسکا نفی تکلیف ہے کیونکہ مذہب شافعی مقتضی ہے کہ جو
کسی امر کے ہر مذہب ابو حنیفہ کا مثلاً اسکی تحلیل کو تو جب چاہے اہل ہر طرف حرام کے اور جب چاہے ہر طرف حلال کے
تو طرقت و حیرت کا تحقق و تقرر جانا ہا اور ہمیں مزاج اہل مذہب کی اور ابطال ہر اس کے فائدے کا اور استیصال ہر اسکی
بنا کا اور یہ باطل ہے اور کما تصحیح میں لا یکن فی ان لکن فی بعض المسائل و شافعیانی فی بعض المسائل
نہیں ہر شریعتی بعض مسائل میں اور شافعی بعض میں اور شریعت میں العلم من یقول انکام احد مذہب کا کہ ابن حنیفہ
کا شافعی حکم علیہ لا یشرع لہ فلا یقلد علیہ فی مسئلہ من المسائل یعنی جسے لازم ہو کہ ایک مذہب مثلاً
مذہب ابو حنیفہ یا مذہب شافعی کا تو واجب ہے کہ ہمیشہ اسی مذہب پر رہے اور سوا اسکے کسی مسئلے میں غیر کی تقلید کرے تو کہا
ابن عبد البر نے ان تتبع رخص المذاہب کلہا جائز بالاجماع یعنی تلاش رخصتوں کا ہر مذہب میں ممنوع ہے والا
اگر غیر عمری میں ہوا کلام مذہب کا ہے علیہ ان یکدوم علی مذہب الذن مہ و لا یقتل علیہ الی مذہب اخر

یعنی جس مذہب کو اکثر ائمہ کرام سے توجہ پانے کہ ملاومت کرے اور سپر اور نہ پھر جوابے طرف دوسرے مذہب کے احکام حاصل لان روایات و اقوال سے بخوبی واضح ہو کر شخص یا یہ جہاد کا نہ رکھتا ہو خود عارضی یا غیر عارضی تقلید مذہب معین کی اوسکو واجب ہے اور جو شخص تقلید پر بہت متعلیٰ ہے کہ اولاً اس مقام میں ذکر کیا سبب و دلیل پہلی یہ ہے جو بخنے اس مقام میں قول اکابر علیہ السلام اس باب میں بیان کیے دلیل دوسری ایسی ہے کہ اوس میں قصہ کو جا کلام نہیں وہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مسائل سیر ماخوذ ہیں احادیث اور آیات سے تو وہ حال سے خالی نہیں یا اس قول کی تصدیق کرتے ہو یا انکار کرتے اور اوسکو کذب جانتے ہو بر تقدیر اول تو تا بعد ازیں اس مذہب کی صحیح مسائل میں واجب ہوگی اور تقدیر ثانی میں اگر احتمال نکلیں جیسے امام صاحب کی طرف سے اسی طرح جائز ہے کہ احتمال کذب بخاری سلم کی طرف ہووے مثلاً جب امام صاحب کہ مصداق *خَلَقَ الْقُرُونُ قَوْلِي كَسَوَالِدِي يَكُونُ كَقَوْلِ الْوَالِدَيْنِ يَكُونُ* حکم میں یوں فرماوین کہ مسائل بیان کیے ہوئے ہیں یا ماخوذ ہیں کتاب اور سنت اور قضایا سے صحابہ سے تو قول اول کا لائق اعتماد ہو اور جب بخاری سلم وغیرہ کا اور نہ نہایت متاخر ہیں مگر کہ یہ حدیث ہکو فلا نے سے پہنچی ہو تو قول اول کا بغیر گفتگو مقبول ہو جاوے تو جیسا جائز ہے کہ امام اعظم نے کذب یا کہا ہو کہ مسائل بیان کئے ہوئے یہ سے ماخوذ ہیں کتاب اور سنت سے اور واقع میں وہ مسائل اختراعی اور عقلی ہوں اس طرح جائز ہے کہ بخاری سلم وغیرہ نے کذب یا کہا ہو کہ یہ حدیث ہکو فلا نے سے پہنچی ہو تو ایک کی بات کو صادق جانتا اور دوسری بات کو باوجود بزرگی افضل کہے کذب شمار کرنا ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجح ہے دلیل تیسری یہ ہے کہ اس زمانے میں اکثر غیر تقلید جو علماء سے سن لیتے ہیں کہ قول اول حدیث کے ہو اور دوسرے عمل کرتے ہیں تو تعجب ہے کہ قول اول دن علماء کا جنکو امام صاحب کی نسبت بالکل قوت نہیں لائق اعتبار ہو جاوے اور امام صاحب کا قول لائق اعتماد اور عمل کے ہووے اور یہ نہایت سچے کا جمل ہے دلیل چوتھی یہ ہے کہ اکثر علماء اور فضلاء اور اولیاء الدین امت میں اتباع مذہب خفیہ کرتے چلے آئے ہیں تو احتمال بطلان اس مذہب کا ایک شخص کے قول سے کس طرح جائز ہوگا بہت ہر شیراز جہان بستہ این سلسلہ اندر و بہار حیا چہاں بگسلد این سلسلہ را بہ دلیل پانچویں یہ ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے *لَا تُشْكُوا أَحَدًا لَعَلَّكُمْ تَمْنُونَ شَدْ شَدْ فِي النَّارِ* یعنی اطاعت کرو جو گروہ کی اور جو اوصیہ سے نکل جائے بخلا و دوزخ میں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے *وَمَنْ يَتَّبِعْ عَلِيًّا سَبِيلَ الْمَعْرِفَةِ مِنْ بَنِي آلِ مَآئِوَلِي وَتَصْلَحَ بِهِمْ مَا وَصَّاهُ مَصِيحًا* یعنی جو شخص مومنوں کی راہ کے سوا اور راہ طلب کرے پھیرینگے ہم اوسکو جس طرف پھراور داخل کریں گے اوسکو جہنم میں اور بری ہے وہ جگہ پھر جانے کی اور حال انکا اکثر لوگ امت کے تقلید مذہب ابو حنیفہ پر ہیں اور جن باقی اور پند مذہب شیعہ باقیہ کے کمالا علی قاری نے *وَإِنَّمَا اتَّبَاعُ أَبِي حَنِيفَةَ قَدِيمًا وَحَدِيثًا قَدِيمًا لَا نَزْهَادَ فِيهِ* صحیح الیلا و سینما فی بلاد العراق و ما وراء النهر و لا یزالوا یحیدون الشیخ و اکثر اهل حق اسان و عراف مع و مع و کثیر برحق بلاد العرب بالاتفاق و اظن انهم یقولون ان نلتی المسلمین ببل اکثر عند المحدثین بالاتفاق یعنی اتباع مذہب ابی حنیفہ کا تو زیادتی پر جو قدیم سے اور جدید سے تمام شہروں میں خاص کر کے روم کے ملکوں میں اور بلاد النہر کے اور ولایت ہندوستان اور سندھ اور اکثر اہل خلاصہ اور عراق میں باوجود اسکے کہ بہت لوگ ہیں عرب میں بالاتفاق اور جانتا ہوں نہیں کہ ہونگے وہ دولت مسلمانی کے بلکہ

فہم حدیث پر تو ہو گا تاکہ اس میں کیا جو واجب ہو اور سپر اور کفایہ حاشیہ ہدایہ میں مسطور ہے اَلْعَامِیُّ اِذَا سَمِعَ حَدِیثًا
لَمْ یَسْمَعْ لَہٗ اَنْ یَّاخُذَ بِطَاطَرِہٖ یَسْمَعُ اِنْ یَکُنْ مَقْصُودًا عَنِ ظَہْرِہٖ اَوْ مَسْتَقْبَحًا لِخِلَافِ الْفَقْہِ اَوْ مَعْنٰی
اسکے وہی ہیں جو اوپر بیان کیے اور بھی کفائے میں مرقوم ہے اِنَّ الْفَقِہَیَّ یَسْمَعُ اِنْ یَکُنْ مَقْصُودًا عَنِ ظَہْرِہٖ اَوْ مَسْتَقْبَحًا لِخِلَافِ الْفَقْہِ
وَتَعْمَلُ عَلَیْہِ فِی الْبَلَدِ عَنِ الْفَقْہِ اَوْ اِذَا کَانَ الْمُتَعَمِّلُ عَلٰی هَذِهِ الصِّفَةِ فَعَلٰی الْعَامِیِّ تَقْلِیْدُہٗ وَفَرَاکَانَ
الْمُتَعَمِّلُ اِذَا کَانَ فِی الْبَلَدِ عَنِ الْفَقْہِ اَوْ اِذَا کَانَ الْمُتَعَمِّلُ عَلٰی هَذِهِ الصِّفَةِ فَعَلٰی الْعَامِیِّ تَقْلِیْدُہٗ وَفَرَاکَانَ
وَلِیْسَ یَعْنٰی اِنْ یُقَامُ اَتَمَّتْ مَعْنٰی چاہیے کہ مفتی ہو اور ان شخصوں کی جاتی ہو اور نہ فقہ اور علماء کیا جاتا ہو اور نہ شرع
جمع فتوے کے اور جبکہ مفتی اس صفت پر پس عامی پر لازم ہے تقلید و سکر اگرچہ مفتی نے خطا کی ہو اور اس مسئلے میں اور نہ اعتبار کرے
ساتھ غیر دوس مفتی کے ایسا ہی رعایت کیا ہے حسن ابوعینفہ سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور شیر نے امام ابو یوسف سے
اور سلم الثبوت میں ہر کلام کیا ہے تحقیق اور منع عوام کے تقلید صحابہ سے بلکہ اوپر لازم ہے اتباع اور ان لوگوں کا کہ جلدی ہو یا نبی
لہذا وہ باب باب کیا ہو انھوں نے پس منہب اور منع کیا ہو انھوں نے اور جمع کیا ہو انھوں نے اور اسی پر بنا کیا ہو ان الصالح منع
تقلید سے سوا چار اماموں کے کیونکہ یہ بات نہیں جانی گئی ہو غیر میں ان چار کے اور دوسرے کلام ہو اور وہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ
الہدایہ رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہیں ان معنی کریم ہر کہ اصل مضامین اسکے ایسے نہیں ہیں کہ بیان کیے سے سمجھ میں ہر خاص عام
کے ذہن میں مثل مطالب منطق اور علوم فلسفہ کے اور ان معنی کر فاطمہ ہو کہ اسکے مضامین کو نہ سمجھ کر عبارت سے نکال لینا اور بیان کر دینا
ہر امی اور ان پڑھے کو آسان ہے بلکہ بعض مضامین ظاہر میں نہایت آسان اور اصل ہوتے ہیں لیکن حقیقت اسکی سو و تفسیر کے اور
دوسرے سمجھتے ہیں اگر ظاہر پر ایسے مضمون کی شخص بدو تحقیق کے ماضیوں باوجود ہستطاعت اور قدرت سوال عمل کی کیا موجب
نہیں کہ موانع دار ہو و علاوہ اسکے قول امام ابو حنیفہ پر ہم سطح سے عمل نہیں کرتے کہ یہ بالذات انھیں کا قول ہے بلکہ سطح پر قول
انکا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہو اور موافق شریعت کے ہو تو قول ابو حنیفہ اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کچھ منافات نہیں بلکہ کوئی قول ابو حنیفہ کا اس قسم سے نہیں پایا جاتا جسکی دلیل کچھ احادیث و آیات سے ہو و اور ہر صورت میں عامی
ظاہر حدیث پر منع ہو و اور قول ابو حنیفہ موافق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو و عمل کرنا احادیث پر اپنی رائے کے موافق اور
ترک کرنا تقلید ابو حنیفہ کی نہایت عقل و انصاف سے بعید ہے اور ابو حنیفہ سے جو منع تقلید میں مروی ہو تو بر تقدیر صحت نقل کے وہ طعن نہایت
اون لوگوں کے ہو کہ انھوں نے حرام کہا ہو نظر کر کے کہ کتب احادیث میں اور ہم لوگ اسکو ہرگز حرام نہیں کہتے بلکہ موجب اجر جزا ہے اور نہ
غلط ہے میں اور شارح الانوار میں جو خلاف حدیث کہنے سے منع کیا ہو بعد متفق ہو جائے اس بات کے کہ یہ مخالف حدیث ہے جس کے
سود کچھ مخالف ہمارے نہیں ہے اور علی بن القیاس ہی مروی ہے ان قولوں اور شیخ عبد الرحمن محدث دہلوی نے شرح سنن سعادت
الکافی کے مصلحت اور قرار و علماء کا آخروانے میں تعین اور تخصیص مہرب ہو کہ ضبط اور بظ کار میں دنیا ہی میں ہے پہلے سے غیر
ہو سیکو اختیار کرے ہو سکتا ہے اور یہ اختیار ایک مذہب کے دو ستر مذہب کی طرف جانے تو ہم مدخلین اور تفرق کے احوال اور احوال
میں نہ ہو گا پس قرار داد متاخرین مخالف اور دوسری میں غیر وہ اب کبھی مجتہد کے تابع کو نہیں پہنچتا ہو کہ اگر کوئی حدیث مخالف
اپنے مذہب کے پاس پہنچے مذہب کو چھوڑے اور اس حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ متقدمین کا ہو علماء کیسے تسلیم نہیں کیا جاتا

تقریباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا اس زمانے کا حاکم اور بہت سے حکماء میں جو غیر مقلدین بیان کرتے ہیں ان کا جواب بھی ان جوابات میں ملے گا اور جبکہ وہ طعنوں کا خیال ہو تو معلوم نہیں کہ جو ادھر طعن ہیں وہ کیسے ہونگے مسلمانوں کو لازم ہو کہ ان باتوں کی طرف خیال نہ کریں اور جس طرح کہ اکابر ملک امت اور ہزاروں اولیاء اللہ محبوب کے چلتے رہے ہیں پرچین اور ایک مکر اس نکتے کا یہ ہو کہ نام اپنا بقایا حنفی شافعی کے محمدی رکھا ہی اس سے کہ ہم لوگ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کرتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہیں بر خلاف مقلدین کہ ان لوگوں نے خلاف طریقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو حنیفہ اور شافعی کا طریقہ اختیار کر لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل کو ترک کیا اور یہ نہیں سمجھتے کہ طریقہ ابو حنیفہ یا شافعی کا یعنی طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے اس کے مخالف نہیں اور تسمیہ انکار ان نسبتوں کے ساتھ جو تعلق نہیں ہے ان کے ہر ذمہ تمام اہل حق محمدی ہیں حاجت انکی تکمیل کی کیا ہو اور دوسرے اس زمانے میں جو معروف کتابیں شریفہ اور دوحیہ ہیں شریفہ مشکوٰۃ شریف وغیرہ کا مؤلف اپنے ذہن سے سو افق احادیث نکال کے مقلدین بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیثیں صحیح ہیں میں منحصر ہیں اور تمہارے مسائل صحیح مخالف ان احادیث کے ہیں قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوڑ کے قول ابو حنیفہ اختیار کرتے ہو نہیں کیا کہ بہت سی کتابیں صحیح ہیں ان کی ہر ایک بات میں صحیح ہے اور ہزاروں حدیثیں صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر ان کتابوں میں جو ہیں

فصل چہن اصطلاحات کتاب کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب میں جان آیا ہے مراد اسے امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ ہیں اور طعن سے امام محمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ اور ان سے امام ابو یوسفؒ اور امام ابو حنیفہؒ اور اس کتاب میں حرف صا و جو قلمی سے لکھا کہ مراد کتاب اصل شرح وقایہ ہے اور حرف فاسے زیادات اور جو احادیث ہیں کہ زائد غمہوں اہل کتاب پر ہیں بطریق فوائد کے مراد ہیں اور جان مطلق امام محمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ ہیں اور ایما رابعہ سے امام ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ اور مالکؒ اور امام احمد رحمہم ملو ہیں اور لفظ تینین سے ذکر احادیث میں بخاری اور مسلم مقصود ہیں اور جماعت سے چاروں علمائے باقیہ یعنی ابن ماجہ اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی رحمہم منظور ہیں اور مقصود اصلی تصنیف و تالیف اس کتاب سے فائدہ خلق اللہ کو کیسے کار داور نہ کیا اظہار خطا منظور ہے تو اب یہ بندہ عاصی پر عاصی فقیر حقیر غنا ندان محتاج حجتہ ایزدنا محمد وحب الزمان ولد مولوی سیح الزمان لکھنوی فاروقی حنفی مؤلف اسکا اون صاحبوں کی خدمت میں جو اس کتاب کے مطالعے سے مسرور اور محفوظ ہوں عرض رسا ہے کہ جس جگہ پر اور خطا انسانی کے کوئی قسم کی لغزش ہو چکی ہو پورہ غصہ سے چھپاؤں اور مجھ گنگا را در میر سے والدین اور تمامی عزیز و اقارب اور عائزہ مسلمین کے واسطے دعا خیر کریں اور اس کتاب کے پڑھنے کا طریقہ رکھیں کہ جس جگہ پڑا مبارک حضرت سیدنا مولانا رسولنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آئے آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجیں کیونکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جس شخص پر ذکر کیا جاوے گا وہ اس پر درود بھیجے تو وہ بڑا خلیل ہو اور حقیقت میں بڑے انوس کی بات یہ کہ جو دنیا میں کسی کا دوست ہوتا ہو اس کے ذکر کے وقت مع اللہ نامیں انکی مشغول ہوتا ہو اور جب مجاہد شافع روز جزا ہو تو حضرت جناب بنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر مبارک شہادہ اور پھر لوگ مجرم ثواب و سلام سے ہیں اور جس کی آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ذکر کر لے اور پھر

برجی

رضی اللہ عنہ کا گناہ و جہنم اور تائبین کو اور اور علی کو کلمہ و حوالہ علیہ التکفیرین اور قبل شروع اس کتاب کے بارہویج
حضرت علی علیہ السلام پر درود شریف تین بار اور سورہ اخلاص تین بار اور الحمد یکبار پڑھیں اور ثواب اس کا تمام صحابہ
اور علم اور سب بزرگان دین کو پہنچا دیں بعد اسکے کتاب کو مطالعہ کریں اور پھر بعد فریغ کے بھی ایسا ہی کریں اور
تصدیق کرتے رہیں کہ جتنا علم ہم سیکھتے ہیں یا سیکھاتے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ خدا کے واسطے اور اسکی فرماندگی کیلئے اور عمل کرنے کے لیے
کرتے ہیں اور غرض دنیا اور تحصیل مال کبھی علم سے نہ رکھے کہ بعد رعایت ان سب شرائط کے فرمودہ اللہ تعالیٰ اس کے علم میں برکت دے گا
اور توفیق عمل کی عطا فرما دے گا اللہ عز و جل لَنَا بِالْحَبْرِ وَاجْعَلْ نَحْوَ السَّوْمِ رِثَا بِالْحَبْرِ اللَّهُمَّ كَيْتَبْ

عَلَيْنَا مِهْمَاتِ الْعِلْمِ وَاعْظِنَا عِلْمًا نَأْفَعًا وَفَهْمًا كَامِلًا قُلُوبَنَا شَاشَعًا وَبَطْنَنَا

مُسْتَبَعًا وَحَمَلًا مُقْسِرًا يَا اللَّهُ اغْفِرْ لَنَا وَلِالدِّينَارِ كُلِّهِمْ لِلْسَّيِّئِينَ

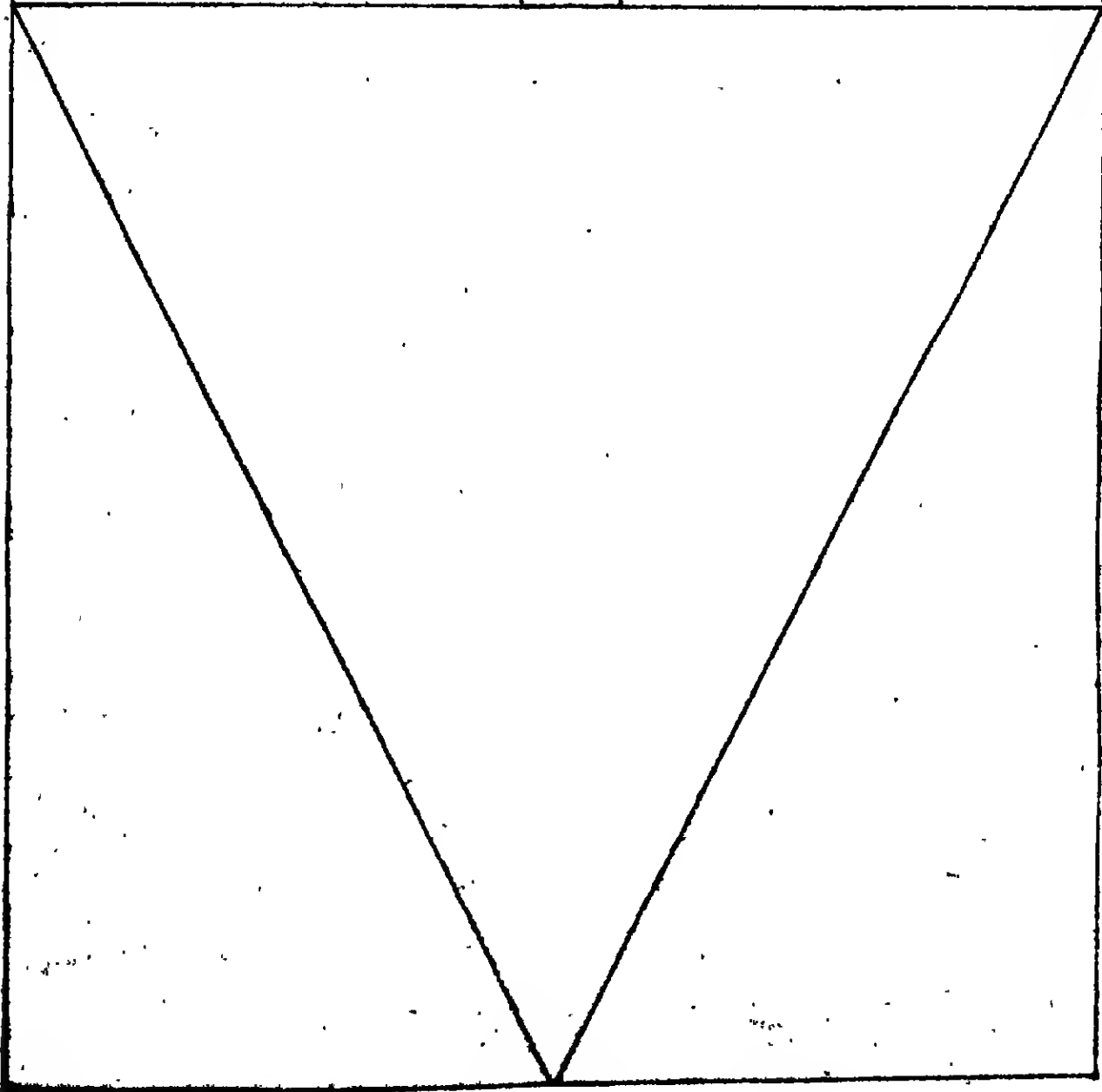
وَالسَّيِّئَاتِ الْأَكْبَارِ وَهُمْ وَالْأَمْوَاتِ أَيْسَرُ يَا رَبِّ

الْعَالَمِينَ كَتَبْتُ مُقَدِّمَةَ الْكِتَابِ وَتَبَلُّغَهَا

كِتَابَ الطَّهَارَةِ اللَّهُمَّ تَعَمَّدْ بِالْحَبْرِ

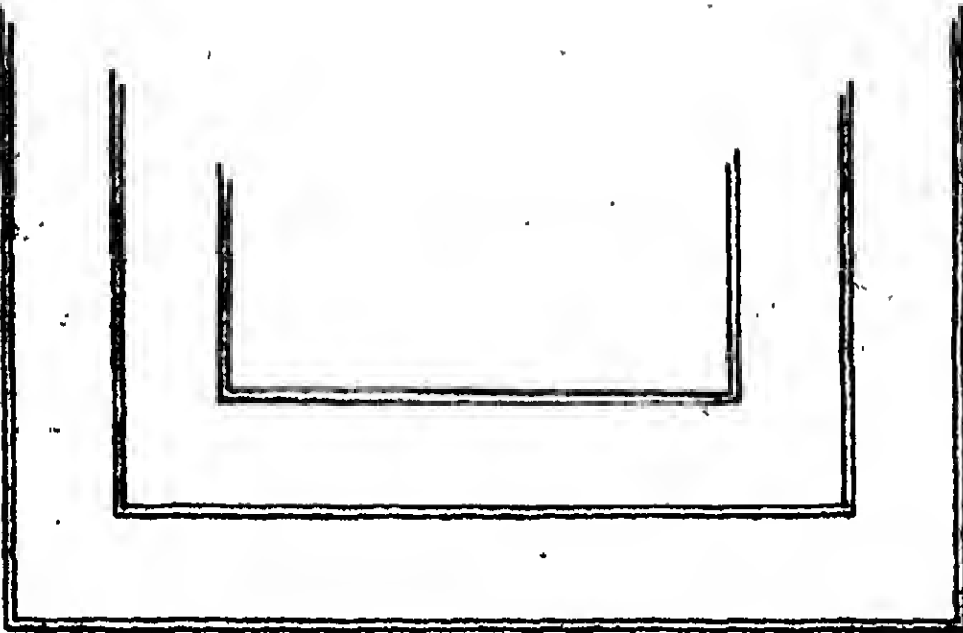
يَا كَرِيمُ يَا وَهَّابُ

وَقَطَّ



فہرست نورالمدنیہ ترجمہ اردو شرح وفتا

کتاب الطہارۃ		کتاب الطہارۃ	
۳۰	فصل کے بیان میں	۳۱	فصل کے بیان میں
۳۲	پانچوں کے بیان میں	۵۰	پانی مستعمل کے بیان میں
۵۴	بلاتین کے مجھوڑ کے بیان میں	۵۸	بیم کے بیان میں
۶۰	بیم کے بیان میں	۶۵	سکڑنے کے بیان میں
۶۴	فصل	۸۰	فصل
فہرست غلیظہ و خفیہ کے بیان میں		استنجہ کے بیان میں	
کتاب الصلوٰۃ		کتاب الصلوٰۃ	
۸۳	فصل نماز کے بیان میں	۸۹	اذان اور اقامت کے بیان میں
۱۱۲	فصل قنوت کے بیان میں	۱۱۵	قنوت کے بیان میں
۱۲۲	فصل رکعات نماز کے بیان میں	۱۲۴	رکعات نماز کے بیان میں
۱۳۱	فصل نماز میں کھڑے ہونے کے بیان میں	۱۳۳	نماز میں کھڑے ہونے کے بیان میں
۱۳۸	فصل نماز کی ہر رکعت کے بیان میں	۱۵۱	نماز کی ہر رکعت کے بیان میں
۱۵۸	فصل نماز کی ہر رکعت کے بیان میں	۱۶۳	نماز کی ہر رکعت کے بیان میں
۱۶۵	فصل نماز کے بیان میں	۱۶۵	فصل نماز کے بیان میں
کتاب الزکوٰۃ		کتاب الزکوٰۃ	
۱۶۷	فصل زکوٰۃ کے بیان میں	۱۸۳	فصل زکوٰۃ کے بیان میں
۱۸۵	فصل زکوٰۃ کے بیان میں	۱۹۰	فصل زکوٰۃ کے بیان میں
فہرست زکوٰۃ کے بیان میں		فہرست زکوٰۃ کے بیان میں	
کتاب الصوم		کتاب الصوم	
۱۹۶	فصل صوم کے بیان میں	۲۰۱	فصل صوم کے بیان میں
۲۱۰	فصل صوم کے بیان میں	۲۱۰	فصل صوم کے بیان میں
۲۲۶	فصل صوم کے بیان میں	۲۲۶	فصل صوم کے بیان میں
۲۳۸	فصل صوم کے بیان میں	۲۳۸	فصل صوم کے بیان میں
۲۳۹	فصل صوم کے بیان میں	۲۳۹	فصل صوم کے بیان میں
۲۳۹	فصل صوم کے بیان میں	۲۳۹	فصل صوم کے بیان میں



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَجُّمُ الْاَوَّلُ كِتَابُ الطَّهَارَةِ

فصل وضو کے بیان میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی ایمان والو جب کھڑے ہو تم طرف نماز کے پس جو لو اپنے
 مونہ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو کر دھو پائون کو ٹخنوں تک قرض وضو میں چار چیزیں ہیں
 پہلے ہونا مونہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لوسے سے دوسرے کان کی لوتک
 اور مس الاٹھ کے نزدیک اگر درمیان کان اور رخسارے کے تر کرے اور پانی نہ بہا دے کافی ہو جیسا کہ کہا ہے
 ابو یوسفؒ کہ وضو کرنے والا اگر تر کرے سب اعضاء وضو کو اور پانی جاری نہ کرے جائز ہے مگر علمائے معنی اسکے یوں بیان کیے
 ہیں کہ ہر عضو سے دو مین قطرے جاری ہو مین اگر چہ درپڑ نہ ہیں دوسرے دھونا دونوں ہاتھوں کا کہنیوں
 سمیت تیسرے دھونا دونوں پیروں کا ٹخنوں سمیت اور امام زکریاؒ کہنے نزدیک کہنیاں اور ٹخنے دھونا قرض میں اور ٹخنے
 روایت میں ہشام کی امام محمد سے وہ بڑی جو چوبچ قدم میں ہونے نزدیک کہہ لکھتے جونی کے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ چوبچ
 ہی جیسے منڈلی کی ہڈی ختم ہونی چوتھے مسح کرنا چوتھا سر کا ف کیونکہ روایت کیا مسلم اور طبرانی اور
 ابو داؤد اور بغوی سے بخیر و بیخیر شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کون مسح کیا اور پیشانی
 اپنی کے اور اوپر عامے اور موزوں کے اور پیشانی کے سے چوتھا سر کے برابر جوتی ہو اور روایت کیا ابو داؤد و ترمذی و
 النسائی کہ کہ دیکھا ہے حضرت علیؓ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور ان کے سر پر عامہ تھا پس لائے ہاتھ اپنا پیچھے عامے کے
 اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر کے سے چوتھا سر کو کہتے ہیں اور روایت کیا ایسا ہی تحقیق نے عثمانؓ نے اور شافعی
 نے اور ان کے سے چوتھا سر کا مسح کرنا حضرت عثمانؓ سے مروی ہو روایت کیا اسکو سعید بن منصور نے اور ابن جریر سے
 صحیح ہو کر کہ لکھا کیا اور ہاتھوں نے ساتھ مسح بعض سر کے روایت کیا اسکو ابن کثیر نے ابی حنیبلہ سے انکار اسکا

وہ وضو نہیں ہے جس کا سر پہلے نہ ہو
 اسکا وضو غلط ہے
 اسکا وضو صحیح ہے
 اسکا وضو صحیح ہے

۱۰۰
 و این کتاب به سبب این که
 لغت را در این
 زبان و گویش
 مستعمل است

7

اسناد میں اسکی اخر میں بیانیہ نشا پوری کا متروک ہو گا ابن القیم نے شرح ابوداؤد میں وحدیث کبیرہ ضعیف جاتا
یعنی حدیث جاہلہ کی بہت ضعیف ہو اور روایت کی ابن عدسہ کی یا سین الزبائت سے انھوں نے ربیع بن خثیم سے انھوں نے
ربیع سے جو صحابی ہیں اور یا سین ترک کردی گئی جو حدیث دسکی ترک کیا اسکو نسائی نے اور جامع نے اور عائشہ کی حدیث
اسی باب میں مروی ہو سند امام احمد میں اور وہ بھی ضعیف ہو اور بھی روایت کی طبرانی نے ابوالدرداء اور امام طبرانی
ابن ابی اوفی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے خلل کرتے اور بھی اپنی کا اور یہ سب شین ضعیف ہیں
اور روایت کی جابر نے ابوبکر سے کہ آنحضرت نے وضو کیا اور خلل کیا اور بھی جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے مستفہ میں لکھی
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے محمدؐ پاس جبریل علیہ السلام سوکا کہ اے محمدؐ خلل کر ڈال دے اپنی کا اور یا سین
اسکی ہمیشہ راوی ضعیف ہو اور روایت ہو عمار سے کہا انھوں نے دیکھا میں نے حضرت کو کہ خلل کرتے تھے اپنی داڑھی کا روایت کیا اسکو
ترمذی اور حاکم اور ابن ماجہ نے اور ایسی ہی روایت کی طبرانی نے عبد اللہ بن زید سے اور انھوں نے ابن عیینہ سے انھوں نے عبد اللہ بن زید سے
انھوں نے حسان بن بلال سے کہ اے محمدؐ وضو کیا سو خلل کیا اپنی داڑھی کا سو کہا گیا کہ کیا فرمایا انھوں نے دیکھا میں نے حضرت کو کہ خلل
کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور ابن حزم نے کہا کہ حسان راوی اسکا بھول ہو اور یہ قول اطل ہی کہیو کہ حسان بہت لوگوں کی روایت
کی ہو کہا علی بن المدینی نے کہ وہ ثقہ تھا اور کسی نے اسکو ضعیف نہیں کیا اور لیکن عبد اللہ بن زید نے اور حسان نے نہیں اپنی حدیث
ایسا ہی کہا ابن عیینہ نے اور ذکر کیا حافظ بن عساکر نے بحار میں ماندا اسکا اور کہا امام احمد نے کہ نہیں ثابت ہی صحیح خلل کرنے داڑھی
کوئی حدیث اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ قتادہ انھوں نے حسان اس حدیث کو اور یہ حدیث صحیح ہی جیسا کہ کہا ابن ماجہ شریف
وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ حَسَّانِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ
عَمْرِائِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُفُ خَلْفَتَهُ وَأَسَدُ اسْمِهِ بَنُو نَكْبٍ مِير
والد علم اور روایت کی ابوعبیدہ بن جراح انھوں نے شعبہ انھوں نے عمر بن ابی دہب خزاعی سے انھوں نے موسیٰ بن مروان بجلی سے
انھوں نے طلحہ بن عبد اللہ انھوں نے عائشہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے خلل کرتے اپنی داڑھی کا اور یہ حدیث
مسند امام احمد میں مروی ہو جیسا کہ اوپر گذرا **صل** ساتویں خلل دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا کرنا انھوں نے خلل دونوں
پیر کی انگلیوں کا کرنا **اف** اسطر میں کہ بائیں ہاتھ کی چھٹلی سے قلم پانوں کی چھٹلی سے شروع کرے اور بائیں
پیر کی چھٹلی پر ختم کرے کیونکہ روایت کی ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے لقیط بن صبر سے کہ فرمایا حضرت
نے جب وضو کرے تو قلم کامل کر اپنا وضو اور خلل کر دو انگلیوں کا اور سب اللہ کرنا کہ اسکے اندر پانی ہو پچاسے میں اگر روزہ دار
ہو تو کہ ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہو اور ہاتھ میں جو حدیث لکھی ہو کہ فرمایا حضرت نے کہ خلل کر دو انگلیوں کو تاکہ خلل
نکڑے الگ جنم کی درمیان اونکے سوا اس حدیث کو داؤد قطنی نے روایت کیا ہو لیکن یہ حدیث ضعیف ہو اور اس باب میں روایت
ہو ابن عباس سے روایت کی ابن ترمذی اور ابن ماجہ نے اور مستور روایت سے روایت کی انسے ابن خزيمة نے اور حاکم اور
احمد اور ترمذی نے **صل** انہیں ہر وضو کو تین بار دھونا **اف** کیونکہ روایت کی نسائی اور ابن خزيمة نے کہ لکھا کہ تین بار
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق وضو کا پوچھا پس دیکھ لایا وضو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دھوا ہر وضو کو تین بار اور فرمایا

جہاں

خون پر اور اگر نماز تو دلیل لیتے ہیں ہم ساتھ اس کے جو روایت کی امام مالک نے مؤطا میں ساتھ سند صحیح کے عبد الصمد بن عمر سے کہ اونکی ناکسیر پھوٹی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اور نماز پر جوڑ تھی اور ایسی ہی روایت ہو علی اور ابی بکر اور سلمان اور ابن عباس سے اور ایسی ہی روایت کی مالک نے سعید بن السیب سے اور عثیم بن جنتی اس باب میں آئی ہیں سب ضعیف ہیں اور وہ جو حدیث نیلے میں لکھی ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ وضو پر خون بہنے والے سے ہر سو روایت کیا ہے اسکو واقفنی اور ابن عدی نے اور دونوں کی سندیں ضعیف ہیں اور دوسری حدیث جو ہاتھ میں لکھی ہو کہ فرمایا حضرت جو شخص قی کرے یا کسی شے سے نماز میں اسکی پس چاہیے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز پر جب تک کہ بات نہ کرے اسکو اور بنی ہاتھ سے روایت کیا ہے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور واقفنی نے روایت کیا اسکو اور ضعیف کیا اسکو اور عبد الرزاق نے معتف میں بات اس کے روایت کی حضرت علی سے اور وہ بھی ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی عادت ہو کہ شیعہ نے کدہ کذاب ہر ص امام شافعی کے نزدیک جو ان راہین کے سوا اور جگہ سے نکلے اس سے وضو نہیں ٹھٹاف اور یہی مذہب امام مالک کا ہے اولام اعلم کا مذہب یہ ہے کہ اگر تھوڑا ہو تو نہیں ٹھٹاتا اور بہت ہو تو ٹوٹ جاوے گا امام شافعی کی طرف سے کہتے ہیں روایت کہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قی کی اور وضو کیا اور یہ ہی حدیث ہاتھ میں لکھی ہو جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا پتانہیں کہ کمال تین ہو اور کہتے ہیں کہ روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھپھنے لگائے اور وضو کیا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو نہیں جاتا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کو واقفنی اور بیہقی نے التفسیر سے روایت کیا ہے اور اسکی اسناد میں صالح بیضا قاتل کا ضعیف ہے کہا واقفنی نے کہ قوی نہیں اور کہا انیمہ حدیث ہے کہ ضعیف ہے اصامام احمد کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہے ایک قطرے یا دو قطرے خون میں وضو کرے کہ ہو بہتا ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہیں جواب یہ ہے کہ روایت کیا اسکو واقفنی نے ابی ہریرہ سے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی محمد بن یثیہ فضل بیضا قاتل کا مذہب یہی ہے ابن جبان نے کہ وہ کذاب ہے اور یہ جو حدیث نیلے میں لکھی ہو اقلس حدیث یعنی قی محدث ہو تو روایت کیا اسکو واقفنی نے دو طریقوں سے اور دونوں طریقے ضعیف ہیں تو اب جتنا چاہیے کہ اس باب میں حدیث عبد اللہ بن عمر کی جو اوپر ذکر کی ہو حدیث صحیح ہے اور بھی امام شافعی کی طرف سے دلیل لیتے ہیں کہ روایت ہے سعید بن السیب سے جوڑے تابعین میں ہیں کہ کسی پھوٹی تھی اونکی میان تک کہ نگین ہو جاتی تھیں اونکیلیان اونکی خون سے اور وہ نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے اور جواب اسکا یہ ہے کہ اسکو روایت کیا مالک نے مؤطا میں اور امام مالک نے ایک روایت میں اس کے ملا سعید بن السیب سے نقل کی ہے اور جب دونوں متعارض ہوں تو احتیاط حسین ہوا وہی عمل کرنا چاہیے اور احتیاط اس میں ہے کہ وضو کرے صحت کے لئے یہ مقام پر چھوڑا ہے تو وضو ٹوٹ گیا اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا ہاتھ نزدیک اس واسطے وضو نہیں ٹوٹ گیا کہ خون نکلنے میں یہ بھی شرط ہے کہ بہتا ہوا ہوا نہ ہو اور یہ خون نہیں صحت اور اگر نہ ختم کو جایا تو اس سے خون نکلا اور تھوڑا نہ گیا اور اگر نہ نکلا تو تھوڑا نہ نکرا وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر کسی چیز کو دانت سے کاٹا اور خون کا دیکھا یا خلل کیا اور لکڑی پر خون غا ہر یا ناگ میں اونکی کی اور اونکی پر خون دیکھا یا ناگ جھاڑی اور او میں سے خون جا ہوا غسل دینے سے اس کے خلاف حسب صورتوں میں وضو نہ ٹوٹ گا اس واسطے کہ بہتا ہوا نہیں ہے اور نہیں ہی خون ہے

حاشا

حاشا

حاشا

یہ کہ ہاتھ کی کھال سے خون نہ نکلے
 ہر طرف سے
 نماز نہ ٹوٹے
 اس کے لئے
 بیان کی ہے
 ہر طرف سے

کتاب طہارت

سب سے پہلے وضو کرنا چاہیے
پھر نماز پڑھنی چاہیے
اور پھر کھانا کھانی چاہیے
اور پھر سو سنانا چاہیے
اور پھر بیٹھنا چاہیے
اور پھر سونا چاہیے
اور پھر کھانا کھانا چاہیے
اور پھر سو سنانا چاہیے
اور پھر بیٹھنا چاہیے
اور پھر سونا چاہیے

نہایت

نہایت

نہایت

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوْذَ مَا مَسَّلَنِي سَاءَ يَخُونُ بَہْتَا هُوَ اَصْلُ اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا اور اسی طرح اگر سونے پہ چھو اور خون اسے مقام تک چڑھ آیا لیکن بانیین وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر با تو ٹوٹ جاوے گا کیونکہ نجس ہی خون ہو جو بہتا ہو اور اسی طرح اگر آنکھ کے اندر آبلہ ہو اور اسپتھو سے اوتا جاوے اور بے نکلے مگر آنکھ کے اندر رہے وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر باہر نکل آوے تو ٹوٹ جاوے گا اس واسطے کہ جو اندر آنکھ کے ہوا سکا پاک کرنا یا دھونا غسل اور وضو میں وغیرہ اور اگر قندلی اور کھلا بہت سا خون لیکن زخم کی جگہ نہ بھری تو وضو ٹوٹ جاوے گا ہمارے نزدیک تیسرے اگر خون تھوک کے برابر ہو اس طرح پر کہ تھوک سرخ ہو جائے اور اگر تھوک خون سے زیادہ ہو تو اور تھوک زرد ہو جائے وضو نہ ٹوٹے گا چوتھے تلخ یا کھانا یا پلٹا بندھا ہوا ہو اور وضو نہ بھر کے ہو تو اور اگر بلغم اور رے یا پیٹ سے پڑے وضو نہیں ٹوٹتا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر پیٹ سے پڑے اور وضو نہ بھر کے ہو تو وضو ٹوٹ جاوے گا لیکن اگر سر سے اترے تو ان کے نزدیک بھی نہ ٹوٹے گا وضو تو اس واسطے ٹوٹ جاتا ہے کہ روایت کی تردید اور ابو داؤد اور نسائی نے ساتھ سند صحیح کے ابی الدرداء سے تحقیق ہے حضرت قی کی پس وضو کیا معدن کہتے ہیں کہ میں ملاقات کی ثوبان کی سیدی مشق میں سو سینے اون سے یہ ذکر کیا کہ انا وضو کر کے چلا گیا ابو الدرداء نے سینے پانی حضرت کے وضو کا ڈالا تھا کہ تردید نے کہ یہ حدیث صحیح تر ہے حدیثوں کی بیچ اس کی اور امام شافعی اور مالک کے نزدیک تو سے وضو لازم نہیں جیسا کہ گذر ا وہ دلیل لاتے ہیں کہ روایت ہے ثوبان سے تحقیق حضرت قی کی پس پانی منگوایا پھر وضو کیا تو سینے کہا کہ ایسا سوال شد کیا فرض ہے وضو تو سے فرمایا حضرت نے اگر فرض ہوتا تو پانا تو اسکو قرآن میں تو اس سے معلوم ہوا کہ تو کرنے سے وضو واجب نہیں بلکہ اگر وضو نہ کیا غار درست ہو جاوے گی تو جواب سکا یہ ہے کہ اس حدیث کو واقفنی نے روایت کیا ہے اور اسکی اسناد میں عتبہ بنیاسکن کا حدیث اسکی ترک کر دی گئی ہے کہ اسکی بیعتی نے کہ اسکی طرف نسبت وضع حدیث کی ہے اور بلغم سے اس واسطے وضو نہیں کہ وہ مانند تھوک غیر ہے کہ اسکی پوشیدہ نہ ہے اگر تھوڑی تھوڑی قی کی پس کہ اگر جمع کیجاؤ تو وضو نہ بھر کے ہو تو سو نہیں امام ابو یوسف کا مذہب ہے کہ اگر ایک مجلس میں ہو تو وضو ٹوٹ جاوے گا اور امام محمد کے نزدیک اگر ایک مجلس سے ہو گا ٹوٹ جاوے گا اور اسکی چار صورتیں ہیں اگر مجلس اور متلی دونوں ایک ہوں امام ابو یوسف اور امام محمد دونوں کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا اور اگر مجلس اور متلی دونوں مختلف ہوں کسی کے نزدیک ٹوٹے گا اور مجلس ایک ہو اور متلی بدل ہو گا امام ابو یوسف کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا اور امام محمد کے نزدیک نہ ٹوٹے گا اور متلی ایک ہو اور مجلس بدل جاوے گا امام محمد کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ ٹوٹے گا اور چھینر ایسی ہے کہ اسکی نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ چھینر نجس بھی نہیں ہے تو خون جب کہ مقام زخم سے جدا ہو گیا ہو اور اسی طرح تھوڑی سی تو بھی اگر ایک روایت میں امام محمد کے نجس ہے کیونکہ نجاست میں کچھ بہنے کا نہیں نہیں ہوا ہے اور قیل اللہ تعالیٰ کا ہے قُلْ لَا آجِدُ مَعِيَ شَيْءًا اَوْ حَيٍّ اِلَّا يَخُشِعُ لِمَا عَلٰى طَاعَتِهِ لَطَعَةً اَوْ اَنْ يَّكُنْ لَا مَسْئَلَةَ اَوْ ذَا مَا تَسْتَفْتُونَ مَعَالَا یہ ترجمہ کہہ تم ہی تم کہ نہیں پانا ہو نہیں تو میں کہ بھیجا گیا طرف میرے حرام کسی کھانے دے پر کہ کھانا اسکو کر کہ جو مردہ یا خون مسخوع یعنی جاری نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ خون مسخوع نہیں حرام نہیں تو نجس نہ ہوگا اور خون جو مقام زخم سے نہیں بہا تو نجس بھی نہ ہوگا پانچویں پہلو یا پیٹھ پر سونا چھٹے اس طرح سونا کہ سر یا نونہ یا نونہ کے یا دونوں ہاتھ کے یا ایک سر پر ہوتا ہو اس طرح پر کہ مقدار اسکا زین سے جدا ہو شاتوین سونا کسی چیز ترکیب کے کہ اگر وہ چیز مٹا لیا جائے تو نہ ٹوٹا

بیوشی توین جنون اور بیوشی میں تفریق بھی داخل ہے کہ چلتے ہیں پیر اور سکا الغرض کرے ف ان چیزوں سے اس واسطے
 وضو جاتا ہے تاہم اگر کعبہ سونے سے وضو جانا رہا فقلت کے سبب تو اس میں بھی سونے سے زیادہ فقلت جوتی ہو ص
 کیا چھوٹے تھوڑے نماز پڑھنے والے بالغ کا اس نماز میں رکوع اور سجدہ ہوا کیونکہ روایت کی وارفتی نے یہ قہر اند
 کے کہ فرمایا حضرت میں نے جسے تم میں سے قہر کیا تو چاہیے کہ عادیہ کرے وضو اور نماز کا یہ حدیث معبد خراعی جو صحابی ہیں اس
 مروی ہے اور ان کے راویوں میں امام ابو حنیفہ بھی ہیں ابن الجوزی نے وہم کیا جو کہا انھوں نے کہ وہم کیا تو میں ابو حنیفہ نے اور روایت کی
 امام ابو حنیفہ نے معبد بن ابی معبد خراعی سے کہ حضرت علی السدیہ سلم الیک من نماز میں یکا یک ایک اندھا آیا ارادہ کرتا تھا نماز کا
 پس کہ پڑھتا تو میں میں ابی ہنیسی ان قوم کو یعنی اون لوگوں کو جو حضرت علی السدیہ سلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے قہر کیا انھوں
 تو جب وقت نافع ہوئے آپ نماز سے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے قہر کیا ہو تو وہ اس عادیہ کرے وضو کا اور مانگا اس حکم پر
 بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ معبد بن ابی ہنیسی صحابی جواب یہ ہے کہ معبد جو تابعی ہیں وہ اور بن کعب کے منہ والے تھے ابو حنیفہ خراعی
 ہیں اور یہ صحابی ہیں اور ایسا ہی صحیح ہے اور اگر مرسل ہو ابی العالیہ پر جو بیڑے تابعی ہیں تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ مرسل سے نزدیک
 محبت ہے جیسا کہ اکثر محدثین نے کہ یہ حدیث مرسل ہے صحیح ہے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی ابن عمر نے کہ فرمایا حضرت نے
 جو کوئی جسے نماز میں پس چاہیے کہ عادیہ کرے وضو اور نماز کا اگر کوئی کہے کہ اسناد میں اس کی بقیہ بیاض اولیہ کا ضعیف ہے تو جواب اس کا
 یہ ہے کہ بقیہ کی روایت اگر مشہور شخصوں سے آئی ہو تو اس کے ہونا مقبول ہے اور سلم نے اس روایت کی ہوتا ہے تو ابی ہنیسی میں کمال
 نہیں امام شافعی کہتے ہیں کہ روایت ہے صحیح ہے کہ فرمایا حضرت نے ہنیسی توڑتی ہے نماز کا اور میں توڑتی وضو کو تو اس سے معلوم ہوا
 کہ قہر سے وضو نہیں ٹوٹتا جواب یہ ہے کہ اسکی اسناد میں عبد الرحمن بن ابی اسحق کا جسکی کینت ابوشیبہ نے ضعیف ہے ایسا ہی
 یہی ہے کہ ائمہ اہل حدیث اسکی منکر ہیں اور وہ کچھ نہیں صل اور اگر لوگ قہر کرے تو وضو اسکا نہیں ٹوٹتا اور اگر نماز میں کوئی
 بالغ یا لڑکا قہر کرے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح سجدہ تلاوت میں تو جو ایسی نماز ہے کہ اس میں رکوع اور سجدہ نہیں ہیں قہر کرنے سے وضو
 نہیں ٹوٹتا بلکہ نماز ٹوٹ جاوے گی اور قہر نماز کو توڑے گا اور یہ شخص جائز ہے کہ نماز میں سجدے ہوئے قہر کیا وضو نہیں ٹوٹے گا اور شافعی کے
 نزدیک وضو قہر سے کچھ نہیں ٹوٹتا بلکہ اسکا ہوتا ہنیسی کی تین تین میں پہلی قہر اس طرح جسے کہ اسکو اور اس کے پانچوں ان کو سنا
 دیکھو نماز اور وضو دونوں کو توڑتا ہے دوسری شکل اس طرح جسے کہ فقط اسکو سنا دیکھو اور اس کے پاس انکو سنا دیکھو اسے نماز دونوں
 وضو نہیں ٹوٹتا تیسری شکل اس طرح پر جسے کہ نہ اسکو اور نہ اس کے پاس ان کو سنا دیکھو اس سے وضو ٹوٹتا ہے اور نہ نماز باہرین مباشرت
 فائزہ اور وہ یہ کہ مرد و عورت دونوں کے ہونا ایک ایک بدن جس سے کہ بدن چھو جاوے اور اگر مرد کا کھڑا ہو اور عورت کی فرج سے
 چھو جاوے امام احمد کے نزدیک اس کے گوشت کھانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ وضو کرنا وضو
 کے گوشت سے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے براہ سے اور صحیح کیا اسکو بھی ثین نے
 اور روایت کی مسلم نے نسل اس کے جابر سے اور احمد نے اس کے اسید سے بیٹے سے تو جواب یہ ہے کہ روایت کی باریک بینی سے اسکا
 حضرت ابن عباس سے کہ حضرت علی السدیہ سلم نے کھلایا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو کیا یہ حدیث قواعد کئی ہیں اس کی ایک
 گوشت کھانے سے وضو نہیں جاتا اور پہلے ائمہ کے اسلام میں حضرت نے فرمایا تھا لو کھلی اچھا کھستے مگر انکے وضو اور

ایک اور ایسی
کتاب بھی

کتابخانه عمومی
مکتبہ اسلامیہ

کے لئے جو کہ

عن ابن عباس

مفتی محمد عیسیٰ بن ابوالفتح الہادی

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

عمر قیصر

॥

جسکو لگی اگر اور یہ حدیث منسوخ ہوگئی بالاتفاق تو یہ بھی ممکن تھا کہ اسے اسلام میں تھا اور ابن نہیں رہا اور یہ بین لگوں کے کہا ہے کہ وہ
کی وارطانی اور بیہوشی سے ان عیال کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو اوست ہے جو نکلنے اور نہیں ہوا اس سے جو داخل ہووے
تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ اوپر ہم نے بیان کیا ص اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اگر کھڑا
زخم سے نکلے تو وضو کو نہیں توڑتا اس واسطے کہ وہ پاک ہوا اور جو اس پر نجاست ہو وہ تھوڑی ہو اور اسی طرح اگر مرد کے ذکر سے
گیر نکلے وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر دوسرے سے نکلے تو ٹوٹ جائیگا اس واسطے کہ دوسرے سے نکلنا تھوڑے کا بھی ناقض ہے اور اگر قبل سے
عورت کی نکلے تو اس میں اختلاف ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہو کر گریپے وضو نہ ٹوٹے گا اور وضو کو نہیں ٹوٹتا
ہر چھوٹا عورت کا فاسد یعنی مثلاً ابوسہلیا اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اس کا چھوٹا امام ابو حنیفہ کے نزدیک وضو
نہیں ٹوٹے گا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جائیگا اگر بیبی سے چھوٹا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوٹا ہو تو وضو
نزدیک بھی نہ ٹوٹے گا اور امام مالک کے نزدیک اور شافعی سے ایک روایت میں اولیہ نہایت کے نزدیک اگر چھوٹا شوہر ہو
عورت کو بھی اوستہ شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر ایسا نہیں تو نہ ٹوٹے گا امام شافعی حجت پاکہ ہیں اس باب میں کہ عورت
کا چھوٹا شوہر وضو کو توڑتا جو اس کے روایت کی ابن ابی حزی نے معاذ بن جبل سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بیٹھے تھے کہ ایک شخص غفلت یا اذیت کے پاس درپوش چھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے شخص میں جو ہونچا کسی سے کہ کچھ ہوا
جماع کے یعنی ٹھکانہ مانقا اور پیار سب کیا سولے جماع کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے کہ وضو کر اچھا وضو پھر کھڑا
ہو پھر نماز پڑھو سوا حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھوٹے سے لازم آتا ہے جو اب کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کے
لیے وضو کا حکم فرمایا تھا واسطے استغفار کے تھا اور دلیل اس پر ہے کہ حضرت نے فرمایا اوستہ کہ نماز پڑھو کیونکہ عورت کے چھوٹے سے کچھ نہ پڑھنا
تو واجب نہیں ہوتا اور بعض تسلیم کے جواب میں کہ جائز ہے کہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی متکرب ہو ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے ہمارے
مذہب میں بھی وضو لازم آتا ہے اور جاری دلیل یہ ہے کہ روایت کی بخاری و مسلم نے عائشہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نماز پڑھتے تھے اور میں حضرت کے سامنے بہت بیٹھی تھی پس جب حضرت سجود کرتے تھے وہ بایں تھے مجھ کو سویرے پہنچا لیتی اور
ایک ایت میں یہ کہ گھر میں میں اس نے چہرہ نہ تھا اور روایت کی بخاری نے ابو حنیفہ کے بیٹے ایک رات کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو تو میں چھو لیا ان کو سا تھا ہاتھ اپنے کے پس کیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اب کیا حضرت سجد میں تھے اور نہ تھے پناہ
مانگتا ہوں میں وضو تیری سے غصے سے اسے آخر حدیث تک اور روایت کی بخاری نے عائشہ سے کہ وہ انکھی کرتی تھیں حضرت کے
اور حضرت احکام میں تھے اور احکام میں مسجد میں ظاہر ہے کہ حضرت نے وضو نہ کیا اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم تھے میری گود میں اور میں حاضر تھی پس پڑھتے تھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عائشہ کی گود میں افضل احوال کو جاننا
نہیں کہ کبھی کہ حضرت نے وفات نے وضو کی ہو یہ حدیثیں کہ صحیح ہیں جب ان کو گود میں جو کہتے ہیں کہ مطلق عورت کا چھوٹا وضو کو
تو اس پر حدیثیں ایسی بہت ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ چھوٹے سے عورت کے اگر شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاتا جو دلیل بھی لاتے ہیں کہ حضرت
مکرم نے فرمایا کہ ابوسہلیا عورت کے چھوٹے میں داخل ہو تو اس وضو کو ردایت کیا اسکو وارطانی نے اس روایت ہی ان حدیث سے
کہ وہ کہتے تھے ہمدانیا عورت کا وضو کو چھوٹا اسکا لمس ہے جو بوسے عورت اپنی کا یا چھوٹے اسکو اپنے ہاتھ سے

تو اوس پر وضو کر اور روایت جو ابن شہاب سے کہہ دیتے تھے کہ بوسہ لینے سے مرد کے عورت اپنی کو وضو کر دیتا کیا ان دونوں کو
 مالک نے مؤطا میں اور روایت کی ابن ابی شیبہ سے حضرت عیسیٰ بن ابی عبد اللہ سے کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ بوسہ لینے سے
 مرد کے عورت اپنی کو وضو کر دیتا ہے عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سنا اور روایت کیا اوسکو امام مالک سے نے مؤطا میں
 بغیر ہند کے جواب اسکایہ کہ روایت ہے حضرت عائشہ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتوں اپنی کا پھر
 پہلے طرف نماز کے اور وضو کیا روایت کیا اوسکو بلال نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے
 اور ابو داؤد نے بھی عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے ضعیف کیا اسکو ابو یوسف بن سعید قطان کہہ کہ یہ کچھ نہیں اور کہا کہ یہ
 اسکی اسناد میں ہر وہ نہیں سنا جواب اسکایہ کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سب ثقہ ہیں اور نہ سننے کی گواہی دینا
 نفی پر کہ ایسی ہر وہ دوسرا جواب یہ ہے عورت تیسلم کہ روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے ضعیف سمیت انھوں نے عائشہ سے
 اگر کوئی کہے کہ زینب یہ بھولہ ہے اور تقریب میں لکھا ہو کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ ہے کہ قبل قرن ثانی یعنی تابعین میں مقبول ہو چکا
 اگر کوئی کہے کہ کجای ضعیف ہے جواب اسکایہ کہ کجای ضعیف ہے امام ابن ماجہ کے ساتھ ہیں واقف کی روایت میں اور وہ بک
 ثقہ ہیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ واقف نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری انھوں نے ابی رزق انھوں نے ابی ہریرہ سے انھوں نے
 عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابی ہریرہ نے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ ترمذی اور ابو داؤد نے اس باب میں حضرت کچھ نہیں
 ہوا جواب اسکایہ کہ ابی ہریرہ تابعی ثقہ ہیں اگر بالفرض نہ سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہے اور مرسل چار سے نزدیک حجت ہے
 دوسرا جواب یہ ہے کہ واقف نے علل میں کہا کہ روایت کیا اسکو ہریرہ نے ثوری سے انھوں نے ابی رزق سے انھوں نے ابی ہریرہ سے
 انھوں نے اپنے آپ تو اب یہ حدیث موصول ہو گئی اور ترمذی کے قول سے نہیں لازم آتا کہ جہاں میں کیسے نزدیک کوئی حدیث
 صحیح نہیں ہوئی جائز ہے کہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں نہ پہونچی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابی ہریرہ سے ابو حنیفہ
 اور ثوری نے روایت کیا ابو حنیفہ نے تو لایا حفصہ سے اور ثوری نے عائشہ سے تو اختلاف نہیں ہوا جواب اسکایہ کہ ثوری واقف
 دونوں بڑے اماموں سے ہیں اور ممکن ہے یہ بات کہ ابی ہریرہ کی کو ایک حدیث حفصہ سے پہونچی ہو اور دوسری عائشہ سے ثوری نے
 عائشہ کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حفصہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی نقلوں میں اختلاف ہے عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کی
 کہ حضرت بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ داغ دیتے تھے اور سوا عثمان کے اور لوگوں نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اسکا
 یہ ہے کہ یہ امر بعد ثقہ ہونے والوں کے کچھ پرانوں اور جائز ہے کہ یہ دو حدیثیں ہوں اور روایت کی واقف نے عائشہ سے کہ پہونچا اور
 قل ابن عساکر بوسہ کے وضو کرنا اور انھوں نے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور روزہ داغ دیتے تھے اور وضو نہیں کرتے
 تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض لوگوں نے ابن شہاب سے کہ روایت کی سعید بن جبیر نے محمد بن عمرو بن عطاء سے انھوں نے
 عائشہ سے انھوں نے حضرت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال میں
 نہیں جانتا پس اگر ثقہ ہو تو حجت ہے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لکنا ماقطابین مجرکہ کہ ابن شہاب کو بقی نے خلافیات
 میں دس طریقوں روایت کی ہے ابو حنیفہ کیا اسکا کہوں کہ جواب یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی جزی سے بارہ و چون روایت کیا اور چون
 ہو جاتی ہے اور جو بعض منہجین حجت پر مبنی ہے کہ روایت ہے ابو امامہ سے کہا انھوں نے کہا سنیے کہ ابو موسیٰ صلوات اللہ علیہ وسلم نے نماز کے

پھر پوسہ لے لیں اپنے کا اور کھیلے اس کی ٹاٹ جاتا ہوا وضو اس فرمایا نہیں تو یہ محبت ضعیف ہے کیونکہ روایت کیا اس حدیث کو
 داؤد قطنی نے اور سنا دین اس کی رکن بنیہ عبد اللہ کا ترک کر دی گئی ہے حدیث اس کی اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے سنائی
 میں ابن عباس کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہر پچ پوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس کا
 تو جب اتنی حدیثیں اس باب میں ضعیف اور صحیح آئین تو یہ بات اس کے نزدیک جو منصف ہے ظاہر ہو گئی کہ حضرت وضو نہیں کرتے
 تھے پوسہ وغیرہ سے اور یہی خیر ہے امام ابو حنیفہ اور امام محمد و امام ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگر چھوٹا عورت کا بشہوت
 بھی ناقض وضو ہوتا البتہ حضرت کی ازواج سے ضرور منقول ہوتا باوجود اس بات کے کہ انکو بہت حرم بھی مسئلہ بیان کرتے ہیں
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلطت ان کے ساتھ بہت کہتے تھے جیسے کہ روایت کی حاکم نے عایشہ سے کہ میں ہوتا تھا کوئی دن
 لیکن حضرت اس دن ہمارے پاس آتے تھے اور پوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوٹے تھے ہکو اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب
 عورت کے چھوٹے سے وضو نہیں جاتا تو پھر اللہ تعالیٰ کے قول میں اس سے کیا مراد ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَوَلَسْتَ تَمُرُ الْإِسَاءَ
 یعنی تم کہہ کر اگر نیا لڑکا پانی جب کہ چھوٹا ہو تم پر توں کو جواب دے گا یہ ہے کہ اس مراد اس کلمہ جماع ہے جیسا کہ امام عبد اللہ بن عباس نے
 صراحت چھوٹا لڑکا بھی وضو کو نہیں توڑتا کیونکہ روایت کی نسائی اور ترمذی اور ابو داؤد نے طلق بن علی سے
 کہ حضرت پوچھے گئے اوس شخص سے جو چھوٹے لڑکا پنا پھر وضو کرے سو فرمایا حضرت نے کیا ہو وہ مگر لڑکا تم میں سے اور روایت
 کیا اسکو ابن جابر اپنی صحیح میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ترمذی حدیثوں کی
 اس باب میں اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسناد اسکی مستقیم ہے نہ مضطرب اور روایت کی طحاوی ابن المدینی سے صحت اسکی جیسا
 کہ آگے آویگا اصل اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونوں سے ٹوٹ جاتا ہے ورنہ دلیل دینی یہ ہے کہ روایت ہے کہ حضرت
 صفوان فرمایا حضرت نے جو کہ چھوٹے لڑکے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابویسہ
 ترمذی نے اور صحیح کیا اسکو احمد و داؤد قطنی اور یحییٰ اور بخاری نے اور ہماری حدیث کو علی بن المدینی کہ جو استاد میں بخاری
 کے کہا انھوں نے کہ طلق کی حدیث اچھی ہے ہمارے نزدیک بشیر کی حدیث نقل کیا اسکو طحاوی اور کما عر علیہ علی غلام نے
 کہ حدیث طلق کی ہمارے نزدیک ثابت ترمذی حدیث بشیر سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی ہے کہ قوی
 جو شافعی مذہب ہیں کہتے ہیں کہ مطابقت حدیثوں میں جب کہ ممکن ہو سکے وجہ ہو تو اس جگہ دونوں حدیثیں مطابقت کی صحیح ہیں
 مطابقت اس طور پر ہو سکتی ہے کہ حدیث بشیر میں وضو کے معنی ہاتھ دھونا ہے تو یہ حکم یعنی ہاتھ کا دھونا تعجب ہے اور اگر کوئی کہے کہ مطابقت
 جب واجب ہے کہ دونوں حدیثیں جانیہیں کی قوی ہوں اور اس جگہ حدیث طلق کی ضعیف ہے جبکہ یہ کہ حدیث طلق کے لاؤی بن
 سب ثقہ ہیں تو سبوقت علی بن المدینی اور عمر و غلام اور بطریق اور ابن جابر اور ابن حزم و امام طحاوی اور ترمذی یہ لکھ صحیح کہن ہیں
 احتمال ضعیف کا نکالنا صرف وہم ہو گا اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے ماسوا اور بہت سی حدیثیں ہیں
 اسکا یہ ہے کہ اسوا ان دونوں حدیثوں کے دونوں طرف حدیثیں ہیں لیکن ضعیف ہیں اور حدیثیں امام شافعی کے مذہب کی ہیں
 روایت ابویسہ کہ فرمایا حضرت نے جو شخص چھوٹے لڑکے کو تو جیسا کہ وضو کرے اور سنا دین اسکی اسحق بن عبد اللہ شکر کہ
 اور ابیسیہ ہی سفیان بن عیینہ کا اور روایت ہے امام حنیفہ سے کہ فرماتے تھے جو کہ چھوٹے لڑکے کو وضو کرے

اور انزال کو نہ تو جانیے کہ غسل کرے اور نہ جو غٹنے روایت نقل کی ہو کہ جب عورت لذت وغیرہ کے خواب میں اور تری ہو تو
 غسل واجب ہو اور اسکو شمس اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اس پر عمل کیا جاوے گا تو دلیل اسکی یہ ہے کہ روایت ہی امام سلمہ رضی اللہ عنہما سے لاکھون نے
 پہنچا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے کہ عورت نہ کھجے خوب میں جو مرد کھجے تو فرمایا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سلمہ سے کہ جب کچھ تو غسل کرے
 تو جواب دیکھا کہ اگر اس پر خود دیکھتا ہو یعنی نہی بھی دیکھتا کہ دوسری روایت میں بھی صحیح سے آیا اور بھی امام سلمہ رضی اللہ عنہما سے
 کہ فرمایا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سلمہ نے غسل کرے جب کچھ پانی کو واللہ اعلم کو علیؓ رضی اللہ عنہ سلمہ سے کہ جب ہو جائے اسکو رکھا
 قبل یا دبر میں من صورت میں غسل دونوں پر یعنی فاعل و مفعول پر جب ہوگا فاعل کی روایت ہوسن بن ماجہ میں علیؓ رضی اللہ عنہ
 رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سلمہ نے جب کھل جاوین دونوں ختنے غسل واجب ہوتا ہے اور روایت کی طحاوی نے
 عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سلمہ جب تھے دونوں ختنے بناتے تھے اوجھ میں روایت ہوالی ہریرہ رضی اللہ عنہ
 فرمایا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سلمہ نے جب کہ بیٹھے ایک تم میں کا درمیان چاروں کونوں کے یعنی اپنی عورت کے پھر جماع کرے اس سے
 تحقیق کہ غسل واجب ہوا اگر یہ انزال ہوا اور عایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے اسکا ذکر روایت کی یہی
 ہنی ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی نے رافع بن خدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کی تیسری نے طاہر بن
 اسکے اور طاہر بنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول ہونچا اور روایت کی دقطنی نے افراد میں ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما
 کہ فرمایا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سلمہ نے جب تجاوز کرے ختنے سے انزال ہو یا نہ تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور عی بن منصور نے اپنے
 مسند میں مانع حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو اور جو حدیث بیہ میں لکھی ہو کہ فرمایا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سلمہ نے کہ جب
 لمجاے ختنے سے اور غائب ہو جائے سزا کو تحقیق غسل میں واجب ہوا انزال ہو یا نہ تو روایت کیا اس حدیث کو طحاوی نے اور
 میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور عی بن ماجہ سے سند اپنی میں اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ نے عی بن ماجہ سے اور عی بن ماجہ سے
 کہ فرمایا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سلمہ نے جب لمجاے ختنے سے اور غائب ہو جائے سزا کو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور روایت کیا اسکو ابن ابی
 نے اپنی مصنف میں اگر اس جگہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے روایت کے کہ فرمایا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سلمہ نے کہ پانی یعنی غسل پانی
 سے پہنچنی منی نکلنے سے ہو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور سلمہ اور دارمی اور احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے
 یہ حدیث سے اسلام میں تھا اب حدیث منسوخ ہو گئی اس سے جو روایت کی احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور دارمی نے
 ابی جیکے جب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا او غٹو کہ یہ حکم کرانی پانی سے جو تھا حضرت اول اسلام میں پھر منسوخ کیا گیا اس سے حدیث جاتی
 رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان اور کمالی نے کہ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اس جگہ کہ کہی کہے کہ ابن ماجہ اور
 دقطنی نے یقین کیا اسکا کہ نہ ہری نے میں سنا اس حدیث کو سلمہ سے اسکا کہ حافظ بن حجر نے کتاب الوتر میں ایسا واقع ہوا کہ معلوم
 ہوا ہے اس سے حدیث منقطع ہو گیا اسکا یہ کہ سند ابو داؤد کی صحیح ہے اسکا کہ حدیث کے کہ ترمذی نے کہا کہ حدیث میں ابی ہریرہ
 ہوں حدیث صحیح ہو گئی اور یہ حدیث کو سند میں کہ سند میں باطل ہے حدیث منقطع ہو گیا کہ ممکن ہے کہ حدیث میں سنا ہو اسکا کہ حدیث کے کہ سند میں
 سند میں حدیث کی سند میں کہ سند میں باطل ہے حدیث منقطع ہو گیا کہ ممکن ہے کہ حدیث میں سنا ہو اسکا کہ حدیث کے کہ سند میں
 سند میں حدیث کی سند میں کہ سند میں باطل ہے حدیث منقطع ہو گیا کہ ممکن ہے کہ حدیث میں سنا ہو اسکا کہ حدیث کے کہ سند میں

وہ پاک ہو پانی اور علال ہر مردہ اور سکا کتا ترندی نے کہ پوچھا میں نے محمد بن اسماعیل سے کہ میں نے کہا کہ اس میں
 کہ حدیث صحیح ہے اور باقی تفصیل اس کی خوب شیخ ابن السہام نے فتح القدر عاشیہ ہدیین میں لکھی ہے ص اور برف کے پانی سے اگر چاہو نہ
 اور اگر چاہو تو جائز نہیں ہے کیونکہ جس صورت میں برف مائع پانی کے ہو تو حکم اس کا پانی کا سا ہے وضو جائز ہوگا اور
 جس صورت میں جمی ہوئی ہو تو وہ پانی میں داخل نہیں کیونکہ پانی کی حقیقت میں بہنا بھی داخل ہے ص جائز ہے وضو اس پانی سے
 جو کسے کھے بد بودار ہو گیا ہو یا اسکے کسی صفت کو پاک چیز نے مثل خاک یا اشیان یا مایوں یا زعفران کے بدل دیا ہو
 اس واسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہے اور روایت کی نسائی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا روز فتح کے
 ایک بتن سے کہ وہ میں نے لڑنے کا تھا اور تفصیل فتح القدر میں ہے ص اور نام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہو کہ پاک کرنا
 اس سے مقصود ہوتا ہے تو وضو اس جائز ہو مگر یہ کہ غالب ہو جاوے اور پانی کے مثلاً گاڑھا کرے اور اس کی رقت اور سیلان
 دینے کو کھوٹے تو وضو اس جائز نہیں اور اگر وہ چیز ایسی ہو یعنی اس پاک کرنا مقصود نہ ہو تو اس صورت میں اس سے دونوں
 روایتیں ہیں ایک روایت میں غلبہ شرط ہے یعنی اگر غلبہ پانی پر نہ کرے تو وضو جائز ہے ورنہ ایک روایت میں غلبہ شرط نہیں یعنی چلبہ
 غالب ہو چلبہ نہ ہو وضو اس جائز ہے ورنہ ابی امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز پانی میں مل گئی ہو زمین کی قسم سے نہیں وضو اس
 پانی جائز نہیں اگر چہ غالب ہو ورنہ ابی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ص اگر پانی جاری میں کوئی
 چیز پھینچ جائے اور پانی اس کا یعنی رنگ بو مزہ نہیں وضو اس جائز ہے اس واسطے کہ نجاست اس میں نہ ٹھہر گئی بلکہ بہ جائے گئی
 ایسا ہی ہے عیسیٰ میں واللہ اعلم بالصواب ص پوشیدہ نہ ہے کہ جاری کس کو کہتے ہیں علم کا ہمیں اختلاف ہے بعض لوگ نزدیک پانی جاری
 اسے کہتے ہیں کہ گھانس اور تنکے وغیرہ کو بہا لیا جائے اسی کو صاحب شرح وقایہ نے اختیار کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ جاری
 وہ ہے کہ بسکولوگ جاری سمجھیں اور اسی کو درخت کے تن میں اختیار کیا ہے اور حق سیر نزدیک ہے کہ جاری اسے کہتے ہیں کہ اطلاق
 جریان اس میں پایا جاتا ہو اگر کبھی کسی ضعیف ہو واللہ اعلم ص تو اگر نندی اور چڑھ کے پانی چلاوے پانی رسان رسان نکلتا ہے وضو اس سے جائز
 ہو کیونکہ وہ پانی جاری ہے اور پانی ضعیف میں جو آہستہ بہتا ہے اس طرح وضو کے کہ پھر پانی مستعمل کو نہ دیکھا کیونکہ وہ جلوس کے پچھلے میں اتنی
 دیکھ کے کہ پانی مستعمل چلاوے مستعمل پانی کا بیان آگے آجایا کہ پانی مستعمل نہیں ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 اور سکا ذکر آگے ہم کر چکے ص اگر عرض وہ درود کہ ہم ہوا ایک طرف اس میں پانی آتا ہے اور دوسری طرف سے نکلتا جاتا ہے ہر طرف
 میں اور جس کے وضو جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ہر درخت میں ہے یہ قطعاً یعنی اسی پر فتویٰ ہے ص اور بعضوں
 کے نزدیک اگر چار در چار ہے یا کم تو جائز ہے اور اس سے زیادہ میں جائز نہیں اور اگر پانی بد بودار ہوگا اور معلوم ہو جاوے
 کہ بد اس کی نجاست ہے وضو اس سے درست نہیں اور اگر معلوم ہو کہ وضو جائز ہو کیونکہ کسی بوسبب زیادہ کھنے کے ہو جاتی ہے
 واللہ اعلم اور اگر مردہ اکتار دان ندی میں پڑا اور اسکے عرض کو نہ کیا اور پانی کٹے کے اور پھاری ہو اگر وہ پانی جو
 کٹے سے ملا ہو کہ ہے اس پانی سے جو کٹے سے الگ ہو اسکے شیب میں وضو جائز ہے ورنہ نہیں جائز ہے فقیر ابو جعفر نے کہا ہے
 کہ جہنم اسی پر اپنے مشائخ کو پایا ہے اور امام ابی یوسف مروی ہے کہ اگر کوئی وصف پانی کا نہیں بدلا ہے تو اس سے وضو کرنے میں کچھ
 خوف نہیں اور اگر پانی میں ایسا جانور مر جاوے کہ پانی میں پیدا ہوتا ہے اور زمین میں پیدا ہو گیا ہے اور مینڈک وضو اس سے جائز ہے

اصحاب قلعے کے معنی جو صاحب ہاتھ بیان کیے شاید وہ شایع وقایع میں سے لیں۔ واللہ اعلم۔ اور جو پانی بتائیں اس میں
 اگر نجاست پڑی ہو یا جو کہ تھوڑا ہو یا بہت و مخلوط جائز نہیں۔ **باب** جانا چاہیے کہ بیان میں مذہب میں شک ہے کہ پانی جو جاری
 نہیں اس میں اگر نجاست پڑی ہو تو نجس ہو یا بجایا پانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ حوض وہ درودہ ہو اور اسکا ذکر آگے آئے گا
 تو اس صورت میں مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام عظیم کا ہے اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ کچھال پانی ہو تو نجس نہ ہوگا اور یہ مذہب
 امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا ہے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ پانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اسکا کوئی وصف نہ بدلے پانی نجس
 نہ ہوگا اور یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا ہے امام عظیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم
 اور ترمذی اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پشیا ب کرے ایک تم میں کو بیچ
 اس پانی کے جو جاری ہو پھر غسل کرے اس میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ غسل کرے کوئی تم میں سے پانی داغ کے اور وہ
 جنب ہو کہ اس طرح کرے ایسا ہریرہ کہہ لے لے اس سے لینے کو یعنی کسی چیز کے مثلاً لے کر اپنے اوپر پانی لے لے اور حضرت نے منع کیا ہے
 جھٹے پانی میں پشیا ب کرنے سے روایت کیا ان دونوں کو مسلم نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگوں نے روایت کیا کہ اس کو مسلم
 کئی طریقوں سے اور بخاری بھی اور چاروں عالموں نے اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہے اور اس حدیث سے معلوم
 ہوتا ہے کہ جو پانی جاری نہیں وہ نجس ہو جاتا اور الا منع کرنے سے کچھ فائدہ ہوگا اور بھی روایت بھی میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کجاگے کوئی تم میں سے اپنے خواجے سوئیلے باہر پانچ برتن بیان تک کہ دھو کر اس کے تین بار کیونکہ وہ نجس جانتا
 کہ گمان رہا تھا کہ اسکا اور یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے اور روایت کیا اس کو مسلم نے اس طریقوں سے اور روایت کیا اس کو ترمذی
 نے اور کہ اس صحیح ہے اور اس باب میں روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور بھی روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ابی داؤد اور ابی
 اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہے اور بھی روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ پانی اور لکڑی اور لکڑی کے مذہب کی دلیل
 یہ ہے کہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ لکڑی اور پتھر کے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پانی سے جو کہ پتھر اور جگلوں میں اچھلتے ہیں
 اس پانی چار پائے دھو کر لے آئے کہ جب جو پانی تھوڑا تھا یا کچھ اور روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
 اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور عاکم اور ابن خزمہ اور داؤد اور قطنی اور یحییٰ وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جابر
 ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت میں ابو داؤد کی ہے کہ وہ نجس ہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو داؤد قطنی نے اور ابی ہریرہ
 چونکہ سند میں اس لفظ سے لے لے ہیں اذ اکاث الماء اربعین قلۃ یعنی جب ہو پانی چالیس قلۃ اول
 ان نو کا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقوں میں کہ کچھ نجس ہے اور
 بعضوں میں کہ کچھ نجس ہے شے اور پتھر یا لکڑی اور پتھر میں ایک اور نہیں ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ساتھ اس لفظ کے
 اذ اکاث الماء قلۃ من خاصۃ ذلک ام کثیرۃ شے اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ
 کے اذ اکاث الماء قلۃ من فصاعدا کو کثیرۃ شے اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض روایتوں میں
 تو ابن عمر رضی اللہ عنہما صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض میں ابن عمر رضی اللہ عنہما صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض میں
 قطنی کی روایت ابن مسکمر نے بھی کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں تو طہتین اور ثلثین ہوں یا تین اور بھی

روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پونچھ بجو پانی چالیس قلعے پر در تھال
 سکے گنجاست کا اور کنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ یہ حدیث صحیح نہیں غلط کیا ہے اس میں قاسم بن عبد اللہ مرقی اور سیوطی اور کاتب
 کیا اور کہا کہ روایت کیا اسکو واططنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اسکو واططنی نے اور روایت کیا اسکو واططنی نے
 ساتھ سند صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قال اذ ابکع السماء اربعین قلعة لم تستس یعنی جب پونچھ بجو پانی چالیس قلعے نہیں
 ہوگا اور بعض روایتوں میں ہوا اربعین غمرا یا اور بعضوں میں اربعین دلوں اسو اس حدیث کی نقلوں میں اضطراب ہوا اور بعض
 حدیثوں میں آیا ہے لا یجوز شیء اور بعضوں میں کہ یجوز لکھتے اور بعضی سند میں اسکی اختلاف ہو رہی اسامہ پر
 کھی تو کہتے ہیں عن النبی بن کثیر عن محمد بن عیسیٰ بن جعفر اور کبھی کہتے ہیں عن محمد بن عیسیٰ بن جعفر بن
 النبی بن کثیر اور جواب سکا یہ ہے کہ جائز ہے کہ ابی اسامہ دو روایت سنا ہوا ہے اس حدیث میں ابی اسامہ کا عن عبد اللہ بن
 عبد اللہ بن عمر اور وہ ہے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر اور اسکا یہ جواب ہے کہ وہ دونوں بیٹے عبد اللہ بن عمر
 رضی اللہ عنہ کے ہیں دونوں نے روایت کی ہوگی اور کبھی ان حدیثوں میں ایک روایت میں ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما
 صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک میں ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما صلی اللہ علیہ وسلم اور جواب اسکا
 یہ ہے کہ جائز ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے بھی سنا ہوا ہے اور آپ بھی سنا ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن
 اضطراب نقلی اس حدیث میں بیشک بہت ہے کسی میں ہوا ثلثین اور ثلثا کسی میں ہوا اربعین قلعة کسی میں ہوا اربعین
 غمرا کسی میں ہوا اربعین دلوں کہا امام طحاوی نے لا یشترک فی ثلثین اور ثلثا علی الشاک یعنی ترک کیا ہے حدیث میں
 کو اسواسطے کہ وہ روایت کی گئی ہے دو قلعات اور میں اگر کوئی کہے کہ چالیس قلعوں کی روایت ضعیف ہے تو اعتبار اسی دو ثلثین کا ہے اور کثرت
 میں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ واططنی نے نو مستندوں میں اربعین قلعے لکھے ہیں اور ان میں سے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہے اور
 ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح صیحا اور ہر ذکر کیا گیا اور اضطراب نقلی تو اس میں پایا گیا اور اضطراب معنوی جو بعض لوگوں نے بیان کیا ہے
 اور کہا ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ یجوز شیء یعنی نہیں نکلیا اسکو کچھ ولیک میں کہ یجوز لکھتے یعنی نہ ڈھانچا نکلتا
 کو یعنی نہیں ہوگا تو یہ کچھ نہیں کیونکہ اکثر روایات کے معنی کننا مخالف ہے اور بعد یہ کہ چونکہ گنجاست کا موقوف کرنا ثلثین ہے اور اسکی کچھ
 و غیر میں اللہ تعالیٰ ایک شرط ہے حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعیف اسناد بھی ہیں بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ صاحب ابی ضعیف
 صحیحہ ابن داؤد اور بعض نسخہ ہدیین میں سنہ بھی ہے اور وہ غلط ہے کیونکہ سنن میں ابو داؤد کے کہیں اسکا ذکر نہیں کیا
 شیخ ابن الہمام نے وقیل لعلہ فی علل سننہ یعنی کہا گیا کہ یہ غیر سنن میں ابو داؤد کے ہے واللہ اعلم اور کما شیخ ابن الہمام نے
 فتح القدیر میں قد مر صلی اللہ علیہ وسلم فی القاضی اسمعیل بن ابی اسحق و ابن ابی اسحق و ابن ابی اسحق و ابن ابی اسحق
 المساکین بن یعنی جن میں ضعیف کیا اس حدیث کو ان میں سے ہیں حافظ بن عبد البر اور قاضی اسمعیل بن ابی اسحق اور ابو بکر
 بن سنن مالکی لوگوں نے یعنی ان لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور براہ میں ہے عن ابن النبی لا یثبت حدیث
 الثلثین یعنی روایت ابن النبی سے کما موصول ثابت نہیں ہوتی حدیث ثلثین کی اور کما صاحب قاموس سفر السعادت
 میں باب اذ ابکع السماء ثلثین کہ یجوز لکھتے قال جماعة لا یجوز فی حدیث یعنی باب ثلثین میں کما جماعت نے

اولیٰ

میں جو کہ کسی چیز سے

میں

میں

میں

گوشت اوس جانور کا جو کھانا نہیں جانا ذبح کر کے سے پاک ہو جاگیا اس پر فتویٰ نہیں بلکہ فتویٰ اس پر ہو کہ کھال اوس کی پاک ہو جاتی ہو اور گوشت نہیں پاک ہو تا جس کا در مختار میں ہے **هَذَا لَا يَحْتَجُّ مَا يَتَّقَى بِهِ وَلَا نَفْسًا فِي الْفَيْضِ الْقَتْلُ** سے علیٰ طہارت یہ بیسی صحیح ہے وہ فتویٰ دیا جاتا ہے ساتھ اوس کے اور اگرچہ کما فیض میں کہ فتویٰ اور ہاکی افسکے کے ہوا فتح القہر میں جو کہ بھی صحیح ہو اور اسی کو اختیار کیا تو شارحین نے مانند صاحب عنایہ اور صاحب نہایہ کے صلہ پانچ چیزیں مرنے کی پاک ہیں بال اور بڑی اور کھڑ اور سینک چٹھے اور آدمی کے بال اور بڑی بھی پاک ہوتے کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ سے کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے سے گوشت اوس کا لیکن کھال اور صوف سو نہیں ہرج ساتھ اوس کے اور ضعیف کیا اوس کو ساتھ ضعیف عبد الجبار بن مسلم کے اور منع ہو کہ چونکہ ذکر کیا اگلوں جان نے ثقات میں سو حدیث درجہ حسن نہیں اور ترکی پھر کھال اوس کو دارقطنی نے ابی بکر بڑی سے انھوں نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا انھوں نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے **ثَلَاثٌ لَا يَجِدُ فِيهَا أَوْحَى إِلَيَّ مَخْرَجٌ مَّا عَلَى طَائِعٍ يَطْعَمُهُ لَأَكْلُ شَيْءٍ مِّنَ الْمَيْتَةِ حَلَالٌ لِّمَا أَكَلِ وَجَعًا فَأَمَّا الْجِلْدُ وَالْقُسُودُ وَالشَّعْرُ وَالطُّوْفُ وَالشَّيْءُ وَالْعَظْمُ فَحَلَالٌ لِّمَا أَكَلِ** لا یؤثر کے بیسی لیکن کھال اور سینک اور بال اور صوف اور دانت اور بڑی سوکل اوس کا حلال ہو اوس واسطے کہ وہ تزکیہ نہیں کیے جاتے اور کما دارقطنی نے کہ ابو بکر مہر کوک ہوا اور بھی روایت کی دارقطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں ہرج ہرج مسک مردہ کے اور نہیں ہرج ہرج ساتھ صوف اوس بال اور سینک اوس کے کہ جب دھو لیا جائے ساتھ پانی کے اور ضعیف کیا اوس کو ساتھ ابی یوسف بن ابی السفر کے اور روایت کی بقیہ نے عمر بن خالد سے انھوں نے فرمایا وہ انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے ساتھ عاج کے روایت کیا اوس کو بقیہ نے اور حجت یہ ہو کہ عاج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ کہ خرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ہار صندل اور دو سنگسار باج اور اوس کی اسناد میں حمید اور سلیمان دونوں راوی مہول ہیں اور ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقا کما زہری نے بیچ بڑی مردہ کے مانند باقی وغیرہ کے کیا اسنے بہت لوگوں کو علمائے سلف سے کہنگی کرتے تھے اوس اور تیل ڈالتے تھے اوس میں اور کچھ ہرج نہیں دیکھتے تھے اوس میں اوس ہلات زہری کے وہ صحابہ میں یا بڑے بڑے تابعین اور کما حاکم کہ نہیں ہرج ہرج ساتھ ریشون مرنے کے اور کما ابن سیرین دارلرحیم نے نہیں ہرج ہرج ساتھ تھانہ عاج کے اور روایت بقید کی اپنے شیوخ مہول سے ضعیف ہوا اور انہما فی صاحب کے نزدیک چیزیں جس میں اور دلیل ملے ہیں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو خون اور ظن اور یالون کو اوس واسطے کہ وہ مردہ ہیں اور جواب سکایہ پر کہ اسناد میں ابی عبد اللہ بن عمر پر کما ابو حاتم نے کہ حدیث میں اوس کی مشکوٰۃ کتب میں اور میں محل اوس کا صدق نزدیک ہے اور کما ایسا ہی ہے علی بن اکسین نے ادیک حدیث یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نفع لیا جائیگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور بھی حدیث ضعیف ہے واسطہ علم صلہ اور جس شخص نے اپنے ٹوٹے دانت کو اپنے منہ میں رکھ لیا اور ناز بڑی نماز اوس کی جائز ہو اگرچہ درم سے طرہ جاوے اور نام غمر کے نزدیک اگرچہ سے زیادہ ہوگا ناز نہیں دہرت ہوگی و ہا کر نزدیک اس واسطے ناز جائز ہوگی کہ دانت بڑی ہو اور بڑی انسان کی پاک ہے

پانی غالا جا بگا وہی ہو جو اور گندی اور بکری کا پیشاب جس پر اولاد امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیونکہ حضرت خولاء
 کہتے ہیں کہ تم پیشاب سے اور مطلق ہشال ہر جانور کے پیشاب کو اور میں پیش کو روایت کیا حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ
 اور بشرط بخاری اور مسلم کے ہر روایت کیا اسکو وہ مطلق نے النسخی ابو حنیفہ سے اور بھی روایت کیا اسکو بزرگ نے عباد بن مسعود
 رضی اللہ عنہ اور امام محمد رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب میں جانوروں کا بھکا گوشت کھایا جاتا ہے پاک ہو اور دلیل دینی یہ ہو روایت
 کی بخاری و مسلم نے کہ انی ایک قوم جو تین تین سے سینے میں حضرت پاس آئے جلندہ ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ
 باہر نکلیں اور صدقے کے اونٹوں کا دودھ اور موت پیوین آخر حدیث تک اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حکم اول اسلام میں تھا اور
 یہ حدیث متفقہ ہے ساتھ اوس میں پیش کے کہ جسکو حاکم نے روایت کیا ہے واللہ بالصواب اور دو امین موت اون جانوروں کا جو
 حلال میں امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک میاری میں جانور نہیں اور دلیل دینی یہی حدیث ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ نہیں کھیں گئی شفا بخاری اوس چیز میں جو حرام کی گئی تھائے اور پر اولاد امام محمد رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے بیانا
 اوسکانے عذر کے بھی کیونکہ وہ اونکے نزدیک پاک ہے اور احتیاط اس میں ہے کہ اوسکو حتی الامکان نہ پیے اور امام ابی یوسف کے
 نزدیک حلال ہے واسطے دو اے اگر اور دو پاک موجود ہو اور یہی قول صواب ہے اور تاویل اوس حدیث کی جس سے امام محمد
 رحمہ اللہ علیہ دلیل لاتے ہیں یہ ہے کہ حضرت نے شفا اونکی پیشاب سے اونٹوں کے دھبی سے پانی ہو گی واللہ اعلم بالصواب
 اور اگر ممکن ہو تو دو آدمی جسکو پانی میں پھان ہو میں کر دین اور عتبا پانی بتا دین کہ بیچ ڈالا جاوے اور امام محمد کے نزدیک
 دو سو ڈول یا تین سو پینچین و اور زامین ہے اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو بھی کافی ہو جاوے اور روایت ہوا
 ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے کہ سو پنا جاوے گا سے متوضی پر اور ایک روایت میں اونسے سو ڈول کہتے ہیں چاہے اور روایت ہے کہ پانی پو
 سے کہ ایک گڑھا بقدر کنونین کے کھودین سو اوس میں پانی پھرن جب وہ بھر جاوے تو پھر کنونین ایسا ہی ہوا ہی میں اولاد امام محمد
 نزدیک تین سو ڈول نکالے جاوین اور سی برقی ہر جیسا کہ بیچ نصاب کے ہر حال اور اگر گتے کے شلی مرغی کے مرغے چالیسوں کے
 ساٹھ تک کنونین و کیونکہ روایت ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہ کما انھوں بیچ مرغی کے کہ جب مرجاؤ کنونین میں پچھنے جاوین
 اوس چالیسوں ایسا ہی ہے ایسے میں اور یہ حدیث مجاہد میں ملی کہ کہنے اسکو روایت کیا ہے لیکن روایت کی طحاوی شرح آثار میں
 حاکم بن یحییٰ کہ کما انھوں بیچ مرغی کے کہ پڑے کنونین میں اور مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیسوں یا پچاس بھر وضو کیا جاوے
 اوس اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہر روایت الفقہ میں ہے کہ چالیسوں نکالے جاوین جیسے کہ روایت کی عنہ حاکم بن یحییٰ اور بھی روایت
 کی شعبی سے کہ کما انھوں بیچ مرغی کے کہ پڑے کنونین میں اور مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیسوں یا پچاس بھر وضو کیا جاوے اور
 روایت کی ابو نعیم کہ کما انھوں بیچ مرغی کے کہ پڑے کنونین میں اور مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیسوں یا پچاس بھر وضو کیا جاوے اور
 ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے کہ مرغی کنونین میں اگر مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیسوں یا پچاس بھر وضو کیا جاوے اور
 کنونین میں اگر مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیسوں یا پچاس بھر وضو کیا جاوے اور اگر مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیسوں یا پچاس بھر وضو کیا جاوے اور
 سے بیچ بیچ جانور کے کیونکہ روایت ہے انس سے کہ کما انھوں بیچ مرغی کے کہ پڑے کنونین میں اور مرجاؤ نکالے جاوے اور
 نکالے جاوے اور میں بیچ بیچ ایسا ہی ہے ایسے میں اور یہ حدیث میں نہیں پائی اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار میں

اولاد امام محمد رحمہ اللہ علیہ سے کہ سو پنا جاوے گا سے متوضی پر اور ایک روایت میں اونسے سو ڈول کہتے ہیں چاہے اور روایت ہے کہ پانی پو
 سے کہ ایک گڑھا بقدر کنونین کے کھودین سو اوس میں پانی پھرن جب وہ بھر جاوے تو پھر کنونین ایسا ہی ہوا ہی میں اولاد امام محمد
 نزدیک تین سو ڈول نکالے جاوین اور سی برقی ہر جیسا کہ بیچ نصاب کے ہر حال اور اگر گتے کے شلی مرغی کے مرغے چالیسوں کے
 ساٹھ تک کنونین و کیونکہ روایت ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہ کما انھوں بیچ مرغی کے کہ جب مرجاؤ کنونین میں پچھنے جاوین
 اوس چالیسوں ایسا ہی ہے ایسے میں اور یہ حدیث مجاہد میں ملی کہ کہنے اسکو روایت کیا ہے لیکن روایت کی طحاوی شرح آثار میں
 حاکم بن یحییٰ کہ کما انھوں بیچ مرغی کے کہ پڑے کنونین میں اور مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیسوں یا پچاس بھر وضو کیا جاوے
 اوس اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہر روایت الفقہ میں ہے کہ چالیسوں نکالے جاوین جیسے کہ روایت کی عنہ حاکم بن یحییٰ اور بھی روایت
 کی شعبی سے کہ کما انھوں بیچ مرغی کے کہ پڑے کنونین میں اور مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیسوں یا پچاس بھر وضو کیا جاوے اور
 روایت کی ابو نعیم کہ کما انھوں بیچ مرغی کے کہ پڑے کنونین میں اور مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیسوں یا پچاس بھر وضو کیا جاوے اور
 ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے کہ مرغی کنونین میں اگر مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیسوں یا پچاس بھر وضو کیا جاوے اور
 کنونین میں اگر مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیسوں یا پچاس بھر وضو کیا جاوے اور اگر مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیسوں یا پچاس بھر وضو کیا جاوے اور
 سے بیچ بیچ جانور کے کیونکہ روایت ہے انس سے کہ کما انھوں بیچ مرغی کے کہ پڑے کنونین میں اور مرجاؤ نکالے جاوے اور
 نکالے جاوے اور میں بیچ بیچ ایسا ہی ہے ایسے میں اور یہ حدیث میں نہیں پائی اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار میں

مکتبہ اسلامیہ
لاہور
پانی میں جانورن کے چھوٹے

جانورن کے چھوٹے پانی میں

پانی میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہنچ کر فرمایا کہ میں جو کھینچا جاؤ گا پانی اوسکا اور بھی رویت کی اجازت
 الفارۃ اذ لا کبارۃ فی البہرۃ فانی صاحتی یغلبک الماء یعنی جب چھوٹا پانی یا جانور چارپا یہ کھینچ پانی اوسکا بیان
 کہ مغلوب کرے شکوہ پانی اور روایت کی برابر ہم بھی سے کہ اگر جو ہر گز نہ نکلے جاوے اور اس میں سے بقدر چالیس ڈول کاوش بھی اور
 حماد اور ابی ہریرہ سے تا بعین میں ص اور ڈول وسط کے ہون ف یعنی بیچ درمے کے ٹہرے نہ چھوٹے اور
 بیچ درمے کا ڈول اور سے کہتے ہیں جو شعل ہو ہر شہر میں اور روایت کی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ڈول ایسا چوبیس
 ایک صاع پانی آتا ہے یعنی پونے دو سو یا دو سو ویر بحساب وزن ہندوستان کے اگر اگر ڈول ہو تو حساب کر کے برابر کر لیں اور
 اگر ڈول چٹا ہو تو کوئیں سے نکلے تک اگر آدھا پانی چھوٹا ہو تو فوراً نہوگا اور اگر آدھے سے کم گتا ہو تو جانتے ہوگا عیساکر بیچ لڑہی
 کے نہ لگنا فی جمیع النہج ص اگر کوئیں سے نجاست نکلے یا حیوان مریض اکلے اور پھولا یا پھٹا نہیں ہو اور معلوم نہیں
 کہ کس وقت اگر ہوا صاع کے نزدیک سکی نجاست کا حکم لکھ دین ایک ماہ کے کرینگے اور اگر پھولا یا پھٹا ہو تو نجاست کا حکم قریب ن تین
 رات کیا جاوے گا تو اول صورت میں ایک دن ایک رات کی نمازین پھر قضا کی جاوے گی اور دوسری صورت میں تین دن تین راتیں
 رات تک کی جاوے گی اگر وہ پھل اس پانی سے اتنے روزوں و ص کو نہا ہوگا اور اسی نماز پڑھی ہوگی ص اور امام محمد ابو یوسف
 کے نزدیک جس وقت کہ وہ جانور یا وہ نجاست معلوم ہو اسی وقت سے حکم نجاست کا کرینگے چھوٹا آدمی اور گھوڑے اور جانور کا
 گوشت حلال ہے پاک ہے اور چھوٹا کتے اور سور اور رنڈن کا نجس ہر ف لیکن چھوٹا کتے کا تو اس واسطے کہ فرمایا حضرت علی
 علیہ السلام نے بیچ کتے کے کہ اگر موندلے برتن میں دھویا جاوے تین تہے یا بیچ متہے یا سات بار روایت کیا اسکو واططنی نے ابی ہریرہ
 رضی اللہ عنہ اور کہا کہ تنفرو ہو اساتھ اس حدیث کے عبد الوہاب بن نفیل اسمعیل سے اور وہ متروک ہے اور سوا عبد الوہاب کے روایت
 کرتے ہیں اسمعیل سے سات بار وھو کوئیں کہتا ہوں کہ صحیحین وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات بار وھو روایت کیا گیا
 اور تین بار الفاظ منکرہ اور خلاف روایت ثقاکت ہے اور روایت کی واططنی نے ساتھ منہج کے عطا فیہ فعل ابی ہریرہ رضی اللہ
 عنہ کا کہ جب کتا سونہ ڈالتا تھا برتن میں پانی بہا دیتے تھے اوسکا پھر دھوتے تھے اوسکو تین بار اور روایت کیا ابن عدی
 کامل میں ابن عدی کو اور اسناد میں ابی حنین بن علی کہ اسمعیل سے کہما ابن عدی کہ نہیں ہا ہوں میں واسطے کہ اسمعیل کے کوئی
 حدیث منکرہ اس کے اور نہیں دیکھتا ہوں میں کچھ حرج ساتھ اس کے حدیث میں آوایا نام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کے ہونہ
 ڈالنے سے سات بار دھویا جاوے گا کیونکہ روایت ہے صحیحین اور جامع ترمذی وغیرہ میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت
 علی علیہ السلام نے نبی کے کتاب میں تھامے ہیں تو دھو ڈالو اسکو سات بار اور اعتیاطا میں کہ سات بار دھو ڈالو اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
 علیہ سے کہ اگر گاہ نجس ہو میں چھین بھی کیا ہے نہ نجاست کے تو دیکھا کہ تین بار دھونا اونسے واجب ہے تو حکم کیا اس میں بھی ہے
 ایسا ہی قالہ اتکوا بالظناب اور چھوٹا سور کا اس واسطے نجس ہے کہ وہ نجس میں ہو اور چھوٹا رنڈن کا اس واسطے کہ گوشت اور کھا
 نجس ہے اور اوسے سے لعاب پیدا ہوتا ہے کہ فی اللہ ص اور چھوٹا بلی اور اس مرغی کا جو چھوٹی چھتی ہے اور پندون تھکاری
 اور شہرات الارض کا کڑوہ ہر ف لیکن پاک ہے بلی کا چھوٹا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلی کا چھوٹا نجس
 نہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلی کا چھوٹا کھایا اور کہا کہ وہ نجس نہیں اور وہ پھر نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور تحقیق

دو ضرب ہیں ایک ضرب جو واسطے مونہ کے اور دوسرا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہیںوں تک روایت کیا اسکو جا کرنے اور
 کہا کہ صحیح الاسناد ہے اور نہیں اخراج کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور کما دنا مطلق نے رجا لہ کلمہ نقات یعنی رجال اوسکے
 سب ثقہ ہیں اور مجتہد کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی باب میں اور روایت عمرو بن العاص سے ایسی ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنب کو تیمم جائز ہے حدیث اگر گئے آویگا ص جب کہ پانی پر قادر نہ ہوں یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو
 کافی ہو تو اگر جنب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو واجب نہ ہوگا اولام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تک کہ اوہل کے
 لیے تیمم کرے لیکن اگر جنب کو محدث بھی ہو تو وضو واجب ہوگا تو تیمم واسطے جنابت کے ہو بالاتفاق اور جب کہ وضو کو واسطے
 اتنا پانی ہو کہ بغض اعضا دھو سکا ہو اور بغض نہیں دھو سکا تو اوس میں بھی جنابت ہو جائے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بغض کو دھو کر اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نہ پائے یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل و
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں ص اور میل تیس ہزار حصہ فرسخ کا ہوتا ہے اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 پانسو گز کا ہوتا ہے یا ہزار گز تک ف کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے چھ جہز کے ٹوٹ
 آیا حصہ کا کریم بن نعمین تیمم کیا اور مسح کیا مونہ اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور غار چڑھی حصہ کی بھر داخل ہوئے مینے کو اور
 آفتاب بلند تھا سو نہ ٹوٹا ہمار کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جوف نام ایک مقام کا ہے اور مرد ایک میل پر ہے و تیمم
 سے ص یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہووے تو تیمم جائز ہے یا ایک میل جانب
 غیر توجہ میں ہووے کہ نے جانے میں دو میل ہو جاوے تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا تیمم جائز ہوگا اور پہلی
 صورت کے موافق جائز ہووے گا ف اور مختار قول اول ہے ص وہ سب احزاب کو قدرت پانی کے استعمال کی نہیں یا قدرت
 ہے لیکن خوف زیادتی مرصن کا ہے اور اسکو تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہووے گا کہ خوف
 تلف عضو کا ہووے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو و ان کنت فو مں ضلی املایہ یعنی اگر ہو تم میرا اختیار کر سو
 تیمم کر و مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دوسرے ص اور اگر استعمال پانی کا سو ہی ضرر کرتا ہے یعنی بیمار دیکھا
 یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیا تیمم جائز ہے ف اور یہ جب ہو کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہے امام حنبلیہ
 کے نزدیک صاحبین کے نزدیک تیمم کرے ص اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا درندے وغیرہ کے بھی
 جائز ہے یا جس کے خوف یعنی اگر پانی سے وضو کر لیا تو پیاسا رہ گیا یا پانی کسینہ نقطہ پینے کے واسطے مباح کیا ہے اور وضو
 یا غسل کی اوس اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جائز ہو کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہو تیمم اسکو
 جائز ہے اگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جائز ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مباح بھی ہو سکا جائز ہے اولام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور اگر واسطے
 وضو کے ہو یا پانی جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا تھی موجود نہ تو بھی تیمم جائز ہے ف اس واسطے ان صورتوں میں تیمم
 جائز ہے کہ قدرت پانی کے اوپر تحقق نہیں ہوتی ص اگر نماز عید کی قضا ہو یا خوف ہو و دست ہو کہ تیمم کے نماز شروع ہو کر
 اور بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جائز ہو کہ اگر وضو کر لیا نماز جاتی ہوگی تیمم سے بگاڑنا جائز نہ ہے

اور تیمم کرنا واجب ہے اگر پانی نہ ہو

باب تیمم کے بیان میں
 علیہ السلام نے تیمم کیا

امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نہ کرے اور اگر تیمم سے شروع کی تھی اور تیمم سے پہلے کسی چیز سے نہ ہو اور اگر نماز بنا رہے کی فوت ہوئے کا خون یا تیمم جائز ہو یا نہ ہو باوجود اسکے کہ مسح اور تندرست ہو اور پانی موجود ہو صحت رکھتی ہو جائز نہیں و یا یعنی اس جنازے کا جو ولی ہو اور مسکوتہ تیمم جائز نہیں اس واسطے کہ لوگ اس کا خود انتظار کریں گے صحت اور اگر خون فوت نماز جمعہ یا کسی ایک نماز کا پانچ نمازوں میں سے ہو تو تیمم جائز نہیں اور دوبارہ ہاتھ دینا تیمم میں نہ فرض ہے ایک تو واسطے مسح کو نہ ہونے کے بعد دوسرے واسطے مسح کرنے دونوں ہاتھوں کے مسح کہیںوں کے و یا اور یہی قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد کے نزدیک ایک بار ہاتھوں کو طہیہ اور مسح ہونا ہوتا تھا ہتھیلیوں تک کرے قبل ہاتھ سے مذہب کی ایک تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گندری ہے دوسری لیل حدیث عمار بن یاسر کی ہے کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سونا یا ہتھیلیوں یعنی کو اوپر پٹھ کے اور نہ جھالاسی سے کچھ مسح کیا سونہ پٹھ کا ایک بار پھر مارا ہتھیلیوں اپنی کوٹھی پر مسح کیا ہاتھوں اپنے کو روایت کیا اسکو ابن ماجہ رحمہ اللہ علیہ نے تیسری لیل حدیث ابی ہریرہ کی جو اوپر روایت ابن ابی کبشہ اور سند او کی ضعیف ہے اور چوتھی لیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ایک شخص گندہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چائے یا شہاب سے نکلے تھے تو سلام کیا اس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو توبہ جواب دیا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک کہ قریب ہوا وہ شخص کہ چھپ جائے کسی گلی میں تو مارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اپنے اوپر پٹھ کے اور مسح کیا اور اپنے اپنے ہونہ پر پھر مارا دوسری بار مسح کیا ہاتھوں اپنے کو کہیںوں تک پھر جواب دیا سلام کا اس شخص کو اور فرمایا کہ جو سلام دینے سے نہ وضو ہونا مجھے مانع آیا تھا روایت کیا اسکو ابو داؤد ابن جریر طبری نے اور روایت کیا کہ حدیث کو طبری مختلف الفاظ سے اور عامل ذکر کیا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی محمد بن ثابت ہے اور سنن ابو داؤد قال ابو داؤد سمعت احمد بن حنبل یقول روای محمد بن ثابت یہ حدیث کا منکر اسے فی الصحیحین قال ابن داسقہ قال ابو داؤد ولم ینکح محمد بن ثابت فی ہذا الفقہ علی شرطین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ فہم فی عمل ابن عمر یعنی کہا ابو داؤد کہ سنائے امام احمد بن حنبل سے کہتے تھے کہ روایت کی محمد بن ثابت نے ایک حدیث منکر تو میرے کہ ابن عباس نے کہا ابو داؤد کہ نہیں متابعیت کیا باوجود محمد بن ثابت سے اس کے اوپر دوبارہ ہاتھ دینے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا ہے اسکو لوگوں نے فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا متقی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کا سوتو قاضی میری اور پانچویں لیل حدیث اسامہ کی اور ابن عمر کے کہ دھلایا مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کیا مارا واسطے سونہ کے اور دوسری بار مارا واسطے دونوں ہاتھوں کہ کہیںوں تک روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اور علیٰ خراج کیا اسکا ابن مردودہ غیر نے اور سنن ابی یوسف بن جریر ضعیف ہے لیکن وہ مقتضی حدیث ہمارے اور چوتھی لیل حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دوبارہ ہاتھ مارا ایک بار واسطے سونہ کے اولیک بار واسطے دونوں ہاتھوں کہ کہیںوں تک روایت کیا اسکو دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے اور سناد میں اسکی جریر بن حریث ہے کہ کہا ابو داؤد نے کہ منکر یہ حدیث ہے ساتویں لیل حدیث ابو جریج کی حاکم اور بیہقی اور طبرانی اور دارقطنی وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

جواب اول

اوسکے لیے جائز ہو جاوے گا اور اگر کافر نے شہادت کے وقت کیا اور پھر مسلمان ہوا تو نماز اوس سے جائز ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک بہت نہیں اور یہ طرح اگر ساتھ میں کسی بھی کیا تب بھی خلاف ہے اور تیمم درست ہے نماز کے وقت میں اور وقت سے پیشتر بھی درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک قبل وقت کے درست نہیں و فی دلیل ہماری یہ ہے کہ تیمم جب خلیفہ مطلق ٹھہرے اور وضو کا تو قبل وقت کے بھی جائز ہوگا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صلیب پاک کرنے والی ہے اس کے مسلمان کے اور اگر چہ ہمارے پانی دریا اوس کے اوپر دلائل کرتا ہے اور اس حدیث کو حدیث کیا تمہاری اور ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا تمہاری سنہ کہ یہ حدیث صحیح ہے اور وہ صحیحین میں پانی بھرے اور وہ نہیں بلکہ کاپانی پاک اور دوسرے کا پاک ہے اور صلیب میں جاتا کہ جس کو پانی کون ہو تو اس صورت میں ہمارے نزدیک تیمم کے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کرے اگر ایک شخص نے پانی پینے سے مانگا اور اس نے ندیہ تمام اسکو جائز ہے اور اگر بعد نماز پڑھنے کے دیا تو نماز جائز ہے نماز کو پھر پڑھا اور اسکا ٹوٹ جاوے گا و اگر چہ وقت نماز کا باقی ہوا تو نہ غسل اور طحاؤس اور کھول اولین میرین اور نہ ہری کا یہ ہے کہ نماز کا ٹوٹنا واجب ہے اگر وقت باقی ہو دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ وہ شخص مکے سے ہوا اور وقت آیا نماز کا اور پانی اٹکے پاس تھا تو تیمم کیا صلیب پر اور نماز پڑھ لی پھر پانی پایا اور دو لون نے پور وقت باقی تھا سو ایک نے اون سے پانی پھر پڑھی اور دوسرے نے نہ پڑھی اور کئے دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور دونوں نے یہ بات عرض کی تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو جس نے نماز نہیں پڑھا تو سنو کہ اسکو اور جس نے پڑھا تو اس سے کہنا کہ تھے دوبارہ اجر پر ارجاع کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور حاکم اور دارمی نے صحیح اور اس سے اپنے رفیق سے پانی مانگا اور تیمم نماز پڑھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہوئی اور صاحبین کے نزدیک نہیں درست ہوئی اور ہمارے میں ایسا بھی ہے اور بسطوطین ہے کہ اگر اس نے بغیر مکے نماز پڑھی نماز درست ہوگی اور بھی بسطوطین ایک جگہ ایک ہے کہ اپنے رفیق سے پانی مانگے کہ قول میں بن زیاد پر مانگے کہ مانگنا اولت کی بات ہے اور اس میں حرج ہے اور تیمم واسطے رفع حرج کے ہے اور جو اب اسکا یہ ہے کہ پانی وضو کا اگر مخرج کیا جائے اور کچھ چیز کہ احتیاج کی ہو اس کے مانگنے میں کچھ اولت نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت حاجتیں بنی غیر وک مانگی ہیں اور زیادت میں لکھا ہے کہ ایک شخص ساؤ تیمم سے نماز پڑھ رہا ہے اور دیکھا اس نے کہ ایک شخص کے پاس بہت سیلانی ہے اور اسکو گمان غالب ہوا کہ نیچا یا شک ہو گا نماز پڑھ لیا تو اس نے تھوڑے اور جب کہ باہر نماز کے دیکھا تو بغیر مانگے نماز پڑھنا اسکو تیمم سے درست نہیں اور اگر نماز کے اندر گمان غالب یہ ہوا کہ دیکھا تو نماز تھوڑے اور پانی مانگے اور بھی زیادت میں ہوگا بعد فارغ ہونے کے نماز سے پانی اوس کا لیا اور سینہ وید یا نماز پڑھے اور یا قیمت دستوں کے موافق مانگے اور اسکو دوسرے قدرت ہے پانی لیا اور نماز پڑھ دوسرے کو اور اگر اس نے مانگا کیا نماز اوس کی ہو گئی اور بعد نماز کے پھر اگر وید یا نماز کو پھر پڑھے لیکن تیمم ٹوٹ جاوے گا اور اگر اس نے نماز میں پانی دیکھا اور گمان کیا کہ دیکھا اور یا شک کیا اور تو پڑھ دیا نماز کو تو اگر باقی جائز تھا تو پڑھا ہو گیا اور اگر نماز کیا تو تیمم باقی ہو اور اگر گمان غالب ہو کہ دیکھا اور پھر نماز نہ تو پڑھی اور پوری پڑھ لی پھر بعد نماز کے مانگا تو اگر دیکھا یا نہیں ہوئی اور اگر دیکھا کیا تو نماز تمام ہوئی اور ایک تیمم سے فرض و نفل چاہے پڑھے یا یعنی ایک تیمم سے چاہے دو نماز میں یا زیادہ فرض پڑھے ایک وقت میں یا کئی وقتوں میں اوس جتنے چاہے نفل پڑھے خواہ نفل دس فرض کی تبعیت میں ہوں یا نہ ہوں

ایک کتاب کا نام
 ابو ذر رضی اللہ عنہ
 مدظلہ
 علیہ دیادرات
 امام محمد بن حسن
 شیبانی کتاب
 قدیمی ہے
 عم فیض

الحکم

حضرت علیؓ کے نزدیک ایک تیمم سے دو نمازین پڑھنا جائز نہیں اور یہی قول ہے کہ جو فرض کی تمت میں ہو مکمل ہماری
یہ حدیث جو کہ میں پاک کر دے والی جو مسلمان کی اگرچہ نہ پائے اپنی دس میں روایت کیا اسکو بہت زیادہ حدیث میں اسکا ذکر کیا
اور لایم شافعی میں کہ پڑھنے میں قول بن عباس رضی اللہ عنہ من الشک ان لا یصلہ بالکثیر اکثر من صلواتہ وایکذا
یعنی شافعی بات جو کہ پڑھی جائے ساتھ تیمم کے کثرت ایک نماز سے اتنی جگہ الذکر قطعی والی حدیثی رافعی نے کہا جو کہ سنت
جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی قوم سے امتداد میں روایت مرفوع کے ہوا ایسا ہی ہوا شریعت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ
نے مختلف میں اور مروی ہے مروی میں منی اسکو کہ وہ تم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ایسا ہی تھی دیتے تھے قنادرہ روایت کیا
اسکو درقطعی نے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ تم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے روایت کیا اسکو یحییٰ نے اور ابو اسحاق یحییٰ
کوئی شریعت میں جو کہ ایک نماز میں عباس بن کمال بن ابی نعیم نے روایت کیا ابو یوسف نے حسن بن محمد سے اور وہ دونوں متروک ہیں
کہا کہ حسن بہت ضعیف ہے اور اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں مجاہد بن ارطاة جو ترک کیا اسکو عبد الرحمن بن عدی اور یحییٰ بن سعید
قطان اسکا احمد و درقطعی نے کہ تمت نہیں پڑھی جاوے گی اور اسکا کہ یحییٰ بن یحییٰ نے روایت کیا کہ وہ فوی نہیں اور شریعت میں
یعنی اسکا اور میں انقطاع ہے اور شریعت میں عمر کا اسناد میں اس کے ماحول ہے ضعیف کیا اسکو احمد وغیرہ نے اور تشریح کی اسکی
یہو ماتم نے اور مسلم نے پھر بھی معاض حدیث مرفوع کا نہیں ہو سکتا ہو گدا اور کوئی بغض الکتب اور بھی اسکا عمل استحباب
ہو کر سکتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق کہ سنت ہے یعنی وہ نہیں سمجھتا کہ اسکا عمل اسکا عمل اسکا عمل
شافعی نے سفر السعادت میں کہ ایک حدیث میں حدیث صحیحہ انا یکتھ لکل فیضہ تیکمما جدیدا ابل آمن یہ
مطلقا اقامۃ مقام الوضوء یعنی نہیں پایا میں نے کسی حدیث میں کہ حضرت تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے بلکہ
کیا حضرت علیؓ علیہ السلام نے تیمم کا مطلقا اور قائم کیا اسکو مقام وضو کے متقی اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے حملہ سے وضو میں
ابو ہیم سے ایسا ہی اور یہی قول ہے حسن اور عطاء کا اصل جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہو تیمم کو بھی توڑتی ہو اور پانی پانا اتنا کہ اسکی طہارت کو
کافی ہو تیمم کو توڑتا ہو تو اگر دشمن نے موافق وضو کے پانی پایا اور وضو نکلیا اور پھر باقی غلا تو پہلے تیمم اسکا ٹوٹ گیا ابے سرا
تیمم کرے اور جبے اگر تمام بدن کو دھویا لگوٹھیا اسکی باقی رہی اور پانی ہو چکا بعد اسکے حدیث ہو گیا اور دونوں حدیث کے
لیک ایک تیمم کیا بعد اسکے اتنا پانی پایا کہ وضو اور پیچھے دو لوں کے دھو کو کفایت کرے تیمم دونوں حدیثوں کا باطل ہو گیا اور اگر اتنا ہی کہ
نہ وضو کو کفایت کرتا ہی نہ پیچھے دھوئے کو تیمم دونوں حدیثوں کا باقی رہا اور اگر فقط غسل کو کفایت کرتا ہو غسل کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا
اور وضو کے حق میں باقی ہو یا فقط وضو کے لیے کفایت کرتا ہو پیچھے دھوئے کو کفایت نہیں کرتا ہو وضو کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور غسل کے
حق میں باقی ہو اور اگر اتنا پانی ہو کہ اس فقط وضو ہو سکتا ہو یا فقط پیچھے دھونا دونوں میں سے کسی سے پیچھے دھو کو دھو ہو اس
غسل میں باقی رہی تھی اب جو تیمم واسطے حدیث کے تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب پھر تیمم کرے اور امام ابی یوسف
کے نزدیک ہی تیمم کافی ہو اگر اس سے پہلے تیمم کر لیا حدیث کا اور بعد اسکے پیچھے دھو یا امین بھی دو روایتیں ہیں ایک روایت میں
پھر تیمم کرے اور دوسری روایت میں وہ تیمم کافی ہو جاوے گا اور اگر اس سے اس پانی سے پیچھے نہ دھو یا لگوٹھیا پہلے وضو کیا نہایت کے حق میں
ابو یوسف تیمم ٹوٹ گیا دونوں روایتوں میں اب پھر تیمم کرے اور اگر غسل نے وہ تیمم کیے تھے ایک واسطے بنا ہو کہ اس واسطے حدیث اسکا پھر باقی

سن ۱۰۰
سن ۱۰۰
سن ۱۰۰
سن ۱۰۰

اس حدیث میں اس کا ذکر ہے
اس حدیث میں اس کا ذکر ہے
اس حدیث میں اس کا ذکر ہے
اس حدیث میں اس کا ذکر ہے

و غیرت کیا جیسے پہلے دونوں ہر دو کے سوز ہونا بعد اسکے اپنی اہل و عیال کو بھروسہ کے ساتھ لائے جو ان کے ساتھ ہو گیا
 باز یہی شخص کیا تو اپنے ہر کوہ و سوز کو دیکھ کر ہر کوہ و سوز ہونا بعد اسکے ساتھ ہونا دونوں صورتیں سن
 جائیں پہلی صورت میں وقت پہلے ہونے کے طہارت اور سکی تمام نہی اور دوسری صورت میں وقت پہلے ہونے کے طہارت
 جس کے دونوں صورتوں میں طہارت کی یہی اصل اور سبب نہیں ہے عمارے اور طہار علیہ السلام اور ستانوں پر فہام
 عمر بن الخطاب سے لے کر طہارین لکھا ہو کہ انہما ملک عمر بن الخطاب سے کہ پوچھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ان سے پوچھا کہ کون کون سے عمارے
 کہ انھوں نے جابر بنین ہی وہاں تک کہ مسح الون کا کمرے اور سکی لکھا جسے اور بھی قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور
 واقع کہتے ہیں کہ سینے حنیفہ بنت ابی عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھیں اور پھر پانی میں اڑھنی اپنی او
 مسح کرتی تھیں سر پہ اوڑھنا ہی ہو کہ اول میں مسح اور عمارے کے جائز تھا اور اب منسوخ ہو گیا اور یہی قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ
 اور اکثر فقہاء کا اور ہشام بن عروہ روایت کر دیکھا انھوں نے اپنے باب لکھا اور انھوں نے قلم نہر سے اور مسح کرتے تھے سر
 اور ستانوں کو بھی عمارے وغیرہ پر قیاس کرنا چاہتے تھے اور وہ جو غیر کی حدیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسح کیا اور پھر مسح کر
 اور دلیل نسخ کی قول صحابہ و تابعین ہر عنوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور کلام امین بن حنیفہ اور کون کون سے مسح کرنا اور
 سون پہلے کے صل اور فرض مسح کو میں ہر تین اوگلی کے بعد ہاتھ کے او اس سے زیادہ فرض نہیں انہیں فرض مسح
 میں فرض نہیں ہا علیہ میں روایت ہے غیر میں شعبہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کے دونوں ہاتھ پہلے اور دونوں ہونوں
 اپنے کے کو کہیں ہا انھوں نے لکھا کہ اس کو ایک بار اور گویا کہ میں نے نظر کیا ہوں کہ ان دونوں نشان مسح کے او پر ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے کہ کئی خطے اوگلیوں کے صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیر کو وقت حدیث سے ایک رات اولیک دن ہوا اور سات کو تین دن اور تین دن
 و مثال اس کی یہ کہ مثلاً ایک شخص نے وضو کر دیا اور ہونے پہلے بولے کے عصر کے وقت حدیث ہو اتواب مدت عصر کو وقت
 سے لی جائیگی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قبل مذکور ہوئی اور حدیث میں بھی اس باب میں آئی ہیں اور اکثر ائمہ
 کلامی مضمون ہو کہ مسافر کے واسطے مسح کی تین دن اور تین رات ہو اور تعمیر کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور ایک
 حدیث کی تمام مالک رحمہ اللہ علیہ سے کہ جب تک پہلے کہ یعنی کچھ مدت نہیں گزرا ہے اولے اور بھی قول ہرین و خاص گاہ
 دلیل کہ تین دن اور مسح حدیث کی حاکم نے اس میں بھی اللہ عنہ سے اور کہا میں نے تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے فرض مسح
 اپنے ہونے پہلے سو نماز پڑھے اور تین دن میں مسح کرے اور ہونے اور اسے اگر پہلے ہو تو اگر چاہے اور آیت انکزی عمار
 علیہ سے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر عمل کیا ہو جو میں ماہر اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے یعنی بن عمار رضی اللہ عنہ
 کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ مسح کروں میں ہونوں ہر فرمایا ہاں کہ ایک دن فرمایا اور دو دن کہنا اور تین دن
 یہاں تک کہ پہلے سات دن تک سو بیوہ اور عمار علیہ نے ذیل حدیث مذکور میں لکھا ہو و قد اختلفت فی اسناد
 و لکس خلق بالقوی یعنی تصدیق اختلاف کیا گیا ہوتا میں اس کی اور وہ قوی نہیں دوسرے کہ مخالفت روایت اکثر
 صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت علی اور ابی بکر اور صفوان بن یمان رضی اللہ عنہم سے اگر کوئی کہے کہ حدیث اس میں ہے
 کہ جس کو مالک نے صحیح کیا ہو اور اس میں نے بھی اس کو روایت کیا ہو جو جواب اس کا یہ کہ حدیث قبول ہو تین دن کی

ست پر عیسا لگنا خاص جو چیز کو وضو کو توڑتی ہو مسح کو بھی توڑتی ہو نہ کیونکہ پیر و ہونا ایک چیز ہو وضو کا اور اس کا یہ قائم مقام ہے تو جس سے وضو ٹوٹ جائے بھی ٹوٹ جائے اصل اور بیکار ایک چیز کا بھی مسح کو توڑتا ہے اور پیر و ہونا پیر کا وضو توڑتا ہے ہونا کیونکہ جمع غسل اور مسح میں نہیں درست ہے جو جو موزے کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پیر بھیگ جائے مسح ٹوٹ جائے اور فقہاء نے نزدیک اگر اکثر پیر بھیگ جائے مسح ٹوٹ جائے اور جب مدت مسافر اور مقیم کی تمام ہو جائے وضو پیر کا اور پیر قطع واجب ہو گا اگر وہ با وضو ہو اور اگر نہ وضو ہو تو سارا وضو کرے اور باہر نکلتا اکثر قدم کا موزے سے مسح کو توڑتا ہے اور یہی لفظ قدوسی کا ہے اور متن میں جو لکھا ہے کہ نکلنا زیادہ اٹھری کا طرٹ سے ہنڈلی کے مسح کو توڑتا ہے مروی ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ موافق تین اونگلی چھوٹی کے پھٹ جاوے اور پیر آٹھا ہی موزے سے کھانچے مسح جائز نہیں اور اس سے اگر کہ پھاٹا ہو تو درست ہے اور اگر لٹبا پھاٹا ہو تو تین اونگلیاں برابر ہوا جاتی ہیں لیکن اتنا کھلتا نہیں مسح درست ہے اور اگر پٹا ہو تو ہی لیکن چلنے کے وقت اتنا کھل جائے مسح درست نہیں اور جو موزے رسی وغیرہ سے بنا ہو اور نیچے سے ٹٹنا کھلا ہو اگر سوت وغیرہ سے بنا ہو لیا جاوے اس طرح پر کہ کچھ اوپر سے کھلا نہیں رہتا تو اوپر مسح درست ہے اور اگر کھلا رہتا ہو تو اگر مقدار تین اونگلی کے یا زیادہ کھلا ہو گا مسح درست نہیں والا درست ہے اور اگر ایک موزے میں بہت جگہ پھاٹا ہو کہ جمع کرنے سے تین اونگلی کے موافق ٹھہرے تو اوپر مسح درست نہیں اور اگر وہ دونوں موزے بٹھے ہوں اور دونوں جمع کر کے مقدار ٹھہرے تو مسح درست ہے اور اگر تین موزے پر مسح کیا اور ایک دن رات گذرنے سے پہلے سافر ہو تین دن کے بعد نکلتے اور اگر مسافر ایک دن ایک دن کے پہلے جو ایک دن اور ایک دن کے بعد نکلتے اور اگر سافر بعد ایک دن اور ایک دن کے مستقیم ہو یا مقیم سافر ہو اس کو ہرے اذان کے پھر ہر دو مسح شروع کرے

فصل چہرہ پر مسح کرنے کے بیان میں

چہرہ پر مسح درست ہے اگرچہ وقت حدیث کے باندھی ہو اور جبیرہ کا گنا مسح کو باطل نہیں کرتا ہے مگر جبکہ زخم اچھا ہو گیا ہو جبیرہ پر مسح کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے اور سند اسکی بہت ضعیف ہے اور کوسواسطے کہ موزے کے اوتارنے سے زیادہ اوپر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہے اور جب موزے کا مسح درست ہے تو جبیرہ کا بھی درست ہو گیا اور اگر زخم اچھے ہونے کے بعد جبیرہ کی تو اس مقام کا وضو فرض ہو گیا پھر اگر اسکا وضو ہو تو نقطہ اسی مقام کو وضو کا اصل ہے پھر اگر مسح کرنا ضرر کرے تو ترک کرنا اور سکا درست ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سر میں زخم لگا تھا اور اسکو ہتھکڑیاں لگائی گئیں غسل کا تو اس نے غسل کیا اور اگر اس کے سر پر زخم لگا تھا تو اس نے غسل کیا اور اسکی خبر پہنچی کہ عطاء نے کہ پوچھا ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاش وہ ہولیتا تمام بدن اپنا اور چھوڑ دیتا سارے جس جگہ اسکو زخم لگا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ نے صحابہ اور ان کے تابعین نے روایتیں ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے ترک کرنا اسکا اور فتویٰ اس پر ہے کہ ترک کرنا درست نہیں اور اس میں کچھ شرط نہیں ہے کہ جبیرہ طہارت کے وقت باندھی ہو اگرچہ سنے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہے خواہ محدث ہو یا جبیرہ سکا گذر پوشیدہ نہ ہو کہ مسح جبیرہ پر جب درست ہے کہ جب مسح اس وضو کا کر سکے جیسا کہ وضو نہیں سکنا اس طرح پر کہ پانی اسکو ہرگز نہ پڑے یا جبیرہ بندھی ہو اور کھولنے میں اس کے سر کا خون ہو تو اگر وضو کے مسح پر قادر ہو گیا جبیرہ پر مسح جائز نہیں ہے

اس واسطے کہ مسیح بسبب غدر کے ہر اور جب غدر نہ ہو گیا تو مسیح بھی جائز نہ ہو گا ص اگر اعضا مصلی کے تھمتے ہوں اور اس کے دھونے سے عاجز ہو جائے پانی بہانا اور سپر لازم ہو تو اگر وہاں نہ سکے تو اسی جگہ کا مسیح کر لے اور اگر مسیح سے بھی ہر جو دوتا چھوڑ دے اور گرد اس کے دھو لے ف لیل اس کی حدیث بن عباس نے منی الدھنہ کی ہے جو اوپر گزری ص اور اگر ہاتھ اس کے پٹھین کے خود و فہو نہیں کر سکتا دوسرے سے کرے تو اگر دوسرے سے اس نے نہ کر لیا اور تیمم کر لیا جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک دست نہیں لگے اونے پیر کی ہوائی کی جگہ پر دوائی لگائی ہو پانی کو دو اوپر گزاردیو اور اگر پانی بہایا اور پھر دو اگر ٹپری اگر تندرستی سے گری ہو اس مقام کو چھو دھو لے اور اگر تندرستی سے نہیں گری ہو تو نہ دھو و اور اگر کسی شخص نے فصلی اور گندی رکھ لے اس کا اوپر ٹپری ہائی بعض لوگوں کے نزدیک ٹپری پر مسیح درست نہیں بلکہ گندی پر کرے اور بعضوں کے نزدیک اگر ٹپری ایسی ہو کہ بغیر دوسرے کے اپنے ہاتھ سے تو مسیح اوپر جائز نہیں اور اگر آپ نہیں باندھ سکتا جب تک نہ سر شخص باندھے تو ٹپری پر مسیح جائز ہے ف اس واسطے کہ مسیح غدر کے ہر اور جب ٹپری آپ کھولتا ہو اور آپ باندھ سکتا ہو تو ٹپری اتارنے میں غدر نہیں اور اگر آپ باندھ نہیں سکتا تو اور علی غدر پایا جاوے گا تو مسیح بھی درست ہو و یگانہ بعضوں کے نزدیک اگر ٹپری کھولنے سے اور اس کے نیچے مسیح کرنے سے جرح ہو گا و زخم کو کچھ ضرر پہنچے تو مسیح ٹپری پر جائز ہے اور اگر ضرر نہیں تو ٹپری پر مسیح درست نہیں ف اور یہی قول مختار ہے ص اگر کھولنا ٹپری کا ضرر نہیں کرتا لیکن مقام رحمت سے اقرار حاضر کرتا ہو کھولے اور اس کے نیچے کو مقام رحمت تک دھو و اور پھر باندھ لے اور مقام رحمت کا مسیح کرے اور اکثر مشائخ اس پر ہیں کہ ٹپری پر مسیح درست ہے اور گرد میں دو گرہ ٹپری کے اگر بدن کھلا ہو مسیح اوپر درست ہے کیونکہ دھونے میں خون اس بات کا ہے کہ ٹپری تری ہو اور تری اس کی زخم تک پہنچے ف جو ٹپری کہ گدی پر باندھا جاتی ہے اس کو عصا بھی کہتے ہیں ص اور تمام ٹپری اور عصا کا مسیح کرنا چاہیے جس کی روایت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اور یہی مذکور ہے اسرار میں اور بعضوں کے نزدیک اگر ٹپری اور عصا نے کا اکثر مسیح کر لیا تو بھی درست ہے اور اگر ٹپری اور عصا پر مسیح کر لیا اور پھر ان کو اتار دیا اور پھر باندھ لیا مسیح پھر کرے اور اگر مسیح نہ کر گیا تو بھی درست ہے اور اگر اس کی جگہ دوسری ٹپری یا عصا باندھے بہتر ہے کہ پھر مسیح کرے اور اگر نہ کر گیا تو بھی درست ہے اور تین بار مسیح کرنا ٹپری یا عصا نے کا کچھ ضرر نہیں بلکہ ایک بار کافی ہے اور ٹپری کے مسیح کی واسطے کچھ مدت نہیں جیسا کہ مسیح موزے کے واسطے ہو تو اگر ٹپری گر ٹپری لیکن اچھے ہونے سے گری ہو اس جگہ کا دھونا و آب ہو غام کر کے اور اگر گندے اچھے ہوئے گری تو مسیح باطل نہ ہو گا بخلاف مسیح موزے کے اگر ایک موزے کو اتار لیا تو دوسرا پیر کا دھونا واجب ہے

باب حیض کے بیان میں

تین خون خاص ہیں عورتوں کے ساتھ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض اوس خون کو کہتے ہیں جس کو رحم عورت بالغہ کا چھوٹا ہر اور عورت بالغہ نو برس میں ہوتی ہے یعنی کسی عیاری کے اور سن نا امیدی کو بھی نہ پہنچی ہو و تو جو خون رحم سے نہوے گا حیض نہیں اور اسی طرح جو خون نو برس قبل آوے گا اور ایسا ہی عیاری آوے گا اور جو خون ہمیشہ جاری ہے بعض خون حیض ہو و یگانہ بعض عیاری اور جو خون بعد جتنے کے عورت کو آتا ہو اس کو نفاس کہتے ہیں وہ بھی حیض میں داخل نہیں اچھے ہے کہ بعض بعد سن یا اس کے نہیں ہوتا ف اب اس کے معنی امیدی کے نہیں تو گویا اوس میں حیض کا امیدی ہو جاتی ہے ص اور سن یا اس کے بعض نزدیک آٹھ برس ہیں اور بعضوں کے نزدیک پچیس برس اور یہی تجویز کیا ہے مشائخ بخلاف انہو نے ف استحاضہ غار مذم نام شہر کے ہیں

و کرسف اوسکو کہتے ہیں جو عورتیں مقام حیض میں اپنے لنگ کپڑا روٹی کا ٹکڑا کھتی ہیں ص اور خون اوسکی جوت سے بند ہوتا ہے یعنی فرج خارج تک نہیں پہنچتا جس سے متعلق ہوگا اور غار کو نہ توڑے گا تو کرسف کہتے ہیں وقت حیض میں یہ متعلق ہوگا خون فرج خارج سے کرسف تک آجائے تو اگر فرج داخل کا کرسف سرخ ہو گیا اور فرج خارج کا سرخ نہیں ہوا حیض متعلق ہوگا اگر جب کرسف اوٹھا لیا جاوے تو اوٹھانے کے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی حکم ہے خون استیصال و نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج خارج تک نہیں پہنچتا کوئی آدیکہا تیس حکم اوسکا متعلق ہوگا اور اگر مرد اپنی اہلیل میں یعنی سولخ ذکر میں روٹی رکھی ہے حکم یہی اور قلعہ خارج میں داخل ہونے کا قلعہ لٹے کہتے ہیں جہاں تک کہ ختنہ کیا جاتا ہے تو وہاں اگر پیشاب آجائے گا غار ٹوٹ جائیگی اگرچہ باہر نکلتے ص اور کرسف کا باکو یا حیض میں مستحب ہے اور زیب کو ہر وقت اور مقام رکھنے کرسف کا مقام بکارت کا ہے اور فرج داخل میں رکھنا مکروہ ہے اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات میں کرسف رکھا اور صبح ہوئی اوسپر اثر خون کا دیکھا حکم حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہو گیا اور اگر عورت حائضہ نے کرسف رکھا اور صبح ہوئی سفیدی دیکھی تو حکم طہارت کا جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کر دینے کو کچھ میں واقع ہو مدت حیض میں اگر ہو گا تو حیض ہی اور جو رنگ کہ مدت حیض میں سے سفیدی حاصل کی دیکھا سب حیض ہر وقت حیض سے پاک ہونے کو طہر ہوتے ہیں اور بہت کم مدت طہر کی پندرہ روز ہیں اور زیادہ کی حد نہیں اور طہر تھل کہتے ہیں اوس پاک کو جو عورت دغیش کے بیچ میں دیکھے قبل تمام ہونے سے مدت حیض کے ہونے کے کئی رنگ جن سب بچہ رنگ علماء نے بیان کیے ہیں سرخ سبز سیاہ تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ میں یہ فرق ہے کہ تیرہ میں سفیدی نکل جاتی ہے اور مٹی کے رنگ میں سیاہی تو حاصل مسئلے کا یہ ہے کہ عورت حائضہ میں چھ رنگ میں سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہے اگر سفید جب ہو تو وہ حیض نہیں اور طہر تھل کا بیان شروع ہوتا ہے تفصیل اوسکی جہت بیان نہیں کی جو قول مفتی ہے اوسکو نہ کر دیا اور باقی سطر الکتب شرح عربی پر چھوڑا ص جو طہر کہ پندرہ دن کم ہو جو بڑے خون کے بیچ ہیں تو اگر تین دن بھی کم ہو تو وہ سب کے نزدیک حیض ہے اور اگر تین دن پورے باز یادہ ہیں تو امام ابی یوسف کے نزدیک امام غزالی سے ایک آیت میں بھی حیض میں داخل ہے اور بعضوں نے کہا کہ اسی پر فتویٰ ہے کہ چونکہ ہمیں آسانی ہے فتویٰ پوچھنے والے اور فتویٰ دینے والے پر فہم ہونے میں لکھا ہے وَاِذَا خَذَلْتَ الْقَوْلَ اَلَيْسَ بِمَيْتَةٍ تَسْكُ كَمَا سَاخَرَهُ قَوْلُكَ آسان ہے اور یہی ہے آخر قول امام صاحب کا اور پانچ مذہب ہیں اور میں امام محمد کی روایت امام صاحب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ابن المبارک کی روایت امام صاحب سے ابو یوسف کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب سے تفصیل میں ابن مذہب کے خواص کا فقط قاعدہ ہر عوام کا کوئی فائدہ متصور نہیں اس واسطے ترک کیا ص رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہے اور اسی طرح اگر خوب زرد ہو تو سب کے نزدیک حیض ہے اور سبھی اور سبھی اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خالی ہمارے نزدیک حیض ہر وقت اور فرق ان دونوں میں بیان کر چکا ہے اور بعض اماموں کے نزدیک یہ سب رنگ حیض نہیں کہل انکی یہ ہے کہ روایت کی بوداؤد اور بجا کی غلطی سے کہ کہا انھوں نے ہم نہیں کہتے تھے تیرگی اور زردی کو بعد پاکی کے کچھ یعنی حیض میں داخل نہیں کرتے تھے اور روایت کیا اہل سکو ابن ماجہ بھی اور حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے حسن بن ابی جابر اور ہشام بن عمار سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سواک سفیدی کے سب کو حیض گردانا ہے اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو سب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہے ص عورت حائضہ طہر ہونے پر

اور روزہ نہ رکھے اور جب پاک ہو جائے تو روزے کی قضاء رکھے اور نماز کی قضا کرے۔ **ف** کیونکہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں جب کہ عائشہ ہوتی ہے عورت نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کی ابو داؤد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے روزے کے اور نہیں حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خراج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کرنا لازم ہے اور یہ نہ جب مخالفتِ عادت مشہورہ اور مردود ہے **ص** اگر کسی عورت کو خیر وقت نماز کے حیض آیا تو اس کے ذمے سے ساقط ہو چکی اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت میں نماز و سپرد واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دنوں کم میں اگر پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہو کہ غسل و تکبیر تحریمہ ہو سکتی ہے نماز واجب ہوگی اور اگر اس کم وقت پر واجب نہ ہوگی اور اگر روزہ دار عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت روزہ میں ہو تو اگر روزہ فرض ہے قضا اسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہے قضا اسکی واجب نہ ہوگی اور نماز میں اگر حیض آتا قضا اسکی واجب ہو اگرچہ نفل ہے اور اگر عیضہ عورت رمضان میں ن کو پاک ہوئی اور کچھ بچھا یا وہ روزہ کافی نہ ہوگا لیکن بچھا اسکو واجب ہے اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اسکو کل روزہ رکھنا واجب ہوگا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہو اور اگر دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ غسل و تکبیر تحریمہ کر سکتی ہو تو کل کا روزہ واجب ہوگا اور اگر اس کم پر تو واجب نہ ہوگا اور اگر اتنا وقت رات میں باقی تھا اور اسے غسل نہیں کیا روزہ اسکا باطل نہ ہوگا اور عیضہ کو درست نہیں کہ مسی بین آئے اور طواف خانہ کعبہ کا کرے **ف** اسوسطے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھوں نے کہا کہ جب آئے ہم سیرت میں کہ نام ایک تمام کا ہے تو حائضہ ہوئی میں سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگرچہ کرتے ہیں حاجی لوگ سو اس بات کے کہ طواف کر خانہ کعبہ کا جب تک کہ پاک نہ ہوے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور سید میں داخل ہوا اسواسطے منع ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ صلیہ کو مسجد لیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حائضہ ہوں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض میرا ہے ہاتھ میں تو نہیں ہے اور اسی واسطے کوئی چیز باہر لینا حائضہ کو مسجد درست ہے اور پہلے میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں حلال کرتا ہوں سجدہ کو واسطے جنب اور عائشہ کے روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ بخاری ترمذی اور طبرانی نے اور ضعیف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد میں سبکی قلت بن خلیفہ عامری کو فی مہول الحال ہے اور کہا ابن الرفعہ نے کہ وہ منکر ہے جو اب سکایہ ہے کہ ابن الرفعہ کا قول صحیح نہیں مردود ہے اور کسی مفسر نے ایسا بیان نہیں کیا بلکہ کہا احمد نے کہ نہیں جانتا ہوں میں ساتھ اس کے کچھ حرج اور صحیح کیا اسکو ابن خریز نے اور حسن کہا اسکو سبکی بن قطان و کاظم **ص** اور اگر طواف کر لیا حلال ہو جاوے گی **ف** یعنی وہ چیزیں کہ وقت احرام سے حرام ہو جاتی ہیں حلال ہو جاوے گی **ص** اور عائشہ کو ناف سے نیچے زانو تک چھونا درست نہیں اور چھونے سے مراد یہ ہے کہ مباشرت کرے یا لہن میں لہن ملے اور پوسہ لینا اور اس مقام کے سوا کچھونا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک قطع مقام فرج سے پرہیز کرے اور باقی سب صحیح استمتاع اور فائدہ لینا درست ہے **ف** کیونکہ روایت ہے زید بن اسلم سے کہ انھوں نے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بکلی اپنی عورت کیا درست ہے جس حالت میں وہ حائضہ ہووے سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندہ تو اوپر اگرچہ چھو اختیار ہے اگرچہ اوپر کا اور وہ جو بعضوں نے اس حدیث کو کہا ہے کہ یہ مرسل ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ مرسل نفی

تھے جنہ نے روایوں کے قبول پر اصرار نہ کیا اس حدیث کے سبب فقہین روایت کیا اس حدیث کو امام مالک و ارجح نے اور پھر
 معاذ بن جبل سے کہہ کر اس نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورت کے مجاورت میں نہ گیا حلال ہو گا کہ اوپر ازار کے اور بچا دہا اس
 افضل پر روایت کیا اسکو ترمذی اور محلی نے منہ سے کہا جو کہ اسناد اسکی قوی نہیں اور جماع کرنا عورت سے حالت حیض میں حرام
 اور گناہ کبیرہ ہے بالاتفاق منہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ جماع کرے
 عائضہ سے یا کسی عورت کی درمیان یا کسی کا ہن کے پاس آئے اس سے خبر پوچھنے کو سو او سے انکار کیا اسکا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
 نازل ہوا اور صحیحین میں مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں ازار باندھ لیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مباشرت
 کرتے تھے اور میں عائض ہوتی تھی اور روایت کی امام الکلبی کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بھیجا
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہ پوچھئے او سے کہ کیا مباشرت کرے مرد عورت اپنی سے اور وہ عائض ہو سو کہا عائشہ
 رضی اللہ عنہا کہ باندھ لے ازار اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور ایک روایت میں ابو داؤد اور نسائی کے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم مباشرت کرتے تھے عورتوں اپنی سے اور وہ عائض ہوتی تھیں جب او پر ازار نہ لگا دیتے تھے نصف راتوں تک راتوں تک اور
 ایسی ہی بہت روایتیں صحیح اس باب میں آئی ہیں اور روایت کی ابو داؤد نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے سنا بعض ازار دہا
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے عورت عائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر اسکی ایک کپڑا اور
 شاید اسی حدیث سے تسک لایم محمد صاحب کا ہے اصل اور عائض اور جنب اور نسا کو قرآن پڑھنا درست نہیں اگر چہ ایک روایت
 سے کہ جو یہی مذہب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت کم کا درست ہے اور یہ اختلاف اوسمیں ہے کہ تلاوت
 کے قصہ ہو کہ اور اگر بغیر قصہ ہو جو جسے کہے کہ **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَائِرِ الْعَالَمِیْنَ** یا وسطے شکر نعمت کے تو کچھ ترجیح نہیں و
 قرات واسطے جنب اور عائض کے واسطے جائز نہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے عائض اور نہ جنب کچھ قرآن بھی
 روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور قطنی رحمۃ اللہ علیہم نے اور سکا ایک شاہد ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے
 مرفوعاً اور بعضوں نے ان دونوں میں کو ضعیف کیا ہے واللہ اعلم بالصواب عائضہ کو بھی قرآن کی درست ہے و اس واسطے
 کہ یہ قرات قرآن کی نہیں کہلاتی اصل اور جو عورت کہ پڑھاتی ہے اسکا اگر حیض آیا امام کرخی کے نزدیک ایک ایک کلمہ
 پڑھاؤ اور ہر کلمے کے اوپر پٹھر جاؤ اور امام طحاوی کے نزدیک آدمی آدمی آیت پڑھاؤ اور پڑھنے کے بعد پٹھر پھینک دے پڑھاؤ
 اسی طرح کرتی جاؤ اور دعا قنوت کا پڑھنا بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے اور وظائف اور اذکار کا پڑھنا مکروہ نہیں
 اور قنوت پنجگانہ مکروہ ہے اولیٰ میں زیادہ بھی اصل اور حدیث سے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہے و اس واسطے کہ قرآن
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں کوئی چیز اور کو قرآن پڑھنے سے مگر جنابت روایت کیا اسکو احمد اور اصحاب ستین اور ابن
 خزیمہ اور ابن مہان اور عالم اور ابن الجارود اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن سکین اور بیہقی اور یغوی نے
 شرح السنین اور روایت صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں دس آیتیں اخیر سورۃ آل عمران کی قبل وضو
 کے اصل اور چھوٹا اسکا عائضہ اور جنب اور نسا اور محدث چاروں کو جائز نہیں و اس واسطے کہ قرآن شریف میں
 آیا کہ **لَا یَسْبُغُ عَلَیْکُمْ اَلْحَدُّ** یعنی نہیں چھوٹے ہیں اسکو مگر ہر کلمہ ص گزراں کے اوپر سے درست ہے

اور غلات ان سے کہتے ہیں کہ جب دوسرے کے تو اب جلد کا جدا ہونا ممکن نہیں لہذا چھوٹا بھی اوسکا درست نہیں اور کھانا قرآن کا اگر چھوٹا نہیں جاتا ہو لکھتے ہوئے کو درست ہونے کا ایک امام ابی یوسف کے اور نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جائز نہیں آجستہ طہارت کی استیصال چھوٹا کر وہ ہر اور دوسرے میں بیسوں کو جس پر آیت قرآنی لکھی ہو نہ چھوٹے طہارت مگر غسل میں ہون تو چھوٹا غسل کا جائز ہے کایہ نہیں اور جو عورت کہ دس دن میں بیس سے پاک ہو قبل غسل کے اوس سے صحبت کرنا درست ہے اور جو اس سے قبل میں پاک ہو قبل غسل کے اوس سے صحبت جائز نہیں اور یہی نفاس کا حکم ہوتا ہے یعنی اگر نفاس کی مدت پوری ہوئی یعنی چالیس روز کے بعد پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوس سے صحبت درست ہے اور اگر کم میں اس پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست نہیں اور جو اسکی صاحبہ نے یون لکھی ہو کہ خون بھی جاری ہو جاتا ہو اور بھی بند ہو جاتا ہو اور جب دس دن میں بیس سے فارغ ہوئی اور چالیس دن میں نفاس سے تو یہ اکثریت ہے اس سے زیادہ حیض و نفاس نہیں ہو سکتا اور جو کم میں پاک ہوئی تو احتمال ہو کہ شاید بخون پھر جاری ہو جاوے اور جب غسل کر لیا تو جانب انقطاع کو ترجیح ہو گئی **قالہ آخرا** اور اگر دس دن میں کم میں پاک ہوئی اور اوسپر وقت موافق غسل اور تکبیر تحریر کے گزر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے درست ہے ہوتا کیونکہ نماز و سوقت اوسپر فرض ہو گئی تو حکم کو پاک ہو گئی اور اگر خون اوسکا بند ہو گیا اوسکی عادت سے کم میں تین دن سے زیادہ میں تو قربت اوسکی جائز نہیں جب تک کہ عادت کے موافق وقت نگذرے اگرچہ اوسے غسل بھی کر لیا ہو کیونکہ عادت میں خوف ہر خون کے پھر آجائیکا تو احتیاط پر نہیں ہر گز **فی الجہ کا یہ** اور اگر عورت مائضہ دس دن سے کم میں پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گزرے ہیں مگر عادت اسکی کم اور جب تک اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکر وہ ہو جاوے تو جب نماز ہو جاوے وقت غسل کرے اور نماز پڑھے اور اگر عادت کے برابر ہو یا زیادہ عادت ہو جاوے یا وہ عورت مبتدیہ ہو تو تاخیر کرنی غسل کی مستحب ہے ہفت مبتدیہ اوس سے تو کہتے ہیں جو اول بار مائضہ ہوئی ہو اور پہلے اوسکے کبھی حیض نہ ہوا ہو **ص** اور اگر تین دن سے کم میں پاک ہوئی نماز کی تاخیر کرے اور جب غسل کرنے کا وقت ہو غسل کرے اور پڑھ کر اودان صبح رتوں میں اگر پھر دس دن کے اندر خون آگیا حکم طہارت کا باطل ہو گیا مبتدیہ یا معتادہ ہو اور اگر کوئی عورت دس دن یا زیادہ میں پاک ہوئی دس دن گزرے سے حکم طہارت کا کیا جاوے گا اور غسل اوسپر واجب ہو گا اور جو معتادہ کر ایک دفعہ نہ پختی ہو اور دس دن طہر جس دن خون نہ کھے اوس دن نماز ترک کرے اور جس دن پاک ہووے اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے تو تیس دن پھر نماز ترک کرے اور چوتھے دن پڑھے اسی طرح دس دن تک کرے اور کم مدت طہر کی پندرہ دن ہیں اور اکثریت کی حد نہیں **ف** ایسا ہی ہے جیسی ہی روایت ہو اور اکثر یا مال ہو کہ کبھی بیس و بیس تک طہر تھا **ص** مگر معتادہ کا موافق عادت طہر ہو گا اور اختلاف ہر طہر کا مختلف میں اور صحیح یہ کہ ایک گھڑی کم چھ مہینے میں صورت اوسکی یون ہو کہ ایک مرتبہ کو بل بار حیض آیا اور دس دن میں نہ کھیا اور چھ مہینے پاک ہی پھر خون اوسکا برابر جاری رہا عادت اوسکی اسی مہینے میں گھڑی کم ہوئی اسوقت کہ تین مہینے کا ایک مہینا ہوا اور تین طہر کے پھر نہ کھیا دس مہینے ہوئے چھ مہینے تین گھڑی کم ہوئیں ایک ایک گھڑی ہر طہر سے اور چھ مہینے تین گھڑی کم ہوئے

فصل ستائیس کے بیان میں

جو خون تین دن میں نہ پختی ہو اور دس دن طہر جس دن خون نہ کھے اوس دن نماز ترک کرے اور جس دن پاک ہووے اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے تو تیس دن پھر نماز ترک کرے اور چوتھے دن پڑھے اسی طرح دس دن تک کرے اور کم مدت طہر کی پندرہ دن ہیں اور اکثریت کی حد نہیں **ف** ایسا ہی ہے جیسی ہی روایت ہو اور اکثر یا مال ہو کہ کبھی بیس و بیس تک طہر تھا **ص** مگر معتادہ کا موافق عادت طہر ہو گا اور اختلاف ہر طہر کا مختلف میں اور صحیح یہ کہ ایک گھڑی کم چھ مہینے میں صورت اوسکی یون ہو کہ ایک مرتبہ کو بل بار حیض آیا اور دس دن میں نہ کھیا اور چھ مہینے پاک ہی پھر خون اوسکا برابر جاری رہا عادت اوسکی اسی مہینے میں گھڑی کم ہوئی اسوقت کہ تین مہینے کا ایک مہینا ہوا اور تین طہر کے پھر نہ کھیا دس مہینے ہوئے چھ مہینے تین گھڑی کم ہوئیں ایک ایک گھڑی ہر طہر سے اور چھ مہینے تین گھڑی کم ہوئے

مثلاً اگر جسکی عادت حیض کی سات دن کی تھی اور اسنے خون بارہ دن تک کھینچا پانچ دن استیاضے کے ہیں اور نفاس کئی عادت ہو
تیس دن تھی اور خون اسنے پچاس دن تک کھینچا بیس دن استیاضے کے ہیں یہ حکم تو معتادہ کا ہے اور مبتدئہ کا خون اگر جاری رہا چھیننے
سے دس دن اسنے حیض کے ہو گیا اور باقی اتنی عادت جو پہلے نفاس میں اسکا خون ہمیشہ جاری رہا چالیس دن نفاس کے گئے جاوین گے
اور باقی استیاضے کے اور جو خون حاملہ دیکھے وہ بھی استیاضہ ہوتا ہے معتادہ عورت کو چالیس دن اگر خون اسکا جاری رہا تو چھیننے
دن اسنے حیض کے ہیں عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اسکے نائٹ پڑھے غسل کرے کہ عیب وہ دن آوین حیض کے نماز ترک کرے
اسی طرح عادت کے موافق ہمیشہ کیا کرے کیونکہ روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک عورت تھی بہت تھا خون اسکا رسول اللہ صلی اللہ
وسلم کے عہد میں پوچھا اسنے واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ پھر گنتی رات میں کی
کہ حاضر ہوئی تھی اندرون میں بیٹھنے سے قبل اس عافے کے سوترک کرے نماز موافق اسنے سے بیٹھنے سے سو جب گند جاوین
دن تو غسل کرے پھر گنتی لگائے کسی کپڑے کی پھر نماز پڑھے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ نے کئی سندوں کے ساتھ
صحیح اور ایک حدیث میں آیا یٰٰذَا اَلْمَرْءُ الَّذِیْ لَا یُحَیْضُ اَلْیَوْمَ اَفَرَأٰی اَنِّهَا یَعْنِیْ جُھُوْطَ نَمَازِ حِیْضِ کے دنوں میں لیکن ابو داؤد نے ضعیف کیا اس
روایت کو اور کہا کہ وہ ہم پرانے عینہ روایتی اور حفاظ کی حدیثوں میں یہ قول نہیں اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ نے لکھا ہذا یہی قول ہے
حسن ابن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ اور ابی ہریرہ اور قاسم بن سید تابعین کا صحیح عورت مستحاضہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور طہی
کرنا اور سب درست ہوتا ہے اس باب میں بہت حدیثیں آئیں ہیں مثلاً کہ ان تک بیان کروں اوپر ایک حدیث بیان کی وہ
کافی ہو صحت میں جس شخص کو استیاضہ یا خون ناک کا یا کوئی اور حدیث ہمیشہ لگاتے اس طرح کہ کسی فرض کا وقت اور پھر بغیر اسکے لگنے
تو وہ ہر وقت فرض کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو کرے اور لفظوں کو فرض کی تبعیت میں پڑھے
کیونکہ روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت مستحاضہ میں کہ جھوٹے نماز کو حیض کے دنوں میں پھر غسل کرے اور نماز پڑھے اور وضو
کرے ہر وقت نماز کے لیے رویت کیا اسکو ابو داؤد سنن میں اور ابی ہریرہ صاحب ہدایہ کا اور محمد اور زفر اور ابو یوسف
رحمہم اللہ تعالیٰ کا او ثابت کرنا اسکا بہت مشکل ہے جو کو منظور ہو مشکل الہامی امام طحاوی میں خوب تفصیل ہے دیکھ لیں اویسی
ہی روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سنن ابی داؤد میں اور کما سعید کہ غسل کرے ایک طہر سے دوسرے طہر تک روایت کیا اسکو
ابو داؤد نے اور بعضوں نے کہا ہر کلا میں دیکھ گیا ہے صحیح ہے کہ من ظلمی الی ظلمی یعنی طہر سے طہر تک لیکن یہ قول
مناسب تمام نہیں اس واسطے کہ طہر کی کیا تخصیص ہے سب نماز میں اس باب میں برابر ہیں مؤید ہوا اسکی جو کہا ابو داؤد نے رَوٰی عَنْهُ
یٰٰذَا الْمَرْءُ الَّذِیْ یَحِیْضُ یَوْمَ یُؤْتِیْہِ قَالَ فِیْہِ مِنْ طَہْرٍ اِلٰی طَہْرٍ فَقُلِیْہَا النَّاسُ
مِنْ طَہْرٍ اِلٰی طَہْرٍ یعنی روایت کیا اسکو شیخ کما اوسنے طہر سے دوسرے طہر تک سویدل دیا اسکو کوگون نے
طہر سے دوسرے طہر تک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح طہر سے طہر تک ہے اور بھی مؤید ہوا اسکی جو کہا ابو داؤد نے وَطَوَّ قَوْلُ الْحَسَنِ
وَسَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیْبِ لَمْ یَذْہَبْ اَوْ تَحَادِیْہِ ہر وقت نماز کے وضو کرے نہ کہ طہر سے طہر تک غسل کرے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ
وَعَلِیْہِ السَّلَامُ اور ربیعہ کا مذہب یہ ہے کہ استیاضہ کو وضو بھی ہر وقت نماز کے واجب نہیں ہے مگر یہ کہ کوئی اور حدیث سے استیاضہ
کے اسکو پوچھو اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور بعضوں کا یہ ہے کہ وہ نمازوں کو جمع کرے

فَقَالَ إِنِّي أَتَيْتُكَ بِحُبِّ الْخَيْرِ عَنِ ذِيكَ رَأَيْتُكَ تَوَارِثَ بِالْجَنَابِ ۝ یعنی جس وقت کہ پیش کیے گئے حضرت سلیمان
 علیہ السلام پہ پوچھوئے آخر میں تیرے نہایت عمدہ سے کہا اور کہو کہ جو دوست رکھا سینہ ال کو اپنے رب کے ذکر سے یہاں تک کہ چھپ گیا
 آخر آپ پر چین اور دوسری دلیل اسکی یہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پانی ایک کعت صبح سے قبل اسکے کہ
 طلوع ہوا قنات سے تحقیق کہ پانی اوسنے نماز صبح کی جو جس شخص نے کہ پانی ایک کعت پھر قبل اسکے کہ قنات سے تحقیق کہ پانی اوسنے
 نماز عصر کی روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور کیں اس بات میں کہ عشا کا آخر وقت صبح تک ہر کوئی حدیث
 صبح یا ضعیف نہیں آئی لیکن مختلف ہو میں احادیث صحیحہ و میں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ اشعری
 اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ تاخیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا کی تہائی رات تک روایت ہے
 حضرت ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اسکی آدھی رات تک اور روایت ہے حضرت
 عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اسکی دو تہائی رات تک اور روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا کہ تاخیر کی عشا کی یہاں تک گئی اکثر رات اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ حدیثیں
 سفید ہیں اس بات کو کہ ساری رات وقت عشا کا ہے لیکن تین مرتبہ پرتہائی رات تک افضل ہے اور نصف تک اس سے کم
 اور بعد اوسکے اوس کہ پھر روایت کی طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے نافع بن جبریر کہ کہا انہوں نے لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے
 ابو موسیٰ اشعری کو نماز پڑھ عشا کی جب چار رات میں اور غافل ہوا اوس سے تو ایک رات میں سلم رحمۃ اللہ علیہ کی بی قناتہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
 صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ نہیں سنو میں تقریباً بلکہ تقریباً اس میں یہ کہ نماز کی تاخیر کرے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے اوس سے ملو
 ہوا کہ وقت اسکا صبح تک ہوا اور اصحاب کیا انا سنو کہ جب اسلام طاعت کا فرمایا پاک ہو کہ عارضہ یا بالغ ہو کہ لو کا اور کچھ رات باقی ہو
 نماز عشا کی اوس پر واجب ہو اور اصحاب محبت قطعی ہو جیسا کہ اوپر عنے پہلی کتاب میں بیان کیا اور حدیث ماست جبریل علیہ السلام کی
 وقت مختار پچھول ہوا اسی واسطے کہ امام صاحب کہ تاخیر غریب کی اول وقت سے مکروہ متحرکی ہو متحرکی کیونکہ جمع ہوا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کہ تاخیر کی اپنے غریب کی شفق کے ٹوہنے تک اور تاخیر عشا کی اس سے زیادہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا عصر کی
 آفتاب کی زردی تک کہ وہ ہو متحرکی اور سب زیادہ کہ بہت عصر کی تاخیر میں ہوا قنات کے بعد ہو تک کیونکہ فرمایا اپنے ایسی نماز کو
 ثلاث صلواتا المنافع یعنی یہ نماز منافق کی ہوا شیطان کی طرف اپنے اوسکو منسوب کیا اور حدیث ماست میں جو وارد ہو
 کہ نماز عصر کی اپنے تاخیر کی سایہ کے ڈھل ہونے تک یہ سوغ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وقت عصر کا جب تک ہو کہ نہ
 ہوا قناب اور دیکھ کہ ڈھل تک آفتاب پرندہ نہیں آتی اور وہ جو امام صاحب فرمایا ہو کہ اخیر وقت ظہر کا ڈھل تک ہوسکی
 حدیث میں تصریح نہ کہ نہیں اور اسی واسطے مخالفت کی انکی صاحبین اور موافق ہونے اکثر مامون کے اور محبت پکری امام صاحب نے
 حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کہ جب ہوا اور سردی خوب تیرہ کی ظہر کی یعنی ٹھنڈک کے وقت نماز پڑھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ شبست ہو کر می کی سو ٹھنڈا کہ نماز کو اس واسطے کہ شدت گرمی کی جنم کے سانس ہو روایت کیا اسکو مجھ عالموں نے کہ امام ابو حنیفہ
 رحمۃ اللہ علیہ نے کہ شدت گرمی کی اسکی ظہر میں جب ہو کہ ہر چیز کا سایہ ٹھل اوسکے ہو جاوے حدیث ناخ ہوا ویکل احسن ہونے کی
 روایت کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی نماز کی یہاں تک کہ اپنے لگا سائیلوں کا

اور نووی نے اسکی شرح میں لکھا ہے کہ سایہ یلون کا بہت اخیر وقت پڑتا ہے اور جب آفتاب بہت لمبل ملتا ہے اور جب شمس ہو گیا کہ ظہر کا وقت بعد سایہ مثل کے باقی رہتا ہے اور حدیث ابو داؤد اس باب میں ناخ حدیث امامت ہو گئی تو اول وقت عصر میں وہ حدیث امامت ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّا تَوْفَى تَاَهٌ بِمَعْنٰی تحقیق کہ نماز مسلمانوں پر فرض وقت مقرر کیا گیا تو اس ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت معلوم چاہیے اور اس محبت میں امام صاحب کی کلام ہوا اور حق یہی ہے کہ وقت قدر کا ایک مثل تک رہتا ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصُّلُوْبِ لیکن اتنی بات ہے کہ جو شخص شتاق احتیاط اور معتد جملہ فقہاء و علمائے شریعت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوا اسکو چاہیے کہ نماز کی ایک مثل سے پہلے پڑھے کہ سب مامون کے نزدیک درست ہوا اور ہر کی بعد مثل کے کہ سب نزدیک است ہوا اور گرمی میں تاخیر کرنا ظہر کا سکایاں لگے بھی کچھ آویگا اور شفق نزدیک اکثر علماء کا اور روایت میں امام ابو حنیفہ کے سرخی کا نام ہوا اور ایک ایت میں امام صاحب نے فرمایا کہ شفق نام سفیدی کا ہے اور بعض شریعہ میں کہ امام صاحب نے جو کیا اس جو لوگ کہتے ہیں کہ سرخی نام شفق کا ہے اور انکی محبت یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفق سرخی ہو سب غائب ہو جاوے اور جب ہو گئی نماز روایت کیا اسکو ابن مساکر نے بیچ غروب لکے حدیث عقیق بن یعقوب سے انھوں نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے مروی اور روایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اور طریق سے اور صحیح کیا بیہقی نے وقت اور کاد صاحب نے و ما رواہ موقوف و علی ابن عمر رضی اللہ عنہ اور روایت کیا اسکو حاکم نے داخل میں اور روایت کی واقطنی اور محمد بن خرمیہ نے صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور نفع کیا اسکو اور صحیح کیا اسکو اور کہا ابن خرمیہ نے کہ اگر صحیح ہو جاوے یہ روایتیں تو پھر نہ پڑے الی ہو جاوے سب روایتوں سے لیکن متفق ہوا ساتھ اسکے محمد بن زید کہا حاکم بن محمد بن زید بن جابر اور کہا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مروی ہے یہ حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عبادہ اور شداد اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور کوئی حدیث اس میں صحیح نہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور حسن جمیع کے اور صاحب ہدایہ نے دلیل امام صاحب کی لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جب کہ سیاہ ہو جاوے افق اور چوڑی صبح سے اور ہرادیہ ہے کہ روشنی آسمان کناروں میں ظاہر ہو جاوے اور اسکو صحیح صادق کہتے ہیں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر دوہن ایک فجر کہ حرام کرتی ہے کھانے کو اور حلال ہے اور میں نماز اولیک فجر وہ ہے کہ ظہر ہو اور میں نماز حلال ہے اور میں کھانا روایت کیا اسکو ابن خرمیہ اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو ابن دوہن اولیک ایت میں حاکم کی ہے کہ حرام کرتی ہے کھانے کو یعنی ایک لبنی دھاری افق کے کنارے آسمان میں جاتی ہے اور یہی صبح صادق ہے اور صبح کا ذب کو بیان کیا آپ نے کہ اندھم ہر جان کے صحن تاخیر فجر کی یہاں تک کہ روشنی ہو جاوے مستحب ہے اتنی کہ جالیس آیتیں پڑھ سکے اور پھر اگر فاسد ہو جسے وضو کر لے سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کرو فجر کی کہ اس میں بہت اجر ہو اور روایت کیا طاہری ساتھ اسانید متعددہ سے اس حدیث کو نافع بن خدیج سے اور ایک ایت میں ہے کہ قرآن الیٰ العجی یعنی قرآن فجر کو اور ایک روایت میں ہے قرآن الیٰ الصبح وَاِنَّ اَعْظَمَ لَاجِدٍ کہ روایت کیا اسکو احمد ابو داؤد و ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اس حدیث کی طبری نے تیار یا لال یا النبی قلہ سا یجئ القوم من اقم نبلہ یعنی روشن کر لے بلال فجر کو اور سقد کہ دیکھیں لوگ مقام گاہے شمس نے کو اور

ابن ابی

ابن ابی

اور آدمی رات کے بعد مکروہ ہر ص اور ترک کی آخریات تک اگر جانے کا یقین ہو سبب ہو اور اگر جانے کا یقین ہو تو عشا
 ساتھ چڑھ کر مغرب کی جلدی سبب ہوتی اور جلدی کی یہ معنی ہیں کہ اذان اور قاست میں نہ کرے مگر ساتھ ایک منہ غنہ
 کے کیونکہ عادت کی ابو ادم نے مرثیہ بن عبد اللہ سے ایک یث طویل اور خلا و سکایہ کی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ یہی کہتے تھے
 نیکی چاہے تک نہ کرے نیکی مغرب کی ستاروں کی روشنی تک اور ان کے خوب پھیلنے تک اور اس کی اس حد میں بن اسحق پر
 حضرت اسکا جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے ثابت نہیں اور اگر کافر غرض ثابت ہو تو بھی قبول نہیں کیا شعیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ وہ
 ہیں سنیوں کے حدیث میں اور روایت کی اول سے مانہ ثوری اول بن ادیس اور حماد بن زید اور زید بن جریج اور ابن عیینہ اور عبد اللہ
 اول بن المبارک نے اور غلول کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی توثیق میں اور ذکر کیا اسکو ابن حبان نے ثقات میں اور امام مالک
 رحمۃ اللہ علیہ نے جوہر کیا ان میں کلام کرنے سے فقط صحابہ کے دن عصر اور عشا کی جلدی سبب ہو اور اور نمازوں کی تاخیر
 و اس واسطے کہ تاخیر عشا میں قلت جماعت کی ہر سبب پانی کے اور تاخیر عصر میں تو تھم جو اس بات کا کہ وقت مکروہ نہ ہو جائے
 اور فجر میں اس واسطے تو تھم نہیں کہ یہ مدت حدیث ہے دوسرے یہ کہ ہمیں تا طلوع آفتاب کوئی وقت مکروہ نہیں اور امام صاحب سے مروی ہے کہ
 سب میں تاخیر سبب ہو واسطے احتیاط کے کیونکہ نماز بعد وقت آنے کے جائز ہو اور قبل وقت کے جائز نہیں ص آفتاب کے طلوع
 کے وقت اور غروب کے وقت اور جب وقت عین دو پہر ہو نماز وسیدۃ ملاوت کا اور نماز جنازہ کی جائز نہیں و کیونکہ روایت ہے
 عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مسلم وغیرہ میں کہ تین ساعت ہیں کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے کہ نماز پڑھیں ہم اون
 وقتوں میں یا فجر میں کہیں ہم نمودن کو جب کہ آفتاب طلوع کرے یہاں تک کہ بلند ہو جاوے اور جب وقت میں دو پہر ہو یہاں تک کہ آفتاب
 کا اور جب کہ چڑھتا ہو یہاں تک کہ ڈوب جاوے اور نماز میں ہر کسے کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتوں میں اور امام شافعی رحمہ
 کے نزدیک فی بعض حکم میں ان وقتوں میں جائز ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک نفل جمعہ کے دن دو پہر کو جائز ہے اور یہ حدیث مجتہد سبب
 اطلاق کے دن دونوں ہلد دلیل ان کی ہے کہ روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کبھول جاوے کسی نماز کو پھر یاد کرے اسکو
 تو پھر پڑھو اسکو جب یاد آوے اسکو اور جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی عید مناف کے
 نہ منع کرو کسی کو طواف کرنے سے اس گھر کے یا نماز پڑھنے سے جو وقت چاہے کہ پڑھے دن میں یا رات میں اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے السامی روایت کیا اسکو داؤد قطنی نے اور یحییٰ نے اور وہ حدیث چار طرہ سے ضعیف ہے اول تو انقطاع ہے جو امین مجاہد ابی ہریرہ
 سے اور ضعف ابن موطا سے اور ضعف حمید مولیٰ عقر سے اور ضعف ابن اسکی سے اور روایت کیا اسکو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اور وہ اہل کہا
 قیس بن سعد کو درمیان جمیکا اور عمار کے اور روایت کیا اسکو سعید بن سالم نے اور ما قاطع کر دیا اسکو درمیان اسکا اور ابو یوسف کی دلیل یہ ہے
 جو شافعی میں ہوتی ہے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دو پہر کو گو دن جمعہ کے اور عید ملاوت بھی
 منع ہے نماز کے ہر ص اور آفتاب کے غروب کے وقت فقط اس میں کی خطر لبتہ جائز ہے و اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے پانی
 ایک کعت نماز سے سو تحقیق کہ پانی ان سے ساری نماز روایت کیا اسکو بہت علم نے اسنا صحیح سے اصح کی نماز میں یہ کلم اس واسطے کہ
 کہ وہ نماز کامل اور صحیح ہو تو ناقص اور وہی بخلاف عصر کے کہ وہ جب وقت مکروہ میں ناقص ہو تو ناقص اور ناقص اور ہوا جائے گی
 واللہ اعلم بالصواب ص جب امام میں جسے کے خطبہ کے واسطے اٹھے نفس اور قضا اور نماز جنازہ پڑھنا اور عید

اب نازکی شرطوں کے بیان میں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

اور یہ حدیث ہر امت میں مذکور ہو کر ما شیخ ابن العمامہ نے مذہب کی ترمذی نے کتاب الرضا میں ابن سعوز یعنی اسعد بنہ سے کہ فرمایا
حضرت علی علیہ السلام نے عورت عورت پر تو حدیث تک اور لفظ مستورہ کا اوّلین نہیں ہو کر ترمذی نے ہذا احادیث
حسن و غریب یہ حدیث حسن غریب ہر آسعادیت کی ابو داؤد حرمہ علیہ السلام نے مسنداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت بالغہ نہیں
چاہیے کہ کچھ اجالے لوٹے کہ میروندہ اسکا اور ہاتھ اسکے بند دست تک اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدم عورت کا عورت پر اور جو ہر
کہ عورت میں ہو کہ فی الحدایہ ص ۵۷ عضو کہ عورت میں داخل ہو اسکی چوتھائی اگر کھل جائے نماز جائز نہیں ہوتی جیسے
چوتھائی بیٹ یا پٹیل یا لٹن یا بریاؤ کر یا فوط یا بال عورت کے اور سر الگ عضو ہے اور بال الگ ایک عضو ہے یعنی بال اتنے والے عورت
جدا ہیں اور فوط الگ عضو ہیں اور شخص کہ پاک کپڑا نہیں رکھتا اور نجاست کا زائل کرنے والا اسکے پاس مسجد وغیرہ میں ناپاک کپڑے
سے نماز پڑھ لیا اور پھر اسکا عذر نہ کرے اور اگر اسنے تنگے نماز پڑھی اور چوتھائی کپڑا اسکا پاک ہو دست نہیں ہوئی اور اگر چوتھائی کپڑا
پاک نہیں ہو کر تنگے پڑھے اور شخص بچا ہو کہ نماز اسکی بیٹھ کے اشارے سے پڑھنا افضل ہے روایت ہے عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کچھ نماز پڑھے بیٹھ کے اشارے سے اور ایسا ہی مروی ہے عطاء اور عکر مراد قادہ رضی اللہ
عنہ سے اقدار روایت ہے ان سے کہ اسباب عمل اصل علیہ السلام کے سوا ہر کشتی میں سو ٹوٹ گئی کشتی سے نکلے دیا سے تنگے تو نہ
پڑھی انھوں نے بیٹھ کے کما سبط ابن ابی جوزی روایت کیا اسکو حلال ہے اور نہیں پایا مترجم نے اس حدیث کو کسی کتاب میں حدیث کی
ص اور اگر کھڑے ہو کے پڑھ لیا تو درست ہے اور اگر قبلہ کی طرف موندہ کرنے میں کچھ خلل ہو جس طرف موندہ کر لیا نماز درست
ہو یا وہی اور اگر قبلہ سے معلوم نہیں اور کوئی ایسا نہیں جس پر چھ سوچ کے پڑھ لیا تو اگر بعد نماز کے معلوم ہو کہ اس طرف قبلہ
تھا نماز کو پھر پڑھے اور اگر نماز کے بعد قبلہ اسکو معلوم ہو گیا یا اسکی بدل گئی نماز ہی میں پھر جاوے اور نماز کو تمام کیے و اسکو
کہ مسجد کے لوگوں کو نماز میں خیر ملے بیٹھنے کی پوچھی اور وہ میں نماز میں اس طرف کو پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اچھا جانا
ص اگر اندھیری رات میں ایک قوم نے نماز پڑھی اور ہر ایک نے اپنے سوچ کے موافق قبلہ کی طرف موندہ کیا اور امام کا مال کوئی نہیں
جانتا کہ اسکا موندہ کہہ رہا لیکن یہ جانتے ہیں کہ امام اسکو کچھ بھیجے نہیں اسکی نماز جائز ہوگی تو اگر کہنے جاگا امام کا موندہ اس طرف ہی
اور پھر اپنا موندہ اور طرف کیا یا اسنے جانا کہ امام اسکو کچھ بھیجے پھر اور پھر وہیں کھڑا ہوا تو نماز اسکی جائز ہوگی و روایت ہے عامر
بن عبید سے کہ تھے ہم سفین تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندھیری رات میں سوچنے سنانا کہ کس طرف قبلہ ہے تو پھر شخص نے ہم سے
نماز پڑھی جدھر اسکی عقل میں آیا تو جب صبح ہوئی سوچنے بیان کیا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب یہ آیت نازل
ہوئی فَايْتِمَاتُكُم مَّا كُنْتُمْ فِيهَا تَمُوتُونَ یعنی جدھر تم موندہ کرو اسی جانب کو موندہ لے جاؤ اور ضعیف کیا اسکو ترمذی نے اور
لوگوں نے اور روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ کہ تھے ہم سفین سوا بر تھا اندایت تو سوچا جسے قبلہ کو بت نماز پڑھی تو شخص نے ہم سے
علیہ السلام اور شخص ہم سے خطا کرتا تھا اپنے گھب صبح ہوتی تو جسے نماز پڑھی تھی غیر قبلہ کی طرف سو فرمایا یعنی صلی اللہ علیہ وسلم
نے تحقیق کہ جائز ہوئی نماز تمہاری ضعیف کیا اسکو دارقطنی نے اور علیہ السلام نے اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک لوگ
پڑھ رہے تھے نماز صبح کی کہ ایک شخص نے خبر دی کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز نازل ہوا اور حکم ہوا کہ موندہ کو ہر
طرف کہنے کے اور موندہ تھا اور نماز صبح کی طرف تو موندہ پھر لیا اور انھوں نے طرف کعبہ شریف کے روایت کیا اسکو جابر

عہدہ اسد علیہ نے اس مسئلے میں نماز فرض میں فرض کا معین کرنا نیت میں شرط قرار دینا سے کہنا اور دل میں نیت کرنا
افضل ہے اور فاضل اور سنت تراویح میں مطلق نیت کافی ہے اور مقتدی کو نیت اپنی نماز کی اور امام کا اقتدا کی کرنا چاہیے

باب نماز کی صفت کے بیان میں

فرض نماز کے اہم مسائل ہیں پہلے اسد اکبر کہنا نماز کے شروع میں **و** کیونکہ اسد تعالیٰ نے فرمایا **وَرَكْعَتَا** نماز
اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث میں آیا ہے **مَقَامُ الصَّلَاةِ الطُّهْرُ الْمُرْتَضَى وَنِيَّةُ التَّكْبِيرِ وَتَحْلِيلُهَا الشَّلَاةُ**
یعنی تکبیر نماز کی طہارت ہے اور تحریر اس کی تکبیر یعنی جب تکبیر کے توجہ داخل ساقی صلوة میں وہ سب حرام ہو گئے اور اسی سبب
اس کو تحریر کہتے ہیں اور تحلیل اس کی تسلیم یعنی جو چیزیں حرام ہو گئیں تھیں وہ اب سب سلام سے ملال ہو جاوے گی نہ
کیا اس کو ترندی نے اور ابی داؤد نے اور حسن کہا اس کو نووی صرح اور اس کو کبیر تحریر کہتے ہیں اور ہاتھ اوٹھانا اور
سنت ہے و کھڑکھڑا ہونا یعنی قیام کرنا **و** کیونکہ فرمایا اسد تعالیٰ نے **فَقُتِلَ مَوْلاَ اللَّهِ قَاتِلَهُ** یعنی کھڑے ہو واسطے
اسد کے ساکت اور چپ یا شمع و خضوع سے **ص** تیسرے قرات یعنی پڑھنا قرآن کا **و** کیونکہ فرمایا اسد تعالیٰ نے **فَاقْرَأْ**
مَا تَنزِيلَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑھو تم آسان ہو قرآن سے **ص** چوتھے رکوع یا پنجویں سجدہ ہاتھ اور ناک سے
اور فقط ناک سے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک دست نہیں اڑی
پرفتوی ہوتی **و** کیونکہ فرمایا اسد تعالیٰ نے **إِذْ كَفَعْنَا لَكُمْ إِجْرَكُمْ** رکوع کرو اور سجدہ کرو **ص** چھٹے اخیر کا تہجد یعنی بیٹھا آخر
نماز میں **و** کیونکہ روایت میں ابو داؤد کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب سکھایا تھا اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ ادا کیا تو نے یہ سوتو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑا ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ تو بیٹھ
اور روایت در قطعی میں ہے **إِذَا تَعَلَّتْ هَذِهِ أَفْعَلْتَ تَكْبِيرًا صَلَاةً** اور بعضوں نے کہا ہر کہ یہ جملہ حدیث میں داخل نہیں
بلکہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور کما نووی رحمۃ اللہ علیہ کے **كَمَا تَقَعُ الْحَقَاظُ عَلَى الْغَنَامِ مَلَكَةً**
یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ صحیح ہے یعنی حدیث میں داخل نہیں اور کما شیخ ابن الہمام نے اس کے جواب
میں **وَأَمَّا أَنْ تَعْلَمَ أَنَّ تَعْلِيلَ مَوْقُوفَةٍ وَلَوْ لَمْ يَوْفُ فِي مِثْلِهِمْ لَمْ يَكُنْ لِقَاءَ بَعْضِ عِلَلٍ** یعنی حق یہ کہ
غایت اصلاح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اس کے مثل حکم رفع میں ہو **وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَخْلَافِ الْخَلْقِ** اور موقوف اندر میں
لیکن مجمع یہ ہے کہ مقدار تشہد کے یعنی عہدہ و رسول تک اور اسی کو اختیار کیا ہو کافی ہیں اور فتح القدیر میں **ص** ساتویں اس سے
کام سے نماز سے باہر آنا اور وجبات نماز کے گیارہ ہیں پہلے فاتحہ کا پڑھنا دوسرے سورت یا آیت سے رعایت تہجد
کی اور کا معین میں جو نماز میں کر آتے ہیں تو تکبیر تحریر ہے اور قعدہ اخیر میں رعایت ترتیب کی فرض ہے چوتھے قعدہ اہل یعنی بعد
دو رکعتوں کا چوتھی نماز میں بیٹھتے ہیں یا پنجویں تشہد و نوون قعدوں میں اور اخیر سے میں کھایا کہ پہلا قعدہ سنت ہے دوسرا قعدہ
جو سب میں کھایا کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدے میں سنت ہے اور دوسرے قعدے میں واجب ہے لیکن صاحب وقایع کا یہ
ہو کہ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے چھٹے قعدہ سلام کا کہنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ فرض ہے **و**
لیکن دونوں واجب کی تحریر نہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا **وَتَحْلِيلُهَا الشَّلَاةُ**

اجلہ محدثین نے اور جب ثابت ہو فعل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مانند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرات اسکی تو معلوم ہوا کہ یہی اکثر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور یہی اخیر تھا انکے فعل سے اوجھین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہو اور وہ میں اور دعا ہو ذکر کیا اور کوشیخ ابن العمام رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا وہ تھا صحیح من الکلی سکا کہ متفق علیہ وسلم ذلک کہ یقول یسبختہ عینا احکام من الایمان انما لنبغہ یعنی یہ صحیح ہر کل روایتوں اس واسطے کہ اتفاق کیا اسپر بخاری و مسلم نے اور باوجود اسکے نہیں کہا کیسے ساتھ سنیت خاص سبحانک اللہم کے تو اگر وہ دعا اسکے بجائے پڑا کچھ حرج نہیں اور جائز یہ فقط اور نہ جو روایت ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محمول ہو اور پرفاغل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب یو نے اور مؤید ہر اسکی جو مروی صحیح ابن عوانہ اور سنن نسائی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے یا نفل کو کہتے اللہ اکبر بن وجہت و تحجی آخر تک بخلاف سبحانک اللہم کے کہ وہ ثابت ہر فرض میں صل اور بعد تک کے تعوذ یعنی آعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کیوں کہ فرمایا اللہ جل جلالہ و عزموا الذی ودا اقل امت القرآن فاستعین باللہ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لیجا طرٹ اللہ کے مراد یہ ہے کہ شیطان سے پناہ مانگے کہ وہ حاج نو قرات قرآن میں صل اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور سبق پڑھے تو تعوذ تابع قرات کا ہر تابع تابع شاکا سو جو شخص قرات کسے وہ تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قرات نہ کرے تعوذ بھی نہ پڑھے اور کبیرات عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد بسیم اللہ الرحمن الرحیم کے اور فاتحہ اور سورت کے سچ میں نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ کہے اور امام شافعی کے نزدیک تسمیہ کو لمبہ پڑھے اور بت سی حدیث صحیح وار دہوین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین قرات کو کمال اللہ رب العلمین سے شروع کرتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ ہستہ پڑھتے ہوئے اور صاحب حدیث لکھا ہے قبل ابن سعود جارہن کہ آہستہ کہے اور کلام اور ذکر کیا اور نہیں تعوذ اور تسمیہ اور میں کو روایت کیا اور کولن ابی شیبہ ابراہیم بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اور روایت کی ابی دؤل سے انہوں نے عبد اللہ کہہ دوتے آہستہ کہتے بسیم اللہ الرحمن الرحیم کو اور صحیح ابن خرمیہ ابی حبان اور نسائی میں ہر نعمت خیر سے کہ غار پڑھی سینے پہنچے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سو پڑھی انہوں نے بسیم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی فاتحہ بیان تک کہ پہونچے ولا الضالین تک پھر کہی آمین پھر سلام پھر کے کہ تسمیہ اور قرات کی جبکہ قبضے میں میری جان ہو تحقیق کہ میری نماز مشاہیر ہر ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کما ابن خرمیہ نے نہیں شک ہوا اسکی صحت میں بل معرفت کے نزدیک یہ حدیث مستلزم ہر کوئی کہ جائز ہے سنا نعیم کا باوجود آہستہ پڑھنے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ جب تک مبالغہ نہ کرے انہا میں تب تک سنائی دیتا ہے خصوصاً پاس والے مقتدی کو اور صحیح ابن عبد بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کرتے تھے بسیم اللہ کا کما حاکم نے صحیح ابن خرمیہ کے اور صحیح کیا اور کولن حاکمی نے اور کما ترمذی نے نہیں ہوا اسناد اسکی قوی اور ضعیف کیا اور کولن اکثر محدثین نے اور کما بعض حفاظ نے نہیں ہر کوئی حدیث صحیح ہر من ہر اسکی اسناد میں گفتگو ہو اور اسی سبب صاحب سنا نیدار بعدہ امام حبان نے اعلیٰ جہر کو خارج نہیں کیا باوجود کمال انکے کے احادیث ضعیفہ ہر کما امام العلماء ابی شیبہ شیعہ نقلی کہ اس میں نے ہر عادت کی کہنے حدیثی سے کہ صحیح صحیح ہوئی حضرت سے ہر من کوئی حدیث مروی ہو دار قطنی سے

کہ تصنیف کی اس نے ایک کتاب میں پچھراہ سو اسم کے اور ارادہ کیا بعض مالکیہ نے کہ بعد کہ میں اس سے صحیح منقول کیا
 کہ میں صحیح ہوئی جو میں کوئی حدیث اور گنا غازی نے کہ عادیث جہر کی اگرچہ بہت ماثور ہیں لیکن کوئی حدیث غالی منقول نہیں
 روایت کی امام کاوی جہر کو قرات اعراب کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ میں جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 بسم اللہ کہا تاکہ کہ قرات کی اور یہ عارض ہو اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے جو میں گدڑی تو وہ معمول ہو اور واقع ہو
 اسکے کے کبھی کبھی جو جہر ہو جب حل ہو اور روایت سلمیٰ کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر
 اور عثمان رضی اللہ عنہم ہمیں کہ نہیں سنائے کسی کو نہیں کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس طوفانی قرات نہیں ہو بلکہ نفی جہر
 بدین و سری روایت کہ نہیں جہر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے روایت کیا اسکو احمد و ترمذی نے ساتھ اسحاق کے
 اور بھی روایت ہے اور نہیں کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پس لوگ تھاکر تھے
 بسم اللہ کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ایک لفظ میں جہر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ کے اور نہایت کیا طبرانی نے فی معجم
 کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اور
 تابعین تھے اور وہی مذہب ہے یحییٰ بن قوی اور ابن المبارک کا اور کہا ابن عبد اللہ اور ابن منذر نے کہ یہی قول ابن مسعود
 ابن الزبیر اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن مغفل اور حاکم اور ابن ابی حاتم اور شعبی اور شعبی اور واقدی اور عبد اللہ بن المبارک
 قتادہ اور عمر بن العزیز اور شمس اور زہری اور مجاہد اور حماد اور ابی عبیدہ اور احمد بن اسحاق کا اور روایت کی امام ابو حنیفہ طریف بن
 شہاب بن سفیان سعدی انھوں نے یزید بن عبد اللہ بن مغفل سے انھوں نے اپنے باپ تحقیق کہ انھوں نے نماز پڑھی پیچھے نام سوچا کہ اس نے
 بسم اللہ سوچا کہ عبد اللہ بن مغفل نے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے سوچا کہ
 جہر کرتے نہیں سنا کہ انھوں نے اپنے بیٹے سے ای بنی مٹی جہر کرتا تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا محدث اور بدعت ہے اور بعد
 کے فاقہ اور سورت پڑھے و اور فاقہ پڑھنا ہاں مذہب میں کن نماز یعنی فرض میں اور طرح سورت اور امام شافعی جہر طہیہ کے
 نزدیک فرض میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نون فرض میں کہیل امام مالک کی یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طویل آخر حدیث ہے کہ
 نہیں ہو نماز اگر ساتھ اٹھ کے اور ایک سورت کے کما شیعہ ابن الہمام نے روایت کیا اسکو ترمذی ابو سعید بن مسعود سے اور روایت کیا ابو
 ابن ماجہ نے اور تصار کیا اسپر لا صلوات اللہ علیہ کہ یقیناً آئندہ اسکو اور سکوت کیا اور اس ترمذی اور وہ ضعیف ہے ساتھ یحییٰ بن
 طریف بن شہاب کے اور صحیح روایت کی ابو حنیفہ نے سند میں نقل کی گئی ابن عیینہ اور شافعی سے تصنیف کی اول میں کی مکی
 ابن ابی اور کہا کہ روایت کی اس سے شافعی نے لیکن وہ لاتا ہر متون میں ایسی چیز کہ نہیں لانا کوئی اسکو سوا اسکے اور اسانید کا
 مستقیم ہیں اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور روایت کیا اسکو طبرانی نے ابی نصر سے کہ میں یہ نماز گرا ساتھ لم القرآن یعنی فاقہ کے
 ابی فاقہ اسکے بغیر اور سورت کے اور ہمارے ابی انعیل بن عیاش ضعیف ہے اور ترمذی ابی بن معین نے اور ہمارے ابو ہریرہ جو
 روایت ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حکم کیا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان دنوں میں میں نہیں کہ نہیں
 نماز کے ساتھ قرات کے اگرچہ فاقہ ہو اور روایت کیا اسکو ابو حنیفہ نے اور عارضہ نے سند میں ابی بن عدی نے لیکن ابو حنیفہ کے
 طریق میں ضعیف ہے اور طبرانی کی اس میں جامع بن لوطاہ ضعیف ہے اور دلیل ہمارے قول نقلی کا کہ قرات ماثورہ من القرآن

ابن ابی شہاب

ابن ابی شہاب

ابن ابی شہاب

یعنی پڑھو جو آسان ہو قرآن میں سے اور غیر واحد ہو اور غیر واحد سے زیادتی کا نام ہے پڑھیں جائز ہو اگر وہ سب صحیح ہو تو کما
 یعنی ساتھ جو فاتحہ اور سورۃ کے اور لیل اللمشافعی کی یہ جو روایت کی بخاری و مسلم نے کہ لا یحکم الا یحکم الکتاب
 یعنی نہیں جو نماز اگر ساتھ فاتحہ الکتاب کے اور قنیرہ کی یہ کہ نہیں ہو کمال نماز کا نماز فاتحہ الکتاب جیسے دوسری جگہ
 میں فرمایا لا یتان لیس جلا امانہ کہ لا یتان لیس لا عتدا کہ یعنی نہیں ہو ان اوش شخص کا جس کا
 نہیں اور نہیں میں ہو اس کا جس کا عہد السلام نہیں تو مراد اس نفی ایمان و دین بالکلیہ نہیں ہو بلکہ کمال ایمان اور دین میں یہ چیزیں ہٹ
 خل کی ہیں واللہ اعلم فقط اور بعد ولا الصالحین کے آہستہ آہستہ سے زمین کے اوتھنے
 بھی جبری نماز میں آہستہ آہستہ کہے اور لیل اور سکی وہ جو اوپر حدیث بن سعید کی ذکر کی اور روایت کی احمد اور ابی
 اور طبری اور قطنی اور حاکم نے مستدرک میں شعبہ انھوں نے سلم بن کبیل سے انھوں نے حجر عنس سے انھوں نے علقمہ بن ابی
 انھوں نے اپنے باپ کے نماز پڑھی انھوں نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ پونچے انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم توجہ پونچے
 ولا الصالحین کہیں آہستہ آہستہ اور روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ سفیان سے انھوں نے سلم بن کبیل سے
 انھوں نے حجر عنس سے انھوں نے سواہل بن جبر سے اور اس میں ہو کہ بلند کیا انھوں نے آواز پائی کو ساتھ آہستہ آہستہ کی آہستہ
 سفیان نے شعبہ کی طبع پر قول یہ کہ پہلی روایت میں حجر عنس سے اور اس میں حجر عنس سے آہستہ آہستہ کی آہستہ
 کہ پوچھا آہستہ آہستہ کیا علقمہ نے سنا ہے اپنے باپ کے ساتھ آہستہ آہستہ اپنے باپ کے ساتھ آہستہ آہستہ بعد از انقطاع مسلم
 کیونکہ روایت کی سلم نے علقمہ کی روایت کو اپنے باپ کے ساتھ آہستہ آہستہ کی آہستہ آہستہ دی اور قطنی نے روایت سفیان کو اور بقیہ نے
 بھی عن حدیث کو شعبہ سے بعضوں نے روایت کیا ہے اور اسی سبب سے صاحب پہلے میں حدیث عدول کر کے ابن سعید نے
 کے قول کی طرف رجوع کیا اور مؤید رفع کی ہو جو ابن ماجہ میں ہو کہ تھے علیہ السلام آہستہ آہستہ کہتے تھے گونج جاتی تھی سبحان ربی کہتا ہوں
 کہ معارض ہر اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کی ابن ابی نعیم اس اسناد کو کہ تھا سفیان عن سلم بن کبیل
 کبیل عن نجیح بن عبد بنی عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تقرأ ولا الصالحین
 فقال اویلین وخفض یھا صوۃ یعنی کوئی میں اور آہستہ کی اور یہ بعینہ وہی اسناد جو میں رفع صوت بآمین مذکور ہو تو رو
 حدیث میں مخالف ہو میں اس ایک حدیث کی توضیح ہو گا کہ آہستہ سے آہستہ کے صا اچھا اس کے تکبیر کے اور رکوع کے
 جھنگل اور دونوں ہاتھ رکوع میں دونوں رانوں پر رکھے اور انگلیوں کو کشادہ رکھے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 واسطے ان کے ہر حدیث طویل کے اور خراوس کا یہ کہ اگر بیٹھیں سر سے جب تو رکوع کو رکھ سو رکھ کھن اپنے کوا پر وہ دونوں رانوں
 اپنے کے اور کشادہ رکھ انگلیوں کو اور اوٹھائے رکھ دونوں ہاتھ کو دونوں پہلو سے روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم وسط میں
 اور تطبیق میں کی نسخ ہو اور یہ ہو کہ دونوں ہاتھوں کو ملائے دونوں ران میں رکھ لے بیل اس کے جو موی چھین میں
 معصوب بن سعد بن ابی وقاص کہ نماز پڑھی میں اپنے باپ کے ساتھ تو تطبیق کی میں سو کما میرے باپ نے کہ اگر اس کو پہلے
 ہم کرتے تھے ایسا پھر منع کیے گئے اور حکم ہوا کہ رکھیں دونوں ہاتھوں کو اوپر رانوں کے صا در شیعہ کو برابر کرے اور کو
 بھی بیٹھ کے برابر رکھے کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے و ابیہ بن معبد سے کہا کہ دیکھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

بعد اسکے موزنہ کو دو کف کے بیچ میں ف کیونکہ روایت ہر سند ابوہیثم بن ابی اسحق سے کہا کہ وصف کیا واسطے ہمارے
برابر بن عازب نے سچے گوشت کی اور اہل بیت کو کیا اور ہر دونوں کف کے اور اٹھایا سرین کو اور کہا کہ اس طرح کرتے تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ جو یہ حدیث صاحب ہائے دہل سے نقل کی ہو پائی نہیں گئی اور کما فیج ابن العمام کو کہ میں حدیث سے نقل
تخریث یعنی ہونا اور اس کا حدیث دہل سے غریب ہو اور صحیح مسلم میں یہ حدیث دہل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کیا رکھا موزنہ پناہ دونوں کف کے بیچ میں اور جب ایسا ہوا تو ہاتھ مقابل کان کے ہونگے تو اب معارض ہو گا اور سچے گوشت کی بجائی
میں یہ حدیث ابی حمزہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں کف برابر کا نہ ہوں کہ اگر متعام میں روایت مسلم کی مقدم ہو جائے
پھر سچے گوشت کی بجائی میں فکیج بن سلیمان اگرچہ راجح ہے کہ وہ ثقہ ہیں لیکن کلام کیا گیا ہو اس میں ضعیف کیا اور سکولسانی اور ابن
سعین اور ابو حاتم اور ابو داؤد اور یحیی القطان اور سیاحی نے اور روایت کی اسحق بن ریحیہ مسند میں آخبرنا الثوری
عن عاصم بن عکاب عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ رکھے دونوں ہاتھ
مقابل کانوں کے اور یہ سنا صحیح روایت کی عبد الرزاق نے مصنف میں آخبرنا الثوری اسی اسناد سے اور لفظ
اور سکا یہ ہو گا نہ یکا اذ حدیث اور تھے ہاتھ کے مقابل کانوں کے اور روایت کی طحاوی مفصّل بن عیاض نے
فہمّاج آخبرنا ابی اسحق سے کہا کہ پوچھا میں نے ابن عازب سے کہہ سکتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی اپنی سجہ میں جہاز
پڑھتے تھے کہا کہ درمیان دونوں کف کے واللہ اعلم اور سچے گوشت کے ناک اور پیشانی دونوں پر کیونکہ روایت کی ابو داؤد ولسانی نے
اور عبارت انھیں کی ہو اور ترمذی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے جاتے تھے ناک اور پیشانی اپنی کو اور رکھتے
دونوں ہاتھوں کو دونوں پہلو اور رکھتے تھے کف کو برابر کا نہ ہوں اور روایت ابوہیثم میں ہو چکی کہ سچے گوشت کی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جو یا ناک کو اور پیشانی کو زمین پر اور اگر ایک ہاتھ قرار کیا امام صاحب کے نزدیک جائز ہے اور مسابیح کے نزدیک نہیں جائز ہے کہ
سے اور یہ روایت ہر امام ابو حنیفہ سے کیونکہ روایت کی صحیح ستہ والون ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا گیا میں کہ سجدہ کرو ان ہاتھ پہلو پر دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور کنا سے قدیموں اور روایت کی ہاتھ اسکے برابر اور ہاتھ
کی گئی سعد بن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے یہ حدیث اور رکھنا دونوں ہاتھوں اور زانوئیں کا سنت ہے نزدیک اور
رکھنا قدیموں کا سو کہا ہو قدوری میں کہ وہ فرض ہے سجدہ میں کذا فی الحدائق ص اور نگلیان ملی ہوئی رکھے اور دونوں بازو کو
پیشہ جہاز رکھے اور پیشہ کو ان کے اور نگلیان دونوں پیر کی قبلہ کی طرف کرے اور میں بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے یا یا ہوا اور اگر
پکڑی کے بیچ پر باغاضل کپڑے پہنا اور سچے گوشت کی سجدہ کیا اگر پیشانی تڑک پڑتی ہو تو جائز ہے ورنہ درست نہیں ف کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے اور سچے گوشت کے روایت کی ابو نعیم نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں سچے گوشت کی سجدہ میں
اور ہم حدیث علیہ وسلم کے حدیث ابی حمزہ عن محمد بن محمد بن ابی بکر عن محمد بن ابی بکر عن محمد بن ابی بکر عن محمد بن ابی بکر عن محمد بن ابی بکر
الضوفی البکادوی ثنا کاحی ثنا الحسن بن علی الذمیشی ثنا محمد بن فہم بن المصطفی
ثنا یحییٰ بن الولید ثنا ابی ہریرہ عن ابراہیم بن ابراہیم عن ابراہیم بن ابراہیم عن ابراہیم بن ابراہیم عن ابراہیم بن ابراہیم
عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ کان یسجد علی کور عمامتہ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

ॐ

واسطے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی سجدہ کرتے تھے بہت اونگھیں کو بھلاستے تھے اور بہت تنگ کرنے تھے بلکہ
اوسط درجے میں رکھتے تھے اور نہ کرتے تھے اونگھیں کا طرف قبلے کے اور ہاتھ میں ہو کر فرما حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ چپچپ کرنا ہو تو میں سجدہ کرتا ہوں غصہ اور سہم چاہیے کہ نہ کہتے اپنے ہنسا کا طرف قبلے کے حتیٰ القدر اور اس حدیث پر باقیہ میں
مطلع نہیں ہوا اور تسبیح جو کہ عید وجود میں کمی جاتی ہو اگر تین سے زیادہ کہے تو لازم ہو کہ طاق کے مثلاً پنج یا سات یا نو طرح کیوں
حدیث میں آیا ہو گا کہ یتقوا یا لوز یعنی ختم کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کو ساتھ تو رکے گا صاحب فتح القدیر نے فرمایا
واللہ سبحانہ اعلم یعنی یہ حدیث غریبہ اور اسکا سجاد جانتا ہوں اصل اگر آدمیوں کے جوہم کے سبب ایک شخص دوسری ٹھہرے سجدہ
کیا اگر وہ بھی دوسری نماز پڑھتا تو درست ہو اگر نماز نہیں پڑھتا پڑھتا ہو کہ وہ نماز جو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہو نہیں پڑھتا تو سجدہ اور اسکا
درست نہ ہو گا اور حدیث میں کوئی مسئلہ ہے اور بعد سجدہ کے پھر سر اٹھائے اور تکیہ کرے اور طہیارت کے بیٹھے اور پھر کھیر کے اور سجدہ
تھر کے ف کہیں کہ حضرت نے حدیث اعرابی میں ارشاد فرمایا پھر اٹھا سر اپنا بیان تک کہ بیٹھے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا
دوسرے سجدہ کر لیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہو گا اور محمد کے نزدیک اور ابو ثور نے رفع میں اقامت کیا ہے اور صحیح ہے کہ اگر سجدہ کی طرف
قرب ہو گیا نہ نہیں جائز ہو گا کیونکہ وہ شمار سجدہ میں ہی اور اگر بیٹھنے کی طرف قریب ہو جائے ہو گا اس واسطے کہ وہ شمار کیا جاوے گا جاس
صل اور پھر کھیر کے اور اٹھائے سر پھر ہاتھ پیر زانو اور سیدھا کھڑا ہو جائے بغیر تکیہ کے اور دونوں سجدہ سے ملو ٹھٹھ کے پھر میں
پڑ بیٹھے بلکہ فوت کھڑا ہو جاوے اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھے اور اسکو جلد سے سترت کہتے ہیں و اما دلیل امام شافعی
کی وہ ہے جو روایت ہے مالک بن انس بن ابی شیبہ سے کہ انھوں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوچ نماز کے کعبہ اوٹھتے تھے دونوں سجدہ
سے نہیں اوٹھتے تھے جب تک بیٹھ جاتے تھے سیدھا اور جوابا سیکار کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضعیفی میں تھا اور انما
مجبوع ہوا سترت کے واسطے نہیں اور دلیل اس پر یہ ہے جو روایت کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب اوٹھتے تھے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نماز میں اوٹھتے تھے اور کھڑے قدموں کے اخراج کیا اسکا ترمذی خالد بن ایاس کہ انھوں نے صلح مولیٰ تو احد سے انھوں نے
ابی ہریرہ اور کہا ترمذی اسی پر عمل کرتا تھا علم کا اور خالد بن ایاس کہ اور کہا جاتا ہے ابن ایاس ضعیف ہے نزدیک محدثین اور اس حدیث
ضعیف کیا اسکو ابن عدی نے لیکن کہا کہ کھجی جائیگی حدیث اسکی باوجود ضعف اس کے کہ ایک ہی القطار اور جس سے تغیل کی
خالد میں وجود ہے صلح میں اور وہ احتلاط ہو تو کچھ وجہ تفسیر خالد کی نہیں اور قول ترمذی کا کہ اس پر عمل ہوا علم کا مقتضی ہے کہ
تو اصل کو اگر چہ ضعیف ہو اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن سعد کو کہ وہ اوٹھتے تھے نماز میں اور کہنا ہے کہ وہ سجدہ
اور نہیں بیٹھتے تھے اور انما اسکے حضرت علی سے اور سیدھا ابن عمر اور عمر سے اور روایت کی شعبی سے کہ تھے اور ان
صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹھتے تھے نماز میں اور کہنا ہے کہ وہ سجدہ کے اور روایت کی بغان بن ابی عیاش سے کہ ایک
بہت لکھوں کو صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سجدہ کرتا تھا سجدہ ثانی میں پہلی رکعت یا دوسری رکعت میں تو
اٹھتا تھا جیسا وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا تھا اور اخراج کیا اسکا بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے کہ انھوں نے دیکھا انہیں سجدہ کو
اس کے جوگہ نماز روایت کیا اس عمل کو جب انراقی ابن سعد اور ابن عباس اور ابن عمر سے کہ جب اپنے صاحب کثیر سے علی بن ابی
کعبہ اوٹھتے تھے تو کہنا ہے کہ وہ ان میں بیٹھتے تھے تو علی بن عمر سے کہ جب وہ سجدہ کرتے تھے تو علی بن عمر سے کہ جب وہ سجدہ کرتے

ابن ابی

اور ثانی اس میں چار چیزیں ہیں اور ہاتھ بھی نہ اٹھائے وقت یعنی ہاتھ نہ اٹھائے مگر تکبیر اولیٰ میں اور تکبیر اولیٰ تو پہلی ہی رکعت میں
 ہوتی ہے بخلاف امام شافعی کے کہ اون کے نزدیک ہاتھ اٹھانا وقت رکوع کے اور رکوع سے قیام کے وقت سنت ہیں گو بہر
 میں اون کے نزدیک منع ہیں بلکہ اس مسئلہ میں بہت تفصیل ہو سب بیان نہیں کر سکتا والا کتاب ایک ذکر ہو جاوے گی کچھ بطور خلاصہ کہ
 موافق تحریر صاحب تصحیح القدیہ کے بیان کیا جاتا ہے اصل قول روایت کی بلذاتی نے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے قسم
 انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے حضرت علیہ السلام کہ ہمیں اٹھائے جاوے ہاتھ گر سات جگہ میں جس وقت کہ شروع کرے نماز اور
 جس وقت داخل ہو مسجد و راس میں سونظر کرے طرف نماز تکبیر کے اور جس وقت کہ اہم ہو کر پڑھو جس وقت کہ اہم ہوا تھ آدمیوں کے کات
 کو اور وہ لوگوں میں دو مقام میں جس وقت کہ جمع ہو کر اہم ہو کر کیا اوسکا بخاری نے مطلقاً کتاب مفرد میں بیان فرمایا ہے میں اوسکا کہ
 نے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے قسم انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے حضرت علیہ السلام کہ ہاتھ اٹھائے جاوے
 ہاتھ گر سات جگہ میں وقت شروع کرنے نماز کا وقت تھا کہ جب کہ اٹھنا اور مردہ پڑھنا تھا میں اور وہ لوگوں میں دو مقام میں
 اٹھنا ایک جگہ میں اور کما شعبہ نہیں سنا حکم نے قسم مگر جابجائیں اور یہ نہیں ہوا نہیں تو یہ سب اور غیر محفوظ کما کہ ہم کیا
 اہم ہو کر کیا اس حدیث کو ساتھ فرمایا کہ کبیرت عید میں میں اور کبیرت قنوت میں اور کما شیخ تقی الدین ہامی نے فرمایا
 کیا کیا اس حدیث پر کئی طریقوں سے ایک تفسیر کہ ابن ابی لیلیٰ متفرع ہوا اور متروک ہو احتجاج اوس سے اور دوسرے کہ و کس نے وقف کیا
 اوسکو وہ پہلے ابن عباس اور ابن عمر کے کما حکم نے اور کس نے ثابت ہو سب انھوں نے روایت کیا اوسکو ابن ابی لیلیٰ سے تیسرے کہ روایت
 کی ہے صحیح ابی یوسف نے اسانید صحیحہ سے ابن عمر اور ابن عباس کہ وہ ہاتھ اٹھاتے تھے وقت رکوع کے اور بعد قیام کے رکوع سے اٹھتے تھے
 اسنا کیا اون دونوں نے اسکو روایت نہیں علیہ السلام کے چوتھے یہ کہ سب باتوں میں اڑم اٹھائی یعنی ہوتی ہاتھ اٹھائے طاعت
 اور یہ بات پر دلالت نہیں کرتا کہ سوا ان سات جگہ کا اور کوئی نہ اٹھایا جاوے گا نہ لاؤ قطعاً لایہی الا یہاں جودالات کہ او
 صریح میں بیان ہوا اہل سب میں دو طرح کے محال ہو کہ لا ترفع الایدی ہو کیونکہ روایت صحیحہ وال میں اس رفع پر اور بہت سی روایات
 سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سوا ان سات جگہ میں بھی حضرت ہاتھ اٹھایا نہ تھا و فیہ کے کلام پر شیخ تقی الدین ابن وقف العید اور
 وہ جس سے کہ صریح میں توجیب سوا ان سات مقام کا کسی جگہ رفع ثابت ہوگا عمل اوس کے اور پر کار پڑھا تحقیق کہ رفع میں
 اس جگہ میں ثابت ہوا اور وہ یہ ہے جسکا اخرج کیا مسند نے زہری انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے باپ سے عبداللہ بن عمر سے
 کہا کہ تھے سوا ان سات جگہ میں اٹھائے تھے طرف نماز کے اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر کندھوں کے پھر کبیرت سے توجیب
 اٹھائے رکوع کا کرتے پھر ہاتھ اٹھائے اور جب سر اٹھائے رکوع سے ایسا ہی کرتے اور جب سر اٹھائے تھے تب نہیں ہاتھ اٹھاتے
 تھے اور کما شیخ ابن المام نے کہ چاروں سکا معاف ہو ساتھ اوس کے روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد و کس سے انھوں نے سفیان
 ثوری انھوں نے امام بن کثیر سے انھوں نے عبدالرحمن بن سواد انھوں نے علقمہ سے کہا کہ کما عبداللہ بن سواد کیا نہ پڑھوں میں ساتھ
 نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سونماز پڑھی اور اٹھائے ہاتھ گر اول بار پھر نہ اٹھائے کیا کما ترمذی کہ یہ حدیث حسن ہے اور اخرج
 کیا اوسکا نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے سفیان اور زعفران بن یزید بن المبارک سے کہا کہ نہیں ثابت ہوتی نزدیک یہ حدیث
 ابن جوی کی سونماز میں ضرورتاً جبکہ یہ طریقہ ثابت ہوا اور وہ جو بعض کما کہ امام ابن کثیر نے فرمایا کہ انھوں نے کما ابن جوی نے

ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے قسم انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے حضرت علیہ السلام کہ ہاتھ اٹھائے جاوے

اولیٰ مقام پر جو کہانی میں ہر کوئی اور ٹھکانا محرمات میں ہی محض غلط ہو اور پھر طوا و سہرہ ہر کہ کا اہل الجحدیث بھی لکھی ہو
 سبحان اسبب ایسے لوگ محمد بن ابی اسقدر نے ابی کریم کے تو ان کے کلام پر کسی سلمان کو اعتبار کرنا خلاف داریت ہو گا اور خود مصنف
 فتح الباری لکھا ہے وَهُوَ خِلَافُ الدَّارِ وَالرَّوَايَةِ اور یہ خلاف داریت اور ذات کے ہر ص اور تشہد ہے حضرت
 عبدالمسین خود کا اور وہ ہر الحجیات اللہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایتھا اللہ سبحانہ اللہ
 وہی کا ائد السلام علیک ایتھا علی عباد اللہ الصالحین أشہد ان لا اله الا الله واشہد ان لا
 محمدًا عبدًا ورسولہ اور پہلے تعدی میں اس سے زیادہ ہے و منصف بن ابی خبیب نے
 حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحُجَّاجِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِي فَقَالَ
 أَخَذَ عَبْدُ اللَّهِ بِيَدِي فَقَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَقُلْتُ أَتَشْهَدُ الْحَجِيَّاتِ
 لِلَّهِ وَالصَّلَاةِ وَالطَّيِّبَاتِ الْحَمْدُ فِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُثْمَرَ وَأَبِي بَكْرٍ يَعْنِي الْقَاسِمَ نَعْنِي كَمَا سَمِعْتُ بَا تَقْدِيرِ
 کہا کہ پھر عبد المسین نے ہاتھ میرا سوا کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میرا سوا کھایا مجھ کو تشہد الحجیات اللہ
 اور روایت کی ابن ابی شیبہ شعبی سے کہا انھوں نے جو زیادہ کرے اور تشہد کے ہر دو پہلی رکعتوں کے تو اوپر دو سجدہ ہو گے
 ہیں و فی الباب عن عائشہ اور اس باب میں مروی ہے عائشہ سے اور روایت ہے ابن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تھے پہلی دو رکعتوں میں تو گویا تو سے جلتے ہوئے ہیں یہاں تک کہ کھڑے ہوں یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کم ہوتے تھے
 اور ایسی ہی روایت کی منصف بن ابی بکر سے بسند صحیح اور روایت کی علما سے ابن مسعود کہ کھایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تشہد اور کف میرا کف میں تھے جیسا کہ کھاتے ہیں مجھ کو کوئی سورت قرآن کی سو کہا جب تک کوئی تم میں واسطے نماز کے
 سو کہے الحجیات اللہ والصلوات آخر تک اور روایت نسائی میں ہے جب بیٹھو تم دو رکعتوں کے بعد اور ایک وجہ تشہد کی یہ ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالمسین خود کا ہاتھ پکڑ کے بتا کید تا تعلیم کیا اگرچہ مطلق تعلیم حدیث ابن عباس رضی
 میں بھی ہو اور ایک وجہ ترجیح کی یہ ہے کہ اگرچہ تشہد نے اوپر اتفاق کیا لفظا ومعنی اور یہ نہایت غریب ہے اور تشہد بن عباس لکھا گیا ہے اور
 مسلم اگرچہ اخرج کیا اس کا سوا بخاری اور ترمذی نے اور اعلیٰ درجات صحیح میں ان کے نزدیک ہے جس پر اتفاق کیا ہو بخاری و مسلم نے نہ کہ
 جب اتفاق کیا ہو ائمہ سنیہ اور سیوطی اجماع کیا علما کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح تری حدیثوں کی اس باب میں اور کما ترمذی کہ صحیح تری
 حدیثوں کی تشہد میں حدیث ابن مسعود اور علما و سب کثر صحابہ کا پھر اخرج کیا خفیف سے کہا کہ دیکھا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
 خواب میں سو پوچھا میں نے آپ کے اوپر اتفاق کیا تشہد میں سو فرمایا آپ نے کہ لازم ہے کہ تو تشہد ابن مسعود کا اور موافق ہو گے
 ابن مسعود معاویہ جیسا کہ روایت کی اول سے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھانے تشہد کو اور پھر تشہد ابن مسعود صلی اللہ علیہ وسلم سے الحجیات
 اللہ والصلوات آخر تک مثل تشہد ابن مسعود اور عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے کہ کما انھوں نے تشہد بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا سوا کہا
 الحجیات اللہ آخر تک کما نووی نے اسناد کجید یعنی اسناد و سب کثر صحابہ اور بھی موافق ہوئے ان کے سلمان روایت کی
 طبرانی اور ابن ابی شیبہ سے کہا کہ پوچھا میں نے سلمان سے تشہد کو کہا تھا ہوں میں تم کو جیسا کھایا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 تب بیان کیا الحجیات اللہ اور کما ابو عیوف رحمۃ اللہ علیہ کہ پڑا ہاتھ میرا سوا بن بیان اور پڑا ہاتھ میرا سوا بن بیان اور پڑا ہاتھ میرا سوا

۱۱۴

مالک بن عیاض سے انھوں نے بن عمر سے کہا کہ اگر مجھے نماز کوئی تمہیں سے امام کے پیچھے تو کافی ہو اسکو قنات اہل
 اور اگر نماز پڑھے اکیلے تو قنات کرے گا کہ تھے بن عمر نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور روایت کیا اسکو وہ
 و قناتی نے مرفوعاً اور کہا کہ رفع کرنا اسکا وہم ہے لیکن صحیح ہو یا یہ قول بن عمر سے تو معلوم ہوا کہ انھوں نے تخریج میں
 علیہ سلم سے توفیع اسکو صحیح ہو گا اگرچہ روایت ضعیف ہو و اس روایت کی بن عدی کا مال بن سمیع بن عمرو بن
 بنج سے انھوں نے حسن بن صالح سے انھوں نے ابی ہارون عبیدی انھوں نے بنی سعیدہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جسکے واسطے امام ہو تو قنات امام کی اسکو واسطے قنات ہو اور کہا کہ نہیں متابعت کیا گیا اس روایت میں میں اصل اور ضعیف
 ہوتی اور یہ قول بن عدی کا صحیح نہیں کیونکہ متابعت کی اسکی بطور بن عبد اللہ روایت کی طبرانی نے اسے مطہرین ثنائی میں
 ابراہیم بن عامر بن ابی ابراہیم لا یتبعھا فی حدیثی ابی عن جندی عن البطرین عبد اللہ ثنائی الحسن اوی سے
 جو روایت کی اس بن عدی اور روایت کی حدیث بن عباس سے رفع اسکا اور وہیں کلام ہے اور روایت کی طحاوی شریح آئین ثنائی
 بن عبد اللہ الاغلی ثنائی عبد اللہ بن وہب أخبرنی سہیل بن شریح عن بکر بن عمر وعن عبد اللہ بن جعفر
 انہ سأل عبد اللہ بن عمر ووزید بن ثابت و جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم فقالوا لا نقرا خلف
 الامام فی ثقی من الصلوة یعنی پوچھا عبید اللہ بن جعفر سے کہ امام کے پیچھے انھوں نے پڑھنا کلام کے نماز
 میں اور روایت کی امام محمد بن سنان بن عیینہ سے انھوں نے منہ سے انھوں نے ابی وائل سے کہا کہ پوچھے گئے عبد اللہ
 بن سعد قنات پیچھے امام کے کہا کہ چپ رہ اسواسطے کہ نماز میں شغل ہو اور کافی ہو چکو امام اور روایت کی سعد بن قاص سے کہا انھوں
 چاہتا ہوں میں اس شخص کو جو پڑھتا ہو پیچھے امام کے کہ اسکو ہونہ میں نگارہ ہو اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے لیکن کہا
 انھوں نے بیہ انگاہ سے کہ تھوڑا روایت کی محمد بن سنان بن داؤد بن سنان انھوں نے عمالان سے کہ عمر بن خطاب نے کہا کا شکہ ہوا اسکو
 ہونہ میں جو قنات کرتا ہو پیچھے امام کے تھوڑا اور خارج کیا اسکو عبد الرزاق نے بھی اور روایت کی طحاوی نے حماد بن سلمہ نے
 انھوں نے ابی جبر سے کہا کہ اسے واسطے ابن عباس کے پڑھوں میں او ایام سامنے میرے ہو کہا کہ نہیں اور روایت کی ابی شیبہ نے
 مصنف میں جابر سے کہا کہ پڑھے پیچھے امام کے چپ ہے جبر سے اور چپ ہے خفا کرے یعنی کسی زمین نہ پڑھے اور روایت کی اس
 اور عبد الرزاق حضرت علی کے قول سے کہا کہ جو پڑھے پیچھے امام کے تو اسے خطا کی فطرت ہے اور روایت کیا اسکو و قناتی ایک
 طریق سے اسکا کہ نہیں صحیح اسناد اسکا اور کہا ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں یہ روایت کرتا ہے اسکو عبد اللہ بن ابی العزازی ثنائی
 علی یعنی اسکو ساروہ باطل ہے اور کافی ہے ابطال میں اسکا اجماع مسلمانوں کا اسکو خلاف پروردگار نے اختیار کیا تھا کہ قنات کو پیچھے
 امام کے نہ جائز نہ رکھا اسکو اور بن ابی شیبہ نے شخص مجہول پر ختم ہوا قول بن حبان کا اور وہی ہے سنن نسائی میں تندر کے قول
 ابو الدرداء اور فرما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وجوب پڑھے امام تو چپ ہو روایت کیا اسکو سلم نے زیادہ سے حدیث اذ ابی
 انہ امام مگر قنات پڑھو ضعیف کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ انہیں التفات کیا گیا اس طرف بعد صحت طریق اسناد اور اسکا
 نے فرمایا کہ اذ اقرئ القرآن فاستمعوا لکوا تصدیقاً یعنی جب پڑھا جاوے قرآن تو سنو اور چپ رہو روایت کی ابی
 امام احمد سے کہا کہ اجماع کیا ہے وہی کہ اس بات کے کہ یہ آیت نماز میں ہے اور روایت کی مجاہد سے کہ تھے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سنتے قرار تک جو ان کی انصار سے سنا نزل ہوئی کثرت و اذاعہ فی القرآن کاشعق الہ
و انصہن ۱ اور روایت کی ابن مسعود نے تفسیر میں لکھا کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نازین پیچھے امام کے

ص باب جماعت کے بیان میں

جماعت سنت مکررہ ہر قریب واجب ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہر گز
ہو نہیں ٹھنک کرنا اور اس سے گھرنا فتح اور یہ حدیث ہے ان میں ہر روایت ہر امام ابو یوسف سے کہ پوچھا میں نے امام ابو یوسف
جماعت کو بیچ کچھ غیرہ کے تو کہا آج بٹ تو گھا یعنی نہیں دوست رکھتا ہوں میں ترکاؤں سکا اور کہا امام محمد نے ہر نماز میں
کہ حدیث میں نصحت فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تہو جاوین غیلین تو نماز اپنی جگہ میں ہو یعنی اس وقت تکلیف جماعت
نہیں اور حضرت سواخ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت تکالیف کے اذن تک جماعت کا نڈیا اخراج کیا اسکا اوردو
اور حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سننے نہ کرے اور نہ آوے جماعت میں تو نماز نہیں اؤلی
مگر حدیث سے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری و مسلم پر ہے اور بہتر امامت کے لیے جو احکام نازل ہو چاہتا ہو
پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پرہیزگار زیادہ ہو پھر جو سن میں زیادہ ہو ف روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ فرمایا
حضرت امامت کرے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ تو اگر قرأت میں برابر ہوں تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو
اور اگر سنت کے جاننے میں برابر ہوں تو جو اقدم ہو ہجرت میں تو اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو پہلے سلام لایا ہو اور روایت کیا اسکو
ابن حبان اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل علم ہم بستہ کے فافقیہ و فقیہا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہو اور اگر فقہ میں برابر
ہو بین تو جو سن میں بڑا ہو کاشیخ کمال الدین کہ یہ لفظ غریب ہے لیکن اسناد اسکی صحیح ہے اور میں کہتا ہوں کہ روایت کی ابن ابی
شیبہ نے سند صحیح ہو مسعودی و مسعودی مانند اسکے اور اسکے الفاظ یہ ہیں یوم القوم آق و لکتاب اللہ فان کانوا فی
القرآن سوا فاعلمہم بالسواء فان کانوا بالعلم فی السواء سوا فاعلمہم سوا فان کانوا فی
العلم سوا فاعلمہم سوا یعنی اگر ہجرت میں برابر ہوں تو پھر جو سن میں بڑا ہو اور فرمایا کہ امامت کے لیے کسی
دوسرے شخص کی امامت کی جا میں اور نہ بیٹھے اس کے گھر میں اس جگہ پر جو اسکی عزت کی جگہ بیٹھنے کی ہو مثلاً ایک کان میں
فرش ہو اور ایک جا پر صاحب کان کا مقام ہو نیز اگر اس میں مسند وغیرہ زیادہ اہتمام ہو تو بغیر اذن اس کے کے یہ نہیں چاہیے
کہ اسکی جا پر بیٹھ جاوے اور روایت کی مسعودی سے کہ امامت کے لیے قوم کی جو میں فقہ ہو یعنی فقہ والا ہو اور اس حدیث
میں اور ہر گز مذہب میں مخالف نہیں کیونکہ مراد امامت سے علم بالقرأت ہے اور قرأت بھی ایک سنن میں ہے اور نقص میں یہ کہ
کہ ابو یوسف کے پھر امام السنہ جو ارشاد فرمایا اس سے کیا ملو ہو گا اور صاحب ہدایہ نے لکھا کہ اس میں نے میں جو تورا پڑھتے تھے
امام بھی پڑھتے تھے بخلاف اس زمانے کے کہ اکثر لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور علم نہیں ہوتی اسی واسطے کہ مقدم کیا احکم کو اقر یا ورنہ
کی حاکم لکھا امامت کرین تم میں وہ لوگ جو بہترین تم میں اور یہ حدیث ضعیف ہے لیکن کاشیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں
و انما قالہ کیف تکلم المؤمنون فاعلم بہ فی قضائہ لیس لہ انکسالی یعنی حدیث ضعیف عمل کیا ملو گیا اور فیہا
اعمال میں ص انہ غافلہام اور گنوار اور فاسق اور زانیہ اور بدعتی کے ابوہ لکھا کہ پیچھے طرہ ہر طرف لیکن

غلام کے بیچے تو اس واسطے کہ اس کو خدمت سے فراغت نہیں کہ احکام نماز سکھائے اور گناہ کرنا باطل سمجھیں اور فاسق کو غلام بنے
 دین کا نہیں اولاد نہ جائے اس پر مہر نہیں کر سکتا اور ولد الزنا کا باپ معلوم نہیں کہ اس کو تعلیم کرے اور لوگ اس کی امامت کو
 مکروہ جانیں گے اور بدعتی کے پیچھے بھی اس واسطے مکروہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کی مسجد سے نکل گئے جیسا کہ ذکر اس کا اوپر
 گذرا اور روایت کی ابن ابی شیبہؒ نے ضحاک سے بلند صبح کہا انھوں نے امامت کرے غلام اولاد میں قوم میں اولاد لوگ ہوں اور
 اکی سعید بن جبیرؒ سے کہا انھوں نے امامت نہ کرے اور روایت کی زیاد بن نمیرؒ سے کہا کہ پوچھا میں نے اس سے بھی امامت
 کہ نہ امامت کرے کہ کیا احتیاج ہے اس کی تمکو اور کہا ابن ابی شیبہؒ نے حدیث میں ائمہ معتمدین عن کعب بن العباسؒ عن ابی ہریرہؓ
 ان ابی ہریرہؓ کی امامت نہ لائے لکن ابی ہریرہؓ نے ابی ہریرہؓ کے مکروہ رکھا امامت اور علیؓ کو اور غلام حبشہ ہووے تو امامت
 اس کی مکروہ نہیں روایت کیا اسی نے حدیث میں ائمہ معتمدین عن ابی ہریرہؓ ان ابی ہریرہؓ کی امامت نہ لائے لکن ابی ہریرہؓ نے ابی ہریرہؓ کے
 مکروہ رکھا امامت اور علیؓ کو اور غلام حبشہ ہووے تو امامت اور علیؓ کو اور غلام حبشہ ہووے تو امامت اور علیؓ کو اور غلام حبشہ ہووے تو امامت
 اور ولد الزنا کی امامت اس واسطے مکروہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہؒ نے حدیث میں ائمہ معتمدین عن کعب بن العباسؒ عن ابی ہریرہؓ
 بلکہ عن ابی ہریرہؓ عن عبداللہ بن عمرؓ قال لا یجوز لک ان یؤمر بک ان یؤمر بک ان یؤمر بک ان یؤمر بک ان یؤمر بک ان یؤمر بک ان یؤمر بک
 یعنی تھا ایک شخص امامت کرنا قوم کی عقیق میں اور نہیں معلوم تھا کہ کسا لکھا ہو سو منع کیا اس کو جو بن عبد العزیزؒ نے امامت کو
 کہ حدیث میں ابی ہریرہؓ عن کعب بن العباسؒ ان یؤمر بک ان یؤمر بک ان یؤمر بک ان یؤمر بک ان یؤمر بک ان یؤمر بک ان یؤمر بک
 مجاہد نے امامت ولد الزنا کی اور بنو ہاشم کی اور کعب بن عبد العزیزؒ نے امامت کو کہ نہیں دوست رکھتا ہوں میں کہ قاری تھا کہ اندھے ہوں
 اخرج کیا اس کا ابن ابی شیبہؒ نے اور روایت کیے بہت آثار اس باب میں اولاد یہ لوگ امامت کر لیں تو نماز جائز ہوگی کیونکہ حضرت
 علیؓ علیہ السلام نے فرمایا جو نماز پیچھے ہرنیکے برے روایت کیا اس کو لکھا وہ اور واقفانی نے اور یہ حدیث منقطع ہو لیکن یہاں
 نزدیک محبت ہوا اس میں معنی کو روایت کیا ابو نعیم اور عقیل نے اور وہ طریقہ ضعیف ہے اصل اور جماعت عورتوں کی جو امام ہو وہ
 مکروہ ہے اولاد اگر جماعت کی توجہ عورت امام یہ وہ مقتدا ہوں کہ بریکھڑی ہو وہ اور کیا ہے ایسا حضرت عائشہؓ نے کہا صاحب
 نے کہ حکیم احمدؒ اسلام میں تھا اور کلام کیا ابو نعیم شیخ ابن التمام اور ذکریٰ بن فتح القدر بن ابی ہریرہؓ میں چند روایتیں اور روایت
 عبدالرزاق نے ابی ہریرہؓ بن محمد سے انھوں نے داؤد بن یحییٰ بن انھوں نے عمار بن ابی ہریرہؓ بن عباسؓ کہ کہا انھوں نے امامت کرے
 عورت عورتوں کی اور کھڑی ہو لیکن میں میں اور اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ حدیث امامت انسا کی منسوخ ہو جائے ہر ایک امام
 کو مانع نہ ہوتا ہو اور حدیث میں آیا کہ نماز عورت کی بہتر ہے جس سے گھر میں اور گھر سے تہ خانے میں روایت کیا اس کا ابن
 خزیمہ شیخ میں اور روایت کی ابن خزیمہ نے کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے نماز عورت کی افضل ہے اپنے تارکیم میں اور ان حدیث
 سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کی تمنا میں نہیں کہ میں اور حق یہ ہے کہ یہ عقیل دال میں اور پر امامت عورتوں کی جماعت
 جماعت خاص کی نہیں اور کلام ہمارا جماعت خاص میں ہوا روایت ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا تھا ایک رات کو کہ آیا
 کہ اپنے گھر والوں کی اور مؤذن مقرر کیا تھا اس کے واسطے لیکن ہوا اس کی ضعیف ہے یہ حدیث کی کوئی بن عباسؓ نے کہا
 میں اور بن عباسؓ نے امامت کرنا مکروہ نہیں اور ابی ہریرہؓ نے کہا میں ابی ہریرہؓ نے امامت کرنا مکروہ نہیں اور ابی ہریرہؓ نے کہا میں ابی ہریرہؓ نے امامت کرنا مکروہ نہیں

حضرت عمرؓ علیؓ اور حسنؓ وغیرہم سے صلہ جو ان عورتوں کا ہر نماز جماعت میں ہاؤر بیویوں کا ظہر اور عصر میں حاضر ہونا کہ وہ
 اور فجر شبائیں میں بیویوں کا انکار وہ نہیں و اور چاہنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہو کہ نہ منع کرو بلکہ بولیں
 کہ اللہ کی مسجد میں اللہ کی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب افون مانگے عورت تمھارے ایک بیوی میں جا کی تو منع
 نہ کرے اسکا اور دلیل منع کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتوں کو عشاء میں حاضر ہونے سے اور صحیح مسلم میں بخبر منع
 کرو عورتوں کو بیوی میں جانے سے مگر ایک روایت کو جانے سے منع کر دیا اور فرمایا حضرت علیؓ نے کہ اگر دیکھتے ہیں اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو کو کھانا اور تون بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ منع کرے اور کو بیساکہ منع کی گئی عورتیں نبی اسباب کی اور روایت
 ابن عبد البر تمہید میں عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احوال میں منع کرو عورتوں کو زینت پہننے سے اور اکثر
 دکانے کی راستے میں جانے سے کیونکہ زمین لعنت کیے گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تک کہ بھلیں عورتیں ان کی دکانے کی راستے میں
 صحیح ہی ہو کہ ان میں خصوصاً ملک ہند میں احتیاط اور تقویٰ اور مقتضیٰ و نذاری یہ ہے کہ کھنکھانے عورت نماز پڑھنا اور باہر نکالے اور
 منع کیا دیکھنے سے اور اسی پر فتویٰ ہے **صل** مستوحشی کو میثم کے بیچے اور دھونے کو مس کرنے والے کے بیچے اور سیدھے کھڑے ہونے کو
 بیٹھے اور کھڑے کے بیچے اور اشارہ کرنے والے کو بیچے اشارے سے بڑھنے والے کے اور نفل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے بیچے
 اقتدار درست ہر **صل** پہلے مسئلہ میں خلاف ہر محمد رحمہ اللہ کا اون کے نزدیک جائز نہیں اور تیسرے میں بھی امام محمد کا یہی مذہب ہے
 وہی قیاس ہے لیکن ترک کیا ہوتا ہے قیاس کو ساتھ نفل کے اور وہ یہ ہے کہ پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز بیٹھ کے اور
 لوگ اون کے بیچے کھڑے تھے اور پڑھی حضرت ابو بکرؓ نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچے عرض موت میں اوجھ ہو گیا
 بہت روایتیں اور اخراج کیا اسکا ہماری مسلم نے **صل** اقتدار و کی ساتھ عورت اور ایک کے اور غصے کا وہ پاگل کھاتا ہے معذور کے
 اور قاری کی ساتھ ان پڑھے کے اور پھنڈے والے کی ساتھ شگے کے اور اشارہ کرنے والے کی ساتھ اشارے سے بڑھنے والے کے اور
 نہ من پڑھنے والے کی ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہیں اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہوا یا دوسری نماز
 فرض پڑھتا تو بھی درست نہیں مقتدی کی **صل** اقتدار ساتھ عورت اور ایک کے کے ہوا سطر جائز نہیں کہ لڑکے کے اور بڑے
 نماز نفل ہو اور فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدار ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہیں اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہے کہ
 عورتوں کو کہہ دیکھو کیا اون کو اسد اور مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں کہ کما عطاء اور عمر بن عبدالعزیز نے کہ نہ امامت کو
 لڑکا قبل اہتمام کے فرض میں اور نہ غیر فرض میں اور ایسا ہی مروی ہے عام اور مجاہد اور شعث سے کہتے ہیں کہ نہ امامت کرے لڑکا
 جب تک کہ سکھو اہتمام ہو و او کما ابراہیم یحییٰ نے نہیں حرج ہے کہ امامت کرے لڑکا قبل اہتمام کے ماہ رمضان میں یعنی تراویح میں
صل امام قنات کا طول کرے اور اسی طرح پہلی رکعت میں دوسری زیادہ طول کرے مگر نماز فجر میں **صل** کیونکہ مروی ہے
 صحیح میں کہ جب امامت کرے تو میں گویا تو چاہیے کہ تخفیف کرے نماز میں کیونکہ جماعت میں ضعیف اور بیمار اور بوجہ
 سب طرح کے لوگ ہیں اور جب اکیلا پڑھے تو معتنا چاہے طول کرے اور مسلم میں یہ ہے کہ وہ میں ضعیف و کبار و ضعیف اور میں سب
 حاجت میں اور صحیح میں کہ اللہ کے انھیں گنہگار پڑھی میں نے نماز ضعیف کسی امام کے بیچے ضعیف زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی **صل** اور اس سے زیادہ کہ کرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت عائشہؓ کی روایت میں کہ نماز میں سب سے زیادہ

اور کیلے پڑھکے چلا گیا اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور اپنے عشاء میں پڑھنے کو سچ ہم سب کا علی اور قمر اب ہم
 سب کے اور شمس خجستہ وغیرہ ارشاد فرمایا بعض حدیثوں میں ہے کہ یہ غریب میں ہو غرض یہ صورت رعایت حال ضرور ہو اور اگر
 بیچ میں بھی نہایت طویل کر لیا کہ وہ ہر ایک کی بات میں جو لوگ ختم کرتے ہیں جماعت مکروہ نہیں ہے لیکن میں چاہا جس جب
 مقتدی ایک ہو امام اسکو وہ اپنی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہوں تو امام کے ٹھہر جاؤ اور لوگوں کو تاخیر نہ کرے کیونکہ ایک آدمی کا
 لگے ٹھہرنا بہت آدمیوں کے ہٹنے سے آسان ہے وہ پہلے مسئلے کی دلیل ہے کہ روایت ہے حضرت ابن عباس کہ رہا میں ایک آ
 نزدیک سمیونہ بیٹی عاتشہ ہالیہ کے سوکڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات میں تو کھڑا ہوا میں حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے بائیں طرف تو کھڑا سر میرا اور کرایا مجھ کو اپنی طرف روایت کی یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم وغیرہم نے اور اگر اس کے
 پیچھے بائیں طرف ہونے کے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن گنگار جو گاؤں جو مخالفت سنت کے اور اگر وہ آدمی ہوں تو امام ہمارے نزدیک
 اولیٰ ہے اگر ٹھہرے نماز پڑھاؤ اور امام ابی یوسف کے نزدیک بیچ میں اون دونوں آدمیوں کے ٹھہرے اور حضرت عبدالعزیز
 مسعود کے کہ اسکو طویل کر دینے بائیں اور کپ بیچ میں کھڑے ہو اور جب پڑھکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 روایت کی یہ مسلم نے اور کہا ابن عبد البر کہ نہیں صحیح ہر نفع اسکا اور صحیح ان کے نزدیک تصحیح ہوا میں مسعود پلہ کہ انوہی خلاصہ میں ایسا
 ہی داخل کیا اسکا کلم نے دو طریقوں سے اور ایک طریقے سے تیسرے میں نقطہ رفع ہے اور دو میں رفع نہیں اور دلیل غری بہت حدیثیں ہیں روایت
 کی جابر بن عبد اللہ نے لوفت مذہب ہمارے کے اور اس نے کہ روایت کی داوی بلیکہ نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھلے کھانے کے سوکھایا
 آپ پھر کھڑے ہوتا نماز پڑھوں میں آخر یہاں تک کھڑے ہوئے ہم اور تیمم پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وادی میری ہوتے
 پیچھے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے لیٹے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اوتار آدمی ہوتے تھے امام
 سمیت پیچھے کرتے تھے دو آدمیوں کو لوگ کہتے تھے آپ اور روایت کی براہین سے انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا انھوں نے
 جب میں آدمی تو لگے ہونے ایک آدمی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے انس سے کہ اس کے چاروں گندہ اور یہی مذہب ہر اکثر صحابہ
 اور تابعین کا ہے اور اگر امام کی نماز میں باوجود معلوم ہو مقتدی بھی پھر پڑھیں وہ کیونکہ ہر ایک ہر نماز فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جو شخص اہلست کرے قوم کی پھر ظاہر ہو کہ وہ بیوض ہو چکا یا جنب تھا اعادہ کرے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور
 حدیث غریب نہیں بلایا اسکو سننے اور روایت کی محمد بن الحسن کتاب التباہین حدیث بیان کی جسے ابراہیم بن یزید کی نے انھوں
 نے عمرو بن دینار سے انھوں نے حضرت علی سے کہ انھوں نے انھوں میں جو پڑھے نماز قوم میں جنب کہا کہ وہ اعادہ کرے نماز کا اور
 لوگ بھی اعادہ کریں اور روایت کیا اسکو عبدالرزاق کہ حضرت علی نے پڑھائی نماز چھوٹے سے اور وہ جنب تھے یا بیہوش
 تھے تو اعادہ کیا انھوں نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگوں کو اعادہ کا اور روایت کی امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
 کہ فرمایا امام صاحبین اور روایت ہے ابی امام کہ نماز پڑھی عمر نے ساتھ آدمیوں کے جماعت کے جنب سے اعادہ کیا اور ان لوگوں نے تو فرمایا
 حضرت علی نے کہ چاہیے جس نے قہار سے ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سورج کی انھوں نے طرف قول حضرت علی کے روایت کیا ہے کہ
 عبدالرزاق نے آندہ وجہ روایت کی دارقطنی نے فقیر سے انھوں نے ضحاک بن مزاحم سے انھوں نے بکر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جو امام قبول جاکو اور نماز پڑھائے قوم کی اور وہ جنب ہو تو تحقیق کہ باوجود گوی نماز ان کی اور غسل کرے امام پھر اعادہ کرے اپنی نماز کا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے اور حدیث ہو جاوے اسکو تو چاکہ پڑے ہے
 ناک اپنی پھر اور اس جگہ حدیث سے مراد ناک سے خون نکلنا ہی اسی واسطے کہ فرمایا کہ پڑھے ہے ناک اپنی صل اور اگر امام کو حدیث
 ہو تو مقتدیوں میں کسی کو خلیفہ کرے پھر وضو کرے اور نماز جہاں وضو کیا ہو اس جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اور جو شخص کیلئے ہو
 وہ بھی وضو کی جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہو جائے اور اگر فارغ نہیں ہوا امام خلیفہ کے پیچھے نماز کو تمام کرے اور
 مقتدی بھی ایسا ہی کرے ورنہ کیونکہ مروی ہے حدیث میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے سو کرے یا لکیر و سلی پھو تو چاہیے
 کہ رکھے ہاتھ اپنا اوپر موندے اور اگر گئے کرے اپنی جگہ پر اسکو جسکو کوئی حدیث نہ ہو نہ پڑھا ہو ایسا ہی کرے آمین اور کمال شیعہ ابن الہمام
 نے غریب ہوا اور اس پر اجماع صحابہ کا ہے اور بیان کیا اسکو احمد ابن المنذر نے عمر اور علی سے اور روایت کی انہوں نے حضرت ابن عباس
 کہ نکلے تھے اور حضرت عمر واسطے نماز کے توجہ داخل ہوئے نماز میں تو پڑھا انھوں نے ہاتھ ایک شخص کا جو ان کے ذہنی طرف تھا پھر
 چیرتے تھے صفوں کو توجہ نماز پڑھی تھیں یکایک دیکھا کہ حضرت عمر نماز پڑھتے ہیں پیچھے ایک ستون کے توجہ اب کی انھوں نے
 نماز کیا کہ جب داخل ہوا میں نماز میں تو دیکھی مینے ایک چیز اور چھو اسنے اسکو اتھارے تو پائی مینے اسکو تری بندی کی اور روایت کی بخاری
 نے عمرو بن مسمون سے اختلاف کو یعنی خلیفہ کرنے کو اور روایت کی سعید کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے حضرت علی غزوہ بکیر و نسویر
 بھوٹی اوکلی سو پڑا ہاتھ ایک شخص کا اور گئے کیا اسکو اور پھر وہاں اور صاحبین کی دلیل یہ ہے جو روایت کی ترمذی عبد اللہ بن
 عمرو بن العاص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدیث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلسہ واسطے آخر نماز کے قبل سلام کے
 کو تحقیق کہ جائز ہوئی نماز اسکی اور کہا ترمذی نے نہیں ہے اسناد اسکی قوی اور اضطراب کیا ہے اسکی اسناد میں جس
 اور اگر کوئی شخص نماز میں مجنون یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں جاتا اور اسکو احتلام ہوا یا تھک گیا یا قصداً
 حدیث کیا یا دھرم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست اور سرگئی یا اس کے زخم لگے خون جاری ہوا یا اس نے جانا کہ مینے حدیث
 کیا اور سجدہ اگر مسجید میں ہو یا صفوں اگر باہر ہو کھڑک گیا پھر اسکو معلوم ہو کہ حدیث نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں نماز باطل
 ہو گئی پھر سر سے پڑھے اور اگر مسجید یا باہر میں تھا اور صفوں سے بھی تباہ و زنیہ ہو تو بنا کر یا دوست ہوا اور اگر بعد از شہد کے جان کے
 حدیث یا کوئی اور عمل منافی صلوۃ کے کیا نماز اسکی تمام ہو جاوے گی اور بعد از شہد کے اگر تیر کرے والے نے باقی بقدرت پائی یا موزا
 تھوڑے عمل سے جو منافی نماز نہیں قرار دیا یا امت مسوڑ کی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو صورت یا داگئی یا تنگے نے پڑھ لیا یا اٹھا
 کہنے والا کوئے اور سجدہ پر قادر ہو گیا یا تریب کے کو نماز قضا یا داگئی اور اسکا بیان آگے آچکا یا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا
 یا نماز فجر میں آفتاب نکل آیا نماز جمعہ میں عصر کا وقت آگیا یا غزوے کے کاغذ داخل ہو گیا یا پٹی زخم سے تندرستی کیسے گری
 ان سب بارہ صورتوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد از شہد کے
 امام نے قہقہہ کیا یا قصد احدث کیا مسبوق کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اگر باتین کہیں یا مسجد کے نکل گیا تو جائز ہو گی اور اگر امام قراوت
 میں نکل گیا تو دو سکر خلیفہ کیا درست ہے اگر کہ ایک آیت پڑھا ہو تو اگر اتنا پڑھا کہ نماز جائز ہو جاوے گی اور پھر خلیفہ کیا نماز فاسد
 ہو گی اگر امام نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو درست ہے اور مسبوق نماز کو تمام کرے اور مذکور کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سلام پڑھے
 اور مسنون باقی نماز اپنی پڑھ کیوں مسبوق اسکو کہتے ہیں جو بعد ایک کھت یا دو رکعت یا زیادہ کے پڑھ گیا ہو

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

باب ثانی کے مفہوم اور کمروہات کے بیان میں

[illegible]

مذہب کے اور وہ نمازین ہوتا ہے چرب التفات کرتا ہو نہ پھیر لیتا ہو اس میں دلچسپی اور روایت ہو اس کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چچ تو التفات سے نمازین اس واسطے کہ التفات ہلاک کرنے والا ہو تو اگر ضرور ہو تو نفل میں نہ فرض میں کیا اس کو ترمذی صحیح کیا اس کو اسلئے گردن پھیرے کہ وہ نہیں کیونکہ روایت کی ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور عالم نے صحیح کیا اس کو عبد اللہ بن عباس کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات کرتے نمازین ملتے بائیں اور نہ پھیرتے تھے گردن اپنی کہا ترمذی نے کہ یہ غریب ہے اور کہا ابن القطن کہ صحیح ہے اگرچہ ترمذی کے طریقے غریب ہے اور ظاہر ہوا اس کا ایک طریقہ دوسرے ہندو میں ص ستون کنکریوں کا ہٹانا اگر ایک بار سجدے کے لیے ف اس واسطے کہ یہ بھی ایک قسم مٹ سے ہو مگر یہ کہ جب سجدہ کرنے کی جا ہو تو اس وقت ایک بار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے ہو کر کے کہ ایک بار ایسا ہو ضرور نہ چھوڑو اس کو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی اور روایت کیا اس کو عبد اللہ الزراق نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شہر کو یہاں تک کہ پوچھا میں نے آپ کو کچھ ہٹانے کو کہا کہ ایک بار حضرت دیتا ہوں میں اونیسی طرح روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ اور روایت کیا گیا موقوف کہا داؤد قطنی نے اور وہی ہے اور روایت ہے کہ تہمت من کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کنکریوں کو اور تو نماز پڑھتا ہو اور اگر ضرورت پڑے تو ایک بار اور ایسی کہ میں ص اٹھوین کر رہا تھم کہنا ف کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس روایت کی جامع شمس ابن ماجہ ابو ہریرہ کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نماز پڑھے آدمی کہ رہا تھم رکھکے اور دوسری وجہ کہ است کی یہ کہ مخالف ہے سنت مشہور کہ اور وہ ہاتھوں کا باز ہٹانا ہٹانے کے لیے ص نوٹین دونوں ہاتھوں کا کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سنتی کے دشمن کہنے کی طرح بیٹھنا اس طرح کہ دونوں سر پہ پڑھکے اور دونوں زانو کو کھڑکے کیا دونوں سجدے میں دونوں بازو کو کھینچا دینا ف کیونکہ ہر لمحہ میں ہو کہ فرمایا حضرت ابو ذر نے کہ منع کیا مجھ سے دوست یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں ایک یہ کہ چونچ ماروں مثل چونچ مارنے منع کے یعنی جلدی سجدے میں جاؤں اور پھر جلدی اوٹھ کھڑا ہوں اور یہ کہ ٹھوٹھوں مثل بیٹھکے کے اور یہ کہ پھانوں میں پھانا البوہری کا اور یہ کہ غریب ہر نہیں ملی مجھ کو اور سند احمد میں ہے ابو ہریرہ کہ منع کیا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں اور ذکر کیں وہ تین چیزیں اول کی لیکن اخیر میں یہ بیان کیا کہ التفات کا تذکرہ التفات لوٹری کے اور صحیح حدیث حضرت عائشہ کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے گھائی شیطان اور گھائی شیطان کی کٹنے کی طرح بیٹھنا اور اس کے کچھ مانع آدمی دونوں بازو اپنے ہاتھ پھانے درود کی اللہ اعلم ص بار حرمین چاروں طرف بیٹھنا ف اس واسطے کہ خلاف سنت ہے ص ابی حرمین اکیلا امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب میں یا مکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا پیچھے یا قوم کا دوکان پر اور امام کا پیچھے ف اس واسطے کہ وہ مشابہ ہیں کسی کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہیں اور وہ میں امام کھڑا ہوتا ہے اور دوکان بنائی اور خصوصاً گناہ کہ قدرت امت آدمی کے اور بعضوں نے کہا ہر ایک ہاتھ او اس سے کم میں کو بہت نہیں ہے بعض نے کہا ہر ایک سجدے میں ہو تو کچھ عقائد نہیں کہ امام محراب میں کھڑا ہو ص چوتھوں میں کھڑا ہو صلی کا صحت کے چوتھوں میں ہر ایک ہر ف اور اوپر بیان اس کا گذر اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نظر کرے

عن فرس کے معنی صف میں جو جگہ باقی ہو تو اس کو بند کرے اور بعض آیات میں ہے کہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا اگر عین نماز میں
 بیچھے منکے ٹھیکہ صحت میں ہوں تصویر کا ہونا سکر اور یا اسکے آگے یا برہنہ ہونے میں اور اگر بیچھے یا نیچے منکے ٹھیکہ نہ ہو نہیں
 و کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہم میں افضل ہوتے اس گھر میں کتا ہی تصویر ہو نہ ایت کیا اس کو سکر مالیشہ سے
 ایک بیت طویل میں اور اسکے معنی میں بہت حد میں محکم نہیں فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہیں غفل ہوتے
 ملا لگا اس گھر میں کتا ہو یا تصویر میں ہوں ص شوہوین مرتکب نماز پڑھنا مستی اور کالی کے کتبے اور لگا سکر
 عاجزی کے ٹھیکے تو کہ وہ نہیں شہر حوین برے کپڑوں میں جو گھر میں پہنے رہتا ہو اور لوگوں کے پاس اون کپڑوں سے
 نہیں جاتا اون کپڑوں نماز پڑھنا کیونکہ لوگوں کی تو عزت کرتا ہو شرم کرتا ہو اون کے پاس برے کپڑے ہیں کے
 بلنے سے اور نماز کی کچھ عزت و آبرو نہیں حال آنکہ اگر کسی امیر کے دربار میں جاتا ہو تو جو اسکے عمدہ کپڑے پہنتے ہیں اس کو
 جاتا ہی نہ کہ جب دگاہ اعلم الحاکمین میں جاوے تو جو اچھے کپڑے ہوں بغیر تمام اس نماز پڑھے اور یہ جب ہو کہ اسکے پاس
 کپڑے ہوں ورنہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہیں تو اونچی کپڑے پہنے ہی نماز پڑھے ص اٹھا رہوین خاک کے دو کرنے کیو
 نماز میں پیشانی کا زمین پر ملنا اون سے ہون آسمان پر نظر کرنا بیہوشی سجدہ پکڑی کبھی پر کرنا کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ
 نے عیاض بن عبد اللہ قرشی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سجدہ کرتا ہوا سر پر عمامے کے سوا اشارہ کیا ہاتھ سے کہ
 اوٹھالے عمامے اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اونچا کیسے کہ پیشانی کی کھل جائے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عباد بن مسعود
 کہ وہ جب اڑھ کرتے تھے نماز کا اوتار لیتے تھے عمامہ سر پر اور اس باب میں مروی ہے حضرت علی اور بن عمر و جابر بن عبد اللہ
 ص اکیسویں آیتوں کا لگنا واسو اسٹے کہ شغل ہی نماز میں ص بائیسویں کپڑے میں تصویر اس کا پھننا
 کیونکہ وہ مشابہ ہوتے کے لوٹھانے والے کے ساتھ اور نماز جائز ہو ص اور سجدہ کے اوپر و علی اور پیشاب اور بیجا نہ کر
 ہوتے بسبب عزت اور حرمت مسجد ص اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہوتا کیونکہ اس میں قلت جہا
 ہوگی ص اور یہی کا نقش کرنا ساتھ کچ اور ساج یا سونے کے پانی کے مکروہ نہیں اور کھڑا ہونا امام کا سونے
 اور سجدہ کرنا ظہار میں مکروہ نہیں اور شخص کہ بیٹھا باتیں کر رہا ہو اسکے بیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں و کیونکہ روایت کی
 ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر بنیاتے تھے راہ طرف ستون وغیرہ کے کہتے تھے کہ میرے واسطے تیری ٹھیکہ ہوتا
 ہی اسکے جو روایت کی نذر نے حضرت علی سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا بیچھے ایک شخص کے سو مل گیا اس کو
 کہ اعادہ کرے نماز کا اسی طرح سو گئے بیچھے بھی درست ہی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابوبکر کہ نماز پڑھتے
 تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیچھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور وسو قی قہین و میان ان کے اہل و عیال کے
 اور مخالف ہی اسکے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نماز پڑھو بیچھے سو گئے اور باتیں کرتے والے کے
 لیکن ضعیف ہے اور بھی مروی ہے مسند باری بن عباس معنی ابی بکر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اس کی گامین کہ نماز پڑھتے
 میں طرف دونوں لوگوں کے کپڑے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور کہنا بلنے کے نہیں جانتا ہوں میں اس کو گامین عباس سے
 اس کا کہہ کر کہ جہاں تو کی شدت ہے ہوا اور اس سے خوف شغل کا جو نماز میں و اللہ اعلم خصوص

عبداللہ سے کہا کہ انہیں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح میں ہر ایک مینے ہر ترک کیا اوسکو نہ پڑھا اوسکو قنوت پڑھا
 اور نہ اوسکو اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ قنوت کے ترک کیا اوسکو احمد بن حنبل نے اور ابن عیینہ اور ضعیف کیا اوسکو اور ابن
 علی غلام ابن ابی حاتم نے اور مال بن علی ضعیف کیا یہ کہ وہ کثیر الوہم تھا نواب بحدیث رافع اوس ریث قوی کی جو ابوہریرہ مروی ہے ہر کسی
 اور جلالہ کیا یہ ہر کسی طرح ابو جعفر بن کلام سے کہا ابن المدینی نے اوس میں خلط کرتا تھا حدیث میں اور کہا ابن عیینہ سے خطا کرتا تھا
 اور کہا احمد قوی نہیں اور کہا ابوہریرہ نے کہا ایک کثیر الغلط اور کم کرتا تھا بہت اور کہا ابن حبان سے کہ وہ منقرض ہوتا تھا ساتھ
 ذکر حدیثوں کے مکمل مشہور ہیں اور قوی ہے قصاب کی حدیث کو وہ جو روایت کی قیس بن ربیع نے ماصم بن سلیمان سے کہا کہ کہا
 ہنسی واسطے انس کے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر میں کہا انس کہ جب وہ پڑھتا
 وہ نہیں پڑھتا قنوت حضرت مگر ایک عینے کہ بدعا کرتے تھے ایک قبیلہ قبیلوں مشرکین تو یہ حدیث خود مخالف ہر حدیث ہے
 اور قیس ہی اس حدیث میں اگر ضعیف و ضعیف کیا اوسکو بھی بن عیینہ نے لیکر قنوت میں کی اوسکی اور لوگوں نے اور بہ حال ابو جعفر
 کہ نہیں بلکہ اوسکے برابر ہوا اوس زیادہ ہوا اعتبار میں کیونکہ ضعیف کرنے والے قیس کے کہ یہ ضعیف کرنے والوں ابو جعفر سے
 اور ضعیف کیا بھی بن عیینہ نے بسبب اس کے جو کہا احمد بن سعید بن ابی مرثم پوچھا میں نے یہی قیس بن ربیع کو سنا کہ ضعیف نہیں ہے
 جابوہریرہ کی حدیث اوسکی کیونکہ وہ حدیث بیان کرتا ہے عیدہ اور نہ ہوتی ہے اور یہ ضعیف موجب حدیث کو نہیں اسلئے کہ غایت کی
 غلطی ہے اوسکی ذکر عیدہ میں بدل منقول ہے لیکر ضعیف کیا اوسکو اور لوگوں نے سوچا یہی کچھ بھی کہا انسانی نے متروک ہوا کہ غلطی
 ضعیف ہے اور مروی ہے احمد کہ وہ کثیر الخطا تھا اور روایت کی تحت حدیث میں منکر اور تھے وکیع اور ابن المدینی ضعیف کرتے تھے اوسکو
 اوکلام کیا اوس میں امام المذہب یحییٰ بن سعید القطان نے لیکر تھے شعبہ کے تھے قیس پر اور تشنیع کی انھوں نے یحییٰ بن سعید
 بسبب ضعیف اوسکی کے قیس کو کہا ابو قتیبہ نے کہا واسطے میرے شعبہ نے لازم کہ قیس بن ربیع کو اور کہا ابن حبان نے کہ میں نے
 حدیث قیس کی روایات قدما اور متاخرین سے اور تلاش کی سینے اوسکی تو دیکھا میں نے اوسکو سچا امانت اور سچا ان تھا اور زیادہ
 ہوا اسلئے اوسکو تو پوچھا کیا حفظ اوسکا اور اکثر روایتیں اوسکی مستقیم ہیں اور کہا ابو حاتم نے محل اسکا صدق ہے اور قوی نہیں اور کہا
 شمس الدین چشتی قول معتبر قول شعبہ ہے اور میں جرح ہے ساتھ اوسکے کہ انھوں نے ابو جعفر رازی اور مؤید ہوا اوسکی وجہ روایت کیا اوسکو اس
 خطیبی نے کتاب القنوت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جب کہ بدعا کرتے کسی قوم کو اور سند
 اسکی صحیح ہے ضعیف کیا ابن ابی حاتم نے اوس ریث انس کے پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح میں یہاں تک قتال
 کیا انھیں کی اوس پر اور کہا کیوں حدیثوں میں چونکہ ہمارے کتابوں کی محاطت ہے اسلئے بسبب اسلئے کہ ہمارے ساتھ حدیث
 باطل ہے اور بعض روایات اوسکی مشہور بالوضع ہوئی ہیں اور فرمایا حضرت جو حدیث بیان کے جسے ایسی حدیث جو اننا کہ وہ مجھ
 پر توہم ہے کا ذہن میں ہے اور ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو حنیفہ صاحب نے حادین ابی سلیمان انھوں نے اہل ہرم سے انھوں نے
 علقتہ سے انھوں نے عبداللہ بن حسنہ کو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں کبھی مگر ایک عین اور دیکھا تو اس
 اور نہ بدعا اسکا واسطے میں قنوت پڑھی واسطے بدعا کے ایک قوم ہر شکرین سے اور اس ہر شکرین کی طرح ہر شکرین
 اسی واسطے خود انس نے صبح میں قنوت نہیں پڑھی جیسے کہ روایت کی طریق نے مکمل کتابت حدیث میں ہے

ابو جعفر
ابن عیینہ
ابن حبان
ابن ابی حاتم
ابن ابی حاتم
ابن ابی حاتم

ثم انما بيان من يفتي في ذلك قال كذا حدثنا الحسن بن مالك بن عوف عن ابي عبد الله عليه السلام ان
 قال كذا في صلاة الفلانة يعني كذا قال ابن عباس بن قيس في كتابه في سبب قنوت يعني انهم في صلاة
 فحينئذ كبر في قنوت يعني طول قیام کبھی رہتا ہے اور جائز ہے کہ غلطی ہو جعفر سے واقع ہوئی ہو کہ اللہ سے کہا ہو اس قنوت کو
 اور وہ ہما ہوا ہوا قنوت کو ایسا ہی کہا بعض محدثین نے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے افضل الصلوات طول القنوت یعنی
 افضل صلوٰۃ وہ جو میں طول ہو قیام کا ثواب ہو گیا نسخ قنوت کا اور روایت کی ابن عباس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ تھے رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت کرتے نماز صبح میں مگر یہ کہ دعا کرین واسطے کسی قوم کے یا بد دعا کرین کسی قوم کو اور اس قنوت سے
 مراد طول قیام ہے کیونکہ قنوت یعنی دعا کے کس طرح ثابت ہوگی اور روایت صحیح ہوئی ابوالکاسم بن طارق تھے سے انھوں نے اپنے
 باپ سے کہا کہ نماز پڑھی مینے بھیجی صلی اللہ علیہ وسلم کے سونہ قنوت پڑھی اور بھیجے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی اور بھیجے عمر
 رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی اور بھیجے عثمان رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی اور بھیجے علی رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی
 پھر کہا کہ ای شیعہ میرے یہ بدعت ہے روایت کیا ابو سکون سانی اور ابن ماجہ نے اور ترمذی اور کما یہ حدیث صحیح ہے ابوالبن ماجہ نے
 کہ مینے اپنے باپ سے کہا کہ ای باپ میرے نماز پڑھی تھے بھیجے حضرت جی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان بھیجے حضرت علی
 کے کو نے میں پانچ برس تک کیا قنوت پڑھتے تھے فجر میں کہا کہ ای بیٹے میرے قنوت یعنی بدعت ہے اور اخراج کیا مانند اسکے
 ابن ابی شیبہ نے اور اس سے باطل ہو گیا قول غازی کا کہ قنوت فجر میں منقول ہے خلفاء اربعہ سے اور اسی پر جمہور میں اور بھی
 روایت کی ابن شیبہ ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے کہ وہ نہیں قنوت پڑھتے تھے فجر میں اور روایت کی حضرت علی سے کہ جب
 قنوت پڑھی انھوں نے نماز صبح میں انکا کیا لوگوں نے اون پر سوکھا انھوں نے مذا لکی مینے اپنے دشمن پر اور انکا کرنے والے لوگ بھی اور تیار
 تھے اور بھی روایت کی ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن الزبیر سے کہ وہ نہیں پڑھتے تھے قنوت فجر میں اور روایت کی
 ابن عمر سے کہا انھوں نے قنوت فجر میں نہیں دیکھا مینے اور نہیں جانا مینے اور کتاب غایت میں ہے کہ پوچھے گئے ابن عمر قنوت فجر سے
 کہا کہ میں قسم اسکی نہیں سچا ہوں ہم لو سکوا اور سعید بن جبیر نے کہا گواہی دیتا ہوں میں کہ سنا مینے ابن عباس کہتے تھے قنوت
 نماز فجر میں بدعت ہے ذکر کیا ابو سکون مند نے اور وہ جو نقل کی غازی کہ ابن عمر بھول گئے اور قنوت پڑھی انھوں نے ساتھ ہی
 باپ کے نماز فجر میں سوئے غلط ہو کر ہو کر نہ کہ حضرت عمر نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں اور اسناد وہ کل نہایت صحیح ہے اور دوسرے کہ کہا
 محمد بن حسن ثنا ابو حنیفہ عن حکماء عن ابی سلیمان عن ابراہیم التیمی عن الاسود بن زید انکاک
 صحیح عن ابن الخطاب یسئلون فی الشکر والحضرۃ کہ وہ کا ثانی الفجر یعنی سورۃ صحت میں صحیح ہے
 کی بہت غلطی میں اور قنوت نہ پڑھتے دیکھا انھوں نے حضرت عمر کو نماز فجر میں اور اس سند پر کسی طرح کا غبار نہیں
 اور نسبت میں عمر کی موت نسیان اس امر میں نہایت یہ ہے کیونکہ نسیان اس امر میں ہوتا ہے جو کبھی کبھی وقوع میں آتا ہو
 یہ نہیں ہوتا کیونکہ نسیان اس امر میں ہوتا ہے جو کبھی کبھی وقوع میں آتا ہو
 میں کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ اس شخص اور پڑے وتر کی ہر حرکت میں فاتحہ اور سورۃ یس
 کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ اس شخص اور پڑے وتر کی ہر حرکت میں فاتحہ اور سورۃ یس

حرف اول

نوافل میں سے ہیں

بہترین ساری سے روایت کیا اسکو سنائی سنے اور چار کعتیں قبل طلوع کے اومین ایک ہی سلام سے یعنی دو رکعتوں کے بعد سلام
 نہ پھیلتے بلکہ جب چاروں ٹپھڑے اولیام شافعی کے نزدیک دو رکعتوں کے ٹپھڑے اور تسک کیا ہفتہ واسطے جو روایت کا ابو داؤد نے
 اور ترمذی نے شامل میں ابو یوب انصاری کہ فرمایا حضرت کہ چار قبل طہر کے نہیں ہزار و نہیں سلام کھولے جاتے ہیں اونکے
 واسطے و وازے آسمان کے اضعیف یہ حدیث بسبب ابو عبیدہ بن مسعود بنی کے اولیک لفظ میں ترمذی کی شامل میں ہے
 کہ اسنے ایسوال کیا اومین سلام فہل ہر کہا کہ نہیں اور اسکا ایک سر طریقہ جو روایت کیا اسکو امام محمد بن حجاج نے
 موطابین حدیثنا بکروہن عامر الجلی عن ابی ابراہیم و الشعمی عن ابی ابوبکر انصاری انہ علیہ السلام
 کان یصلی اربعاً اذا زالت الشمس فسال ابو ابوبکر عن ذلک فقال ان ابواب السماء تفتح فی ہذہ
 الساعۃ فاحب ان یصلی فی ذلک الساعۃ فقلت فی کل من واء قال نعم قلت ان یصلی بکثیر
 بسلام قال لا یعنی تھے حضرت پڑھتے چار کعتیں قبل طلوع وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اور اسے ابو یوب اسے پھر فرمایا
 حضرت کہ کھولے جاتے ہیں اساعت میں دروازہ آسمان سو چاہتا ہوں میں کہ پڑھے اساعت میں میری کوئی نیکی کہ اسنے
 کیا سب کعتوں میں قرار ہے فرمایا کہ ہاں کہ اسنے کیا فصل کیا جاؤں چاروں میں ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہیں یعنی چار کعت
 کے پہلے میں سلام نہ پھیریں اور دن میں چار کعتیں نفل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے کردہ میں اور ات کو آٹھ کعتیں زیادہ چار
 کعتیں دن میں ایک سلام سے پڑھنا افضل میں و اور صاحبین کے نزدیک ات میں ہر دو رکعت میں ایک سلام چاہیے اور
 اسکی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں زیادہ کیا اسپر اور اگر کراہیت نہ تھی تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم حجاز کے اور نفل رات
 میں نزدیک صاحبین کے و دو وہیں اور دن میں چار چار اولیام شافعی کے نزدیک ات دن میں دو دو پڑھنا افضل میں ابو یوب
 کے نزدیک چار چار پڑھنا رات دن میں نفل میں امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کان وصلو اللیل اللیل صلتی
 یعنی نمازین رات کی دو وہیں روایت کیا اسکو صاحب بن ابی عمر سے اور صاحبین کے نزدیک اعتبار ترویج پر ہے اور
 یہ حدیث اسکی اسناد میں شعبہ کہ ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ اومین تو بعضوں نے اسکو رفع کیا اور بعضوں نے وقف کیا
 اور روایت کیا اسکو ثقات نے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا اومین رات کی نماز کو اور عین بیان کیا دن کی نماز کو اور ایسا ہی
 صحیح میں اور کما سنائی نے یہ حدیث نزدیک سیر خطا واد وہ جو سنائی نے کہا سنن کبریٰ میں کہ اسناد اسکی جید نہیں
 معارض ہر اس کلام کی اسو کہ وجود سند کا نہیں مانع ہر خطا واد دوسری جہت کہ عارض ہوئی ہو ثقات کو اور سیوطی روایت کیا اسکو
 حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں پھر کہا کہ جال اسکے ثقہ ہیں مگر یہ کہ اسین ملت ہر اس کے ذکر سے کلام طویل ہو گا انتہی اور یہ
 تسلیہ کے قریب جواب ہم نے اور خود صاحبین کی دلیل ہر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کان وصلو اللیل صلتی یعنی نماز رات کی دو وہیں
 ہونیں ذکر کیا اومین دن کی نماز کو اور لیل ام صا حب یہ جو کہما حضرت عائشہ نے نہیں نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے عشا کی کھی اور آئے میرے پاس مگر میں چار کعتیں اور اس سے معلوم ہوا کہ رات میں چار کعتیں ایک سلام سے اپنے پڑھیں
 اور طہر کی ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے کہا تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جامع پھر جاتے تھے کھڑے اور پڑھتے
 چار کعتیں پھر جاتے تھے اپنے فرش پر سو کو آخر حدیث تک اور صحیح مسلم میں یہ حدیث معاذ سے کہ پوچھا اسنے حضرت عائشہ سے

کہ کتنی کعتیں پڑھتے تھے نماز صبح کی کما کہ چار کعتیں اور زیادہ کرتے تھے جتنا چاہتے تھے اور روایت کی ابو علی موصی نے اپنی سند میں حدیثاً شیبان بن عمرو ثنا طیب بن سلیمان قال قال عمر بن الخطاب سمعت ابا عبد اللہ بن علی ع
عائشہ تقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الطلحی اربع رکعات لا یفصل بینہن بسلام
یعنی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے چاشت کی چار کعتیں نہیں کرتے تھے چھ میں انکے سلام اور لیکن ان حدیث ثابت نہیں ہوتا کہ ایک ہی سلام چاروں پڑھتے تھے اور ایک لیل میں چھ مروجی تھیں میں ابو سلمہ بن عبدالرحمن کہ انھوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کس طرح تھی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں رمضان کی کما کہ انہیں زیادہ کرتے تھے رمضان میں اور غیر رمضان میں کیا رکعت پڑھتے تھے چار کعتیں تو نہ پوچھا ان کعتوں کے حسن اور طول سے پھر چار سو نہ پوچھا اور چھ سو نہ پوچھا
طول سے یعنی بہت تھی طرح طول سے پڑھتے تھے اور یہ جو جدا جدا چار چار کو میان کیا اس سے مطلوب ثابت ہوتا ہوا الا تین کعت سونہ پوچھنے کے حسن اور طول سے اور پر بیان کے حکم ہم سننے میں کہ اپنے چار کعتیں ایک ہی سلام سے پڑھیں تھیں اور ان میں سے سے ملو یہ کہ دو دو رکعت کا ایک ایک شفع علیہ السلام ہر دو رکعت کے بعد تہجد کے واسطے بیٹھتے نہ یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر اور لیل اسپر یہ جو خارج کیا اسکو ترمذی اور نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے لیث بن سعد انھوں نے عبد اللہ بن سعید سے بخون نے عمران بن ابی انھوں نے عبد اللہ بن نافع سے بخون نے ربیعہ بن اکارث سے انھوں نے فضل بن عباس سے کما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو دو کعتیں میں تہجد پڑھا جاتا ہر دو رکعت میں واللہ اعلم ص فرض کی دو کعتوں میں اور در اور نوافل کی سب کعتوں میں قنوت فرض عرف کیونکہ مروجی تھیں میں ابو قتادہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے طہر میں دو کعتوں میں فاتحہ اور سورت اور پچھلی دو کعتوں میں فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور گزرجکا اگر تسبیح پچھلی دو کعتوں میں کہ یا چکا ہے تو بھی درست ہوا رت کی ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھوں نے ابی اسحق سبیعی انھوں نے علی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ کما انھوں نے قنوت کراول کی دو کعتوں میں اور سب کچھ پچھلی دو کعتوں میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرمائی ہے
روایت کی امام محمد بن حاکم ثنا محمد بن ابان القزحی عن حماد بن عمن ابی ہریرہ عن عائشہ بن قیس ان عبد اللہ بن مسعود کان لا یقرأ الخلف الا مائۃ فیما یجوز فیہ و فی ما یجوز فیہ من الا ولین و کاف الا اخرین
ولہ اصل و حدیثاً فی ان لا ولین یقانیۃ و سورۃ و لو یقرأ فی الا اخرین یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے کچھ امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز ہجری نہ نماز سری میں اور پچھلی دو کعتوں میں اور نماز پڑھتے تھے اکیلے تو پڑھتے تھے اول دو کعتوں میں فاتحہ اور سورت اور نہ پڑھتے تھے کچھ پچھلی دو کعتوں میں ص اور جس نفل کو قصد شروع کر لیا ہو تو تمام کرنا اسکا لازم ہے اگر مطلق یا غویب آداب کے وقت شروع کیا ہو تو اگر چھوٹے سے شروع کیا ہو وہ سے مثلاً اسکو معلوم ہو کہ نماز نہیں پڑھی اور اسے شروع کی اور بعد اسکے معلوم ہوا نماز میں کہ پڑھ چکا ہوں اور نماز تو در قضا کرنا اسکا واجب نہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کی پہلے دو گانے میں توڑ دیا ایک دو گانے کی قضا لازم آئی اور امام ابی یوسف رحمہ اللہ نے ایک چار دن رکعت کی اور اگر دو کعتوں کے بعد بیچہ کے تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہوا اور اسکو توڑ دیا تو بیچہ دو سو دو گانے کی قضا کرے کیونکہ اول دو گانہ تمام ہو چکا اور یہ سب نہیں ہے کہ ہر گانہ ایک نماز علیہ عرف

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوا اللیل والنهار کثرتہ یکتہ یعنی نمازات دن کی دو رکعتیں ہیں چنانچہ
 ہر دو رکعت ایک نماز علیحدہ ہے اور اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دو تون دو گانہ یا پہلے دو گانے یا دوسرے میں یا دوسرے دو گانے
 کی ایک رکعت میں یا اول دو گانے کی ایک رکعت میں یا اول دو گانے میں اور دوسرے کی ایک رکعت میں قنوت ترک کی وجہ سے
 کی قضا لازم آوے گی اور اگر دو گانے کی ایک رکعت میں یا دوسرے دو گانے میں اور ایک رکعت میں اول کی ترک کی تو چاروں رکعتوں
 کی قضا لازم آوے گی اور پہلی اور چوتھی صورت میں امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور ساتویں اور ٹھہریں
 میں امام محمد کے نزدیک رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں صورت میں سب کے نزدیک
 قضا دو رکعتوں کی لازم آوے گی تو امام صاحب کے نزدیک چھ صورتوں میں دو رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور دو صورتوں میں چار
 رکعت کی اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورتوں میں دو رکعتوں کی اور چار صورتوں میں چار رکعتوں کی اور امام محمد کے نزدیک سب
 صورتوں میں دو رکعت لازم آوے گی اور سب ائمہ صوفیوں میں اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دو گانے کے لشکر میں نماز والا
 دوسرے دو گانے کی قضا لازم آوے گی اور اگر چار رکعتیں نفل پڑھیں اور چھ میں ان کے نہ بیٹھا اول دو گانے کی قضا لازم آوے گی اور بیٹھ کے
 نفل پڑھنا شروع اگرچہ کچھ ہو سکتا ہو درست ہے کیونکہ روایت کی جامع نے سوال کے عمران بن حصین سے کہا کہ پوچھا میں نے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑے ہو کر تو وہ نفل ہے اور جو شخص بیٹھے پڑھے اس کو
 اجر برابر بقائم کا ہے اور جو شخص بیٹھے لیٹ کے تو اس کو اجر برابر نصف عدا کے ہے اور قائم کے معنی کھڑے ہونے نماز پڑھنے والا
 اور قائم کے معنی بیٹھے پڑھنے والا کہا امام نووی کہ کہا علما کہ نفل میں ہے اور فرض میں بیٹھ کے پڑھنا بعذر جائز نہیں تو
 اگر عذر نہ ہو قیام سے اور بیٹھ کے پڑھے تو اس کا اجر قائم سے کم نہیں ہوتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہو کر
 مویا بنا تو ثواب اس کا مثل صحیح تندرست اور غنیم کے کھانا جو کھا ادا کیا اور اس کا بخاری نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 آسمین مخصوص ہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھ کے اور پوچھا صحابہؓ ارشاد فرمایا آپ نے کہ ثواب عدا نصف
 ہو قائم کے فرمایا کہ میں نہیں ہوں مثل تمھارے روایت کیا اس کو مسلم نے ابن عمر سے صل اور کھڑے ہونے کے شروع کرنا اور پھر
 بیچ میں بیٹھ جانا کہ وہ ہر دو نفل ہر شہر کے ساری ہر گرجہ قبلہ کی طرف ہونہ ہوا شائے سے درست ہے اور ہر شہر کے
 آسمین قید ہر شہر کے اندر درست نہیں کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے
 تھے ہاں وہ توجہ تھیں طرف منبر کے یعنی ہونہ آپ کا خیبر کی جانب تھا انا سے سے اور جب کہ نفل مخالف قیاس ہے تو اپنے
 مورد میں ہر شہر ہو گا اور یہ حدیث خود شرح و فائدے میں مذکور ہے روایت کیا اس کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے اور وہ میں شائے کا ذکر
 نہیں اور غلطی میان کی و اقطنی اور نسائی نے عربین عجمی کی کہ اس نے علی حار کا لفظ کہا اویح علی راحلۃ ہے یعنی اپنی اونٹنی پر
 اور روایت کی و اقطنی نے غرائب الالک میں انش سے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ توجہ تھیں طرف منبر کے
 حمار پر نماز پڑھتے تھے انا سے سے اور سکوت کیا اسپر امام میں شیخ تقی الدین نسبیت کی انا سے کی طرف صحیحین کے
 اور زلیعی نے نہیں دیکھا اس کو صحیحین سے اور کہا عبدالمجید نے جمع صحیحین میں کہ متفرد ہوئے نمازی ساتھ ذکر انا سے کے
 کہ شیخ ابن الہمام وقد راٰ کیا کو فی باب الوضوء فی الشجر صحیح البخاری میں حدیث ابن عمرؓ یعنی دیکھا میں نے

اول

اس حدیث کو صحیح بخاری بابا وتر فی السفر میں حدیث ابن عمر سے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے نوع اول میں مسموع کی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے کو بھی مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے نوافل اعلیٰ پر ہر طرف اشاعت سے اور راہلہ اونٹ کو کہتے ہیں صورت اگر سواری پر نفل شروع کیا اور پڑھا تو ادا کرنا تمام کیا جائز ہے اور اگر نیچے شروع کیا اور سواری پر کم کیا نماز فائز ہے

فصل تراویح کے بیان میں

تراویح رمضان میں قبل وتر کے بعد عشاء کے بیس کعبین سنت میں اور ہر چار رکعت کے بعد تہی دین میں لاوسکو پڑھا جائے اور پانچ تہی کے بعد تین اور تہی ہر چار رکعت کو کہتے ہیں اور ہر تہی میں دو سلام میں اور ایک ختم رمضان میں سنت ہی اور قوم کی سستی سے ترک نہیں کرنا چاہیے اور سوا رمضان کو جماعت نہ پڑھیں اور رمضان میں جماعت پڑھیں جتنا چاہیے کہ تراویح کے سنت چھوٹے میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک سنت ہو کہ وہ اور بعضوں کے نزدیک مستحب ہے اور ہلکے کے متن میں لفظ مستحب وارد ہے اور اسی طرح جامع صغیر میں امام محمد کی مذکورہ لیکن کہا صاحب ہدیہ والاصح انھا سئلہ لکن انھو الحسن ممکن انی حدیث لا تھو لطلب علیہ الخلفاء الراشدون والذی صلے اللہ علیہ وسلم لکن العذر فی ترکہ الموطا لہو خشیۃ ان یکتب علیہ ما یمنع جمیع یہ کہ تراویح سنت ہے اور ایسی ہی روایت کی حسن ابو حنیفہ سے کیونکہ وہ اظہار کی اور سہر خلیفہ راشیہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا عذر کو ترک طوالت میں اور وہ خون اس بات کا کہ فرض ہو جاوے اور کما الامام الحدیث شیخ الفقہاء والاصولین مولانا کمال المایہ والدین فتح القدیر میں کہ طائفتوں کے شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمرؓ سے ہے اور وہ یہ کہ مروی ہے عبد الرحمن بن العباسی کہ کما میں تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ایک طرف مسجد کے تو ناگاہ کو متفرق منتشر میں یعنی جدا جدا نماز پڑھتے ہیں کوئی شخص اکیلے پڑھتا ہے اور کوئی شخص سو آدمی کے ساتھ ہی طرح سو فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ میں جانتا ہوں کہ اگر حج کروں میں ان سب کو کاٹا دیں پر البتہ اچھا ہوتا تو جمع کیا اور کوئی بن کعب پر پھر میں دوسری رات ان کے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ پڑھتے تھے تو فرمایا حضرت عمرؓ نے عنہ یعمت الید عنہ ہ یعنی اچھی ہے یہ بدعت روایت کیا اسکو صاحب سنن او صحیح کیا اسکو ترمذی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لازم ہے کہ تم اپنے اور پست میری اور سنت خلفاء راشدین کی بعد میری اور ایک بیٹ میں آیا کہ کہ فرمے اللہ تم پر روزہ رمضان کے اور سنت کیا قیام اسکا اور میان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر اس کے ترک میں اور وہ عذر یہ تھا کہ آپ کو خوف فرض ہو جائے تھا جیسا کہ بیان کیا اسکو بنے بابا وتر میں حدیث ابن عباس کے اور پر یہ حدیث گذر چکی اور صحیح میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز میں تو پڑھی ان کے ساتھ نماز کو گونج پھر دوسری رات پڑھی تو بہت ہوئی آدمی پھر سب جمع ہوئے تیسری رات اور اپنے آپ کے تو کما اپنے صبح ہوئی کہ مینے جانا جہنم کیا لیکن میں اس واسطے نہ نکلا کہ پھر فرض ہو جاوے اور یہ رمضان میں تھا زیادہ کیا جاتا تھا کتاب الصوم میں سوانتقال کیا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حکم ایسا ہی رہا اور پھر باب النوافل میں حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن بیان کرتے کہ انھوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان میں کما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان اور نہ غیر رمضان میں گیارہ پانچ حدیث تک اور جو روایت کی ابن ابی شیبہ مصنف میں اور طبرانی نے اور بیہقی نے اس سے اور بغوی نے ابن عباس سے

روان گشتوں میں اور بعد اسکے دلائل کے بیان تک کہ انکے شہنشاہوں کا اور خطبہ میں اور جو لام حجت کا نام فرمایا کہ اس کے بعد
اور تاخیر سے بھی ایسی ہی ہو کر ان کے جماعت میں فتنہ اور کجی کے باب میں وہ تین مختلف ہیں جن میں دلائل میں
میں دو کجی ہیں اور بعض میں تین اور ان میں باطنی علی کی روایت میں چار کجی ہیں جو کہ تین اولیٰ کی روایت میں اور دو کجی کی روایت
پانچ کجی ہیں اور کسی روایت میں ایک کجی و مثل اور نمازوں کے سوا سب کا اہل اجماع کے کجی مختلف ہیں اور وہ تین کجی
کیا جسے ساتھ حال و نمازوں کے اور بھی روایت کی اور اودادہ ترمذی نے شامل ہیں اور ایسا ہی ہے عبد اللہ بن عمر
بن العاص کہ کسوف ہوا آفتاب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو کھڑے ہوئے آپ اور طلحہ کیا تو ام کھڑے ہوئے اور کسوف
نہاڑاٹھاتے تھے سر پہ پھراٹھا یا سو کھڑے تھے یہ نہیں کرتے تھے پھر یہ کیا سو کھڑے تھے سر پہ اٹھاتے تھے پھر اٹھایا تو
کسوف میں یہ نہیں کرتے تھے پھر یہ کیا تو کسی طرح سر پہ اٹھاتے تھے پھر اٹھایا اور کیا ایسا ہی دوسری روایت میں اور وہ
تک اور مروی ہے کہ عبد الرحمن بن عمر سے بھی غرض مختلف ہوئے اس باب میں یقین اور روایت کی حدیث عبد اللہ بن عمر بن
کو حاکم نے اور کما حقہ اور نہیں اخراج کیا اور سکا بخاری و مسلم نے یہ وہ عطاء بن السائب کے اور تو تین روایتیں عطا کی اور تحقیق کہ
خراج کیا اور اس بخاری ساتھ ابو شبر کا اور کما حقہ بن سعید بن کثیر نے یہ روایت نہیں جو کی اور کی حدیث اور فرق کیا
ہام احمد نے اور شخص میں جس نے پہلے اونسے بنا اور جس نے چھ اونسے بنا یعنی اول میں کی روایت صحیح ہے اور پھر عطاء کا حافظہ
خراب ہو گیا تھا اور سکوت کیا اور اس ابو داؤد اور روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے عمرو بن عیسیٰ کے ایک کجی اور طلحہ کے ایک کجی
ابن الحاکم اور کتاب میں ابو جعفر طویل تک کیا اور وہ بھی ایسا ہی لکھتے آفتاب کے صاف چونک لازم ہے کہ یہ فرمایا حضرت علی صلی
وسلم نے حدیث میں کہ جب کجی ہو تو سکوت کر دے اسکا اور دعا کر دے اور نماز پڑھو یہاں تک کہ شہنشاہ ہو جاوے آفتاب بعض مشائخ
نے کہا کہ اگر اندھی اور نابینا کی ہن بھی یہ غلط ہے بن عباسؓ بھی نماز وسطے نماز کے پھر میں اور کسوف کسوف کی نماز میں
جو طے ہے جس میں کجی کے اول اور ثانی حدیث حضرت عائشہؓ کی بھی میں کہ پھر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر سے میں
اور بخاری میں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں اور روایت کیا اور سکوت ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ نے انہما
ہم صاحب کے نزدیک سر پہ اٹھایا کہ مروی ہے حدیث ابن عباسؓ مسند احمد اور ابو یعلیٰ میں کہ نماز پڑھی میں ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے
نماز کسوف کی اور سننا سننا ایک حرف قرأت سے اور سادہ میں اور کی بن اسید ضعیف ہے اور روایت کیا اور سکوت میں غرضت
میں جو طریقہ بیان اور طریقہ بیان کہ روایت کیا اور سکوت طبرانی نے پھر کیا اگر چہ ان لوگوں کی محبت نہیں لیکن روایت کی
شاہد ہیں روایت ابن عباسؓ کو یہ حدیث میں ہے قال لکن کجی کہ صفا تا یعنی ہم نہیں سنتے تھے آواز قرأت کی جس آواز
پانی پر سننا ہو یا کو تو شخص ملکوں کے متعارف جماعت اور خطبہ اگر لکھ لکھ نماز پڑھیں وہی روایت ہے ورنہ کجی کے
فرمایا اللہ تعالیٰ ہے اس تفویضی و اگر کوئی انسان غبار کوئی متعلق ہو کہ وہ پڑھتا ہے کہ سننے والا اور اسکا کام
میں نہیں ہوتا تو مستقل ہو اور اس کے نہیں کہ اوکھن دہاڑا جو پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے کجی کے بعد کیا
پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کجی کے بعد کیا پوچھا کہ علی رضی اللہ عنہ سے کہ کجی کے بعد کیا پوچھا کہ
سے کسی حدیث میں کہ نماز پڑھی ہو کہ لکھ حدیث شاہد میں کہ نہیں جسک کہ یا دیکھا ساتھ لو سکوت میں

عطاء بن السائب

ابن عباس

[illegible]

عبدالمجید بن ابی البرق

باب سجدہ سہو کے میان میں

اگر ایک کن کو دوسرے کن پہنچے مکیا یا ایک کو دوبار کیا یا کسی واجب کو بدل دیا یا جھوٹے چھوڑ دیا جیسے کہ کو قبل قمر ازل کے

کر لیا یا بیچ کے تشدد میں بعد تشدد کے پھر ٹھیک اور نام صاحب موی ہرگز اگر ایک حرف تشدد پر سے زیادہ کیا تو سجدہ
 سہو واجب ہو گا اور بعضوں نے کہا ہرگز اگر اللہ تعالیٰ علی محمد وآلہ کی تائید کیا تو وہ جب ہو گا اگر ایک کن کے موافق زیادہ
 ہو جائے قیام یا قعود یا دوبارہ کوع کرے یا جہری نماز میں آہستہ سے پڑھے اور آہستہ والی میں پکار کے پڑھے یا بلا قصد ترک
 کرے غرض ترک واجب کا کرے تو ان صعبات میں بعد ایک سلام کے دوسرا کرے اور پھر تشدد وغیرہ کے سلام پھر وہ
 امام شافعی کے نزدیک قبل سلام کے اور پھر میں اختلاف ہے کہ بعد دونوں سلام کے سجدہ سو کرے یا بعد ایک سلام کے اور اول کو
 اختیار کیا صاحب ہدیہ اور دوسرے صاحب کافی نے اور میں کہتا ہوں کہ صحیح یہی ہے کہ بعد دونوں سلام کے کرے اور یہی مروی ہے اور حدیث
 میں اور ایک سلام کی روایت میں نہیں پائی بلکہ امام شافعی کی یہ روایت کی بجاری مسلم ابو داؤد نسائی ترمذی وغیرہم
 عبد اللہ بن یحییٰ انھوں نے کہا کہ پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سو گھرے ہو گئے بعد دو رکعتوں اور نہ بیٹھے تو گھرے ہوئے
 لوگ بھی ساتھ آپ کے یہاں تک کہ جب تمام کر لی نماز آپ نے اور نظر کیا تو گھرے سلام کا کبیر کہی اور بیٹھے تھے تو سجدہ کیے دو سجدہ قبل اسکے
 کہ سلام پھر پڑھیں سجدہ بعد سلام کے بھی مروی ہے صحاح ستہ میں صحیح بخاری میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں پھر دو رکعتیں پھلجی اور سلام
 پھر پھر کبیر نہی اور سجدہ کیا اور ایک ایت میں مسلم ابو داؤد اور نسائی کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی عصر اور سلام
 پھر دیا اپنے بعد میں رکعتوں کے یہاں تک کہ نماز اچھی نہ پڑھی باقی رکعت پھر سلام پھر پھر دو سجدہ کیے اور سلام پھر اور ایک رکعت آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا لکل سہو سجدہ کہ ان بعد السلام یعنی ہر سو کو سجدہ دو سجدہ ہیں بعد سلام کے سہر روایت کیا ابو
 ابو داؤد اور ابن ماجہ اسمعیل بن عیاش سے حدیث ثوبان سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکل سہو سجدہ کہ ان بعد السلام
 کہا یہی نے مستفرد ہوا ساتھ اسکے اسمعیل بن عیاش اور وہ قوی نہیں اور ہمارے نزدیک یہ ممنوع ہے کیونکہ اسمعیل بن عیاش فقہ
 توشیح کی اور کسی امام اسیح والقیل کن الدین شیخ نجیحی بن عیینہ اور تضعیف اسکی ابو اسحق قراری سے مقبول نہیں اور کچھ
 کہ بوزرعہ جو امام ہیں اس میں کہ انھوں نے نہیں تھا شام میں بعد ازرائی اور سعید بن عبد الغزیز کے حافظ زیادہ اسمعیل بن
 عیاش سے اور عبید اللہ بن عبید اللہ اسمعیل اور کسی اسناد میں ثقہ ہے اور کہا ابن عیینہ نے صحیح ہے ساتھ اسکے اور زمیز بن جعفر نے
 کیا اسکو ابن عباس ثقات میں اور عبد الرحمن بن حبیب بن نفیر کہا بوزرعہ و نسائی نے ثقہ ہے اور کہا ابو حاتم نے صالح ہے حدیث
 اور ذکر کیا اسکو ابن حبان ثقات میں اور بخون منکر لکنا اس حدیث کو نہیں الثقات کیا گیا طرف کلام انکے کے علاوہ اس کے
 کہ سکتا کیا اس سے ابو داؤد اور برفرض تسلیم کیا حدیث قوی اور موجود ہے روایت کی ابو داؤد عبد اللہ بن جعفر سے کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نہ جو شخص شک کرے نماز میں تو جانیے کہ سجدہ کرے دوسرا بعد سلام کہ ان علی حدیث تو بہت ہیں کہ یا ان
 انکے طول ہو گا بلکہ صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سجدہ سو کرنے کے جب شک کرے کوئی تم میں ت
 نماز میں تو جانیے کہ سوچے صواب کو تو اوی پر عمل کرے اور نماز کو تمام کرے اور سلام پھر پھر سجدہ کرے دوسرا اور روایت
 کی ابی حنبل میں میں بن اسمعیل نے ایک حدیث میں سہو بسند صحیح کہا اس سے حد ثنا الشریفی ثنا محمد بن یحییٰ
 ابن جعفر ثنا شعبہ عن ابن حکم عن ابن ابراہیم عن علفہ عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ
 انکے صلی اللہ علیہ وسلم ثنا شعبہ عن ابن حکم عن ابن ابراہیم عن علفہ عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ

حدیث ابن عباس
 حدیث ابن عباس
 حدیث ابن عباس

حدیث ابن عباس

اور اگر پوچھی جاوے تو ذلت ہو گئی اسلئے شیطان مردود کے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی صحیح اور اگر سوچنے میں کچھ نہ معلوم ہووے کہ اختیار کیا کرے اور سبکو اخیر نماز کا جانے اوس جگہ بیٹھ جاوے تو اگر اوسنے شک کیا کہ تین رکعتیں یا چار رکعتیں پڑھی ہیں اور کچھ اوسکے ذہن کو معلوم نہ ہو تو تین رکعت کو لیوے لیکن بیٹھ کے پھر چوتھی رکعت پڑھے و تا کہ قعدہ اخیر پڑھ نہو جاوے اور مروی ہے عبد الرحمن بن عوف سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سہو کرے کوئی قرآن میں سے نماز میں سونہ جائے گا یا کب پڑھی یاد پڑھیں تو بنا کرے ایک پراور اگر نہ جانے کہ دو پڑھیں یا تین پڑھیں تو بنا کرے دو پراور اگر نہ جانے کہ تین پڑھیں یا چار پڑھیں تو بنا کرے تین پراور سجدہ کرے دوسرے قبل سلام کے اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے بھی

باب بیمار کی نماز کے بیان میں

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب یا کوئی مرض نماز کے اندر حادث ہونے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے اور تہجد اور رکوع کرے اور اگر سجدہ اور رکوع نہ بھی قادر نہ ہو بیٹھ کے سہرے اشارہ کرے اور سجدے میں رکوع سے زیادہ جھکے اور کوئی اونچی چیز جس سے کھڑے اسطرح نہ ہو سکے پڑھنے پر بھی قادر نہ ہو چپ لیٹے اسی قبیلے کی طرف کرے اور اشارے سے سر کے نماز پڑھے یا رکعت پر بیٹھ کر بعد از قیام کی طرف کرے اور چپ لیٹنا بہتر ہے اور اگر اشارہ بھی متعذر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور کھڑے اوپلک اندر دل سے اشارہ کرے و روایت کی جماعت نے سواہ سلم کے ترمذ بن جعین سے کہا کہ تمہی محلو پو سیر اور پو چھا سینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کمال پڑھ کھڑے ہو کے اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو پہلو پر نیاہ کیا نساہی نے اور اگر قدرت نہ رکھے تو چپ لیٹ کے نہیں تلخ دیتا ہر ایک کی موافق طاقت اوسکی کے اور نہیں ذکر کیا اشارے کا بلکہ جب لیٹ کے پڑھیں تو بالضرر اشارے ہی سے پڑھیں گا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدے کے نہ رکھے کیونکہ ہمارے حدیث ہے اگر قدرت رکھے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کر اور نہیں تو اشارہ کر اپنے سر سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کی بزرگے مسندین اور بیہقی نے معرفت میں جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت کی ایک بغیر کی نکلیا اوسکو کہ سجدہ کرنا تکبیر پوسچینک یا اپنے تالی وں اشخ ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اوسپر اور حضرت نے اوسکو بھی پھینک دیا اور کہا اگر قدرت رکھتا ہر تہذیب میں پڑھ نہیں تو اشارے پڑھ اور اگر سجدہ کو زیادہ چھبکا کے رکوع سے کہا بزرگے نے نہیں جانتے ہیں ہم کہیں روایت کیا ہوا مسکو ثوری سے مگر ابوبکر خفی نے اور متابعت کی اسکی عبد الوہاب عطاء نے ثوری نے متقی بن ابوبکر ثقہ ہر کاشیہ بن ابی ہریرہ سے کہ ابوبکر نے اس باب میں بہت آماجیہ مروی ہوئیں ہیں روایت کی بن ابی شیبہ نے ابن عمر سے کہ عیادت کی انھوں نے معفو ان کی اور پایا اولکو کہ سجدہ کرے میں تکبیر پوسچینک کیا اولکو اور کہا کہ اشارے سے پڑھ اور روایت کیا مسروق سے کہا کہ اصل معفو نے عبد اللہ بن جہان پر تو دیکھا اولکو نماز پڑھتے ہیں لکڑی پر سوجھیں لیا اوسنے اور دیکھا اوسکو اور کہا اشارہ کر جب کہ تیرا سر ہو چکا اور ریت کیا جلیہ بن جحر سے کہا کہ پوچھا میں نے ابن عمر سے نماز بغیر سے اور لکڑی کے کہا کہ نہیں چکا کرتا ہوں میں تم کو عیادت عبادت ہوتا ہا اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہو کے ورنہ بیٹھ کے ورنہ کروٹ لیکو اور روایت کیا عروہ کما انھوں نے کہ بعض اشارہ کرے اور نہ اٹھاوے اپنے منہ کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ نے کہ اس باب میں روایت ہے ابو ہریرہ سے اور گئے طرف اوسکے تابعین ابراہیم اور سعید بن المسیب حسن اور شریح اور ابن سیرین اور عامر اور عطاء اور طاہس اور مشرق اور روایت

باز

عمر بن عبد اللہ

واقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھتے ہو یا رکھ رہے ہو تو اگر قدرت نہ کھے پڑھے چپت اور دو ٹوٹ کر سے طرف قبلہ کے امید حدیث ضعیف ہے ساتھ حسن بن حسن علی کے ص اگر رکوع اور سجدہ نہ کر سکے اور بیٹھا اور کھڑا ہو سکتا ہے بیٹھ کے اشارے سے پڑھے اور یہ کھڑے ہو کر اشارہ کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص نماز اشارے سے پڑھتا ہے اور وہ شخص نماز کے اندھا ہو گیا نماز پھر سر سے پڑھے اور جو بیٹھنے والا رکوع اور سجدہ کرتا تھا نماز میں کھڑے ہونے پر قادر ہو گیا باقی نماز کو کھڑے ہو کر پڑھے اور سر سے نہ ٹوٹا وہ اور جو کشتی جاری ہے اور میں بیعذر بیٹھ کے نماز پڑھنا درست ہے اور جو بندھی ہو تو درست نہیں اور اگر کوئی ایک دن رات تمام دیوانہ یا بیہوش ہو واجب ہے کہ نمازوں کو اوس ن کی قضا کرے اور اگر گھڑی بھر بھی اس سے زیادہ بیہوشی ہو یا جنون رہا تو قضا کرے اور امام محمد کے نزدیک اگر بچہ و قنوت تک حالت ہی تو قضا لازم آئیگی اور جو چھ وقت نماز تک زیادہ تک رہی تو قضا ساقط ہوگی و اور کما صاحب ہدایت نے کہ قیامت پر جب کسی نماز کا وقت گزر جائے بیہوشی میں تو نماز اوس ساقط ہوتی ہے اور بچہ نمازوں تک قضا کرنا استحسان ہے اور یہی مذہب ہمالک اور شافعی کا اور دلیل ہے جو روایت کی واقطنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کو جو بیہوش ہو جاوے اور ترک کرے نماز کو کما کہ نہیں ہاؤن نمازوں کی قضا اگر اوس نماز کی جبکا وقت باقی ہو اور اوس میں ہو شیا ہو اھو اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہے سند میں اوسکی علی بن عبد اللہ بن سعد بن ابی ہریرہ نے کہ احادیث اوسکی موقوف ہیں اور کما ابن سعید نے نہیں ہو ثقہ اور نہیں ہاؤن اور کاذب کما اوسکو ابو حاتم وغیرہ اور کما بخاری ترک کر دی گئی ہے حدیث افکی اور دلیل بخاری ہے کہ روایت کیا محمد بن حسن بن علی بن ابی سعید عن عن حکم بن ابی سلمہ عن ابن عباس عن النخعی عن ابن عمر کہ سئل فی الذی یبغی علیہ یومًا وليلة قال یقف فی یعنی نما ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ چھٹن بیہوش ہو جاوے ایک دن رات قضا کرے اور روایت کی عبد الرزاق ثانی سے کہ بیہوش ہے ابن عمر ایک مہینے سو نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا اور روایت کی برہم بن حرمی آخر کتاب میں یہ حدیث تھا اسناد میں یونس ثمانی عن عبد اللہ بن عمر عن عائشہ عن النخعی قال انھی علی عبد اللہ بن عمر یومًا وليلة فافاق و کہ یقف مافات یعنی بیہوش ہے ابن عمر ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا و اللہ اعلم

باب سجدة تلاوت کے بیان میں

سجدة تلاوت کا ایک سجدہ ہر سجدہ کی شرطوں سے دو تین کے بیچ میں بغیر ہاتھ اٹھانے کے اور تشہد اور سلام کے اور سجدة تلاوت میں جو نماز کے سجدے میں پڑھتا ہو پڑھے اور جو آیتوں میں جو ان میں ایک آیت پڑھے سجدہ واجب ہے ہاؤں پہلی آیت سورہ عارف کے اخیر کی دوسری سورہ عدی تیسری سورہ نحل کی چوتھی نبی اسئل کی پانچویں میرم کی چھٹی پہلی آیت سجدہ کی سورہ حج سے اور امام شافعی کے نزدیک سجدہ یعنی واشر کعوا قاسجدوا میں بھی سجدہ کرے و اور ہمارے نزدیک اسوئے سجدہ اوس جگہ کرے کہ وہ سجدہ نماز کا ہو کر کیا ہو اسکو تفصیل سے شیخ ابن الکمام اور امام شافعی جو پہل لاتے ہیں حدیث عقبہ بن عامر کی کہ کہا سینا رسول اللہ کیا فضیلت دی گئی سورت حج کی اس سبب کہ وہ میں دو سجدہ میں فرمایا کہ ہاؤن اور جو اون دونوں سجدوں کو کرے تو اوس سورت کو بھی نہ پڑھے کما ترمذی نہیں ہاؤن اسوے اولی قوی اور یہ سبب کہ اسناد میں اوسکی ابن امیہ ضعیف ہے اور روایت کی ابو داؤد نے مرسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو مسافر ہو اور سہرہ ہو جسے آیت سجدے کہ اور جو چاہے اسکو اور کہا شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ
 علیؓ نے فرمایا کہ جو مسافر ہو جسے آیت سجدے کہ اور جو چاہے اسکو اور کہا شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ
 حضرت ابن عمرؓ سے کہ سجدہ اور سہرہ جسے سنا اسکو اور بخاری میں ہے تعلیقاً کہ عثمانؓ نے سنا کہ سجدہ اور سہرہ جو ہے اسکو
 اور علیؓ کو اخراج کیا عبداللہ بن ابی اسحاقؓ نے اسخلف کا معتمد عن النضر بن ابی عوف عن ابی عثمانؓ کہ مرثیہ کا فقرہ
 یہ ہے کہ لا یسجد مع عثمانؓ فقال عثمانؓ انما السجود علی من اذعن کلمۃ مشی و لا یسجد لیسجد یعنی گدھے
 حضرت عثمانؓ ایک قصہ خوان پر سوڑے تھے اور سنا آیت سجدے کہ تاکہ سجدہ کرے حضرت عثمانؓ ساتھ اس کے سوڑا یا حضرت
 عثمانؓ نے کہ سجدہ اور سہرہ جو قصہ ہوتا ہے پھر چلے گئے اور سجدہ کیا و انہ انما یصلوا و اما اگر آیت سجدے کی پڑھتے ہوتے تھے
 اس کے ساتھ سجدہ کرتے اگر چہ پڑھتے نہ سنا ہو وہ اور اگر مقتدی پڑھ ہی مامور مقتدی نہ اندر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی مکرر ہو
 جو کوئی نماز میں تھا اس نے اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر مصابی نے آیت سجدے کی اس سے سنی جو اس کے ساتھ نماز میں شریعت میں سجدہ کرے نماز کے
 اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے پھر کرے اور نماز کو نہ دیکھا و اگر کسی نے باہر نماز کے ماتم آیت سجدے کی سنی اور اس نے اقتدی یا اہل بیت
 میں امام کے ساتھ نماز کے سجدے کرے اور نماز کے اندر کرے اور اگر اسی کعت میں قبل سجدے کے امام اس کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد نماز
 کے امام اس کے ساتھ سجدہ کرے اور جو سجدہ نماز میں ہے اور جو امام اس کے ساتھ نماز کے امام اس کے ساتھ سجدہ کرے باہر نماز کے پڑھ ہی تو بل سجدہ کرے نماز کے
 پڑھتے متنبہ ہو اور نماز میں پھر اسی آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ اور اسکو کافی ہے اور اگر آیت پڑھ ہی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز میں آیت کو پڑھا
 تو پھر سجدہ کرے اور اگر ایک مجلس میں آیت سجدہ کو کئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہے خواہ سب بار پڑھ کے اخیر میں سجدہ کیا یا ایک آیت پڑھ کر سجدہ کیا
 اور پھر پڑھا کیا اور اگر ایک کعت میں کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہے خواہ سب کے بعد ایک ہی سجدہ کرے یا ایک آیت پڑھ کر سجدہ کرے
 پھر کئی بار پڑھے اور اگر ایک کعت میں آیت کو پڑھا اور پھر دوسری کعت میں بھی پڑھا امام ابی یوسفؒ کے نزدیک ایک سجدہ لازم ہے
 اور امام محمدؒ کے نزدیک سجدہ اور اگر آیت سجدہ کو بدلتا یا محکم کو تو ایک ہی کافی ہے کما شلا ایک مجلس میں دو آیتیں سجدہ کی چھین یا دو
 میں ایک آیت یا جو لاہر جہانہ نماز کے ہونے پر حاجیوں کی ہر اعلیٰ قدر اور وقت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جاوے تو بھی جائز ہے بل
 جاوے گی اور اگر ایک شخص نے ایک مجلس میں کئی بار آیت سجدہ پڑھا اور سننے والے کی مجلس میں آگے بیٹھے اور سہرہ کی سجدہ واجب ہے اور اگر
 پڑھنے والے کی مجلس میں لیکن سننے والے کی ایک ہی مجلس میں ہی تو اس پر ایک سجدہ لازم ہے اور اگر ایک کلمہ سے دو سہرہ کام کے شروع ہوئے ہیں
 یا دو بیویاں بیٹھیں ایک کلمہ سے دوسرے کلمہ میں اور کوئی کلمہ سجدہ کی تکلیف نہیں ہے بلکہ ان کے لئے کئی شاخیں کئی مکان ہیں ہر شاخ پر
 تو بجاوے کہ ہر آیت میں ایک مکان اور اگر بیٹھے سے اٹھ کر نماز میں بیٹھ گیا اور اگر کسی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اور بیٹھے سے کھڑی ہو گئی
 یا بیٹھے سے اٹھا گیا اور اگر کسی نے سجدے میں پڑھ ہی تو بجاوے کہ اگر آیت سجدہ کو پڑھے اور باقی صورت چھوڑ دے تو وہ نہیں دو
 آیتیں یا ایک آیت اس کے ساتھ لانا مستحب ہے اور سہرہ بھی پڑھنا مستحب ہے تاکہ کوئی نہ سنا اور اسکو سہرہ بھی لازم ہے اور شاید وقت سے بچو

باب سافر کی نماز کے بیان میں

اگرچہ کہ نماز میں ایسا نہ ہو کہ اس کا واسطہ چال سے اڑو کرے اور شکر کے گھونٹے نکل جائے تو وہ سافر ہو اور واسطہ چال خشکی میں
 افرات کی پوری کی پوری دریا میں جب چاہے موافق ہو اور پہاڑ میں جو کچھ پہاڑ کے لائق ہو و اگر تین دن تین رات ہمارے

صورت میں قول اہود کا اور تفصیل اسکی فتح القدر میں ہے جس اور جب پہلی اذان ہو تو تب لوگ خریدنا بیچنا چھوڑ دیں جسے
 اور جمعے کی طرف متوجہ ہوں اسواسطے کہ فرمایا اللہ نے فاسمعوا للی ذکر اللہ وذکر البیع ما یعنی در ہر طرف یاد اللہ
 اور چھوڑ دو بیع یعنی بیچنے کو **وص** اور جب خطبہ پڑھنے کو امام اوٹھے نماز اور بات حرام ہو جاتی ہے کہ یہ کہنا یا حضرت صلی
 علیہ وسلم نے جب تک امام تونہ نماز نہ کلام ہی اور رفع اسکا غریب ہے اور معروف یہ ہے کہ یہ کلام نہ ہری کا ہی روایت کیا اسکو
 مالک نے موطا میں کہا کہ کلام امام کا منع کرتا ہی نماز کو اور کلام اسکا منع کرتا ہی کلام کو اور حدیث کی بن ابی شیبہ نے مصنف
 میں عطا اسکو عبد اللہ بن عباس اور ابن عمرؓ روایت کرتے تھے نماز اور کلام کو بعد نکلنے امام کے اور کہا بن ابی شیبہؒ شامی عباد
 بن العوام عن یحییٰ بن سعید عن یزید بن عبد اللہ عن ثعلبہ بن ابی مالک عن القسطلی قال اذا سرکت
 عمر و عثمان فکان کلاما اذا اخرج یومکم لجمعۃ من کما الصلوات والکلام یعنی پائینے عمر و عثمان کو کہ
 جب نکلتا تھا امام دن جمعے کے ترک کرتے تھے ہم نماز اور کلام کو اور مروی ہے حضرت علیؓ سے مانند اسکو اور بھی روایت کی
 عروہؒ کہا کہ جب بیٹھے امام منبر پر تو نہیں ہی نماز اور کماز ہر گز کہ جو شخص آئے دن جمعے کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے اور نماز نہ پڑھتا
 اور نہ راج کیا علما نے ابو ہریرہؓ کو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تو نے کلام کیا اپنے صاحب اور امام خطبہ پڑھتا ہو سو انکو
 کیا تو نے اور جو معاضد کیا اسکا بعض لوگوں نے کہا کیا ایک شخص اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھتی تھے نماز نہ پڑھتا
 کہا نہیں کہا کہ پڑھو دو کہتین انکو کیونکہ دوسری روایت میں ہے النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ آیا ایک شخص مسجد میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہوا اور پڑھ دو کہتین اور باز رہنے آپ خطبے سے یہاں تک فارغ ہوا
 وہ شخص غائب سے اخراج کیا اور سکا اور قطعی ہے اور کہا کہ اسناد کیا اسکا عبید بن محمد عبد شمس اور وہ حکم کیا تو میں پھر کالادار قطعی ہے
 احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل وار میں ہے کہ اتھا کیا آپ نے اسکا اور کہا کہ یہ مرسل جواب ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مرسل حجت ہے
 تو اسکو مقتضی پر عمل ضرور ہے پھر اسناد اسکا زیادت ہے جبکہ قبل کے معارض نہ ہو کیونکہ اور حدیث میں اسکا ذکر نہیں کیا گیا
 مخالف مذکور ہے اور زیادت ثقیل مقبول ہے اور فقط زیادت اسکی موجب غلط نہیں ورنہ یہ مقبول نہ ہو زیادت لیکن اس
 حدیث میں واللعلم **وص** جب تک کہ تمام کرے خطبے کو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان کوئی جگہ دوسری بار امام کے آگے
و اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں فقط یہی اذان تھی روایت کیا جماعت نے سو اسلم کے سائب بن یزید
 کہا کہ تھی اذان دن جمعے کے اول اسکے جب امام بیٹھتا تھا منبر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے میں اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے
 سوجب خلافت ہوئی حضرت عثمانؓ کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اور ابن ماجہ میں ہے کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک شخص میں
 کہ نام اسکا زور تھا بار میں بعض روایتوں میں ہے کہ زیادہ کی حضرت عثمانؓ تیسری اذان اور تیسری اذان میں سے ہے کہ ایک آقا
 اقامت کو بھی اذان میں تھا کیا یہ جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بآذان کل اذا آذان صلیا یعنی در میان دونوں
 اذانوں کی نماز یعنی ایک اذان اقامت کے تو رفع ہو گیا اس سے وہ اعترض جو وارد کیا اسکو بعض لوگوں نے کہ اذان جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 خطبہ پڑھتے تھے اور اسکے بعد نماز تو سنتیں کسوقت ہوتیں کیونکہ یہ اول اذان حضرت کے وقت میں تھی اور دوسری اذان اسکا
 بعضوں لوگوں نے سنتیں پڑھتے تھے بعد اذان کی تو وہ جہالت ہے کیونکہ یہ اذان متصل ہوتی ہے خطبے کے بلا فصل اور جائز ہوتا

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد زوال کے نکلے ہوں اور تین پڑھتے ہوں اور پھر اذان ہو کہ فطرب شروع ہوا ہو کیونکہ اور پھر باب
الغافل میں بیان کیا کہ چلے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بعد زوال آفتاب کے دو تین اور کہتے تھے کہ یہ وہ ساعت ہو کہ کھڑے ہائے نماز
اوسین درود آسمان کو مین جاہتا ہوں کہ چڑھے یہی جانب سے اوس وقت میں کوئی عمل نیک ص اور لوگ امام کی طرف موندہ کیے
خطبہ بنیں اور امام باطرات کھڑے ہو کہ وہ خطبہ پڑھے اور اون دونوں کے بیچ میں کیا رہتے تھے کیونکہ کہا ابن ابی شیبہ نے
مضعف میں ثنا النضر بن عیسیٰ عن جابر عن النضر بن عیسیٰ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
آتہ کان یخطب یوم الجمعة قائما لم یقل ولم یقول ولم یخطب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے خطبہ
پڑھتے دن جمعہ کے کھڑے ہو کے پھر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہو کے خطبہ پڑھتے تھے ص اور جب خطبہ تمام ہو جاو
تب قیامت کھن جاوے اور امام لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھاؤں جاننا چاہیے کہ خطبہ طول کرنا نہایت مکروہ و نڈوت
کیا ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر بن سموسہ کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کا قصر کرتے اور نماز کا بھی قصر کرتے اور کہا حضرت عبداللہ
بن مسعود کہ خطبہ کا اور طول نماز کا خیر میں اتفق ہے اور شخص کے اور عباس سے مروی ہو کہ منع کیا کہ لوگوں کو طویل کرین خطبہ کو مصنف ابن
ابی شیبہ میں ہے اور بہت مذمت بیان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگوں کی جو طویل کرتے ہیں خطبہ کا اور نماز میں کمی کرتے
ہیں اور یہ علامت قیامت میں آپ نے ارشاد فرمایا اور اسی طرح یہ جو لوگوں کی عادت ہو کہ وہ خطبہ کے بیچ میں حبیب امام بیٹھا کر تو
دعلا گئے ہیں بدعت ہے اور نہایت مکروہ ہے اور اسی طرح قبل نماز جمعہ کے جو لوگ الصلوٰۃ الصلوٰۃ پکے پکارتے ہیں بدعت ہے
اور ہرگز جائز نہیں اور جمعہ کے دن کپڑے بدلنا خوشبو لگانا مستحب ہے حدیث میں جمعہ کو عید فرمایا ہے

باب عیدین کی نماز کے بیان میں

مستحب ہے کہ عید فطر کے روز نماز کے پہلے کھانا کھائے اور سو اکر سے اور غسل کرے اور خوشبو ملے اور اپنا اچھا پہنے
و لیکن نماز کے پہلے کھانا کھانا خدہ صاحب کھانا میٹھا ہو و مستحب ہے کہ صبح بخاری میں ہو کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نہیں نکلے تھے واسطے نماز عید کے یہاں تک کہ کھالتے تھے کچھ خرمے اور کھلتے تھے اور انکو طاق اور کین سو اکر کا یا سو سو
کہ ہر وضو اور نماز کے وقت سنت ہے اور ایک غسل کرنا سو بیان اسکا غسل کے باب میں گذرا اور کین خوشبو ملنا تو سہو گذرین
خوشبو کی اور اجتماع کا اور جب کہ جمعہ میں خوشبو لگانا مستحب ہے تو عیدین میں بطریق اولیٰ مستحب ہے گا اور اچھا کپڑا پہنے کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تھے پنتے دن عید کے ایک جبہ صوف تھا یا کسی در کپڑے سے اور یہ حدیث بدلتے میں ہے اور روایت کیا بیہی
مانن اسکے طریق شافعی سے اور اخرج کیا طبرانی نے اوسط میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پنتے دن عید کے ایک جو اسخ
اور جو اسخ اس عبارت ہو کہ میں میں ایک کپڑا ہوتا ہے اوس میں خط ہوتے ہیں منخ اور منبر ص اور صلوٰۃ فطر کا ادا کرے فطر
بیان اسکا کتاب الزکوٰۃ میں اور یکا ص اور سجد کی طرف تکیہ آہستہ آہستہ کہتا ہو اجابے و خلاف جبر کہ میں میں وہی طریق
مصل کبیر میں کیونکہ وہ عموم ذکر خدا میں داخل ہے تو نزدیک صابین کے جبر کہے بیسا کہ عید قربان میں اور امام صاحب نے نہ کہ
جبر کرے اولک روایت میں اونسے جبر کرے اور کہا امام صاحب نے کہ جبر کرنا اور آواز کا بلند کرنا ساتھ ذکر کے بدعت ہے اور مخالف
ہو اللہ تعالیٰ کے قول واذ کسر لکابک فی نفسک فخر عا و خیفۃ و ذوق انجھ من القویٰ یعنی یا دلدار اللہ کو عاجزی

اور آہستہ سے اور حدیث میں آیا ہے لَا تَدْعُونَ أَصْنَمَكُمْ وَلَا غَائِبًا یعنی نہیں پکارتے ہو تم ہرے اور نہ غائب کو یعنی
 اللہ تعالیٰ سنتا جاتا ہے موجود ہو اور روایت کیا دارقطنی نے عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تکبیر کہتے
 فطرین جب نکلتے تھے اپنے گھر سے عید گاہ تک اور روایت کیا اھون نے ابن عمر سے کہ وہ جب جاتے تھے صبح کو دن عید فطر
 اور دن عید قربان کے گھر کرتے تھے ساتھ تکبیر کے یہاں تک کہ آتا تھا امام کا بیٹھی نے صحیح ہر وقت اسکا ابن عمر پر اور بخیر
 صحابی کا ساتھ آیت کلام اللہ کے معارض ہو گا خاص اور عید کی نماز کے پہلے نفل پڑھے اور اکثر مشائخ نے سکون
 جانا ہے اور بھی روایت ہے صحاح سے میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلا اور نماز پڑھی ساتھ صحابہ
 عید کی اور نہ نماز پڑھی قبل اسکے اور نہ بعد اسکے اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمر سے کہ وہ نکلے دن عید تو نہ نماز پڑھی
 قبل اسکے اور نہ بعد اسکے اور ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہی کیا صحیح کیا اسکے ترمذی اور یہ بھی محمول ہے
 اس بات پر کہ عید گاہ میں سوا عید کے اور کچھ نہ پڑھتے تھے اور روایت کیا ابن ماجہ کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے قبل
 عید کے کچھ سوچتے تھے اپنے گھر میں پڑھتے تھے درختین ص اور چشمن کہ جمعہ کے واسطے ہیں وہی شطرنج عید کے واسطے ہیں
 واجب ہے اور اگر کرنے کے حق میں مگر خطبہ عیدین میں سنت ہے اور نماز عید کی واجب ہے اور یہی روایت ہے امام ابو حنیفہ سے
 اور یہ صحیح ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عید کی نماز سنت ہے چارے علماؤں کے نزدیک کیونکہ امام محمد نے کہا ہے کہ عید عیدین
 لیکن میں جمع ہوں تو اول سنت ہے اور ثانی فرض ہے اور اسکا جواب یوں دیا ہے کہ سنت مراد یہ ہے کہ حدیث سے وجوب ثابت ہوا ہے
 ف اور وجوب کی یہ کہ کوئی نسبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اور وجہ سنت ہوئی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حدیث اعرابی میں فرمایا جس وقت اس نے پوچھا کہ کیا بھیر لازم ہے سو اللہ پاچہ نازوں کے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ نفل پڑھے اور کیا
 صاحب نے کہ صحیح وجوب ہے اور یہی مذہب ہے اکثر مشائخ کا لیکن جیسا منوطیت نماز عید وجوب اسکا ثابت ہوتا ہے اس طرح
 وجوب عید کا ثابت ہوتا ہے ہر صورت قائل ہونا ساتھ وجوب نماز عید اور نہایت خطبہ عید کے صحیح بلامرجح ہے ص اور عید
 کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب ایک یا دو نیزے کے برابر بلند ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جب تک کہ وال نہو آفتاب کا
 ف کیونکہ حضرت سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب آفتاب بلند ہوتا تھا موافق ایک نیز یا دو نیز
 کے اور سنن ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ہی زید بن حمیر سے کہا کہ نکلے عبد اللہ بن بسر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 آدمیوں دن عید فطر یا عید فحی کے سوئے کہا اھون امام کو کہ دیر کی اسنے اور کہا کہ فارغ ہو جاتے تھے ہم تک نماز سے ساتھ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو داؤد نسائی نے روایت کیا کہ کے کچھ سواروں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہی تھے تھے کہ نکلے
 دیکھا چاند کو اگلے تو اپنے حکم کیا لوگوں کو کہ افطار کریں اور جب صبح ہو جاوین طرف عید گاہ کے اور بیان کیا گیا روایت میں ہے
 میں اور دارقطنی میں کہ وہ سوار تھے آخروں میں اور صحیح کیا دارقطنی نے اسناد اسکا اور صحیح کیا اسکے نو و حنیف کا میں اور
 کہا طحاوی ثنا عبد اللہ بن صالح ثنا حسن بن علی بن شیبہ عن ابی ہریرہ عن عقیس بن ابی اس عن ابی عمر بن اس
 بن مالک اخبرنی عن عمو صتی من الانصار ان الہلال کفی علی الناس فی الخیر ایک کہ میں شہر
 اس مکان فی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاصبحوا صیاماً فشهدوا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن فرمائیے گئے تین کپڑوں میں سپید تھے سحول کے اور سحول نام ایک مقام کا ہوا ملک میں کہ پھر
اوس جگہ کے بہت اچھے ہوتے ہیں اور روایت کیا اسکو صحاح ستہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لیکن اوس میں بھی مذکور نہ تھا
اون کپڑوں میں کرتا اور نہ عام تو اگر یہ کہا جاوے کہ اس سے خارج ہو اور وہی کفن میں لازم ہو جیسا کہ کہا امام مالک نے تو جابر
کپڑوں میں کفن ہو گیا اور وہ غلط ہے کیونکہ بخاری میں ہے عن ابی بکر قال لعائشۃ فی کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عکبۃ وسلم فقال فی ثلثۃ اقباط قمیص وراۃ کوفۃ یعنی پوچھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کہ کتنے کپڑوں میں کفن دیے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ میں کپڑوں میں کرتا اور رازا اور رافا
اور عین ہر سبب نام صحیح ہے عبد اللہ بن ابی اسود کہ فی کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفن میں جسکی حدیث کھنوی ہوگی
بھی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حاجز نہ ہوگی اور جو روایت کی امام محمد نے امام جابر ابو حنیفہ سے عن حماد بن ابی سلمہ
عن ائماءہم النخعی ان البیہ صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی ثلثۃ اقباط و قمیص یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کفن دیے گئے ایک جوڑے یعنی میں اور کپڑے میں مرسل ہو اور مرسل اگر چہ ہا کبڑے ایک حجت ہے لیکن تقدیم اسکی حدیث حضرت عائشہ
کے پیش سے ہوگی ہاں اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قمیص کی مروی ہے چند طریقوں سے تو معارض ہووے گی حدیث حضرت عائشہ کے
اور ان طریقوں میں دو طریقے بیان کیے اور تیسرا طریقہ وہ ہے جو روایت کی عبدالرزاق حسن بھری مرسل اور چوتھا طریقہ وہ
جو روایت کی ابو داؤد بن عباس رضی اللہ عنہ کہ کفن دیے گئے سواں صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں اوس کرتے ہیں جن میں
کیا اور ایک جوڑے جو ابی میں اور بکران ایک شہر کا نام ہے اور ضعیف ہے بسبب یزید بن ابی رباح راوی کے لیکن ترجیح شاید اسطوریہ
ہو کہ کفن کو مرد و عورت سے زیادہ جائز ہے ورنہ اس مقام میں شک ہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیے گئے اوس
قمیص میں جس میں انتقال کیا پھر اس کے کفن پہنایا جاوے گا واللہ اعلم اور جائز یعنی جوڑے کے عورت میں دو کپڑوں کا نام اگر
ازا اور چادر اور ہمارے نزدیک عام نہیں بلکہ اچھا جانا اسکو بعض لوگوں نے کیونکہ مروی ہے ان عمر سے کہ وہ عامہ باندھے
مرد کے اور عورت کفن میں یہ ہے کہ سفید جو مرد کو اسطوریہ عورت کے لیے اور جابر عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ غیر جیسا
حالت عیادت میں اسکو درست تھا اور جو لڑکا کہ قریب بلوغ کے ہو وہ اسکی طرح لڑکی بھی حکم لے اور بالغین ہر اور دو کپڑے
کفایت میں کیونکہ کہ آنحضرت ابو بکر نے کہ نظر کر و میر دو کپڑوں میں سو دھواؤ کو اور کفن دو کپڑوں میں کیونکہ زندہ کو زیادہ محتاج
ہے کپڑے کی طرف مرد سے یعنی کچھ حاجت ہے کپڑے کی نہیں ہیں کفایت ہے کیونکہ زینت لباس اور جمیع امور دنیاوی
کی تاجریات ہر اور جب حیا سے قصد الکفاک کیا تو اوست و زینت وغیرہ بغافلہ ہو اور روایت کی عبدالرزاق حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کہ کہا ابو بکر نے اپنے دونوں کپڑوں میں جن میں بجا رہے تھے کہ دھواؤ کو اور کفن دو کپڑوں میں تو کہا حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا نے کیا غریب کریں ہم تھکے واسطے نیا کپڑا لیا کہ میں زندہ زیادہ محتاج ہر طرف سے کپڑے کے مرد سے اور عورت سے
مروئی ہے ابو بکر سے خلاف اس کے معارض ہوا کہ جو ذکر کیا ہے مصنف عبدالرزاق اور سند عبد اللہ بن ابی کعبہ کہ میں سند بخاری
سے لکھا اوس بھی زیادہ صحیح ہے اور سند ابی ہرانا معمر عن النضر بن ہشام عن عروۃ عن عائشہ قال لہ صرح
عوت کیواسطے میرا ہن اور رازا اور دھنی اور لھا اور سیدہ منہ جیسے اس کے پستان باندھے جاوے سنت ہے اور اس کے واسطے

ناصح بن عبد اللہ بن

کثیر بن عبد اللہ بن
عمر بن عبد اللہ بن

جوز

نہ معلوم ہوا اور دلالت کرتی ہے اور پھر درود کی ابن عباس نے صحیح میں عثمان بن حنین سے کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جان
تھا راجا غشی تھا اکیس سو گھر سے ہوا اور نماز پڑھ کر پھر گھر سے اٹھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صف باندھی صحابہ کرام کے
اور تکبیر میں چار تکبیریں اور وہ نہیں جانتے تھے کہ جنازہ ان کے سامنے ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گمان اور کمال اس طرف تھا کہ ان کے
پر بغیر کچھ جنازے کے نماز کس طرح ہوگی تو شاید کہ کشف ہوا ہو آپ پر ان خصوصیات غشی میں واللہ اعلم تو اگر کوئی اعتراض کرے
کہ سوا غشی کے آپ نماز میں معاذ غفرنی پر نماز پڑھی اور وہ حاضر تھے جیسا کہ اور حضرت جبریل علیہ السلام بھی کہ میں ان کو
امیر رسول اللہ معاویہ وفات کی مدینے میں تو اگر چاہو تو لپیٹ دوں میں تمہارے واسطے زمین کو یعنی اس زمین کو جان وہ زمین
میں میں حاضر کروں اور تم نماز پڑھو اور پھر فرمایا کہ اچھا تو ملا پانا باز زمین حضرت جبریل علیہ السلام نے تو اٹھا آپ کے واسطے تخت
اڑا اور نماز پڑھی آپ نے اور پڑھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں یمنین فرشتوں کی ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے پھر بوجھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو کہ میں کہہ دو کہ اچھی لگتی تھی اونکو سورت قل اللہ احد کی اور
پڑھتے تھے اسکو لے جاتے اور چلتے اور کھڑے ہوئے روایت کیا اسکو طبرانی سے حدیث ابی امامہ اور ابن سعد طبقات میں پیش
اس سے اور نماز پڑھی آپ نے دین حادثہ اور جبریل پر جیسے کہ روایت کی واقعہ غازی میں حاکم شریف محمد بن صالح بن عیسیٰ
عاصم بن عکرم و بنی نمیر کا و حدیثی عبد الجبار بن عمار کا عن عبد اللہ بن ابی بکر قال قال لعمرا للفقہ الکاش
بقولہ جلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر وکشف لہ ما بینہ و بین السماء فھو
یکمل الی مفرق فقال علیہ السلام انھا النابیۃ زید بن ساریۃ قمضی حق استشهدا کا
صلی علیہ و آلہ و قال استغفر و اللہ و کمل الجنت و ھو یسئلہ ثم انھا النابیۃ جعفر بن ابی طالب
قمضی حق استشهدا کصلی علیہ و آلہ و قال استغفر و آلہ و دخل الجنة و ھو یسئلہ فیما لھا احسن
بحیث شاکر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر اور ظاہر ہوا انکو شام تک اور دیکھتے تھے اونکی راہی کی جگہ کو پھر فرمایا
اپنے لیان شان کو زید بن حارثہ نے اور گند سے اور شہید ہو اور نماز پڑھی اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مالکی ان کے واسطے
اور کہ اگر بخشش ملو اللہ اسکے لیے داخل ہو جنت میں اور وہ دوڑتا ہو جنت میں پھر لیان شان کو بعض بن ابی طالب نے اور
اور شہید ہو پھر نماز پڑھی اوپر اور مالکی ان کے واسطے اور کہ اگر بخشش ملو اللہ اسکے لیے اور داخل ہو اور جنت کو اور ان کو
جنت میں ساتھ دونوں بازو جان چاہتا ہے جواب اسکے کہ خصوصیت غشی کا غنہ دعویٰ اس تقدیر پر کیا کہ جنت میں
کا ظاہر ہوا جو آپ کی واسطے اور نہ دیکھیں آپ اسکو اور جو نہ کہ ہوا اس کے خلاف ہی ہوا جو و ضعف روایات کے سوا غازی مروی
کہ فرسل کو دونوں طریق اور جو بن سعد ہی طبقات میں ضعیف ہے ساتھ اس کے اور وہ بیاض کا اور کہا کہ بیاض کا اتفاق کیا
میں اس کے ضعف پر اور طبرانی کی روایت میں بھی بیاض کا ہے اور وہ بھی ضعیف ہے اور اگر اسکو تسلیم کریں تو لازم آتا ہے کہ جنت کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نیکوں میں شریوں نماز پڑھی ہوا ہے ان سب پر یہ ہرگز ثابت نہیں ہوا خاص اور غازی
کی کہ ہر ایک تکبیر کے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کے پھر لے اس کے ہاتھ نہ اٹھا اس کا غشی کے نزدیک ہر تکبیر میں اٹھا اور نماز
پڑھ کر کہے اور درود بھیجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر تیسری تکبیر کے اور یہ دوا پڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ کو تحسین و تحسنا

عاصم بن عکرم و بنی نمیر کا و حدیثی عبد الجبار بن عمار کا

مسند میں ابن عمر سے روایت ابن عباس کے اور زیادہ کیا کچھ اور نکالا مازمی نے کتاب النسخ و المنسوخ میں انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اہل بدر پر سات تکبیریں اور بنی ہاشم پر بھی سات اور غیر نماز کہ پڑھتی تھی اور سکو آپ نے تکبیریں کہیں تھیں تو میں چار بیان کر کے نکلتے دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث یا جملاً ثابت ہوا کہ صحیح چار تکبیریں ہیں اور ایسا ہی بیان کیا اور سکو مشایخ عظام نے واللہ سبحانہ اذہ اعلم و علیہ السلام کہ انکو اور شروع کرنا ساتھ درود اور ثنات کے سنت و علی ہر روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات میں فضالہ بن عبیدہ کہا کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہدے عاکرتا ہوا اور نہیں درود بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پراورد ثنات کی اللہ تعالیٰ پر سو کہہ جلدی کی اس شخص نے تو بلایا اور سکو اور کہا کہ جب عاکرے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ دعا و ثنات کے پھر وہ بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر عاکرے بعد اسکے چاہئے صحیح کیا اور سکو ترمذی نے اور یہ دعائیں بھی حدیث میں وارد ہوئیں ہیں صل اور شخص کہ نماز پڑھے وہ مرنے کے سینے کے برابر کھڑا ہوں اس واسطے کہ یہ مقام طلب کا ہے اور جو میں نوزایاں ہو تو کھڑا ہونا سینے کے پاس اشارہ ہر طرف شفاعت کے واسطے ایمان اسکے کے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کھڑا ہوا سانس اسکے سر کے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت انس سے اور کہا کہ یہ سنت ہے لیکن اسکی اسناد میں کلام جو صل اور بہتر و امامت کے واسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محلے کا پھر ابی بیت کا عصبات کی ترتیب سے درولی سے مرنے کے اجازت لیکے غیر کو امامت کینا صحت ہوا اگر ولی کے سوا دوسرے میں نے نماز پڑھ لی ولی کو اختیار ہے کہ نماز کو دہرا کر ولی نے پڑھ لی تو اولوں کو دہرا کر اور جو مرنے نماز پڑھے ہوئے دفن کیا گیا تو اسکی قبر پر نماز پڑھی جائے جب تک شبہ مٹنے کا ہو مرنے یعنی میں روت کف اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بلکہ حور پر انصاف سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اسکی قبر پر روایت کیا اور ابن حبان اور حاکم نے اور سکوت کیا اوس کے اور اخراج کیا مالک نے موطا میں جو عنعمون صل اور سواری پر نماز جنازہ درست نہیں ف اور قیاس کو مقتضی ہے کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقتہً نماز نہیں بوجہ ہونے اسکان ٹکڑے اور تجساک نہیں جائز ہو کیونکہ ان میں تکبیر تحریر ہو جو جو صل اور جن میں جماعت ہوتی ہو اسکے اندر مرنے کو مکمل نماز پڑھنا کر وہ ہوا اگر مرد اور سکا بہرہ تو ان میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہر وف روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مرنے پر مسجد میں تو نہیں اجر ہو واسطے اسکے اور ایک روایت میں خلافت کی آیت اور صلح مولیٰ تو لکھا اسکی اسناد میں ثقہ لیکن اختلاف ہو گیا تھا اور سکو آخر عمر میں نقل کیا نسائی نے ابن عباس سے کہ وہ فقیر اور حبیبہ قبل اختلاف کے اوس سے سنا تو وہ روایت اسکی صحیح ہے اور ابن ابی ذؤبے سے سنا اسکی قبل اختلاف کے تفصیل کی اسکی شیخ ابن امام نے اور وہ جو مسلم میں ہے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں غلطی کی ایک دفعہ کہ اوس سے عموماً ثابت نہیں ہوتا اور جائز ہے کہ بعد مرنے اور وہ جو بھی نے روایت کی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز مسجد میں اسکی اسناد میں غلطی متروک ہوئی اللہ اعلم خصوصاً جو لوگ اپنا ہوا اور گیا تو اگر دیا ہو تو نام اور سکا لکھا سکا و غرض یہ کہ نماز پڑھی جاوے وف روایت کی نسائی نے جابر سے کہ جب رسول کا نماز پڑھی جاوے اور پھر اور ثنات ہو گا کہ نسائی نے وہ سے بھیجے ہیں سلم کے حدیث منکر ہے اور روایت کیا اور سکو حاکم نے سفیان نے

سنن البیہقی
کتاب الجنائز
ابو الجلال
سنن البیہقی
کتاب الجنائز
ابو الجلال

ابو الجہر سے ہی اسناد سے اویج کیا اوسکو اور جابر سے مروی ہر فرقہ کا کہ لوگ انہیں نماز پڑھی جاوگی اوسپر وند و شہ
اور اوسکا کوئی وارث ہوگا یا نہ ہو کہ دوے افرج کیا اوسکا ترمذی اور ابن ماجہ نے اویج کیا اوسکو حال اور ابن جابر نے کہا ترمذی نے
روایت کیا اوسکو موقوف اور ہی صحیح ہے ہر فرقہ جو صحیح کیا ہی ساتھ اوسکے جبروایت کی ترمذی نے حدیث مغیرہ سے اویج کیا اوسکو
کہ نما حضرت علی علیہ السلام نے سقط نماز پڑھی جاوگی اوسپر وند و عاکی جاوگی واسطے والدین اوسکے کے ساتھ غفرت کے
ساقط ہوگی نہ منع اس مقام میں مقدم ہر اثبات پر صر اور اگر ایک لڑکا قید ہو اور مرگ اگر اپنے ماں باپ کے ساتھ قید ہو اور
کوئی انہیں سے مسلمان نہیں اور نہ وہ خود عاقل تھا نماز اوسپر پڑھی جاوگی اور اگر کوئی انہیں سے مسلمان ہو تو نماز اوسپر پڑھی
جاوگی اور اگر اکیلا قید ہو تو اوسپر نماز پڑھی جاوگی یا وہ لڑکا مسلمان ہو لیکن اوسکو غسل نہ تھی اور اوسکا کوئی ماں باپ بھی مسلمان
نہو تو بھی نماز پڑھی جاوگی اور اگر ایک کافر مراد اوسکا علی مسلمان تھا تو اوسکا ولی غسل دے جسے جسے نہیں جنہیں دھونی
جاتی ہیں یعنی اوسکو وضو نہ کرایا جاوے اور نہ اپنی طرف سے شروع کرے اور ایک کچرے میں اوسکو لپیٹے اور ایک گڑھا کھودے اور اوسکو
اور میں آل دہلوی نے روایت کی بن سہل طبقات میں انہیں کا کہ ابن عباس بن عمر والو اویج بھی تھی معاویہ بن
عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی رافع عن ابن عباس عن عبد اللہ بن علی قال لما اتخبطت اللہی صلی اللہ علیہ وسلم
یعقوب ابن مالک قال لی اذ حطب فاعفسلہ وکفہہ نو و اذہ قال ففعلت ففعلت ففعلت فقال لی
اذ حطب و اعفسل قال وجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیست غفرلہ ایا ما ولا یخشی جرم من قبلتہ
کحی نزل علیہ حبیب شیل علیہ السلام ہذا ما کان للنبی والذین امنوا ان یتغفروا للشرکین
یعنی فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سینہ حضرت علی علیہ السلام کو ساتھ موت ابوطالب کے لئے پھر کہا واسطے مجھے جاوے اس سے
اوسکو اور غسل دے اوسکو اور چھپا اوسکو کہما حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ کیا میں ایسا ہی اور آیا میں پھر فرمایا کہ جاوے غسل کرے تھیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے واسطے اوسکے کئی دن تک نہ کھلے گھر سے یہاں تک کہ اوسے جبریل علیہ السلام ساتھ اس آیت کے کہ نہیں
جلد نہ جو واسطے نبی کے اور ان لوگوں کے جو ایمان لائے یہ کہ بخشش مانگیں مشرکوں کے واسطے اور اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی بخشش اگرچہ
نبی کے عزیز و اقارب میں سے ہونے نہیں ہوتی اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل دینے والے کو بھی
بغیر غسل کے غسل واجب تاہر اور ایسی ہی روایت کی ابو داؤد و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت علی علیہ السلام
غسل کرتے جنابت سے اور دن جسے کے بغیر غسل میت سے اور ضعیف ہے اور روایت کی اوسے اور ترمذی ہر فرقہ کا کہ غسل
میت کو بغیر غسل کے اور جو اوشھا کے اوسکو تو وضو کرے حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو مجہور نے اور ابن ابی بین
کوئی حدیث صحیح وارد نہیں ہوئی ہاں محمول استحباب پر ہو سکتا ہے کہ مثلاً غسل میت کے غسل ستم ہووے اور طبع وضو ہووے
جنازہ کے حص اور سنت ہر فرقہ کے اوشھا نے میں چار آدمی اس طرح پر اوسکے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے کو
اپنے اپنے کانڈھے پر رکھیں تب اوسکے دوسری طرف کے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے کو اپنے اپنے کانڈھے پر رکھیں اور
جلدی جلدی طہین اور ویزین نہیں و اور یہ تدبیر اوشھا نے کی اور دھونی پر بہت صحابہ و تابعین سے روایت کی ابن ابی شیبہ نے اور
نے صنعت میں علی رضی اللہ عنہ کہا کہ کچا سینہ ابن عمر کو ایک چٹانے میں کہہ اوشھا جانا تھا جہاں کوڑوں سے سخت کے اور

کی اور بھی دونوں نے عبد السمیع سے کہہ کر جو جاوے ساتھ جنازے کے تو پکڑے چارون کو نے تخت کے کیونکہ یہ سنت
 پر اور روایت کی امام محمد نے اور بھی سے لکھا انھوں نے سنت سے یہ روایات کہ اوٹھائے جنازے کو چارون کو کو بیچ تخت کے
 اٹھ کر کیا اور سکا ابن ماجہ اور لفظ اوسکا یہ ہے کہ جو اوٹھائے جنازے کو تو پکڑے چارون کو نے تخت کے اور امام شافعی کے نزدیک
 اگے کا شخص گردن کی طرف پکڑے اور پیچھے کا شخص سینے سے اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاویہ کے جنازہ اوٹھنے کو ابن سعد
 طباطبائی اور امام شافعی نے ساتھ سند ضعیف کے اور مروی یہ بھی بہت صحیح ہے لیکن جواب اوسکا یہ ہے کہ اوس وقت جو وہ تھا ملا لگا
 کا اسکو جنازہ اس طرح پکڑا گیا اور مروی یہ حدیث میں کہ ستر ہزار فرشتے جنازے میں حاضر ہونے تھے یا کوئی اور صحیح
 اور جلدی چلنا حدیث میں وارد ہے روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے عبد السمیع سے کہہ کر کہ اوٹھائے جنازے کو پکڑے یا کوئی اور صحیح
 کہ کس طرح چلین ساتھ جنازے کے فرمایا کہ کہ جب سے اور جب ایک قسم یہ روایت کی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور بخاری اصح
 والوین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے تو اگر مردہ نیک ہے تو تم جلدی لیے جاتے ہو اوسکو
 نیک کے اور اگر یہ ہو جلدی کھتے ہو تو اوسکو کنھوت اپنے ص قبا جنازہ رکھے جانے کے بیٹھا کر وہ ہر کوئی کھتے جنازے
 معاویہ بن ابی ہریرہ سے عرض و تغافل ہو اور شخص بیٹھا ہو اور جنازہ اوسکے سامنے سے گزرے تو کہہ انھو اور بعضوں نے لکھا
 کہ کہہ انھو اور صحیح بول یہ کیونکہ روایت کی حضرت علی بن ابی طالب سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے کہ جنازے کو ساتھ جنازے
 پھر بیٹھنے لگے بعد اوسکے اور حکم کیا کہ بیٹھنے سے نہ اٹھو اور روایت کیا اوسکو امام احمد وغیرہ نے ص اور جنازے کے پیچھے چلنا
 مستحب ہے اور ابی بن ہریرہ نے روایت کی کہ انوار دین اور حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ وہ پیچھے جنازے کے چلتے تھے اور
 حضرت عمر ابو بکر وغیرہم سے اگے چلنا ثابت ہے اور جو یہ کہ کس طرح چلے چلے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا چلنے پیچھے
 جانے کے اور پیدل جس طرف چاہے اور پکڑا کا نا پڑھی جاوے اوس پر روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے اور ترمذی
 صحیح کیا اوسکو اور ایک روایت میں ہے کہ چلو اگے اوسکے اور پیچھے اوسکے اور دامن اوسکے اور ابی بن ہریرہ سے روایت کی
 ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہ نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اگے جنازے کے ص قبر کھودے اور لحد
 بناؤں کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحد ہاتھ لے لے واسطے پراوش واسطے غیر ہارسے کے ہر روایت کیا
 اوسکو ترمذی نے ابن عباس سے اور اسناد میں اوسکی عبد اللہ بن عامر کہ اوسنے کہ اوسمین گفتگو ہوا اور ابن ماجہ میں ہے
 انس بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تجھے مینے میں شخص ایک لحد بنا تھا اور ایک مین بنا
 تھا تو کہہ اوسنے کہ چلے آؤ اوس سے قبر بنو امین گے تو چلے آیا بنائے والا لحد کا اور لحد بنائی گئی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اور لحد کی وصیت کی سعد بن اسطے اپنے مرض موت میں ص اور مروی کہ لحد میں اوس طرف سے جو قبر سے قبل کی طرف قبر ہو سکے
 و ابی ہریرہ سے روایت کی ابی ہریرہ سے ابو ہریرہ سے اور ابو داؤد نے اسرائیل بن کہ رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قبر میں قبل کی طرف سے اور نہیں کہنے گئے کہ پیچھے کی طرف سے کہنے گئے اور امام شافعی کے نزدیک اس میں چاہیے اور وہ یہ کہ
 کھا جائے تخت پیچھے قبر کے کہ جو دوسے سرور سے کا مقابل میں دونوں قد مون کے قبر سے پھر داخل کیا جائے سرور کا قبر میں
 اس کا چکر اور جو دین ہر اس کے تمام اوسکے سر کے پھر داخل کیے جاوین ہر اس کے لور اندر کیے جاوین اس طرح اور بھی ہے

زخمی پایا جو بھینچا اور جسے جب اور حال میں لٹسایا اور کافر تو وہ شہید نہیں اور جسکو کہ تیر خیر سے قتل نہیں کیا بلکہ
 بھاری خیر سے تو وہ بھی شہید نہیں مگر اگر باغیوں نے مارا ہو یا شریکین یا لٹنے والوں نے مارا ہو یا شہید نہیں جس سے چاہیں
 ماریں شہید ہوں اور جب اگر شہید ہو تو امام صاحب کے نزدیک غسل اور سکو کرنا واجب اور صاحبین کے نزدیک نہیں بلکہ
 امام صاحب کی یہ ہر کہ روایت کی ابن حبان اور حاکم نے عبد اللہ بن زبیر سے کہا کہ سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 تھے اور تحقیق کہ قتل کیا گیا غلطی صاحب تھا اور غسل دینے میں اور سکو لا کر تو پوچھا صاحب بیوی اور لڑکی بوجھ کر کالہ کھلے
 تھے وہ اور جب تھے اخیر حدیث تک فرمایا آپ نے کاسیوٹ غسل دینے میں اور سکو لا کر اور کما حاکم نے صحیح اور بشرط مسلم
 اور بیوی کا ذکر نہیں کیا اور نام اور لڑکی کی بیوی کا جمیلہ بنت ابی سلول بن یزید بن عبد اللہ بن سلول منافق کی اور باغیوں کے
 یا مشرکوں کے ہاتھ سے جو مارا جائے تو وہ شہید ہو اور دلیل اسکی صاحب یہ بیان کی ہر کہ شہدا اُحد کے مستحب تھے
 تین بارے گئے تھے اور پھر کسی کو غسل نہیں دیا گیا صراحت میں ہے نہ مارا جاوے بلکہ حد یا قصاص کر تو بھی شہید نہیں
 اور جسکے مرنے سے دیت واجب ہو وہ بھی شہید نہیں مگر باپ اپنے بیٹے کو مار لے تو وہ شہید ہو اور اگر کسی شخص کو سید
 میں زخمی پایا خود بخود مر پایا تو وہ شہید نہیں تو اگر کسی مسلمان کو ایک مسلمان نے مارا ہو یا باغی اور کفر یا نہیں یا مسلمان کو زخمی
 مارا ہو تو اگر تیر خیر سے مارا ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہید ہو اور جو اس سے نہیں مارا تو شہید نہیں اور صاحبین کے نزدیک تیر خیر کی
 شرط نہیں اور جو خیرین کے مرنے سے خاص نہیں جیسے پوشتین اور قبائل اور ثوبی اور تھیار اور موزہ وہ شہید اور تار لی جادینگی اور اگر کفن
 میں کوئی چیز نہ ہو تو زیادہ کفن اور جو زیادہ ہو تو کم کفن اور اسکو غسل نہ دیں اور نماز پڑھیں اور خون بھرا ہوا دفن کر دیا جا
 وے کیونکہ روایت کی امام احمد نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنا کہ اُحد کے شہیدوں پر سو فرمایا کہ میں گواہ ہوں ان
 لوگوں پر دفن کر دو انکو ساتھ فرمون انکے کھانڈوں اور خون اور تیرا دم پر عدم غسل کو کیونکہ جب غسل ہوگا تو خون کمان باقی ہوگا اور
 غسل کے ترک میں چند حدیثیں آئیں ہیں اخرج کیا بخاری اور اصحاب بن نے لیث بن سعد انھوں نے ہر کسی انھوں نے عبد الرحمن
 بن حبیب انھوں نے جابر بن عبد اللہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے دو شخصوں کو شہیدوں اُحد اور فرماتے تھے کون سا
 زیادہ محافظ قرآن کا توجہ بتاؤ کوئی کسیکو دوسکو لگے کرتے تھے میں اور کہتے ہیں گواہ ہوں انہوں نے قیامت کے سوچا گیا
 اپنے انکے دفن کا خون میں انہیں غسل دیا اور کوزہ یادہ کیا بخاری اور ترمذی نے اور شیعہ نے پڑھی اور پھر کہا انسانی نے نہیں
 جانتا ہوں کہ ثابت کی ہو لیث کی کہ میں نے ہر کسی اس بنا پر اور بخاری نے نہیں اختیار کیا اسکو اور روایت کی ابو داؤد جابر سے
 کہ ایک شخص کو تیر سینے میں یا حلق میں سوچا گیا اور کھا گیا اسی طرح اپنے کپڑوں میں اور ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور سند اسکی صحیح اور روایت کی انسانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹ دو انکو انکے خون میں کیونکہ میں
 ہو کوئی زخم لگا ہوا لٹکی راہ میں مگر اوچکوں قیامت کے کہ گنگ سکان گنگ کا ہوگا اور خوشبو جیسے مشک کی لولہ امام شافعی کے
 یہ ایک سہرا ہے یعنی پڑھی ہو اور کہتے ہیں کہ لولہ کو کونے والی ہرٹا لگنا ہوں بعض فقہانے اسکو کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 ذکر کیا ہے اور اسکی صحیح ابن حبان میں صحیح بخاری میں جابر سے کہ میں نے پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی اور
 اُحد کے اوجوب بخاری میں ہے ہر کہ روایت کی ابو داؤد و مسریل میں عطاء بن ابی رباح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھی

بجای

حدیث ابن عباس کہ اول روزہ پر اللہ تعالیٰ حصہ کعبے کے اندر نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ مقتدی کی پیشی امام کی پیشی کی طرف ہو
 ہو مگر کسی پیشی امام کے وندہ کی طرف ہوگی وہی نماز درست نہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہو گیا اور کعبے کے اوپر نماز پڑھنا
 مکروہ ہے نیز کعبے کے واسطے اور پہلے میں ہر شافعی کے نزدیک جائز ہے صرف اس واسطے کہ کعبہ کی طرف سے نزدیک دس بنا کا نام ہے اور ہر
 نزدیک کعبہ ایک حاطہ ہے اور ہر آسمان تک بنا کیونکہ نقل اس کا ہو سکتا ہے اور دلیل اس پر ہے کہ اگر سب پر کوئی شخص نماز پڑھے
 تو وہ کعبے سے اونچا ہو تو اس صورت میں جب عمارت کا نام ہو تو نماز جائز ہوگی اور مکروہ ہے اس واسطے کہ وہ زمین ترک تعظیم ہے اور
 وارد ہوئی ہے یومین نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ابن ماجہ نے سنن میں حضرت عمر سے کہ فرمایا حضرت علی
 علیہ السلام نے کہ سات جگہ ہیں کہ نہیں جائز ہے نماز وغنیمت چھ جگہ کعبہ کی اوپر مقبرہ آخر حدیث تک اور ضعیف کی گئی یہ حدیث سنن
 ابو صالح کا تب اللیث کے لیکن توثیق کی اس کی جماعت سننے اور کلام کیا بعضوں نے اور نہ جائز ہونے سے مراد یہ ہے
 کہ مکروہ ہے اور نماز کامل نہیں ہوتی صحابہ اور ان کی کتاب نہیں لکھا ہے کہ جب کوئی مشرک لگے کھڑا کر لیا تو درست ہے اور باغیر اس کے
 جائز نہیں اور اگر ایک امام کے ساتھ لوگوں نے امتداد کی کعبے کے گرد حلقہ باندھ کے تو درست ہے مگر کوئی نہیں اگر اپنے امام
 زیادہ کعبے کی طرف نزدیک ہو مثلاً امام دو گز کے فرق پر ہو اور مقتدی بلک گز کے تو اس صورت میں اگر وہ شخص واسطوں
 ہے جس طرف امام ہو تو نماز اس کی درست نہوگی اور اگر اور طرف میں ہو تو درست ہوگی جتنا چاہیے کہ کعبے کی چار جانب ہیں چاروں
 کے حساب سے تو چھ شخص واسطوں کھڑا کر جس طرف امام ہو تو وہ شخص جو وقت کہ کعبے کی طرف امام سے زیادہ نزدیک ہے تو امام لگے ہو جائے
 بخلاف دو سے کم ہیں طرف کھڑے ہو والوں کے کیونکہ وہ شخص کہ اوٹن امام سے زیادہ کعبے کے نزدیک ہو وہ امام کے آگے نہیں ہے فقط

صحیح مسلم

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ چاندی اور سونا اور سواکھ اور تجارت کے مالوں میں اگر حاجت اہلی سے زائد ہوں اور نصاب کے موافق ہوں اور ہر
 میں مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان ہو ورنہ بعد ایک سال گزرنے کے ان چیزوں پر واجب ہوتی ہے زکوٰۃ فرض
 ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَأَتُوا الزَّكَاةَ یعنی ادا کرو زکوٰۃ مالوں لینے کی اور اس پر جماع ہر امت کا اور واجب ہے
 مرد اور اس مقام میں فرض ہوتا ہے اور شرط آزاد ہونے کی اس واسطے ہے کہ مال ملک کا ساتھ عزت کے ہوتا ہے اور غلام کی کچھ ملک
 نہیں ہے اور باغ اور عقل کو بیان کرینگے اور اسلام شرط ہے اس واسطے کہ زکوٰۃ عبادت ہے اور عبادت کافر سے صحیح نہیں ہوتی اور انفاق
 بھی ضروری اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا نصاب کو اور روایت کی بخاری و مسلم نے ابو سعید خدری کہ فرمایا
 حضرت نے نہیں ہے کہ میں پانچ وسق کھجور کے زکوٰۃ اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع چار مٹکا اور مٹکا ایک طلحہ کی طرح ہوتا ہے
 اور فرمایا کہ نہیں ہے کہ میں پانچ اوقیہ سے چاندی صدقہ یعنی زکوٰۃ اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوں گے
 شاہدین ہیں کہ حساب فی ہیکل یہ طے شدہ ہے مجھے ہیں اور فرمایا کہ نہیں ہے پانچ اوقیہ کم میں زکوٰۃ اور ایک سال گزرنے کی اس واسطے کہ
 کی مالک رسانی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اصل کرے مال تو نہیں ہے زکوٰۃ اور سپر بیان مالک کہ عاقل
 اور سب ایک سال و روایت کی ابو داؤد نے عامر بن محمد رضی اللہ عنہ سے اور عمارت انور سے انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت
 نے جب میں میرے واسطے دو سو درہم اور سپر گز جائے ایک سال تو میں پانچ درہم میں اور پھر مالک بیان کیا کہ نہیں ہے کہ میں

حدیث ابو داؤد

نصاب بنت کی پانچ ہون اور گائے کی تیس اور بکری کی چالیس تو جب اونٹ پانچ سے یا گائے تیس سے یا بکریاں چالیس سے
 کہ ہوں زکوٰۃ واجب ہوگی و کیونکہ فرمایا حضرتؓ اور جس کے نہ ہوں مگر چار اونٹ تو نہیں ہر آدمی صدقہ مگر یہ کہ چاہے
 مالک اس کا یعنی غرض نہیں زکوٰۃ تو میں اور جب ہو جاوین پانچ تو او میں ایک بکری ہو اور فرمایا کہ جب ہوں کہ چالیس بکریوں سے
 آدمی کے پاس تو نہیں ہر آدمی صدقہ مگر یہ کہ چاہے مالک اس کا اور فرمایا و فی البقر فی کل ثلثین کتبیع یعنی گائے میں
 ہر تیس میں ایک گائے یا ایک بکری کی اور دوسرے میں لگی ہو ص ہر چھ میں اونٹ کے بختی ہوں یا عربی و
 بختی اونٹ اس کو کہتے ہیں کہ عربی اونٹ اور عجمی سے مل کے پیدا ہوا ہو اور عربی جس کے مان بانی و نون عربی ہوں ص
 ایک بکری یا جب ہو تو دس میں دو بکریاں اور سپردہ میں تین اور میں میں چار و جب ہوگی اور چھتیس اونٹ ہو جاوین ایک
 مخاض یعنی ایک برس کی اونٹنی کہ دوسرے میں لگی ہو اور جب ہو جاوین چھتیس تیس تو ایک بنت لیون یعنی دوسرے کی اونٹنی
 کہ تیس برس میں لگی ہو اور جب چھتیس ہوں تو ایک حقہ یعنی تین برس کی کہ چوتھے میں لگی ہو اور جب چھ ہوں تو ایک حقہ
 چار برس کی پانچوں میں ہو اور جب چھتر ہوں تو دو بنت لیون اور جب اکانوے ہوں تو ایک سو بیس تک حقہ چھ برس کی ہر
 میں ایک بکری یا ایک سو بیس میں ایک بنت مخاض اور دو حقہ اور ڈیڑھ میں تین حقہ و جب ہو ہر چھ میں ایک بکری
 پھر ہر چھ میں ایک بنت مخاض اور ہر چھتیس میں ایک بنت لیون پھر ایک سو چھانوے میں دو سو تک چار حقہ و جب ہو
 پھر بعد دو سو پچھپنچے سے شروع کیا جاوے گا جیسا کہ بعد ڈیڑھ سو کے شروع کیا گیا تھا ف اور ایسا ہی وارد ہوا حدیث میں
 امین خلافت امام شافعی کا ہو واللہ اعلم کوص اور جب تیس گائے ہوں یا بھینس تو ایک تبید یعنی ایک سال کا بچہ ہے اور جب
 چالیس ہوں تو ایک بنت یعنی دوسرے کا پڑا یا پڑوا اور پھر ساٹھ تک حساب لگا کر دے تو بیسٹھ ہوں و تبید دے اور ہر
 پھر چھتر ہوں ایک شتر اور ایک تبعہ دے پھر چھتیس ہوں تو دو دسٹے اور جب نوے ہوں تو تین تبیدے اور جب سو ہوں تو
 تبیدے اور ایک شتر اور جب ایک سو دس ہوں تو ایک تبعہ اور دو دسٹے پھر جب سو اور بیس ہوں چار تبیدے یا تین دسٹے دسٹے ہی ہوں
 ہر ایک تبید میں تبیدہ ہر چالیس میں شتر و یا گائے کا اور چالیس بکریاں یا بھیر ہوں تو ایک بکری یا بھیر ایک تیس میں دو بکریاں
 پھر چھتر یا ایک بکری تو میں بکریاں و پھر جب چار سو ہوں تو چار بکریاں دے پھر اسی طرح ہر سیکڑے میں ایک بکری دیا کرے و
 اور ایسا ہی حدیث میں آیا ہر د ایت کیا اس کو بوداؤ دے حضرت علیؓ سے اور اسناد اس کی ضعیف ہے اور مروی ہے کہ حضرت
 ابو بکرؓ نے حضرت علیؓ سے ایسا ہی ذکر کیا ہر اس کو کھاری ص اور جو چھ یا گائے سے تجارت کے نہیں ہیں دین نہ دے
 نہیں مگر کہ تجارت کے لیے ہوں ف اس سے کہ فرمایا حضرت علیؓ سے علیہ السلام نے نہیں نازل ہوا پھر آدمی کچھ اور جب تجارت کے
 لیے ہوں تو زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ حال و نکاحا مال اور سوال کے ہر ص اونٹ گائے بکری اگر گھوڑے کو کو کھایا ہوا ہو
 اور چارہ چاھا ہوا تو وہ نہیں زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ جوڑ کا میں گندین جب میں کہ وہ جانور سوئم یعنی بھل سے چلے جائے
 اکثریت میں سال کی اور جو ہر کام کے لیے ہیں جیسے بیل غل جتنے کے یا جو بھلا دے کے لیے تو وہ نہیں بھی زکوٰۃ واجب نہیں
 بکری کے اونٹ کے گائے کے بچان میں جتنے چاہے ہوں زکوٰۃ نہیں ہر گز نہیں کہ قیمت میں مگر چالیس میں
 کہ ہوں کہ پانچ میں اونٹ کے نہیں ہیں کہ ہوں کہ ایک ہی ہوا تو زکوٰۃ واجب ہوگی اگر گھوڑے گندے گندے ہوں

تو زکوٰۃ واجب نہیں اور مری اور ہون تو بھی ایک ثابت میں واجب نہیں اور اگر نر اوہ ملے علی ہون ہر گھوڑے میں ایک سنا
لازم ہو گیا اور ان کی قیمت لگا کر انصاف ہو جائے اور ان حصہ لادم اور کچاوت اور سید ب نام البخنیفہ کا ہوا اور قول ان کا
یہی ہوا کہ ما صاحبین نہیں زکوٰۃ ہر گھوڑے میں کیونکہ حدیث میں آیا کہ نہیں ہر صدقہ مسلمان ہر اس کے غلام اور گھوڑے
میں رویت کیا اور سکو بخاری موسیٰ وغیرہ نے اور جو اب سکا یہ کہ مراد اس کا گھوڑا جو واسطے جاوی کے ہوا اور ایسا ہی قول
یزید بن ثابت سے یا وہ جو گھڑی کھانا ہوا اور لیل الام صاحب کی یہ کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہر گھوڑے چرنے وارین
ایک دینار دیادس درم ذکر کیا اس حدیث کو شیخ تفریق الدین امام میں واقطنی سے روایت جابر رضی اللہ عنہ سے اور بعض نے
کہا کہ پہلے واجب تھی زکوٰۃ گھوڑوں میں پھر منسوخ ہو گئی جیسا کہ روایت کی یزیدی اور نسائی نے حضرت علی سے کہ روایت
نے تحقیق کر سنیے معاف کی تیسرے زکوٰۃ گھوڑے اور غلام کی تو نکالو صدقہ درام میں اور صحیح نہیں کیونکہ ما تیرہ کہ عفو میں
سابق سے ہوا اور حدیث واقطنی ناسخ اس حدیث کی جو اولالت کرتی ہوا سپر روایت کی واقطنی نے زہری کے ساتھ
یزید بن خدیج اور ان کے کہ دیکھا میں اب اپنے کو کہ کر کرتے تھے گھوڑوں کو پھر دیتے تھے صدقہ اس کا حضرت عمر کو اور حکم کیا حضرت عمر
نے ایسا ہی روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے اور روایت کی عبدالرزاق نے ابن جرجج سے بخون بن غناب سے کہ عثمان بن
لیتے تھے گھوڑوں کا اور سائب بن یزید نے خبر دی اور سکو عمر بن خطاب لیتے تھے صدقہ گھوڑوں کا کما زہری نہیں جانتا ہوا
میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت رکھا ہوا صدقہ گھوڑوں کا اور روایت کی امام محمد نے امام میں ثنا ابی حنیفہ عن
کما دین ابی سلیمان عن ابراہیم الخوی کہ قال فی الخلیل السائیۃ الی یطلب نسلمان شیتہ
فی کل قرس دینار او عشرة دسراہم وان یث ثلث فالقیمۃ فی کل صاعی دسراہم خمسۃ
دسراہم فی کل قرس دسراہم او اتفی انہی یعنی جو گھوڑے چرنے والے کہ طلب کی جاوے اولاد و ان کی اگر چاہے ہر
میں ایک دینار دس درم اور اگر چاہے تو قیمت کے حساب ہر دس درم میں پانچ درم ہر گھوڑے میں مذکر ہو یا مؤنث اور رویت
کی واقطنی نے کہ مشورہ کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ ٹھہرا کہ ہر گھوڑے سے دس درم یا دس درم زکوٰۃ اور کفارہ
اور خدا و بعض میں قیمت کا بھی دیدیا درست ہوا اور جو صدقہ یعنی صدقہ لیتا ہوا مال کی طرف سے اسکو چاہیے کہ اسطوال ہو
تو اگر اس میں کما جانو جو واجب ہو اور اسطوال دینی لیسے اور کمی کیو یا علی لیسے اور جو بڑے دیکھو اسطوال ہو لیسے کہ غلام
حضرت نے واسطے سعاد کے لئے تو اچھے مال دیکھے اور ایسا ہی مروی ہر سنن ابو داؤد اور نسائی میں صو اور حوال کہ بیچ سال میں بڑ
جاوے اس انصاف ہے ہر قسم میں بل باو کا مثلاً اس کے پاس دس سال میں دو درم تھے اور بیچ سال میں سو اور بڑے کہ تو یہ
بھی ان دس کے ساتھ طائرہ ہادیگے تو تین تیس کی زکوٰۃ لازم آوے گی اگر چہ اس سو پر پور سال نہیں گذرا ہوا زکوٰۃ انصاف
شعور ہوئی ہوا جو کچھ عفو ہو سکا حساب نہیں مثلاً جو کوئی پینیس اڈٹ کا مالک ہو تو وہ جب ایک ثلث مال کے ہیں ان میں
نہا ہر دس سال میں بیان کیا کہ اگر سال میں اس مال کا ہوا دس زکوٰۃ لیسے ہی واجب ہوگی اور اگر بعد ایک سال کے تمام مال مال
ہو گیا کہ ساتھ ہوگی اور اگر جس مال جو کوئی بٹا مال ہوا اور اس کی زکوٰۃ ساقد ہوگی اور پہلے جو کچھ انصاف مال ہوا کہ
میں سے اس کے ساتھ اس انصاف میں جو عفو سے حاصل ہو جائے اس انصاف میں اس کے ساتھ اس انصاف میں

بکریوں میں سے تین بکریاں ہلاک ہو جاویں یا چھ اونٹ سے ایک اونٹ بعد سال کے چالیس بکریاں ہر اونٹ کو
ایک بکری باقی ہوگی اسی طرح اگر چالیس اونٹ سے پندرہ ہلاک ہو جاویں چار کو غنوں میں صرف کھین اور گیارہ کو چھپیس میں
کو سب سے متصل تیرہ چھپیس اونٹ رہ جائیگا اور وہ تین ایک بنت مخاض لازم آوے گی اور اگر چالیس اونٹ سے بیس ہلاک ہو جائیں
میں صرف کیے جاویں گے اور گیارہ اونٹ تین جو غنوں کے قریب ہو یا پنج اوس نصاب میں جو اوس نصاب قریب یہاں تک
کہ میں اونٹ میں چار بکریاں باقی رہ جاویں گی اور جو چھپیس ہلاک ہوں پندرہ رہ جائیگی تو تین بکریاں لازم آوے گی اور جو بیس ہلاک ہوں
دس رہ جائیگی تو دو بکریاں لازم آوے گی اور جو چھپیس ہلاک ہو جاویں پانچ رہ جائیگی تو ایک بکری لازم آوے گی یہاں تک نصاب ہی
نزدیک صر اور جاننا چاہیے کہ لینا خراج کا امام کو پوچھنا ہی اور اسی طرح دسواں حصہ خارج کا اور زکوٰۃ سوا نم اور زکوٰۃ مالو
تجارت کی سب امام لہو گیا تو اگر باغیوں نے خراج لے لیا تو مالکوں سے دوسری بار نہ لیا جائیگا کیونکہ خراج حق لینے والا نہ
اور وہ کافروں سے لڑتے ہیں اور اگر زکوٰۃ مال تجارت کی لے لی اور زکوٰۃ کے مصارف میں صرف کیا تو بھی مالکوں کو
نہ لیا جائیگا اور اگر انھوں نے اس کے مصروف میں صرف نہیں کیا تو ان لوگوں کو چاہیے کہ جب سے دوبارہ زکوٰۃ دیوں
پرفتنی ہو اور بعضوں کے نزدیک انکو پھر دینا لازم نہیں اور بعضوں کے نزدیک اگر انکو دینے کے وقت نیت تصدق کی کر گئے تو
زکوٰۃ اول سے ماقظ ہو جاوے گی اور شیخ ابو منصور مائتدین نے اسکو قبول نہیں کیا اور باقی تفصیل اسکی پہل میں لکھی ہے
جگہ نظر اس بات کے کہ عوام فہم نہ تھا ترک کیا صر اور جو اڑ کا تعلیمی ہو تو اس کے مال سے جزیہ نہ لیا جائیگا اور عورت ثعلبی کے مال
میں شل ان کے مردان کے لیا جائیگا جتنا چاہیے کہ ثعلبی منسوب ہر طرف ثعلبی کے اور نہ ثعلبی کے کہ ایک قوم تھی مشرکین صحفٹ عمر نے اس
سے جزیہ طلب کیا انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ دونا دیوینگے تو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمر نے کہا کہ یہی جزیہ
تمیر جو تم چاہو اپنے یہاں نام رکھ لو سکا تو تم اپنے زکوٰۃ کے دوئے پر صلح ہو گئی اون کے لوگوں نے نہیں لیا جائیگا اور عمر تو نے لیا
اور صاحب نصاب کا ہر اسکوا ل کے پہلے یا زیادہ زکوٰۃ کا دیدینا اور بھی اوسکو کئی نصابوں کی زکوٰۃ کا دیدینا درست ہے مثلاً
اوس کے پانچ سو درہم اور اسنے کئی نصابوں کی زکوٰۃ اوس میں سے ادا کی اور بعد ايسے وہ نصاب و سکوی پہلی زکوٰۃ اوس کے بھی کافی
ہوگی اور جو پوری ایک نصاب مالک نہیں اور وہ پیشتر کئی نصابوں کی زکوٰۃ دے تو درست نہیں و پہلے سال سے زکوٰۃ دیدینا
اس واسطے درست ہے کہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ پوچھا عباس نے آنحضرت صلی علیہ
وسلم سے زکوٰۃ جلدی دینے میں قبل گزرنے سال کے واسطے مساعت کے طرف نیکی کے تو اذان دیا اپنے اونکو صر نصاب
سے زکوٰۃ میں اشتغال ہو اور چاندی کا دو درہم کہ ہر دس درہم سات مثقال کے ہوں اور اس وزن کو وزن سب کے تین
تو ایک درہم آوے اور پانچواں حصہ مثقال کا ہو گیا تو دس درہم سات مثقال کے ہوں اور اشتغال میں تیرہ کا ہوتا ہے اور درہم چھ
تیرہ کا اور تیرہ پانچ کا ہوتا ہے و کہنے کہ فرمایا حضرت نے نہیں کہ پانچ اوقیہ سے چاندی میں زکوٰۃ ادا کر لیا اور اس سے
کو اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو درہم ہوئے اور روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت علی سے
اور اوس میں ہر کالو صدقہ چاندی کا ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم اور نہیں ہر ایک نئے میں کچھ اور نہیں ہر ایک درہم
پانچ درہم میں اور روایت کی ترمذی نے آنحضرت صلی علیہ وسلم نے حکم کیا سادہ میں شل کو جب بھی ادا کو میں کی طرف سے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

100

۱۲۰
 ۱۲۱



کما ابن عباس کہ نہیں ہر غیر میں پانچواں حصہ اور کما حدائقنا من وان بن معاویہ عن ابراہیم المداینی عن ابی
الفضل عن جابر بن جعفر اور عیابر سے بھی ایسا ہی مروی ہے جو خزائن کہنا اس کا اسلام کا ہر اگر پاوے تو اس کو لوگوں
سے بچینا عیسے لفظ یعنی پڑی چیز کا حکم ہے اور اگر اس کو کفر کا ہے تو پانچواں حصہ لازم آدینا اور باقی پانے والے کا اگر وہ زمین کی
ملک نہیں اور زمین تو جو مالک اول اسلام کی فتح کا ہے اس کو ملیگا اور اگر تاجر ہمارا من لیکے دارا حرب میں گیا اور وہاں کزائی
سب اس کی ہے اور اگر کسی حربی کے گھر میں اپنی تو گھر کے مالک کے اور اگر زمین میں اس کے گھر کے کسی ملک نہیں ہے پانی پانچواں حصہ اس کا نہیں اور باقی سب اس کے

باب نزوح خارج کے بیان میں

میں عشر کی شہد میں اور پہاڑ کے شہد میں اور میگو میں اور زمین میں نکلنے والی چیزوں میں برابر ہو کر اوسکو پانی جاری یا نہیہ
نے سچا ہوا اگرچہ پانچ دس سو نہوں یا برس بھر باقی فرماتا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک دسواں حصہ لازم آدیکا اور دسواں حصہ
امام شافعی کے نزدیک پانچ سو سے کم میں کچھ لازم آدیکا اور دس سو ساٹھ صاع کا ہو تا ہی اور صاع اٹھ سطل یعنی چار شیر جہاں کا ہو تا ہی
و لیکن شہد سے دسواں حصہ اگرچہ پانچ دس سو کے برابر ہو سو اسو اسطے کہ روایت کی بجاری نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ جسکو ترک کرے آسمان یا پتھر اور زمین عشری ہو تو اوہ میں دسواں حصہ ہی اور جو ڈول وغیرہ سے پانی دیا جاوے
تو اوہ میں امیساں حصہ ہی اور حدیث میں مطلق ہی اور ذکر پانچ دس سو کا نہیں ہی تو محمول ہو گئی اطلاق پر اور اس باب میں
آتا ہیں نکالامع الزراق نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ جو آوگے کم یا بہت اوہ میں دسواں حصہ ہی اور نکالامع الزراق سے مجاہد
اور براہیم نخعی سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانعہ اسکے عمر بن عبدالعزیز اور مجاہد اور نخعی سے اور زیادہ کیا حدیث
نخعی میں یہاں تک کہ ہر چیز میں دسواں حصہ ہی اور امام شافعی کی دلیل یہی کہ فرمایا حضرت نے لکھیں فیما آدو کا خمسۃ
آو شوق صدقہ نہیں ہی پانچ دس سو سے کم میں صدقہ اور اوپر یہ حدیث گذر چکی روایت کی عبدالرزاق نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انھوں نے لکھا طرف میں یہ کہ لیا جاوے شہداء لون سے دسواں حصہ اور روایت کی عبدالعزیز و
بن العاصی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا شہد سے دسواں حصہ نقل کی یہ بن حبان اور روایت کی شافعی نے سعد بن ابی
ذباب سے کہ آیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا منیہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرو واسطے قوم میری کے وہ چیز کہ السلام نے
اوسپر ہو کیا اور عامل کیا مجاہد ابو بکر نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب آئے وہ اپنی قوم پر کہا ای قوم ادا کرو زکوۃ شہد
کیونکہ نہیں بہتری ہی اوس مال میں کہ ندی جاوے زکوۃ اوسکی کہا انھوں نے کیا جانتے ہو تم یعنی تسی زکوۃ دیوں کہا کہ دسواں حصہ
اور لیا منیہ اونسے دسواں حصہ اور لایا میں اوسکو حضرت عمر کے پاس معراج ڈالا انھوں نے اوسکو اور کر دیا اوسکو مسلمانوں نے
اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ صفوان بن عیسیٰ کہا انھوں نے حدیث کی جسے اوسکی حالت اور روایت کیا اوسکو
صلت بن محمد بن انس بن عیاض سے انھوں نے حارث بن ابی ذباب انھوں نے مزید بن عبد اللہ انھوں نے اپنے باپے انھوں نے سعد
اونسے بیچا نا این المدینی نے مالہ بنیہ کو اور پوچھا اونسے ابو حاتم نے کیا صحیح ہی حدیث اوسکی فرمایا کہ ہاں اور نکالا ابو یوسف رحمہ
اللہ علیہ وسلم نے نکالا سوال میں عمرو بن شعیب سے انھوں نے اپنے باپے انھوں نے اپنے دادا سے کہ لیتے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے میں شہد سے دسواں حصہ ہر دس شہد ایک شہد اول سنا دین اوسکی ابن ابی شیبہ ہی

میں نے جو کتاب لکھی ہے وہ صرف ایک نقطہ پر مرکوز ہے کہ انسان کی زندگی میں کیا تبدیلیاں آ سکتی ہیں اور ان تبدیلیوں کو حاصل کرنے کے لیے کیا اقدامات چاہئے۔

۱۔ ہندوؤں کی نسبت

۱۵۸

اور ایسی ہی روایت کی ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کی ابن ماجہ نے اس حدیث کو سب صحیح کہا اپنے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ شَيْخُنَا عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعْدٍ
 بَنِي سَعْدٍ عَنْ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ
 الْعَشْرَ يَعْنِي لِيَا حَضْرَتَ صَلَّيْهِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْنِي هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ هَذَا بَابٌ فِيهِ اسناد اور یہ حدیث صحیح ہے اس باب میں اور اسی لازم ہر تہک کا اور
 اسناد اوسکا صحیح ہے اور روایت کی ابن ماجہ نے اوسیاہ متعی سے کہا میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شہد کے
 فرمایا کہ اگر عشر کو یعنی دسویں حصے کو سوکھا میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شہد کے اپنے اوسیاہ
 روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابو داؤد طحاہی نے اور ابو یعلیٰ موصلی نے اپنے مسند میں کہا یہی ہے کہ صحیح ہے جو روایت
 کیا گیا اور جب پچھو عشر میں اور وہ منقطع ہے کہ ترمذی نے پوچھا میں نے محمد بن اسماعیل سے اس حدیث کو سوکھا کہ منقطع ہے سلیمان
 بن یحییٰ نے نہیں پایا کیا صحیح ہے اور نہیں ہے صحیح شہد کی زکوٰۃ میں کچھ اور روایت کی مثل اسکے طبرانی نے معجم میں اور فیصل
 کی اسکی شیخ ابن العمام نے واللہ اعلم بالصواب لیکن حق یہ ہے کہ ان سب حادیثوں کی زکوٰۃ شہد کی ثابت ہو گئی اگرچہ
 ایک ایک حدیث سے ثابت نہ ہو اور دوسرے یہ کہ حدیث عمر بن شعیب کی جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے صحیح ہے اسناد اور
 اور نہیں پایا گیا اوسمیں کوئی قبح ص اور سنون وغیرہ یا جو چیزیں کہ برس بھر نہیں بہتین صاحبین اور شافعی کے نزدیک
 صدقہ نہیں اور امام صاحب کے نزدیک واجب ہے کہ مالک سنون وغیرہ کا فقیر کو صدقہ دیوے نہ کہ بادشاہ اوسکو لیوے ایسا
 لکھا ہے اسرار میں قاضی امام ابو زید بوسی کے ف اور لیل الام صاحب کی یہ ہے جو اور پر گزری کہ جو او کا فے آسمان یا چشمہ اور زمین
 عشری ہو تو اوسمیں دسواں حصہ ہے اور اطلاق حدیث کا اونس کے نزدیک حجت ہے اور صاحبین کی دلیل یہ ہے جو جامع ترمذی میں ہے کہ
 حدیث معاذ سے کہ نہیں ہے سنون میں صدقہ اوکا کہ نہیں ہے اسناد اوسکی صحیح اور نہیں ہے صحیح ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کچھ اس باب میں اور روایت کیا حاکم نے یہ مضمون اور صحیح کیا اوسکو اور غلطی کی اونس نے اسناد میں اوسکی اسحق بن یحییٰ متروک ہر ترک
 کیا اوسکو احمد اور سانی وغیرہ اور اچھی اس باب میں ایک حدیث ہے روایت کیا جسکو دارقطنی نے زہبی بن طلحہ سے کہ رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم منع کیا کہ لیا جاوے سنون میں صدقہ اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے ص اور لکڑی وغیرہ جیسے نرک لکھا اس میں صدقہ
 واجب نہیں اور جو کہ زمین سے نکلے اور دوا یا دوا لے پانی یا جاوے اوسمیں سیواں حصہ دیا جاوے گا تو پہلے صدقہ ہے لین اور بعد اوسکے
 کاٹنے وغیرہ کی ہر ذریعہ نکالین ف اور دلیل اسکی اور گندی ص اور جو زمین عشری تغلی کی ہے اوسمیں سے جو نکلے تو پانچواں
 حصہ لازم آوے گا اور مرد عورت سب اونس کے برابر ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہو یا کافر یا ذمی یا عید لیوے کیونکہ دسواں حصہ
 لازم آتا ہے ہر کون پر تو اونس کے اور کون پر اوسکا دوا لازم آوے گا اگرچہ مسلمان ہو جاوے یا زمین کے نزدیک ہو یا دور کے نزدیک
 اگر مسلمان ہو جاوے تو دسواں حصہ لازم آوے گا اور عشری زمین کو ذمی نے خریدا تو وہ خراجی ہو جاوے گی اور اگر کافر ہو تو مسلمان
 نے لیا تو پھر عشری ہو جاوے گی ف زمین عرب کی اور جو زمین کابل اسکے اسلام میں اور وہ زمین اوسکو بعد فتح کے ساتھ
 علیہ کے شکریں تقسیم کیا عشری ہے اور وہ زمین کہ اوسکو بعد علیہ کے انھیں کفار پر ہنے دیا اور وہ زمین کہ اونس کے ملکوں سے
 صلح ہوئی ہے ہر ص اگر زمین کو ذمی نے خریدا یا خراجی ہو جاوے گا اور اگر اوسکو مسلمان نے بنایا تو اگر اوسکو خراج کے

اور نہیں پایا گیا

پانی سے سینچتا ہے تو خراجی ہوا اگر عشر کے پانی سے تو عشری ہوا پانی آسمان کا اور کنوئین کا اور چشمے کا عشری ہوا پانی
اون نہروں کا جنکو بیوٹن کھودا ہے جیسے نہر خذرجہ دکی خراجی ہوا اور سجون اور ججون اور جلا اور فرات امام ابو یوسف کے
نزدیک ان نہروں کا پانی عشری ہوا امام محمد کے نزدیک خراجی ہوا رقیہ اور لفظ کے چشمے میں اگر زمین عشری میں ہو تو کچھ
نہیں اور اگر زمین خراجی میں ہو تو اگر گرد چشمے کے کھیتی ہو سکتی ہے تو خرما و اوسین لازم ہوگا اور جو نہیں ہو سکتی تو لازم نہیں

باب مصارف زکوٰۃ کے بیان میں

ف جانا ہا یہی کہ اصل اس باب میں قول اللہ تعالیٰ کا ہر انکمما الصدقات للفقراء والمساكين اور ساقط
ہو گئے نہیں وہ کافر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بوجہ ضعف اسلام کے واسطے مالیت قلوب کے دیا کرتے تھے کیونکہ ابہل
قوی ہو گیا اب کچھ حاجت کا فزون کے الفت و ملائے کی نہیں اور اون لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے والحق لفقہ قلوبہ یعنی الفت
کرنے گئے دل انکے فرمایا اور ہل سکی یہ کہ کہا حضرت عمر بن خطاب نے جب آیا انکے پاس عیینہ بن حصین کہ یہ دین سچ ہے
اسکی طرف سے تو سب کا جی چاہے ایمان لاوے اور سب کا جی چاہے کافر رہے روایت کیا اسکو طبری نے تفسیر میں بخیاب کچھ روایت
کو واسطے لانے کے مال نہ ہوینگے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ تھے مولفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن میں اور
خلیفہ جو حضرت ابو بکر فرقیع کیا اسکو اوسے پہنچا منعقد اور ایک روایت میں حضرت عمر سے یہ کہ کہا انھوں نے یہ وجہ بزرگوں تھے
تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ ملاوین ل تمھارا اور اسلام کے اور اب عزت دی اللہ نے اسلام کو تو اگر تم تو بہ کرو اسلام پر
اچھا ورنہ ہمارے محتاج درمیان میں تم کو اور کیا حضرت ابو بکر نے ایسا ہی اور نہ کیا انکار اسکا کہینے صحابہ میں سے تو ثابت
ہوا اتفاق ص مصارف زکوٰۃ کے ساتھ ہیں ایک فقیر یعنی جو شخص کہ مالک نصاب کا ہو و دوسرے مسکین جسکے پاس
کچھ نہیں قبر سے عامل مدد کے کا اسکو اپنے عمل کے موافق دیا جاوے گا جو تھے کا تبع اوسکی آزادی میں ان کو دے
مرد کی جاوے گی یا جوین قرضدار جو شخص کہ فضل اپنے قرض سے نصاب کا مالک نہیں تھے فی سبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جلاوے سے نہ ہونے
خرج کے رک گیا ہو امام ابی یوسف کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رک جلاوے امام محمد کے نزدیک ف اسواسطہ کیا تھا
ابو حنبل نے ایک اونٹ کو اپنے اسکی راہ میں سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شجائے او سپر ایک حج کرنے والی
روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور ذکر کی ایک حدیث طویل اور وچ کر نے والی ام حنبل تھی ص ساتوین مسافر کہ اوسکے
پاس مال ہو لیکن بفعل سفر میں اوسکے پاس موجود نہیں اوساک نصاب کو درست ہو کہ زکوٰۃ اپنے مال کی ان نصاب کو دیکھو
یا بعض کو امام شافعی کے نزدیک واجب ہو کہ مسافر میں صرف کرے اور ہر معرفت میں تین شخصوں کو دیکھو اور ہر ایک کو
موافق ہمارے روایت کی ہقی نے ابن عباس اور ابن ابی شیبہ نے شعبی سے اور روایت کی طبری نے اس حدیث کے تحت میں
انما الصدقات الخ انما عمر ان بن عیینہ عن عطاء عن سعید بن جبلی عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ
انما الصدقات للفقراء والمساكين لایہ قال فی آی صنف فی ضبۃ آجزل یعنی کہا حضرت عبد اللہ بن عباس
کہ جس قسم میں نہیں زکوٰۃ کو دیکھا کانی ہو جاوے گی تحسے اور کہا اوسے **اخیر** نا جہل عن ابی عن عطاء عن
عمر انما الصدقات للفقراء والمساكين لایہ قال انما صنف اعطیت من مال آجزل انما صنف اعطیت من مال آجزل

عمر آگاہ کان یاخذ الفرض فی الصدقۃ کیجملہ فی صنف واحد وکذا فی الصنفین الجائزین انطاہ وکذا
 النہال بن عمر وعن زید بن جہش عن حذیفۃ الہ قال اذا وصفتہا فی صنف واحد اجزاک وکذا
 نحو ذلک عن سعید بن جبیر وعلماؤہ ابی نبار وبراہیم النخعی وابی العالیۃ ویمین بن مہران
 یاسید صحیحۃ واستدل ابن الجوزی فی التوفیق بحديث معاذ فاعلمہم ان اللہ قد افلح فی ہذا
 صدقۃ توخذ من اغنیائہم وترد علی فقرائہم والفقراء صنف واحد وفیہ نظر لشموعہ وکیبا
 قال ابوعبید فی کتاب الاموال ومما یکیل علی صحیحۃ ذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا بعد
 ذلک مالا فجعلہ فی صنف واحد وھم المؤمنون لفقہ قلوبہم علی اخری ذکر الشیخ بن الہمام یعنی کما صر
 عنہ اوس آیت میں کہ جس قسم میں عطا کرے گا تو اسکو انہیں سے کان ہو جاوے گا جسے اور حضرت عمرؓ نے تھے اس وقت سے اور
 تھے اسکو ایک ہی قسم میں اور ایسا ہی کہا حذیفہؓ نے اور کمالا من اس کے سعید و عطاء اور ابراہیم و ابو العالیہ و یمین بن مہران
 کہا تا بعین ساتھ سندوں میں اور دلیل لائے ابن الجوزی ساتھ حدیث معاذؓ کے کہ بتا تو انکو اللہ فرض کیا صدقہ و نہ لیا جائے
 انکو امیر و حج اور دید یا جاوے انکے فقیروں کو اور کہا ابو عبیدہؓ کتاب الاموال میں کہ دلالت کرتا ہے اسکی صحت پر کہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم او کیا مال بعد اس آیت کے وترنے کے اور کیا اسکو ایک ہی قسم میں ص اس مال زکوٰۃ سے مسجد بنایا میت کے
 ان میں دینا یا قرض میت کا اور کرنا یا غلام لیکے اسکو آزاد کرنا درست نہیں و اور وہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور صرف
 صدقہ کو گردنوں میں اوس سے مراد یہ ہے کہ مکاتب کو قیمت میں اسکی مدد کے آزاد کرنا ویسا ہی مروی ہے ابو موسیٰ سے فرمایا کیا
 اسکا طبری نے اور لفظ اسکا یہ عن الحسن البصری ان مکاتباً قام الی ابی موسیٰ لا شعریۃ وھو یخطب فقال
 کہ یا ایہا الامیر حبیب الناس علی فحمت علیہ ابو موسیٰ قال لقی الناس علیہ ہذا ایلقی عمامۃ وھذا لقی
 ملائکہ وھذا ایلقی خاتمتا حتی لقی الناس علی سواد اکفین اقلعنا ای ابو موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قال
 اجتمعوا منکم فبیع فاعط المکاتب مکاتبہ ثم اعط الفضل فی الیقاب وکبر بؤذہ عکے
 الناس وقال ان ہذا الذی اعطو فی الیقاب اور روایت کی حسن بھری اور نہ ہری اور عبد الرحمن بن زید بن
 اسلم سے کہ کما اخبرنا فی الیقاب میں وہ مکاتب لوگ ہیں واللہ اعلم ص اور درست نہیں کہ مال زکوٰۃ کو اپنے باب واد
 یا نانی مانا اصول سے یا بیابانی یا پوتا پوتی فروغ سے اور غاوند جوہر کو اور جوہر و غاوند کو دیکھو اور بھی مولیٰ کا دینا اپنے غلام کو اگرچہ
 کچھ آزاد ہو چکا ہو درست نہیں و اور صاحبین کے نزدیک عورت کا غاوند کو دینا درست ہے اور دلیل اذلی یہ ہے کہ روایت کی بخاری
 و مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ کہ پتھپاز نبیؐ جو نبی عبد بن مسعودؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کیا کافی ہے مجھ کو صدقہ میں کہ وہ
 میں اپنے غاوند کو ایتھیمون کو کہ میری گود میں ہیں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسکو دو اجر ہیں کیا چھوڑے گا اور کیا اجر
 تو بجا اور روایت کیا اسکو بزرے مسند میں اور ذکر کیا اسکو بن الہمام ص اور درست نہیں کہ زکوٰۃ مالدار کو یا مالدار کے غلام کو
 یا لڑکے کو دیکھو اور مکاتب کو مالدار کے دینا درست ہے و کیونکہ فرمایا حضرت نے کہ نہیں حلال ہے صدقہ واسطے مالدار کے دینے
 جو مال مضبوط ہو و روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی ابن جریر سے اور ابن ماجہ نے ہر قسے اور ضعیف کیا بعضوں نے اسکی کوئی دلیل نہیں

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

زکوٰۃ فطر کی ہر چوٹی اور بڑے تڑاؤ اور غلام سے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع اوقیہ سے یا ایک صاع حب سے یا کھجور سے یا
 انگوٹھ سے تو ہر ایسا ہی نکالتے ہیں یہاں تک کہ گائے سناؤ بیچ کر نہ کو یا عمرو تو بیان کیا لوگوں میں منبر پر تو ان کا یہ کلام
 تھا کہ جانتا ہوں کہ دو دھڑ گیسوں شام سے برابر ہونگے ایک صاع کھجور کے تو یہاں ایسکو لوگوں نے اور میں ایسا ہی نکالتا تھا میرا
 کہ نکالتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آمد دلیل ہماری بہت حدیثیں مشہور ہیں ایک حدیث ثعلبی کی جو اوپر
 گندی اور روایت کی ابو داؤد اور نسائی سے حسن انھوں نے ابن عباس سے کہ خطبہ پڑھا انھوں نے اخیر رمضان میں بقرہ میں سوکا کہ
 فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور یا حب سے یا آدھا صاع گیسوں سے آخر حدیث تک راوی اہل بیہ کے
 بھی سب ثقہ ہیں مگر حسن نہیں بلکہ ابن عباس سے تو وہ مثل ہو اور ہمارے نزدیک مثل محبت ہو اور وایت کی ابو داؤد و مرسل میں
 بن السیسی کے کہ فرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی دو دھڑ گیسوں اور وایت کیا او سکھو طحاوی کہ انفع میں
 اسناد وہی صحیح ہے مانند قاسم کے اور ہونا او سکھو مثل میں ضرر کرنا ہی اور مرسل میں محبت میں اور غایت طحل کیا اس مقام میں
 شیخ ابن الہمام نے اور ضعیف کیا امام شافعی کی سب لیلوں کو اس باب میں جب کا جی چاہے دیکھ لیوے اور عنہ ابو یوسف
 تطویل کے ترک کیا صی اور مراد صاع سے صاع عراقی ہے اور صاع عراقی چار من کا ہوتا ہے اور من چالیس سہار کا ہوتا ہے اور
 ساٹھ چار مثقال کا تو اس حساب سے من ایک ہے ہی مثقال کا ٹھہر اور امام شافعی کے نزدیک مراد صاع حجازی ہے یا فصیل فی
 یہ کہ فرمایا حضرت نے صاع ہمارا سب صاعوں سے چھوٹا ہے اور اس حدیث کے ثبوت میں کلام یہ بیان روایت کی ابن جابر نے اپنی
 سند سے حضرت ابو ہریرہ کہ لکھا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ای رسول اللہ صاع ہمارا چھوٹا ہے سب صاعوں کے اور ہمارا
 بڑا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای اللہ برکت سے ہمارے صاع میں اور برکت سے ہمارے صاع میں
 اور کہ میں ہوں کہ ہمارا صاع ایک برکت سکھ دو برکتیں ابو یوسف کا قول اور شافعی کا یہی ہے کہ صاع بائیں طل اور تہائی طل لگ
 اور لگائی یہ کہ وہ لگے میں نے اور دیکھا قریب پچاس آدھوں انصار اور مہاجرین کی اولاد میں کہ صاع اوکھا پانچ طل کا تھا
 اچھے زیادہ اور کہ انھوں نے کہ یہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوکا انھوں نے ترک کیا سینے قول ابو حنیفہ کو روایت کیا
 او سکھو بیہقی نے اور مروی ہے کہ مناظرہ کیا اونسے امام مالک نے اور حجت بکری اون صاحبوں کے لائے تھے او سکھو وہ لوگ صحیح
 کی ابو یوسف نے طرف ان کے قول کے اور ہماری دلیل یہ کہ مروی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ساتھ ٹکے برابر دو
 طلوں کے غسل کرتے تھے صاع سے برابر آٹھ طلوں کے ہر ایسا ہی مفسر واقع ہوا روایت انس و حضرت عائشہ میں تین طریقوں میں روایت
 کیا او سکھو و قطنی نے اور ضعیف کیا او سکھو و جابر سے بھی روایت کی اونسے ابن عدی اور ضعیف کیا او سکھو و ابن عمر بن ہوشی
 اور حدیث صحیح میں ہے اور وزن ان میں صاع اور سکھو کا نہ کو نہیں اور یہی حدیث سے دلیل لائے صاحب ہایہ کہ ایسا ہی تھا
 صاع عرب کا اور روایت کیا او سکھو ابن ابی شیبہ نے بھی بن آدم سے کہا کہ سنا میں حسن بن صالح سے یقول صاع عمر کا ایک
 از طالی یعنی کہتے تھے کہ صاع عمر کا آٹھ طل ہوا ہے اور کہا شریک کہ اگر تمنا ست اور کم تھا آٹھ طل سے اور وایت کی لاندہ
 موسیٰ بن طلحہ نے ابن عمر بن خطاب سے اور روایت کیا او سکھو طحاوی بھی بہر حال یہ روایت صحیح ہے صی اور اگر صدقہ فطرون دو
 گیسوں کے بغیر سکے کہ گیسوں کو کل سے غلے سے دست ہو یا لام ہو کہ نہ کیا کہ کل کے دست نہیں ہو کہ میں یہ کہتے

اوسکو واقطعتی سے اور مروی ہے سنن اربعین بن عباسؓ کہ آیا ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ کچھ نہیں
چاہتا کہ کما حسن یعنی چاند رمضان کا سو پوچھا اوس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ نہیں ہو کوئی
سوال اللہ کے کہا کہ ہاں پھر پوچھا کہ گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ تم رسول اللہ کے ہیں کہا کہ ہاں فرمایا اے بلال بچا سے تو کون کو کہہ
کہیں تو یہ حدیث میں بات پر دلالت نہیں کرتی کہ وہ اعرابی رات کو کیا تھا یا دن کو کیا تھا کما کہ آیا تھا اور تفسیر کرتی ہے اوسکی حدیث
واقطعتی کی جو بیان کی بھی تھیں اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہے معنی افسسکے یہ ہیں کہ نہیں کمال پر روزے کا
بدون نیت کے جیسے لا صلوات الا بقاء فی الکتاب اور لا ایمان لمن لا امانة له اور لا صلوات
للعبد الا بقاء اور لا صلوات فی الاخر حق المخصوصۃ اور لا دین لمن لا عہد کا کہ اور سوال اللہ کے واللہ اعلم
اور اگر نیت فقط روزے کی کرے کہ میں روزہ ادا کرنا چاہتا ہوں یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کی درست
ہو یا ہوگا اور اگر رمضان کے مہینے میں دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اوس نیت سے بھی ادا ہو جائیگا اور اگر رمضان
یا مسافر رمضان میں دوسرے واجب کی نیت کر لیا تو وہ ہی روزہ ادا ہوگا اور اگر ایک شخص ایک روزہ رکھنے کی نذر کی یعنی کہا کہ میں
خدا نے روزہ رکھ دینا اور اس روزہ دوسرے واجب کی نیت کی تو وہ بھی واجب ادا ہوگا جسکی نیت کی خواہ مسافر ہو خواہ مقیم
ہو یا مہاجر اور نفل کا روزہ ادا ہو یا نفل کی نیت سے اور صحت سننے کی نیت اور نیت قبل دوپہر کے کرے اور پھر کے بعد نہیں
و اولام مالک کے نزدیک رات سے نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روزہ ہر اوسکا جس نے
نیت کی اوسکی رات سے اور یہ حدیث مطلق ہر حال ہر فرض روزہ اور نفل روزہ کو اور ہر اسی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صبح کو روزہ داڑھیں جوتھے اور پھر پوچھتے تھے گھر میں آئے کہ کچھ کھاتے کو ہو اگر کہا جاتا کہ نہیں کہتے تھے میں روزہ ادا ہوں
اور اگر کہا جاتا تھا کہ ہر کھاتے تھے اور نیت کر چکے تھے روزے کی روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ حضرت عائشہ سے صحیح
اور کھارہ اور نذر غیر معین کے واسطے شرط ہے نیت کرنا اگر رات شک کی اور ہو جیسے تیون رات میں شعبان کی اوسے
دن کو روزہ رکھیں گے کیونکہ مروی ہے صحیحین میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھو اور افطار کرو چاند دیکھو
تو اگر برہو پھٹا ہے اور تو پوری کر لو گنتی شعبان کی تیس دن صبر نفل کیونکہ حدیث میں ہے کہ نہیں روزہ ہر
دن شک کے رمضان مگر نفل ایسا ہی ہے یہ دن میں اور یہ حدیث مجاہدین بن علی اور بعضوں کے نزدیک جائز نہیں اور اگر
ہیں تھے حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے روزہ رکھا دن شک کے سو مخالفت کی اوسنے ابوالقاسم یعنی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ذکر کیا اوسکو ابن طاہر نے تذکرہ میں موضوعات میں اور ایسا ہی کہا صاحب خلاصے نے لیکن بیزاوتی ہے کہ
اس حدیث کو ذکر کیا بخاری نے تعلیقاً اور روایت کیا اوسکو صحابہ سنن اربعہ اور صحیح کہا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے
اور روایت کیا اوسکو خطیب نے تاریخ بغداد میں اس لفظ سے من صام الیوم الذی بشار فیہ فقد عطفہ اللہ ورسولہ
یعنی جس نے روزہ رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی باوجود سننے اللہ کی اور رسول کی واللہ اعلم اور تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے
اور اگر دوسرے واجب کا روزہ دس دن رکھا تو مکروہ ہے اور ادا ہو جائیگا واجب صحیح مذہب میں اگر معلوم نہ ہو کہ یہ رمضان کا دن تھا اگر
معلوم ہو کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جائیگا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہے ہر صبح کے نزدیک اگر وہ دن ہو

روزہ رکھنے کا ہونا نہیں تو خاص لوگ جیسے قاضی اور غمی روزہ رکھیں اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کریں اور اگر زمین
 شک کی نیت کی اگر کل رمضان ہو تو روزہ میرا رمضان کا ہے روزہ روزہ نہیں رکھتا ہوں میں روزہ اسکا دست نہ کر رہا
 ہے کہ نیت کچھ اگر کل دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے اور نہیں تو دوسرا جبکہ ہر ماہ میں تو دوسرے نفل کا ہے لیکن اگر کل
 دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جائیگا اور نہیں تو دونوں صورتوں میں نفل ہو جائیگا اور جس شخص نے رمضان کا
 یا عید کا چاند اکیلے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے۔ دونوں صورتوں میں اگرچہ اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اگر افطار کرے تو رمضان کا روزہ
 رکھے اور کفارہ اسی پر نہیں اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا لیکن روزہ رکھنا تو اس واسطے کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم **صُومُوا لِرُحْمَتِكُمْ وَأَنْتُمْ كَارِبُونَ** یعنی روزہ رکھو چاند دیکھنے اور افطار کر چاند نہ دیکھنے یعنی روزہ
 موقوف کرو جب چاند دیکھو شوال کا اور شروع کر جب دیکھو چاند رمضان کا اور اس شخص نے چاند دیکھ لیا اگرچہ
 قاضی کے نزدیک مقبول نہ ہو اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصداً چاند دیکھنے اور سننے افطار کیا اور یہاں
 نزدیک اس واسطے واجب ہوگا کہ قاضی نے اسکی شہادت قبول کی ساتھ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہ بڑھ گیا اور
 اور کفارہ ہو جائے شک بعض سے کہ کافی الجہاد اور اگر قبل اسکے کہ قاضی اسکی شہادت زد کرے افطار کیا تو اس میں
 اختلاف ہر مشائخ کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن پورا کر لیے تو روزہ موقوف نہ کرے جب تک کہ امام موقوف نہ کرے
 کہ جب وہ واسطے احتیاط کے ہو اور احتیاط بعد اسکے تاخیر افطار میں ہو اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے افطار کیا تو اس پر کفارہ
 نہیں صراحتاً آسان میں بدلی یا غبار ہو تو رمضان کہتے ہیں ایک شخص عادل کی خبر کفایت ہے اگرچہ وہ شیعہ غلام یا عورت ہو یا زنا
 کی تمت کیوں لگائی ہوگا اور اسکے لئے میں روزہ مار لیا ہوا اور پھر اس نے توبہ کی ہو اور دعویٰ اور شہادت کا لفظ کہنا ضرور نہیں
ف اور امام شافعی کے نزدیک دو آدمی لازم ہیں اور دلیل اوپر یہ ہے کہ روایت کیا اسکو اصحاب بن ابی نعیم ابن عباس رضی
 اللہ عنہما کہ ایک عربی طرف بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا دیکھا میں نے چاند کو سو قریا آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ زمین پر
 معبود سوا اللہ کے نہ ہو ان پھر پوچھا آپ نے گواہی دیتا ہوں تو کہ محمد بن عبد اللہ کہہ سکتے ہیں کہ ان فرمایا کہ وہ بالائی کفارے کو کہہ دے
 روزہ رکھیں اور بیان کیا اور پھر اس حدیث کو صواب و شوال اور صحیح میں دو مرد ایک مرد اور دو عورتیں خبر دیں کہ چاند دیکھا یعنی گواہی
 دیں اور دعویٰ ضرور نہیں **ف** اور بعضی روایتوں میں ہے کہ ایک شخص کی گواہی اس میں بھی مقبول ہوگی اور ایسا ہی ہے جو کہ گواہی
 کہ صحیح ہے یا نہی اور کہتا ہوں میں کہ اسکو موافقت کرتی ہیں اور حدیث **وَاللّٰهُ اعْلَمُ** اور صاحب ہادی نے اسکو اختیار نہیں کیا
ص اور جب کوئی آسمان میں علت نہ ہو اور مطلع صاف ہو تو شرط ہے کہ تینوں واسطے سے آدمی ہوں اور کا قول قبول
 کیا جاوے یعنی آسمان پر وہ کہہ دے کہ چاند دیکھا میں نے اور اگر ایک شخص عادل رمضان چاند کی گواہی دے اور آسمان میں کچھ علت
 تھی تو سب آدمیوں میں دن روزہ رکھے اور تیسویں روزہ پھر اگر وہ تو ایک شخص کی گواہی سے افطار نہ کرے جب تک کہ وہ شخص
 عادل نہ ہو اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی سے بھی افطار درست ہو جائیگا اور قیاس بھی اسکو چاہتا ہے کیونکہ
 میںا تو معلوم ہے کہ تیس دن زیادہ نہیں ہوتا اور اس ایک شخص کی گواہی روزہ رکھنے میں مقبول ہوئی تھی اور اس سے تیس
 دن ہو جائے چاند نہ ہو یا ضرور ہو تو گواہی اسکی ایک گواہی ہوئی اور ایک دوسرے شخص کی ملے گا تو وہ روزہ رکھے اور کفارہ **وَاللّٰهُ اعْلَمُ** اور صاحب

باب روزے کے فاسد ہونے کے بیان میں اور اس کی قضا اور کفائے کے حال میں

جو شخص کہ قصد اجماع کرے یا جماع کجائے قبل یا درمیان یا کچھ کھاے یا پیو غذا کی واسطے ہو یا دوسرے لیے یا کچھ لگا دے
 معلوم ہوا اسکو کہ میرا روزہ افطار ہو گیا اور پھر قصد اکھا پیوے تو ان صورتوں میں قضا روگڈ کی کرے اور کفارہ دیکھو میں نے ظہار کا
 کفارہ دیا اور کفارہ فقط رمضان روزہ قصد توڑنے میں ہر اور دوسرے روزے کے واسطے نہیں **و** ظہار اسے کہتے ہیں
 کہ اپنی بیوی کسی عضو کو جو عورتین کا دوسرے جہرام میں اپنے عضو سے تشبیہ دیکو اور اس سے ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہ ہو سکے
 تو دو مہینے پر در پر روگڈ رکھے اور اگر نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے لیکن قصد اکھا نے یا پینے میں سوا سوا
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنہ افطار کیا رمضان میں سوا دس ہر جو ظہار کرنے والے پر روگڈ کر کیا اسکو صاحب ہدایت
 اور یہ حدیث نہیں بلکہ صحیحین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا
 اسنے رمضان میں یہ آزاد کرے ایک غلام یا روگڈ رکھے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاو اور جماع بھی روگڈ
 افطار کرے یا وہ بھی اسی میں داخل ہے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے بھی اور مروی ہے صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ سے
 کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہوا میں کہا کہ کیا جو انجکو کہا اسنے کہ جماع کیا سینے اپنی عورت
 سے روزہ رمضان میں سو فرمایا آپ نے کیا پاتا ہی تو غلام کو کہ آزاد کرے اسکو کہا نہیں فرمایا کہ طاقت رکھتا ہے کہ تو مہینے
 روزے رکھے کہا نہیں فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلائے کہا نہیں فرمایا بیٹھ تولا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ایک ٹوکرا کہ وہ میں کچھ جوتھی سو فرمایا کہ تصدق کرو اسکو فقیر دن پر کہا اسنے رسول اللہ میں زیادہ مجھے فقیر کوئی قسم خدا کی
 نہیں ہر شہر کے کناروں تک اور اسکے پیچ میں کوئی گھر کہ فقیر زیادہ ہو سکے گھر سے سوہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک
 کہ آگے کے دانت آپ کے ظاہر ہو چھوڑ فرمایا کہ لیجا اسکو اور کھلا اپنے گھر کو کہ زہری کہ یہ اسنے واسطے خاص نصحت تھی اور اگر کوئی
 شخص اب ایسا کرے تو نہیں چارہ ہر اسکو کفارے سے اور واقع ہوا روایت ہر یہ میں کل **اَنْتَ وَرَبِّكَ لَكَ تَجَرُّاتٌ وَ**
لَا تُجَبِّرُنَّ بَعْضُكَ اَبَدًا یعنی تو کھلائے اور تیرے عیال کافی ہو جاوے گا تجھے اور نہ کافی ہو گا سوا تیرے کسیو بعد تیرے لیکن کہا
 ابن الہمام نے کہ یہ قول کسی طریقے میں اس حدیث کے نہیں ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ خصوصیت ہے کیونکہ دارقطنی کی روایت میں ہے
فَقَدْ كَفَرَ اللَّهُ عَنْكَ یعنی کفارہ قبول کیا اللہ نے یہ تجھے **وَاللَّهُ اَعْلَمُ** **ح** اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو مثلاً اسکو
 روزہ یاد تھا اور کلی کرنے لگا تب اسنے حلق میں بغیر قصد کیے ہوئے پانی چلا گیا یا کسی نے اسکو زبردستی افطار کر دیا یا
 حقہ لیا یا ناک یا کان میں دوائی ڈالی یا سر کے زخم میں دوا لگائی اور طاعن میں گئی یا پیٹ کے زخم میں لگائی اور اسکے پیٹ
 میں دوا گئی یا اسنے سنگریزہ ٹکڑا یا چھوٹا نمونہ اپنی خوش سے تو کی یا سحر کھائی یا افطار کیا اس شے سے کہ رات ہر اور وہ دن تھا یا چھوٹے
 کچھ کھا لیا اور شبہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہو گیا تب پھر قصد کھلا یا عورت سوئی تھی اور جماع اسنے کیا یا رمضان کے نام مہینے میں روزہ
 رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہ کیے ہوئے تھا اور پھر کھایا تو ان سب صورتوں میں قضا کا روزہ رکھے فقط
 روایت کی ابو یعلیٰ موسیٰ نے مسند میں حدیث حضرت عائشہ سے اور اس میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار کرنا
 چیز سے ہے کہ داخل ہو کر اور نہیں ہے اس سے جو بچکے کہا ابن الہمام نے **لَا شَأْنَكَ فِيْ ثَبُوْنٍ تَبِ مَوْفُوْعًا عَلٰی جَمَاعَةٍ** یعنی

حسن ہوا جس حجت بر مثل صحیح کے اور پچھنے لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور دلیل اسکی یہی حدیث ہوا اور امام حمید نے روزہ
 حرامت یعنی پچھنے لگانا روزے کو توڑتا ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطر الحاجم والمحجوم یعنی افطار کیا پچھنے
 لگانے والے نے اور جسکے پچھنے لگے روایت کیا اوسکو ترمذی اور بخاری میں یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین
 چیزیں ہیں کہ نہیں توڑتی ہیں روزہ حرامت اور قی اور احتلام اور دوسریہ کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگانے
 اور آپ احرام سے تھے اور پچھنے لگانے اور وہ روزہ دار چوتھے روایت کیا اوسکو بخاری وغیرہ سے اور کہا گیا ادا نہیں کیے
 کیا تم کروہ رکھتے تھے حرامت کو واسطے صائم کے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوکا انھوں نے کہ نہیں مگر سبب
 ضعف کے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور کہا انس بن مالک کہ ھک الجامسة للصدقة ان جعفر بن ابی
 طالب لعنہم وھو صائم فتمسک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال افطر لھذا ثم رخص علیہ الصلوات
 والسلام فی الجامسة بعد الصلوات وکان انس یحییہ وھو صائم ورواہ الدارقطنی وقال فیروانیہ
 کلہم وثقات ولا أعلم لھ علما یعنی اول جو کہ وہ کھائے حرامت کو واسطے صائم کے تو اس سبب سے کہ جعفر
 بن ابی طالب نے حرامت کی اور وہ روزہ دار تھے اور گھر سے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا افطار کیا اوسنے
 پھر نصرت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرامت میں واسطے روزہ دار کے اور تھے انس بن حرامت کو تے اور وہ
 روزہ دار چوتھے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سبب ثقہ ہیں اور نہیں جانتا انھوں میں کسی طرح کی علت
 اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطر ہما دیکل ولکس مینا خرج یعنی فطر اوس کے جو داخل ہوگا اور نہیں ہوا اس
 جو خارج ہوا تو اگر آپ آجاوے تو روزہ نہیں جاتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو غلبہ کرے فی اور وہ روزہ دار
 ہوگا تو نہیں ہوا سپر فضا اور جو تو کرے قصداً تو قصداً کرے روہ کی کہ ترمذی یہ حدیث حسن غریب ہے نہیں بیجا ہیں ہم
 اوسکو حدیث ہشام بن مسانہ انھوں نے ابن سیرین انھوں نے ابو ہریرہ انھوں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر حدیث عیسیٰ بن
 یونس سے کہ بخاری میں نہیں دیکھا ہوں میں اوسکو محفوظاً سبب اسکے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور بشرط تخفیف کے اور ابن حبان
 اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ روایت سبب ثقہ لوگوں کی ہے اور کہتا ہوں میں کہ متابعت کی عیسیٰ بن یونس
 کی ہشام بن مسانہ سے حفص بن غیاث نے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور سکو ابوسیرین نے
 کیا اوسکو مالک نے موطا میں موقوف اوپرین عمر کے اور روایت کیا اوسکو نسائی حدیث اوزاعی سے موقوف اوپر ابو ہریرہ کے
 اور وقع کیا اوسکو عبد الرزاق نے ابو ہریرہ کے اور جو حسن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلا کین کہ تھے
 اپنے روزہ رکھتے اوسدن اور بنگایا ایک برتن اور پانی پیاسو کھاتھا بنی رسول اللہ کے آج کے دن آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ ہاں بڑ
 قی کی تھی سینے محمول ہوا قبل شروع کرنے روزے کے یا ابو جعفر کے واللہ اعلم اور سرکہ لگانے سے بھی روزہ نہیں جاتا
 اسکا کہ روایت کی ترمذی نے ابو ہریرہ سے انھوں نے انس سے کہ ایک شخص پانی پیاسی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیماری بیان کی
 اپنی انھوں کی کیا سرکہ لگاؤ میں اور میں روزہ دار ہوں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہاں کہ ترمذی نے نہیں اسناد
 اسکی قوی اور میں صحیح ہوس باب میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہچہ اور ابو ہریرہ کا اجماع ہوا اسکے ضعف پر اور روایت کی ابن ماجہ نے

سنن ابی یوسف

سنن ابی یوسف

بقیہ حدیثنا الزبیدی عن عثمان بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا قال قال النبی
 ﷺ وسلم تو هو صار شر یعنی سرہ لگایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ روزہ دار ہوتے
 اور گمان کیا بعض علمائے زبیدی مسند بن ماجہ میں محمد بن ولید ہر اور وہ ثقہ ہر اور یہ وہم کیونکہ زبیدی سعید بن ابی
 زبیدی محمی ہر جیسا کہ تصریح کی گئی ہے اپنی مسند میں اور لیکن چھپایا اس مقام پر اسکو راوی نے کہا تفتیح میں
 کہ وہ مجهول نہیں ہر جیسا کہ اسکو ابن عدی اور بیہقی نے بلکہ وہ سعید مثنیٰ عبد الجبار کا ہر کہا ابن عدی اور بیہقی نے بلکہ وہ سعید
 بن عبد الجبار محمی ہر اور وہ مشہور لیکن اتفاق ہر اس کے ضعف میں اور ابن عدی اپنی کتاب میں فرق کیا اور میان سعید بن ابی
 سعید اور سعید بن عبد الجبار کے کہ وہ شخص ہیں اور صحیح یہ کہ وہ ایک ہی شخص ہر اس کے باپ کی کنیت ابو سعید ہر اور نام عبد الجبار
 اور اخرج کیا اسکو بیہقی نے محمد بن عبد السلام بن ابی رافع سے کہا بیہقی نے کہ وہ قوی نہیں اپنے اپنے باپ سے
 اپنے دادا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرہ لگاتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے کہا صاحب تفتیح نے اسناد وکی تو یہ
 طرف صحت کے کہا ابو حاتم نے عتبہ بن حمید ضعیف ابو سعاد بصری صالح الحدیث ہر تو یہ چند طریقے ہیں اگر ایک طریقے سے محبت
 ہوگی تو سب طریقے سے ملے محبت ہوگی اور وہ جو سنن ابو داؤد میں ہر عبد الرحمن بن نعمان بن عبد بن ہر وہ سے انھوں نے
 اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حکم کیا آپ نے ساتھ لگانے احمد بن حنبلہ کے وقت
 سونے کے اور کہا کہ یہ نیز کرے اس روزہ دار تو خود اس حدیث میں ابو داؤد نے کہا قال لی یحییٰ بن معین ہر مکرہ
 یعنی حدیث الکحل یعنی کہا واسطے میرے بھی بن عیین کہ یہ حدیث منکرہ یعنی حدیث سرہ لگانے کی اور کہا صاحب
 تفتیح نے کہ عبد اور بیٹا اس کا نعمان دونوں مجهول ہیں اور اس کے سوا اور کوئی حدیث ان کی نہیں پہچانی جاتی اور عبد الرحمن بن
 نعمان کہا ابن معین نے ضعیف ہر اور کہا ابو حاتم نے سچا ہر اور ان کے کلام میں منافات نہیں کیونکہ صدق جمیع وجوہ صحت کو
 نفی نہیں کرتا اور روایت کی ابو داؤد نے باسناد صحیح عیش سے کہا کہ نہیں بکھا مینے کسی کو اپنے صحابہ میں کہ مکرہ رکھا ہر
 کو واسطے صائم کے اور تھے لہر ہم خصت دیتے تھے سرے کی واسطے صائم کے واللہ اعلم ص اور اگر مینہ برستا ہر
 برف پڑتی ہر اور اس کے موندہ میں جاؤ تو اس کا روزہ فاسد ہوگا صحیح مذہب میں اور اگر وطی کی مکرہ یا پارس سے یا فرج کے
 اور مقاسوں میں جس طرح ران ہر یا بوسہ لیا یا ساس کیا تو ان سب صورتوں میں اگر انزال ہو تو قضا کرے اور اگر انزال نہ ہو
 تو قضا کرے اور بوسہ لینا مرد کی واسطے جائز ہے ان سے من ہو تو کچھ خرج نہیں ہر اور مباشرت بھی مثل بوسے کے جائز ہے
 روایت ہر صحیح میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور مباشرت کرتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور ائمہ
 مروی ہر کہ بوسہ لیتے تھے ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور چھاپے
 کہ اگر جوان ہو تو وہ میں انزال ایسے اسے چھاپے اور ٹبھے وغیرہ کو مضائقہ نہیں اور تفصیل حدیث میں وارد ہر روایت کی ابو داؤد نے
 ساتھ اسناد صحیح کے ابو ہریرہ سے کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباشرت سے واسطے روزہ دار کے تو حضرت نے
 اپنے اسکو اور کیا دوسرے شخص نے اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر معلوم ہوا کہ جسکو حضرت دی تھی وہ پڑھا
 اور جسکو منع کیا وہ جوان تھا واللہ اعلم ص ایک شخص نے کہ گوشت کھایا جو اس کے دانت میں چبے کے برابر تھا تو قضا کرے فقط

محمد بن ابی سعید زبیدی
 محمد بن ولید زبیدی

محمد بن عتبہ بن حمید
 ابو سعاد بصری

عبد الرحمن بن نعمان
 عبد بن عبد

الحمد لله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله

صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا یہی ہے تفریق کیا ساتھ اور سبکایا ہیم بن عبد الرحمن خوارزمی اور تھیں کہ میں کہیں
 ہجرت عام سے منکر تھیں کہ نہیں ہجرت ساتھ اور دیت کی ابن حبان کتاب الصغامین ابن ہشام سے قال کان
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسألہ اخص الثماریہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کو تھ
 آخر روز میں اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور ضعیف کیا اور سبب ابویہ سے کہ میں ہجرت ساتھ اس کے ارفع
 کرنا اور سبک باطل اور صحیح ابن عمر کا فعل پر اور روایت ہے حضرت انس سے کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا
 مسواک کرے صائم اور روزہ دار ہو فرمایا کہ ہاں کہا میں نے کہ ساتھ تر مسواک کے اور خشک کے فرمایا ہاں کہا میں نے اول روز میں
 اور آخر روز میں فرمایا ہاں تو کہا گیا واسطے انس کے کہ کس سے سنا تھے یہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور
 تمام نے انس سے مرفوعا کہا ابن حبان کا اصل کہ نہیں بذیل اس کی اور اسناد میں ابوسکی ابراہیم بن بیطار خوارزمی
 روایت کرتا ہے عاصم حوا سے مناکیر کو کہا صاحب لالی نے اخرج کیا اور سبک لسانی نے کہ میں اور ہجرت لسانی میں
 اور کہا کہ منفرد ہو ساتھ اس کے ابراہیم روہ منکر ہجرت حدیث اس کی اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ واسطے اس کے ایشا ہجرت حدیث
 معاذ جو پر گزری صلی اللہ علیہ وسلم اگر روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو روزہ رکھے اور ہر روز کے بدلے ہر سبکین کو کہا ابویہ
 جتنا کہ صدقہ فطر دیا جائے اور جب ٹھہرے کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس کی تھا کرے **فَوَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ**
فِدْيَةَ كُلِّ مَسْكِينٍ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى اس باب میں حجت ہر صورت حاملہ اور عورت دودھ پلانے والی حیوانیت کہ
 اپنی جان یا بچے کی جان کا خوف کرے یا مریض ہو دے اور زیادتی مرض کا اور سبک خوف ہو گیا مسافر ہو تو یہ سب فطر کو
 اور ہجرت عذر اٹھایا وکو تضا اور اگر بن بغیر تھ کے **فَاسْأَلْهُ** کہ روایت ہے حضرت انس سے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس نے وضع کیا مسافر سے روزہ اور آدمی نماز کو اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت روزے کو
 روایت کیا اور سبک ابو داؤد وغیرہ نے اور مریض بھی اس واسطے نہ کہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى**
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ یعنی جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اتنے ہی شمار کرے اور دنوں سے یعنی اتنے ہی روزے جتنے تضا
 ہو گئے اور دنوں میں سکے اور اسی طرح بڑھا بھی روزہ نہ کہے اور دلیل اس کی وہ آیت جو گزری لیکن وہ منسوخ ہے جو اب بھی اس کے
 سکاٹے یقیناً نہ کہے ہو گئے دوسری آیت سے اور کہا ابن عباس کہ وہ منسوخ نہیں ہے اور وہ بیٹھے مرد اور عورت کیوہ سب
 ہی جو طاقت رکھنے میں نہیں رکھتے تو کھلا دین بدلے ہر روزے کے ایک سبکین کو روایت کیا اور سبک بخاری نے اور ایسا ہی مروی
 حضرت عائشہ اور ابن عباس اور ابن عمر اور سوانہ کے صحابہ کو کسی سے خلاف اس کا مروی نہیں تو اجماع ہو جاوے گا اور سبک
 جس سفر کو کچھ روزے سے نقصان نہوتا ہو تو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مستحب ہے تو اگر وہ سفر میں یا مریض میں مر گیا تو اس کے
 روزے کے بدلے میں صدقہ دیا جاوے گا اور اگر بیمار تھا اور اچھا ہوا تب مر گیا مسافر تھا اور قیام ہوا تب مر گیا تو اس کے بدلے کے
 بدلے میں اس کا اولی صدقہ دیوے اس طرح کہ اگر وہ شخص صحت اور اقامت کے بعد اس کے بدلے میں صدقہ دے تو اس کے بدلے میں
 مر گیا تو اس کے بدلے میں صدقہ دیوے اور اگر وہ سفر میں یا مریض میں مر گیا تو اس کے بدلے میں صدقہ دے تو اس کے بدلے میں
 دیوے اور اس کے بدلے میں صدقہ دیوے اور اگر وہ سفر میں یا مریض میں مر گیا تو اس کے بدلے میں صدقہ دے تو اس کے بدلے میں

ولی صدقہ دینے اور صدقہ دینے کے واسطے بھی شرط ہے کہ مرتے وقت وہ غرضیت کر گیا ہو یعنی کہ گیا ہو کہ چھوڑ دینے سے
 روک کی طرف سے صدقہ دینا تو اس سے جتنا مال چھوڑا ہو اس کے تیس حصے میں ادا کیا جاوے گا نصف اور امام شافعی کے نزدیک
 سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے اور دلیل لائے ہیں اس سے جو مروی ہے محمد بن میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر میں تو ایک ٹکڑے
 دیکھا کہ بہت لوگ جمع ہیں اور ایک شخص پر سدا کر رہے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ہے کما او نحو اس نے
 کہ وہ روزہ دار ہے تب فرمایا اپنے لکھنے میں **الْبِرُّ الْقِيَامُ فِي الشَّعْرِ** یعنی نہیں ہر چھٹا کی سے روزہ رکھنا سفر میں اور
 دلیل لائے ہیں اس سے جو روایت کی مسلم نے جابجائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے سال فتح کے دن مکہ کے رہنے کے روزہ
 میں بیان تک کہ پوچھے کسی منزل کو تو روزہ رکھا لوگون سے پھر نکلیا آپ کے ایک قح پانی کا اور پیا او سکو سکو گیا
 آپ نے کہ بعض لوگوں نے روزہ رکھا سو فرمایا آپ نے **أُولَئِكَ الْعَصَا** وہ لوگ گنہگار ہیں اشیٰ اور جواب ہے کہ ادا صحت میں
 تو آپ نے صورت ضرر اور نقصان میں منع کیا تھا اور یہ ہمارے نزدیک بھی ہے کیونکہ نبی خوف ضرر کا ہو تو روزہ نہ رکھنا
 افضل ہے اور یہ طرح روایت مسلم میں بھی ہے کہ ایک لفظ اسکا یہ ہے کہ انہوں نے کے اور پشانت ہوئے روزہ اور روایت کیا او سکو
 حاکم بنی مخاضی میں اور اس میں یہ ہے کہ حکم کیا تھا او کو انظار کا اور انھوں نے قبول کیا جب یہ کہ آپ نے ارشاد فرمایا تو اس
 قوجہ میں جو نفقت ہوگی در بیان احادیث کے کیونکہ روایت ہے صحیح مسلم میں حمزہ سلمی سے کہ انھوں نے کہا اے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پانا ہوں میں تو تیرے روزہ پر سفر میں تو کیا مجھ پر گناہ ہے روزہ رکھنے میں تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کہ وہ نہ صحت ہے اس کی طرف سے سو جو قبول کرے او سکو تو اچھا ہے اور جو دوست رکھے روزہ کو تو نہیں ہر کچھ گناہ او سپر
 صحیحین میں ہے کہ تھے ہم سفر کرتے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم میں روزہ رکھتے تھے اور بعض نہیں تو کوئی
 مہیب نہیں کرتا تھا اور سہرا پر مروی ہے حسن البوری و غیرہ میں ابو الدرداء کہ ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن
 جہادوں میں نہایت گرمی میں بیان تک کہ رکھتے تھے ہم میں لوگ ہاتھ اپنے سر پر سبب گرمی کے اور نہیں تھا ہم میں کوئی
 روزہ دار مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ تو یہ حدیثین دلالت کرتی ہیں اور یہ سیاح ہونے سے روزہ کے سفر میں
 اور یہی وجہت ہماری اور خلاف پر بھی اسکے حدیثین میں ہیں مسند عبدالرزاق میں ہے کہ بنی ہاشم ہجرت انھوں نے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے لکھنے میں **أَمِيرًا مَوْصِيًا** فی المسفر یعنی نہیں ہر جگہ سے روزہ رکھنا سفر میں اور ایک روایت
 میں ہے کہ روزہ رکھنے والا سفر میں مانند افطار کرنے والے کے ہر اقامت میں ردا یت کیا اسکو ابن عباس نے اور برابر نے اور نفع
 تعارض کی دو ہی توجیہ ہے جو اوپر بیان کی گئی تھی اور ولی اس کے روزوں کے لئے اگر مر گیا ہو تو صدقہ دینے اور اسکے لئے
 روزہ نہ رکھے اور بعضوں کے نزدیک دلیل ان لوگوں کی یہ ہے کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادا کیا کہ ان میری
 مرگئی ادا دیکھ کہ جس نے کے روزہ تھے کیا قصاکروں میں اسکے لئے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میری ماں پر
 کچھ فرض ہوتا تو تو ادا کرتا یا نہیں کما او سنے کہ ان کو کرتا فرمایا کہ پھر کیا جب فرض سکا ہو روایت کی بخاری نے اسکو حدیث
 ابن عباس سے کہ ایک روایت میں ہے کہ انی ایک وصیت اور کما او سنے کہ اے رسول اللہ تحقیق کہ ان میری مرگئی ادا دیکھ کہ روزہ نہ رکھا
 کیا روزہ رکھوں میں اسکے لئے فرمایا کہ روزہ رکھ تو اسکے لئے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مر جائے اور اسکے اوپر

شیخ ابن السام نے صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے روزہ رکھنا منع ہے اور نہیں اگر شروع کر چکا تو تمام کرنا اور سکا لازم نہ ہو گا اور معاف
 دن میں ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقرہ کا دن اور تین دن اس کے بعد یعنی گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں و پندرہویں
 کی اور نفل کا روزہ نہ تو اسے ایک روایت میں اور ایک روایت میں جائز ہے کیونکہ قضا اس کے قائم مقام ہے اور وہ قضا
 کے عذر سے نفل کا روزہ تو نہ نادرست ہے اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونوں کے واسطے ہے اور اگر رمضان
 دن کو ایک لڑکا بالغ ہو یا کافر مسلمان ہو تو اس روز باقی روز میں کچھ نہ کھائے اور نہ پیوے رمضان کی ہر گز کی
 سب سے اور اس روز کی قضا اور انکسے اگر چہ نیت روزے کی ان دونوں کی اور پھر کھالیا تب بھی رمضان میں ہے
 اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونوں باقی روز کچھ کھاوین اور نہ پیوین اور اس روز کے روزے
 کی قضا اور کربن اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اس کے اپنے گھر آیا تب نفل روزے کی نیت کی اور نیت کرنے کا وقت
 تھا یعنی دوپہر کے پہلے تو وہ روزہ درست ہے اور اگر وہ رمضان کا مہینا تھا تو اس پر اس روز کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا مہینے
 اس دن سفر کیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور ان دونوں نے اگر افطار کیا تو کفارہ نہیں ہے جن دنوں میں بیہوش رہا اور
 قضا اور کربن بیہوشی شروع ہوئی ہے اور وہ نیت روزے کی کر چکا ہے یا اس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو اس کی قضا کربن وغیرہ
 اگر نیت کر چکا ہے تو یہ صحیح ہے جو بیکار ہو جائے اور جو نیت کی تو ہر گز صحیح نہ ہو گا اور اگر سارے رمضان بھر محنوں رہا قضا نہ کرے
 اور اگر بعض دن کے رمضان میں دیوانہ بنا تو بعض روز گزشتہ میں اس کی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً بالغ باعقل نہ تھا اور حالت جنون
 بالغ عاقل ہو تو بھی یہی حکم ہے ظاہر روایت میں اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون میں بالغ ہو تو یہ روزہ نہ پڑھا
 نہ ہو گئے باوجود اسکے کہ سارے رمضان دیوانہ نہ بنا اور دلیل اس کی شرح عربی میں مذکور ہے اور اگر ان پانچ دن میں جن میں روزہ رکھنا
 لازم ہے روزے کی نذر کی یا پھر سال بھر کے روزے کی نیت کی تو صحیح ہے اور ان پانچ دن میں روزہ رکھے بلکہ ان دنوں کی قضا اور اگر
 اور اگر روزہ رکھ لیا تو پھر قضا نہیں مگر گنہگار ہو گا تو اگر کچھ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور نیت کی کہ تم
 نہیں ہے تو ان صورتوں میں نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہیں ہے تو قسم ہوگی اور اگر افطار کر گیا کفارہ مکمل اور
 آویگا اور اگر دونوں کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر کیا کہ نذر نہیں ہے یا تو ان دونوں صورتوں میں نذر تو قسم دونوں ہوگی اور
 افطار کر دیا تو قضا نذر کی اور کفارہ مکمل لازم آویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونوں کی نیت میں نذر ہوگی اور فقط قسم کی
 نیت میں قسم ہوگی اور باقی تفصیل اس کی شرح عربی میں مذکور ہے شش عید یعنی چھ روز جو شوال میں رکھتے ہیں تو انکو جدا جدا رکھنا
 مستحب ہے لگاتار رکھنے تو مکروہ ہو گا اور مشاہدت نصاریٰ کے لازم آئیگی و اولاً استحباب ان چھ روزوں کا احادیث سے
 بیان کرنا لازم ہے جو روایت کی مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہم نے ابوالیوسف کے ذریعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شخص
 روزے رکھے رمضان کے اور چھپے رکھے اسکے سات روز جو شوال میں تو ہو گا ایسا جیسے کسینے سارے روزے رکھے اور اب وہ
 تشبیہ نصاریٰ کے بیان کرنا واجب ہے یہ ہر گز کہ کتاب فطر کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھ روز بعد فطر کے متصل
 رکھے گیا تو ایک طرح کی تشبیہ نصاریٰ کے ساتھ متحقق ہوئی اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جب عید طے کر
 روزہ نہ رکھا تو تشبیہ جاتی رہی واللہ اعلم اور جسے شعبان کے روزے رکھے اور ملا دیا اسکو ساتھ رمضان کے تو بھی ایسا

عورت کو چاہیے کہ نفل روزہ ہونے میں خاوند کے نہ رکھے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم وغیرہ نے اور جو شخص کہ کسی قوم پہ چلے اور اسے تو بغیر اذن اوتارنے کے روزہ نہ رکھے نکالا اوسکو ترمذی نے اور کما یہ حدیث منکر ہے واللہ اعلم

باب اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ دیر تک رہنا روزہ دار کا مسجد میں بنیت عبادت جہنم جماعت ہوتی ہے لیکن سنت مؤکدہ ہونا تو قطعاً عشرہ اخیرہ میں ہے کیونکہ روایت کی بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کرتے عشرہ اخیرہ میں رمضان سے یہاں تک کہ اوشٹالیا اونکو اللہ تعالیٰ نے پھر اعتکاف کیا بعد اوتارنے اونکی ازواج مطہرات نے تو یہ مواظبت دلالت کرتی ہے سنت ہونے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہے وہ یہ کہ نہ رکھے اعتکاف کی اور ایک مستحب ہے یہ کہ سوا ان جن میں نون میں اخیر رمضان کے اور نون میں اعتکاف کرنا اور ان دنوں میں مواظبت ثابت نہیں ہونی بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک رہنا یہاں تک کہ اعتکاف کا اور نیت شرط ہے اور روزہ بھی شرط ہے اور امام شافعی کے نزدیک شرط نہیں بلکہ ہماری یہ ہے کہ روایت کی دلقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اعتکاف کا وہ ایسا ہے کہ میں نے اعتکاف کر دینے سے کہا بیہقی نے یہ ہم پر سفیان بن عیینہ یا سہیبہ وغیرہ سے روایت کیا اوسنے سو یہ کہ لیکن کمال میں ہے کہ کمال علی بن حجر نے کہ یہ چھاسینے بیہقی سے اوان دونوں احوال سے تشریحات انھوں نے اور اوس روایت کی ابو داؤد نے عبد الرحمن بن احمد سے انھوں نے بیہقی انھوں نے عروہ انھوں نے حضرت عائشہ سے کہ کہا انھوں نے سنت ہے اور اعتکاف کرنے والے کے کہ نہ عبادت کرے کہ سہی حاجی کی اور نہ حاضر جہان میں اور نہ کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اوس سے اور نہ بنگلے کسی حاجت کو مگر جو ضرور ہے اور نہیں ہے اعتکاف مگر روزہ سے اور نہیں ہے اعتکاف مگر مسجد جامع میں کما ابو داؤد و سوا عبد الرحمن کے اور کوئی او میں لفظ السنۃ کا نہیں ذکر کرتا اور عبد الرحمن بن احمد اگرچہ کلام کیا گیا ہے انہیں اخراج کیا اوس مسلم نے اور توثیق کی اوسکی ابن عیینہ نے اور ثمالی اوسپر غیر اوسکے نے اور روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے ابن عمر سے کہ عرضی اللہ عنہ کیا تھا اپنے اور کہ اعتکاف کروں جاہلیت میں ایک دن اولیات نزدیک کعبہ کے سو پہنچا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور ایک روایت میں نسائی کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کہ اعتکاف کروں اور روزہ رکھیں کما دلقطنی نے متفقہ ہوا ساتھ اوسکے عبد بن بیل بن حرقانہ انحرانی مکرہ اور وہ ضعیف الحدیث ہے اور ثقات لوگوں نے اصحاب عمر بن دینار سے نہیں ذکر کیا روایت کا انہیں سے میں ابن جریج اور ابن عیینہ اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید اور سوا کما اور یہ حدیث صحیحہ میں ہے نہیں ہے او میں ذکر کر رہا ہوں کما آنا ہی ہے کہ کما حضرت عمرؓ نے کہ نہ رکھنے کی تھی سینہ جاہلیت میں کہ اعتکاف کروں مسجد امام میں ایک دن سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کر پڑی اور ایک روایت میں ہے حضرت عمرؓ سے کہ نہ رکھنے کی تھی سینہ جاہلیت میں کہ اعتکاف کروں ایک دن نزدیک مسجد حرام کے تو مراد ہے کہ ایک دن ساتھ راستے یا ایک دن ساتھ ایک دن تاکہ متابقت ہو کہ حدیثوں میں اور جواب ہے یا جاوید گنا کہ غایت اسکی یہ ہے کہ سکوت کیا کرنے کے ذکر سے ان لوگوں نے اور یہ بات اصول حدیث میں مقرر ہوئی ہے کہ زیادہ ثقت بخلاف کی مقبول ہے اور تم جو ضعف ثابت کرتے ہو عبد الرحمن بن بکر کہ مسلم انہیں کہہ گیا ابن

ما

ما

ما

معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہو اور ذکر کیا اسکا بن حبیب ثقافت میں اور دوسرے کہ نوید ہر اسکے حدیث حضرت عائشہؓ کی
نقل کی جتنے اور پر ابوداؤد سانی سے اور نکالا ابی یحییٰ نے ابن جریر سے انھوں نے خطائے انھوں نے ابن عباسؓ بن عمرؓ سے کہا
اون دونوں نے اعتکاف کی صوم یعنی اعتکاف کرنے والا روزہ کہتے تھے قول ابن عمرؓ کا بھی ٹھیکہ اسکے ہر کیونکہ نقل کیا انھوں نے
اپنے باپ اور ایتھ تھے اس واقعے سے اولامام شافعیؒ لے لیتے ہیں اوس جہاں روایت کیا اسکو حاکم نے ابن عباسؓ کے فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہر اعتکاف کرنے والے پر روزہ مگر کیا کہ اپنے نفس پر تو تصحیح کی اسکی حاکم نے اور جواب یہ کہ تصحیح
اونکی تمام نہیں اسناد میں اسکی عبداللہ بن محمدؒ ملی ہو اور وہ مجہول ہو اور باوجود جہالت اسکی کے نہیں رفع کیا اسکو کسی نے
سواء اسکے بلکہ موقوف کرتے ہیں اسکو ابن عباسؓ پر اور نوید ہر اسکے وقف کے جو ذکر کیا اسکو بیہقی نے بعد ذکر اس بات
کہ متفرد ہو اساتھ اسکے ملی کہ روایت کیا اسکو ابو یوسفؒ محمد بن عبدالعزیزؒ بن محمدؒ سے انھوں نے ابوہریرہؓ بن مالکؓ سے کہا کہ صحیح ہو
میں اور ابن شہابؒ نزدیک عمر بن عبدالعزیزؒ کے اور اونکی عورتؓ کی تھی اعتکاف کی مسجد حرام میں سو کہا ابن شہابؒ نے
کہ نہیں ہوتا ہر اعتکاف گریسا تھ روزہ کے سو کہا عمر بن عبدالعزیزؒ نے کیا یہ سول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر کہا انھوں نے نہیں کہا کہ ابوہریرہؓ
سے کہا انھوں نے نہیں کہا عمرؓ سے کہا کہ نہیں کہا ابوہریرہؓ نے کہ پھر ہر میں ہر پایا سینے طاؤس اور عطاء کو تو پوچھا سینے اون سے
یہ سو کہا طاؤسؓ تھے ابن عباسؓ نہیں تھے متکلف ہر صیام مگر یہ کہ خود اپنے نفس پر قرار کر لے اور کہا عطاءؓ کی رخصت ہو
تو اگر ابن عباسؓ نے رفع کیا ہوتا اسکو روزہ وقف کرتے طاؤسؓ اسکو ابن عباسؓ پر اور اسیدؓ اسے اعتراف کیا یہی نے کہ رفع اسکا
وہم ہو اور پھر شیبؒ یہ کہ وقف بھی معاوضہ سے سالم نہیں اسواسطے کہ اوپر ہم ذکر کیا ہے ابن عباسؓ اور بن عمرؓ سے کہ اداون دونوں
متکلف روزہ رکھے اور کہا عبد الزاقؒ نے حدثنا الثوري عن ابن ابي ليلى عن قيس بن عمار عن ابن عباسؓ
اللہ عنہ قال من اعتكف فلكي الصوم يعني جو اعتکاف کرے تو اسپر روزہ ہر اور اسناد اسکی صحیح ہو اور نکالا
عبدالرزاقؒ حضرت عائشہؓ سے موقوفات من اعتكف فلكي الصوم اور نہ ہر اور عروہ سے بھی کہ اداون دونوں نے
لا اعتكاف الا بالصوم اور خطا میں مالکؒ کی ہر کہ ہونچا اونکو قاسم بن محمدؒ زافعؒ مولیٰ بن عمرؓ سے کہ اداون دونوں نے نہیں ہر
اعتکاف گریسا تھ روزہ کے اسبقرآن تعالیٰ کے تواتر تھا الصيام الى الليل ولا تباشروهن وان كنتم عاكفين في
المساجد يعني تمام روزہ کو رات تک اور نہ مباشرت کرو عورتوں کو جب تم اعتکاف کرتے ہو مسجدوں میں تو ذکر کیا تعالیٰ
اعتکاف کو ساتھ روئے کے کہا بھی نے کہا مالکؒ نے ولا تمس علی ذلک عندنا آئہ لا اعتکاف الا بصیام یعنی حکم
نزدیک ہمارا سپر ہر کہ نہیں ہر اعتکاف گریسا تھ روزہ کے اور نہ بھی جلتا چاہیے کہ اعتکاف اس مسجد میں صحیح ہو جہاں حاجت کی
ہو روایت کی طبرانی نے ہر ہر مخفی سے کہ اداغذیفہ نے فرستے ہیں مسعودیؒ کہ تم تعجب نہیں کرتے ہواون لوگوں کے کہ دریا
تھامے گھر کے اور گھر ہو موی کے ہیں دیوان کرتے ہیں کہ ہم اعتکاف میں سو کہا ابن مسعودؒ کہ شاید وہ لوگ صواب پر ہوں تم
خطا ہر اور اون لوگوں کو یاد ہو اور تم بھول گئے ہو کہا غذیفہ نے لیکن میں سو جانتا ہوں کہ نہیں ہر اعتکاف گریسا تھ ہر حاجت
میں اور نکالا بیہقی نے ابن عباسؓ سے کہ بدتر سکا ہوں میں اسکہ نزدیک عین میں اور تحقیق کہ بدتر میں ہر اعتکاف کرنا اون سے
میں جو گھر میں ہیں ہر روایت کی ابن ابی شیبہؒ اور عبدالرزاقؒ دونوں نے اپنے مصنف میں ثنا سفيان الثوري عن اخبرني

جابر عن سعید بن عبد الرحمن عن عبد الرحمن بن السلمي عن علي بن ابي طالب قال لا اعتكف الا في مسجد جمعة او مسجد
اور وہ پگڑیا فرما حدیث حضرت عائشہ بن ابولیک روایت میں امام ابوہنیفہ سے مروی ہے کہ نہایت مسجد اور اعتکاف
مگر اس مسجد میں پانچون غارین پر بھی جاتی ہیں اور ذیل آتے ہیں ساتھ اس حدیث کے سبکو روایت کیا ابن الجوزی
حدیث سے کہ کہا انھوں نے سنا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو مسجد کہ واسطے اسکے امام ہو اور مؤذن ہو
اعتکاف اس میں صحیح ہوتا ہو واللہ اعلم بالصواب اور کم مدت اس کی ایک دن تو جو اعتکاف شروع کرے اور ایک دن
ایک سال تمام جب تک پہلے چھوڑ دیوے تو اس پر قضا ہو اور امام محمد کے نزدیک کم مدت ایک ساعت ہو اور وہ جو گنجی تو قضا نہیں اور
معتکف مسجد میں باہر نکلے مگر حاجت انسانی جیسے پیشاب یا جانور کے واسطے کیونکہ مروی ہے حضرت عائشہ سے کہ تین
داخل ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں مگر واسطے حاجت انسانی کے جب ہوتے تھے معتکف نکالا اسکو اصحاب صحابہ سے
ص ایچ کے واسطے آفتاب طلوع ہوا اور جب مکان جامع مسجد ہو رہو تو وہ ایسے وقت نکلے کہ جمعہ پالیوے سنتین
پڑھے چار جمعے کے پہلے اور ایک روایت میں چھ جمعے چار سنت اور دو تہی مسجد کی اور جمعہ کے چار امام صاحب کے
نزدیک چھ صاحبین کے نزدیک مقتدر زیادہ دیر لگانا معتکف کو جامع مسجد میں اعتکاف کو فاسد نہیں کیا اور اگر غیر مسجد
ایک ساعت بھی نکلے تو فاسد ہو گا اور صاحبین کے نزدیک نہیں فاسد ہو گا مگر جب کہ اوہاد دن برہنہ ہے اور
یہی حسن ہر ص معتکف کھائے اور پیو اور سوکھ اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہوتی تھی کوئی جائز اعتکاف
میں مگر درمیان مسجد کے ص اور بیچے اور خریدے مسجد میں بغیر سود حاضر کرنے کے اور سو معتکف کے اور کوئی
شخص مسجد میں یہ کام نہ کرے و روایت کی اصحاب سن نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے بیچنے اور خریدنے سے مسجد میں آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے کہ بچاؤ مسجد میں کو اپنے لڑکوں سے یہاں تک
کہ فرمایا اور بیچنے سے اور خریدنے سے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور یوہری حدیث یون مروی ہے صنف میں اس کے
حدیث ثنا محمد بن مسلم عن عبد بن عبد اللہ عن محمد بن عمار عن معاذ بن جبل عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال جنبوا مساجدکم وحبسوا نساءکم وفسرأکم وبيعواکم وخصومائکم ووقع
اصواتکم واثاموا صدقہ وکروسل سبیو فکروا لئلا یغلب علیہم اہل کفار وجمہر وھامن البعج
ص او بیچ نہ ہو یعنی ایسا کہ بالک بات کرنے کہ بیعتوں کرے ص بلکہ بہتر از نیک باتیں نہ کرے
اور اعتکاف کو جماع باطل کرتا ہوں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فی لا تبایشیں وھلہ و انتم عاکفون
فی المساجد یعنی نہ مباشرت نہ غیرتوں کی جب تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجد میں ص اگرچہ رات کو ہو
یا بھولے سے اور اگر سوا فرج کے اور جگہ طے کرے یا بوسہ لیوے یا چھوے تو اگر انزال ہو اعتکاف باطل ہو گا
اور اگر انزال ہو تو باطل نہ ہو گا اگرچہ کام اعتکاف میں حرام ہیں اور عورت اپنے گھر میں اعتکاف کرے اور اگر گھر میں نہ ہو
اعتکاف کی نذر کی تباہی روزوں کی رات میں بھی اسکو اعتکاف کرنا واجب ہو گا بلکہ اگر چہ سنیہ یسی نیت نہ کی
ہوے اور جو روز کی نیت کی تو دو دنوں روز کی رات بھی داخل ہو جائیگی اور نقطہ دن کی نیت صحیح ہو جائیگی فقط

روایت کی ترمذی نے جابر سے کہ پوچھ گئے سوال اہل مدینہ سے کہ کیا واجب ہوتا ہے نماز میں
مگر یہ کہہ کر کہ بتو وہ غسل ہوا اسکا بیان آگے آویگا **صیقات** یعنی کہ رہنے والے کا ذوق خلیفہ ہوا عراق والوں کا
عراق اور شام والوں کا تحفہ اور نجد والوں کا قرن اورین والوں کا **یلوف** یعنی کہ اسکو کہتے ہیں جہاں سے احرام باندھیں
اور وہ اسلیف اور ذات عرق اور تحفہ اور قرن اور یلم یہ سب مقاموں کے نام ہیں اور یقیناً حدیث میں مروی ہر ذلت
میں صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مقرر کیا میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اہل مدینہ کے ذوق اسلیف اور
واسطے اہل شام کے تحفہ اور واسطے اہل نجد کے قرن اور واسطے اہل یمن کے یلم اور اخراج کیا اسکا ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ
نے اور آخر حدیث کا یہ کہ یہ مقام اون لوگوں کے واسطے ہیں اور جو اون پاس آوے اور اون لوگوں میں سے جو
جواروہ کرے حج اور عمرے کا اور جو انکو سوا وہ تو جہاں چاہے یہاں تک کہ اہل مکہ احرام باندھیں مکہ میں اور نہیں ذکر کیا
اور میں میقات اہل عراق کو لیکن ذکر کیا اسکو جابر نے روایت کیا اسکو مسلم نے اور شک کیا راوی سے اسکو رفع
میں اور ابن ماجہ نے روایت کیا اسکو اور وہ میں شک نہیں اور اسی میں ہر کہ مقام اہل اہل مشرق کا ذات عرق
ہو اگر سنا وہ میں اسکا ابیہم بن یزید جوڑی ہوا وہ میں شک ہوا وہی حدیث میں اور روایت کی ابو داؤد حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور سنا وہ میں اسکی افلح بن تمیم ہوا اور تھے احمد بن حنبل
اسکا کرتے اسکا اور نکالے بالزاق نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات
مقرر کیا واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور جمع ہوئی یہ حدیث **صان** مقاموں کے بڑھنا بغیر حرام کے حرام ہر جہاں تھا
میں داخل ہونے کا ہوف ہر جہاں تھا کہ حج اور عمرے کا یا نہ کہ کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تجاوز کرے کوئی
میقات سے مگر احرام باندھنے کے اور یہ عبارت ہے امین ہوا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں **حدا ثنا**
عبداللہ بن مسعود عن حماد بن عمار عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا یجوز ان لا وقت الا باحرام یعنی نہ تجاوز کرے میقات مگر ساتھ احرام کے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو طبرانی نے اور
شافعی اپنی سند میں **حدا ثنا** ابن عیینہ عن عمر بن عبد الرحمن عن ابی الشعثاء انہ قال عن ابن عباس یروون
جواز الی میقات بغیر احرام یعنی پھر دیتے تھے ابن عباس اسکو جو گئے جاتا تھا میقات بغیر احرام کے اور قاضی
کی ابن ابی شیبہ **ثنا** وکیع عن شعبان عن حلیب بن ابی نابت عن ابن عباس اور ذکر کیا اسکو اور روایت کی
احمد بن ابی حویرہ سند میں **حدا ثنا** الفضیل بن عیاض عن لیث بن ابی سلیم عن عطاء بن ابی رباح
قال اذا تجاوز الوقت فکرم حکم حکمی دخل مکة رجعا الی الوقت فاحرم وان خشی ان رجعا الی
الوقت فانه یحرم ویفرض لذلک دما یعنی کہا ابن عباس نے کہ جب تجاوز کرے کوئی شخص میقات سے اور
نہ احرام باندھے یہاں تک کہ داخل ہو سکے من گھڑے طرف میقات اور احرام باندھے اور اگر خوف کرے جوے کا طرف میقات کے
تو وہ احرام باندھے واسطے کہ میں ایک قربانی کیے **ص** اور قبل ہونے کے ان مکانوں میں اگر پہلے سے احرام باندھے
تو ہوتے ہر وقت کی حاکم نے بالبقیہ میں سند رک سے کہ پوچھ گئے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے کہ

ابن عمر بن عبد العزیز

صلی اللہ علیہ وسلم نے استعواؤاں اللہ کتب علیکم التفتی یعنی دوڑو اس واسطے کہ فرض کیا اللہ نے تم پر دھنا یعنی دھنا
صفا اور مردہ کے اور کھیل بھاری یہ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلا جناح علیکم ان یطوقکم صفا یعنی نہیں گناہ ہو اور بکھ
طواف کرے درمیان ان دونوں کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور
پوری حدیث یون بن یزید صفیہ بنت شکیہ عن حبیبہ بنت ابی بکر ؓ اے اعدی نساء یعنی عبادہ الدار الی اللہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطوف والناس یبکیون یدکیر وھو ق ساء ھو وھو یسعی حتی یرسل
تکبیرتہ من شدۃ ما یسعی وھو یقول استعواوا فان اللہ کتب علیکم التفتی اور روایت کیا اسکو
واقطنی نے اور طریقے سے کہا صاحب تصحیح نے اسنادہ صحیحہ یعنی اسناد اسکی صحیح ہو اور صفا سے اسکا شروع
کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الطہارۃ والحق وہ من شعائر اللہ یعنی صفا اور مردہ اللہ کی نشانیوں میں ہے اور فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابدوا بما بدأ اللہ بہ یعنی شروع کرو اس سے جس سے شروع کیا اللہ تعالیٰ نے اور شروع کیا اللہ تعالیٰ نے صفا سے اپنے
کلام میں روایت کیا اس حدیث کو الواقطنی نے اور خارج کیا اسکا مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی ابن ماجہ وغیرہم نے اسکی
یہ بھرا صفا مردہ تک ہوتا ہے پھر وہ صفا تک سر پھیرا تو شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کر لے اسکو ساتویں بار میں مردہ
اور روایت طحاوی میں ہے کہ سعی صفا مردہ تک ہی پھر مردہ صفا تک ایک پھیرا ہو چلتا ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا ایک
یہ پھیرا ہو جس سے چودہ پھیر ہو گئے اور ختم صفا پر ہو گا اور صحیح اولن ہب ہر پھیر مقیم ہے مکہ میں اور احرام باندھے تہا اور طواف کے
خانہ کعبہ کا تقاضا چاہیے وہ اس واسطے کہ طواف مثل خانہ کے ہو اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے الطواف بالبيت صلوٰۃ یعنی طواف خانہ کعبہ مثل خانہ کے ہو لا انا اللہ احل فیہ المیطل فتمسکوا
فلا یطعن الا بخیوۃ یعنی حلال کیا اللہ تعالیٰ نے اس میں کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو مکہ کے مگر متراور یہ حدیث مرفوع
اور موقوف دونوں طرح مردی ہو لیکن مرفوع سوروایت سفیان سے انھوں نے عطاء بن سائب سے انھوں نے طاؤس سے
انھوں نے ابن عباس سے روایت کیا اسکو مالک اور ابن حبان اور کمالا اسکو بیہقی نے روایت موسیٰ بن امین انھوں نے لیث بن ابی سلم
انھوں نے عطاء سے انھوں نے طاؤس سے مرفوعا ساٹھ اسی لفظ کے اور روایت کیا انھوں نے اسکو اور طریقے سے اور روایت کیا اسکو
عطاء سے موقوفاً لیکن عطاء بن سائب ثقہ ہے اور دیلمی ثقہ کی مقبول ہے اور حفظ اسکا اخیر میں متغیر ہو گیا تھا اور جسے اس سے
قبل تغیر کے ساتھ روایت اسکی صحیح ہے اور سفین نے اس سے قبل تغیر کے ساتھ روایت کیا اسکو طبرانی نے طاؤس سے انھوں نے
ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الطواف بالبيت صلوٰۃ قالوا فیہ الکلام یعنی طواف خانہ کعبہ کا
خاموش رہنا کہ اس میں کلام نہ ہو امام مکہ میں ساتویں تاریخ اسکا لکھا ہے تو میں نے طریقے سے اسکا نقل کیا
مسی کے اور نماز اور کھڑا ہونا عزات میں اور قاضی کوٹنا اس جگہ سے آگے سبکے طریقے بتلائے اور دوسرے خطیبوں نے تاریخ کو
عزات کے اور میر خطیب کیا جو تاریخ میں تو میر خطیب میں ایک دن کا قاضی جلیبیہ وقت ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے منقول ہے اور اسی طرح بڑھا حضرت ابو بکر نے اور امام زفر کے نزدیک میں دن بزرگ خطیب پڑھے آٹھویں تاریخ سے
دسویں تک جس پھر خطیب کے وقت میں ترویہ کے یعنی آٹھویں تاریخ کو پھر کے اور ترویہ کے معنی سبک کر کے کہیں

اولیٰ

اور عرب لوگ آج کے دن میں اونٹوں کو سیلاب کرتے ہیں بنی کی طرف اور ٹھہرے وہاں روزے رکھنے کے نزدیک چھوٹا آن عفات کو باوجود
وقت اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جابر بن عبد اللہ سے روایت کی انھوں نے طرف منی کے
اور ہلال کیا ساتھ حج کے ستارہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پیغمبر ان کے ساتھ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور فجر پھر
ٹھہرے تھوڑی دیر یہاں تک کہ طلوع ہوا آفتاب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر کی دن ترویج میں مکہ میں پھر
اور جب عفات کو باوجود کہ ساء اللہ تعالیٰ انک تو یجھٹ و علیک کو کھٹ و کو جھٹ آرڈٹ فاجعل و شفی
منفق و کو جھٹ مبرور و اگر از حنیفی کا شفیق بنی واقض بعتر کات ما جھٹ علی انک علی کل شئی قدین
اور لیک کے اور تکیہ کرے اور تھیل کرے اور مروی ہے ابن مسعود سے روایت کیا اوسکو ابو ذر ص اور عفات میں جان
ٹھہرے گریٹن عزیزین کا ایک مقام ہوا جس جگہ ٹھہرے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ سب ٹھہرنے کی جگہ ہو
نہ ٹھہرو لیکن عرفہ میں اور مزدلفہ سب قوف کی جگہ ہے اور مزدلفہ لیکن محسن روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور حاکم نے ابن عباس
اوسکا کہ صحیح ہے اور شریعت مسلم کے اور روایت کیا اوسکو ابن مسعود نے کامل میں ابن عمر سے اور ابو ہریرہ سے ماتنہ حدیث ابن عباس
کے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور سناد او کی ضعیف ہے ص اور جب زوال ہوا آفتاب کا خطبہ پڑھے امام و خطبے ماتنہ
جمعے کے اور سکھائے اور میں طریقے حج کے مثلاً کھڑا ہونا عرفہ میں اور مزدلفہ میں اور رمی جمار اور پھر اوجھل اور طواف زیارت
ف اور یہ مروی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخراج کیا اوسکا ابو داؤد اور امام احمد وغیرہ ص اور پھر اوس کے
ساتھ ظہر اور عصر کو وقت ٹھہرے ساتھ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ف اور جمع کرنا اس مقام میں صحیح حدیثوں سے
تمامت ہو کر کیا جھٹا و لو کتاب الصلوہ میں ص اور شرط ہے اسکے واسطے یہ کہ امام ہو اور احرام سے ہو و لون نمازوں میں تو
میں جائز ہوگی عطر و مکی ساتھ امام کے جسے نہیں پڑھی ظہر ساتھ جماعت کے اور جسے احرام نہیں باندھا اور جس نے کھڑکی نماز
جماعت پڑھی اور پھر ظہر باندھا تو نہیں جائز ہے عطر و مکی ساتھ امام کے کہ وقت عصر میں عطر و مکی جائز ہے کہ ظہر تو اپنے وقت میں
ہو و عصر نہیں جائز ہے وقت ظہر میں کہ ساتھ شرط جماعت کے ظہر اور عصر میں اور احرام کے دون نمازوں کے وقت میں ص پھر جاو
طرف موقف کے اور غسل کرنا اور وقت سنت ہے ف تو اگر فقط وضو کیا جائز ہے اور قبل سنت ہوئے غسل عرفہ کی کتاب الصلوہ
میں گزری ص اور کھڑا ہونا امام وٹ پر قریب جبل حمت کے مونہ قبلہ کی طرف کر کے اور علمائے خوب کوشش و غیرہ
زار سے اوسکھائے طریقے حج کے اور کھڑے ہو وین لوگ پیچھا امام کے نزدیک اور مونہ سب قبلہ کی طرف ہو و امام کلام کو
سنیں و لیکن کھڑا ہونا امام کا سوری ہو و امام کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اونٹ پر روایت کی یہ جائز ہو و
کر قبلہ کی طرف ہو و امام کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحیز المواقیع ما استقبل بالقبلة یعنی
موقف وہ ہیں کہ مونہ ہو و ان میں طرف قبلہ کا جیسے یہ اس لفظ سے نہیں باقی گئی لیکن روایت کی حافظ ابو نعیم نے
مارجع بہان بن محمد بن مسلم سے انھوں نے ابن شہاب انھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تحیز المواقیع ما استقبل بالقبلة یعنی ہر مجلس میں وہ ہیں کہ مونہ ہو و ان میں طرف قبلہ کے اور روایت کیا امام
ابو بن ایک حدیث طویل کو اور اول و سکا یہ ہر اکل شئی و فسر کا فانی ان شرف العالیس ما استقبل بالقبلة

ہو نصیف کیا گیا یہ ساتھ ہشام بن ابی زیاد کے اور مرفوع ہوا بن عمر سے اُنہم الجبال ما استقبلہ القبلۃ
اور اسناد میں اسکی جڑ غریبی ہے منسوب ہر طرف وضع کے اور لیکن دعا کرنا سو اس واسطے کہ روایت کی بزار نے ابن عباس
انھوں نے فضل سے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے عرفہ میں دعا کرتے تھے دونوں ہاتھ کھینچے جیسے کوئی
کھا مطلب کرتا ہے اور اسناد میں اسکی حسین بن عبد اللہ بن خلیفہ کیا اسکو نسائی اور بن حبیب نے لیکن کہا ابن عدنی کہ کبھی جاوید
حدیث اسکی کیونکہ زید بن جحی میں نے اسکی کوئی حدیث منکر کہ تھا ذکر کرے حد کو علاوہ اسکے روایت کی بیقی نے ابن عباس سے
کہ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یکدھن پھرتا تھا یکاۃ الی صدیرا کا المہم تطعمہ المسکین دعا مانگتے تھے
عرفہ میں اور دونوں ہاتھ اونکے سینے تک تھے جیسے کھانا مانگنے والا مسکین اور کوشش کرے دعا میں اس واسطے کہ حدیث
میں آیا ہے کہ دعا مانگی آپ نے کوشش سے اس وقت میں اپنی ہمت کی واسطے سو قبول ہوئی دعا افکی روایت کیا اسکا بن ماجہ نے
آخر حدیث تک اور لبیک اتق م پر دمیدم کہے اور امام مالک کے نزدیک اس مقام میں لبیک موقوف کرے اور ابی ہریرہ
جو مروی ہے صحاح میں فضل بن عباس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہا کرتے یہاں تک کہ رمی کرتے حجر عقبہ کا اور
زیادہ کیا ابن ماجہ نے کہ جب رمی کرتے حجر عقبہ کی موقوف کرتے تھے لبیک کو اور حجر عقبہ کا بیان آگے آویگا اصل اور جب
غروب ہو جائے آفتاب بن عرفہ کے آئے مغربانہ میں اور جہاں چاہے وقوف کرے گراوی ٹختر میں نہ ٹھہرے اور
دلیل اسکی اور گزری ص اور او ترے نزدیک بتل قریح کے اور پڑھے مغرب اور عشا کو ساتھ اذان اور اقامت کے وقت میں
عشا کے مغرب کو بھی پڑھے اور اس مقام میں جمع کرے وقت اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ روایت کی
ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے کہ وقوف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک کہ ڈوب گیا آفتاب
جب ڈوب چکا چلے ہاں یہاں تک کہ آئے مغرب میں اور پڑھیں لوگوں کے ساتھ دونوں نماز بن مغرب اور عشا کی اور جمع ہوئے
آئے قریح پہاڑ پر اور وقوف کیا اور صحیح کیا اسکو ترمذی نے اور بعد آفتاب کے ٹوبنے کے وہاں سے چلنا اس میں مخالفت
مشرکین کی ہے جیسا کہ روایت کیا اسکو حاکم نے سند کہ میں مشور بن مخیر سے کہ کہا انھوں نے خطبہ پڑھا ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے عرفات میں اور محمد کی اتالی کی اور ثنائی اور سہر بن زبایا اَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَهْلَ الشُّوْلِ وَالْأَوْتَانِ كَانُوا
يَذْكُرُونَ قَوْلَ مَنْ هَذَا الْمَوْضِعُ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلَى رُؤُوسِ الْجِبَالِ كَأَنَّهَا عَمَّا لَمْ يَلِجَالِ عَلَى رُؤُوسِهَا
وَأَنَا نَذْرُ بَعْدَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ الْحَدِيثُ یعنی مشرکوں نے اس مقام سے قبل غروب آفتاب کے جاتے ہیں اور ہم بعد آفتاب کے ٹوبنے
جاتے ہیں اور اگر خوف ہو اور حاکم کا تو ٹھہر جائے میں کچھ جرح نہیں اور جب سب جو موقوف ہو جائے وہاں سے روانہ ہو روایت کی
ابن ابی شیبہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اور اخطار کرتی تھیں پھر وہاں جاتی تھیں ص اور جب مغرب کی نماز اسے میں
پڑھ لی پھر وہاں عرفات میں پڑھ لی تو بھی اعادہ کرے جب تک فجر طلوع ہو گیا کیونکہ اس نے اگر نماز پڑھی مغرب کی قبل وقت عشا
کے نہیں جائز نزدیک امام ابو حنیفہ اور محمد کے تو واجب ہے اعادہ اسکا جب تک کہ فجر طلوع نہ ہوے اور پڑھے صبح کی نماز
تک میں وقت اس واسطے کہ روایت کی ابن مسعود نے کہ پڑھی اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کی قبل وقت
معمول کے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے صحیح میں ص پھر وقوف کرے اور دعا مانگے وقت اس واسطے کہ حدیث تھا

ابن ابی شیبہ
ابن ماجہ
ابن حبان
ابن عدنی
ابن عساکر
ابن کثیر
ابن کثیر
ابن کثیر

نقصان بخلاف
والفقدان
نقصان بخلاف
نقصان بخلاف
نقصان بخلاف
نقصان بخلاف
نقصان بخلاف
نقصان بخلاف
نقصان بخلاف
نقصان بخلاف

میں ہرگز نماز پڑھی نہ ہو اور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی اور کلمہ صبح ساتھ اذان اور اقامت کے پھر سوار ہوئے تھیں۔ یہاں تک کہ آگے شجر حرام میں اور موند کیا طواف قبلے کے اور واما علی اور کبیرہ علی کی اور تو مہدیان کا انتقال کی آپ طواف کرتے سے یہاں تک کہ خوب ڈھنی ہو گئی سو وقوف کیا آفتاب کے طلوع ہو تک صل اور یہ وقوف ہر دو ایک واجب ہو کر کن حج کا نہیں و اما مشافعی کے نزدیک کن ہو کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذا كنتم على الارض فليذكر الله عند المشعر الحرام ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہائے اور یہ وہم ہو کیونکہ امام شافعی کی کتابوں میں اس وقوف کو سنت ہے اور دلیل ہماری بن الہمام نے فتح القدر میں بیان کی ہے اور ایک دلیل یہ وجود روایت کی ہے صاحب بن نے ابن عباس سے کہتے ہیں سوال صلی اللہ علیہ وسلم آتے اپنے گھر کے ضعیفوں کے پاتھریں میں یعنی رات باقی ہوتی تھی اور فرماتے تھے کہ نہ رمی کریں جموں کی یہاں تک کہ طلوع ہو آفتاب تو اگر کن ہو تانا حکم کرتے آپ انکو ترک کا اور جواب کی دلیل یہ ہے کہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی و نسائی ابن ماجہ نے عروہ بن مخرمس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شخص حاضر ہو ہمارے اس نماز میں اور وقوف کرے ہمارے ساتھ یہاں تک کہ گھوٹے اور وقوف کر چکا تھا وہ عرفے میں رات یوں کہ سو تمام ہو چا اسکا کہا حاکم نے صحیحہ بخلاف شریط کا کافی الحدیث یعنی صحیح ہر اور شریط اکثر صحیحین کے اور دلیل فتح القدر میں ہے ص اور جب خوب فجر روشن ہو جائے آئے منیٰ میں اور می کہ عہد عقبہ کی اہلین وادی سات بار اوٹ گلیوں سے اوٹ کبیر کے ساتھ ہر فکر حج و ف یعنی سات کنکریاں چھوٹی چھوٹی لیکے پھینکے اور منیٰ ایک جی ہر اطراف کے میں اور چھوٹی کنکریاں اس واسطے پھینکے کہ ذلت ہو شیطان کی اور تاکہ لوگوں کو اذیت نہ ہو اور جب مقام سے چاہے کنکریاں اٹھالے مگر نزدیک جمہ کی کیونکہ اس کے نزدیک کنکریاں ہیں مردود ہیں اور یہ حدیث میں وارد نہ ہو اور جو کہ معنی چھوٹا سنگریزہ اور عقبہ تک گھائی کو جو ہاروں میں ہوتی ہے کہتے ہیں اور کہا حضرت سعید بن جبیر نے کیا حال ہے سنگریزہ کا کہ پھینکے لوگا و سکو حضرت ابی ہریرہ علیہ السلام کے زمانے سے اور معلوم نہیں ہوں اور اب تک چاہیے تھا کہ ایک ہزار کنکریوں کا ہو جانا سو کہا حضرت ابن عباس سے کہ نہیں جانتا تو نے جس کا قبول ہو جاتا تو اس کی کنکریاں اٹھاتی جاتی ہیں اور جس کا قبول نہیں ہوتا وہی جاگہ چھوٹی ہوتی ہیں کہا مجاہد کہ جبنا منیٰ یا منیٰ تو منیٰ اپنی کنکریوں پر نشانی مقرر کر دی پھر آیا منیٰ پاس جمہ کے اور ڈھونڈنا منیٰ و نکو سونہ پایا منیٰ اور بایز ترمذی جو قسم سے منیٰ کے پورے مثلاً کنکریہ تھری وغیرہ اعلیٰ وریا قوت اور چاندی اور سونا اور اور چھوٹی کنکریاں اٹھالے اور کلمے کی اوٹھی سے پھینکنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیہ السلام صحیحی صحیحی یعنی لائے تم پھینکنا کنکریوں کا اوٹ گلیوں اور مروی ہے صحاح میں روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے اور اسان یہ کہ کنکری کوٹ گھوٹے اور کلمے کی اوٹھی کے کنارے سے پکڑے اور اسکو پھینکے اور اگر بڑی کنکریاں پھینکے درست ہے سو اس کے کڑے ہو پھر پھینکے لگے کہ لوگوں کو اذیت ہو اور اگر رمی کی عقبہ کے اوپر درست ہے لیکن مستحب ہے کہ بطریق ادبی سے کرے کیونکہ روایت کی ابو داؤد سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمہ کی اہلین وادی اور آپ ارٹھتے تھیں کہتے تھے ساتھ ہر کنکری کے آنحضرت نکات نکات نکات ہوتا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کنکری کو جس پر تم جھگڑا کروں بعض تم پر بعض اور جب کنکریوں کو جس کو تم جھگڑا کروں کنکری مذمت یعنی چھوٹی کنکریاں اوٹھی اور مروی ہے بہت حدیث میں کہ اگر چاہے کنکری کے پھینکنا اللہ کا تعجب نہ ہو لیکن کہنا سو وقوف کرے جب پہلی کنکری پھینکے ایسا ہی کرتے تھے سوار ہائے محمد بن ابی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کنکری کو ڈال دے کافی ہو جاوے گا ایسا کہ نہ اذیت ہو

وہاں تک کہ وہ خطا کی طرف نہ پڑے

قبل فجر ہونے پر چھ دن کے زبطلوع تھے اور اگر شہر طالع فجر تک تو واجب ہو گیا اور سپر می کرنا ف اس واسطے کہ نہ
 پہنچ سکی اور علیہ السلام سے کہ جب طالع کیا انھوں نے جو یہ کہہ کر طالع کیا خانہ کعبہ کا سات چھتر پھر لوٹے منی میں
 اور نماز پڑھ کر منی میں طالع کیا اور اسکا مسل نے ابن عمر سے کہا نافع نے اور تھے ابن عمر تو تھے دن بھر کے پھر جمع کر کے تھے طواف
 منی کے اور پڑھتے تھے طواف منی تک اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا ہی منی علیہ السلام نے اور حدیث جابر سے یہ کہ
 میں موجود ہوں خلاف اسکے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسے خانہ کعبہ میں اور نماز پڑھ کر منی کے من
 اور نہیں تک ہر اس بات میں کہ کوئی نہیں سے وہم ہو اور ثابت ہو حضرت عائشہ بنت مسطل حدیث جابر کے اور شاہین
 اوہلی اہل بیت ہی صحیح مذہب پر اور اس واسطے کہ اسذری نے مختصر میں یہ حدیث حسن ہے کہ کما شیخ ابن الہمام نے جناب میں
 وہ نہیں حدیث اور ضرور ہو ہونا نماز طہر کا کسی جا میں تو سہی حرام میں بہتر ہے بوجہ کثرت ثواب کے اور میں جا میں اور باقی اس حدیث
 جابر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول میں صور اور جان ہی رمی کرنا سوار ہو کے اور رمی حجرہ اولی کی جو مسجد ضیف کے پاس
 اور حجرہ الوسطی کی جو اسکے بعد ہے بغیر سواری کے کرنا افضل ہے اور حجرہ عقبہ کی سوار ہو کے افضل ہے اور رمی حجرہ
 حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ اگر ابراہیم حجاج نے کہا کہ داخل ہو امین ابو یوسف کے پاس میں بیماری میں
 انتقال کیا انھوں نے اس میں تو کھول دین انھیں اپنی اور کہا مجھے کہ رمی کرنا سوار ہو کے افضل ہے یا پیدل کرنا افضل ہے سو کہا
 میں نے پیدل کرنا خطا کی تھی سو کہا میں نے سوار ہو کے کہا خطا کی تھی اور کہا کہ جو رمی کر اس کے بعد ٹھہرنا اور تسبیح اور تہلیل اور دعا
 لازم ہے وہ پیدل افضل ہے اور جو ایسی نہیں اور میں سوار ہو کے افضل ہے اور بیان کی وجہ اس کی تو میں چلاؤں کہ اس یہاں تک
 کہ نہ ہو نچا تھا گھر کے دروازے تک کہ خبر اؤں کہ انتقال کی منی سے عجب کیا سینے کے حفظ و یا جسے کہ موت کے وقت بھی اس طرح مسائل کا
 خدمت جو حص اور اگر اسباب اپنی تھے میں بھی دیا اور قیامت کی منی میں واسطے رمی کے مکر وہ عرف اس واسطے کہ روایت
 ابن ابی شیبہ عمرو بن قنقلہ قبل التفرق فلا حج کہ یعنی شخص بھیجے اسباب اپنے کو قبل کوچ کے سو نہیں ہے
 حج اسکا اور عمارہ کہا انھوں نے کہ فرمایا حضرت عمر بن قنقلہ کہ قنقلہ منی لیکر التفرق فلا حج کہ اور منی میں جب ہے
 تو چاہے کہ اس کو بھی اسی جگہ اور مکر وہ کہ اس کو رمی کی جگہ پر ہے اس واسطے کہ عنفاں ابن شیبہ میں ہے عن عمر
 آگہ کان ینہی ان یبیت احدائین قدام العقبة وکان یا مملحہم ان یلذحلوا منہ و آخر ج ایضا
 عن ابن عباس یحکمہ و آخر ج ایضا عن ابن عمر آگہ کہ ان یئام اسکا آیات منی بمکۃ اور منی اسکے
 یہ ہیں کہ مکر وہ رمی میں سو منی کے اور جگہ رات کو ہونا اور امام شافعی کے نزدیک جب حص اور جب کوچ کرے کہ کہ
 ابوترے مختص میں ف اس واسطے کہ ابوترے تھے امین سوار ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی ہو صلی سے من
 حص پھر طواف کیے طواف منہ کا سات پھر بغیر طواف اسکی کے اور یہ طواف واجب ہے اگر اہل مکہ طواف اس واسطے کہ
 کی تہذیب نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا تو آخر کام اسکا سات خانہ کعبہ کے یہ طواف ہے
 اگر حالت عورت میں اور غصت دی اوں کو اسکے ترک میں کہ تہذیب نے یہ حدیث حسن ہے جو میں میں ابی ہاشم کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکا اور اس سے وجوب کا ثابت ہوا جو لوگ مکہ کے منہ والے ہیں اور یہ طواف واجب نہیں

یا وہ کسی مرتبہ کے باندہ ہوتے تاکہ معلوم ہو کہ یہ نہ پڑھی ہو یعنی کہ جسے میں جاتی ہو اور اسکو تقلید نہ کہتے ہیں جس شخص نے
 خود پڑھا یا نہ پڑھا کی قسم یا باندہ تھا اسکا کلام میں یا نہ اسکا مثل قرآن میں سبب جنابت کے جب تک سال میں اس واقع ہوئی
 تھی کہ میں نے قرآن یا باندہ ہر شے کا اس سے احرام میں کیا تھا کیونکہ احرام میں ہر شے کا کرنا حرام ہے اور اگر کرے تو برابر اس کے
 دوسرا جانور قرآن کی قسم اور جنایات کا بیان آگے آجیگا خاص اور وہ اردو کرتا ہے حج کا یا قرآنی نہیں ہے اس واسطے کہ وہ متع کا
 ارادہ رکھتا ہے اور متوجہ ہو اساتحاد میں قرآن کے لئے شریف کا سوہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا البیک کہنے سے محرم ہوتا
 ہے اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَلَّدَ بِلَا نَتَّةٍ فَقَدْ آخَرَ تَمَّ یعنی جس نے تقلید کی بدنہ کی ہو
 و محرم ہو گیا اور یہ حدیث حدیث میں ہے اور مرفوع نہیں پائی گئی ہاں روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابن عباس
 اور ابن عمر سے اٹھا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کچھ انھوں نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اس سے بدنہ کی سو کہا انھوں نے
 کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وارد ہوا مثل اس کے حدیث مرفوع میں تھا لا اسکو عبد الزان نے اور روایت کی ہزار سنہ
 میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کو اور طبرانی نے قیس بن سعید سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اگر اشار کیا
 ایک طرف سے اونٹ کی کو ہاں میں بائیں طرف سے دیکھا یا معلوم ہو کہ یہ ہی ہوا اسکی ٹہنی پر چھو ل کو ڈالا یا تقلید کی کبری کی محرم نہ تھا
 اور اشار کرنا ہر ایک کو وہ ہر صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اچھا ہے اور اشار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے
 اور کچھ ضائقہ نہیں اس میں اور قبول ڈالنے سے اس واسطے محرم نہیں ہوتا کہ وہ اسے حفاظت کرنے لکھیں وہ غیر ہوتی ہر توجہ کے
 افعال میں اسکا شمار نہیں ہوتا اور گریہ بھی تو محرم نہ تھا جب تک کہ خود اسے مل جائے اور اگر ساتھ ہوا بدنہ کے بلکہ فقط
 اسکو بھی یا محرم نہ تھا اور جب ملتا تو محرم ہو جاتا تھا کہ اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کہ کرتی تھی میں نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے قدامت میں دیکھا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو اور طلال ہوتی تھی اور یہ مروی ہے بہت حدیثوں صحیح میں روایت کیا اسکو بخاری نے
 ص اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گائے کو کہتے ہیں و امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہیں تو ہر ایک نزدیک
 اور بیل ہی ہوتا دونوں درست ہیں اور شافعی کے نزدیک سو اونٹ کے درست نہیں اور طہرین اور علی بن ابی حمزہ وغیرہ

باب قرآن اور متع کے بیان میں

قرآن افضل ہے حج مفرد اور متع سے و چلتا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو گنت بچا اور حج مفرد اسکو کہتے ہیں کہ تمنا کی حاج کا
 اس طرح کہ اگر سال میں حج کرے یا بعد ازیں حج یا بن شوال کے کہے تو متع اسکو کہتے ہیں کہ احرام باندھ کر عرس کے افعال کی حاج کے
 مہینوں میں اور بن طہرین جانے کے بعد حاج مہینے کے عرس سے احرام کھول کے یا غیر احرام حج بھی ہو کہ اگر مالکس اگر قرآنی ہے
 لیکن تو اسکو حج سے پہلے طلال ہوتا تو مہینے میں متع احرام کا اسٹوٹا ہے کہ متع قارطہ تھا سکا ہے اور بن طہرین میں جو احرام
 میں متع ہیں درمیان احرام حج کے اختلاف قرآن کے لئے ہے کیونکہ وہ اگر بعد عرس کے کوئی جنابت رکھتا قرآن لازم
 ہے کہ جس احرام قرآن اسکو کہتے ہیں کہ ایک کنہا ساتھ حج اور عرس کے بعد ایک بائیں بیعتات صحف اور قرآن نہیں کہتے
 ہر ایک کے لئے قرآن افضل ہے اور اگر عرس کے بعد ایک بائیں بیعتات صحف اور قرآن نہیں کہتے ہر ایک کے لئے قرآن افضل ہے
 ہر ایک کے لئے قرآن افضل ہے اور اگر عرس کے بعد ایک بائیں بیعتات صحف اور قرآن نہیں کہتے ہر ایک کے لئے قرآن افضل ہے

ما

پس تمہک ساتھ اسکے اولیٰ ہوا ثابت ہوئی یہ حدیث قرآن مجید میں سے بحالہ او سکودار قطنی نے محمد بن علی ازہری انھوں نے علیہ
 بن داؤد سے انھوں نے شعبہ سے انھوں نے حمید بن مطرف انھوں نے عمران بن محمد بن عیسیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیے دو طواف
 اور سعی کی دو بار اور محمد بن یحییٰ کہ ماہر قطنی نے ثقفی اور ذکر کیا او سکودار حبان کتاب الثقات میں سوائس کے کہ دار قطنی نے اس سے
 میں سکی طرف دھم کی نسبت کی ہے اور کہا کہ صواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کیا ساتھ حج اور عمرے کے اور نہیں ذکر کر
 اوس میں ہی اور طواف کا اور حال یہ ہے کہ ذکر سعی اور طواف کا زیادت ہوا زیادت ثقفی سے مقبول ہے علاوہ اسکے مروی ہے
 یہ ابن شہود اور حضرت علیؓ کا ابن ابی شیبہؒ ثنا ہشام بن عمار عن منصور بن زاذان عن احماد بن زید بن مالک عن ابی
 علیہما و ابن مسعودؓ قال لا فی القرآن یطوف طوافین وتسنی سبعین فلو لاء اکابر الصحابةؓ عمرا
 و علیہما و ابن مسعودؓ و عثمان بن حصین رضی اللہ عنہم فان عارض ما ذہبوا لکیرہ و آیۃ و ما ذہبا
 یہ آیۃ غیرہم و ما ذہبہ کان فو لمور و آیۃ مفسدہ مع ما یساعد فو لمور و آیۃ مفسدہ
 استقر فی الشرع من فیم عبادتہ الی اخای انہ یفعل اذا کان کل منہما ہذا اما قال الشیخ ابن النعمان
 فی حاشیۃ اللمح آیۃ ص اور قربانی کرے قرآن میں بعد رمی کے دن نحر کے اور اگر عاجز ہو قربانی سے تین روزہ رکھے اگر غیر
 روزہ اور کھانے کے دن ہو یعنی ساتویں تاریخ سے روزہ رکھنا شروع کرے اور سات روزہ بعد حج کے رکھے جہاں چاہے یعنی ہجوم
 تشریق کے کہ ان دنوں میں روزہ کھنا حرام ہے و اور قربانی یا کبریٰ ہو یا گتے ہو یا اونٹ ہو یا ساتواں حصہ گتے یا اونٹ کا جو
 اسو کہ فرمایا اللہ تعالیٰ فی من تمتع بالعمرة الی الحج فمما استکثر من الحنوی یعنی جو شخص تمتع کرے تو اس پر ہجوم
 اور تمتع بھی مثل قرآن ہے اور روزہ رکھنا بھی قرآن نکات میں فرمایا اللہ تعالیٰ فی من تمتع بالعمرة الی الحج فمما استکثر من الحنوی
 اذا رجعتوا لک عتسہ کا یہ لفظ یعنی جو شخص قربانی کو تو اس پر لازماً تین روزہ میں اور سات حب بان بکھڑے
 یہ سات روزہ پورے ص تو اگر فوط ہو تین روزہ مقرر ہوئی قربانی و یعنی پھر قربانی کرنا ضروری اور امام شافعی کے نزدیک
 بعد حج کے پھر روزہ رکھنے اور قربانی واجب نہیں اور امام مالک کے نزدیک ادنیٰ دونوں میں روزہ رکھنا اور دلیل ہماری یہ ہے کہ جب عمر
 کے دن تک روزہ رکھے تو چار دن کا روزہ رکھنا تو حرام ہو اور جب چار دن گزر گئے تو اب جو روزہ رکھیں گے تو حج میں نہ کھائے اور اہل
 نے فرمایا قصیام ثلثۃ اکیام فی الحج یعنی روزہ تین دن حج میں چاہیں ص اور تارن اگر یکے میں نہ کیا بلکہ پہلے ہی سے
 وقوف کی لغات میں باطل ہو اور اسکا اور واجب ہوئی اور پھر قربانی عمرے کے ترک سے اور ساقط ہوئی قربانی قرآن کی اور
 واجب ہوئی قضاء عمرے کی و یعنی عمرے کو ترک کیا اسنے کیونکہ طواف نکلیا اور کھول ڈالا حرام بغیر اسکے تو واجب ہوئی
 اور پھر قربانی اور قربانی قرآن کی واجب ہوئی کیونکہ قرآن اس جگہ پایا نہیں گیا ص اور تمتع بہترین حج مغفور ہے فاسو
 کہ تمتع میں جمع ہے میان دو عبادتوں کے مثل قرآن کے ص اور تمتع ہے کہ اگر حرام بانہے عمرے کے لیے میقات سے حج کے
 ضعیفوں میں اور طواف کرے اور سعی کرے اور طواف کرے یا قصر کرے اور وقوف کرے لیکر کو اول طواف میں نحر کے پھر
 احرام بانہے حج کا دن ترویج کے قبل اسکے فضل ہے اور حج کرے مفرد کے مانند جیسا کہ گذرا و اور ایسا ہی کیا تھا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور طواف اور قصر کرنا امام مالک کے نزدیک نہیں ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی معاویہ نے

کہ قہر کیا تھا سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمر سے میں تھا کہ اللہ اعلم اور لبیک کو اول طواف میں موقوف کرے اسکو
کہ روایت کی ترمذی ثنائین عباس سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے لبیک سے عمر سے میں جب بوسہ دیتے تھے عجز و سجدہ کو
اور کہا ترمذی کہ یہ حدیث صحیحہ اور روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہہ کر بوسہ کرنے والا بوسہ لینے
عجز و سجدہ کیا اور یہ حدیث صحیحہ میں امام مالک پر کہ نزدیک اونکے لبیک کو وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے موقوف کرے ص ص موقوف ہو
کہ مل کرے طواف زیارت میں اور ہی کرے بعد اسکا اور اگر متمتع نے قبل جانے منی کے بعد حرام کے طواف کیا اور ہی کی تو طواف
زیارت میں مل کرے اور نہ سعی کرے بعد اسکا واسطے کہ وہ ایک بار دونوں کو کر چکا اور واسطہ لازم ہی فرج کرنا اور نہ کافی ہوگی
اس سے قربانی دن نحر کا اور اگر عاجز ہو اس روزہ رکھے مانند قرآن اور یہ تین روزہ رکھنا جائز ہیں بعد حرام کے نہ قبل احکام اور نہ
اکی مستحب ہی یعنی تین روزہ جو رکھے جاتے ہیں حج میں جسکو قربانی میں نہ ہو تو واسطہ حرام کے حج کے مہینوں میں رکھنا اور
دست ہی افضل ہے کہ تاخیر کرے اس طرح ہر کہ تین روزہ پوری کرے اور اخیر روزہ عرفہ کے دن پڑے اور اگر متمتع قربانی کو ہانکنا چاہے
اور افضل ہی حرام پانچ اول ہی ہدی کو چلا اور سو ق یعنی بیچے سے ہدی کو ہانکنا افضل ہی واسطہ گئے مل کے چھیننے سے اور واسطہ
قود کہتے ہیں اس واسطہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ذوالحلیفہ میں اور ہدایا آپ کی ہانکی جاتی تھیں آگے اونکے
مگر جب سو ق ہی نہ چلے تو قود کہ ص اور تقلید کرے بدت کی اور یہ اولی تجلیل سے ف تقلید کے معنی بیان کر چکے ہیں
اور مل کے کلے میں جو تا تو شد ان غیر والیوسے اور تجلیل جھول ٹالنے کو کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہو لیکن تقلید افضل تجلیل سے
اس واسطہ کہ حدیث میں تقلید لازم ہو جیسا کہ اور قرآن شریف میں ہو کہ الہدی و لا القلائد ص اور تجلیل سے محرم نہیں ہوتا
جب تک لبیک نہ کہے اور تقلید سے ہو جاتا ہی اور مکر وہ ہی اشعار یعنی جبر و دنیا کو بان اونٹ کا بائیں طرف سے اور اگر کرے تو بائیں طرف
سے ہو واسطہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیو مارا اولی بائیں طرف میں قصہ ۱۱ اور دہنی طرف میں اتفاقا اول امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ نے مکر وہ رکھا اسکو کیونکہ مشابہہ مشل کے ف اور مشل کے معنی تکلیف دینا اور منع کیا اس سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران میں ہر کہ نہیں کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے میں مگر منع کیا ہر کہ مشل سے اور مشل
حرام ہو ترمذی میں جب کا قتل واجب ہی تو کیونکہ مکر وہ کا قربانی میں ص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو واسطہ کیا تھا کہ
مشکلین تعرض کرتے تھے ہدایا سے مگر حسب اشعار کرتے تھے تو باز رہتے تھے اور بعضوں نے کہا ہر کہ مکر وہ رکھا امام ابو حنیفہ نے
اشعار کو اپنے زمانے کے لوگوں کے واسطے کیونکہ وہ آپ میں مبالغہ کرتے تھے یہاں تک کہ خوف ہوا اس سے اسیر نہ تھا اور بعضوں نے
کہا ہر کہ اختیار کرنا اسکا تقلید پر مکر وہ ہی ف اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہی اور صاحبین کے نزدیک مستحب ہی روایت ہو
جامع ترمذی میں کہ چٹھے تھے ایک جگہ کہ حج اور حدیث بیان کی انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اشعار کیا اپنے اور کہا کہ انہوں نے
کہتے ہیں کہ اشعار مشل ہو کہ ایک شخص نے ابراہیم خلی سے بھی یہی مروی ہو کہ اشعار مشل ہی تو نہایت غصے ہوئے کہ حج رحۃ اللہ علیہ کہہ کر
تجسس حدیث بیان کرتا ہوں ل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو بیان کرتا ہی اس کے مقابلہ میں لہر ہیکل اس لہر کی قید کیا جاو تو نہ چلا
تپوری تیک کہ نہ ہو تو اس قول سے انتق ہو چکے ہوئے فرج کا تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص عرض بیان کرے تو اس کے مقابلہ
کوئی لہر کہ قول مخالف اس کے بیان کرے تو لافوں سے تنبیہ ہی اسکو کہ معاوضہ کرنا ہی و قول غیر کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن عمر

بجلا کتاب
اصول سے روایت
مکر وہ میں ہر کہ
مکر وہ میں ہر کہ

باب جنایات کے بیان میں

اگر خوشبو لگائی محرم نے کسی عضو کو یا خضاب کیا سوا سوا تھہ منہ دی کے یا تیل لالہ یعنی لگا یا تیل کو کسی عضو میں اور یا علی الصبر
 زنیوں کا یا تیل کا تو واجب ہوگا دم نزدیک امام اہل حنفیہ کے اور صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہو اور امام شافعی کے نزدیک اگر تیل کو بالوشن
 استعمال کیا تو واجب کا دم اور اگر استعمال کیا اوسکو اور جبکہ میں تو اوسپر کچھ نہیں اور اگر تیل خوشبو دار ہے جسے تیل نقشہ کا تو واجب ہوگا دم
 بالاتفاق بسبب شعبہ کے یا سب سے ہوئے کپڑے کو پہنایا چھپایا سر کو ایک دن تک یا منڈلایا چھپائی سر کو یا چھپنے لگانے کی جگہ کے بال مونڈ
 یا ایک نعل کے بالی دو نوں کے بال زیر ناک کے یا گردن کے دور کیے یا ناخن ہاتھوں کے کٹے یا پیر وں ایک مجلس میں یا ایک ہاتھ یا ایک پیر
 یا طواف قدم کیا یا طواف منہ کیا اور وہ جب تک یا فرض طواف سے وضو کیا یا ٹوٹا عرفات سے قبل امام کے یا ترک کیا طواف زیارت میں ایک
 پھر یا دو پھر یا تین پھر کیونکہ اکثرین پھر سے زیادہ ترک کیا تو محرم بھیگایا یا تک کہ طواف کرے یا ترک کیا طواف صد کا یا چار پھر اوسکے
 کیسے یا کسی کو ترک کیا یا قوف مزاح کو یا سب سے کو یا ایک ن کی رمی کو یا پہلی رمی کو اور وہ رمی جو حرم عقبہ کی ن منہ کے یا اکثر کو
 اوسکے ترک کیا مثلاً چار کنکریاں پھینکنا ترک کیں اور باقی پھینکیں یا حلق کیا زمین حل میں و طح کے یا سب سے اس کے اس طرح چاہے منی میں
 اور وہ حرم میں داخل ہو جو حرم کے لئے والا نکل گیا حرم قبل حلال ہوئے کے اور پھر یا حرم میں تو اوسپر کچھ نہیں اور حج کرنے والے اگر ایسا کیا
 تو اوسپر لازم آویگا یا سوا یا چھو شہوت سے انزال ہو یا نہ ہو یا خیر کی حلق کی یا فرض طواف کی یا دم نحر سے یا ایک نعل کو دوسرے قدم
 کیا مثلاً حلق کیا قبل رمی یا قربانی کی قرآن کر کے لئے قبل رمی یا حلق قبل ذبح کے تو ان سے متبرکون میں اوسپر لازم ہوتا قرآن پر
 دوم لازم آویگے اگر حلق کیا اوسے قبل ذبح کے ایک دم تو حلق کا قبل اوسکے قوت کے اور ایک دم ذبح کی یا خیر کا حلق سے اور نزدیک صاحبین کے
 ایک دم لازم آویگا ق اور اگر رمی یا حرم کی ضرورت محرم سر یا تمام بدن کو ڈھانپے یا سب سے ہوئے کپڑے پہنے جب تک ضرورت باقی
 ہو ایک ہی قربانی لازم آتی اگر چاہیک تمیز کی ضرورت وقت و فہم بھی پہنے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ عام بھی باندھے
 اور اگر ایک عضو کے ڈھکنے کی ضرورت کے وقت و عضو کو چھپایا جیسا کہ ڈھکنے کی ضرورت تھی گرتا بھی پہنایا فقط ایک وقت ضرورت
 تھی بے ضرورت دوسرے وقت بھی ڈھانکا تو وہ کفارہ لازم آویگا صر اور اگر خوشبو لگائی کہ ایک عضو سے یا چھپایا سر یا یا سوا ہوا
 کپڑا پہنا ایک دن تک کم میں یا منڈلایا سر کو چھپائی سر سے یا کنکریاں ناخن کو یا حج سے یا پانچ متفرق یا طواف قدم اور صد کا بے وضو
 یا سات پھیروں میں یا طواف صد کے تین پھر ترک کیے یا تین پھروں میں ایک کی رمی ترک کی یا منڈلایا دوسرے شخص کا صدقہ و دو نصف
 صلہ کیونکہ اگر خوشبو لگائی یا منڈلایا سر کو یا سوا یا چھپائی سر سے یا تین صلہ صلح عام سمجھ سکیں ہر یا تین روز کے اور اگر اوسنے
 وطن کی اگر چھوٹے سے قبول قوف غنائت کے جو فرض ہو یا طواف ہو یا گناح اوسکا اور حج کرنا چاہا یا حج کرے اور پھر قضا کرے حج کی
 اور یہ لازم نہیں کہ عورت کو چھوڑے حج کی تھامین اور نزدیک امام مالک کے چھوڑے اوسکو جب تک میں دونوں اولام نہ فرمے نزدیک
 احرام باندھنے اور امام شافعی کے نزدیک جب اوٹام کو چھوئے جان حجام کیا تھا اوسے چھوڑے اوسکو اور اگر وطن کی بعد و قوف کے
 تو نہ فاسد ہوگا حج اوسکا اور واجب ہوگا بد نہ اور وطن میں بعد حلق کے ایک بکری لازم آتی ہو اور عزمین اگر اوسنے چار پھر طواف کر لے
 اور بعد اسکے حلق کیا تو فاسد نہ ہوگا اور واجب ہوگا فوج اور اگر قبل اسکے کیا عوف فاسد ہوگا تو کرنا چاہا یا حج کرے اور پھر اسکے
 تو اگر قبل کیا حرم صد کو یا بتایا اوسکے قائل کو اول یا سوا دوسری بار چھوٹے یا تھپتے تو اوسپر سب سے لازم ہو اگر چھوٹا یا بڑا ہو

یہاں اسکا
 ہر شخص جو دارو
 چھینے میں چھپائی
 چھپائی یا تیل
 مسموم یا فوسف

بہارِ نبی خاندانِ نضت
مباح پر مباح مباح و
توفیق مباح کا یہ ہے
کوئی اہلِ باج و حج رہا
اوس میں اشتیاق نہ کیا
مگر کوئی نہیں کہ ایک
وفا کے لئے
مگر کوئی نہیں کہ ایک
چونکہ انھوں میں
کہ یہ وہی ہے
وہی وہی کہ
منہ منہ

دیا اپنی طرف سے اور خرچ دیا اور دونوں نے اسی کیا اس نے دونوں کی طرف سے تو حج چاہنے والے کا ہو گا اور اہل بیت و نوحا اہل بیت
 پڑھیں اور نہیں چاہنے والے کو اس سے حج کو اور دونوں میں ایک کی طرف اور اگر حج کیا ہی ہے نہان باپ سے تو درست ہے اور اس کو گناہ
 اس حج کو باپ سے یا مان کی طرف سے اور جو کہنے ایک شخص کو حکم دیا حج کا اور اس کو حصار ہوا تو دم احصا کا حکم کرنے والے پر ہے اور دم
 قرآن اور جنابت کا حج کرنے والے پر ہے یعنی اگر کہنے حکم دیا کہ میری طرف قرآن کرنا تو دم قرآن کا حکم کرنے والے پر نہیں حج کرنے والے پر
 اور اگر حج کرنے والے نے جماع کیا قبل قیام قیام کے تو باطل ہو حج اس کا سودینا پڑیگا نفقہ اس شخص کا جس نے حکم کیا تھا اس کو حج کا
 اور اگر بعد قیام کے جماع کیا تو نہ لازم آوے گا اس کو بھی نہ نفقہ کا کیونکہ صحیح ہو گیا حج اس کا اور اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے
 حج کر دینا اور لوگوں نے بعد اس کے ایک شخص کو واسطے حج کے مقرر کیا اور خرچ حج کا اس کو دینا اور وہ راستے میں مر گیا تو جو خرچ دے کے
 مال باقی رہا اس کے کٹے میں پھر حج کر لیا جائیگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک کمال کے ثلث سے حج کر لیا جائیگا اور نزدیک امام محمد کے
 اگر اوس مال میں جو ہلکے شخص کو واسطے حج کے دیا تھا کچھ باقی رہا حج کر لیا جائیگا اور جو کچھ باقی نہیں رہا باطل ہوگی وصیت اس کی اور حج باقی
 اونٹ کی ہوا دینا بکری ہوا گاے اور اپنی درجہ بڑھ کر بکری ہو ف اور بڑھانے میں بڑھ کر یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لیکن یا انہیں
 روایت کی شافعی عطاء سے کہ کہا انھوں نے اپنی درجہ بڑھ کر بکری ہو یا ایسا ہی کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صحیح بخاری میں
 صحابہ اور نہیں وجہ بڑھانا اس کا عنایت میں ہے مگر ہر قسم کا جانور جائز ہے جیسا ان نحر کے قربانی میں جائز ہوتا ہے اور جو تین
 جائز نہیں ہیں میں بھی جائز نہیں ف مثلاً اونٹ اور گائے میں جو قربانی کے لیے ہوسات آویون کا شریک نادرست ہے تو وہیں
 بھی درست ہے اور اس طرح نہایت دلی جو قربانی کی جگہ کہنے جاسکے یا اندھی یا لنگری یا کان کٹی ہوئی جالیسی ہدی درست نہیں اور اگر
 اس کا خاتمہ میں کچھ تھوڑا سا آویجھا ص اور جانور بکری ہر چیز میں مگر جب طواف زیارت جنابت کی حالت میں کر لیا یا دھلی کی بعد
 وقوف کے تو ان دونوں صورتوں میں بدعت یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوگی اور جو بدعتی نفل ہو اور میں نے کہا اس وقت اور قرآن کی
 بھی بدعتی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح و وف حدیث جاہلین پر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل بدعتی اور قرآن کی
 بدعتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح و وف حدیث جاہلین پر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل بدعتی اور قرآن کی
 مروی صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں ص اور تمت اور قرآن کی بدعتی نحر کے ذبح کرے اور باقی جس میں چاہے ذبح کرے اور ذبح کی جگہ ہر
 قرطام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالار عذہ موقوف ہوا اور سارا منی قربانی کی جگہ ہر جگہ کو چھ مکتے کے ہیں سب قربانی کی جگہ ہیں روایت
 کیا اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ حدیث جاہلین ص اور صدقہ قربانی میں حکم فقیروں کو جس کو چاہتے ہیں تمت ہوا و صدقہ میں
 دیکھا کہی جہول اور نکسل اور نہ دیے رخصت کی ہجرت میں اس کو اور نہ سوار ہو ہدی ہر گز واسطے ضرورت کے اور نہ کھالے اس کا اور نہ
 اور موقوف کرے دودھ کو اس طرح ہر کہ پستان کو اس کے ہوا پانی سے دھوے ف اور یہ جب ہر کہ قربانی اس کی قریب ہو
 اور لیکن جب ذبح اس کا قریب نہ ہوے تو اس کا دودھ کھال کے صدقہ دیوے تاکہ ہدی کو ضرر نہ ہو اور روایت کی جماعت نے
 سواتر مذکی حضرت علی سے کہ حکم کیا مہک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کر دو قربانیوں کی کھالوں کو اور ان کی جھولوں کو اور حکم کیا
 مہک کہ نہ دون میں سے ایک رخصت کا اور فرمایا کہ ہم اس کو اپنے پاس سے دیوے گا اور ایک روایت میں ہے کہ صدقہ دھلی کھالوں اور
 جھولوں کا اور سوار ہونا وقت ضرورت کے اور سہر دست مجتہدین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کے لئے کہ حج کرے
 یا حج کرے یا نہ کرے
 یا حج کرے یا نہ کرے
 یا حج کرے یا نہ کرے

جواب

جواب

جواب

جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر اور دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کی تردید نے حجاج بن اطاۃ سے انھوں نے
 محمد بن منکدر سے انھوں نے حجاج سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا وجہ ہے وہ فرمایا نہیں مگر یہ عمرہ کا انفرادی
 کہ ترمذی حدیث حسن صحیح ایسا ہی ہے ایک نسخہ میں جامع ترمذی کے ایک نسخہ میں ہر حدیث حسن اور وہ جو ذکر کیا البشیر نے
 کہ اس میں سبکی حجاج بن اطاۃ اور وہ ضعیف ہے تو جواب کیا یہ کہ نہیں ہر حدیث اسکی درجہ حسن ہے اور متفق ہوئیں روایتیں ترمذی
 اس بات پر کہ حسن کہا انھوں نے اس حدیث کو اور روایت کیا اسکو ابن حنیف سے انھوں نے محمد بن منکدر سے انھوں نے جابر بن عبد اللہ
 اور روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم صغیر میں اور قطنی نے اور طریقے سے اور سناؤ میں اسکی بھی بن ابیوب ہر ضعیف کیا اسکو
 اور روایت کی عبد الباقی بن قانع نے ابو ہریرہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جہاد اور عمرہ نقل ہر اور یہ بھی حجت ہے کہ
 ابن زبیر نے کہ یہ نقل ہر روایت کیا اسکو عامر بن ابی نعیم نے ہان حنفی سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابی ہاشم کا یہ کہ ابن
 قانع نے نقل کیا اسکو احمد بن حنبل نے حدیث میں ہر اور باقی ہذا میں سب ابی نعیم ہا جو اس بات کہ اس کی ہر روایت ہر حدیث
 کرنا ہا مان کا صحیح نہیں ہے کیونکہ توثیق کی اسکی ابن حنیف اور روایت کیا اس سے جماعت شیعہ نے اور وہی ہے حدیث عبد بن عباس
 اور سناؤ میں اسکی حجاج بن ابی اس روایت کی ابن ماجہ نے طاہر بن عبید اللہ کہ انھوں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے تھے حج جہاد
 اور عمرہ نقل ہر اور سناؤ میں اسکی عمر بن قیس کہ فرمایا صاحب امام نے کلام کیا گیا ہے ہر میں ہر حال حدیث اسکی درجہ حسن ہے
 کہ نہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ حدیث ابو اسامہ انھوں نے سعید بن ابی عروبہ انھوں نے ابو معشر سے انھوں نے ابی ہریرہ سے کہ
 کہا عبد اللہ بن جعد کہ حج فرض ہے اور عمرہ نقل ہر اور کافی میں عبد اللہ ثقلید کے واسطے اور کلام اور کما حجت ہے

فائدہ دوسرا اضعیفہ کے بیان میں

درست ہے چھ مہینے کا دسمہ قربانی کرنا اور اس سے کم کا درست نہیں اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں اور گائے
 دو برس یا زیادہ کی اور اس سے کم کی درست نہیں اور بکری جب ایک برس کی ہو یا زیادہ ہو تو درست ہے اور اس سے کم کی
 درست نہیں اور اگر قربانی کا جانور مٹا ہو یعنی بے سینہ کا یا بے ہیا ہو وے یا دیوانہ ہو وے یا کانا تو قربانی کرنا درست
 ہے اور اگر اندھا ہو وے یا بہت دُبا ہو وے کہ اسکی چھ یون میں منغر نہ ہا ہو وے یا مسکرا ہو وے اس قدر کہ قربانی
 کرنے کی جگہ تک نہ جا سکے تو ان سب جانوروں کو قربانی کرنا درست نہیں اور جس جانور کا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں
 کٹا ہو وے یا اسکا کان تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہو وے یا اسکی آنکھ تیسرے حصے سے زیادہ گئی ہو وے یا اسکا
 سر تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہو وے تو ان سب جانوروں کو قربانی کرنا درست نہیں اور باقی ذکر اسکا کتا اللہ اضعیفہ میں ہے

فائدہ تیسرا مکے کی اور سجد احرام کی فضیلت کے بیان میں

روایت ہے ابن عباس کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مکے کے کیا اچھا شہر تو اور میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور اگر
 تیری قمیض نہ نکالا ہوتا مجھ سے البتہ میں نہ مٹا کرتا مگر میں نے فرمایا اسکا ترمذی اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 ایک ٹیلہ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ انکے انکے اکھڑا اللہ اکھڑا اکھڑا اللہ اکھڑا اکھڑا اللہ اکھڑا اکھڑا اللہ اکھڑا اکھڑا
 یعنی تو جتنی سبکی زمین میں ہے اور اگر میں نہ نکالا ہوتا تجھ میں البتہ نہ نکلتا میں مروی ہے حدیث سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں

اور فرمایا آپ نے فتح مکہ شریف کے ان لہذا البلد حرمہ اللہ یقیم خلق السموات والارض فحرم حرام محرمۃ
 اللہ الی یوم القیامۃ وراۃ کبیر القتال فیہ لا حد قبلہ وکم یحیل لہ الا ساعۃ من لہا فحرم حرام محرمۃ اللہ
 الی یوم القیامۃ لا یفصد شوقہ ولا یقتل صیدہ ولا یلتقط لقطۃ الا من عثر فہا ولا یقتل خلقہا
 فقال العباس یا رسول اللہ الا اذخر وانا لقیتم ولہ یوقیہو فقال الا اذخر یعنی یہ شہر حرمت کی آگاہی
 اللہ تعالیٰ نے جس دن پیدا کیا آسمان اور زمین کو تو یہ حرمت دیا گیا ہر اس کی حرمت کن دن قیامت تک اور نہیں ملل ۱۱۱ اس
 میں قتل کرنا سیکو سیکو پہلے سو اسیر اور سیسے ہر ایک گھری بھڑن میں درست ہو اتو وہ حرمت دیا گیا ہر اس کی حرمت کن
 قیامت تک تو اچھو کاٹنا اور نہ بھگا یا جاو صید وہاں کا اور نہ وہاں کی ٹپری چیز کو بھر چھس جو اسکو چھوگا اور نہ لے
 وہاں کی گھانسیں کہا حضرت عباسؓ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرا ذکر کو یعنی اذخر جو گھانسیں ہر وہاں کی اسکو لیا کرین کیونکہ
 وہاں کے ہیں اسکو اور اپنے غروں میں صفت کرتے ہیں سو فرمایا آپؐ مرا ذکر کو یعنی اسکا لینا درست کیا روایت کیا اسکو بخاری سلم
 نے اور روایت ہر عیاش بن ابی ریحہ غزوہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ یہی بات ساتھ بتری کے جب تک غفلت
 اور حرمت خانہ کعبہ کی کرینگے جو حق اسکی تعظیم کو تو جہنم کو رنگے اس تعظیم کو ہلاک ہو جائینگے اذخر کیا اسکا ابن جبرہ اور نماز پڑھنا
 کعبہ بنیات ثواب یہ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ میں ایک دربار ہے لکھنا کہ وہ دینہ منور کی مسجد نبوی میں ایک خانہ ہے بارہ بیچاس ہزار غار کے واللہ اعلم

فائدہ چوتھا مدینہ شریف کی زیارت کے بیان میں

نزدیک ہمارے شائع کئے زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل سجدات میں ہے اور دنیا سگاف سی اور شرح فتح امین ہر کہ قبر نبی ہر
 واجب کے بہر حال زیارت کرنا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان پر واجب ہے لہذا زیارت میں ہے روایت کی واقفنی اور زیارت نے
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من زار قبلی یدہ وجبت لہ شفاعتۃ منی زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اسکی لیے
 شفاعت میری اور روایت کی واقفنی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من حج وزار اسرا قبل ینے بعد موتیے گا کان کھن
 زاد فی حیاتی یعنی جسے حج کیا اور زیارت کی میری قبر کی بعد میری موت اسکو کایا اسنے زیارت کی میری زندگی میں سجان اللہ جب
 زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ درجہ ہوا کہ گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات میں زیارت کی تو کون سا مسلمان
 ایسا ہوگا کہ اس درجے سے محروم اور غائب رہیگا اور آپ کی زیارت سے شرف نہوگا اور حج اگر فرض ہو تو اولیٰ یہ ہر کہ پہلے
 حج کرے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جاوے اور اگر حج نفل ہے تو اختیار ہے سو جب نیت کرے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تو آپ کی مسجد کی بھی زیارت کی نیت کرے اسوقت کہ یہ مسجدوں میں ہیں ہر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اوتکم حل من لا شئد الی حال لکھنا ان لا یستلحق مسجد الا مسجد نبی و مسجد اہل بیت و مسجد اہل بیت یعنی نبی و
 جاوین کجاوے مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصیٰ یعنی مسجد بیت المقدس کی اور اس حدیث سے
 مطلب آپ کا یہ ہر کہ مسجدوں کی زیارت کیوہے جانا اور سفر کرنا انکے لیے درست نہیں مگر ان میں مسجدوں کی طرف اور بخوبی اس
 کے معنی بیان کیے یہی مسجد میں اور دلالت کرتا ہے اسکا م شیخ ابن الہمام بعد بیان کہ ان میں نہایت واکوفہ عند الاموال الضعیف
 سجدت اللہ لہذا لہذا زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اولیٰ نزدیک میری ہر کہ مسجد کے نیت کو اسنے زیارت قبر رسول اللہ

جسٹ

فائدہ و مقام

صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا گئے کہ لاقی فی ذلک یوم تَعْلِیْمُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اس میں زیادتی تعظیم کی ہو ورنہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جن لوگوں نے یہ حدیث کے لیے میں کہ نہ سفر کیا جاوے کسی مقام کی زیارت کے واسطے مگر اس میں
 کی طرف تو وہ معنی اس حدیث کے مستقیم میں کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا صحیح سنائی ہو اس کے علاوہ اس کے امام احمد روایت کیا اس
 حدیث کو اور اس میں ہر کہ نہ سفر کیا جاوے کسی مسجد مگر ان میں مسجدوں کی طرف اور وہ جو ضعف بیان کرتے ہیں اس حدیث کا
 اسناد میں تو کئی شہرین خوشب ہر اور وہ روای ضعیف ہر اور وہ کہ اس کے اسناد میں توجاہ کا یہ ہر کہ بصورت توشیح نہایت کو یوں
 ہم شہر کی نسبت ہم کی او کی طرف غیر مقبول ہر اور کلام ابوالدیل ہر اور ہر اصل حدیث میں ثابت ہو کہ زیادتی نقد ضابط کی مقبول ہر لیکن شہرین
 شہرین خوشب کی معلوم کیا چاہیے کہ نہیں ضعیف کیا اس کو مگر ابن عون اور سلم نے اور توشیح کی او کی احمد بن منہل اور یحییٰ بن معین اور
 لوگوں نے قال احمد ما احسن حدیثہ ووثقہ ہو وقال احمد بن عبد اللہ العیاضی ہو تا بیعی نقیہ وقال ابن
 ابی عثیمہ عن یحییٰ بن معین ہو نقیہ وکوثر ابن ابی عثیمہ علیہ فذا وقال ابو زرعة کلاباس بہ وقال
 الذہبی قال یحییٰ بن عثیمہ حسن الحدیث ووثقہ واما قال انما انکم فیہ من عنہ ووثقہ
 ہلال بن ابی نگیب عن شعیب وقال یعقوب بن شعیب شعیب نقیہ اور کما صالح بن محمد نے شعیب روای عثیمہ لقا
 من اهل الکوفہ والبصرہ واهل الشام وکوثر نقیہ ووثقہ علی کنیہ یعنی شہر روایت کی اس کے اہل کوفہ اور ان میں
 اور اہل شام نے اور میں معلوم ہوا کہ اس طرح توجہ تا چاہیے کہ یہ کلام مستقیم کا ہر شہرین خوشب میں اور تاخرین کلام میں
 لازم ہر کہ امام نووی شرح صحیح مسلم میں نقل وثقہ کثیر من من کہا ابی ایمنہ العلقف وقال ایضا فذا کلام ہو کہ
 لا یکن علیہ علیہ الثناء علیہ اور کما حافظ بن حجر نے شعیب صدوق اور کما شیخ ابن الہمام فتح القدیر یا شیعہ بل میں والضحی
 فی شعیب الثوری ووثقہ ابو زرعة واما ابو یحییٰ العیاضی و یعقوب بن شعیب واما ان بن ریعہ توجہ شہر کو
 امام احمد یحییٰ بن معین اور احمد بن عبد اللہ اور ابن ابی خثیر اور ابو زرعة اور بخاری اور ترمذی اور یعقوب اور صالح بن محمد اور سنن بن یحیی
 اس قدر لوگ جلد علی محمد بن یحییٰ توشیح کوین توجہ ضعف بیان کرنا اس کا بسبب بضعیف سلم اور ابن عون کا وجود کہ رجوع کیا ہوا ان
 دونوں کی بضعیف سے اور قبول کرنا اس کی زیادت کو نہایت انصافی ہر اور وہ جو طعن کیا ہر لوگوں کہ شہر نے ایک تحصیل الیہ
 سے خجالی تو کما نووی قد حکمہ العلماء علی تحصیل صحیحہ یعنی محل کیا اس کو علی محل صحیح پر اور وہ جو طعن
 کرتے ہیں کہ شہر نے سفر میں اپنے زمین کی سی خجالی غلط کرنا کہ نہ ہو کما نووی غیث مقبول عنہ المحققین یعنی یہ طعن
 غیر مقبول ہر نزدیک تحقیق کے اور اس کے جب علماء سلف توشیح اس کی ثبات اور شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام
 نووی قائل اس کی صحیح کے ہیں تو زیادتی اس حدیث میں بلاشبہ مقبول ہر اور اگر یہ بھی کون تو بھی جب تصریح حدیث ضعیف
 میں ہوئی ہو تو معنی اس کے اس کے موافق لیے جاتے ہیں بہر حال ترجیح اسی مذہب کو ہر ہو کہ منہ ذکر کیا اور دوسرے کلام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث میں ذکر کیا اس کو شیخ ابن الہمام نے لایقہ حاجۃ الازلیہ یارقی صریح بیان
 اس بات پر کہ اور حدیث مذکور میں سفر سام گریز اور جب جاوے واسطے زیارت کو کثرت سے بھیجے درود و سلام خصوصاً علیہ السلام
 کہ میں اور جب نہ شریف ہر جو غیث غسل کرے قبل داخل ہونے کے میں طبیعہ میں اور چاہے وضو کرے اور غسل فضل ہر اور بھی ہے

اپنے اپنے اور کثیر پشیمانانہ فعل وادھوں کو جب بے نیکی کے قریب پہنچے ہیں تو سواری سے اتر کر پیدل سفر فرمایا
 میں جانتے ہیں کہ شیخ ابن امام نے کہیں چاہا کہ انھوں نے کل ماکان اذ دخل فی الادب والاحلال کان حسنا
 یعنی قبول کیا ہو تو وہ اچھا اور جب بدترین فعل ہو تو یہ عاقل و عاقلہ اللہ رب اذ دخل صدق واخر حنیف
 متخرج صدق اللہ تعالیٰ ابواب رحمتک واذ ذقنی من رزاقک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ما رزقت اولیاءک واهل کما عیتک وغیر ذلک واذ ذقنی یا خیر مستقول اور چاہتے کہ نہایت توفیق اور
 عاجزی انشوع خصوص سے چلے اور دبا رہے وہ مجھ پر در شریف اور دل میں خیال کرتا جاوے کہ یہ وہ شہر چہمین ہمارا
 سرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہ ہجرت کی ہر اسی جگہ قرآن اور وحی اونپر اتری ہو اور یہ جگہ ہر لہان اور احکام کی کہا
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ بتے شہر میں آفتاب سے چلے ہوئے ہیں کہ اس سے گریز کیا کہ یہ فتح ہوا ہر رحم سے اللہ کے اور قرآن سے اور تحب ہر کہ نبی
 شریف میں ہوئے کہ چلے اسوئے کہ فرمایا حضرت امام مالک نے جب پوچھا ایک شخص کہ کیوں نہیں سوتا تو آپ نے میں کہا میں نہیں سوتا
 اللہ تعالیٰ سے کہ وہ دونوں ایک چارپائے کے گھر سے اس مٹی کو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جب مسجد نبوی میں داخل ہونا
 میر پہلے مسجد میں سکے اور اندر چلے اور کہے اللہم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اور مسجد میں باب جبریل
 یا باب السلام سے داخل ہو کر باب جبریل سے جانا ہوتا ہے وہاں چاہے پڑھے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد
 اللہم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اللہم اجعل لی یوم من اوجہ من تقیۃ الیک
 وامن من تقیۃ الیک وامن من دعاک وامن من صلاتک پھر درمیان منبر اور قبر شریف کے اس طرح کہ
 ستون منبر کا اونے کندھے کے برابر بیٹے سامنے مبارک دروازہ تھیمہ السی کا ادا کرت اور یہ مقام موقوف ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وامن کا اور دال ہر فضیلت من اور سجدہ شکر کا کہ اس نعمت عظمت کو ہونا پھر آئے قبر شریف پاس اور مونہ کرے قبر کی
 دیوار کی طرف اور پیچ کرے طرف قبلہ کے اور وہ جو تھیمہ ابو الیث سے مروی ہو کہ کھڑا ہو و مونہ کرے طرف قبلہ کے صحیح
 نہیں ہو کیونکہ روایت کی ابو حنیفہ نے سند میں بن عمر سے کہا انھوں نے سنت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس
 قبلہ کی طرف سے اٹھ کر اپنے قبلہ کی طرف پھر کے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر کے
 السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا خیر خلق اللہ السلام علیک یا خیر قہ اللہ من جمیع
 خلقہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا سید ولد ادم السلام علیک ایھا النبی
 ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا رسول اللہ انی اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا شریک لہ وانا عبدک
 ورسولک یا رسول اللہ انک بلغت الوہد والامانۃ ونصحت لایمانہ وکشف الغلۃ
 کجراک اللہ خیر اجراک اللہ عن الفضل ما جازنی لا فہیاء عن بکیم اللہم اعط سیدنا محمد علیہ السلام
 ورسولک النبیۃ والفضیلۃ والشراف والدرجۃ العالیۃ الوفیۃ والبعثۃ المقام المحمود الذی
 وعدتہ وامنزلہ المنزل المقرب عندک سبحانک الہ ذوالفضل العظیم اور انکا تعالیٰ سے اپنی مائت
 کو پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اس جگہ نہایت در حضرت کو ملے پھر ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کو اور کہے

مکتبہ تاج ازبکستان لاہور

پچھی یہ کتاب ایسی تسلیم ہے
نہ ایسی چھپے گی نہ ایسی چھپی

مکتبہ انوار حسین دہلی

لکھنؤ کی اسکے تاریخ تم

یہ شرح وقایہ بخوبی چھپی
۱۲۸۵ھ

ہو المعنی

اشعار

یہ کتاب بموجب قانون بستم ستم ۱۸۷۷ء
بھی رجسٹری گورنمنٹ میں داخل ہوئی
کوئی شخص بدون اجازت عاجز کے
قصد چھاپنے کا کرے

وہ اردو کی شرح وقایہ چھپی

جو نام حسد اچشمہ فیض ہے

ایضاً تاریخ اسلام

لکھی اسکی تاریخ تسلیم نے
یہ اچھا بہا چشمہ فیض ہے

بزمین شری صاحب لاہور

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

بِفَضْلِ عَالِي سُلْطَانِ صَحِيحِ عِلْمِ طَبِيعِ طَبِيعِ طَبِيعِ

جلد دوم قرآن و تفسیر

مَطْنِعِ نِظَامِ مَدَنِي اَقْبَعِ كَابِلِ طَبِيعِ طَبِيعِ طَبِيعِ

فِي مَدِينَةِ الْبَحْرِ بِقَدْرِ الْمَقْدَسِ

مَنْ شَاءَ اللَّهُ لَا فَتْرَةَ إِلَّا بِاللَّهِ

از ایلستادی مستقول و مستقر از هر فرغ اصول و امان المولوی و حیدر الزمان و ائمه القیام انسان



بیتام میرزا غفران محمد عبدالرحمن بن محمد و محمد خان و نور زبیرت یافته قدرت برادر محمد مصطفی خان میرزا

مطبعه امیر و غفران کلاهدی
دری انظار و اکابیر و مطبوعه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب النکاح

نکاح ایک عقد ہے کہ بنا گیا ہو واسطے حلال ہونے اور نفع کے جو مرد کو عورت سے حاصل ہوتا ہو اور نکاح مستحق ہوتا ہو ایجاب قبول سے کہ دونوں ماضی کے صیغے سے ہوں جیسے نکاح کر دیا میں نے اور نکاح کیا میں نے یا ایک ماضی کے صیغے سے اور دوسرے مستقبل یعنی امر کے صیغے سے جیسے نکاح کروے میرا تو دوسرے نے کہا نکاح کر دیا میں نے اور اگر چہ وہ دونوں اس کے معنی کو بخانین اور اگر بیع میں کہا کہ بیچ میرے ہاتھ اس شے کو تو کہا دوسرے نے بیچا میں نے تو جائز ہوگی بیان تک کہ پھر مشتری کے خریدنے میں **ف** اور وجہ اسکی شرح عربی میں مذکور ہے **ص** اگر عورت سے کہا کہ تم نے غلام کو جو رہا کرتے ہو میں اپنے تئیں دیا سو کہا عورت نے کہ دیا اور دوسرے نے کہا کہ قبول کیا نکاح جائز ہو جائیگا اور سطح بیع میں اگر بائع سے کہا بیچا تو دے سو کہا او سے بیچا پھر مشتری نے کہا خریدیا صحیح ہو جائیگا اور اگر مرد عورت سے کہا کہ تم جو رہا کروند ہیں گواہوں کے سامنے کو نکاح جائز ہوگا اور نکاح درست ہو جائے ساتھ لفظ نکاح اور بیع اور ہبہ اور تملیک در صدقہ اور بیع اور شرا کے **ف** نکاح و تزویج کی صورت اور بیان ہو چکی اور ہبہ میں سطح پر کہیں کہ ہبہ کیا میں نے تمکو اور تملیک میں مالک کیا میں نے تمکو اور صدقہ میں صدقہ کیا میں نے اپنے تئیں تمکو اور بیع اور شرا میں بیچا میں نے یا خریدیا میں نے تمکو خواہ یہ الفاظ جو رو کی طرف سے ہوں یا عاوند کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے **ص** نہ ساتھ لفظ جارہ اور عارہ و وصیت کے **ف** یعنی اگر کسی نے کہا کہ جارہ دیا میں نے تمکو یا عاریت دیا تو نکاح جائز ہوگا اور اسی طرح وصیت میں تو حلال ہے کہ جو الفاظ او سی وقت چیز کے مالک کر دینے کے لیے بنائے گئے ہیں مثل بیع اور ہبہ وغیرہ کے ان سے درست ہوگا اور جارہ اور وصیت سے درست ہوگا کیونکہ جارہ واسطے مالک کر دینے کے نہیں بنا بلکہ نفع کے مالک کر دینے کے لیے اور وصیت او سی وقت چیز کی ملکیت کے لیے نہیں بنی بلکہ بعد موت کے مالک کر دینے کو بنی ہوئی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک

۲
یعنی ایسے الفاظ سے
ہوں جو نہ جارہ نہ عاریت
نہ بیع نہ ہبہ نہ صدقہ
نہ وصیت ہوں
بلکہ یہ الفاظ ہیں
بیع و شرا و ہبہ و صدقہ
و تملیک و عاریت و وصیت
اور ان کے واسطے مالک کر دینے کے لیے بنائے گئے ہیں

نکاح میں جائز ہو تا کہ لفظ نکاح اور تزویج سے **ص** اور شرط نکاح کے جائز ہونے کی یہ ہر ایک دوسرے کے کلام کو سنے اور وہ موانع نہ ہوں ایک مرد آزاد اور دو عورتیں آزاد حاضر ہوں **ف** کشف الغمہ میں ہے کہ حضرت عمرؓ جائز رکھتے تھے شہادت عورتوں کی ساتھ ایک مرد کے نکاح میں اور نکاح بغیر شہود یعنی گواہوں کے جائز نہیں کیونکہ روایت کی یہی ہے کہ فرمایا حضرت علیؓ سلم نے کہ نکاح **لا یصح** یعنی نہیں ہو گا اگر گواہوں سے اور غریب کہا اوسکو علیؓ نے اور فتح القدیر میں ہے کہ اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور روایت کی ترمذی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت علیؓ سلم نے کہ زانیہ وہ عورتیں ہیں جو نکاح کر لیتی ہیں اپنا بغیر گواہوں کے اور کہا کہ صحیح وقت اوسکا ہی ابن عباس پر اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے موقوفاً اور اسی پر اتفاق کیا ہمارے حکماء اور یہی صحیح ہے نزدیک امام شافعیؒ کے اور امام مالک کے نزدیک اعلان نکاح میں شرط ہے اور شہادت شرط نہیں اور یہ حدیث اویس حجت ہے **ص** اور امام سنی کے نزدیک بغیر دو مردوں کے جائز نہ ہو گا اور وہ گواہ بالغ ہوں عاقل ہوں **ف** اوساطے کہ شہادت نابالغ اور مجنون کی مقبض نہیں **ص** مسلمان ہوں **ف** اوساطے کہ گواہی کا فری مسلمان پر قبول نکی جاوگی **ص** اور دونوں نے معاقدین کی لفظ کو سنا ہو تو اگر ہر ایک نے متفرق سنا اس طرح ہر کہ پہلے ایک کے سامنے دونوں نے الفاظ نکاح ادا کیے اور وہ چلا گیا اور پھر دوسرے کے سامنے تو نکاح جائز نہ ہو گا **ف** اوساطے کہ جس عقد کو جائز فرض کریں تو فاسق لازم آتا ہے کیونکہ ایک کی گواہی مقبول نہیں **ص** اگرچہ وہ دونوں فاسق ہوں **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک جبکہ وہ گواہ فاسق ہوں تو نکاح جائز نہ ہو گا کیونکہ فرمایا حضرت علیؓ سلم نے نہیں نکاح ہو بغیر ولی اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور اسناد میں اوسکی زید بن سنان اور باب اوسکا کہا دارقطنی نے دونوں ضعیف ہیں اور کہانسانی نے ترک الحدیث ہو اور ضعیف کیا اوسکو احمد وغیرہ نے اور روایت کی دارقطنی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ضرورین نکاح میں چار چیزیں ولی اور خاوند اور دو گواہ اور اوسکی اسناد میں نافع بن میسران خطیب مہول ہے اور اس باب میں مروی ہے عبد اللہ بن مسعود اور ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے اور ہنسان سب دایتوں کا وہی ہے **ص** یا اویس صدق فیری ہو **ف** یعنی کسی مسلمان کو تہمت زانی لگائی ہو اور وہ شروط معتبرہ سے ثابت ہو اور اوسکا بیان کتاب الحدود میں انشاء اللہ آویگا **ص** یا وہ اندھے ہوں **ف** کیونکہ شرط نکاح میں عاقدین کے لفظ کو سنا ہو اور یہ امر نہ ہو کہ حاصل ہے **ص** یا وہ دونوں بیٹے ہوں عاقدین کے یا فقط خاوند کے یا فقط جوڑ کے **ف** اول صورت کی مثال یہ ہے کہ زید نے زینب سے نکاح کیا اور بعد اوسکے اوسکے دو یا تین بیٹے زینب سے پیدا ہوئے اور پھر زید نے زینب کو طلاق دیا پھر بعد گزرنے عدت کے ارادہ نکاح کا کیا تو اون بیٹوں کی گواہی نکاح درست ہے اور دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ زید نے زینب سے نکاح کیا اور پہلے سے دوسری بیوی سے زید کے بیٹے تھے تو اب اولیٰ گواہی سے نکاح زینب کے ساتھ درست ہے اور تیسری صورت کی مثال یہ ہے کہ زید نے زینب سے ارادہ نکاح کا کیا اور زینب کے پہلے کسی خاوند سے بیٹے تھے تو اب زینب کا نکاح ساتھ گواہی اوسکے بیٹوں کے ساتھ درست ہے جس لیکن جسکے بیٹے ہیں اگر وہ دعویٰ کریں تو اوسکے واسطے شہادت اوسکے بیٹوں کی مقبول نہ ہو گی

بہرین

بہرین

3

یعنی اگر خاوند کے بیٹوں کے سامنے نکاح ہوا اور خاوند نے دعویٰ کیا تو شہادت اس کے بیٹوں کی مقبول نہ ہوگی
 عورت اگر دعویٰ کرے گی تو شہادت خاوند کے بیٹوں کی اس کے واسطے مقبول ہو جاوے گی اور اگر بیوی کے بیٹوں کے سامنے
 نکاح ہوا تو در صورت دعویٰ کرنے بیوی کے شہادت اس کی مقبول نہ ہوگی اور در صورت دعویٰ کرنے خاوند کے شہادت
 اس کی مقبول ہوگی **ف** تو اس جگہ چار صورتیں ہو گئیں **ص** اگر مسلمان نکاح کرے ایک ذمیہ عورت سے اور وہ
 ذمیہ کی گواہ کرے نکاح صحیح ہو جاوے گا لیکن اگر مسلمان انکار کرے نکاح کا تو وہ ذمیہ کی گواہی سے نکاح ثابت
 نہ ہوگا اس واسطے کہ گواہی کا فرکی مسلمان پر مقبول نہیں اور اگر مسلمان دعویٰ کرے نکاح کا تو گواہی اس کی مقبول نہ ہوگی
 اس واسطے کہ گواہی ذمی کی واسطے نفع مسلمان کے مقبول ہو **ف** اور اس واسطے کہ بصورت میں گواہی ذمی کی
 اوپر ذمیہ کے ہو جاوے گی اور وہ مقبول ہو **ص** اگر کسی شخص نے دوسرے کو حکم کیا کہ میری دختر یا بالغ کو کسی سے
 منکوح کر دے سو اس نے نکاح کیا اس لڑکی کا ایک شخص کے سامنے تو اگر اس کا باپ بھی حاضر ہو تو نکاح جائز ہوگا
ف اس واسطے کہ اس صورت میں باپ عاقد رہے گا اور وکیل اور وہ ایک شخص دونوں ملے گواہ ہو جاوے گا
ص اور اگر باپ حاضر نہیں جائز نہ ہوگا **ف** اس واسطے کہ اس صورت میں فقط وہ ایک ہی شخص گواہ رہے گا
 اور ایک شخص کی گواہی سے نکاح جائز نہیں **ص** اسی طرح اگر باپ اپنی بالغ لڑکی کا نکاح کرے ایک شخص کے
 سامنے اگر وہ لڑکی حاضر ہو تو نکاح جائز ہو جاوے گا **ف** کیونکہ اس صورت میں وہ بالغ عاقد ہو جاوے گی اور باپ
 وہ شخص ملے گواہ ہو جاوے گا اور امام شافعی کے نزدیک اس صورت میں نکاح درست نہ ہوگا کیونکہ بالغ کا بھی نکاح
 بغیر ولی کے اپنے نزدیک جائز نہیں **ص** اور اگر وہ لڑکی حاضر نہیں **ف** نکاح جائز نہ ہوگا **ف** اس واسطے کہ اس صورت
 میں عاقد باپ ہو جاوے گا اور فقط وہ ایک شخص گواہ رہے گا اور ایک شخص کی شہادت سے نکاح جائز نہیں

فصل بیان میں اور عورتوں کے جن سے محال حرام ہر

اور فو کو محرمات کہتے ہیں حرام ہر مرد پر اصل اسکی **ف** یعنی مان اور دادی اور نانی اور پردادی اور پر نانی
اسی طرح جہان تک سلسلہ جاوے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **حُرِّمَتْ عَلَيْكَ اُمَّتَكَ وَبَنَاتَكَ** یعنی حرام
کی گئیں تمھارے اور پر مائیں تمھاری اور بیٹیاں تمھاری اور پوتی بھی بیٹی ہو اور اسی طرح نو بی بی کی بیٹی
اور نانی یعنی مان کی مان اور دادی بھی مان ہو سو اسطے کہ اقم کہتے ہیں لغت میں اصل کو اور نانی اور دادی بھی
اصل میں پوتے اور نواسے کی ریاہ کہ انکی حرمت پر اجماع ہوا ہے اور اجماع حجت قاطع ہے **ص** اور فرع اسکی
ف یعنی بیٹی اور پوتی اگر چہ چلی جاوین نے نہایت اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور حرام ہر مرد پر
اسکی اور بھانجی اور بھتیجی اور بھوپھی اور خال **ف** اسو اسطے کہ قرآن شریف میں انکی حرمت منصوص ہے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَوْ كَانَ ظَنُوكَ أَنَّكَ مُكْذَبٌ وَابْنُ مَرْثِيٍّ** یعنی حرام ہیں تم پر بہنیں تمھاری
اور بھوپھیاں تمھاری اور خالائیں تمھاری اور بھتیجیاں اور بھانجیاں **ص** اور اپنی بیوی کی بیٹی اگر اس
بیوی سے صحبت کی ہو **ف** اور اگر صحبت نہ کی ہو تو نکاح کرنا اسکی بیٹی سے درست ہے کیونکہ

کہا ایک مرد نے یا رسول اللہ تحقیق کر بیٹے زنا کی تھی ایک عورت سے جاہلیت میں کیا نکاح کروں میں اس کی بیٹی سے سو
فرمایا آپ نے میں نے نہیں تجویز کرتا اسکو آخر حدیث تک کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث منقطعہ ہے اور بھی روایت کی
ابن جریج سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص میں جو نکاح کرے کسی عورت سے سو اسکو دباؤ اور اس سے
زیادہ کچھ نہ کرے تو نہ نکاح کرے اس کی بیٹی سے اور نہ ہی مرد سے نہ منقطعہ ہے مگر یہ اس ہمارے نزدیک محبت ہے جب اس کے
راوی ثقہ ہوں اولہام شافعی کی دلیل ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس ام لا یفسد لک لکال کلمتی
حرام نہیں فاسد کرتا طلال کو روایت کیا اسکو دارقطنی نے غایتہ سے اور اس کی سند میں عثمان بن عبد الرحمن ہمامی ہے
کہا بھی بن معین نے لیس فی کان یکذب یعنی کچھ نہیں جھوٹہ بولتا تھا اور ضعیف کیا اسکو ابن المدینی نے اور ایسا ہی
کہا بخاری اور نسائی اور رازی اور ابوداؤد نے اور کہا دارقطنی نے متروک ہے اور کہا ابن حسان نے روایت کرتا تھا
ثقات سے موضوعات کو اور نہیں جائز ہے احتجاج ساتھ اس کے اور بھی روایت کیا اسکو دارقطنی اور ابن ماجہ نے ابن
عمر سے اور اس کی سند میں عبداللہ بن عمر بھائی عبید اللہ کا ہے کہ ابن حبان نے فاش ہوئی خطا اس کی مستحق ہوا ترک
کا اور بھی اس کی سند میں اسحاق بن محمد عروہی ہے کہ ابی بنی نے کچھ نہیں کذاب ہے اور کہا بخاری نے ترک کیا مثنیٰ بن اسکو
ص اس شہوت کے معنی یہ ہیں کہ دل سے اس کی اشتہا کرے اور اس سے لذت پائے تو عورتوں میں یہی ہوگا اور
مردوں میں بعضوں کے نزدیک ہے کہ اگر کثرت مناسبات سے زیادتی انتشار ہو تو وہ اور بھی صحیح ہے کہ ذانی اللہ یہ ص
نور سے کہ کسی عورت مشتہاۃ یعنی شہوت والی نہیں ہوتی اور اسی پر فتویٰ ہے کہ کبھی عورت نوہر
یا زیادہ کی مشتہاۃ ہوتی ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتی اور یہ اختلاف بسبب صغر و عظم خبثہ کے ہے اور تفصیل اس کی
انشاء اللہ تعالیٰ فصل در الباوث میں آئیگی ص اور حرام ہے جمع کرنا در میان دو بہنوں کے اور در میان اولاد و عتوں
کے کہ اگر انہیں سے ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری عورت اسکو درست نہ ہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وَأَنْ تَجْعَلُوا بَيْنَکُمْ مَوَازِئَ یعنی حرام ہے تم پر جمع کرنا در میان دو بہنوں کے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فیہ ردی ملی سے اور ان کے نکاح میں دو بہنیں نہیں جب وہ اسلام لائے کہ اختیار کرے جسکو چاہے روایت کیا اس کو
ترمذی اور ابوداؤد نے اور ہادیہ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لانا ہو ساتھ اللہ کے اور
پچھلے دن کے سونہ جمع کرے نطفہ اپنے کو رحم میں دو بہنوں کے کہ ازلیعی نے تخریج ہادیہ میں غریب ہے اس لفظ
ص خواہ دو نون نکاح میں ہوں یا ایک کو طلاق دیوے اگر چہ بائن ہو اور اس کی عدت میں دوسری
نکاح کرے و اور عدت اور طلاق کا بیان آگے آئیگا ص اور بھی حرام ہے وہی کرنا دو بہنوں کا جو اپنی
لوڈیاں ہوں اور اسی طرح اگر ایک عورت کے نکاح کیا اور پھر دوسری لوڈی اسی خیریدی کہ اگر وہ مرد فرض کی جائے
تو ان کے در میان میں نکاح جائز نہ ہو تو اس لوڈی سے وہی حرام ہے اور اگر ایک لوڈی سے وہی کی تو پھر دوسری بھی
سے کہ اگر وہ مرد فرض کی جائے تو نکاح جائز نہ ہو تو اس لوڈی سے وہی حرام ہے خواہ نکاح سے ہو یا ملک میں سے جائز نہیں
اور صرف نکاح جائز ہے تو اگر اس عورت سے نکاح کر لیا تو اب کس سے وہی نہ کرے جب تک کہ ایک کو انہیں سے

حکایت

اپنے اور حرام نکولے اس طرح کہ اوسکو اپنی ملک سے نکال دیوے یا کسی دوسرے مرد سے اوسکا نکاح کر دیوے
 فایہ جو بیان کیا کہ وہ دو عورتیں ایسی ہوں کہ انہیں سے اگر ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اوسکا نکاح
 حرام ہو مثال اوسکی یہ ہے کہ جیسے ایک شخص نے اول ایک عورت سے نکاح کیا اب اوس عورت کی بھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی
 سے نکاح کرنا جائز ہے تو یہ نکاح جائز نہیں کیونکہ اگر کچھ بھی کہیں کہ مرد فرض کریں تو پہلی عورت اسکی بھتیجی ہوئی اور بھتیجی سے
 نکاح حرام ہو اور اگر خالہ کو مرد فرض کریں تو وہ عورت اسکی بھانجی ہوئی اور بھانجی سے نکاح حرام ہو اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کریں
 تو وہ عورت اسکی بھوپھی ہوئی اور بھوپھی سے نکاح حرام ہو اور اگر بھانجی کو مرد فرض کریں تو وہ عورت اسکی خالہ ہوئی اور
 خالہ سے نکاح حرام ہو اور اگر پہلی عورت کو مرد فرض کریں تو نکاح بھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے لازم آتا ہے اور نکاح
 ان سب سے حرام ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جمع کیا جاوے گا درمیان عورت کے اور
 اوسکی بھوپھی کے اور نہ درمیان عورت کے اور اوسکی خالہ کے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور روایت کیا اوسکو
 ابو داؤد و ترمذی و دارمی نے اور انہیں یہ کہ نہ نکاح کی جائے عورت اپنی بھوپھی پر اور نہ بھوپھی اپنی بھتیجی پر اور نہ عورت
 اپنی خالہ پر اور نہ خالہ بھانجی پر نہ نکاح کی جائے بڑی یعنی خالہ اور بھوپھی چھوٹی پر یعنی بھانجی اور بھتیجی پر اور نہ چھوٹی بڑی پر
 اور خالہ اور بھوپھی کو بڑا اسواسطے ارشاد فرمایا کہ اکثر وہ سن میں بڑی ہوتی ہیں اور بھتیجی اور بھانجی چھوٹی ہوتی ہیں یا وہ مرتبہ
 میں بڑی ہیں اور صحیح کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور روایت کی بخاری نے جابر سے مانند اسکے اور اس باب میں روایت
 بخاری بن عباس سے اخراج کیا اوسکا احمد و ابو داؤد و ترمذی اور ابن حبان نے کہ مکروہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جمع درمیان بھوپھی اور خالہ کے اور درمیان دو خالہ و دو بھوپھی کے اور ابو سعید سے روایت کیا اوسکو ابن
 ماجہ نے اور علی بن زینب سے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور ابن عمر سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور بہت صحابہ و
 سے مروی ہے اس باب میں اور باعث اسکا یہی ہے کہ ان سب عورتوں میں آپس میں علقہ رحم ہو اور یہ بسبب نکاح کے
 شاید منقطع ہو جائے کیونکہ اکثر صورتوں میں عداوت و حسد و عناد رہا کرتا ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے قول آنحضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم کاذًا فَعَلْتُمْ كَذْلِكَ قَطَعُوا رَحِمًا مَعْنً یعنی جس وقت یہ تم نے کیا سو قطع کیا تم نے امن کے رشتوں کو
 روایت کیا اوسکو ابن حبان اور ابن عدی نے حدیث ابن عباس سے اور روایت کی ابو داؤد نے فراسیل
 میں عیسیٰ بن طلحہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیجا و بھوت اپنے قرابت دار پر بسبب خوف
 قطع رحم کس اگر نکاح کیا وہ بنوں سے ساتھ و عقداؤں کے اور بھول گیا کہ اول کس سے عقد کیا تھا تو درمیان
 خاوندان و دو بہنوں کے جدائی کرانی جاوے گی فایہی تافضی تفریق کرادے گا ص اولوں و دونوں کو آدھا
 مہر لے گا ص اسواسطے کہ دوسرا نکاح تو باطل ہے اور پہلا نکاح صحیح ہے اور معلوم نہیں کہ کون اول ہے تو اوس مہر کو
 دونوں میں تقسیم کرینگے ایک بیع ایک کو اور ایک بیع دوسرے کو ص اور اگر ایک ہی عقد میں دونوں کا نکاح کیا
 تو دونوں کا نکاح باطل ہوا اور کچھ مہر واجب نہوگا اور نہ دست ہی جمع کرنا درمیان عورت کے اور اوس کے خاوند کی
 دختر کے ساتھ دھو تیکہ نہ دختر اوس عورت کے ہونے کیونکہ اگر اوس عورت سے ہوگی تو مہر کی رعیت ہو جاوے گی

اور یہ ہے نکاح حرام ہے کہ چہرہ جو ان دونوں میں ہر فرض کرینگے اور کسی دوسری عورت حرام ہوگی اس واسطے کہ اگر دختر کو موم فرض کریں تو وہ عورت اس کی مان ہو اور اگر عورت کو موم فرض کریں تو وہ اس کی بی بی ہو **ص** اس واسطے کہ اگر وہ دختر کو موم فرض کرے تو تو نکاح اس کا عورت حرام ہے کیونکہ وہ باپ کی بیوی ہے لیکن اگر اس عورت کو موم فرض کریں تو یہ دختر اور پھر حرام نہیں اور جائز نکاح کتابیہ یعنی یہودی اور نصرانی عورتوں سے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ اور کچھ فرق نہیں درمیان اس بات کہ لونڈی ہو یا آزاد اور جن لوگوں نے خنیفہ سے انکو شکر کیا ہے نکاح کے حرام قرار دیا ہو وہ غافل ہیں مسائل کتب فقہیہ سے کیونکہ خنیفوں کی کتابوں میں نصیر ہے کہ گو کہ وہ نصاریٰ اور یہود قائل ہیں حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیرا سے بیٹے ہیں لیکن پھر بھی وہ مشرکین سے جدا ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جدا کیا اونکو مشرکین سے اور کفارے میں ہے کہ خنیفہ نے نکاح کیا ایک یہودی سے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی **ص** اور صاحبیہ سے جب کسی نبی پر ایمان رکھتی ہو اور کسی کتاب کا اقرار کرتی ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز نہیں اور بعضوں نے کہا کہ یہ خلاف بتنی ہے تفسیر صاحبیہ پر تو ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ صاحبی اہل کتاب ہے اس واسطے نکاح جائز ہو اور صاحبین نے کہا کہ وہ ستارون کو مستثنیٰ کرتے ہیں اور انکی کوئی کتاب نہیں اس واسطے اونکے نزدیک نکاح نہیں جائز ہے اور ایسے ہی اختلاف کیا صاحبین کی تفسیر میں صاحب نے کہا عمر اور ابن عباس نے کہ وہ اہل کتاب میں سے ہیں تو عمر نے کہا کہ حلال ہو ذبیحہ اونکا اور کہا ابن عباس نے کہ نہیں ست ہر نکاح اون سے اور کھانا اونکے فیجے کا اور کہا مجاہد نے کہ وہ ایک قوم ہر طرف شام کے درمیان یہود اور مجوس کا اہل کتاب ہے اور کہا طبری نے کہ وہ درمیان یہود و نصاریٰ کے ہیں اور کہا قتادہ نے کہ وہ چڑھتے ہیں زبور کو اور عبادت کرتے ہیں ملائکہ کی اور نماز پڑھتے ہیں کعبہ کی طرف اور ہر دین میں سے کچھ کچھ لے لیا ہے **ص** اور اگر ستارون کی پرستش کرتی ہو اور اسکی کوئی کتاب نہ ہو تو اس سے نکاح جائز نہیں **ف** اس واسطے کہ وہ اس صورت میں مانند مشرکین کے ہیں جیسے مجوس آتش پرست وغیرہ اور انکی عورتوں سے نکاح حرام ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ لَنْ يَكُنِيَ الْمُشْرِكُ كَاتِبًا كَتَبَ يَوْعُوقُ اور نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ ایمان لاوین اور نہ مایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سَنَوُا هَذِهِ سُنَّةَ أَهْلِ الْكِتَابِ عَلَى نِكَاحِ نِسَائِهِمْ وَلَا الْكَلْبِ ذَبَاكُمُوهُو یعنی چلو تم اونسے یعنی مجوس طریقہ اہل کتاب کو یہ کہ نہ نکاح کرنے والے ہو انکی عورتوں سے اور نہ کھانے والے ہو انکے ذبائح کو اور یہ حدیث پہلچہ میں ہے کہ زبیری نے تخریج میں اسکی قلت غریب بهذا اللفظ یعنی اس لفظ سے غریب ہے لیکن روایت کی عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حسن بن محمد بن علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا طرف مجوس جو کہ پیش کرتے تھے اونہر اسلام کو کہ جو اسلام لاوے قبیل کیا جاوے اس سے اور جو نہ اسلام لاوے اس پر خزیہ باندھا جاوے نہ نکاح کرنے والے ہو انکی عورتوں سے اور نہ کھانے والے ہو فیجے اونکے کہا ابن القطان نے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور اسکی اسناد میں قیس بن مسلم باور کیا حفظ اسکا اور روایت کی ابن سعد نے طبقات میں عبدالسید بن عمرو سے تحقیق کہ سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا طرف مجوس جو کہ پیش کرتے تھے اونہر اسلام کو تو اگر انکا کوئی



متعجب نہ اخل مجھے سمجھنے میں ہر شے کے گھر سے بیان تک کہ منع کیا جاتا ہے اس روایت کی قاز فیہ
اپنی سند سے جاہل ہے ایک حدیث میں کہ خطیب پڑھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں اور شکی
الہد پر اور منع کیا متعدد سے اور روایت کی بخاری و مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ابن عباس رضی
اللہ عنہما کہ فرمایا کرتے ہیں متعین ہو کہما چھوڑ دے ایہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا لوگوں
سے دن خیر کے اور گدھوں کے گوشت کھانے سے اور ایک روایت میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منع کیا کہ انھوں
نے واسطی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تو مروی کہ انھوں نے اور بہت سے آثار اور احادیث حرمت متعین و وارد ہوئی ہیں اور
روایت کی عبد الزراق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طلت متعکلا اور قوی میا ساتھ اسکے بعض تابعین نے مثل
ابن جسیج اور طاووس اور عطاس کے اور عید بن جسیج اور فقہائے کبار نے اور کہا اور اجماعی سے کہ ترک کیا جاویگا
قول اہل جہاز سے متعدد اس کا اور قول اہل مدینہ سے طلت وظی فی الدرب کی روایت کیا اسکو حاکم نے علوم الحیث
میں اونسے اور حدیث میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رجوع کی اوس سے روایت کی یہی ہے زہری سے کہ انھوں نے
کہا نہیں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان تک کہ رجوع کی انھوں نے قتبے اپنے سے در باب طلت متعکلا اور ایسا ہی کر لیا
نے صحیح میں اور حدیث کی تردید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تھا استدلال اسلام میں کہ آتا تھا ایک شخص شہر میں اور اسکو
شہر سے معرفت نہ تھی تو نکاح کر لیتا تھا عورت سے جب تک جاتا تھا میں کہ یہ غیر ہو گیا تو وہ عورت اسکو
مال کی حفاظت کرتی تھی اور اسکی چیزوں کو درست کرتی تھی بیان تک کہ نازل ہوئی یہ آیت اللہ علیہ السلام
اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمَانُكَ سَوَاحِبُ مَرْحٍ سَوَا انکے حرام ہو اور ولایت کی ابو حوانہ نے رجوع ایہ خبیث کی بھی فقہ سے
توضیح کی ہے زہری میں ہے کہ اصل اور نکاح موقت یعنی اسطرح کہ کہ نکاح کرنا ہوں میں تجھے ساتھ لاتے ہوں کہ
مدینہ تک یا دین تک ف اسواسطے کہ یہ بھی معقول میں متعدد سے ہے اور زہری کے نزدیک درست ہے

باب اولی اور کفو کے بیان میں

جائزہ نکاح عورت مکلفہ یعنی عاقلہ بالغہ کاف بکر و بایثب ص اگرچہ غیر کفو سے ہو غیر فاضل ہونے ولی کے
اور ولی کو درست ہے کہ فاضلی سے کہ مکلفہ کفو سے جب غیر کفو سے ہو اور روایت کی حسن نے ابو حنیفہ سے
کہ نکاح ساتھ غیر کفو کے جائز نہیں اور اسی پر قتوی ہوا فاضلی خان کا اور ایک روایت میں امام ابو یوسف سے نکاح
نہیں منع ہوتا ہے کہ ساتھ ولی کے اور نزدیک محمد بن حنفیہ کے منع ہوا اور قوت رہیگا اجازت ولی پر فاضلی کو ولی
چاہے روایت کے اور چاہے نہ کرے ص اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک نکاح ایہ منع ہوتا ہے ساتھ عبادت
عورتوں کے ف بایں یہ کہ یہاں نکاح کہن یا اپنی بیٹی کا یا اپنی بیٹی کا دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ فاضل اس
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی کے پس نکاح او اسکا باطل ہے پس نکاح او اسکا باطل ہے
پس نکاح او اسکا باطل ہے اگر داخل ہو اسکو ساتھ تو اس طرح کے واسطے سے یہ حدیث اطلاق ہے
فرج کا تو اگر اختلاف کیا انھوں نے تو بادشاہ ولی ہو اسکا جسکا کوئی ولی نہیں ہوتا کیا اسکو نکاح میں ہے

ابن جریر سے انھوں نے سلیمان بن موسیٰ سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عمرو سے انھوں نے حضرت عائشہ سے اور حسن کہا اور سکو ترمذی نے کہا **حدیث** ثنا ابن ابی عمران قال اخبرنا یحییٰ بن معین ابن عیینہ عن ابن جریج انه قال لکفایت الزهری قال کتب عن هذا الحدیث فانکما یعنی کہا ابن جریر نے کہ ملاقات کی سینے زہری سے سوغیر کی سینے انکو اس حدیث کی پس انکار کیا زہری اسکا اور روایت کی ترمذی اور ابن داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَالشُّطَّانَ وَلِيٍّ مِّنْ لَا وَرَیْكَ** یعنی نہیں ہر نکاح بغیر ولی کے اور بادشاہ ولی ہو اسکا جسکا کوئی ولی نہیں اور سناد میں اسکی حجاج بن ارطاط ضعیف ہے اور روایت کی واقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نکاح ہر بغیر ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور سناد میں اسکی یزید بن سان اور بابہ کے دونوں ضعیف ہیں کیا انکو سنادی اور احمد وغیرہ نے اور روایت کی واقطنی نے حضرت عائشہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور میں نکاح میں چار چیزیں ولی اور زوج اور دو گواہ اور سناد میں اسکی نافع بن میسر بن خطیب مہول ہے اور روایت کی احمد نے ابی موسیٰ سے انھوں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے **لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ** نہیں نکاح ہر بغیر ولی کے اور روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نکاح ہر بغیر ولی کے اور بادشاہ ولی ہو اسکا جسکا کوئی ولی نہیں روایت کیا اسکو احمد نے طریق حجاج بن ارطاط سے اور وہ ضعیف ہے اور ایک اور طریق سے اور ابی بن عدی بن الفضل اور عبد اللہ بن عثمان دونوں ضعیف ہیں اور روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیہ و عورتیں میں کہ نکاح کر لیتی ہیں اپنا آپ نہیں ہر نکاح مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہوں کے اور ہر کے تھوڑا ہوا بہت روایت کیا اسکو ابن ابی حوزہ اور سناد میں اسکی ناس ضعیف ہے ضعیف کیا اسکو یحییٰ نے اور کہا ابن عدی لا نساوی شیئا اور روایت ہے ابن مسعود اور ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نکاح ہر مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور حدیث ابن مسعود میں کہ بن بکاء کہ یحییٰ نے کچھ نہیں اور عبد اللہ بن محرز کہ واقطنی نے متروک ہے اور حدیث ابن میں ثابت بن زبیر کہ حدیث ہے ایسا ہی کہا ابو حاتم نے اور کہا ابن حاتم کہ لا یستحب بہ نہیں حجت بکری جاوگی ساتھ اس کے اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **لَا يَزْوِجُ الْمَرْأَةَ وَلَا يَزْوِجُ الْمَرْأَةَ نَفْسَهَا فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي يَزْوِجُ نَفْسَهَا** یعنی نہ نکاح کرے عورت عورت کا اور نہ نکاح کرے عورت اپنا پس تحقیق کہ زانیہ وہ عورت ہے جو نکاح کرے اپنا روایت کیا اسکو واقطنی نے دو طریقوں سے ایک کی اسناد میں حسن احسن ہے اور دوسری کی اسناد میں سلم بن ابی سلم ہے اور دونوں نہیں بچانے جاتے اور روایت ہے جابر سے مرفوعاً نہیں نکاح ہر مگر ساتھ ولی مرشد کے اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اسکو ابن ابی حوزہ نے اور اسکی اسناد میں محمد بن عبد اللہ عزیزی کہ ایسا ہی ہے یحییٰ نے متروک ہے نہیں لکھی جاوگی حدیث اسکی اور تھے اسکی اسناد میں قطر بن یحییٰ ضعیف ہے اور روایت ہے جابر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے نکاح کیا اپنا آپ بغیر ولی کے

حجاج بن ارطاط

یزید بن سان

ابو حوزہ

عبد اللہ بن عثمان

ناس

ابن مسعود

ابن ثابت

حسن

ابن مسعود

عزیزی

نکاح

نکاح

نکاح

نکاح

سو وہ زانیہ ہو اگرچہ کیا اوسکا دل قطعی نہ ہو اور اوسکی اسناد میں ابو عصفہ اسم بن ابی مریم کو لکھا بھی ہے کچھ نہیں اور
 کہا اور قطعی نہ ہو اگرچہ جسے شافعی کے مذہب کی تھیں اور خفیہ حجت پر کئے تھے میں ساتھ قول اللہ تعالیٰ
 کے کھلی تہنیک کہ من قضا انکذا کیونکہ نسبت نکاح کی اس میں طرف عورت کے ہے اور حدیث ابن عباس کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت نے خاوند کے عروہ یا وہ مقدار اپنی ذات پر ولی اپنے سے اور کسی سے اذن لیا جاویگا
 اور اذن اوسکا سکوت ہو روایت کیا اوسکو سلم اور مالک اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور حدیث نہایت
 صحیح ہے اور حدیث ابی سلم بن عبد الرحمن سے کہا کہ آدمی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کما تحقیق کہیر
 بابت نکاح کیا میرا ایک شخص سے اور میں ناراض ہوں سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے ایک کو نہیں نکاح
 ہو واسطے تیرے جانکاح کر جس سے چاہے تو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن مرسل
 نزدیک ہمارے تحت ہے اور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ داخل میں اوپر سو کہا کہ میرے بابت نکاح کیا میرا
 اپنے ہی تحقیق سے تاکہ بڑھے حسب اوسکا اور میں مکرہ رکھتی ہوں سو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم خبر کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ نے کہا ابھی طرف اوسکے باپ کے اور دیا اختیار قتا وہ کو سو کہا قتا وہ نے اور
 رسول اللہ تحقیق کہ اجازت دی مینے اوسکی جو میرے باپ کے کیا اور نہیں ارادہ کیا مینے مگر یہ کہ آگاہ کروں میں عورتوں کو کہ
 نہیں ہو اوپر اوسکے باپوں کا اختیار روایت کیا اوسکو نسائی نے اور وجہ استدلال کی اس حدیث سے یہ کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا قتا وہ کے قول پر کہ باپوں کا کچھ اختیار نہیں تو حدیث میں معارض ہیں حدیث حضرت عائشہ
 کو جو پہلے مذکور ہوئی اور حدیث کا لنگام لایا ابوالی کو تو ترجمہ حدیث ابن عباس کو ہوگی کیونکہ روایت کیا اوسکو سلم
 اور وہ اصح ہے اور قوی ہے اور سند کے خلاف ان احادیث کے جسے تسک کیا شافعی نے کہ وہ سب غلط ہیں ضعف
 جیسا کہ بیان کیا ہے اوسکو اور تاویل حدیث کا حکم کا ابولی کی یہ کہ نہیں ہو نکاح بطور سنت کے بغیر ولی کے
 اور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمل کرتی ہیں اور بڑوس نکاح کے جو بغیر کفو کے ہو و اللہ اعلم بالتفصیل کی اس کتاب میں گنجائش
 نہیں جو عورت بکری اور بکرا بالغ ہو تو اوپر ولی جبر کر سکتا ہے واسطے نکاح کے اتفاق اور اوپر جماع کیا جائے
 نے ص اور بکرا بالغ ہو ولی کو جبر نہیں ہو بخیر اور انام شافعی کے نزدیک باپ اور دادا کو جبر ہو بخیر اور
 امام شافعی دلیل لاتے ہیں اوس سے جو روایت کی گئی حسن سے مرسل کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہیے
 کہ اذن لی جاوین بکر عورتیں اپنے منفسوں میں پس اگر انکار کریں تو جبر کی جاوین اگرچہ کیا اوسکا ابن ماجہ نے
 اور یہ حدیث مافقہ ہزارے متن اور سند کے لیکن از روے متن کے سوا سوا مسئلہ درمیان اذن لینے اور جبر کے
 تناقض ہے کیونکہ اس وقت متن اذن لینے سے کچھ غلط نہیں اور لیکن از روے سند کے سوا سوا مسئلہ کہ اوسکی سند میں
 عبد الکبیر کہ فرمایا ابن ماجہ نے اجماع کیا محدثین نے اوسکی طعن پر علاوہ اسکے یہ حدیث مرسل امام شافعی کے نزدیک
 مقبول نہیں اور دلیل ہماری حدیث ابن عباس کی ہو ایک عورت بکری کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیان کیا کہ اوسکے
 بابت نکاح کر دیا اوسکا اور وہ ناراض تھی سو اختیار دیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور

اور نسائی اور ابن ماجہ نے ساتھ سند متصل کے اور جلال الدین کے جلال حدیث صحیح کہیں اور وہ جو کہا ہے تھیں کہ جبریل
 نے کچھ نہیں ہوا سہل کے وہ سہل نے بعض طریقوں سے اور سہل نے حجت ہو اور بعض طریقوں سے متصل ہے کہا ابن القطن
 نے حدیث ابن عباس کی صحیح ہے اور نہیں ہے یہ عورت خنساء بنت خدام کہ نکاح کر دیا تھا اور کہا اسکے باپ نے اور وہ
 ثیبہ تھی اور ناراض تھی تو رد کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح اور سکار وایت کیا اور سکو بخاری نے اور کہا
 شیخ ابن الہمام نے ایک روایت میں ہے کہ خنساء بھی بکری تھی اخراج کیا اور سکا نسائی نے لیکن روایت بخاری کی راجح ہے
 اور روایت کی وار قطنی نے حدیث ابن عباس کو تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا نکاح ایک بکر اور ثیبہ نکاح
 کر دیا تھا اون دونوں کا اون کے باپ نے اور وہ دونوں ناراض تھیں اور روایت کی وار قطنی نے ابن عمر سے تحقیق کہ ایک
 شخص نے نکاح کیا اپنی بیٹی کا سو وہ ناراض ہوئی تب دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح اور ایک روایت میں ہے کہ
 عمر رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھین لیتے تھے عورتیں اون کے خاندان سے ثیبہ اور بکر کو بعد اسکے کہ
 نکاح کر دیتے تھے اور نکاحا پ ان کے جب وہ ناراض ہوئی تھیں اس اور روایت کی وار قطنی نے جابر سے تحقیق ایک شخص
 نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا اور وہ بکری تھی بغیر حکم اسکے کہ تو وہ آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور جدائی کر دی اپنے درمیان
 اسکے اور اسکے خاندان کے **ص** اور سہل نے ثیبہ بالغہ پر ولی کو جبریل پوچھا ہے ہاں سے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک
 اور سہل نے پوچھا اور ثیبہ بالغہ پر سب کے نزدیک ولی کو جبریل نہیں پوچھتا اور ہاں سے نزدیک ہر ولی کو جبریل پوچھتا ہے **ف**
 اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح طرف عصبیات کے ہے اور کچھ تعیین نہیں کی اور زیلعی نے نہیں پایا
 اس حدیث کو اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ مروی ہے حضرت علی سے موقوفہ اور مرفوعہ اور ذکر کیا اور سکو سبط ابن العجری
 نے اور نکاح کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حمزہ کی بیٹی کو ساتھ عمر بن ابی سلمہ کے اور وہ صغیرہ تھیں اور ولی کہتے
 ہیں عصبیہ کو اور اسکے بیان آگے آویگا **ص** اور امام شافعی کے نزدیک حیر کسی ولی کو نہیں پوچھتا سوا باپ و اولے کے اگر
 ولی نے بکر سے اذن لیا اور وہ چپ ہی یا ہنسی تو اذن ہو گیا **ف** کیونکہ روایت ابی ہریرہ میں ہے کہ پوچھا صحابہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح ہے اذن بکر کا سو فرمایا ہے اذن اس کا یہ ہے کہ چپ ہے اخراج کیا اور سکا بخاری نے وسلم نے اولیک
 روایت میں مسلم کی ہے **وَالْبُكَرُ مَشْتَمُونَ وَادِّهَا سَكُنُ هَآئِذَا بَكَرَ ذُنَّ لِي جَاوِزِي** اور اذن اس کا سکوت ہے اولیک
 میں ابن ماجہ کی ہے **وَالْبُكَرُ مَشْتَمُونَ وَادِّهَا سَكُنُ هَآئِذَا بَكَرَ ذُنَّ لِي جَاوِزِي** اور اذن اس کا سکوت ہے اولیک
 سے لے کر سہل کے تو وہ رد ہو گا نکاح کا اور اگر اسکو خبر ہو چکی نکاح کی اور وہ چپ رہی تو راضی ہوئی لیکن بشرط ہے کہ خاندان
 کا نام لیا ہو اور اگر خاندان کا نام نہ لیا تو سکوت اس کا رضا نہیں ہے **ف** اس واسطے کہ نکاح صحیح
 ہو جاتا ہے بغیر ذکر مر کے اور اس کا بیان آگے آتا ہے **ص** اور اگر اذن لیا اس کے ولی کے سوا اور کسی شخص نے
 یا ایسے ولی نے کہ دوسرا ولی اس سے زیادہ قریب موجود ہے **ف** جیسے اذن لیا بھائی نے باوجود بھوپ کے کہ انی العتاق
ص تو نہ ہوگی رضا اسکی بیان تک کہ زبان سے کلام کرے جیسا کہ ثیبہ کی رضا بدون کے نہیں ہوتی **ف**
 اس واسطے کہ ہاتھ میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **الْثَّيْبَةُ تَشْأَوُزُ** یعنی ثیبہ مشورہ لیا وگمازیلی نے

مکمل

تحتجہ ہائے میں تحریر ہے **بِهَذَا اللَّفْظِ** اور مشاورہ دونوں طرف سے ہوتا ہے اور اس واسطے کہ شیبہ بولنا کچھ عیب شمار میں کیا جائے اور نسبت بکر کے اسکو یا بھی کم **موص** جو عورت کہ اسکی بکارت کو ہونے سے یا حیض سے یا جراحہ سے یا کلام سالی سے یا زنا سے زائل ہو جاوے تو حکم اسکا حکم بکر کا ہے اس باب میں کہ سکوت اسکا رضا ہے **ف** اور اس طرح رونا اسکا بغیر آواز کے اور مہنس دینا رضا ہے **ص** اگر کسی مرد نے بکارت پر جو بالغ ہو دعویٰ کیا کہ جب تنگ ہو میرے نکاح کی خبر ہو چنی تھی تو تو جیب رہی تھی اور اس عورت نے اسکا انکار کیا اور کہا میں نے نہ کیا تھا تو معتبر قول عورت کا ہے مگر عیب مرد اور اسکے سکوت پر گواہ قائم کرے اور اگر مرد نے گواہ پیش کیے تو اس عورت کو حلف نہ دلاوے **نکاح** اور بیان اسکا کتاب الدعویٰ میں آویگا **ص** اور اگر نکاح کر دیا باپ یا دادا نے اپنے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا اگرچہ شریب ہو تو یہ نکاح لازم ہو گیا **ف** یعنی وقت بالغ ہونے کے انکو اختیار نکاح کے فسخ کا نہیں **ص** اور اگر سوا باپ دادا کے اور کسی دلی نے نکاح کر دیا تو اس لڑکے اور دختر کو جائز نہ ہے کہ جب بالغ ہوں نکاح کو فسخ کریں اگر وہ نکاح کو پہلے سے جانتے تھے اور اگر نکاح کی انکو خبر تھی اور بعد بلوغ کے خبر ہوئی تو جو وقت خبر ہوئی اس وقت بھی جائز نہ ہے کہ نکاح فسخ کریں اور امام شافعی کے نزدیک قبل بلوغ کے سوا باپ اور دادا کے کسی کو نکاح کر دینا درست نہیں اور جب لڑکی بالغ ہوئی اور وہ بکر تھی اور اسکو نکاح کی خبر تھی اور چپ رہی تو سکوت اسکا رضا ہو جاوے گا اور اگر نکاح کی اسکا خبر نہ تھی تو اسکو اختیار ہے بعد خبر ہونے کے اور جب خبر ہو چنی اور وہ چپ رہی تو سکوت اسکا رضا ہو گیا اور اس خبر کا نام خیار البلوغ ہے **ف** اور اگر وہ عورت شیبہ تھی اور بالغ ہوئی تو سکوت اسکا رضا ہوگا **ص** اور اختیار بکر کا جب بالغ ہو گئی اور اسکی آخر ٹھیک تک باقی نہ رہیگا خواہ پہلے سے نکاح کی اسکو خبر ہو یا بعد بلوغ کے خبر دار ہو **ف** صورت مسئلے کی یہ ہے کہ اگر دلی نے نکاح عورت نابالغہ کا کر دیا اور وہ بالغ ہوئی اور اسکو خبر تھی نکاح کی یا بعد بلوغ کے خبر ہو چنی اور وہ ساکت رہی تو رضا ہو جاوے گی اور جب تک کیساں بیٹی رہی اختیار باقی نہ رہیگا بلکہ بعد خبر اور بلوغ کے اختیار ہے اور بعد اسکے سکوت رضا ہے اور پھر اختیار باقی نہیں رہیگا **ص** اگرچہ وہ بکر اس بات کو جانتی ہو کہ مجھ کو بعد بلوغ کے یا خبر ہو چنے کے اختیار ہے فسخ نکاح کا برخلاف لونڈی شوہر داد کے لاوے اسکو اگر مالک آزاد کر دیا اور اسکو معلوم تھا کہ بروقت آزادی کے عورت کو اپنے خاوند سے اختیار نکاح کے فسخ کا ہے تو یہ حد شمار کیا جاوے گا **ف** یعنی پھر بروقت معلوم ہونے اس مسئلے کے اسکو نکاح کا فسخ ہو چتا ہے اگرچہ لونڈی وقت آزادی کے چپ رہی ہو بخلاف بکر خمرہ کے کہ پھر وقت معلوم ہونے مسئلے کے بعد اس بات کے کہ وقت بلوغ یا خبر دار ہو چپ رہی ہو اسکو اختیار فسخ کا باقی نہیں ہے **موص** اور لونڈی کا جمل اس واسطے مقبول ہے کہ اسکو خدمت مولا وغیرہ فراغت نہیں ہوتی کہ علم کے برخلاف اون عورتوں کے جو حرۃ الاصل ہیں یا پہلے کی لونڈی تھیں پھر آزاد ہو گئیں کیونکہ طلب علم فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر **ف** کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کرو عالم اگرچہ چین میں ہو اس واسطے کہ طلب علم کی فرض ہے ہر مسلمان پر اور کہا ملا علی قاری نے کہ ایک روایت میں ہے کہ ہر مسلمان مرد پر اور مسلمان عورت پر سنتی اور افعال کیا اس حدیث کا عقیدہ ہے اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن ماجہ میں ساتھ اس لفظ کے

جن کی

یعنی عرب کفو ہیں بعض بعض کے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور موالی کفو ہیں بعض بعض کے ایک مرد دوسرے مرد کا کفو اور حجام اور دوسلی اسناد میں ایک راوی ہے کہ اس کا نام نہیں لیا گیا اور منکر جانا اس کو ابو حاتم نے کہا شیخ ابن حجر نے اس کا ایک شاہد ہی نہیں دیا روایت کیا اس کو معاذ بن جبل سے اور سند اس کی منقطع ہے اور ایسا ہی کہا زبیری نے تخریج ہادی میں اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کفو ہیں ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور عربی عربی کا اور مولانا کا مکر جلاہد اور حجام اور اخراج کیا اس کا ابن ابی حوزہ نے عمل متناہی میں اور اسناد میں اس کی عقبہ میں ہے اور محمد بن الفضل طعن کیا گیا ہے اس میں اور اخراج کیا اس کا ابن عدی اور وہ بھی ضعیف ہے اور نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو بیٹیوں کا حضرت عثمان سے اور وہ ابویہ تھے اور حضرت علی نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا حضرت عمر سے اور وہ عذی تھے اور قریش سے جو نصر بن کنانہ کی اولاد میں ہے اور لیکن جو لوگ کہ نصر سے اور یوگوئی اولاد میں ہیں وہ قریش نہیں اور کفایت عرب میں اس واسطے خاص ہے کہ عرب کے لوگوں نے اپنے نسب نفع کر دیا یعنی اپنے غیر قبیلہ میں شایان کر کے **ص** اور اہل عجم میں کفایت عجمی اسلام کے ہے تو جس کے باپ اور دادا فقط مسلمان تھے وہ کفو ہے اس عورت کا جس کے باپ اور دادا اور پردادا وغیرہ بھی مسلمان تھے **ف** حاصل یہ ہے کہ اسلام میں نسب تمام ہوتا ہے ساتھ باپ اور دادا کے جس کے باپ دادا فقط مسلمان وہ کفو ہے اس عورت کا کہ جب تک ولایت زیادہ اصول مسلمان **ص** اور جو شخص کہ خود اسلام لایا ہے وہ کفو نہیں اس کا جس کا باپ مسلمان ہے اور جو شخص کہ اس کا باپ فقط مسلمان تھا وہ کفو نہیں اس کا جس کے باپ اور دادا بھی مسلمان تھے اور باعتبار ارادی کے تو غلام یا جو پہلے غلام تھا اور آزاد کر دیا گیا کفو نہیں اس عورت کا جو اصل سے آزاد ہے اور اسی طرح جس شخص کا باپ غلام تھا **ف** یعنی آزاد **ص** تھا کفو نہیں جس کے باپ اور دادا دونوں آزاد تھے اور باعتبار دیانت کے تو مرد فاسق کفو نہیں اس عورت کا جو نیک بخت شخص کی بیوی **ف** نیک بخت شخص کی قید اس واسطے لگائی کہ اکثر نیک بختوں کی بیویاں بھی نیک بخت ہوتی ہیں اور اگر نیک بخت نہ ہوں فاسق ہوں تو فاسق اس کا کفو **ص** اگرچہ وہ فاسق اپنے فسق کو ظاہر نہیں کرتا ہے اور یہی مختار ہے شیخ ابی بکر احمد بن فضل کا اور بعض شایع کے نزدیک اگرچہ وہ فاسق فسق کے کاموں کو ظاہر کرتا ہو تو کفو ہو جاوے گا نیک بخت مرد کی بیوی کا اور باعتبار مال کے تو جو شخص عاجز نہ ہو **ف** عاجل اس عمر کو کہتے ہیں جو وقت نکاح کے لیا جائے اور مہمل جو بعد نکاح کے ہو **ص** اور نفقے سے تو وہ کفو نہیں اس عورت کا بھی جو فقیر ہو اور نہ اس عورت کا جو غنی ہو **ف** اور جو شخص کہ قادر ہے مہمل اور نفقے پر تو وہ کفو ہے اس عورت کا بھی جو بہت مالدار ہے کیونکہ مال فنا ہونے والا ہے تو جو مال قدر واجب رائد ہے اس کا اعتبار نہیں **ف** اور نفقے کا بیان آگے آویگا **ص** اور باعتبار پیشے کے تو جو لاہر اور حجام اور چنگی اور چار کفو نہیں ہے عطار اور نزار اور صراف **ف** اور یہی مذہب صاحبین کا ہے اور امام ابو حنیفہ سے دو روایتیں ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ عجم ہر عورت کا اور شرف **ص** اور اگر نکاح کیا عورت نے اپنا کم پر مہر **ف** یعنی اتنے مہر سے جیسے پانچ سو کے عجمین سیاہی جاتی ہیں **ص** تو بولی کو تعرض ہو چتا ہے ہر سال تک مہر پورا ہو جاوے یا نہ ہو جاوے

فصل نکاح فضولی اور وکالت نکاح میں

نکاح فضولی موقوف ہے اور اجازت اس شخص کے بسطرف سے وہ فضولی ہے یعنی اگر کسی شخص نے کسی مرد یا عورت کا
 اذن اس کے نکاح کر دیا نکاح جائز ہے اور موقوف رہیگا اونکی اجازت پر **ف** اگر اجازت دینکے تو نکاح صحیح ہو جاوے گا
 ورنہ نہ آجاتا چاہیے کہ جو شخص اپنے ساتھ نکاح کرے وہ شرع میں مہمل کہلاتا ہے اور جو کسی دوسرے کا نکاح کرے
 پس اگر اسکے اذن سے نکاح کر لیا ہو تو وہ وکیل کہلاتا ہے اور اگر بغیر اذن کے نکاح کر لیا ہو پس اگر دونوں میں نہ
 قرابت ہو جو کہ ولایت نکاح میں معتبر ہے تو وہ ولی کہلاتا ہے ورنہ وہ مقبول ہے **ص** اور اسی طرح اگر مرد اور عورت دونوں
 دو فضولیوں نے نکاح کر دیا بغیر انکے اذن کے تو نکاح جائز ہو گا اور موقوف رہیگا اونکے اذن پر **ف** تو اگر
 دونوں نے اذن دیا تو نکاح صحیح ہے اور اگر دونوں یا ایک نے انکار کیا تو نکاح باطل ہے **ص** اور مالک جو کہتا ہے
 ایک شخص جو فضولی نہ ہو کسی طرف سے دونوں جانب نکاح کا یعنی ایک بائ قبول کا اور دونوں کی بات کہنے
 کی حاجت نہیں رہتی تو جیسا کہ ایک شخص وکیل ہو اور مرد اور عورت کی طرف سے اور کہا اس نے کہ نکاح کر دیا میں نے عرض کیا
 اس میں سے کافی ہوتا ہے یعنی پھر یہ کہنا ضرور نہیں کہ قبول کیا میں نے **ص** اور اسکی کئی صورتیں ہیں اول یہ
 کہ وکیل اور ولی دونوں ہو جیسا کہ چچا کا بیٹا نکاح کرے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ ہو اس نے ساتھ **ف** تو
 چچا کا بیٹا وکیل بھی ہے یعنی اپنا نکاح کر رہا ہے اور ولی بھی ہے اپنے چچا کی بیٹی کا **ص** دوسری کہ وکیل اور وکیل دونوں
 ہو جیسا کہ کسی عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ وہ اس عورت کو اپنے ساتھ نکاح کرے تیسری یہ کہ دونوں
 طرف سے ولی ہو **ف** جیسا کہ اپنی دختر کا یا لڑکے کا نکاح اپنے بھتیجے یا بھتیجی سے کرے **ص** چوتھی یہ کہ
 دونوں طرف سے وکیل ہو **ف** جیسے ایک عورت ایک شخص کو اپنے نکاح کے واسطے وکیل کرے اور کوئی
 مرد بھی اسکی کو اپنے نکاح کی واسطے وکیل کرے **ص** پانچویں یہ کہ ایک طرف سے ولی اور دوسری طرف سے
 وکیل ہو **ف** جیسے ایک شخص کو کسی مرد نے وکیل کیا اپنے نکاح کا اور اس نے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ ہو
 شخص سے نکاح کر دیا **ص** اور جائز نہیں کہ ایک شخص مالک ہو جاوے دونوں طرف کو نکاح کے یعنی ایک بائ قبول کو
 اور وہ فضولی ہو جیسے کہ وکیل اور فضولی ہو **ف** جیسا کہ کہنے نکاح کیا میں نے فلاں عورت سے گواہ رہو تم اور اس
 عورت کو خبر ہو چکی اور اس نے اجازت دی تو نکاح باطل ہے **ص** یا ولی ہو ایک طرف سے اور فضولی ہو دوسری طرف
 سے **ف** مثلاً یوں کہے کہ نکاح کیا میں نے اپنے چچا کی بیٹی کا فلاں نے سے اور اس فلاں کو خبر ہو چکی اور اس نے اجازت
 دی تب بھی نکاح باطل ہے **ص** یا ایک طرف سے وکیل ہو اور دوسری طرف سے فضولی ہو **ف** مثلاً یوں کہے
 وکیل کیا عمر کو کہ میرا نکاح کرے اور اس نے گواہوں کے سامنے کہا گواہ یہ نکاح کر دیا میں نے فلاں عورت سے
 اس عورت کو خبر ہو چکی تو اس نے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہے **ص** یا دونوں طرف سے فضولی ہو **ف** مثلاً
 یوں کہے کہ نکاح کر دیا میں نے فلاں مرد کا فلاں عورت سے گواہوں کے سامنے اور وہ دونوں شخص غائب ہیں
 اور پھر ان دونوں نے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہے **ص** اگر کسی نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ تو میرا نکاح کرے

نکاح

کسی عورت سے اور اسے اسکا نکاح کر دیا کسی شخص کی لوثی سے صحیح ہوا **ف** کیونکہ اس نے مطلق عورت کہا تھا حترہ کی قید نہیں لگائی تھی **ص** اور باپ کو اور داد کو وقت نمونے باپ کے درست نکاح کر دینا **ج** ولذا بالغ کا لڑکی ہوا لڑکا ساتھ غبن فاحش کے مہر میں **ف** یعنی اسکا مہر مثل مثلاً ہزار درہم ہی اور باپ پر دانے نکاح کر دیا اسکا پانچ سو روپیہ **ص** اور غیر نفوسے تو اب دن دو لون کو بعد بلوغ کے اختیار نسخہ کا نہیں اور اگر سوا مان باپ اور کسی نے نکاح کیا ہو تو اوکو بوجہ بیاہی کہ بعد بلوغ کے نسخہ میں اور اگر کسی شخص نے حکم کیا کہ کسی کو مہر واسطے ایک عورت نکاح میں لاوے اور اسے نکاح کیا اسکا دو عورتوں سے ایک ہی عقد میں دو لون عقد جائز نہیں اور اگر نکاح کیا دو عورتوں سے ساتھ دو عقدوں کے تو اول عقد درست ہو اور دوسرا درست ہو

باب مہر کے بیان میں

اقل مہر کم دس درہم میں ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک جو چیز قیمت دار ہو وہ صالح مہر کی ہے برابر ہر قیمت اوسکی دس درہم ہو یا زیادہ یا کم **ف** کما صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے مہر کم دس درہم سے اور یہ حدیث اور پر گزری روایت کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے جابر سے کہا ابن الجوزی نے روایت کیا ہے اس حدیث کو کتنے طریقوں سے اور مدار اس حدیث کا مشہور بن عبید بن جابر کہا احمد بن حنبل نے مشہور نہیں احادیث اوسکی موضوع میں کذب میں اور وہ بتا ہا یہ حدیث کو اور کہا دارقطنی نے کاذب ہے اور کہا اہل حسان نے روایت کرنا یہ موضوعات کو ثقات سے کہا شیخ ابن الہمام نے اس حدیث کا ایک شاہد ہے کہ قوی کرنا ہو اسکو وہ جو روایت کی گئی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفہ نہیں قطع کیا جاوے گا ہاتھ کم میں دس درہم سے اور نہ مہر کم دس درہم سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے سنن میں اور بیہقی نے اور کہا محمد نے موطا میں کہ پونچھا ہکو یہ حضرت علی اور عبید اللہ بن عمر اور عامر اور ابراہیم رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اسکو اپنے ہناد سے شرح میں اوسکی طحاوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حدیث علی بن داود از دی ہے روایت کی اوسے شعبی سے اوسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا یحییٰ بن معین نے اور حدیث اوسکی کچھ نہیں اور شعبی نے نہیں سنا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعض طریقوں میں اوسکے غیاث بن ابراہیم کہ اہل اور بخاری اور دارقطنی نے غیاث بن ابراہیم متروک ہے اور کہا یحییٰ نے کذاب ہے اور کہا ابن حبان نے وضع کرنا ہے احادیث کو اور روایت کی بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے اقل درجہ اسکا کہ حلال ہو جاوے اوس سے عورت دس درہم میں روایت کیا اسکو ابن عبد البر نے اور روایت کیا حدیث جابر کو بیہقی نے سنن کبیر میں بہت طریقوں اور غلط کہ بہت طریقے ضعیف ہوتے ہیں تو حدیث حسن ہو جاتی ہے باوجود اسکے کہ مؤید ہوں اسکے آثار صحابہ و تابعین اور اہل مالک کے نزدیک اقل درجہ مہر کا پانچ درہم میں اور یہ بھی مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لیکن ہناد میں اوسکی حسن بن دینا متروک ہے اور کذاب کہا اسکو ابو حاتم نے اور امام شافعی کی دلیل میں بہت میں صحاح میں کو میں ابو یوسف کے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سہل بن سعد کے تلاش کرنا اگرچہ لکھو ٹھی ہو لو ہے کی پھر نکاح کیا اسکا بدلے

نکاح

داود از دی

غیاث بن ابراہیم

حسن بن دینا

تیسرا عمر آن کے اخراج کیا اور سکا بخاری و مسلم نے اور جواب دے سکا یہ کہ بیضا نض من سے تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا کہ روایت کی سعید بن منصور نے ابو نعیمان از دی سے کہ نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا اور ایک سیرت قرآن کے اور فرمایا کہ نہوگا پھر ہر کسی کے واسطے بعد تیرے اب تفصیل کتب مبسوط میں ہر فصل آمد اگر دوسرے ہم سے کم مہر باندھا تو دس درہم دینا چڑھ گئے ف اس واسطے کہ وہ عورت راضی ہوگئی دس سے کم تین لیکن حکم شرع کا فاسد کرتا ہے اور سکو تو لازم آویگا اقل درجہ مہر کا اور وہ دس درہم ہیں ص اور اگر دس درہم معین کیے یا دس زیادہ بنتنا میں کیا او تنہا دینا پڑیگا صحبت کرنے سے خواہ خاوند جو رد ایک کے مر جانے سے ف یعنی اگر کوئی خاوند یا جو رد میں سے مر گیا تو بنتنا مہر معین ہر وہ لازم ہوگا کیونکہ فرمایا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس شخص میں کہ نکاح کیا اس نے ایک عورت اور وہ مر گیا بغیر وطی کے اور اس کا مہر نہیں معین کیا کہ اس کو مہر ہی کامل اور عورت بہ عدت ہو اور اس کو میراث بھی ہو کیا معتدل بن سنان کہ سنائیتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی حکم فرمایا تھا غرض یہی داشتق میں روایت کیا اس کو ابو داؤد وغیرہ نے اور روایت کی امام مالک نے مؤطا میں عبد اللہ بن عمر سے کہ کہیں عہد مہر واسطے اسکے اور یہی حکم کیا زید بن ثابت نے اور عباس سے واسطے حدیث مرفوعہ معتدل بن سنان کی کیونکہ جب جنہوں میں نہوا اور دلایا گیا تو جب معین ہوگا تو بطریق اولیٰ دلایا جاویگا ص اور اگر طلاق سے دیا قبل وطی کے باخلوت صحیح کے تو نصف مہر لازم آتا ہے ف کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِنْ طَلَقْتُمْ قُلُوبَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمْسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرْصَةً فَرَصَةٌ مِمَّا فَرَضْتُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ فَرْصَةٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِيَّاهُنَّ أُفْرِغْنَ مَا فَضَّلْتُمْ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَالْعَدْلِ كَمَا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الذِّكَرِ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَخَوُّونَ إِنَّ اللَّهَ الْقَدِيرُ الْعَزِيزُ

جماع کرو اور تم پر مقرر کر چکے تھے ان کے واسطے کچھ حصہ تو واجب ہے تم پر نصف اس کا جو مقرر کیا تھا تم نے ص اور صحیح پہلے بغیر ذکر کرنے مہر کے ف اور دلیل اسکی وہی حدیث معتدل بن سنان ہے اور اثابین مسعود کا ص اور اگر نکاح کیا اس شرط سے کہ مہر نہیں ہو جائے بلکہ مہر کے برابر کے یا ایک تہ کے کے متعلق سے اور اگر طرف اشارہ کیا اور وہ شراب نکالیا ایک غلام سے اور اسکی طرف اشارہ کیا اور وہ آزاد نکلا یا ایک کپڑے اور ایک نوکے بدلے اور اپنی صفت بیان کی یا تعلیم قرآن کے بدلے یا اشبات پر کہ خاوند آزاد اسکی ایک سال خدمت کرے یا کسی کی بیٹی یا بہن اس بات پر کہ وہ بچی ہو پس اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دیوے تو ان سب صورتوں میں نکاح صحیح ہو اور مہر مثل لازم آویگا وقت وطی کے یا خلوت صحیح کے یا موت کے ف لیکن اول صورت سو واسطے کہ نکاح نام ہو اور عقدا کا جس اتصال اور انعام ہو تو وہ فقط جو رد خاوند سے درست ہو جاویگا اور اسکی شرط ساقط ہو جاویگی اور دوسری اور تیسری صورت میں سو واسطے کہ شراب ور سورہا سے نزدیک مال نہیں ہو تو گو یا ایسا ہو کہ نکاح کیا بغیر ذکر کر کے اور اسی طرح چوتھی اور پانچویں صورت میں غلام یا سر مال تھا لیکن وہ آزاد نکلا اور سر کہ شراب نکالا اور شراب پر جو شخص آزاد ہو ورنہ مال نہیں ہو چھٹی صورت میں سو واسطے کہ وہ کپڑا اور جانور جمول ہو تو مزاج ٹیکہ کی حب مہر مثل لازم آویگا اور ساتویں صورت میں سو واسطے کہ تعلیم قرآن کچھ مال نہیں ہو کہ چونکہ بیسپر حجت لینا جائز نہیں ہے یا کہ آگے آتا ہے اور انھوں میں سے اس لیے کہ خاوند مالک ہو رد جب کا اور خدمت مقتضی ہو ملکیت کی بدویش دونوں میں

محرر

جو نازل ہوا اور غلط کیا اور اس کا ترجمہ ابو بن ماجہ اور حاکم نے ابی ہریرہ سے حسن ثابت کر دیا اور ہر کوف
 اور ابی حاتم خلوت کے پورا نام شافعی کے نزدیک ہر مردن جماع کے مستقر نہیں ہوتا اور اس کی ہر جماع صحابہ
 اور ابی حاتم کے خلوت موجب ہر مرد کو نکاحیت کیا اس جماع کو کھادی سے اور کہا ابن المنذر نے یہی قول ہے اور علی اور
 زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر اور جابر اور معاویہ بن ابی اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم کا اور روایت کی دار تھلی سے محمد بن
 عبدالرحمن بن ثوبان سے مرسل کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص سے نکاح کو لاء خارج عورت کا اور تھلی
 اوس سے تو واجب ہوا مہر خواہ دخول کرے یا کرے اور سنا دین اوس کی اگر چہ بن ابیہہ وضعیف کیا اوس کو محمد بن
 لیکن کہا ابن ابی حزمی نے کہ روایت کی اوس سے علمائے اور بھی روایت کی اوس سے ہر ایک بن نے اور بھی تھلی
 کیا اوس کا بودا و دے مرسل میں ابن ثوبان سے اور جابر بن ابی اس کے ثقہ میں اور مرسل ہمارے نزدیک محبت ہوا
 روایت کی بیہقی نے عمرو علی رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ دن دونوں نے فرمایا کہ جب بند ہو جائے دروازہ اور چھوٹ
 جائے پردہ اور عورت کو مہر کو لے لے اور اوپر حدت ہوا اسناد اس کی منقطع ہوا اور مؤطا میں ہر مالک عن یحییٰ بن
 عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب قضی فی المرأة اذا تزوجها الرجل انکس اذا انکس کا شئو
 فقد وجب علیہ الصکات یعنی جب چھوٹ جاوین پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر پر مہر اور روایت کی
 عبدالرزاق نے مصنف میں ابو ہریرہ سے یہی قول عمر کا اور کہا امام محمد بن حسن نے مؤطا میں انا مالکنا
 ابن شہاب عن زید بن ثابت قال اذا دخل الرجل المرأة فانکس وانکس الشئو مر فقد وجب
 الصکات قال وحدثنا اخذوه قول ابی حنیفہ والعامۃ من فقہائنا یعنی کہا زید بن ثابت نے
 کہ جب چھوٹ مہر عورت پاس اور چھوٹ جاوین پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور روایت کی دار تھلی نے حضرت علی
 سے کہ فرمایا ہے جب بند ہو جاوے دروازہ اور چھوٹ جائے پردہ اور نکاح عورت کو تو واجب ہوا مہر پر مہر اور روایت کی ابو عبیدہ
 کتاب النکاح میں زہاد بن اونی کی روایت سے کہ کہا انھوں نے حکم کیا خلفائے راشدین فقہانین نے کہ جب عورت
 بند ہو جائے دروازہ اور چھوٹ جائے پردہ تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور حدت اور امام شافعی کے مذہب کے موافق
 بھی روایت ہے ابن سعید اور ابن عباس سے لیکن صحیح نہیں اور روایت کی بیہقی نے شافعی سے انھوں نے ابن حزمی
 کہ جو شخص خلوت کرے عورت سے اور علی کرے تو اوس عورت کو مہر ہوا اور یہ منقطع ہر شخص سے نہیں سنا ابن حزمی
 اور روایت کی شافعی نے ابن عباس سے مثل اوس کے اور اسناد اس کی ضعیف ہوا اور خلیع کیا اوس کا ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے
 بھی اور طریق سے لیکن صحیح معتقین ہوا ہے ہر مذہب میں حسن اور مرد خلوت سے ہر کھاندا اور
 عورت کے ان کے کان میں چھوٹا دین کہ ان کوئی عامل نہواں بغیر وکے اذن کے اور نہ کوئی مطلع ہو سکے کہ جب
 مہر کے ہر ایک کی سکھائی اور بیہقی نے اوس کا ورنہ چھوٹا دین کہ عورت پر اگر چہ غافل ہو یا غافل ہو یا غافل ہو
 مہر کے ہر ایک کی سکھائی اور بیہقی نے اوس کا ورنہ چھوٹا دین کہ عورت پر اگر چہ غافل ہو یا غافل ہو یا غافل ہو
 نکاح کے ہر ایک کی سکھائی اور بیہقی نے اوس کا ورنہ چھوٹا دین کہ عورت پر اگر چہ غافل ہو یا غافل ہو یا غافل ہو

عورت نے خاوند کو بخش دیا **ف** یعنی جو غرض سے اس عورت کو دیا تھا وہی بعینہ عورت خاوند کو بخش دیا **ب** عورت پر کچھ نہیں رہا اور وہ چون میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بعینہ وہی روپیہ میں جو خاوند نے عورت کو دے دیا تھا **ص** اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا ہزار درہم پس شرط سے کہ اس کو شہر سے نہ لیا جائے اور اگر کسی اور عورت نے ایک شرط کی ایک بات کی کہ اگر شہر سے نہ لیا جائے تو ہزار درہم میں اور اگر لیا جائے تو دو ہزار درہم اور پھر عہد پناہ پورا کیا یعنی اس کو شہر سے نہ نکالا اور دوسری عورت سے نکاح نہ کیا اور اسی طرح تیسری عورت میں بھی اس کو شہر سے نہ نکالا تو خاوند پر ہر کے ایک ہی ہزار درہم اور آئینے تو اگر اول صورت میں اس کو شہر سے نکالا دوسری صورت میں اسی عورت سے نکاح کیا تو مثل لازم آویگا اتفاقاً اور اگر تیسری صورت میں اس کو شہر سے نکالا تو لازم صاحب کے نزدیک مثل لازم آویگا اگر ایک ہزار سے کم نہ لیا جائے اور دو ہزار سے زیادہ نہ لیا جائے اگر مثل اس سے کم ہو تو ہزار سے جوتینگے اور اس سے کم نہ ہوگا اور اگر مثل اس کا دو ہزار سے زائد ہو تو دو ہزار دینا پڑینگے اور اس سے زیادہ نہ ہوگا **ف** اور اگر مثل اس کا ہزار سے زائد ہو لیکن دو ہزار سے کم ہو یا دو ہزار ہو تو جتنا ہو اتنا دینا پڑینگا **ص** اور نزدیک صلیب میں کے دو ہزار لازم آوینگے اور لازم نہ فر کے نزدیک دو لون صورت میں مثل لازم آویگا اور اگر نکاح کیا عورت سے اس غلام پر یا اس غلام پر **ف** مطلب یہ ہے کہ دو غلاموں میں سے کسی کو معین کر لیا اور کہا کہ غلام پر یا اس غلام پر **ص** اور وہ میں سے ایک کم قیمت اور دوسرا بھاری قیمت نکالا تو اگر مثل اس کا کم قیمت سے بھی کم ہو تو اس کو کم قیمت غلام ملیگا اور اگر اس کا مثل بھاری قیمت سے بھی زیادہ ہو تو اس کو بھاری قیمت غلام ملیگا اور اگر اس کا مثل دو لون کے درمیان میں ہو **ف** مثلاً کم قیمت غلام کی قیمت سو روپیہ تھی اور بھاری قیمت کے دو روپیہ اس کا مثل **ص** تو مثل لازم آویگا **ف** اور اس صورت میں ڈیڑھ روپیہ دینا پڑینگے اور صاحب کے نزدیک ہر صورت میں اس کو کم قیمت غلام ملیگا **ص** اور اگر طلاق دے دیا اس کو قبل وطی کے تو سب صورتوں میں اس کو کم قیمت غلام کی نصف قیمت ملیگی **ف** اور اس صورت میں بچاں روپیہ اس کو ملینگے **ص** اگر نکاح کیا جائے میں دو غلاموں کے اور ایک ان میں سے آزاد نکالا تو عورت کے واسطے وہی ایک غلام ہی اگر قیمت اس کی دس درہم ہوں **ف** یا زیادہ ہوں اور اگر دس درہم سے کم ہو تو خاوند کو چاہیے کہ دس روپے کر دیے **ص** اگر نکاح میں شرط کیا کہ عورت بکر ہو وے اور پھر اس کو قبیہ پایا کل دینا پڑے گا اور اگر نکاح میں گھوڑا یا کٹر اہرات کا **ف** اہرات نام شہر کا ہو اور یہ قید اس واسطے لگائی ہو کہ اگر فقط کٹر اہر قرار دے اور کچھ نہ نام بیان نہ کرے تو مثل لازم آویگا جیسا کہ اوپر گذر **ص** مقرر کیا برابر ہو کہ اس کے اوپر بھی نصف بیان ہے ہوں یا نیلے ہوں یا کسی نیل کو **ف** لکھا اس کو کہتے ہیں جو چیرین یا لون میں بچے کے بکری ہیں جیسے کیوں ملک عرب میں **ص** یا موزوں کو یعنی جو چیروں ہو کے فروخت ہوتی ہے مراندھا اور اس کی جنس بیان کر دی **ف** یعنی یہ کہلا کر کیوں یا چھوٹا یا بھاری **ص** اور اس کا وصف بیان نہیں کیا **ف** اگر کیوں کس قسم کے اور کم قیمت کے **ص** تو میں سے بچہ میں جو چیز مقرر کی ہو وہ لازم آویگی سیانہ دے کی یا قیمت اس کی **ف** مثلاً گھوڑے کو ہر مقرر کیا

۱۰

تو عورت کو منع میں پہنچتا ہو واسطے قبض کر لینے کل مہر کے **ف** بلکہ جتنا دستور ہو بالفعل نہیں کاشتہ کیواسطے منع پہنچتا ہو جیسا کہ **کذا** اصل اور اگر خاوند نے اس قدر مہر **ف** یعنی مہر علی بائع محل میں سے جتنے دینے کا دستور ہو **ف** اور اگر دیہ تو پھر اس کو پہنچتا ہو عورت کو پہنچے ساتھ سفر میں لیجاوے سے ظاہر روایت میں **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے کوئی حق نہ ہے من حیث سکتا تو یعنی رکھو ان کو جو بھان تم ہو **صل** اور بعضوں نزدیک خاوند کو بعد ان کے بھی سفر میں لیجانا نہیں پہنچتا اور اسی پر فتویٰ دیا ہے فقیر ابو اللیث نے **ف** اور اسی طرف مائل ہوئے ہیں بہت سے مشایخ جیسا کہ خرمنے میں ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جاوے گا جو جہنم لڑنے کے کہ غریب عورتوں کو مہر پہنچتا ہو **صل** اور درست ہے کہ اس کو لیجاوے اسی جگہ پر کہ اس کے مسکن سے وہاں تک مدت سفر کی ہو **ف** یعنی تین دن تین رات سے کم ہو **صل** اگر زوج اور زوجہ نے اختلاف کیا اصل میں سو اکتے لگا کہ مہر میں نہیں ہوا تھا اور دوسرے نے کہا میں ہوا تھا تو جو کہتا ہے کہ مہر میں ہوا ہے اگر وہ گواہ قائم کرے تو قول اس کا معتبر ہوگا اور اگر گواہ قائم کرے تو جو کہتا ہے کہ مہر میں نہیں ہوا ہے اس کو قسم دلاوے گئے اگر وہ قسم نہ کھاوے تو دوسرے کا قول معتبر ہوگا **ف** یعنی مہر میں کا اعتبار ہوگا **صل** اور اگر قسم کھالی تو مہر مثل واجب ہوگا اور یہ ہر صاحبین کا ہے اور امام صاحب کے نزدیک نکاح میں قسم نہ دیوے گئے تو مہر مثل واجب ہوگا **ف** جس میں عورتین وہ گواہ قائم کرے **صل** اگر اختلاف کیا مہر کے اندر **ف** مثلاً خاوند نے کہا سو درہم تھے اور زوجہ نے کہا دوسری درہم **صل** تو جو گواہ قائم کرے اس کا قول قبول کیا جاوے گا اور اگر کہیں گواہ نہیں قائم کیا تو مہر مثل کو دیکھیں گے اگر مہر مثل خاندن کے دعوے کے برابر یا کم ہے تو خاوند کا قول معتبر ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر مہر مثل عورت کے دعوے کے برابر ہو عورت کے دعوے سے لائے ہو تو قول عورت کا معتبر ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر دونوں گواہ قائم کیے اور مہر مثل موافق خاوند کے ہو یا کم اس سے تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے و اگر مہر مثل موافق عورت کے ہو تو گواہ خاوند کے مقبول ہونگے اس واسطے کہ گواہ شروع ہیں واسطے اثبات اور ان امور کے جو خلاف ظاہر ہیں اور قسم شروع ہے واسطے باقی رکھنے اصل کے اپنی اہل پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہ مدعی پر ہیں اور قسم اس شخص پر ہو جانا کرے **ف** اخراج کیا اس حدیث کا بیقی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اس کو امام احمد نے مسند میں اور معانی اس حدیث کے صحاح ستہ میں موجود ہیں اخراج کیا اس کا مسلک اور اصحاب میں **صل** اور اصل نکاح میں یہ ہے کہ مہر مثل ہو تو جو شخص دعویٰ کرے گا خلاف اسکے تو گواہ اس کے قوی ہونگے و اگر مہر مثل میں خاوند اور عورت کے دعوے کے ہو **ف** مثلاً عورت نے دوسری روپیہ کا دعویٰ کیا اور خاوند نے سو روپیہ کے تھے اور مہر مثل ٹیرہ سو ہو اور درمیان میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ مہر مثل خاندن کے دعوے کے موافق اور اس کم بھی نہوار عورت کے دعوے کے برابر اور اس سے زیادہ بھی نہو بلکہ خاوند کے دعوے سے زیادہ اور عورت کے دعوے سے کم جیسا کہ اس صورت میں ہے **صل** تو جو گواہ دلاوے قول اس کا معتبر ہوگا اور اگر دونوں گواہ لائے مہر مثل لازم ہوگا اور اگر کوئی نہ لائے تو دونوں پر قسم آوے گی اور جو قسم کھائے تو اس کا قول معتبر ہوگا اور جو دونوں نے قسم کھالی

۱۰

تو مثل لازم آویگا تب صورتیں جب تھیں کہ نکاح قائم ہو اور اختلاف واقع ہو مہر میں اور اگر خاوند نے طلاق نہ کیا
عزت قبول و طلی کے ف اور اگر طلاق دیا بعد طلی کے تو اسکی صورت بعینہ وہی ہے جو جب نکاح قائم ہو جیسا
کہ گذرا ص بعد اسکے ہر کے اندر سے میں اختلاف ہوا تو جو گواہ لاویگا قول اسکا معتبر ہوگا اور اگر دونوں گواہ لا
اور متفقہ مثل ف یعنی جو اسکی ہمسریوں کو متفقہ دیا جاتا ہے ص موافق مرد کے ہو تو عورتوں کو گواہوں کا
اعتبار ہوگا اور اگر متفقہ مثل موافق عورت کے ہو تو مرد کے گواہوں کا اعتبار ہوگا ف اور دلیل اسکی اور پگیزی
ص اور اگر متفقہ مثل میان میں دعویٰ زوج اور زوجہ کے ہو ف یعنی عورت کے دعویٰ سے کم اور مرد کے
دعویٰ سے زیادہ ص تو جو شخص گواہ لا و قول اسکا معتبر ہوگا اور اگر دونوں گواہ لا تو متفقہ مثل واجب ہوگا اور
دونوں گواہ نہ لا تو جو قسم کھاویگا قول اسکا معتبر ہوگا اور اگر دونوں قسم کھائی تو متفقہ مثل واجب ہوگا ف اور ان دونوں
میں دعویٰ خاوند اور عورت کا ہا بت نصف ہر کے ہوگا کیونکہ طلاق مثل طلی کے ہو تو ہر پری اسکی زیادتی نصف ہر کی
ساتھ متفقہ مثل کے دیکھی جاوے گی ص اگر زوج مر گیا یا زوجہ مر گئی اور سچر مثل مہر یا اندازہ مہر میں اختلاف ہوا تو حکم اسکا
بعینہ الیسا ہی جیسے حالت حیات میں تھا اور جو زوج اور زوجہ دونوں مر گئے اور مہر عورت کا معین ہو گیا تھا اور نہ عہد پری
اندازہ مہر میں تو خاوند کے وارثوں کے قول کا اعتبار ہوگا اور اگر ترلع پری اس بات میں کہ مہر معین ہوا تھا یا نہیں ہوا تھا
تو امام صاحب کے نزدیک کم لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک مہر مثل لازم آویگا اور اسی پر فتویٰ ہو ف کیونکہ مہر مثل کے
قرعے پر ثابت ہو گیا تھا اور نہ ہو گیا تھا تو مرنے سے ساقط نہ ہوگا ص اگر خاوند نے عورت کو کوئی چیز عہد پری بعد اسکے اختلاف
ہو عورت نے کہا کہ یہ بیدار تحفہ تھا اور خاوند نے کہا مہر تھا تو خاوند کا قول ساتھ صلح کے معتبر ہوگا ف اس واسطے کہ
خاوند تملیک کے پائی اس چیز کی زوجہ کو اولاد کے لئے والا چاہتا ہے جو تملیک کا وظاہر ہے کہ تحفہ یا عہد نہیں اور مہر واجب
اور غالباً سچی حاجت کے ادا کرنے میں ہوتی ہے ص اگر وہ چیز ایسی ہو کہ اسکو جمع کر کے رکھتے نہ ہوں جیسے بونٹ اور جو کھاؤ کے کیو واسطے
طیار ہو ف مثل گوشت وغیرہ کے جس پر خلاف کہ ہوں ف اور ایسا ہی آٹا اور زندہ بکری اور شکر بادام مصری وغیرہ میں

فصل نکاح ذمی کے بیان میں

اگر نکاح کیا ایک ذمی نے ذمیہ سے یا حرابی نے حریریہ سے دار الحرب میں پہلے میں مرنے کے یا بغیر مرنے کے اور یہ اسکے دین میں
جائز ہوگا اور پھر جو وہ طلی کی یا طلاق سے دیا اسکو قبل طلی کے یا مر گیا تو امام صاحب کے نزدیک کچھ مہر لازم نہ آویگا ف
اس واسطے کہ ذمی طلاق کے احکام کے پابند نہیں بیانات میں جیسے نماز یا روزہ وغیرہ اور معاملات میں بھی جیسے خلافت اعتقاد
رکھتے ہیں مثلاً سوا و زلزلہ کا پینا جائز رکھتے ہیں تو ہر کو چاہیے کہ او کو ترک کر دین اور ان کے مسائل سے متعرض نہ ہوں مثلاً
نہ تاکہ کہ وہ سب نبیوں میں حرام ہو اور سوا و زلزلہ کے حقوق میں کمال لیا گیا ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر جو شخص
سوا و زلزلہ کے نہا سے زمین میں عہد زمین پر کیا زلزلہ نے اس لفظ سے غریب ہر صداقت ہر شے سے
کہا کہ لکھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف اہل بخران کے اور نصاریٰ تھے کہ جسے تم میں سے سچ کی سو تو نہیں ہو
وتم اس کے لیے اور صداقت کی اور عہد کے کتاب اموال میں اٹھائیں ہر شخص نے لکھا اور تم میں سے سوا و

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اوس کے واسطے کوئی مکان معین نہ کیجئے کہ خاوند کو اوس جگہ آنے سے کوئی ممانعت نہ کرے اور مولیٰ اوس لونڈی سے خدمت نہ طلب کرے اور خاوند پر نفقہ اوس لونڈی کا واجب نہ ہوگا جب تک کہ مولیٰ بیعت کرے تو اگر مولیٰ بیعت کی اور پھر اس سے رجوع کر گیا تو صحیح ہوگا اور خاوند پر سے نفقہ ساقط ہو جائیگا اور اگر وہ لونڈی بغیر طلب مالک کے اوسکی خدمت کرے اور بیعت نہ ہو تو نفقہ خاوند سے ساقط نہ ہوگا اور مولیٰ کو ہر پختا ہر گز کہ اپنے غلام اور لونڈی کا جبر انکاح کر دے بغیر انکی رضا کے اگر کسی عورت آزاد نے قبل طہ کے اپنے مقین آپ قبل کیا تمام خاوند پر لازم ہو گیا اور اگر مولیٰ نے اپنی لونڈی کو قبل اسکے کہ خاوند اسکا اوس طہ کرے قتل کیا تو خاوند پر کچھ ضرر نہ ہوگا اور لونڈی کا خاوند اپنے سیکہ اذن اس غزل کرے **ف** غزل اسکو کہتے ہیں کہ وقت قرب انزال کے ذکر کو فرج عورت سے بیرون کر لیتے مانتال باہر ہوگا اور اپنی لونڈی میں غزل بغیر اوسکے اذن کے جائز نہ ہے ایسا ہی کہا ابن عباسؓ اور یہی ماثور ہر عمر سے کہ ذکر کیا اسکو کشف الغمۃ میں اور آزاد عورت سے بغیر اوسکے اذن کے جائز نہیں کیونکہ مروی ہے حضرت عمر بن الخطاب سے کہما کہ میں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غزل کیا جاوے آزاد عورت سے اگر اوسکے اذن سے اخراج کیا اسکا ابن ماجہ نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمل میں مختلف احادیث میں وارد ہوئی بعض سے رخصت ثابت ہوتی ہے اور بعض سے کہ ریت اور اوی ترک ہو نصیح کی اوسکی امام بخاری اور کشف الغمۃ میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب اور عبد اللہ بن ابی اسود رضی اللہ عنہما مکر وہ کہتے تھے غزل کو اور کہا عبد الوہاب شمرانی نے **ف** حاصل الاثر لکن احادیث الضمیر قد ثبتت **ص** اور جو لونڈی یا کاتب عورت کسی غلام کے یا آزاد کے نکاح میں ہو وہ آزاد ہو جائے تو اسکو اختیار **و** اسواسطے کہ بریرہ لونڈی اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب آزاد ہوئی تو آپ نے اوس فرمایا کہ تو مالک ہوئی اپنے بضع کی تو اختیار کر لے کہ ازلیعی نے تخریج ہائیں میں اخراج کیا اس حدیث کا دارقطنی نے حضرت عائشہؓ سے اور روایت کیا اوسکو ابن سعد طبقات میں اور ابویہ نے کہ فرمایا آپ نے **ف** لکن بضعک مکک فکخار فی اور یہ مرسل شعیبی پر یہ مرسل امام نے نزدیک محبت ہو علاوہ اسکے یہ حدیث صحیحین میں مروی ہے حضرت عائشہؓ سے اور ابویہ نے کہ اختیار دیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اختیار کر لیا اوسنے اپنے نفس کو اور روایت نسائی میں ہے اختیار ہی یعنی اختیار کر لے تو **ص** اور امام شافعی کے نزدیک اگر خاوند اسکا آزاد نہ ہو تو اوسکو اختیار نہ ہوگا **و** اور یہی مذہب ہر احمد اور مالک کا اور ذکر کیا کشف الغمۃ میں ایک فقرہ ابن عمرؓ سے اس باب میں شافعی امام شافعی کے لیکن ترک کیا ہے اوس اکثر کو اس سبب سے کہ روایت کی ابو داؤد نے باسناب صحیح حضرت عائشہؓ سے کہ بریرہ کا خاوند آزاد تھا جو وقت وہ آزاد ہوئی اور وہ اختیار دی گئی آخر حدیث تک اور ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ وہ غلام تھا اور ایسا ہی ہے روایت صفیہؓ میں اخراج کیا انکا اصحاب صحیح اور ترجیح حدیث حضرت عائشہؓ کو ہے کیونکہ وہ زیادہ واقف تھیں بریرہ کے حال سے پسیت ابن عباسؓ کے غلام سے صحیح روایت میں آتا ہے کہ خاوند اسکا غلام تھا اور یہ کچھ اسکے سنائی نہیں کہ وقت آزاد ہونے پر اس کے دو بچے تھے اور وہ بچے ایک روایت میں ہے کہ خیار دی گئی تھی بریرہ کا خاوند اسکا غلام تھا محمول ہے اور یہ سنی صحیح ابن عباسؓ کے

یعنی غلام اور عورت کا نکاح
 کہ مکر وہ ہوگا
 جب غلام آزاد ہو جائے تو اسکو اختیار ہے
 اختیار کر لے تو صحیح ہے

بسم اللہ

اوسکی آزادی سے اور خاصے مذہب پر جمع بین الاموریت بھی تحقق ہو اور عورت مذہب امام شافعی کے **ص** اور اگر وہ
 نے نکاح کیا ہوں تو ان ملک کے اور پھر وہ آزاد ہو گئی تو نکاح نافذ ہو جائیگا اور اوسکو اختیار نہیں رہیگا اس واسطے
 کہ خود راضی ہو گئی تھی **ف** بمخلاف اوس صورت کے کہ نکاح کر دیا تھا۔ اوسکا مالک کے کیونکہ اس صورت میں
 رضا اور عدم رضا اوسکی دونوں برابر ہیں **ص** اور جو ہر مقرر ہوا وہ اوسکے مالک کا ہے اگرچہ لازم ہو شہر پر اگر وہ
 کے بعد آزاد ہوئی اور جو قبل طے کے وہ آزاد ہو گئی تو مولود نڈی کا ہے اور جس شخص نے طے کی اپنے بیٹے کی لونڈی سے
 اور اوسکے اولاد ہوئی اور دعویٰ کیا اوسکا اوس شخص نے تو نسب اوس مالک کا اوس شخص سے ثابت ہو جائیگا اور
 اوسکی ام ولد ہو جائیگی اور واجب ہوگی بابت قیمت اوسکی اس واسطے کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اور
 مال حیر اس واسطے باپ کے **و** مروی ہے حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پاس اور کہا کہ میرا باپ میرے مال کا محتاج ہے تو فرمایا آپ نے تو اور مال تیرا واسطے والد تیرے کے یہ تحقیق کہ اولاد تھا
 ابھی نکالی ہے تمہاری کھاؤ اپنی اولاد کے کسب سے اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے **ص** مفید
 ہے ملک والد کو بیٹے کے مال میں وقت حاجت کے تو قبل طے کے وہ عورت ملک میں تھی باپ کے تاکہ طے حرام ہووے جس
 ہوگی قیمت اوسکی باپ پر اور ضرور لازم آویگا کیونکہ اوسنے اپنی لونڈی سے طے کی اور نہ اس کے کی قیمت کیونکہ وہ مالک باپ
 کی ملک میں پیدا ہوا ہے اور یہی حکم ماد کا ہے بعد نکاح قبل باپ کے مرنے کے اور اگر باپ نے بیٹے کی لونڈی سے نکاح
 کر لیا صحیح ہے اور وہ اوسکی ام ولد نہ ہوگی اور واجب ہوگا منہ قیمت اور لڑکا اوسکا آزاد ہوگا اس واسطے کہ وہ قرآن
 نکلتا ہے بیٹے سے **ف** کیونکہ اوسکا بھائی ہے **ص** اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مالک ہو
 کسی فی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور **و** اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
 سمرقند سے ساتھ اس لحاظ کے من ملاق ذالحم محرم فہو **ص** اگر عورت غلام کی آزاد ہے اور غلام کے
 مالک کے کہ تو میرے خاوند کو بدنے میں ہزار درہم کے میری طرف سے آزاد کر اور مالک ایسا ہی کرے تو
 غلام عورت کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور نکاح فاسد ہو گا اس واسطے کہ وہ غلام عورت کی ملک میں اگر
 آزاد ہو ہو اور اس صورت میں ولا غلام کی عورت کو اپنی اس واسطے کہ اوسی نے آزاد کیا ہے **و** اور فرمایا رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم نے ولا اوسکے واسطے ہے جو آزاد کرے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث میں
ص اور اگر نیت کفار سے کہا ہو تو یہ آزادی اوسکی کفار سے ہے اور ہو جائیگی **ف** مثلاً عورت پر کفارہ تم
 کا تھا اور اوسنے نیت یہ کی کہ یہ غلام اوسی کے کفار سے ہے اور کرتی ہوں تو کفارہ اور ہو جائیگا **ص** اور اگر عورت
 کے کچھ میری طرف سے آزاد کر اوسکے کا ذکر کرے **ف** جیسا کہ ذکر کیا تھا اول صورت میں **ص** اور اگر وہ
 روایے تو طریقین کے نزدیک نکاح فاسد نہ ہوگا اور غلام مالک کو ہوگی اور نذر یک امام ابو یوسف کے اس حکم کی
 نکاح فاسد ہوگا اور غلام عورت کو ہوگی **ف** اور دلیل اسکی اس میں کہ **ص** اگر کافر نے کافر سے بغیر
 ہوا ہوں کے نکاح کیا یا دوسرے کافر کی حدیث میں اور یہ امامکے دین میں جائز ہے اور پھر سلام لائے تو صحیح ہے

بجائے

علی بن ابی طالبؑ کا فرزند کافر سے نکاح میں سے اسلام میں نکاح صحیح ہے یا نہیں
 یہاں سے صلی علیہ وسلم کے درمیان میں تفریق کر دی جاوے گی **ف** کیونکہ ان کا
 کیا اس پر عمل استانت نے اور آنحضرت صلی علیہ وسلم نے حکم دیا تھا طلاق کا غیر زور دینی کو سب سے اسلام لانے
 تھے اور ان کے نکاح میں دو بنین تھیں یہاں تک کہ اسلام کو فرزند ہی اور ابو داؤد نے **ص** اور ان کا مسلمان ہو گا اگر کوئی
 اس کا بپا مسلمان ہو اور اگر وہ دونوں میں سے کوئی ہو اسلام لیا تب بھی ان کا اسی کے تابع ہو گا اور یہ **کاف**
 اس واسطے کہ ان کا تابع ہوتا ہے اس کے جو ان باب میں سے ازد و سے دین کے بہتر ہو کہنا صاحب کشف الغم نے
 تھے ابن عباسؓ ساتھ اپنی ان کے مطلقا مسلم ہیں اور تھے ساتھ اپنے بپا کیونکہ وہ تھے اپنی قوم کے میں ہیں
 اور اگر ان کا مجوسی اور کتابی کسی میں یہ تو تابع کتابی کا ہو گا **ف** اس واسطے کہ کتابی بہتر ہو مجوسی **ص** اگر مجوسی
 مجوسی کا یا عورت کافر کی اسلام لاوے تو کافر ہی دوسرے پر اسلام کو پیش کرے اگر وہ بھی اسلام لاوے تو نکاح پہلا
 نہایت دہکا اور اگر اسلام نہ لاوے تو ان دونوں کے بیچ میں تفریق کر دی جاوے گی تو اگر قاضی اسلام پیش کرے غرض
 پر تو یہ تفریق طلاق یا نکاح شمار ہو گی اور اگر نکاح کرے یا عورت پر تو یہ تفریق طلاق نہ ہو گی کیونکہ طلاق عورت کے
 سے تھیں ہوتا **ف** اور جانا چاہیے کہ اگر غرض مجوسی یا کتابی ہو بعد اسلام عورت کے واسطے اسلام عرض کرنا ضروری
 ورنہ فرقت کر دی جاوے گی اور اگر عورت مجوسی ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر کتابی ہو تو پیش کرنا اسلام کا دوسرے ضروری نہیں کیونکہ کھا
 ہر کتاب کی عورتوں سے جائز ہے **ص** اگر خاوند مسلمان ہو گیا اور عورت بعد پیش کرنے اسلام کے مسلمان نہ ہوئی
 تو اگر وہ طہ نہیں کی تو خاوند پر کچھ نہ لازم آوے گا **ف** اس واسطے کہ عورت کی طرف سے طلاق نہیں ہوتا تو نصف مہر بھی
 لازم نہ ہو گا **ص** اور اگر وہ طہ کی ہو تو کل مہر لازم آوے گا اور اگر عورت اسلام لائی اور خاوند نے انکار کیا تو اگر وہ طہ
 نہیں کی تو نصف مہر لازم ہو گا **ف** کیونکہ یہ طلاق ہو قبل طہ کی ہو تو کل مہر لازم آوے گا اور اگر
 دار الحرب میں زوج یا زوجہ اسلام لائے تو جب تک عورت کو تین حیض نہ ہو جائے فرقت ہوگی **ف** اور یہی اور ہر
 تاہم **ص** اگر خاوند کتابیہ کا مسلمان ہو ان کے کتابیہ کی رہی اگر کوئی زوج یا زوجہ میں سے کہ دونوں کافر تھے
 دار الحرب سے دلا لا اسلام میں آیا درمیان ان دونوں کے فرقت ہو جاوے گی اگر وہ قید ہو کے لیا ہو اور اس فرقت سے
 عورت پر عہد نہ لازم آوے گی مگر یہ صورتیکہ وہ عورت حامل ہو تو اس سے وہ طہ کرے جب تک وضع حمل نہ ہو **ف** اور
 فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ان عورتوں میں جو غلبہ ہو جن تھیں غزوہ اوطاس میں کہ وہ طہ کر جائیں طہ نہ کرے وضع
 کہن حمل یا نہ نکاح کیا اس کا ابو داؤد نے سنن میں اور ترمذی نے **ص** اگر زوج یا زوجہ کوئی ایسا نہ ہو گیا مگر خاوند
 خود طہ کرے حکم قاضی کے خلاف فسخ ہو جاوے گا تو اگر عورت طہ کی ہو تو اس کے لیے کل مہر اور جو نہیں طہ کی تو جس عورت
 میں خاوند نہ ہو گیا تو عورت کے لیے نصف مہر ہو گا اگر عورت مرد ہو گئی تو خاوند پر کچھ نہ لازم آوے گا **ف** اور
 جو وہ طہ کی ہو تو مہر عورت میں کل مہر لازم آوے گا **ص** اور اگر زوج یا زوجہ دونوں ساحی مہر ہو گئے اور جو دونوں
 ایک ہی وقت میں اسلام لائے تو نکاح باقی رہے گا اور اگر کوئی دوسرے کے پہلے اسلام لایا تو نکاح فاسخ ہو گا

بجای

خانہ کو جائز ہو کہ سفر کرے اور کسی عورت کو ساتھ نہ لے جائے تو اسی طرح اسکو جائز ہو کہ ایک کو کسی میں سے لے جائے
ص اور فرمودہ بتعرف یعنی متعجب ہو کہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی
 تھے سفر کا قہر ڈالتے اپنی عورتوں میں چہرے عورت کا کھٹا حصہ کھاتے اسکو لیکر روایت کیا ہو اسکو ہماری دلیل نے
ص اور اگر ایسا حصہ اپنی سوکن کو راضی ہو کے دیدیوے تو درست ہوتا کیونکہ ہاتھ میں ہر کسودہ بنت کسودہ
 رضی اللہ عنہا نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جنت کر لیجیے آپ مجھے اور کہہ دیجیے دن میرا کسے
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا زلیخا نے مخربچ میں کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دیا
 ہو سودہ کو اور یہ نہیں پایا منے کسی حدیث میں انتہی اور صحیح روایتوں میں یہ مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق
 طلاق کا ارادہ کیا تھا اور انھوں نے اپنا رخسار دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روک لیجیے
 مجھ کو شاید کہ میں تمہاری عورتوں میں ہوں جنت میں اور مرقات میں ہے کہ امام محمد بن اسحاق نے کہا کہ بونچا ہوا رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم سے کہ کہا آپ نے واسطے سودہ کے عدت کر تو تو سودہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جنت کر لیجیے
 آپ مجھے اور ایسی ہی روایت کی ہوئی ہے عروہ سے مرسلہ اور اسی سے شاید اخذ کیا ہے صاحب ہدایہ نے صراح
 روایت وہ ہے جو صحیحین میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیشک سودہ بنت زمعہ نے بخش دیا وہ اپنا یعنی باری اپنی عائشہ
 کو اور تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بابت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے دن اونکا اور ایک دن سودہ کا اور روایت ہے حضرت ابن
 عباس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کی اور نو عورتیں انکی تھیں اور قسمت کتنے تھے انکیچ میں تھیں عورتوں کے
 لیے اور عطا منقول ہے کہ وہ عورت جسکے واسطے قسمت تھی صفیہ رضی اللہ عنہا اور قمرہ کی تحقیق ہے کہ وہ عورت سودہ تھیں اور کلام
 عطا کا محمول ہے اور غلطی ابن جریر راوی **ص** اور پھر اگر اوس کوٹ جائے تو درست ہوتا اسواسطے کہ چون اسکا

والفائدہ عن وفات
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 حق سودہ بنت زمعہ
 علیہا السلام
 نقلت
 "شیراز
 المجلد ۱ ص ۱۰۰
 وکافی سلطان
 از باقیل جوبہ
 جملہ مالکین
 نوی"

کتاب الرضاع

مختار اور بہت دودھ پینا اگر چہ ایک بار چوسے جب مدت رضاع میں ہووے تو رضاع ثابت ہوتا ہوتا ہوتا اور نام
 شافی کے نزدیک نہیں ثابت ہوتی حرمت رضاع سے مگر جب کہ پانچ بار چوسے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں
 حرام کرتا ہر ایک دو دفع چوسنا روایت کیا اسکو مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت میں مسلم کی ہے کہ حکم
 اہل ملاحجہ سے کہ انھیں لاکھنؤ یعنی نہیں حرام کرتا ہر ایک دو بار کا پھوڑنا کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری
 قول اللہ تعالیٰ ہے **وَأَمَّا الْوَالِدَانِ فَكَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا رِضَاعٌ مِّمَّنْ يَرْضَعُ الْوَالِدَ الْوَالِدَ الْوَالِدَ الْوَالِدَ** اور یہ عام ہے قلیل اور کثیر کو اور
 قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا **يَرْضَعُ مِمَّنْ يَرْضَعُ الْوَالِدَ الْوَالِدَ الْوَالِدَ الْوَالِدَ** یعنی حرام ہوتا ہر رضاع سے جو حرام
 ہوتا ہر نسب کے اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے ابن عباس سے اور یہی مروی ہے ابن عباس سے کہ وہ قرأت تھے
 جو ہووے دو سال کے اندر اگر چہ ایک بار چوسے تو وہ حرام کر دیتا ہے اور حضرت ابن عمر کو پوچھا کہ ابن الزبیر ثریان کرتے
 ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق کہ نہیں حرام کرتی ہر رضاعت جب تک سات بار نہ چوسے تو کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
 قول اللہ تعالیٰ کا بہتر قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَأَمَّا الْوَالِدَانِ فَكَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا رِضَاعٌ مِّمَّنْ يَرْضَعُ الْوَالِدَ الْوَالِدَ الْوَالِدَ الْوَالِدَ** اور نہیں ذکر کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک بار یادوار ہوئے کو اخرج کیا ان دونوں اثر و ان کا عہد الوہاب خمرانی نے کشف الغم میں ص ۱۱۱ میں
 کی امام یوسف کے نزدیک ہے جس میں ہے کہ اور صاحبین کے نزدیک ہے کہ یہی قول ہے حضرت امام شافعی کا اور
 امام زفر کے نزدیک ہے جس کا صاحب ہادی نے دلیل صاحبین کی قول بعد علی کا ہے وحکمہ وفصلہ ثلثی کا
 شہدوا اس واسطے کہ مدت عمل کی ہے مینے میں تو فصل کے واسطے دو برس ہے اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کا لا یرضاع بعد الحائض نہیں ہے رضاعت بعد دو برس کے اور بلوغ المرام میں ہے کہ اخرج کیا اور کاظمی
 اور ابن عدی ابن عباس اور تفسیر مظہری میں ہے کہ روایت کیا اور سکو ابن ابی جوزی نے بھی اور لفظ اس کا یہ ہے کہ
 رضاع الا ما کان فی حیولہن نہیں ہے رضاعت مگر جو دو سال کے بیچ میں اور کما د ارقطنی نے کہ رجال اسکے
 صحیح ہیں مگر شیم بن میل اور وہ ثقہ ہے حافظ ہے تو شیخ کی اوسکی احمد اور علی اور ابن حبان نے اور بعضوں کے نزدیک
 رضاع ساری عمر میں باقی رہتا ہے اور یہی ماثور ہے حضرت عائشہ سے لیکن رد کیا اسکے اس قول کو اور لزواج طہرات
 اور کما کہ سننے تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں جرم کرتا ہے رضاع مگر جو حیرے آنت کو اور ہوئے قبل
 چھڑانے کے اور بھی سنتے تھے کہ فرمایا آپ نے نہیں رضاع ہے مگر جو دو سال میں اور نہیں تنہی ہے بعد قلام کے ذکر کیا
 یکشف الغم میں ص ۱۱۱ اور بعد اس مدت کے رضاع نہیں ثابت ہوتا کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے
 کہ فرمایا حضرت عمرؓ نے نہیں رضاع ہے مگر جو دو برس کے اندر ہو دوسے حالت صغر میں اور روایت کی طبرانی نے بمعجم
 میں حضرت علیؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں رضاع ہے بعد دو دھ چھڑانے کے اور نہیں تنہی ہے بعد
 جوان مضبوط ہونے کے اور روایت کی بنوی نے شرح السنہ میں مثل اسکے اور روایت کی عبد الرزاق نے حضرت علیؓ
 سے مرفوعاً لا یرضاع بعد الفصال نہیں رضاع ہے بعد دو دھ چھڑانے کے اور روایت کی ابن عدی کا مل میں اور
 البودارم و طحاہی نے جابر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یرضاع بعد فصال ولا یکتو بعد
 اختلاف یعنی نہیں رضاع ہے بعد دو دھ چھڑانے کے اور نہیں تنہی ہے بعد قلام کے اور جامع ترمذی میں ہے حضرت ام سلمہ
 کما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جرم کرتی ہے رضاعت مگر وہ رضاعت کہ حیرے آنت کو اور ہو پہلے دو دھ
 چھڑانے کے اور صحیح کیا اور سکو ترمذی اور حاکم نے اور سنن البودارم میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے رضاعت
 مگر وہ کہ چھڑاؤ پڑی کو اور پیداکو گوشت کو اور کشف الغم میں ہے کہ فرماتے تھے زہری ہمیشہ فتویٰ تھے جن حضرت عائشہؓ اس بات
 پر کہ نہیں جرم کرتا ہے رضاع بعد دو دھ چھڑانے کے یہاں تک کہ وفات ہوئی انکی ص ۱۱۱ اور میں عورت نے دو دھ پلایا وہ اس
 دل کی ان ہو جاتی ہے اولاد کا شوہر کہ جس سے اس عورت کا دو دھ ہے باپ ہو جاتا ہے تو حرام ہو گا اس سے جو حرام
 ہوتا ہے نسب و کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام ہوتا ہے رضاعت سے
 جو حرام ہوتا ہے نسب سے اور ایک روایت میں ہے بخاری کی محکمہ میں من الرضاع ما یحکم من الولا کا ذکر
 اور ایک میں ہے ان الله حرم من الرضاع ما حرم من النسب ص ۱۱۱ مگر میں نہیں کی اور رضاعتی ہوتا
 نسبی کی ان رضاعتی یا بجائی اور میں رضاعتی کی مان نہیں یا بجائی اور میں رضاعتی کی مان نہیں یا بجائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ف اور بن سبی کی مادر سبی یا بھائی سبی کی مادر سبی حرام ہے جیسے کہ اگر کنڈا ص اور اسی طرح حرام ہیں ایسے
 بیٹے کی رضاعی بن اور سبی حرام ہے کیونکہ بیٹے کی بن سب یا اپنی بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی اور دونوں حرام ہیں اور رضاع
 میں ایسا نہیں اور بھی نہیں حرام ہے اپنے بیٹے کی جڑہ رضاع سے اور نسب سے حرام ہے کیونکہ وہ اپنی مان ہوگی یا
 اپنی عورت ہو طوہ کی مان اور دونوں حرام ہیں اور رضاع میں ایسا نہیں اور اسی طرح میں حرام ہوگا اور رضاعی اپنے بچہ کو
 چھو بھیگی اور اود رضاعی اپنے مامون اور غلامہ کی مرد کی واسطے **ف** اور تھیں اس کی اصل جن مذکور ہیں **ص** اور عورت
 کیونکہ واسطے نہیں حرام ہے اپنے بیٹے رضاعی کا بھائی اور جانا جیسے کہ اسکا ذکر اور یہ بچہ کیونکہ اسکا ذکر اور یہ بچہ کیونکہ اسکا ذکر اور یہ بچہ
 بھائی کی درست ہے تو وہ مرد اس عورت کی رضاعی بیٹے کا بھائی ہوگا **ف** مثلاً از ربیب کا رضاعی بیٹا یا دیرا و سکا عورت
 ہی تو عمر کے بھائی کی مان زربیب ہوگی اور اسکا ذکر اور یہ بچہ **ص** اور جانا جیسے کہ رضاع یعنی شیر خوار پر مضعہ
 یعنی عورت کہ دودھ پلاتی ہو اور اسکا خاوند کہ جس سے اسکا دودھ ہو اور ان دونوں کی قوم سب حرام ہو جاویگی
ف اور خاوند مضعہ کا اس شیر خوار پر حرام ہے اور اسی طرح اسکا بھائی کیونکہ وہ شیر خوار کا چچا ہوگا یا مادر اسکا
 علیہ السلام نے واسطے عائشہ عمنک العتد و اصل ہو تیرے اندر پر فالج کیونکہ وہ چچا تیرے رضاعت سے روایت کیا اور سکو بخاری و
ص اور مضعہ پر فقط شیر خوار کا خاوند اگر وہ عورت ہو اور اسی طرح مضعہ کے خاوند پر شیر خوار کی بیوی اگر وہ مرد ہو شیر خوار
 کی مضعہ یعنی اسکی اولاد حرام ہو جاویگی اور خاوند اسکا اس بیت میں ہی ہر میت از جانب شیر مضعہ خوش شوند و زجا
 شیر خوار و جان فرورع **ف** یعنی دودھ پلا والی اور اسکا خاوند مضعہ و ولد اور باپ و دادا اور ان بہنوں اور
 کے شیر خوار کے خوش ہو جائینگے اور شیر خوار اور اسکی بیوی یا خاوند مضعہ اپنی اولاد کے فقط خوش ہو جائینگے دودھ پلا
 والی اور اسکا خاوند کے **ص** جائز ہے کہ نکاح کرے مرد اپنے بھائی رضاعی کی بن سے جیسا کہ جائز ہے نکاح کرے اپنے بھائی
 نسب کی بن اور مثال اسکی یہ کہ ایک شخص کا بھائی علاقائی ہو اور اسکی ایک بہن ہو رضاعی تو اس شخص کو درست ہے کہ
 اس شخص نکاح کرے **ف** اور اگر اسکی بن حقیقی ہی یا علاقائی ہی تو سکو درست نہیں **ص** اگر ایک لڑکے اور لڑکی سے
 مدت رضاع میں ایک عورت کی پستان سے دودھ پیا تو حرمت رضاع کی ثابت ہو جاویگی اور وہ مانہ بھائی بن کے
 ہوئے اور اگر دونوں نے مل کر کسی بکری **ف** یا گاسے یا دھنی **ص** کا دودھ پیا تو وہ بھائی بن نہونگے اگر دودھ
 عورت کا پانی سے یا دودھ بکری کے دودھ سے مل گیا تو اگر غالب دودھ عورت کا ہی تو حرمت رضاع ثابت ہوگی نہ
 نہیں اور اگر دوسری عورت کے دودھ سے مل گیا تو بھی جس عورت کا دودھ غالب ہو اس حرمت رضاع ثابت ہوگی نہ
 اور دوسری عورت سے جسکا دودھ مغلوب ہو حرمت ثابت ہوگی اور بعض روایات میں ہے کہ اس سے بھی حرمت
 رضاع ثابت ہو جاویگی واسطے احتیاط کے اور اگر دودھ برابر بین تو دونوں سے حرمت ثابت ہوگی **ص**
 کہ کوئی دوسرے پر غالب نہیں **ص** اگر عورت کے شیر کو طعام میں ملا یا تو اسکا کھانے سے حرمت رضاع
 کی ثابت نہوگی **ف** اگرچہ دودھ غالب ہو کھانے پر طعام میں کے نزدیک جب غالب ہوگا تو حرمت رضاع
 ہوگی کذا فی الحدیث **ص** اگر کسی عورت کی پستان سے دودھ نکلا تو اس کے چنے سے حرمت رضاع ثابت نہوگی جیسے کہ

کسی شخص کو بدعت رضاع میں عورت کے دودھ سے شہداء یا ف تو بدعت رضاع ثابت ہوگی ص
عورت کی ایک پستان سے دودھ نکالنا عورت مرد کی اور کسی شخص نے اس کو بدعت رضاع میں یا تو بدعت ثابت ہوگا
ف لیکن خاوند اس کے ایک شیر خوار پر حرام ہوگا تو بدعت ہی کر کے خاوند کو جب اس سے وطنی ہو کر وہ
شیر خوار سے نکاح کرے ص اگر کسی شخص نے ایک بڑی عورت سے اور ایک شیر خوار سے نکاح کیا اور وطنی ہی
بیوی نے اپنی سون شیر خوارہ کو دودھ پلایا دیا تو وہ وزن عورتیں خاوند پر حرام ہو جائیگی ف اس واسطے کہ
خاوند جامع ہو جائے میان عورت اور اس کی رضاعی بیٹی کے اور بدعت نہیں اور عنایت میں لکھا ہے کہ
بڑی عورت تو ساری عمر حرام ہے اور شیر خوارہ بھی اسی طرح اگر بڑی عورت سے وطنی کی ہو اور اگر وطنی نہیں کی
تو بدعت ہو جائے کہ وہ کو بچہ اس شیر خوارہ سے نکاح کرے ص تو اگر بڑی عورت سے وطنی نہیں کی ہو تو اس کو
بچہ ہر نہیں ف اور اگر وطنی کی ہو تو کل ہر لازم ہوگا ص اور شیر خوارہ کو آدمی حاضر ملے گا اور خاوند اس
آدمی کو اس دودھ پلانے والی سے بچہ لے لے اگر اس نے قصداً واسطے فساد کے دودھ پلایا تھا اور اگر
واسطے فساد کے نہیں پلایا تھا ف بلکہ وہ شیر خوارہ بھوکھی تھی یا اور کوئی سبب ہو ص تو خاوند
اس سے نہ بچہ لے گا اور رضاع نہیں ثابت ہوتا ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے

کتاب الطلاق

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ناپسند حال چار چیزوں میں اس کے نزدیک طلاق ہو روایت کیا اس کو
ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اس کو حاکم نے اور کہا ابو حاتم نے کہ یہ حدیث مرسلہ صحیح ہے اور طلاق میں قسم
یا ایک حسن اور دوسرے حسن اور تیسرے بدعتی تو ص طلاق آسن یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کو ایک طلاق دے کہ
اس طرح میں اس سے جماع نہ کیا ہو وے اور چھوڑ دے اس کو وہاں تک کہ گزر جائے عدت اس کی
ف اس واسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے مستحب جانتے اس بات کو کہ نہ زیادہ کریں ایک طلاق پر یہاں تک کہ
گنہگار نہ رہیں اس بات افضل تھا کہ نزدیک کہ طلاق ہے مرد عورت کو تین یا ہر طرح میں ایک طلاق نہ کر گیا
اس کو کشت الغمین اور وہی ہے یہ ایہیم تھی سے کہ دوست رکھتے تھے صحابہ یہ کہ طلاق دیوے عورت کو ایک یا بھر
چھوڑ دے اس کو وہاں تک کہ حال غنہ ہو تین بار روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے ص او طلاق میں بھڑک
کہ غیر موقوفہ کو ایک طلاق دیوے یا بھر کہ حیض میں یا طہر میں اور موقوفہ کو تین طلاق جدا جدا ہر طرح میں وطنی
نہ کی ہو اگر اس عورت کو غنہ تھا تو ف اور امام مالک کے نزدیک یہ بھی بدعت ہے بلکہ نہیں مباح ہے کہ ایک طلاق
اور اس کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہے تحقیق کہ طلاق دریا اٹھو تین ہی عورت کو اور وہ حاضر تھیں بھرا دے کیا
کہ طلاق دینے میں وقت و حضور کو چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو کہ انہیں ایسا حکم کیا کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے
شک نہ ہو کہ طلاق بدعت ہے کہ استقبال کرے تو طلاق طلاق ہے تو نزدیک ہر طرح کے سو حکم کیا بھوکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی بدعت ہے اور فرمایا آپ نے بدعت کہ وہ پاک ہو جائے تو چاہے طلاق دے

۱۲۲

یعنی بھول جانے پر حدیث کو اور کہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہ میں طلاق پر اسے مجھ سے کہہ کر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کیا تو اس سے سونے والے سے جب تک جگہ لگا کر اس کے سبب تک سہا ہوا رہے گا کہ جب تک ہوش میں
 رہے یا اگر نہ پائے روایت کیا اس کو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اس کو
 حاکم نے حسن اور امام بیہقی اور شیخ ابی نعیم اور ابی حاتم اور ابی یوسف اس سے کہ میں نے شخص سے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ کر فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھل چلا کہ بے طلاق کی گنجائی یعنی ہر طلاق جائز ہے
 طلاق کے لئے جو مجنون کا روایت کیا اس کو صاحب سنیہ اور کما زیلحی نے تخریج میں قلت حدیث غریب اور حدیث غریب
 عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو جامع ترمذی میں ہے اس کے معنوں میں ہے اور اسی طرح وہ بھی طلاق مکررہ کا یعنی جو شخص زبردستی کیا گیا ہو طلاق
 پر لازم شافعی کے نزدیک واقع نہیں ہوتا اور نہ کر کے صاحب کشف الغمہ نے اناسیاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ
 حدیث ثابت ہوتا ہے کہ طلاق مکررہ کا نہیں واقع ہوتا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر کفار عاف کیا جائے تو کفار کی عافیت چاہئے
 اور بھولنا اور زبردستی سے کسی کی کام کرنا روایت کیا اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور حاکم
 نے ثابت نہیں اور کما زیلحی نے تخریج ہادیہ میں کہ ہماری دلیل وہ ہے جو خارج کیا غلیل نے اپنی کتاب میں صفوان بن عمرو
 طائی سے تحقیق کر لیکر مروی تھا اس کو کھڑی ہوئی عورت اس کی اولی ایک بھری اور بھری سے اپنے مرنے پر اور رکھ دیا بھری
 کو اس کے حلق پر اور کہا کہ یا تو مجھے چھوٹے طلاق در نہ فرج کر دے گی تو قسم دی اس مرد نے اس کی اس عورت کو اور کھار
 کیا اس سے تب تین طلاق دیئے اس کو اس مرد نے پھر آیا وہ شخص طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ورنہ گریا تو فرمایا اب نے کہ نہیں
 جی ہر طلاق میں یعنی طلاق واقع ہو گیا اب نہیں پھر لگا اور یہ حدیث مرسل ہے اور روایت کیا اس کو عقیلی نے فی شہادۃ ایک
 شخص سے معاہدہ کیا ابن العنکبان مرسل حسن ہے سند سے کیونکہ مرسل کی اسناد میں یقین اور تعین بن حوا نہیں ہیں اور قبل
 میں اسماعیل بن عیاش ہے اور وہ روایت کرتا ہے شامیین سے لیکن اسناد میں اس کی غازی ہیں جہاں غیر معروف ہے اور شکر کا
 اس کی حدیث کو ابو حاتم نے اور بخاری نے طلاق مکررہ میں اور تفریح میں ہے کہ کہا بخاری نے حدیث عنہ ان اسمی کی ہیں
 معاہدہ سے طلاق مکررہ کے باب میں منکر ہیں متابعیت کی گئی اور یہ کہ قطع نظر اس کے بہت سے آثار معاہدہ ہوا ہے
 مؤید وارد ہوئے ہیں روایت کی حماد الزرقانی نے ابن عمر سے کہ بائز رکھا انھوں نے طلاق مکررہ کا اور بھی روایت کی شیخ
 اور شخصی اور ہری اور قتادہ اور ابی قتادہ سے کہ ان میں سے بائز رکھا طلاق مکررہ کا اور بھی خارج کیا معاہدہ طلاق ہے
 سعید بن جبیر سے کہ انھوں نے کہا کہ ہاں اسلام میں طلاق مکررہ کا بائز ہو گا اور یہ کہ طلاق کا لفظ غلام کی جیوی ہو گا
 کیونکہ ملک کا حق غلام کا ہے تو اسقاط اس حق کا غلام کے لیے ہو گا نہ مولیٰ کے لیے اور کشف الغمہ میں ہے کہ فرمایا
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے شخص نے اذن دیا ہے غلام کو طلاق کا تو طلاق غلام کے ہاتھ میں ہے اور نہیں اس کے
 غیر کے قبضہ میں اور بھی ذکر کیا اس باب میں موافق اس کے حدیث مرفوعہ ہیں عباسی حسن اور طلاق حدیث امام
 کا میں تکمہ ہے اور ترمذی کا دو تکمہ اس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق اس کی حدیث
 قلت اس کی روایت میں روایت کیا اس کو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابی یوسف سے کہ حدیث غریب ہے

۱۲۲

اور اس میں اس کی ظاہر بن اسلم ضعیف ہے کہ ازلی سے کہ روایت کی حدیث عایضہ کو حاکم نے مستند میں
 اور صحیح کیا اسکو اور نقل کی وہی نے عزیز بن میں تصنیف مظاہر بن اسلم کی ابی حاتم میں اور یحییٰ بن معین اور ابی حاتم
 مازی اور بخاری اور نقل کی توشیح اسکی بن حبان اور بھی روایت کیا اسکو ابن ماجہ ابن عمر سے اور نزل اور طبرانی اور
 دارقطنی نے اور صحیح کیا دارقطنی نے وقف اسکا اور ضعیف کیا اور سکے رفع کو بسبب عمرو بن شیبہ سلمیٰ کے اور وہ بھی
 نہیں حجت پکڑی جاوے گی اس سے اور بھی روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک میں حضرت ابن عباس سے اور کہا صحیح
 ولم یضربہا اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمر سے تحقیق کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت کہ ہو لونڈی نکاح میں
 ایک مرد کا اور دو طلاق سے اسکو پھر خرید لے پوسے اسکو تو نہیں حلال ہو واسطے اس کے کیا نہ نکاح کرے دوسرے
 خاوند سے اور اس میں اس کی سلم بن سالم پر تفسیر کی اسکی ابن المبارک نے اور کہا یحییٰ بن معین نے لیس حدیث
 بشیٰ اولیٰ سہی کہا سعدی نے اور روایت کی شافعی نے حضرت عمر سے کہ نکاح کرے غلام و عورتوں اور دو طلاق
 سے اور عدت کرے لونڈی و حیض سے تو اگر حیض نہ آتا ہو اسکو تو دو مہینے سے یا ڈیڑھ مہینے سے اور خارج کیا اسکا
 یہی نے معرفت میں طریق شافعی سے اور دارقطنی نے سنن میں اصل اگر عورت لونڈی ہو اور خاوند اسکا آزاد یا غلام
 ہو تو خاوند مالک و طلاق کا ہوگا اور اگر عورت حرہ ہو اور خاوند اسکا غلام یا آزاد ہو تو مالک میں طلاق کا ہوگا اور امام شافعی
 کے نزدیک جب لونڈی کا خاوند حرہ تو مالک میں طلاق کا ہوگا اور اگر حرہ کا خاوند غلام ہو تو مالک و طلاق کا ہوگا
 اور دلیل ہماری قول سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو کہ لونڈی کے دو طلاق ہیں اور عدت اسکی دو حیض میں تو معلوم
 ہو کہ طلاق عورتوں کے اعتبار سے ہو اور بھی روایت کی امام میر نے **أَخْبَرَ كُنَّا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ**
سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ كُرَيْبٍ يَقُولُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الطَّلَاقُ بِالنِّسَاءِ وَالْعِدَّةِ كَالْحُرِّ یعنی طلاق
 عورتوں کے اعتبار سے ہو اور عدت بھی لونگی کے اعتبار سے ہو اور یہی قول ہے عبد اللہ بن مسعود کا اور امام شافعی کے
 نزدیک طلاق مردوں کے اعتبار سے اور عدت عورتوں کے اعتبار سے ہے کیونکہ ہائے میں ہے کہ فرمایا سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ طلاق ساتھ مردوں کے ہو اور عدت ساتھ عورتوں کے ہو اور یہ حدیث مرفوعہ غریب ہے لیکن روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ
 نے موقوف ابن عباس پر اور طبرانی نے معجم میں موقوف ابن مسعود پر اور کہا ابن ابی حزمی نے کہ یہ کلام ابن عباس کا ہے اور بھی
 اخراج کیا اسکا عبد الرزاق نے موقوف ابو یوسف بن ثابت اور ابن عباس کے اور روایت کی عبد الرزاق نے نافع
 سے انھوں نے اس سلم سے کہ ان کے غلام نے دو طلاق دیے اپنی عورت حرہ کو تو پوچھا اس باب میں اس سلم نے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم سے تب فرمایا آپ نے حرام ہو گئی اور پھر بیان تک کہ حرام کرے دوسرے خاوند سے اور روایت کیا اسکو
 طبرانی نے طریق عبد الرزاق سے اور اس باب میں اور ثار میں جو مؤید میں مذہب امام شافعی کو مذکور ہے ابن
 سوط میں امام مالک کے اور بعض کشف الغمہ میں شیخ عبد الوہاب شعرائی رحمۃ اللہ علیہ کے

بَابُ طَلَاقِ وَاقْعِ كَرْتِیْ كَیْفَ یَا فَعِلَی

طلاق نام ایک طرح اور اس نقطہ سے ہوتا ہے کہ سو سے طلاق کے اور کسی میں مستمال نہیں کیا جاتا

بَابُ طَلَاقِ وَاقْعِ كَرْتِیْ كَیْفَ یَا فَعِلَی

بجائے

پہلے دیکھو کہ مفسد اور دوسرے کو مفسد نہ کہتے ہیں اور جو حاصل حاصل نہیں کرتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص طلاق کرنا ہے کہ وہ کوئی چیز نہ کہے کہ ۲۰ ہوتے ہیں ۲۰ ضرب اور ۵ مفسد غیر اور ۲۰ حاصل ضرب ہوتے ہیں
 اور اگر نیت کی ایک اور دو طلاق ہیں تو طلاق میں طلاق واقع ہو گیا اور غیر موطورہ میں ایک طلاق واقع ہوگا جیسا کہ واقع ہوتا ہے ایک طلاق اگر مفسد موطورہ کو تیس سے کو ایک اور دو طلاق ہیں اور اگر نیت کی ایک طلاق کی ساتھ دو طلاق کے تو میں واقع ہو گئے ہیں جیسا ہے وہ عورت موطورہ ہو یا نوحہ اور اگر کہہ کہ جو دو طلاق ہیں دو طلاق میں اور نیت کی ضرب کی دو طلاق واقع ہو گئے ہیں اور پھر واقع ہو گئے جیسا کہ وہ حاصل ضرب ہے
 اگر کہہ کہ جو دو سے طلاق ہو شام تک ایک طلاق جیسا واقع ہوگا اور اگر کہہ کہ جو طلاق ہو گئے ہیں بلکہ میں ایک طلاق بالفعل واقع ہوگا اور اگر کہہ کہ جو طلاق ہو جب تک کہ میں داخل ہو یا گھر میں داخل ہو تو جب تک کہ یہ کہ میں داخل ہوگی طلاق واقع ہوگا اور اگر کہہ کہ جو طلاق ہو کل کے روز میں تو جو وقت کل کی ہو ہوگی طلاق واقع ہو جائیگا اور دوسری صورت میں
 ف ایسی جیسا کہ کہ جو طلاق ہو کل کے روز میں جس اگر نیت عصر کی کر گیا تو صبح ہو جائیگی اور عصر کے وقت طلاق واقع ہوگا اگر کہہ کہ جو طلاق ہو کل میں یا کل آج میں تو اول صورت میں آج ہی اور دوسری صورت میں کل کے روز طلاق ہوگا
 ف حاصل ہے کہ جس لفظ کو اول ذکر کریگا اسی میں طلاق پڑیگا اصل اگر کہہ کہ جو طلاق ہو قبل اسکے کہ نکاح کروں میں تحسینا جو طلاق ہو کل روز گذشتہ میں اور نکاح آج کیا ہی طلاق واقع ہوگا اور کہنا اوسکا لغو ہوگا ف ایسا
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں طلاق ہو قبل نکاح کے روایت کیا اوسکو بغوی نے شرح السنہ میں حضرت علی سے اور دوسری حدیث میں ہے کہ نہیں طلاق ہو اس میں جیسا مالک نہیں روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد نے
 ص اگر کسی عورت سے روز گذشتہ کے اول نکاح کیا اور آج کے روز اس سے کہہ کہ جو طلاق ہو روز گذشتہ میں طلاق بھی واقع ہو جائیگا اور اگر کہہ کہ جو طلاق ہو جب تک کہ میں جو طلاق ندوں اور پھر پھر طلاق پڑ جائیگا اور اگر کہہ کہ جو طلاق ہو اگر میں جو طلاق ندوں تو آخر عمر میں زوج یا زوجہ کے طلاق پڑیگا کیونکہ شرط اسی وقت پائی گئی اور طلاق نہ رہا اوسکا تحقق ہو اصل اگر کہہ کہ جو طلاق ہو جو وقت کہ میں جو طلاق ندوں بعد اسکے پھر کہہ کہ تو طلاق ہو تو ختم کے قول سے طلاق پڑ جائیگا تو اگر کہہ کہ جو طلاق ہیں جو وقت کہ میں جو طلاق ندوں تو طلاق ہو تو ایک ہی طلاق بنی ہوگا ف ایسا ہے اگر عورت سے کہے کہ تو طلاق ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہوتا ہے جیسا کہ اوپر گذرا ہے
 کسی شخص سے اپنی عورت سے کہہ کہ اس نے بیکار ہو گیا ہے ف ایسی جیسا کہ روز گذشتہ کے روز سے تو جو جو خیال ہے اصل انہی بات کو طلاق واقع ہوگا ف اصل میں اس مقام پر تفصیل کی ہے اور سننے اوس کو اس سے کہہ کہ تم نے تم کو کیا حاصل ہے اگر کہہ کہ کم از کم ایک جائیداد کا ایک ف ایسی میں نکاح کروں میں تو طلاق ہو اصل انہی بات کو طلاق واقع ہوگا ف اور دلیل اس کی اصل میں ہے
 اگر کسی عورت سے کہے کہ اس نے بیکار ہو گیا ہے ف ایسی جیسا کہ روز گذشتہ کے روز سے تو جو جو اصل میں اس مقام پر تفصیل کی ہے اور سننے اوس کو اس سے کہہ کہ تم نے تم کو کیا حاصل ہے اگر کہہ کہ کم از کم ایک جائیداد کا ایک ف ایسی میں نکاح کروں میں تو طلاق ہو اصل انہی بات کو طلاق واقع ہوگا ف اور دلیل اس کی اصل میں ہے

۷۷
اول صورت میں
نہ کہے

ایہ طلاق
باعتبار
محل

جیسے کہ تین طلاق کا ہونا اور اگر مولیٰ نے اپنی لونڈی سے کہا کہ نبی کل کا رشتہ سے تو تو آزاد ہو اور اس کے بعد
میں ایک سے کہا کہ نبی کل کا رشتہ سے تو تجھ کو دو طلاق ہیں اور کل کا رشتہ گیا تو دو طلاق ہیں چارہ شے اور خاوند کو جو ہوا
ہوگا اور نام جو کہ نزدیک جو جواز ہو اور عدت کسی سے نہ ہوگی یعنی ہونگے اگر وہ حائضہ یا عورتین ہیں
اگر وہ اس سے عدت سے نہ ہوگی اور اگر خاوند نے اپنی عورت سے کہا کہ میں تجھے ہذا ہوں ساتھ نیت طلاق کے کیا کہا کہ
میں تجھے حرام ہوں ایک طلاق بائن واقع ہوگا اگر کہا کہ میں تیری طرف سے طلاق ہوں کچھ واقع ہوگا اگر چہ نیت طلاق کی
نہی ہو اور اگر کہا کہ تجھ کو ایک طلاق ہے یا نہیں یا تجھ کو طلاق ہے ساتھ موت میری کے یا تیری موت کے تب بھی کچھ واقع ہوگا
اگر کوئی بیچ زوجہ میں سے ایک مالک ہو گیا یا اس کے ایک حصہ کا تو نکاح باطل ہو جاوے گا بغیر طلاق کے و لیکن بیچ
مالک کی عورت کا تو ہوا اس کے اب ملک میں چلے گا و مذکورہ حاصل ہونی تو ملک میں منقوع ہو جاوے گی اور اگر عورت مالک ہوئی خاوند کی
تو ہوا اس کے کہ خاوند کو ملک میں ہوا و عورت کو ملک میں ہونی تو ایک ہی شخص مالک اور ملک ہو جاوے گا اور وہ باطل ہو
اگر خاوند نے اپنی عورت کو اوٹھلیوں کے باطن سے اشارہ کیا ف یعنی تہیل عورت کی طرف کی صل تو جتنی اوٹھلیاں
کھڑی ہیں اتنے ہی طلاق واقع ہونگے اور اگر رشتہ سے اوٹھلیوں کے اشارہ کیا ف یعنی تہیل طلاق دینے والے کی طرف
صل تو جتنی اوٹھلیاں بند ہیں اتنے طلاق پڑینگے و کیونکہ اشارہ کرنا اوٹھلیوں سے واسطے عدت کے اس پر عادت
جاری ہو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ یہ ہے یہ ہر روز سون اوٹھلیوں سے عین بار اشارہ کیا اور اختیار
میں ایک اوٹھلی بند کر لی روایت کیا اوٹھلیوں کے مستدک میں اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری کے اور مروی ہے
یہ حدیث ابن عمر سے صحیح میں کتاب الصوم میں اور سعد بن ابی وقاص بھی صل اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا
کہ تجھ کو طلاق بائن دیا مینے یا کہا کلاشد الطلاق یا فحش الطلاق یا خبث الطلاق یا طلاق الشیطان یا طلاق عبت
یا سب سے یا سب سے تجھ کو طلاق مثل ہاڑ کے یا مثل ہنر طلاق کے یا گھر بھر کے یا طلاق شدید یا طویل یا عریض تو ان
سب صورتوں میں ایک طلاق بائن واقع ہوگا مگر جب کہ ترہ میں نیت تین طلاق کی کرے اور لونڈی میں دو کی
تو ترہ میں تین واقع ہونگے اور لونڈی میں دو اور جس شخص نے اپنی عورت کو قبل طلاق کے تین طلاق ایک بار دہرائے
تو تینوں واقع ہو جائینگے لیکن اگر کہا کہ تجھ کو طلاق ہے طلاق ہے تو ایک طلاق ہوگا اور عورت اول طلاق بائن کی
اور دوسرا دوسرا طلاق واقع ہوگا اور ایسا ہی ہے اگر کہا کہ تجھ کو طلاق ہے تو ایک اور ایک اور اگر کسی شخص نے کہا
کہ تجھ کو طلاق ہے ایک یا طلاق ہیں دو یا طلاق ہیں تو اول صورت میں ایک اور دوسری میں دو اور تیسری میں تین
واقع ہونگے تو اگر وہ عورت مگر قبل کر کے عدت کے تو کلام منقوع ہو جاوے گا اور کچھ واقع ہووے گا اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے
ایک قبل ایک کے یا بعد اس کے ایک ہے تو ایک طلاق واقع ہوگا غیر موطوہ میں موطوہ میں طلاق اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے ایک
قبل اس کے ایک اور یا بعد اس کے ایک ہے تو طلاق ہے ایک ساتھ ایک کے یا ساتھ اس کے ایک اور تو
غیر موطوہ میں بھی ان صورتوں میں دو طلاق واقع ہو جائینگے اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے ایک اور اس کے بعد موطوہ میں
اور پھر جب کہ میں داخل ہوں تو دو طلاق پڑ جائینگے ہر ایک کے بعد موطوہ ہو غیر موطوہ میں اور اگر شرط کو مقدم کیا

باجعہ بہت کو طلاق سید کو نیک بیان

دشنام ہی اور بگوئی کا جیسے خلیہ بوثیہ تبتہ حرام بائن اور بعض ایسے ہیں کہ نہ احتمال رکھتے ہیں رد کلام کا اور نہ دشنام دہی کا جیسے اعتدی استبرائی رحاک آنت واحد آنت حرقۃ اختاری امرک سیدک سرختک فارقت توجب خاوند راضی ہو یعنی غصے میں نہواور ذکر طلاق کا بھی نہواو کوئی لفظ سے ان الفاظ میں سے طلاق واقع نہوگا اور جب غصے میں نہواو پہلے دو قسم کے الفاظ نیت پر موقوف ہیں تو اگر نیت کر گیا تو طلاق واقع ہوگا ورنہ نہیں واقع ہوگا اور تیسری قسم میں طلاق ہوگا اگرچہ نیت نہواو جب ذکر طلاق کا نہواو موقوف رہیں گے الفاظ قسم اول کے نیت پر اور دوسری اور تیسری قسم کے الفاظ سے طلاق واقع ہو جاوینگے اگرچہ نیت نہواو

باب تفویض طلاق کے بیا نہیں

اور جس شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اپنے تین طلاق سے یا نیت طلاق سے کہا کہ امرک بیداک یا اختاری زوجہ کو اختیار ہے کہ جس مجلس میں اسکو علم ہوا ہی طلاق سے لیوے اگرچہ مجلس طویل ہوو اور اگر بعد علم کے پھر رجوع ہوگی یا جو کام کر رہی تھی اسکو چھوڑ کے دوسرا کام شروع کیا مجلس مختلف ہو جاوے گی اور خیار باطل ہوگا اور اگرچہ اجاب صحابہ کا ہے کہ عورت مخیرہ کو خیار ہی مجلس تک روایت کی عبد الرزاق اور طبرانی نے عبد بن مسعود سے کہا انھوں نے جب مالک کرے مرد عورت کو طلاق کا اور پھر وہ دونوں جدا ہو گئے قبل اس بات کے کہ کچھ کہے سو پھر نہیں اختیار ہو اسکو اور کہا بیہقی نے کہ وہیں القطع ہو در میان مجاہد اور ابن مسعود کے اور روایت کی عبد الرزاق نے جابر سے کہ انھوں نے جسوقت کہ اختیار ہے مرد اپنی عورت کو اور وہ نہ اختیار کرے مجلس میں سو نہیں خیال ہو واسطے اس کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے حدیث عمرو بن شعیب عن امیہ عن جده سے تحقیق کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بن عثمان بن عفان کہا انھوں نے کہ جو مرد مالک کرے اپنی عورت کو اور خیال دے اسکو پھر وہ دونوں جدا ہو جاوے اس مجلس سے تو نہیں ہی عورت کو خیال اور اب اختیار خاوند کو ہی اور اسناد میں اسکی ثنی بن الصبیح ضعیف ہے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبد بن عمرو بن العاص سے کہ جو شخص خراج سے اپنی عورت کو تو اسکو خیال ہی جب تک اپنی مجلس میں رہا اور اسناد میں اسکی حجاج بن ارطاة ضعیف ہے اور اخرج کیا ابن ابی شیبہ نے جابر بن زید اور مجاہد و شعبی اور خثعمی اور عطاء و طاؤس سے ایسا ہی اصل اور اگر عورت کھڑی تھی بعد علم کے پھر ٹھیکہ گئی یا بیٹھی تھی بھیجہ لگا لیا یا اپنے باپ کو واسطے مشورت کے طلب کیا یا گواہوں کو واسطے گواہی کے طلب کیا یا جس جانور پر سو رہی اسکو کھڑا کر یا تو ان سب چیزوں سے مجلس مختلف نہوگی اور خیار باطل نہوگا اور کشتی بننے لے اس کے کھر کے ہی اور جانور کا چلنا بننے لے اس کے چلنے کے ہی تو کشتی کے چلنے سے مجلس مختلف نہوگی اور جانور کے چلنے سے مجلس مختلف ہو جاوے گی اگر کسی مرد نے نیت تفویض سے عورت کو کہا اختیار ہے یا نہیں ہی کہ نیت تین طلاق کی کرے تو اگر زوجہ نے اس کے جواب میں کہا کہ اختوت نفیس یا اختار نفسی ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور یہی قول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور اسی سے اخذ کیا ہے کہ لانی للبسوط ص بشرطیکہ زوج یا زوجہ کسی لفظ نفیس کا ذکر کیا ہو تو اگر زوج نے کہا اختیار ہے یا نہ زوجہ کہا اختوت تو وہ باطل ہے اور صاحبہ دلیل لائے ہیں اس بات پر کہ اگر زوجہ کے اختیار تو بھی طلاق واقع ہوگا حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا انھوں نے

یعنی عورت کو طلاق دینا پسند نہیں کرتے

باجعہ بہت کو طلاق سید کو نیک بیان

باجعہ بہت کو طلاق سید کو نیک بیان

باجعہ بہت کو طلاق سید کو نیک بیان

محرک

یعنی عورت کو طلاق دینے کا وقت

یعنی عورت کو طلاق دینے کا وقت

۱۵ اور وہ یہ کہ
کرات اس جگہ تابع
ہوگی کیونکہ اختیار
وقت میں کوئی اور نہ
نہیں فیجب عورت
بعض میں نہیں آج کا
اختیار دیکھنا توکل
اختیار باطل ہو جائیگا
بظان اول صورت
کے ان میں زمانہ
پہلے کو تو وہ دیکھ
کہ وہ کیا کرے

لا بل اختلاف اللہ و رسولہ اور شام کیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دہی طرف سے روایت کیا اس حدیث کو
مسلم نے **ص** اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا اختیار کر لے تو اختیار کرنے کو روز و وجہ نے جواب دیا کہا اختیار
کیا میں نے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر تین بار کہا اختاری اختاری اور زوجہ جواب میں کہا
اختیار کیا میں نے اختیار کرنے کر یا کہا کہ اختیار کیا میں نے پہلے کو یاد دوسرے کو یا اخیر کو نزدیک نام صاحب کے تین طلاق واقع ہو جائیگا
بغیر نیت کے اور اگر طلاق دیا میں نے اپنے نفس کو یا اختیار کیا میں نے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک طلاق بائن
واقع ہوگا اور ہاتھ میں یہ کہ ایک طلاق جمعی واقع ہوگا اور بعضوں نے کہا یہ غلطی ہو کاتب سے اور صحیح یہ ہے کہ عورت
کا مالک نہ ہوگا اور بعضوں نے کہا یہ کہ اس باب میں دو روایتیں ہیں ایک روایت یہ کہ طلاق جمعی واقع ہوگا اور
دوسری میں یہ کہ بائن ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ کام تیرا تیرے ہاتھ میں یہ کہ ایک طلاق میں
یا اختیار کر لے ایک طلاق کو اور اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو تو ایک طلاق جمعی واقع ہوگا اور اگر کہا امرک
بیدار اور نیت کی تین کی اور عورت نے کہا کہ اختیار کیا میں نے اپنے نفس کو ساتھ ایک یا ایک یا تینوں طلاق واقع ہوگا
اور اگر کہا عورت نے **ف** یعنی امرک بیدار کے جواب میں جب نیت تین طلاق کی ہو **ص** طلاق دیا میں نے اپنے
نفس کو ساتھ ایک یا اختیار کیا میں نے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر مرد نے
کہا کہ تیرا تیرے ہاتھ میں یہ کہ آج کے روز اور بعد کل کے **ف** یعنی جو پرسوں آویگا **ص** تو رات داخل ہوگی خیار میں
تو اگر اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو رات میں طلاق واقع ہوگا اور آج کا اختیار باطل ہوگا اگر عورت اوسکو دیکھ
ف یعنی خاوند کو اختیار کر لے کیونکہ خاوند کے اختیار کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتا اور دلیل اسکی حدیث حضرت عائشہ
کی ہے جو اوپر گزری اور شفاء الغم میں ہے کہ حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہ پوچھے گئے اوشخص سے جس نے اپنی عورت کو اختیار کیا
اور روئے اوسکو دیکھا اور کچھ نہ کہا تو فرمایا کہ یہ طلاق نہیں ہیں اور ایسا ہی نقل کیا مسروق اور حضرت عائشہ **ص**
پرسوں کا اختیار باقی رہیگا اور اگر مرد نے کہا کہ تیرا تیرے ہاتھ میں یہ کہ آج اور کل تو رات داخل ہوگی خیار میں **ف**
تو اگر عورت رات کو اپنے نفس کو اختیار کر لے طلاق واقع ہو جائیگا **ص** اور کل اختیار باقی نہیں رہیگا اگر آج عورت
اوسکو رد کرے **ف** اور دلیل اسکی اصل اور ہاتھ میں نہ دیکھو **ص** اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ طلاق دے
تو اپنے نفس کو اور نیت کی یا نیت کی ایک طلاق کی اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیا تو ایک طلاق جمعی واقع ہوگا **ف**
اور اگر عورت اس صورت میں اپنے نفس کو تین طلاق دیوے تو ایک ہی واقع ہوگا اور باقی لغو ہو جائیگا **ص** اور اگر عورت
نے اپنے نفس کو تین طلاق دیے اور خاوند نے اوسکی نیت کی ہو تو تینوں طلاق بجا دینے اور اگر مرد نے نیت کی دو
طلاق کی اور عورت نے اپنے کو دو طلاق دیے ایک ہی طلاق واقع ہوگا اگر جب وہ منکوحہ لونڈی ہو کیونکہ دو او
حق میں بہتر ہے تین کے بین نزد میں **ف** اور دلیل اسکی ہاتھ میں مسطور ہے **ص** اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے
نفس کو طلاق دے اور عورت نے اوسکے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تجھے بائن یعنی جدا کیا تو ایک ہی
طلاق جمعی واقع ہوگا اور اگر کہا کہ اختیار کیا میں نے اپنے نفس کو اوسکے جواب میں تو کچھ نہیں واقع ہوگا **ف** یعنی خاوند نے

طلاق نفساٹ اور عورت نے کہا اختلاک نفسی تو کچھ نہیں واقع ہوگا کیونکہ یہ الفاظ طلاق سے نہیں اور بعد میں
اگر یہ لفظ کہے تو طلاق بڑ جاویگا کیونکہ وہ اجماع صحاح سے ثابت ہوا ہے جیسا کہ اوپر گذرا ہے اگر مرد نے کہا عورت سے
کہ اپنے نفس کو طلاق دے تو اب خاوند کو رجوع نہیں ہوتا **ف** یعنی قبل عورت کے طلاق لینے کے خاوند کو
اس بات کا اختیار نہیں کہ اپنے قول سے پھر جائے عدول کہ اب میں اجازت طلاق کی نہیں دیتا اصل اور زوجہ
کو بھی جائز نہیں کہ بعد تبدیل مجلس کے طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنی سوکن کو طلاق
دے یا کسی دوسرے مرد سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دے تو جائز ہے کہ قبل لینے کے **ف** یعنی قبل اس بات کے
کہ زوجہ اس کی اپنی سوکن کو طلاق دے یا دوسرا مرد اس کی بیوی کو **ص** اپنے قول سے پھر جاوے اور قول اس کا مقید
ساتھ مجلس کے نہوگا **ف** یعنی اس مرد کو ہوتا ہے کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اس کی بیوی کو طلاق دے
اور اسی طرح اس کی زوجہ کو اختیار ہے کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اپنی سوکن کو طلاق دے **ص** اور اگر کسی
شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ جب چاہے تو اپنے نفس کو طلاق دے تو یہ صورت میں بعد تبدیل مجلس کے بھی
کو اختیار ہے طلاق دینے کا اور اگر کسی مرد سے کہ اگر چاہے تو میری زوجہ کو طلاق دے جائز نہیں ہے کہ اپنے قول سے
پھر جاوے اور اس شخص کو اختیار مجلس تک رہے گا تو اگر بعد تبدیل مجلس کے وہ طلاق دے طلاق واقع نہوگا **ف** اور پہل
اس کی اصل میں مذکور ہے **ص** اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ اپنے تین تین طلاق دے اور اس نے اپنے تین ایک طلاق یا
ایک طلاق واقع ہو جاویگا اور اگر مرد نے کہا کہ ایک طلاق دے اور عورت نے تین دے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا
اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر مرد نے کہا کہ اپنے کو ایک طلاق بائن دے اور اس نے ایک طلاق تہی
دیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ ایک طلاق جعی دے اور اس نے اپنے تین ایک طلاق بائن دیا ایک طلاق جعی
واقع ہوگا **ف** اس واسطے کہ مخالفت زوجہ کی لغو ہو تو مرد کے قول کے موافق طلاق واقع ہوگا **ص** اور اگر کسی شخص نے
اپنی زوجہ سے کہا کہ میں طلاق دے تو اپنے نفس کو اگر چاہے تو اور اس نے ایک طلاق یا تو کچھ واقع نہوگا اور اگر کہا کہ ایک
طلاق دے تو اپنے تین اگر چاہے اور اس نے تین دے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق
واقع ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو طلاق ہی اگر چاہے تو اور عورت نے جواب میں کہا کہ چاہا میں نے اگر تو چاہتا ہے
اور پھر مرد نے کہا چاہا میں نے تو کچھ واقع نہوگا اگر چیزیت طلاق سے کہا ہو اور اگر کہا کہ چاہا میں نے طلاق تیر عورت کے جواب میں
تو طلاق واقع ہوگا اگر نیت طلاق سے کہا ہو **ف** اور اصل میں اس مقام پر تفصیل کی ہے اور ہم نے اس کو ترک کیا **ص**
اور ایسا ہی ہے جو طلاق کہ موقوف کیا جاوے ایک مرد مرد پر **ف** جیسے اس جگہ عورت نے خاوند کی مشیت پر طلاق موقوف کیا تھا
اور وہ ایک امر غیر معلوم ہے **ص** اور اگر موقوف کرے طلاق کو ایک امر موجود پر جیسے کہ چاہا میں نے اگر اسمان اوپر ہوز میں کے
تو طلاق واقع ہوگا **ف** تو اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طلاق ہی اگر چاہے تو اور اس نے کہا چاہا میں نے اگر باپ میرا
گھر میں ہو اور باپ اس کا گھر میں تھا تو طلاق بڑ جاویگا اور اگر نہیں تھا تو طلاق نہ بڑیگا **ص** اور اگر کسی شخص نے
اپنی زوجہ سے کہا کہ تجھ کو طلاق ہے جو سوت یا جب کبھی چاہے تو تو زوجہ کے رد کرنے سے رو نہوگا اس واسطے

کہا تو وہ نے سو کو ایک طلاق کا کیا تو وہ سو کو عورت چاہی اس وقت ایک طلاق پڑا اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ
تو طلاق ہو جتنے مرتبہ چاہے تو تو عورت کو درست ہے کہ اپنے تئیں ایک طلاق دیوے پھر ایک طلاق میں تک اور اگر تین
کہ تینوں طلاق ایک بار دیوے اور اگر بعد میں طلاق دینے کے پھر دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور پھر پہلے خاوند
پاس لوٹ آئی تو اب اس کو اختیار نہیں کہ اپنے تئیں طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا
تو طلاق ہو جس جگہ یا جہاں چاہے تو تو عورت کو جائز ہے کہ اسی مجلس میں طلاق دے لیوے اور بعد تبدیل
مجلس کے نہیں اور اگر کہہ کہ طلاق ہو جس طور کا چاہے تو اور زوجہ نے جواب میں کہا کہ ایک طلاق بائن چاہا میں نے تین
طلاق موافق چاہئے خاوند کے تو جو چاہا ہی اوس موافق طلاق پڑا اور اگر ایک طلاق بائن چاہا ہی تو ایک
طلاق بائن پڑا اور تین چاہا تو تین پڑا اور اگر خاوند نے نیت کی تین کی اور عورت نے ایک طلاق بائن کی یا خاوند نے
ایک طلاق بائن کی اور عورت نے تین طلاق کی تو دونوں صورتوں میں ایک طلاق جبری واقع ہو گا اور اگر خاوند نے نیت
تین کی تو جو عورت چاہے گی اوس موافق طلاق واقع ہو گا اور اگر زوجہ نے کچھ نہ چاہا تو بھی امام صاحب کے نزدیک
ایک طلاق جبری واقع ہو جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک کچھ واقع ہو گا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا
کہ طلاق دے تو اپنے تئیں جتنے چاہے تو جتنے کہ مجلس میں چاہی واقع ہو جائیگا اور اگر زوجہ نے رد کیا یا مجلس
بدل گئی اختیار باطل ہو گا اور جو کہ ایک طلاق دے تو اپنے تئیں تین میں سے جتنے چاہے تو عورت کو اختیار ہے کہ
ایک طلاق دے یا دو اور تین طلاق دینے کا اختیار نہیں اور صاحبین کے نزدیک درست ہے کہ تین طلاق دے لیوے

باب الحلف بالطلاق

اور بوقت اضافت کی طلاق کی طرف محکم کے تو طلاق بعد نکاح کرنے کے واقع ہو گا جیسے کہ کسی عورت نے جہیز سے
آنکھ کر دیں میں تجھے تو تو طلاق ہو جائے کہ جو عورت کہ نکاح کر دیں اوس سے تو وہ طلاق ہو فاقوان دونوں
صورتوں میں جب نکاح کر گیا طلاق واقع ہو گیا مگر دوسری صورت میں جس عورت سے نکاح کر گیا تو طلاق
پڑ جاوے گا اصل اور امام شافعی کے نزدیک طلاق واقع ہو گا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں طلاق ہو
قبل نکاح کے و فی حدیث مروی ہے چاہے کہ کہہ کہ طلاق ہو بعد نکاح کے یا قبل نکاح کے یا بعد نکاح کے یا بعد نکاح کے
کے اور نہیں پڑا ورنہ اگر بعد نکاح کے روایت کیا اس کو ابو یعلیٰ نے صحیح کیا اس کو حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ نے
بھی فعل اس کے مستور بن مخرفہ سے اور اسناد کی حسن ہے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابن جابر عن ابن عمر کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بھول جاتی ہے تیرا آدمی کی اور میں کہ اختیار نہیں اور نہ آزادی اوس میں کا اختیار
میں نہیں اور نہ طلاق اوس عورت میں کہ اختیار میں نہیں پڑا اس کو ابو داؤد و ترمذی نے صحیح کیا اس کو ابو
نقل کی بخاری سے کہہ میں اس باب میں اور حدیثوں اور عمل ہماری اس باب میں پہلے میں مذکور ہے کہ
صاحب ہدیہ نے کہ حدیث قبول ہوا میں رت پر کہ طلاق کو باطل قرار دینے میں کل کے جیسے کہ کہ طلاق ہو
تو عورت میں ہر ایک بھی طلاق واقع ہو گا اور یہی اس کے منقول ہیں شیخ ابو داؤد و ترمذی روایت کی

ابو بکر ماری نے زہری سے کہا انھوں نے یہ جو حدیثیں کہیں ہیں طلاق تو قبل نکاح کے تو ایسے صورت میں ہو گا
کوئی شخص کہ نکاح کر فلامی عورت سے اور وہ کہے کہ اوسکو طلاق ہو لیکن جس شخص سے کہے کہ اگر نکاح کروں میں فلامی عورت
سے پس وہ طالق ہو تو جب نکاح کر گیا اوس سے طلاق واقع ہو گا اور بھی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے مصنف میں
زہری سے کہے کہ انھوں نے جو شخص کہے کہ جو عورت نکاح کروں میں اوس کو وہ طالق ہو اور جو لونڈی کہ خریدوں میں وہ آزاد
ہو تو صیبا اوس سے کہا ویسا ہی ہو گا تو کہا مسمیٰ کیا نہیں وارد ہوا ہے کہ میں طلاق ہو قبل نکاح کے اور نہیں آتا وہی ہر
ما بعد ملک کے کہ زہری نے یہ اوس صورت میں ہر کہے کہ کوئی شخص کہے کہ فلامی کی عورت طالق ہو اور فلامی فلامی کا آزادی
اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں سالم اور قاسم اور عمر بن عبد العزیز اور شعبی اور غنی اور زہری اور سودا و ابی ہریرہ
بن عمربن حزم اور عبد اللہ بن عبد الرحمن اور کچھول سے کہ ان سب نے جب کہے کہ اگر نکاح کروں میں فلامی سے پس
طالق ہو یا جس دن نکاح کروں میں فلامی سے پس وہ طالق ہو یا جو عورت کہ نکاح کروں میں اوس کو وہ طالق ہو تو صیبا
اوس سے کہا ویسا ہی ہو گا اور ایک لفظ میں ہو جائی ہے تو میرے مضمون لمبی تخمینہ میں ہر ص اور شرط و تعلیق طالق
کی ہر کہے یا اضافت کرے طرف ملک و ف ایسے کہ اوپر گندہ مثلاً کہے جنیب سے کہ اگر نکاح کروں میں تجھے تو طالق
ہو ص یا تعلیق کے وقت تک جو رہو تو اگر کسی جنیب سے کہے کہ اگر نکاح کروں میں تجھے تو تو طالق ہو اور پھر ملک کے
اوس کلام کیا تو طلاق واقع ہو گا و ف اس واسطے کہ دونوں شرطیں فوت ہو میں کیونکہ نہ اضافت کی طلاق کی طرف ملک کے
اور نہ ملک وجود تھا وقت تعلیق کے ص اور اگر اپنی بیوی سے کہے کہ اگر نکاح کروں میں داخل ہوگی تو تو طالق ہو اور وہ گھر میں
داخل ہوئی تو طلاق پھر جاوے گا اس واسطے کہ وقت تعلیق کے اس جگہ ملک موجود ہے اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہے کہ اگر گھر میں
تو یا جب گھر میں آئے تو یا جو وقت گھر میں آئے تو تو طالق ہو تو بعد گھر میں آنے کے ایک طلاق واقع ہو گا اور بعد اوس کے شرط
پوری ہو جائیگی یعنی پھر بعد اسکے اگر گھر میں جاوے گی تو اب طلاق نہ پڑے گا اور اگر کہے کہ جس مرتبہ گھر میں آئے تو تو طلاق ہو
تو جو بار گھر میں آوے گی طلاق واقع ہو جائیگی اور بعد میں طلاق واقع ہونے کے شرط تمام ہو جائیگی تو اگر بعد میں طلاق واقع ہو جائیگی
حالا کہ کہے کہ پھر اوس نکاح کیا تو اب جو گھر میں آوے گی طلاق واقع ہو گا اور اگر کہے کہ جس مرتبہ نکاح کروں میں تجھے تو تو طالق ہو
تو شرط باطل ہوگی پھر اگر بعد حلالہ کے بھی اوس نکاح کر گیا طلاق واقع ہو جائیگی اور بعد میں جس کے اگر زوال ملک ہو جائے
باطل ہوگی تو اگر شرط اپنی ملک میں تحقق ہوئی میں تمام ہو جائیگی اور طلاق واقع ہو گا و ف صورت اس کی یہ ہے کہ
اپنی عورت سے کہے کہ اگر اس گھر میں آوے گی تو تو طالق ہو بعد اسکے پھر ایک طلاق بائن بالفعل و سکون سے کہے کہ اگر کیا تو
عدت تمام ہونے کے بعد پھر اوس نکاح کر لیا اور اب وہ عورت گھر میں داخل ہوئی تو وہ شرط پہلے کی تحقق ہوگی اصطلاح
پڑ جائیگی اگرچہ در بیان میں اس کی ملک نہ ہو سے نازل ہو گئی تھی ص اور اگر شرط اپنی ملک میں تحقق ہوئی تو میں تمام
ہو جائیگی اور پھر واقع ہو گا و ف صورت اس کی یہ ہے کہ اپنی زوجہ سے کہے کہ اگر اس گھر میں آوے گی تو تو طلاق ہو
اوسکو ایک طلاق بائن بالفعل ہے و یا بعد گھر میں نہ عدت کے وہ عورت گھر میں داخل ہوئی تو شرط پوری ہوگی
ایسی شرط ہوگی اور طلاق واقع ہو گا کیونکہ شرط بائن بالفعل و سکون سے کہے کہ اگر کیا تو میں طلاق بائن عورت کے

۴
بہت
میں

جن کا لفظ

و ملک ہو اور اس کا لفظ اگرچہ ہر شخص سے نکاح کر گیا اور وہ ہر گھر میں داخل ہوگی طلاق واقع ہوگا اصل اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو تو تجھ کو تین طلاق ہیں اور پھر مرد کو نہین غور ہو کہ گھر میں جاوے اور تین طلاق نہ پڑیں تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ بالفعل اس عورت کو ایک طلاق بائن دیوے اور بعد عدت گزرنے کے وہ گھر میں داخل ہو پھر اس سے نکاح کرنے تو اب گھر میں داخل ہونے سے طلاق واقع ہوگا کیونکہ میں باطل ہو گئی ہوں اس سبب سے کہ پہلے وہ ایک بار گھر میں جا چکی تھی اگر شرط کے پائے جانے اور نہ پائے جانے میں اختلاف ہو تو مثلاً خاوند نے کہا کہ تو گھر میں نہیں آئی تھی اور عورت نے کہا آئی تھی تو قول خاوند کا معتبر ہوگا اگر یہ کہ عورت کو اس کا اپنے معاف اور جو شرط ملے گی ہو کہ وہ دن زوجہ کے لئے معلوم نہیں ہوتی تو اس میں قول زوجہ کا معتبر ہوگا اسی کے حق میں **ف** اور غیر کے حق میں معتبر ہوگا اصل مثلاً خاوند نے کہا کہ اگر تجھ کو حیض آئے تو تو اور فلاں میری بیوی طلاق ہے یا کہا کہ اگر تو اس کے جذب کو دوست رکھتی ہو تو تجھ کو طلاق ہے اور غلام میرا آزاد ہے اور عورت نے کہا میں حایضہ ہوئی یا نہیں تو رکھتی ہوں اس کے جذب کو تو اول صورت میں قطعاً اس کو طلاق ہو جاوے گا اور دوسری بیوی پر طلاق نہ پڑے گا اور دوسری صورت میں بھی اسی کو طلاق نہ پڑے گا اور غلام آزاد ہوگا اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تجھ کو حیض آئے تو تو طلاق ہے پھر اس کو حیض آیا تو جب تین دن برابر خون دیکھے گی اس وقت حکم کرے کہ طلاق کا اول روز سے اس واسطے کہ بعد دیکھنے خون کے سو ستر دن معلوم ہوگا کہ خون اول روز کا حیض ہے تو اسی روز سے طلاق کا حکم ہوگا اور جو بھی کہہ کہ اگر تجھ کو ایک عین آئے تو طلاق ہے تو جو حیض سے پاک ہو گیا اس وقت طلاق واقع ہوگا کیونکہ ایک حیض وسیع وقت پورا ہوگا اور اگر کہہ کہ ایک روز روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق ہے اور اس سے روزہ رکھا تو اس کے غروب کے وقت جس دن روزہ رکھا ہے طلاق واقع ہوگا اور اگر کہہ کہ اگر تو روزہ رکھے گی تو تجھ کو طلاق ہے **ف** اور قید ایک روز کی نہ کی **ص** اور اس سے روزہ رکھا طلاق واقع ہوگا اگرچہ ایک ساعت بھی سکے اور جو کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر لڑکا جنے گی تو تجھ کو ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی جنے گی تو تجھ کو دو طلاق ہیں اور زوجہ نے اس کی ویزن کو جینا اور معلوم نہیں کہ اول اس کو جینا تو قاضی حکم کرے گا ایک طلاق کا اور قیامتیا اور فی مابین اس دو طلاق واقع ہونگے **ف** تو اگر قبل اس کے عورت کو ایک طلاق نہ چکا تھا تو اس کو یہ چاہیے کہ پھر بھی اس سے اس سے یہ بیان نہ کہ ملا ہوگا اگرچہ قاضی اس کی حلت کا حکم کرے **ص** اور عدت تمام ہو جاوے گی دوسرے کے جتنے سے **ف** کیونکہ فی اللہ تعالیٰ نے **وَإِنْ طَلَّقَ الْكَافَّةُ فَلَهُنَّ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَتَّخِذْنَ حَتَّى يَبْلُغْنَ حُلَّتَهُنَّ** اور اگر طلاق کو متعلق کیا وہ چیزوں کے ساتھ تو جب دوسری چیز پائی جاوے گی اس کا حکم قایم ہو طلاق واقع ہوگا برابر یہ کہ وہ دن چیزیں ملک میں پائی جائیں **ف** ایسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور غیر سے تو طلاق ہے اور زید نے وہ دن نے وہ دن سے کلام کیا اور اس کی تمام حلت یا دوسری چیز قطع ملک میں ہووے اور اول نومبر **ف** جیسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زیادہ عورت تو تجھ کو طلاق ہے اور پھر بعد اس کے ایک طلاق بائن اس کو دیا اور جب عدت تمام ہوئی تو نے یہ کلام کیا بعد اس کے پھر اس کو خاوند محل میں لایا اور بعد اس کے اس کے لئے کہ یہ طلاق میں ہے یا نہیں **ص** اور اگر وہ دن میں سے کسی ایک دن تو روزے

تو قیام اور بعد
تین دن میں
ہیں تو بعد
مکمل ہو کر
کسی عمل پہنچا

انشاء اللہ کے مجاہدے اور اگر زوج قبل کہنے انشاء اللہ کے مگر کیا طلاق واقع ہوگا؟ اپنی سارا لفظ انشاء اللہ کا
 نہ کہ سکا بلکہ کچھ کہا تھا کہ موت آگئی ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجھ کو بیع طلاق میں گزرو تو ایک طلاق
 واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجھ کو بیع طلاق میں مگر ایک تو وہ طلاق واقع ہوگئے اس واسطے کہ اول صورت میں
 تین سے دو کمال لیے تو ایک رہ گیا اور دوسری صورت میں تین سے ایک تو وہ گئے ص اور اگر کہا
 تجھ کو بیع طلاق میں مگر تین تو تین واقع ہو گئے اس واسطے کہ کمال لینا کمال سے صحیح نہیں

باب طلاق مریض کے بیان میں

۴
 مثل جانیغ
 کسی نے دیکھا
 قتل کیا

جو شخص کہ غالب ہو سکی بلاکت ہو سبب مرض کے ہو یا نہ ہو جیسا کہ وہ شخص جو واسطے حاجتوں کے گھر سے باہر
 نہیں نکل سکتا اگرچہ گھر کے اندر وہ قدرت رکھتا ہو یا جو نصف قتال میں واسطے قتال کے لگے کیا جائے یا اسکو
 واسطے قتل کے باہر لا دین قصاص میں یا حد میں اگر وہی حالت میں مر جائے چاہے دوسرے سبب سے مر ہو تو تین
 اسکا ثلث مال سے زیادہ میں درست نہیں اور اگر طلاق بائن دے دیوے اپنی عورت کو اور مر جائے اسبب
 سے یا دوسرے سبب سے تو وہ عورت اسکی وارث ہوگی و جب کہ وہ عورت عدت میں ہو اور اگر بعد عدت
 کے مر گیا تو وارث نہوگی حدایہ ص اور امام شافعی کے نزدیک وارث نہوگی و امام مالک کے نزدیک
 بعد عدت کے بھی وارث ہوگی اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمر اور عائشہؓ اور ابن مسعود اور ابراہیم اور
 شریہ اور طاؤسؓ سے کہ وارث ہوگی عورت مریض کی جب تک وہ عدت میں ہو اور بھی روایت کی امام محمد نے
 ابراہیم سے انھوں نے شریہ سے کہ عدت عمر نے لکھی عورت اسکو کہ جو شخص طلاق دے اپنی عورت کو تین اور وہ
 مریض ہو تو وارث کرو اسکو تب تک عدت میں ہے اور جب اسکی عدت گزر جائے تو نہیں ہو پیرت واسطے اسکی
 اور نوحہ میں یہ مالک اگہ سمعہ بن شہاب یقول اذا طلق الرجل امرأته ثلثاً وھو مریض
 فانھا اقرب ثلث یعنی کہا ابن شہاب کہ جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وہ عورت وارث
 ہوگی اسکی اور وارث کیا حضرت عثمان بن عفان نے عبد الرحمن بن عوف کی عورت کو اور انھوں نے طلاق بائن یا تھا
 اسکو مرض میں اور نقل کیا امام مالک کہ عدت اسکی گندہ گنی تھی اور روایت کی شافعی نے اور لوگوں سے سوائے
 مالک کے کہ عبد الرحمن بن عوف مری اور یحییٰ بن زکی عدت میں تھی ایسا ہی جو تہذیب الاسلام میں کہا شیخ ابن الہمام نے
 کہ قول مالک کہ حضرت عثمان بن عفان نے وارث کیا تھا اسکو بعد عدت کے معارض ہو ساتھ تو ان جمہور کے کہ وہ عدت میں بھی
 ص لیکن اگر ایک طلاق دیا یا دو طلاق دیے تو امام شافعی کے بھی نزدیک عروہ نہوگی اور اسی طرح اگر طلاق دیا
 اسکو کنایات سے کیونکہ ہمارے نزدیک عورت مریض کی وارث ہوتی ہے اور لیکن نزدیک امام شافعی کے سوا سوا
 کنایات اس کے نزدیک طلاق مریض ہیں لیکن اگر اپنی زوجہ سے طلع کیا تو بالاتفاق وارث نہوگی اگرچہ وہ اہل طلاق میں
 مر ہو جو واسطے کہ وہ عورت خود رضی ہو گئی ساتھ جدلی کے اور مالک سے کہ طلاق لے لیا اور اگر ایسے
 مریض کی زوجہ نے ایک طلاق حبی طلب کیا اور اسے اسکو تین طلاق دے دے تو ہمارے نزدیک زوجہ

اوسکی وارث ہوگی اور بھی وارث ہوگی اگر اوسکی عورت نے عدت میں اپنے خاوند کے بیٹے کو بوسہ یا شہوت سے
 اسواسطے کہ زوجہ ساتھ طلاق بائن کے بعد ہوئی ہو نہ ساتھ بوسہ ابن زوج کے اور جو ایسا مریض ہو اوسنے اگر اپنی زوجہ
 لعان کیا **ف** اور لعان کا بیان آگے آتا ہے **ص** اور بسبب لعان کے دونوں میں جدائی ہوگئی اور زوج
 اوسی حالت میں مر زوجہ وارث ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ چارہ تک زوجہ سے قربت نہ کرے اور چارہ تک اس
 قریب نہ ہو اور دونوں میں جدائی ہوگئی بعد اوسکے زوج اوسکی حالت میں مر گیا تو زوجہ وارث ہوگی اور جو باہر گھر
 کے واسطے حواجج کے باہر آوے اگر چہ بیمار ہو یا اوسکو تپ ہو اور جو کہ بند بچے یا صفت قتال میں ہو وے یا قصاص
 اور جرم کے واسطے قید ہو اور اپنی جو رو کو طلاق بائن دیوے تو بعد اوسکے مرنے کے زوجہ وارث نہوگی اگرچہ
 اوسی حالت میں مر ہو وے یا قتل ہو وے اور جو اوسکی زوجہ نے اوس سے خلع کر لیا یا اپنی زوجہ کو خست یا طلاق
 کا دیا اور زوجہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا زوجہ کے حکم سے اوسکو تین طلاق دے زوجہ اوسکی وارث نہوگی
ف اسواسطے کہ زوجہ ان صورتوں میں خود راضی طلاق سے ہوگئی **ص** اور اگر نے حکم زوجہ کے اوسکو
 تین طلاق دیے اور پھر اوس مریض سے صحت پا کے مر گیا تب بھی وارث نہوگی **ف** اسواسطے کہ جب وہ مریض بیچ تین
 اچھا ہو گیا تو حکم مرض کا باقی نہ رہے گا **ص** اور اگر ایسے مریض نے عورت سے کہا کہ میں تجھ کو تین طلاق صحت میں دیے
 تھے اور عورت نے تصدیق کی اور عدت گزر گئی یا زوجہ کو اوسکے حکم سے تین طلاق دیے بعد اوسکے خاوند نے
 اقرار کیا کہ زوجہ کا مجھ پر فرض ہے یا کچھ اوسکو وصیت کی تو اگر وصیت یا اقرار کم ہی میراث سے تو اوسکو تو اور وصیت کے
 موافق ملے گا اور اگر میراث کم ہی اقرار سے یا وصیت سے تو میراث ملے گی بہر حال جو کم ہو گا وہی ملے گا **ف** اور صاحبین کے
 نزدیک اقرار اور وصیت اوسکا صحیح ہے تو دونوں صورتوں میں موافق اقرار یا وصیت کے ملے گا **ص** اور جو ایسے مریض
 نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو معلق کیا ایسی شرط پر کہ وہ زوجہ کے اختیار میں نہیں ہے جیسے کسی وقت کے ساتھ
 یا فعل سے کسی اجنبی کے **ف** اور شرط پائی گئی مثلاً کہا کہ اگر جیب آوے تو تجھ کو تین طلاق ہیں یا زید ناز پڑھے تو تجھ کو تین
 طلاق ہیں **ص** اور اوسی حالت میں مر گیا تو زوجہ وارث ہوگی اور اگر حالت صحت میں تعلیق کی تو وارث نہوگی
 اور جو ایسے مریض نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو اپنے فعل پر معلق کیا تو زوجہ اوسکی وارث ہوگی اگرچہ حالت صحت میں
 تعلیق کی ہو اور مرد کو اوس فعل سے چارہ ہی جیسے بات کرنے پر اجنبی سے یا چارہ نہیں ہے جیسے کھانا طعام کا اور
 نماز فرض اور بات کرنا یا نہ پاس سے اور اگر زوجہ کے فعل پر معلق کیا اور تعلیق او فعل نہ وجہ کا دونوں مرض میں واقع ہو
 اور فعل ایسا ہو کہ عورت کو اوس سے چارہ ہی جیسے بات کرنا اجنبی سے تو عورت وارث نہوگی اور اگر اوس فعل سے
 عورت کو چارہ نہیں ہے جیسے نماز فرض اور کھانا طعام کا تو وارث ہوگی اور اگر تعلیق صحت میں ہو اور زوجہ کو اوس
 فعل سے چارہ ہو تو وارث نہوگی اور اگر چارہ نہیں ہے تو تعلیق کے نزدیک وارث ہوگی اور نزدیک امام محمد اور زفر کے وارث
 نہوگی **ف** اور نماز اسلام ذکر کیا بسو طہین کہ صحیح قول امام محمد کا ہے **ص** اور اگر طلاق جعی معلق کیا کسی شرط پر
 اور قبل گزرنے عدت کے عورت مر گئی تو ان سب صورتوں میں وارث ہوگی **ف** برابر ہر طلاق دیا ہو صحت میں

یا مرض میں اسکی طلب یا بغیر اسکی طلب کے اپنے فعل پر معلق کیا ہو یا زوجه کے فعل پر چارہ ہو یا نہ چلا پیس
اور تمام صورتوں میں اگر زوج بعد تمام ہونے عدت زوجہ کے مرتوبہ بالاتفاق اسکی وارث نہ ہوگی تو میراث
خاص ہو اسی صورت میں جب مر جاو جائے اور عدت نہ گزری ہو **ف** اسواسطے کہ لکھا تھا حضرت عمرؓ نے طرف
شروع کے کہ جو شخص تین طلاق سے اپنی عورت کو اور وہ مر لی ہو تو وارث کر دے اسکو جب تک وہ عدت میں ہو
جب اسکی عدت گزر جائے تو نہیں میراث واسطے اسکی روایت کیا اسکو امام محمد نے اور امام مالک کے
نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی جب تک وہ غیر سے نکاح نہ کرے جیسا کہ اوپر اسکا بیان تفصیل گزر چکا

باب رجعت کے بیان میں

اور جب طلاق سے مرد اپنی عورت کو ایک طلاق ہی یا دو طلاق ہی تو جائز ہے کہ خاوند کو کہ عدت کے اندر پھر اس سے
رجعت کرے بلکہ یہ کہ وہ راضی ہو یا نہ **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ سَ وَ اِذَا طَلَّقَ الْوَلَدُ النِّسَاءَ فَبِمَا كُنَّ
اَبْكَهُنَّ فَاَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْصُومٍ تَرْجِمُهُ او جب طلاق دو تہ عورتوں کو اور پھر بیچ جاوے وہ قریب اپنی
میراث کے قہر دے رکھا ہو تو مباح دستور کے **ص** اور یہ فرق میں ہے اور اگر نوٹ دی ہو تو ایک طلاق کے بعد اس سے
رجعت درست ہے **ف** اسواسطے کہ دو طلاق کے بعد نوٹ دی ایسی ہو جاتی ہے جیسے حرہ بعد تین طلاق کے
کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق نوٹ دی کے دو ہیں اور عدت اسکی دو حیض ہیں اور یہ حدیث
اوپر گزری **ص** اگر کہے کہ رجوع کیا مینے کچھ یا رجوع کیا مینے اپنی عورت سے رجوع ثابت ہو گا اور اگر وطی کی یا بشہوت
اسکو مس کیا یا اسکی فرج کی طرف بشہوت نظر کی تب بھی رجعت صحیح ہے اور امام شافعی کے نزدیک بغیر زبان کہنے
کے رجعت ثابت نہ ہوگی **ف** اور دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہر فَاَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْصُومٍ اور طلاق **ص** اگر
زبان کہے کہ رجعت کہے تو مستحب ہے کہ اوپر گواہ کرے اور عورت کو گواہ کرے کہ مینے تجھے رجعت کی **ف** اور
گواہ کرنے کے معنی ہیں کہ جب رجعت کا ارادہ کرے تو دو مردوں کے سامنے کہدے کہ تم گواہ رہنا کہ مینے اپنی عورت
رجعت کی **ص** اور اگر شہادت نہ کرے تو بھی رجعت صحیح ہے **ف** اور یہی مذہب ہے امام احمد اور امام مالک کا اور
امام شافعی کے نزدیک ایک روایت میں رجعت نہیں صحیح ہے مگر گواہوں کے سامنے اور دلیل لائے ہیں ساتھ قول
اللہ تعالیٰ کے سوره طلاق میں وَ اَشْهَدُ فَاَذْوَعِي عَدْلًا فَبِمَا كُنَّ اور ہم کہتے ہیں کہ یہ امر واسطے احتیاط کے ہے
اور دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرقت میں بھی فرمایا ہر فَاَذْوَعِي عَدْلًا اور جیسا کہ فرقت میں شہادت
شرط نہیں ایسا ہی رجعت میں اور بھی لیل ہماری وہ ہے جو روایت کی ابو داؤد نے سنن میں کہ عمران بن حصین نے چاہے
اس شخص سے کہ طلاق سے اپنی عورت کو پھر جان کرے اس اور گواہی کرے طلاق اور رجعت پر سو کہما کہ طلاق دیا
اوسنے خلاف سنت کے اور رجعت کی خلاف سنت کے گواہ کرے طلاق پر اور رجعت پر کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ رجعت میں گواہ کرنا مسنون ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور بھی اس حدیث میں اشارہ ہے کہ رجعت جماع بھی ہو جاتی ہے
نقطہ قول سے اور یہی ہمارا قول ہے **ص** اور جو شخص کہ اپنی عورت کو طلاق ہی تو مستحب ہے کہ وہ سپرد فعل ہو

یعنی گواہ
کہ دو مرد
انصار
و ان کو

۱۰

بدون اذن کے اور خبردار کرنے کے **ف** اور با تو یہ حضرت عبداللہ بن عمر سے **ص** اگر خاوند نے طلاق جہی کی عدت گزرنے کے بعد دعویٰ کیا کہ میں نے عدت میں عورت سے رجعت کی تھی اور عورت نے اس کی تصدیق کی گواہ ثابت ہوگی اور اگر تکذیب کی تو دعویٰ باطل ہو اور رجعت ثابت نہ ہوگی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک عورت پر رجعت میں قسم نہیں کیونکہ رجعت اون چیزوں میں سے ہے کہ امام صاحب کے نزدیک اون میں قسم نہیں **ف** اور صاحبین کے نزدیک قسم لازم آوے گی **ص** اگر خاوند نے عورت سے طلاق جہی کی عدت میں کہا کہ میں نے تجھے رجعت کی اور عورت نے کہا عدت میری گزر گئی اگر اوس مدت میں اہمال رہا ہو سیکے تو امام صاحب کے نزدیک عورت کا قول معتبر ہوگا اور رجعت ثابت نہ ہوگی اور نزدیک صاحبین کے رجعت ثابت ہو جاوے گی اور اسی طرح اگر لونڈی کے خاوند نے بعد عدت گزرنے کے اوسکے مالک سے کہا کہ میں نے اوس سے رجعت کر لی تھی عدت میں اولاک نے اوسکی تصدیق کی اور لونڈی نے اوسکی تکذیب کی تو امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول مولیٰ کا اور اسی طرح اگر لونڈی سے اوسکے خاوند نے کہا کہ میں نے تجھے رجعت کی اور لونڈی نے کہا کہ عدت میری گزر گئی اور مولیٰ و خاوند نے ہکا بکا کر لیا تو بھی امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول زوج اور مولیٰ کا **ف** اور دلیل اسکی ہر قسم میں مذکور ہے **ص** جو عورت کہ عدت میں تھا اگر اوس کا تیسرا حیض سوین روز تمام ہو تو منجبر و پاک ہونے کے عدت تمام ہو گئی اور اگر دس روز سے کم میں پاک ہوئی تو جب تک کہ غسل نہ کرے یا وقت نماز میں کہ اوپر نہ گزر جائے یا تیمم کر کے نماز نہ ادا کرے عدت تمام ہوگی اور اگر اوس سے غسل کیا اور ایک عضو کا دھونا بھول گئی اور خاوند نے رجعت کر لی درست ہے اور اگر ایک عضو سے کہ چھوٹ گیا تو رجعت ثابت نہ ہوگی **ف** اور امام ابی یوسف مروی ہے کہ غصہ اور استنشاق ترک کرنا بے اثر ہے ترک کرنے ایک عضو کا مل کے ہو اور اونچی سے ایک روایت میں ابو امام محمد کے نزدیک وہ ایک عضو کے حکم میں نہیں اس واسطے کہ اونکی فرضیت میں اختلاف ہے بخلاف اور اعضا کے **کذا فی اللہ دایہ ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ حاملہ کو طلاق جہی دیا اور اوسکے ساتھ وطی کرنے سے انکار کیا بعد اوسکے پھر اوس سے رجعت کر لی اور زوجہ بعد طلاق کے چھ مہینے سے کم میں جنبی تو رجعت صحیح ہوگی کیونکہ معلوم ہوا کہ زوجہ وقت طلاق کے حاملہ تھی اور بغیر وطی کے حاملہ نہیں ہوتی تو خاوند اپنے انکار میں کاذب ہوگا اس واسطے کہ اگر کاذب صاحب فرارش کے ہے **ف** اور اس باب میں حدیث وارد ہے ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اڑکا صاحب فرارش کا ہے اور ملائی کو محرومی پر روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے حدیث سے اونکی اور حضرت عائشہ کی ایک قصہ میں اور روایت کیا اوسکو نسائی نے ابن مسعود سے اور ابو داؤد نے عثمان سے **ص** اور اگر بعد جہی کے ایک طلاق جہی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اوسکے یا عدت میں اس سے رجعت کر لی تو صحیح ہے **ف** اور دلیل اسکی اوپر گزری **ص** اور اگر بعد خلوت کے عورت کے ساتھ اوسکو طلاق جہی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اوسکے اوس سے رجعت کی رجعت صحیح نہ ہوگی مگر یہ کہ وہ عورت وقت طلاق سے قبل گزرنے دو سال کے مگر کا جنبی تو رجعت درست ہوگی اسلئے کہ جب دو برس سے کم میں بچہ ہو تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت کے حمل موجود تھا **ص** اور اگر گیس

۱۰
بہر ایک خلاف
اسے ابن
مجاہد

شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو جنگی تو توجہ طلاق پر توجہ وہ عورت جس نے طلاق پڑ جاوے اور اگر بعد چھپنے کے یا زیادہ کے دوسرے طلاق کا جہی تو رجعت ثابت ہوگی اور اگر کم میں چھپ چھپنے سے جہی تو رجعت نہ ہوگی **ف** دلیل اسکی اصل میں سطور **ح** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ جب تو جنگی تو توجہ طلاق پڑ جاوے عورت تین حمل میں تین بار جہی تین طلاق پڑ جاوے اور دوسرے لڑکے سے اور تیسرے لڑکے سے رجعت ہو جاوے گی **ا** اس واسطے کہ جب پہلا لڑکا پیدا ہوا تو طلاق پڑ گیا اور عورت معتدہ ہو گئی اور دوسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ہو گئی اور دوسرا طلاق پڑ گیا اور تیسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ثابت ہو گئی اور تیسرا طلاق پڑ گیا **ح** جس عورت کو طلاق جہی دیا ہو تو وہ عدت میں زمینت کرے اور اپنے تین آراستہ کرے تاکہ خاوند رغبت کرے اور اس رجعت کرے **ف** ہدایت میں ہے کہ رجعت مستحب ہے اور زمینت برا بیگنہ کرنے کی ہے رجعت پر تو زمینت بھی مشروع ہوگی انتہی اور کشف الغمہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمادے رکھتے تھے طلاق کو نہ ضرورت اور نہ نصحت دیتے تھے نہ ضرورت کے **ح** اور خاوند کو جائز نہیں کہ زوجہ کو جو عدت میں طلاق جہی کے ہو اپنے ساتھ سفر میں لجاوے یا مکان کہ اسکی رجعت پر گواہ کر دے **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرْبِ حَتَّىٰ تَخْرُجُوا مِنْهَا لَعَلَّكُمْ تَكُونُوا لَكُمْ لَعْنَةٌ مِّنَ اللَّهِ فَتَبْطِلُوا آلَاكُمْ وَهُمْ لَا يُصْلِحُونَ اور خاوند کو جائز ہے کہ اپنی زوجہ جسکو طلاق جہی اور مرد یہاں یہ کہ شہادت کر دینا مستحب ہے جیسا کہ اوپر گذرا **ح** اور خاوند کو جائز ہے کہ اپنی زوجہ جسکو طلاق جہی دیا ہو وطی کرے اور امام شافعی کے نزدیک وطی درست نہیں یہاں تک کہ زبان سے رجعت کرے اور ہمارے نزدیک وطی خود رجعت ہے **ف** اور یہی قول ہے امام احمد کا اور ہماری دلیل قول ہے عمران بن حصین کا جیسا کہ گذرا روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور دوسرے یہ کہ وہ بمنزلہ زوجہ کے ہے کیونکہ اگر اسکو دوسرا طلاق دے تو پڑتا ہے اور وارث ہوتی ہے اور تیسرے یہ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَبَعُولَتُهُنَّ أَحْسَنُ لِّبَعُولَتِهِنَّ اور خاوند انکے زیادہ حقدار ہیں انکے پھر لینے پر اور خاوند عورت کا نہیں ہو سکتا جب تک وہ عورت اسکی زوجہ نہ ہو اور تفصیل اسکی تفاسیر میں مذکور ہے **ح** اور جب عورت کو طلاق بائن دے تین سے کم تو مرد کو جائز ہے کہ اس عورت سے عدت میں یا بعد عدت کے نکاح کرے **ف** اس واسطے کہ جب تین طلاق دیگا تو اسکا حکم لگے آتا ہے **ح** اور اگر تین طلاق دے آتا کہ وہ دوبارہ نکاح کرے تو پھر اسکو حلال نہیں ہوتی جب تک کہ وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے اور نکاح صحیح ہو اور وہ پھر اسکو طلاق دے یا مرد جائز ہو عدت گذر جاوے یہ مذہب اکثر لوگوں کا ہے اور سعید بن المسیب کے نزدیک دوسرے خاوند کی وطی شرط نہیں بلکہ فقط نکاح کافی ہے اور دلیل لاتے ہیں ساتھ قول اللہ تعالیٰ لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرْبِ حَتَّىٰ تَخْرُجُوا مِنْهَا لَعَلَّكُمْ تَكُونُوا لَكُمْ لَعْنَةٌ مِّنَ اللَّهِ فَتَبْطِلُوا آلَاكُمْ وَهُمْ لَا يُصْلِحُونَ اور ہماری دلیل حدیث مسند کی ہے اور وہ حدیث مشہور ہے اس سے زیادتی کلام اللہ پر درست ہے تو دلائل کہ مراد ہواں وطی کے مخالف ہے اس حدیث کے یہاں تک کہ اگر قاضی اسکا حکم دے تو حکم اللہ کا جاری نہ ہوگا **ف** نیز شافعی میں ہے کہ اتفاق کیا ایمان بعد نے کہ جو شخص تین طلاق دے اپنی عورت کو تو پھر اسکو دوبارہ نکاح نہیں بیان تاکہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور نکاح سے مراد اس مقام پر وطی ہے اور نکاح صحیح کی قید اس واسطے لگائی

بجائے

نہی حضرت
ماہرین
کہ وہ کسی
چاہے کسی
میںیعنی کسی
عقار کا
میں
میں

۴

نہی حضرت
ماہرین
کہ وہ کسی
چاہے کسی
میں

نکاح فاسد سے وطی ہو تو حلال نہ ہوگی انتہی اور حدیث غسیلہ یہ کہ داخل ہوئی عورت رفاعہ قرطی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہہا کہ تحقیق رفاعہ نے طلاق بائن دیا بھگو اور عبد الرحمن بن زبیر نے نکاح کیا مجھے اور اسکے پاس کنارہ ہو کر ہے کا اور پکڑ لیا اپنی چادر کے کنارے کو تو قسم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہو کہ پھر رفاعہ کے پاس حلی جاوے نہیں ہو گا جب تک کہ تو نہ چکے شیر بنی عبد الرحمن بن زبیر کی اور وہ شیر بنی تیری دیت کیا اور سکو بخاری و مسلم اور صحابہ سننے نے اور ایک روایت میں بھیجیں گے کہ تین طلاق دے تھے اور سکو رفاعہ نے اور ایسا ہی اخراج کیا اور سکا مالک نے مؤطاء میں اور زام رفاعہ کی عورت کا تیمم بنت وہب تھا اور بھی روایت کی جماعت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اس شخص سے کہ تین طلاق دے اپنی زوجہ کو اور پھر نکاح کرے وہ عورت کسی اور سے اور طلاق دے دو اور سکو قبل جماع کے کیا حلال ہو وہ عورت اب بھلنا و نہ بھلنا فرمایا آپ نے نہیں بیان تک کہ چکے وہ دوسرا خاوند نہ ہو سکا جیسا کہ چکھا تھا اول خاوند نے اور بھی اخراج کیا ابن المنذر مقابلہ میں حبان سے مانند اسکے جس اور جو ایک قریب بلوغ کے ہو وہ بھی حلال میں مثل بلوغ کے ہوں جہنہ فرج میں دہانج ہو جاوے اور لڑکا بعضوں نے لکھا ہے کہ بارہ برس کا ہووے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ دس برس کا ہو اور ہا میں ہو کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ آلت اوسکی متحرک اور شہوت ہوتی ہو اور نہیائے میں ہر اقلان عن التمر شاشی کہ اگر بہت بوڑھا شخص اپنی آلت کو ہاتھ کے زور سے داخل کرے تو حلال ثابت نہ ہو گا بہر حال شہوت اور داخل معتبر ہر حال اور ایسے لڑکے کو ہر اقلان کہتے ہیں یعنی قریب بلوغ کے ہو سکا اور اوسکے امثال جماع کرتے ہوں اور ضرور ہر آلت اوسکی متحرک ہو اور اشتہا ہو و جماع کی اور اگر نکاح کیا عورت سے شرط پر حلال کہ تو مکروہ ہوں مثلاً کہ نکاح کرتا ہوں میں مجھے اس شرط سے کہ حلال کروں گا تجھ کو یا عورت یہ کہے اور چلی حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ اگر دو لون اپنے دل میں نیت کر لیں شرط نکاح زبان سے تو مکروہ نہیں بلکہ اجر پاویں گے واسطے قصد اصلاح کے اور یہ نکاح اس واسطے مکروہ ہے کہ لعنت لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کرنے والے پر جس کے واسطے حلال کیا ہوے روایت کیا اور سکو دارمی نے حضرت عبداللہ بن سعید سے اور ابن ماجہ نے حضرت علی ابن عباس اور عقبہ بن عامر سے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قول مقتضی ختم کوصل لیکن حلال ہو جاوے گی واسطے اول خاوند کے اور بیوقت کہ طلاق دیا عورت آزاد کو ایک یا دو اور عدت اوسکی گذر گئی اور اسے دوسرے خاوند سے نکاح کیا پھر اول خاوند پاس لوٹ آئی تو اب پھر اول خاوند مالک تین طلاق کا ہو گیا اور امام محمد کے نزدیک مالک ایک طلاق کا ہو گیا اگر دو طلاق سے چکا تھا اور دو طلاق کا اگر ایک دے چکا تھا و اجماع کیا ایہ اربعہ نے کہ دوسرے خاوند ساقط کر دیتا ہے تین طلاقوں کو اول خاوند سے تو اگر پھر وہ عورت اول خاوند پاس لوٹ آوے مالک تین طلاق ہو جاوے گا اور تین سے کم میں اختلاف ہے اور ہماری دلیل قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ لعنت کی اللہ نے حلال کرنے والے پر جس کے واسطے حلال کی جاتی ہو تو معلوم ہوا کہ دوسرے خاوند طاعت کا ثابت نہ ہو ہو اور دوسرے یہ کہ جب تین طلاق کو ساقط کر دیا تو تین سے کم کو بدرجہ اولی ساقط کر دیا اور بھی دلیل ہماری وہ ہے روایت کی محمد بن حسن نے کتاب اللہ میں ابن عباس سے کہ قال یھدیم الزویمہ الثانی الواحیکہ والثلثین والقلک

بحرہ

یعنی ساقط کر دیتا ہوں دوسرا خاوند ایک طلاق اور دو اور تین کو اور ایسا ہی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور امام محمد کی دلیل
وہ ہے جو روایت کی ہے یحییٰ نے طریق شافعی سے حمید بن عبد الرحمن اور عبد السمیع بن عبد السمیع اور سلیمان بن ایساک
کہ ان سب نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرماتے تھے پوچھا میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ طلاق کیا اپنی عورت کو
ایک یا دو بچہ عدت اور سکی گزر گئی اور نکاح کیا اس نے دوسرے خاوند سے اور پھر نکاح کیا اس سے اور اس سے اور اس سے
کہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ وہ عورت اس سے ہی طلاق پر ہی جتنے باقی رہے اور بھی روایت کی ہے یحییٰ نے مکر بن خنیس سے
انھوں نے یزید بن جابر سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ سنا انھوں نے حضرت علی بن ابی طالب سے
کہ فرماتے تھے وہ عورت اس سے ہی جتنے طلاق باقی رہے یہ خلاصہ ہو اسکا جو ذکر کیا اس سے تمام طریقے نے
تخریج ہا میں ص اور جس عورت کو تین طلاق دیے ہیں اگر اس نے بعد ایسی مدت کہ وہ عین طلاق ہو گیا ہو یا کہ تین
حلالہ سے فسخ ہوئی اور خاوند کو کمان غالب ہوا کہ یہ تین ہی تو اسکو درست ہو کہ اس سے نکاح میں لاوے اور بعضوں نے کہا کہ اگر
کہ اقل اس مدت کے اور تالیس روز میں اس واسطے کہ حلالہ میں تین جنس اور دو طہر ہوں میں اور قیام میں اس کے
تین روزہ ہیں اور طہر کے پندرہ دن تو سب مالک اگر تالیس روزہ ہونے قال اللہ اعلم بالصواب

باب ایلاء کے بیان میں

ایلاء تین میں سے کہتے ہیں کہ خاوند قسم کھائے کہ مدت ایلاء میں تین عورت سے قریب نہ ہو گا اور مدت ایلاء کی وسط
آزاد عورت کے چار مہینے ہیں و اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَازِمٌ لَّيُنْفِقُوا بِأَمْوَالِهِمْ لِمَنْ لَا يَنْفِقُ عَلَيْهِمْ
تَوْكِيفٌ أَمَّا بَعْدُ فَأَشْهُوا كَالْيَدِ تَرْجُمُهُ جَوَلُوكَ الْيَلَاءُ كَرْتِے ہیں اپنی عورتوں سے تھپانے چاہیے کہ متصل
اور واسطہ کو توڑی کے دو مہینے ہیں و اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک مدت ایلاء کی تالیس روزہ ہیں اور
دونوں کے لیے چار مہینے ہیں اور امام مالک کے نزدیک مدت ایلاء کی واسطے غلام کے دو مہینے ہیں اور واسطے مرد
کے چار مہینے تو وہ مدت ایلاء میں اعتبار مردوں کا کرتے ہیں اور ہم عورتوں کا صل اور حکم ایلاء کا یہ ہے کہ اگر وطی ملی
چار مہینے تک تو بعد گزرنے مدت کے ایک طلاق بائن ہو جاوے گا و اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور یہ مذہب
کے نزدیک بعد گزرنے چار مہینے کے طلاق واقع ہو گا بلکہ مطلق ہو گا یا نکاح یا رجوع کرے یا طلاق دیوے اور دلیل
اوپر کی وہ ہے کہ روایت کی بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہما انھوں نے جس وقت کہ گزر جاوین چار یا دو طہر ایلاء سے گا
یہاں تک کہ طلاق دیوے اور روایت کی مالک نے موطا میں حضرت علی بن ابی طالب سے کہ وہ فرماتے تھے جس وقت کہ
ایلاء کرے مرد اپنی عورت سے تو نہ واقع ہو گا او سپہ طلاق تو اگر گزر جاوین چار مہینے طہر ایلاء چار یا دو طہر ایلاء تک طلاق
دیوے یا رجوع کرے اور روایت کی امام احمد نے حدیث حبیب بن ثابت سے انھوں نے طاؤس سے انھوں نے عثمان سے
مانند اسکے اور جواب اسکا یہ ہے کہ معارض ہے حدیث بخاری کے و جو خارج کیا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
أَنَّ قُلُوبَ بَنِي حَشَى مَضَتْ أَلْبَعَةَ أَشْهُرَ فَهُوَ طَلِّقٌ بَائِنٌ كَيْفِي فَرَمَا حضرت عبد السمیع بن عباس رضی اللہ عنہما نے

بحرہ

بحرہ

بحرہ

بحرہ

بحرہ

بحرہ

بحرہ

بحرہ

تو ایلا ثابت ہوگا **ف** اس واسطے کہ ہمارے میں ہر فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نہیں ایلا ہی
کم میں چار مہینے سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہ کہا انھوں نے جب ایلا کرے
مرد عورت اپنی سے ایک مہینے یا دو مہینے یا تین مہینے اور مہینہ تک نہ پہنچے یعنی چار مہینے تک تو نہیں ہر وہ
ایلا اور خراج کیا مانند اسکے عطا اور طائوس اور عیاد بن جبر اور شعبی سے اور روایت کی ہبیبی نے کہ کہا ابن عباس
نے تھا ایلا جاہلیت کا ایک برس اور دو برس اور زیادہ اس سے اور اللہ نے مقرر کیا اسکے واسطے چار مہینے کو تو اگر
کم ہو چار مہینے سے تو نہیں ہر ایلا وہ ایسا ہی ذکر کیا زلیلی نے تخریج ہر یہ میں **ص** اور اگر وطی کر لی مدت
ایلا میں تو قسم میں حانت ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم آوے گی **ف** اور اسکا بیان آگے آتا ہو **ص** اگر کسی مرد نے
اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی میں تجھے قربت نہ کروں گا یا قسم خدا کی چار مہینے تک قربت نہ کروں گا یا کہ اگر میں تجھے زنی
کروں تو مجھے حج ہر بار روزہ ہر یا صدقہ ہر یا طوطا یا غلام میرا آزاد ہو تو ان سب صورتوں میں ایلا ثابت ہوگا **ف**
اور یہی قول ہر امام شافعی کا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس نے جو قسم کہ مانع ہو جماع سے تو وہ
ایلا ہی ذکر کیا اسکو شیخ عبدالوہاب شعرائی نے کشف الغم میں **ص** اب اگر مدت ایلا میں اس کے ساتھ زنی
کرے تو اگر قسم اللہ کے ساتھ کھائی ہو تو کفارہ قسم کا لازم آوے گا **ف** اور ذکر کیا اس مسئلے کو میزان میں
مسائل جمع علیہا سے مگر قول قدیم شافعی میں کہ اونٹنے نزدیک کفارہ لازم نہیں آتا اس واسطے کہ آگے اللہ تعالیٰ
فرماتا ہو **وَإِنْ قَاتَلَ اللَّهُ عَفْوَكَ سَوَاءٌ لَّكَ حَيْثُ تَتَوَلَّىٰ وَآلَهِ تَتَوَلَّىٰ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ** اور اللہ تعالیٰ نے
جب وعدہ کیا مغفرت کا تو اب اسکا گناہ عفو ہو گیا اور کفارہ لازم نہ ہوگا اور ہر جواب یہ ہے کہ وہ وعدہ مغفرت کا
آخرت میں ہر اس سبب سے کہ حانت ہو امین میں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَلَكِنْ لَّيْسَ لَهُ تَوَكُّلٌ وَلَا لِيَوْمَ الْآخِرَةِ** کفارہ
الایہ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **مَنْ حَلَفَ عَلَى عَيْثٍ قَرَأَ عَفْوَكَ خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَا تَبِمَا**
هُوَ خَيْرٌ لَّكَ كَقَسَمٍ عَنِ عَيْثٍ یعنی جو شخص کہ قسم کھاؤ کسی امر پر پھر دوسرے کام کو بہتر دیکھے تو کرے وہ
کام اور کفارہ دے قسم کا اور بیان کفارہ قسم کا اور اس حدیث کا کتاب الیمین میں انشاء اللہ آویگا اور روایت کی
ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا انھوں نے ایلا کیا بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویں سے اور حرام کیا پھر کیا
حرام کو حلال اور یا قسم کا کفارہ کہا شیخ ابن حجر نے کہ راوی اسکے سبب ثقہ ہیں اور یہ حدیث ظاہر ہے کہ ہمارے
مطلوبہ پر دلالت کرتی ہے **ص** ورنہ جزا **ف** یعنی حج کی صورت میں حج کرنا یا بیگا اور دوسرے کے صورت
میں روزہ اور غلام آزاد ہونے کی صورت میں غلام آزاد ہو جاوے گا **ص** اور ساقط ہو جاوے گا ایلا اور اگر اس مدت
میں اس سے وطی نہ کی ایک طلاق یا نہ چھوگا **ف** اور دلیل اسکی وہ ہے کہ چکی **ص** اور حلف موقت ساقط ہو جاوے گی
ف حلف موقت اسکو کہتے ہیں کہ وہ میں کوئی مدت معین نہ کرے جو **ص** تو اگر پھر اس نکاح کو کرے اور
چار مہینے تک اس سے نزدیکی نہ کرے طلاق واقع ہوگا اور حلف مؤبد ساقط نہوے گی **ف** یعنی جس حلف میں کوئی
مدت مقرر نہ کرے مثلاً یون کہے قسم خدا کی میں تجھے قربت نہ کروں گا **ص** تو اگر بعد نکاح کے پھر چار مہینے تک

۲
بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

بجائے

اوس سے نزدیکی نہ کی بھڑ طلاق واقع ہوگا پھر اگر اوس سے نکاح کرے اور نہ قریب ہو چار مہینے تو بھڑ طلاق واقع ہوگا اور یہ سب طلاق ہوا اور عورت بائن ہو جاوے گی **ف** یعنی اب بدون حلالہ کے اوس سے نکاح درست نہیں **صل** اور اگر بعد بین طلاق کے اور حلالہ کے پھر اوس سے نکاح کیا تو ایلا ساقط ہو جاوے گا اور قسم باقی رہے گی تو اب اگر چار مہینے نہ ہو اوس سے نزدیکی نہ کرے گا طلاق واقع ہوگا اس واسطے کہ ایلا باقی نہیں رہا اور اگر نزدیکی کرے گا حانت ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم ہوگی اس واسطے کہ قسم باقی ہو اور یہ صورت جب ہر قسم کو سوا طلاق کے اور چنیون پر علق کیا ہو اور اگر طلاق پر ہو **ف** جیسے کہ اگر مین تجھے نزدیکی کروں تو تو طلاق ہو **صل** تو قسم باقی نہ رہے گی اس واسطے کہ تنخیر یعنی بالفعل طلاق سے دینا باطل کرتا ہے تعلیق کو **ف** جیسا کہ اوپر کتاب الطلاق میں بیان کر چکے تو صورت مسئلے کی یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین تجھے قربت کروں تو تجھ کو طلاق ہو اور پھر بالفعل اس کو کسی طرح سے تین طلاق دیتے اور وہ عورت بعد حلالہ کے پھر نکاح میں آئی تو اب اگر قربت کرے گا طلاق واقع ہوگا اس واسطے کہ تنخیر باطل کرتی ہے تعلیق کو **صل** اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی مین تجھے نزدیکی نہ کروں گا دو مہینے اور دو مہینے بعد مین دو مہینوں کے تو ایلا ثابت ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دو مہینے مین تجھے قربت نہ کروں گا اور ایک دن توقف کر کے پھر کہا قسم خدا کی مین تجھے دو مہینے قربت نہ کروں گا بعد مین دو مہینوں کے جواول مین اسکے تو ایلا نہ ہوگا اس واسطے کہ پہلے دن تو قسم کھانی تھی دو مہینے پر **ف** اور دو مہینے سے ایلا ثابت ہوگا **صل** اور دوسرے دن قسم کھانی چار مہینے پر اگر ایک دن کم **ف** اس واسطے کہ اول دو مہینوں کا ایک دن گزر گیا ہے تو سب چار مہینے پورے ہونے تو بدت ایلا کی تمام ہوگی **صل** اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی ایک سال تجھے نزدیکی نہ کروں گا اگر ایک دن تو ایلا ثابت ہوگا **ف** اس واسطے کہ ایلا او سوقت ہوتا ہے کہ چار مہینے تک خاوند کو بغیر لازم ہونے جزا یا کفارے کے امکان مطلق کا نہ ہو وے اور اس جگہ ممکن ہے کہ بغیر لازم آنے کسی چیز کے ایک روز اوس سے وطی کرے لیکن اگر ایک روز وطی کر لی اور بعد وطی کے چار مہینے یا زیادہ ہو چکے باقی ہے تو ایلا ثابت ہوگا اس واسطے کہ اب امکان مطلق کا بغیر لازم آنے جزا یا کفارے کے جاتا رہا **صل** اگر کوئی شخص بصرے مین ہو اور اوس نے قسم کھانی کہ مین کو فہ مین نہ جاؤں گا اور عورت اوس کی کو فہ مین ہو تو ایلا نہ ہوگا **ف** کیونکہ ممکن ہے کہ عورت کو کو فہ سے باہر نکال کے اوس سے وطی کرے **صل** جس عورت کو کہ طلاق چھ دیا ہو قبل گذرنے عدت کے اوس سے ایلا درست ہے اور جو عورت کہ اوس کو طلاق بائن دیا ہو یا اجنبیہ ہو تو اوس سے ایلا جائز نہیں **ف** تو اگر بعد قسم کے اوس عورت مسابنیہ کو یا اجنبیہ کو نکاح مین لایا اور اوس سے وطی کی حانت ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم ہوگی لیکن اگر اوس سے چار مہینے تک وطی نہ کرے گا تو ایلا نہ ہوگا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **لَا تَزْنِ بِمَا تَزْنِ** اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایلا اپنی بیبیوں کے ساتھ خاص ہے نہ غیر عورتوں سے **صل** اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے ایلا کیا اور بسبب بیماری زوج یا زوجہ کے یا بسبب صغر سنی عورت یا رتق کے **ف** رتق کے معنی بند ہو جانا اور کہتے ہیں کہ یہ عورت رتقا ہے یعنی اوس سے جماع نہیں کر سکتے بسبب اس کے کہ وہ مین سواہ بنیاب کرنے کی جگہ کے اور کوئی سوراخ نہیں ہوتا لہذا فی المخرج **صل** یا بسبب ہونے زوجہ کے

چار چیزیں کی راہ پر وطی سے عاجز ہوئے تو اسکا رجوع زبان سے ہو جاوے گا یعنی زبان سے کہے کہ رجوع کیا میں نے
اوس سے تو اگر بیت ایلا کی گذر جائے طلاق واقع ہوگا جب وہ عاجز نہ ہو تو اگر قبل مدت گزرنے کے وطی نہ فرماوے ہو گیا
اور غدر جاتا رہا تو اب رجوع اسکا بغیر وطی کے ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اگر نیت کی طلاق کی
تو ایک طلاق بائن پڑ جاوے گا اور اگر نیت کی ظہار کی یا تین طلاق کی یا جھوٹ کہنے کی تو جو نیت کی ہو اوس موافق پڑے گا
فت اور مروی ہے جو طایین کہ حضرت علی فرماتے تھے انت علی حرام میں کہ وہ میں طلاق ہیں اور عیب بہ نیت کرے
تین طلاق کی اور دلیل اس پر حضرت عمر کا ہے کہ جو شخص کہے عورت سے انت حرام تو وہ حرام ہے اور جو شخص کہے انت
بائتہ تو وہ بائتہ ہے اور جو شخص کہے انت طالق ثلثا تو تین طلاق پڑ جاوے گی تو لازم ہوگا کہ شخص کو حبس یا اوسنے لازم
کیا اپنے اوپر مروی ہے ابن عباس سے کہ وہ کہتے تھے انت حرام قسم کے بارے میں اسکا اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص
نے حرام کیا اپنے اوپر اپنی عورت کو سو وہ کچھ نہیں بلکہ کیا ان سب آثار کو شیف الغمہ میں اور ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
نیت پر ہے اور اگر نیت کی اپنے اوپر حرام کرنے کی یا کچھ نیت نہ کی تو وہ ایلا ہو جاوے گا اور بعضوں کے نزدیک اگر
زوجہ سے کہا تو مجھ پر حرام ہے یا کہا کہ جو مجھ پر حلال ہے وہ میرے اور حرام ہے یا کہا کہ جو میرے سیدھے ہاتھ میں ہووے
وہ مجھ پر حرام ہے طلاق واقع ہو جاوے گا بغیر نیت کے واسطے عرف کے اور استعمال کے اور اسی پر فتویٰ ہے

باب خلع کے بیان میں

خلع کہتے ہیں زوجیت نازل کرنے کو مقابلے میں اوس مال کے کہ خاوند زوجہ سے لیتا ہے جس میں جرح ہے ساتھ خلع
کے وقت حاجت کے مثلاً آپس میں ایسی لڑائی پڑ جاوے کہ اصلاح اوسکی نہ ہو سکے اور بدن جرح کے خلع
مکروہ ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتیں کہ شہادت کرتی ہیں اپنے خاوندوں سے اور جو عورتیں کہ خلع
کرتی ہیں وہ بھی عورتیں منافق ہیں اور اگر اوس کسی بھی عورت کو بغیر حاجت کے ہووے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
فَإِنْ خِفْتُمْ أَهْلَ بَيْتِكُمْ أَنْ يُطِيعُوا اللَّهَ فَمَا فِيكُمْ مِنْكُمْ فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْشَىٰ بَيْنَكُمْ فَارْجِعُوهُنَّ فَإِنْ رَجَعْتُمُوهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا أَفْتَدْتُم بِهِنَّ بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِنْ رَجَعْتُمُوهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا أَفْتَدْتُم بِهِنَّ بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِنْ رَجَعْتُمُوهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا أَفْتَدْتُم بِهِنَّ بِإِذْنِ اللَّهِ
اس بات کا کہ نہ قائم کر سکیں گے حدین اللہ کی تو نہیں ہر گاہ اون دونوں پر اوس چیز میں کہ بدلادلو سے عورت ساتھ
اوسکے اور روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ عورت ثابت بن قیس کی بیٹی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور کہا رسول اللہ ثابت بن قیس نہیں عیب لگاتی ہوں میں اور سخلوق دین میں لیکن میں مکروہ جانتی ہوں ناشکی کی کو شوہر کی
اسلام میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا روکی تو اوس پر باغ اوسکا کہا ہاں پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
ثابت کو قبول کر باغ اور مجھے اوسکو طلاق روایت کیا اوسکو بخاری نے اور ایک روایت میں اوسکی ہے کہ حکم کیا ثابت کو
طلاق دینے کا اوس عورت کے اور ایک ثابت میں ابن ماجہ کی ہے کہ ثابت بن قیس تھا بد صورت اور عورت نے
اوسکی کہا کہ اگر نہ تو ناخوف اللہ کا تو جب تا میرے پاس تو تھوکتی میں موندہ پر اوسکے اور امام احمد کی روایت میں ہے کہ یہ
اول خلع تھا اسلام میں اور نام ثابت بن قیس کی بیوی کا جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی ہریرہ قطنی نے اخراج کیا
لہ نام اوسکا زینب ہریرہ ایک روایت میں ابو داؤد اور ابن حبان اور بیہقی کی ہے کہ نام اوسکا حبیبہ بنت سہل تھا

بیت ایلا کی گذر جائے طلاق واقع ہوگا جب وہ عاجز نہ ہو تو اگر قبل مدت گزرنے کے وطی نہ فرماوے ہو گیا اور غدر جاتا رہا تو اب رجوع اسکا بغیر وطی کے ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اگر نیت کی طلاق کی تو ایک طلاق بائن پڑ جاوے گا اور اگر نیت کی ظہار کی یا تین طلاق کی یا جھوٹ کہنے کی تو جو نیت کی ہو اوس موافق پڑے گا فت اور مروی ہے جو طایین کہ حضرت علی فرماتے تھے انت علی حرام میں کہ وہ میں طلاق ہیں اور عیب بہ نیت کرے تین طلاق کی اور دلیل اس پر حضرت عمر کا ہے کہ جو شخص کہے عورت سے انت حرام تو وہ حرام ہے اور جو شخص کہے انت بائتہ تو وہ بائتہ ہے اور جو شخص کہے انت طالق ثلثا تو تین طلاق پڑ جاوے گی تو لازم ہوگا کہ شخص کو حبس یا اوسنے لازم کیا اپنے اوپر مروی ہے ابن عباس سے کہ وہ کہتے تھے انت حرام قسم کے بارے میں اسکا اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے حرام کیا اپنے اوپر اپنی عورت کو سو وہ کچھ نہیں بلکہ کیا ان سب آثار کو شیف الغمہ میں اور ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیت پر ہے اور اگر نیت کی اپنے اوپر حرام کرنے کی یا کچھ نیت نہ کی تو وہ ایلا ہو جاوے گا اور بعضوں کے نزدیک اگر زوجہ سے کہا تو مجھ پر حرام ہے یا کہا کہ جو مجھ پر حلال ہے وہ میرے اور حرام ہے یا کہا کہ جو میرے سیدھے ہاتھ میں ہووے وہ مجھ پر حرام ہے طلاق واقع ہو جاوے گا بغیر نیت کے واسطے عرف کے اور استعمال کے اور اسی پر فتویٰ ہے

کتاب الطلاق

شیخ ابن حجر نے کہ شاید اسکے دو نام ہیں اور ایک بیٹ میں حبیبہ واقع ہو اور وہ جو مجبواً طلاق یہ ثابت بن قیس کے دو قصے ہیں کہ دو عورتوں میں اسکی واقع ہوئے کیونکہ دونوں طریقے صحیح ہیں اصل بدلے میں اس مال کے کہ طلاق رکھتا ہے مگر سبکی اور ایک طلاق بائن خلع سے پڑ جاوے گا اور یہی مشہور ہے قول امام شافعی کا اور ایک روایت میں اولیٰ سے اور امام احمد کے نزدیک خلع فسخ ہے اور طلاق نہیں ہے تو بعد و طلاق کے اگر خلع کیا تو اولیٰ کے نزدیک پھر نکاح کرنا اس سے درست ہے اور ہمارے نزدیک درست نہیں اور استدلال دونوں مذہب کا اسی آیت ہے جو خلع میں وارد ہوئی ہے اور طریقہ استدلال کتب اصول میں مذکور ہے اور بھی امام شافعی دلیل لاتے ہیں ابن عباس سے کہ وہ پوچھے گئے ایک شخص سے کہ دو طلاق ہے اپنی عورت کو پھر خلع کرے اس سے آیا درست ہے کہ اس سے نکاح کرے تو فرمایا انھوں نے کہ ہاں درست ہے چاہے نکاح کرے اس سے روایت کیا اسکو ابن ابی جوزی نے اور اخراج کیا اسکا عبد الرزاق نے اور روایت کی واقظنی نے ابن عباس سے کہ خلع نفرت ہے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اور دلیل ہماری وہ ہے جو ذکر کیا صاحب ہادیہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع ایک طلاق بائن ہے اور روایت کی واقظنی اور یحییٰ نے سنن میں ابن عباس بن کثیر سے انھوں نے ایوب سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق بائن اور روایت کیا اسکو ابن جری نے کامل میں اضعیف کیا اسکو ساتھ ابن کثیر ثقفی کے اور روایت کی بخاری سے کہ وہ متروک ہے اور کہا انسانی نے متروک الحدیث ہے اور شعبہ سے کہ انھوں نے کہا پرہیز کرو اسکی حدیث سے اور سبکوت کیا اس سے واقظنی نے اور ایک طریقہ اس حدیث کا صحیح ہے جو روایت کی عبد الرزاق نے سعید بن المسیب سے مراسلاً تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق بائن اور یہ سہل صحیح اور سہل ہے نزدیک محبت خصوصاً جب کہ مؤید ہو اسکی حدیث سند اور حکم کیا امام شافعی نے بھی کہ مروی سعید بن المسیب کے اوکو حکم وصل کا ہے کیونکہ میں نے اوکو سانیہ پایا اور حدیث ثابت بن عکیم کی جو اوپر گذری ہمارے مذہب پر دلالت کرتی ہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے کیا خلع کو ایک طلاق اور حضرت ابن مسعود سے کہ انھوں نے کہا نہیں ہوتا ہے طلاق بائن مگر فدیہ میں یا ایلا میں اور ایسا ہی روایت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تو تفصیل کی اسکی اس مقام میں شیخ ابن العمامہ نے فصل اور اگر شرارت خاوند کی طرف سے ہو تو بعد لا خلع کا لینا مکروہ ہے و تحریماً اس واسطے کہ روایت کی امام محمد نے آثار میں اکا ابویحییٰ عن حماد عن ابن ابی ہریرہ قال اذا كان الظالم من قبل المرأة فقد حلت لك الفدية وان كان من قبل الرجل فلا تحل لك الفدية قال الحكماء وبه نأخذ یعنی کہا ابراہیم نخعی نے کہ جب ہو و ظالم طرف سے عورت کے تو حلال ہے تجکو فدیہ اور اگر ہو طرف سے مرع کے تو نہیں طلال ہے اور اسکو فدیہ کہا محمد نے اسی سے ہم اخذ کرتے ہیں اصل اور اگر شرارت طرف سے عورت کے ہو تو قبضہ مہر دیا ہے اس سے زیادہ لینا مکروہ ہے و اس واسطے کہ روایت کی ابو یوسف نے مروی میں ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے قصہ ثابت بن قیس میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا لوئی عورت سے کیا پھیر دیتی ہے تو وہ سپر اس کے باغ کو کہ اس سے تجکو مہر دیا ہے کہا اس سے ہاں

عبد الرزاق نے روایت کی

ابن مسعود سے روایت کی

کہ غلام ہو جاگیا یا خاوند سے خلیج کی طلاق آئے ہوگا اور اس غلام کا طلاق نہیں ہوگا اور اگر غلام کا مالک ہو جائے تو اس کا طلاق بھی ہوگا اور اگر اس کی تسلیم سے خارج ہو کر عورت سے شواہد لگائی ہوگی تو اس کی تسلیم سے عورت سے طلاق نہیں ہوگی کسی عورت سے کہ طلاق نہیں لگایا آگیا یعنی بن طلاق سے محکوم ہے میں ہر مرد و عورت کے لئے یہ ہے کہ اگر طلاق ہو گیا یا عورت پر متاعی حصہ ہزار روپیہ کا لازم ہوگا اور اگر عورت کے مال میں سے طلاق لگائی گئی ہو تو عورت سے طلاق نہیں ہوگا اور اگر عورت نے اس کو ایک طلاق سے عورت میں سے طلاق بھی واقع ہوگا نزدیکی الم اہل بیت کے عورت پر کچھ لازم آویگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور متاعی ہزار روپیہ کی زوجہ لازم ہوگی اور اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہہا کہ تین طلاق دے دے اپنے تین بچے میں ہزار کے یا اوپر ایک ہزار کے اور عورت اپنے کو ایک طلاق دیا تو کچھ واقع ہوگا اور اگر مرد نے زوجہ کو کہہا کہ تو طلاق دے اور وہ پھر ہزار میں یا نو ہزار کی کہہا کہ تو آزاد ہو اور وہ پھر ہزار میں تو زوجہ پر طلاق واقع ہو جاوے گی اور نو ہزار کی آزاد ہو جاوے گی ہر مرد و عورت پر کیا ہو ہزار کی کہہا ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر زوجہ اور نو ہزار کی نے ہزار قبول کیے ہیں تو ہزار روپیہ لازم آوے گی اور اگر قبول نہیں کیا تو زوجہ پر طلاق واقع ہوگا اور نو ہزار کی آزاد ہوگی اور خلع عورت کے حق میں معاوضہ جو تک کہ کسی مرد کو عورت قبل قبول کرنے خاوند کے رجوع کر جائے جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہو ورنہ اگر کسی عورت سے خاوند کہہا کہ خلع کر دے مجھے اتنے مال پر تو قبل قبول کرنے خاوند کے پھر کئی تو جائز ہوگا ص اور شرط خیار کی بھی ہو واسطے عورت کے نزدیک الم اہل بیت کے اور نزدیک صاحبین کے مع نہیں ورنہ اگر خاوند نے عورت سے کہہا کہ تو طلاق دے اور ہزار روپیہ کے معاوضہ خیار ہی میں تک تو اگر عورت رو کرے خیار کو تین دن میں باطل ہوگا اور اگر خیار تین دن تک تو اس کو طلاق ہو جاوے گی اور ہزار روپیہ لازم آوے گی ص اور جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہو تو ضرور قبول کرنا خاوند کا مجلس میں ورنہ اگر بعد اختلاف مجلس کے قبول کرے گا مستحب ہوگا ص اور خاوند کے حق میں یہ ہیں جو عیب ایجاب خاوند کی طرف سے ہو تو نہیں صحیح رجوع اس کا قبل قبول کرنے عورت کے اور نہیں صحیح شرط خیار کی واسطے خاوند کے اور قبول زوجہ کا مقید ساتھ مجلس کے ہوگا ورنہ اگر عورت بعد اختلاف مجلس قبول کرے جائز ہوگا ص اور جانب غلام کا حاق میں مال پر ہزار جانب عورت کے طلاق میں تو غلام کا مجلس سے معاوضہ ہوگا اور مولیٰ کی طرف سے عین ہوگی ورنہ صحیح ہوگا رجوع کرنا غلام کا قبل منتظر کرنے مولیٰ کے اور خیار کا غلام کو اور ضرور ہوگا قبول مولیٰ کا مجلس میں اور نہیں صحیح ہوگا رجوع مولیٰ کا قبل قبول کرنے غلام کے اور نہیں صحیح ہوگی شرط خیار کی واسطے مولیٰ کے اور نہ عورت ہوگا منتظر کرنا غلام کا مجلس میں ص اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہہا کہ کل سے محکوم ہو اور طلاق ہو چکا ہے تو نے قبول نہیں کیا تھا اور عورت کہہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو قول خاوند کے قسم کے مقبول ہوگا اور اگر ایسے نے شتر سے کہہا کہ میں نے غلام کو طلاق دیا ہے اور مرد نے پھر سے مقید چاہا ہے تو نے قبول نہیں کیا اور شتر سے کہہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو نے قبول نہیں کیا

پھر ظہار کیا اوس سے اور پھر عورت نے اجازت دی نکاح کی تو ظہار باطل ہے اور اگر اپنی عورتوں سے کہا کہ تم اوپر میرے مانند میری ماں کی پشت کے ہو تو دونوں سب سے منظر ہر ہو جاوے گا اور اوسکو ہر ایک کی طرف سے جدا کفارہ لازم ہوگا۔ روایت کی امام محمد نے آثار میں انا ابی حنیفۃ عن حماد بن عمار عن ابراہیم قال اذا ظہر النکاح من اربع نسوة فکفایہ اربع کفایات قال محمد بن وہب ناخذ وهو قول ابی حنیفۃ یعنی کہ ابراہیم بن محمد نے کہا کہ جس وقت ظہار کیا مرد نے چار عورتوں سے تو اوسپر چار کفارے ہیں۔

فصل کفارہ ظہار کے بیان میں

کفارہ ظہار کا یہ ہے کہ ایک رقبہ آزاد کرے۔ **ف** تو اگر نہ پائے تو دو مہینے پُر در پُر روزے رکھے اور اگر اسکی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ اسواسطے کہ کلام الدین ایسا ہی وارد ہو ہر **صل** کمان ہو یا کافر اور امام شافعی کے نزدیک کافر درست نہیں۔ **ف** اور دلیل ہماری اطلاق ترکیت کا **صل** عورت ہو یا مرد چھوٹا ہو یا بڑا اگرچہ بہرہ ہو یعنی اونچا سنتا ہو اور اگر بالکل نہ سنتا ہو تو جائز نہیں اور ایک چشم بھی درست ہو اور جسکے ایک ہاتھ اور ایک پیر کٹا ہو **ف** یعنی دھنسا ہوا ہاتھ کٹا ہو تو بایان پیر کٹا ہو اور بایان ہاتھ کٹا ہو تو دھنسا پیر کٹا ہو **صل** اور وہ مکاتب جسے کچھ دانہ میں کیا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکاتب غلام ہر جب تک کہ اوسپر ایک درم باقی ہو روایت کیا اوسکو بوند اور حدیث تروین عجیب عن ابی بن جبرہ **صل** اور جائز ہے کہ اپنا قریب رشتہ دار جیسے باپ یا بیٹا خرید کر کے کفارے میں دیکو **ف** اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں **صل** جب کہ میت کفارے کی ہو **ف** تو اگر بغیر میت کفارے کے آزاد کیا کفارے کی طرف سے نہ ہوگا اگرچہ بغیر میت کفارے کی کر لے جامع الہو **صل** اور بھی درست ہے کہ چلے آدھا آزاد کرے اور پھر باقی آزاد کرے اور جائز نہیں کہ دیوانے لای عقل کو کفارے میں آزاد کرے اور نہ ہی تو تو شوش بھی دیوانہ ہونا اور کبھی ہوش والا تو اوسکو آزاد کر دینا جائز ہے اور بھی جائز نہیں وہ رقبہ کہ وہ نون ہاتھ یا دونوں پیر لے سکے یا دونوں لگے **ف** یا او تین اونگیان ہر ہاتھ سے **صل** ہا ایک ہاتھ اور ایک پیر ایک ہی طرف سے کٹے ہوں اور بھی جائز نہیں کہ مدبر کو انعامے میں آزاد کرے **ف** مدبر اوس غلام کو کہتے ہیں کہ سولی اوس سے کہہ دے کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہو اور اسکا بیان لگے اور یگانہ **صل** اور نہ وہ غلام کہ شتر کہ ہو اور اپنا حصہ آزاد کر دے پھر باقی کو بعد نماں کے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے اگر آزاد کرے والا مالدار ہو کیونکہ وہ اپنے شریک کے سے کا ضامن ہو جاوے گا تو گویا اسنے کل غلام آزاد کیا اور اگر غلام جو تو فتنے نزدیک بھی جائز نہیں اور اگر آدھا غلام آزاد کیا نیت کفارے سے اور پھر باقی غلام بعد و طلی و س عورت جس سے ظہار کیا تھا تو بھی جائز نہیں اسواسطے کہ آزاد کرنا قبل جماع کے چاہیے اور صاحبین کے نزدیک مست ہو جاوے گا اسواسطے کہ انکے نزدیک بعض آزاد کرنے سے گناہ ہو جائے اور جو شخص کس عاجز ہو تب آزاد کرنے سے **ف** یعنی بعد کچھ لینے خرچ حاجت مہل کے جیسے کپڑے پٹنے کے یا گھر بننے کا اور امام محمد سے مروی ہے کہ پیشے والا ایک روز کی خوراک رکھ لے اور غیر پیشے والا ایک مہینے کی محیط

بسم اللہ

یعنی غلام آزاد کرنا ہوگا

ص دو مہینے لگتا روزے مکے کا دن مہینوں میں رمضان اور دو روز عید کے اور تین دن ایام تشریق کے
 نہ آئیں اور اگر اون دنوں میں ایک روز بھی افطار کیا اگرچہ عذر سے ہو یا وطن کی رات میں یا دن میں قصد یا سوا کوئی
 سہ سے روزے شروع کرے یعنی اون دنوں کو جو پہلے رکھ چکا ہو کفارے میں شمار کرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک
 پھر شروع کرے اور اون دنوں کو ملا کے تمام کر دے **ف** جامع الرموز میں لکھا ہے کہ اگر اثنا عشر کفارے میں اخیر
 روزے میں آفتاب کے غروب تک غلام کے آزاد کرنے پر قادر ہو جاوے تو عجز ثابت نہوگا **ص** اور اگر روزے
 سے عاجز ہو تو آپ کھلاوے یا اوس کا نائب ساٹھ مسکینوں کو ہر ایک کو بقدر صدقہ فطر کے **ف** یعنی
 گھوٹوں سے نصف صاع اور جو خرے سے ایک صاع اس واسطے کہ قرآن اللہ تعالیٰ نے فحق لکھ کر قطع و قطعاً
 سیئلتین سے مسکینین یعنی جو شخص کراہت نہ کرے روزے کی تو کھانا یا ساٹھ مسکینوں کا اور فرمایا رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم نے حدیث اوس بن صامت اور سہیل بن صخر میں کہ واسطے ہر مسکین کے نصف صاع ہے گھوٹوں سے
 ایسا ہی ہر ہاتھ میں کہ ازلیعی نے تخریج میں اور صواب سلمہ بن صخر اور ہر ہاتھ میں سہیل بن صخر واقع ہوا ہے حدیث
 غریب ہے لیکن روایت کیا طبرانی نے جہم بن اوس بن صامت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تو سا
 مسکینوں کو تیس صاع تو کھانا اوسے کہ نہیں مالک ہوں میں اوس کا کہ یہ کہ عانت کیجی آپ میری یا رسول اللہ تو انات
 کی اوس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ پندرہ صاع کے اور اور لوگوں نے یہاں تک کہ پونچ گیا تیس صاع تک اور میں
 ابو داؤد میں ہے کہ حضرت نے اون کی بیوی سے کہا کہ لیجا عرق کھجور کا اور کھلائے اوس کو ساٹھ مسکینوں کو اور وہ
 عرق ساٹھ صاع کا تھا اور عرق کتنے میں ذہیل کو **ص** اور اگر ہر ایک کو قیمت صدقہ فطر کی دیدیوے تو بھی درست
 ہے اور امام شافعی کے نزدیک نیا قیمت کا درست نہیں اور اگر ہر ایک کو صبح و شام پٹ بھر کے کھانا کھلایا تو بھی جائز ہے
 اگرچہ کم میں سیر ہو گئے ہوں اور اگر ہر ایک کو ایک سیر گھوٹوں اور دو سیر خرے یا جو دیدیوے تو بھی درست ہے **ف** مطلب
 یہ ہے کہ دونوں ملے برابر نصف صاع گھوٹوں کے یا ایک صاع جو خرے کے ہو جاوے **ص** اور اگر ایک شخص کو دو مہینے تک
 ہر روز بقدر صدقہ فطر کے دیا یا اس قدر قیمت دی یا ہر روز دونوں وقت پٹ بھر کے کھانا کھلایا یا تو بھی درست ہوگا
 اور اگر دو مہینے کا صدقہ ایک ہی روز میں ایک شخص کو دیدیا تو درست نہوگا مگر اوسی روز سے جس دن دیا ہو اور اگر دو
 ظہار کی نیت سے ساٹھ شخصوں کو کھانا دیا ہر ایک کو ایک صاع گھوٹوں کا تو شیخین کے نزدیک ادا نہوگا
 مگر ایک ظہار سے اور امام محمد کے نزدیک دونوں ظہار سے ادا ہو جاوے گا اگر نیت سے کفارہ افطار اور ظہار
 سے دیا ہو تو سب کے نزدیک دونوں سے ادا ہو جاوے گا **ف** اور وجہ اس کی شرح عربی میں مذکور ہے **ص**
 اگر دو ظہار سے چار ماہ تک روزے رکھے یا ایک سو میں شخصوں کو کھانا دیا یا دو غلام کو آزاد کیا تو دونوں ظہار سے
 کفارہ ادا ہو جاوے گا اگرچہ کسی کو معین نہ کیا ہو اور اگر دو ظہار کی نیت سے دو ماہ تک روزے رکھے یا ایک غلام کو آزاد کیا
 تو جس کے واسطے چاہے معین کرے اور اگر نیت کفارہ قتل خطا اور ظہار سے دو مہینے روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کیا
 تو کسی طرف جائز نہوگا اور امام زفر کے نزدیک دونوں صورتوں میں **ف** یعنی دونوں ظہار کی نیت میں اور ظہار

۷۵
 یعنی غلام آزاد کرنا ہوگا
 یہی غلام آزاد کرنا ہوگا

اور کفارہ قتل کی نیت میں ص کسی گانی نہ ہوگا اور بام شافی کے نزدیک دونوں صورتوں میں جہنم چاہے معین کرے اور اگر غلام نے ظہار کیا ف ظہار غلام کا باتفاق ایسا ہے جو اور یہی لاؤ رہا بعین ص تو قضا و سبب سے بڑھے اور جائز نہیں ہے کہ مولیٰ اور سکا مال سے اس کی طرقت کفارہ دیوے ہو اسلئے کہ کفارہ عبادت ہے تو دوسرے کے کرنے سے انا ہوگا

باب لعان کے بیان میں

لعان شرع میں عبادت ہر دن شہادت سے جو جاری ہوتے ہیں درمیان جو رو اور خاوند کے ساتھ الفاظ معروفہ کے فتح القدر ص جس شخص نے اپنی زہرہ عقیقہ پاکد اس کو جو زنا کے ساتھ متہم نہ ہوئی ہو تہمت زنا کی لکائی ف مثلاً یون کہا کہ تو زانیہ ہے یا مینے دیکھا تھا کہ تو زنا کرتی تھی یا چکارا کہ تو زانیہ اور امام مالک کے نزدیک شہور مذہب میں لعان یا زانیہ میں نہ ہوگا بلکہ حد واجب ہوگی اور یہی قول ہے لیسث اور عثمان اور یحییٰ بن سعید کا فتح ص اور دونوں خاوند اور جو رو صلاحیت شہادت کی رکھتے ہوں ف یعنی دونوں حرا بلع عاقل ہوں اور کبھی حد قذف و نیز نہ پڑی ہو و ص اور عورت متہمہ ہر مثلاً اس کے پاس ایک لڑکا ہو اور اس کا باپ معروف نہیں تو اس کے قذف سے امان نہیں ف یا اور عورت سے نکاح فاسد کیا اور دخول کیا اس سے اپنی عمر میں کبھی زنا کی ہو اگر چہ ایک بار ہو وے یا دوطی حرام کی ہو شبہ سے اگر چہ ایک باتر بھی لعان جاری نہ ہوگا ص یا اس کے لڑکے کے نسب کو نفی کیا اور عورت نے مطالب کیا حد قذف کا تو خاوند پر لعان واجب ہوگا ف او طلب کرنا عورت کا شرط ہے کیونکہ وہ اس کا حق ہے ہر گز ایہ قص تو اگر ایجا کرے لعان سے قید کیا جاوے گی یہاں تک کہ لعان کرے ف اس واسطے کہ حق ہے عورت کا خاوند پر اور خاوند اس کے پورے کرنے پر قادر ہے ص یا اپنے کو جھٹلاوے تو جھٹلا کر جائے تو اگر لعان کیا مرنے لہاں کرے عورت اور اگر لعان کرے قید کی جاوے گی یہاں تک کہ لعان کرے ف اس واسطے کہ حق ہے عورت پر اور عورت قادر ہے اس پر ایفا پر تو قید کی جاوے گی و سید ص یا خاوند کی تصدیق کرے تو اس کے لڑکے کا نسب فائدہ سے دور ہو جاوے گا لیکن اس پر حد واجب ہوگی اس تصدیق سے تو اگر خاوند غلام ہے یا کافر ہے یا حد قذف مارا گیا ہو تو خاوند پر حد قذف پڑے گی کیونکہ ان صورتوں میں فاعل لعان سے نہیں بوجہ صلاحیت رکھنے شہادت کے ف تو رجوع ہو جاوے گا ف موجب ص اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے وَالَّذِينَ يَمُوتُونَ الْمُحْسِنَاتِ الْأَيَّہ اور خاوند کے کافر ہونے کی صورت یہ ہے کہ پہلے سے دونوں کافر تھے اور عورت اسلام لائی قبل اسلام لانے خاوند کے اور خاوند نے اس کو تہمت زنا کی لگائی قبل عرض اسلام اس پر ایسا ہی ہے فتح القدر میں ص اگر مرد صلاحیت شہادت کی رکھتا ہے اور عورت لوثی ہے یا کافرہ ہے یا حد قذف پڑی ہے اس پر یا صبیہ ہے یا مجنونہ ہے یا زانیہ ہے تو خاوند پر حد اور لعان کچھ لازم نہ آوے گا کیونکہ جس صورت میں وہ عورت شہید نہ تو پاکد من نہ رہی اور غیرہ نامیں ص صلاحیت شہادت کی نہیں تو خاوند پر حد نہیں ہو اسلئے کہ وہ غیر محسنہ ہے اور لعان بھی نہیں کیونکہ وہ عقیقہ اور صلاحیت شہادت نہیں ہے ف اور ص ل اس باب میں قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جاوے تین ہیں کہ نصیب ملائے ہو درمیان ان کے نظر نہ تحت میں سلطان کے اور یہودیت تحت میں سلطان کے اور غلام بچے حرم کے اور جو بیچے غلام کے روایت کیا ہو سکوا بن ماجہ نے ابن عطاء سے انھوں نے اپنے باپ عطاء خراسانی سے انھوں نے

خبر ہے کہ جو عورت کو قتل کرنے کی نیت میں ص کسی گانی نہ ہوگا اور بام شافی کے نزدیک دونوں صورتوں میں جہنم چاہے معین کرے اور اگر غلام نے ظہار کیا ف ظہار غلام کا باتفاق ایسا ہے جو اور یہی لاؤ رہا بعین ص تو قضا و سبب سے بڑھے اور جائز نہیں ہے کہ مولیٰ اور سکا مال سے اس کی طرقت کفارہ دیوے ہو اسلئے کہ کفارہ عبادت ہے تو دوسرے کے کرنے سے انا ہوگا

باب لعان کے بیان میں

لعان شرع میں عبادت ہر دن شہادت سے جو جاری ہوتے ہیں درمیان جو رو اور خاوند کے ساتھ الفاظ معروفہ کے فتح القدر ص جس شخص نے اپنی زہرہ عقیقہ پاکد اس کو جو زنا کے ساتھ متہم نہ ہوئی ہو تہمت زنا کی لکائی ف مثلاً یون کہا کہ تو زانیہ ہے یا مینے دیکھا تھا کہ تو زنا کرتی تھی یا چکارا کہ تو زانیہ اور امام مالک کے نزدیک شہور مذہب میں لعان یا زانیہ میں نہ ہوگا بلکہ حد واجب ہوگی اور یہی قول ہے لیسث اور عثمان اور یحییٰ بن سعید کا فتح ص اور دونوں خاوند اور جو رو صلاحیت شہادت کی رکھتے ہوں ف یعنی دونوں حرا بلع عاقل ہوں اور کبھی حد قذف و نیز نہ پڑی ہو و ص اور عورت متہمہ ہر مثلاً اس کے پاس ایک لڑکا ہو اور اس کا باپ معروف نہیں تو اس کے قذف سے امان نہیں ف یا اور عورت سے نکاح فاسد کیا اور دخول کیا اس سے اپنی عمر میں کبھی زنا کی ہو اگر چہ ایک بار ہو وے یا دوطی حرام کی ہو شبہ سے اگر چہ ایک باتر بھی لعان جاری نہ ہوگا ص یا اس کے لڑکے کے نسب کو نفی کیا اور عورت نے مطالب کیا حد قذف کا تو خاوند پر لعان واجب ہوگا ف او طلب کرنا عورت کا شرط ہے کیونکہ وہ اس کا حق ہے ہر گز ایہ قص تو اگر ایجا کرے لعان سے قید کیا جاوے گی یہاں تک کہ لعان کرے ف اس واسطے کہ حق ہے عورت کا خاوند پر اور خاوند اس کے پورے کرنے پر قادر ہے ص یا اپنے کو جھٹلاوے تو جھٹلا کر جائے تو اگر لعان کیا مرنے لہاں کرے عورت اور اگر لعان کرے قید کی جاوے گی یہاں تک کہ لعان کرے ف اس واسطے کہ حق ہے عورت پر اور عورت قادر ہے اس پر ایفا پر تو قید کی جاوے گی و سید ص یا خاوند کی تصدیق کرے تو اس کے لڑکے کا نسب فائدہ سے دور ہو جاوے گا لیکن اس پر حد واجب ہوگی اس تصدیق سے تو اگر خاوند غلام ہے یا کافر ہے یا حد قذف مارا گیا ہو تو خاوند پر حد قذف پڑے گی کیونکہ ان صورتوں میں فاعل لعان سے نہیں بوجہ صلاحیت رکھنے شہادت کے ف تو رجوع ہو جاوے گا ف موجب ص اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے وَالَّذِينَ يَمُوتُونَ الْمُحْسِنَاتِ الْأَيَّہ اور خاوند کے کافر ہونے کی صورت یہ ہے کہ پہلے سے دونوں کافر تھے اور عورت اسلام لائی قبل اسلام لانے خاوند کے اور خاوند نے اس کو تہمت زنا کی لگائی قبل عرض اسلام اس پر ایسا ہی ہے فتح القدر میں ص اگر مرد صلاحیت شہادت کی رکھتا ہے اور عورت لوثی ہے یا کافرہ ہے یا حد قذف پڑی ہے اس پر یا صبیہ ہے یا مجنونہ ہے یا زانیہ ہے تو خاوند پر حد اور لعان کچھ لازم نہ آوے گا کیونکہ جس صورت میں وہ عورت شہید نہ تو پاکد من نہ رہی اور غیرہ نامیں ص صلاحیت شہادت کی نہیں تو خاوند پر حد نہیں ہو اسلئے کہ وہ غیر محسنہ ہے اور لعان بھی نہیں کیونکہ وہ عقیقہ اور صلاحیت شہادت نہیں ہے ف اور ص ل اس باب میں قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جاوے تین ہیں کہ نصیب ملائے ہو درمیان ان کے نظر نہ تحت میں سلطان کے اور یہودیت تحت میں سلطان کے اور غلام بچے حرم کے اور جو بیچے غلام کے روایت کیا ہو سکوا بن ماجہ نے ابن عطاء سے انھوں نے اپنے باپ عطاء خراسانی سے انھوں نے

پیشینہ - سطح

عمرو بن شعيب عن ابي عبيد بن جبر سے اور اخراج کیا اسکا دارقطنی نے عثمان بن عبد الرحمن قاضی سے انھوں نے عمرو بن شعيب سے
اور طریق ابن ماجہ سے بھی اور کہا کہ متابعت کی عثمان بن عطاء خراسانی کی زید بن ربيع نے عطاء سے اور وہ بھی ضعیف ہے
اور روایت کیا اسکو ازرائی اور ابن جریر سے اور یہ دونوں بڑے امام ہیں انھوں نے عمرو بن شعيب سے لیکن انھوں
نے اسکو مرفوع نہیں کیا پھر اخراج کیا اسکا موثقا پھر اخراج کیا اسکا عمار بن طر سے انھوں نے عمرو بن شعيب سے
انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے اور ذکر کیا مانند اسکے او ضعیف کیا اسکے راویون کو کہا
شیخ ابن الہمام نے اور توجان چکا کہ حدیث ضعیف متبع و طریقون سے روایت کی جاوے تو محبت ہو جاتی ہوا ہے
بھی ایسے ہی خصوصاً جب کہ مقصد ہواسکے روایت ازرائی اور ابن جریر کی موثقا عمرو بن شعيب کے دوا پر اور تفصیل کی
اس مقام میں زلیعی نے تخریج ہایہ میں ص اور صورت لعان کی یہ کراؤل خاوند کے چار مرتبہ اشہد باللہ انی صا
فی ما وصیتکم ہا یہ من اللہ نأی یعنی گواہی دیتا ہوں میں ساتھ خدا کے کہ میں سچا ہوں نسبت کرنے میں نہا کے طرف
اوسکے دو یا پنجویں مرتبہ کہ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ كَاذِبًا فِي مَا رَأَىٰ هَآءِهِ مِنْ الزَّيْطِ يَعْنِي لَعْنَتُ اللَّهِ عَلَىٰ خَاوَنْدِ الْكَافِرِ
والکی نسبت کرنے میں جھوٹا ہوا اور ہر بار کہنے میں جو روکی طرف اشارہ کرتا جائے پھر عورت کے چار مرتبہ اشہد باللہ انک
كاذِبٌ فِي مَا عَصَانِي بِهِ مِنَ النَّكَاحِ أَوْ فِي وَتَقِي بُونٍ مِنْ سَاتِحَةِ الْمَرْءِ كَذِبٌ بِالنِّسْبَةِ كَمَنْ فِي نَالِكٍ حُرْفٍ يَسِيرُ
اور پنجویں مرتبہ کہ تَحَضُّبُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ صَادِقًا فِي مَا رَأَىٰ هَآءِهِ مِنَ النَّكَاحِ أَوْ فِي غَضَبِ الْمَرْءِ كَاهُورٍ وَجِهٍ بِرِ
خاوند سچا ہو نسبت کرنے میں نہا کے طرف سیر ف کیونکہ ایسا ہی وارد ہوا ہوا کلام امین اور اگر قاضی اول زوجہ سے
شہادتیں لیوے تو اسکا اعتبار نہیں پھر بعد لعان کرنے خاوند کے پھر زوجہ سے شہادتیں لی جاوین اور یہی مذہب ہر
امام شافعی اور احمد کاصل پھر قاضی اون دونوں کے درمیان تفریق کرنے ف اور جب تک نفی تفریق نہ کر گا تو نفرت
نہوگی اور امام زفر کے نزدیک فقط لعان سے فرقت ہو جاتی ہو تو اگر قبل تفریق قاضی کے کوئی دونوں میں سے مر جاو
وارث ہوگا اور دلالت کرتا ہی ہما سے مذہب پر وہ جو مروی صحیحین میں ابن عمر سے تحقیق کہ ایک شخص نے لعان کیا اپنی بیو
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو تفریق کر دی آپ نے درمیان اون دونوں کے اور ملا دیا اڑکے کو ساتھ ملان کی
کے اور وجہ سن ابو داؤد اور صحیحین میں ہونحو غیر بخلافی سے جب وہ دونوں فارغ ہوئے لعان سے تو کہا عو میر نے کہ جھوٹ بولا
مینے اگر روک رکھوں میں زوجہ کو تو طلاق فیعے عو میر نے اوسکو میں طلاق اور جاری کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فلان یہ امر سنت ہو گیا کہا اسمل نے حاضر تھا میں اوسوقت نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر جاری ہو
سنت بعد متلاعنین میں یہ کہ تفریق کر دی جائے پھر جمع ہووین کبھی اور یہیقی نے اس مقام میں اعتراض کیا ہوا
جواب اسکا مذکور ہی فتح القدیر میں ص اور اگر نفی ملے سے صحت لگائی ہو یا اوس سے اور نہ سے تو افکو ذکر کرے
اعان میں ف تو فقط نفی ولد میں زوج کے اشہد باللہ انک لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ إِمَّا الصَّادِقِينَ فِي مَا رَأَىٰ هَآءِهِ
بِهِ مِنْ نَفْيِ الْقَوْلِ أَوْ عَوْرَتِ كَيْهَ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَنَّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ فِي مَا رَأَىٰ هَآءِهِ مِنْ نَفْيِ الْقَوْلِ
اور دونوں کی صورت میں خاوند کے اشہد باللہ انی آمِن الصَّادِقِينَ فِي مَا رَأَىٰ هَآءِهِ مِنَ النَّكَاحِ

۲۷
یعنی عمو کو
نزدیک ہو کر
۲۸
اپنے چچا کو
گورو پتیاں
شہادت میں
جھوٹا ہو جان
اور سچ
کہہ دیں

وَلَفِي الْوَلَدِ ص بھر قاضی تفریق کرے اور نفی کرے نسب اس لڑکے کا خاوند سے اور ملاوے اس کو بیان کے
 ف اور دلیل اس کی حدیث ابن عمر جو بھی لندری ص اور بائن ہو جاوے گی وہ عورت خاوند سے ساتھ ایک
 طلاق بائن کے تو اگر بعد تفریق کے یا قبل تفریق کے بعد لعان کے خاوند نے اپنے تئیں جھٹلایا تو اس کو حقیقت
 ماری جاوے گی اور حلال ہو جاوے گا خاوند کو نکاح اس واسطے کہ اب لعان باقی نہیں رہا اور قول انحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم لا یحکم عداۃ لک لانی یعنی دونوں لعان کرنے والے نہیں جمع ہونگے کبھی ف روایت کیا ابو
 داؤد غطفانی نے ابن عمر سے مروی ہے اور کہا صاحب متقیج نے اسناد اس کا جید رہا اور موقوفہ اوپر علی اور ابن مسعود کے اور روایت کیا
 اس کو عبد الرزاق نے نظر اور ابن مسعود سے موقوفہ اور ابن ابی شیبہ نے موقوفہ حضرت عمر و ابن عمر و ابن مسعود سے کہ ہا سبب لانتلا عداۃ
 لا یحکم عداۃ ابدا ص جمیع ہر دو دون متلا عنین ہیں اس واسطے کہ علت ادنی و نون کے جمع نہ ہونے کی لعان ہر تو گھر
 لعان باطل ہو تو اس کا حکم یعنی نہ جمع ہونا وہ بھی باقی رہے گا ف اور فیصل اس کی فتح القدرین ص اور سی طرح اگر بعد
 لعان اور تفریق کے زوج نے کسی کو تہمت زنا کی لگائی اور اوپر حد طری یا زوجه نے کسی سے زنا کیا اور حد کھائی تو اب بھی
 نکاح ادنی و نون میں حلال ہو جاوے گا اس واسطے کہ اہلیت لعان کی باقی نہ رہی تو اس کا حکم بھی نہ رہے گا اور اگر گونگے زنا سے
 سے اپنی زوجہ کو قذف کیا تو لعان لازم ہوگا اور حد قذف اوپر نہ پڑے گی ف اس واسطے کہ اس میں شبہ نہ ہو اور حد و
 دفع ہو جاتی ہیں ہون ص اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ حمل تجھ سے نہیں ہو کر دیکھا نام کے لعان لازم نہ ہوگا اور نزدیک
 صائین کے اگر چہ مہینے سے کہ من جنی تو لازم ہوگا ف اور دلیل دونوں کی ہٹانے میں مذکور ہو ص اور اگر کہا کہ
 تو نے زنا کی اور یہ حمل زنا کا ہے تو لعان واجب ہوگا اور نسب ثابت رہے گا ف اور امام شافعی کے نزدیک قاضی کو
 چاہیے کہ ولد کا نسب بھی نفی کرے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفی کی ولد کی ہلال نبی امیہ سے اور اس نے
 قذف کیا تھا اپنی زوجہ کو اور وہ حاملہ تھی روایت کیا اس کو بخاری اور ابوداؤد نے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ احکام نہیں بہتر
 ہوتے ہیں مگر بعد ولادت کے کیونکہ قبل ولادت کے احتمال کو گناہ پیش ہوا اور یہ حدیث معمول ہوا اس بات پر کہ اپنے
 بچا نہ تھا قیام حمل ساتھ وحی کے ہکذا فی الہدایۃ ص جس شخص نے کلاہی عورت کے بچنے کے بعد نفی
 کیا ولد کو یا مبارکبادی کے وقت میں یا اسباب ولادت خریدنے کے وقت میں تو نفی صحیح ہے اور نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر
 لازم آوے گا اور اگر بعد اس مدت کے کہ نسب ثابت ہوگا اور لعان واجب ہوگا ف اور زمانہ تہنیت کا معین
 نہیں ایک ایت میں تین روز میں ایک روایت میں سات روز یا اعتبار حقیقی کے جامع الرحمن ص اگر زوج نے
 ایک ہی حمل سے وہ لڑکے جنہ یعنی بیچ میں دونوں کے چھ مہینے سے کم مدت گزری اور زوج نے اول کی نفی کی اور دوسرے کا
 اقرار کیا تو حد و راجا و گیا اور نسب ثابت ہو جاوے گا و نون کا اور اگر زوج نے کہا کہ اول مجھے ہے اور دوسرے کی نفی
 کی تو نسب و نون کا ثابت ہوگا اور لعان لازم آوے گا ف اور وجہ اس کی اصل میں مذکور ہے

اس واسطے کہ اگر
 زوج کو چھ مہینے
 کے بعد ولادت ہو
 تو اس کا نسب بھی
 نفی کرنا چاہیے
 کیونکہ اس میں
 شک نہ ہو

باب غنین کے بیان میں

غنین شخص ہے جو قادر نہیں ہے عورتوں پر باوجود قیام اہل کے اور اگر قادر ہو تب پر اور بکر پر قادر نہیں ہے

ضعف آلت کیا بعض عورتوں پر قادر ہو اور بعض نہیں بسبب عسر کے یا کبرن کے تو وہ عنین ہی بہ نسبت اس عورت کے
جسہ قاونہ میں اور بعض کتابوں میں امتحان اسکا اس طرح ہر قوم میں کہ ایک طشت میں سر و پانی بھر کے اسکو
اوس میں ٹھلا دیں اگر گرد اسکا چھوٹا اور نائل ہو جائے طرف ٹیڑھے کے تو معلوم ہو کہ عنین نہیں ہے ورنہ عنین ہی کیسے
مقرر کرنا ضروری اور محیط میں ہو کہ اگر آلت اسکا صغیر ہو کہ فرج میں داخل ہو سکا ممکن نہیں تو عورت کو مطالبہ
تفریق کا نہیں پہنچتا بلکہ اگر نہایت صغیر ہو تو وہ مانند محبوب کی بی بی الفو تفریق کرادی جاوے گی جیسا کہ آتا ہے
اگر اوسنے اقرار کیا کہ میں عورت پر نہیں پہنچا ہوں یعنی احوال نہیں کیا ہوں تو ایک سال قمری کی جاگہ مدت مقرر
ہو سکو اور یہی صحیح ہے اور طریت حسن میں امام ابو حنیفہ سے ایک سال شمسی صلت ہے اور سال شمسی میں سو بیسٹھ دن
اور ربیع دن کا ہوتا ہے اور سال قمری تین سو چوبیس دن اور تیسرا حصہ ایک روز کا اور تیسواں حصہ دن کا ہوتا ہے اور ماہ رمضان
اور ایام حیض اسی مدت سے شمار کیے جائینگے نہ ایام مرض نہ عیاج اور زوجہ کے فہرے میں کچھ ایک برس کی
مدت دینا مروی ہے حضرت عمر اور علی اور ابن مسعود سے امتی لیکن روایت عمر کی سوا خارج کیا اسکا عبدالرزاق نے
سعید بن المسیب سے کہ فیصلہ کیا عمر بن الخطاب نے عنین میں کہ مدت مقرر کی جاوے ایک سال کی کہا عمر نے
اور یہ مدت اوس روز سے ہوگی جب سے نزاع واقع ہوا اور اسی طرح نکالا ہو سکو ابن ابی شیبہ شعبی سے کہ عمر
بن الخطاب نے لکھا شریع کو کہ مدت مقرر کرے واسطے عنین کے ایک برس جسدن سے کہ قصہ اوٹھایا جاوے
نزدیک تیر سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے مدت مقرر کر دی واسطے عنین کے ایک برس اور زیادہ کیا کہ اگر
اس میں جماع کیا عورت سے تو نہا ورنہ تفریق کر دو در میان اونکا واسطے عورت کے مہر کا مال اور روایت کیا
ہو سکو امام محمد بن الحسن نے ابو حنیفہ سے انھوں نے سہیل بن سہیل سے انھوں نے حسین سے کہ انکی ایک عورت نزدیک
عمر بن الخطاب کے اور خبر کی اونکو کہ خاوند میرا نہیں پہنچتا ہے مجھ کو تو مدت مقرر کر دی انھوں نے اوسکے لیے ایک
سال تو ہر گاہ کہ گذر گیا ایک سال اور نہ پہنچا ہو سکو تو اختیار دیا عورت کو اور اسنے اختیار کیا اپنے نفس کو کیا
حضرت عمر نے اسکو ایک طلاق بائن اور لیکن حدیث حضرت علیؓ کی روایت کیا ہو سکو عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ
دونوں نے اپنی سندوں سے اور حدیث ابن مسعود کی روایت کیا ہو سکو ابن ابی شیبہ نے کہ انھوں نے مدت مقرر کیا
جاوے عنین ایک سال تو اگر جماع کرے فیما ورنہ تفریق کرادی جاوے در میان اونکے اور بھی اخراج کیا اسکا واقطعی اور
عبدالرزاق نے اور طریت کی ابن ابی شیبہ نے غیر بن شعبہ کہ انھوں نے مدت دی عنین کو ایک سال اور نکالا
ابن ابی شیبہ نے حسن اور شعبی اور عطاء اور سعید بن المسیب نے عنین سے کہ کہا اون سب نے مدت دیا جاوے عنین
ایک سال کی ص اور بائن ہو جاوے عورت ساتھ ایک طلاق کا اور عورت کو کل مہر اگر خلوت کی ہو اوس سے اور
واجب ہوگی عدت اور اگر در میان فرج اور زوجہ کے اختلاف پڑا جیسا کہ زوج نے کہا کہ میں تجھ پر قادر ہوں اور زوجہ نے
اسکا انکار کیا اور قبل نکاح کے بکری یا ثب اور عورتوں نے دیکھ کر کہ گواہی دی کہ میری خاوند کو قسم دینگے اگر قسم کھائی
تو حق زوجہ کا یعنی تفریق باطل ہو جاوے گی اور اگر قسم سے نکول کیا یا عورتوں نے گواہی دی کہ بکری یا ثب خاوند کو

بجائے

ایک سال ملت ہے اور اگر بعد ملت کے بھی اختلاف ہو تو تقسیم ویسی ہی ہوگی جیسے قبل ملت کے تھے لیکن اب ملت نہ دی جاوے گی تو اگر عورتوں نے کہا ٹیب ہو تو اگر خاندان طاعت کر لیا عورت کا حق باطل ہو گا جیسا کہ پہلے تھا اگر نکول کیا یا عورتوں نے کہا بلکہ تو عورت کو اختیار ہو تو اگر اپنے تئیں اختیار کرے ایک طلاق بائن واقع ہو گا اور اگر خاندان اختیار کر لے تو حق اوس کا باطل ہو گا اور نصی ملت نہ جاوے گی مثل عنین کے فانخصی اوسے کہتے ہیں کہ جسکے نصی محال لیے گئے ہوں اور آلت قائم ہو اور اوس کا حکم کل مسائل مذکورہ میں مثل عنین کے ہر ص گزرج مجبوظا ہوا فان یعنی اوسکی آلت لٹی ہو ص اور وجہ نے قاضی سے تفریق طلب کی تو فی الفور تفریق کرادی جاوے گی اس واسطے کہ اوسکو ملت دینے میں کچھ فائدہ نہیں بخلاف نصی کے کہ وطی کی توقع اوس سے ہو فان بوجہ قیام آلت کے ص کسیکوزوج اور زوجین سے سبب عیبت سرے کے نیا نہیں بخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک بائن عیہوں میں خیار ہر ایک جنون دو تیسرے حصے تیسرے جدام چھ تھے قرن پانچویں رلق اور امام محمد کے نزدیک اگر خاندان جنون یا جدام یا موص ہو تو عورت کو اختیار ہو اور اگر عورت کو تو مرد کو اختیار نہیں کیونکہ مرد اپنے سے دفع ضرر کر سکتا اس طرح ہر کطلان دیدیو سے بخلاف عورت کے فان حق کے معنی بند ہونا اور عرب میں کہا کرتے ہیں کہ اگر لقا جس سے جماع کی استطاعت نہیں ہوتی بوجہ بند ہونے اوس مقام کے اور قرن نام ہر ایک عصب غلیظ کا گوشت کا جو اٹھا ہوا ہو یا ہڈی کا جو فرج میں ہو و اس طرح ہر کہ مانع ہو دخول سے امام شافعی کہتے ہیں کہ بعضی ان چیزوں سے کہ رمت طبع ہوتی ہو اور طبع مؤید ہر ساتھ شرح کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھاگ تو اوڑھ شخص سے جبکو جدام ہو جیسا کہ بھاگتا ہو تو شیر سے روایت کیا اوسکو بخاری ابو شریہ اور بعضی ایسی ہیں کہ وہ مانع ہیں شکیفا منافع کو وہ بھاگتا ہو یہ کفایت شکیفا منافع کا موت بھی ہو جاتا ہو اور وہ موجب فرج نکاح نہیں بیان تک کہ موت کے کچھ دن ہر سا قطن ہو تو یہ عیوب بطریق اولی موجب نسخ ہونگے اور اس واسطے کہ شکیفا منافع ضرر نکاح ہر کہ اختلاف تکلیفی خاندان و وطی پر عورت کے اور وہ حامل ہو چکر وہ اور مجنون اور برص سے اور اسی طرح رتقاء اور قترائے ساتھ شوق اور فتق کے کذا فی الہدایہ والکفایۃ

باب عدت کے بیان میں

جس شخص نے اپنی زوجہ کو بعد خلوت کے طلاق حی یا بائن دیا اور عورت نکلا دی اگر اوسکو حیض آتا ہو تو تین جنس کل تک اوسکو عدت لازم آوے گی فان کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ فی المطلقات یکربنفسہن ثلاثۃ قوۃ یعنی مطلقات روک رکھیں اپنے نفسوں کو تین جنسوں تک اور امام شافعی کے نزدیک عدت اوسکی تین طہرین اور یہ اختلاف واقع ہو کہ اس سبب کہ لفظ قتر سے کیا مراد ہو جائے نزدیک قمر کے معنی حیض ہیں اور اونکے نزدیک طہر اور اولہ طہرین کے کتب اصول میں تفصیل مذکور ہیں اور مذہب ہمارا خلفائے راشدین اور عباد اللہ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل و ابو الدرداء اور عبادہ بن الصامت اور زید بن ثابت اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے اتنا یاد کیا ابو داؤد اور نسائی نے منعہ یعنی کو منقول ہے اور امام شافعی کا مذہب ماثور ہے حضرت عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت رحمہ اللہ معارض ہوئی اوسکی روایت ابن عمر سے موافق ہمارے مذہب کے نقل کیا اوسکو طحاوی نے اور بعض حفاظ نے

عدت اوس کی کہ کتنے ہیں کہ عدت کطلان کیا شہر کی موت کے بعد کہ لازم آوے کہ

خالد سے اور سنا دیا طحاوی نے طرف ثقیب بن ذؤیب کے کہ انھوں نے سنا زید بن ثابت سے کہ کہتے تھے عدت
لوٹنی کی دو حیض ہیں تو یہ بھی معارض ہو انکی روایت کے زید بن ثابت سے اور یہی قول ہے سعید بن المسیب اور ابن عمر
اور عطا اور طاوس اور عکرمہ اور مجاہد اور قتادہ اور ضیال اور حسن بصری اور قتال و شریک قاضی اور ثوری اور زری
اور ابن شبرہ اور ربعیہ اور سدی اور ابو عبیدہ اور اسحق کا اور اسی طرف رجوع کیا امام احمد نے اور کہا امام محمد بن حسن نے
موطائین **حد ث** عیسیٰ بن ابی عیسیٰ ان خیاط المدنی عن الشعبي عن ثلثة عشر من اصحاب النبي
صلى الله عليه وسلم قالوا ان جل احق بامس آت به حتى تغتسل من انكحة الثالثة يعني كما
يترخصون في صاحب نبي صلى الله عليه وسلم من موهدة زينة او براني عورت کے ساتھ یہاں تک کہ غسل کے بغیر
حیض سے **صل** اور اگر اس عورت کو حیض نہیں آتا جیسا کہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو اور بن ابی اس کو پہنچ گئی ہو یا سونچ کو
پہنچی اور حیض نہ آئے تو اسکو تین مہینے تک عدت واجب ہوگی **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاللَّائِي يَكُونُ
مِنْ الْحَيْضِ مَنَاسِكَتًا كَوَّلَايَ **صل** اور اگر نکاح فسخ ہو گیا بسبب خیال بلوغ کے یا احد الزوجین کی ملک کے سبب
دوسرے پر یا بسبب بوسہ لینے زوجہ کے ان زوج کو بشہوت یا بسبب مرتد ہو جانے احد الزوجین کے یا بسبب کھونچنے
کے یا اور کسی سبب سے بعد خلعت کے اور زہد ازاد صاحب حیض ہو تو اسکی عدت تین حیض ورنہ تین ماہ ہونگے **ف** اور
عدت شروع ہوگی وقت طلاق سے یا فسخ سے نہ وقت خبر سے ایسا ہی ہے جامع الرموز میں **صل** اور تین حیض کا بل
اسواسطے مقبرہ میں کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو حیض میں طلاق دیا تو یہ حیض عدت میں محسوب نہوگا اور جملہ اولاد کا بل
مرگیا یا اسکو آزاد کر دیا اور جس عورت سے وطی کی کسی شخص نے شبہ سے اپنی بیوی جانکر یا نکاح فاسد مثل نکاح مقبوت
اور تنوع کے اور خاوند مرگیا یا اونہیں فرقت ہو گئی تو اگر عورت صاحب حیض ہو تو تین حیض اسکی عدت ہوگی اور اگر صاحب
حیض نہیں تو تین مہینے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک جب مولا ام ولد کام جائے یا آزاد کر دیے تو عدت اسکی
ایک حیض ہے اور دلیل ہماری وہ ہے جو روایت کی بن ابی شیبہ نے یحییٰ بن کثیر سے تحقیق کہ عمرو بن العاص نے حکم کیا ام ولد کو کہ
آزاد ہو گئی تھی عدت کرنے کا ساتھ تین حیض کے اور لکھا یہ طرف حضرت عمر کے تو آپ نے پسند کیا اسکو اور وفات میں
قول انہما معلوم نہیں لیکن نکالا ابن ابی شیبہ نے حارث سے انھوں نے علی اور عبد اللہ سے کہہا ان دونوں نے
عدت ام ولد کی تین حیض میں جس وقت کہ جائے مولا اسکا اور نکالا مثل اسکے ابو ہریرہ بنی اور ابن سیرین اور حسن بصری
اور عطا سے **صل** اور اگر مرد کا خاوند مر گیا **ف** اگرچہ کہ وہ عورت مسلمان ہو یا کتابیہ عاتقہ یا غیر عاتقہ خولہ یا
یا غیر خولہ یا صغیرہ یا کبیرہ **صل** تو عدت اسکی چار مہینے دس دن ہیں **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَالَّذِينَ يَمُوتُونَ مِنْكُمْ وَبِأَنْفُسِهِمْ أَتَىٰ عَلَىٰ أَشْهُنَّ وَعَشْرًا
ترجمہ اور جو مرتے ہیں تم میں سے اور جو مرنے جاتے ہیں یہ بیان روک کہیں اپنے نفسوں کو چار مہینے دس دن **صل**
اور عدت اس لوٹنی کی جو صاحب حیض ہے واسطے طلاق اور فسخ کے دو حیض ہیں **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے لوٹنی کے طلاق میں اور عدت اسکی دو حیض ہیں اور یہ حدیث ابو ہریرہ جلی اور اس واسطے

اور ان دونوں کا
بیان اور کچھ اور
نیک ہے

کہ قریت منصفہ ہے اور حیض قسمت مہینہ پاتا تو دوسرا حیض بھی پوچھا گیا تو وہ بھی منصفہ ہو گئے جیسا کہ کہا حضرت عمرؓ نے
 کہ اگر استطاعت رکھتا میں یہ کہ روزوں اور سکوا ایک حیض اور دو حائضہ کرتا میں اور سکوا ایک شخص نے کہا کہ آپ کرتے ہو سکوا
 وثریحہ مہینہ تو چپ ہے حضرت عمرؓ روایت کیا اب سکوا عبدالرزاق نے اور شافعی نے سند میں اور ابن ابی شیبہ نے
 منصف میں اور حضرت عمرؓ نے اس واسطے سکوت کیا کہ کلام اس کا قابل التفات تھا کیونکہ اس کا کلام صاحبات حیض میں تھا
 اور وہ عدت بیان کرتا تھا ایسے کی تو مشورہ اس کا ناخن فیہ سے خارج تھا اصل اور جو صاحب حیض نہیں تو عدت اس کی
 نصف عدت حرہ ہے یعنی فاسطے طلاق اور فسح کے وثریحہ مہینہ اور واسطے موت کے دو مہینے اور پانچ روز اور عدت
 حاملہ کی آزاد ہو یا نونہی طلاق اور فسح اور عیت میں ساتھ وضع حمل کے ہو اگر چہ خاوند اس کا جو مر گیا ہو اور کاہن ہوا
 کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَأَوَّلَتْ لَهَا خِمَالٌ أَجُكُتُ أَنْ يَضَعْنَ خِفَتَيْنِ جَوْعَتَيْنِ حَامِلَةٌ بَيْنَ تَوَكُّلٍ عَدَّتْ يَوْمَ
 کہ وضع حمل کرے اور حضرت علیؓ کے نزدیک ضرر ہے جو وضع حمل اور چار مہینے دس دن بھی اور جی قول ہوا بن عباسؓ کا
 کیونکہ اس آیت سے واجب ہوئی اس پر عدت ساتھ وضع حمل کے روایت کرتے ہیں بَعْضُ يَكُنْ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ
 وَعَشْرًا موجب ہے چار مہینے دس دن کو تو وہ دونوں جمع کرے میں احتیاط ہے اور امام مالکؒ کی موطا میں ہے سلیمان بن سہار
 سے کہ عبد اللہ بن عباسؓ اور اباسلمہ بن عبد الرحمن بن عوفؓ نے اختلاف کیا اس عورت میں کہ جنی کچھ آتا ہوا
 بعد اپنے خاوند کے تو کہا ابوسلمہؒ نے کہ جب وقت بنا اس نے تو حلال ہو گیا کہ محل کرے اور ابن عباسؓ نے
 کہا کہ عدت اس کی آخری دونوں مدتوں کے تو کہا ابوسلمہؒ نے کہ میں اپنے بھائی کے بیٹے یعنی با سلمہ کے ساتھ ہوا
 بچھو کر یہ مولا عباسؓ کو طرف ام سلمہؓ کے کہ اس سے پوچھتا تھا اس کو تو خبر دی انھوں نے اس کو کہ سیدہ ہاجرہؓ بھی بعد
 وفات اپنے خاوند کے کچھ راتوں بعد تو ذکر ہوا اس کا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تب فرمایا آپؐ کہ حلال و فلی نکاح
 کر جس سے چاہے اور جامع تر دن میں یہ کہ وہ جنی تھی بعد بیسیس یا پچیس دن کے اور صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا
 حضرت ابن مسعودؓ نے کہ اوتری ہر سورت نسائہ قصری بعد طولی کے اور مرد قصری سے یا بَعْثُ الدَّبِي إِذَا خَلَقَهُ
 الدَّبِيَاءُ لَا يَهُوَ طَوْلِي سَورۃ بقرہ ہو تو غرض ابن مسعودؓ کی یہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا وَأَوَّلَتْ لَهَا خِمَالٌ أَجُكُتُ
 أَنْ يَضَعْنَ خِفَتَيْنِ جَوْعَتَيْنِ اور اس بعد قول اللہ تعالیٰ کے وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ قَوْلَ هَيْكَلٍ تَوَرَّتْ عَنْ رَمَاحٍ وَجَاوَسَ طَوْلِي
 کے اور روایت ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں ہے کہ کہا عبد اللہ بن مسعودؓ نے وَاللَّهُ لَسَنَ شَاءَ لَا عُدَّةَ لَهَا
 سورۃ النساء القصصی بعد اربعۃ اشھر وعشرا اور زبیرؓ کی روایت میں ہے من شباء نخل الفہاء
 اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جب وضع حمل کرے تو وہ حلال ہو جاوے گی تو خبر دی او کو ایک شخص نے انصام میں سے
 کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر وضع حمل کرے اور خاوند اس کا تخت پر رکھا ہو اور دفن نہوا ہو تب بھی طلال ہو جاوے گی
 روایت کیا اس کو مالکؒ نے موطا میں اور اس کی اسناد میں ایک شخص مہول ہے اور تفصیل فتح القدیر میں ہے اصل اولام
 ابو یوسفؒ اور شافعی کے نزدیک عدت اس کی عدت ہر وفات ہر وفات اور دلیل ہماری اصل میں مذکور ہے اصل اولام
 ہو بعد نے لکھے کہ تو اس کی عدت عدت نفاس ہوا اور نسب نون صورتوں میں یعنی چاہے قبل سے لکھے کے حاملہ ہو یا بعد

ثابت ہوگا اور عدت زوجہ فارکی **ف** یعنی ویش شخص کی جسٹناہی زوجہ کو مرض میں طلاق یا اور ویش میں مرا
ص واسطے طلاق بان کے **ف** ایک ہو یا تین **ص** ابدال جلیس ہو یعنی اگر عدت طلاق کی گزرتی ہو تو تین
 حیض میں مثلاً اور عدت موت کی نہیں گزرتی تو نہ ویش اور نہ کو کہ موت کی عدت تک ٹھہر جاوے اور اگر عدت موت کی گزرتی
 اور عدت طلاق کی نہیں گزرتی تو طلاق کی عدت تک ٹھہر جاوے اور واسطے طلاق مہی کے عدت وفات ہو اور اگر مہی لانے
 اپنی لونڈی کو لڑا دیا اور وہ اپنے خاوند سے عدت میں طلاق مہی کے تھی تو عدت حرہ کو تمام کرے اور اگر عدت میں طلاق
 بان کے بعد عدت میں موت کے تھی تو عدت لونڈی کی تمام کرے اور اگر عدت ایسے یعنی جو سن ایاس میں ہو یعنی بچپن پر یا نہاد
 کی ہو تو خون اور سکاہ قوت ہو گیا ہو اور طلاق دیا ہو سکاہ خاندانے تو عدت کو گئی ساتھ تین مہینے کے تو اگر قبل گزرنے
 ان تین مہینوں کے خون دیکھا تو معلوم ہو کہ وہ ایسے تھی تو اب پھر عدت حیضوں سے شروع کرے اور ہر ایسے میں لکھا
 کہ یہی صحیح **ف** اور بعضوں کا یہ ہے کہ اگر بعد سن ایاس کے خون دیکھا تو حیض نہ ہوگا اور عدت مہینوں سے
 باطل نہ ہوگی اور فساد کلی بھی ظاہر ہوگا اور بعضین نے کہا کہ حیض ہوگا تو عدت مہینوں سے باطل ہو جاوے گی اور فساد
 نکلی ظاہر ہوگا اور صدر الشہید فتویٰ دیتے تھے اس بات پر کہ اگر ایسے نے خون دیکھا بعد سن ایاس کے چاہے جھڑکا
 ہو ویش مہی ہو گیا اور فتویٰ دیتے تھے کہ عدت مہینوں سے باطل ہو جاوے گی اگر خون دیکھا قبل تمام ہونے عدت کے
 مہینوں سے اور اگر بعد تمام ہونے عدت کے خون دیکھا تو باطل نہ ہوگی ہکذا فی الکفایۃ وفتیہ القادیان اور وقایہ میں
 لکھا ہو کہ اگر بعد گزرنے کے بھی خون دیکھے تب بھی سرے سے عدت حیضوں سے شروع کرے اور ایسا ہی ہر اگر
 معتبر کیا ہوں تین کذا فی ایکلی **ص** اور ابو علی تفاق کی روایت میں ہے کہ اگر کسی عورت کو حکم ایاس کا ہو گیا ہو اور وہ خون
 دیکھے بعد اسکے تو حیض ہوگا اور ایاس باطل نہ ہوگا اور اگر بعد تین مہینے کے اس نے نکاح کر لیا ہو تو ایسے خون سے نکاح
 فاسد نہ ہوگا اس واسطے کہ وہ خون اپنے وقت میں نہیں **ف** اور جو باقی روایت وقایہ کے فاسد ہوگا **ص**
 اور اگر اوس عورت نے کہ سن ایاس میں ہو چکی ہو حیضوں سے عدت کی اور بعد گزرنے ایک یا دو حیض کے خون ہوگا
 منقطع ہو تو مہینوں سے عدت شروع کرے **ف** اور جو کچھ کہ حیض و طہر گزرا ہو عدت میں محسوب نہ ہوگا
 اور اگر کبھی تینت میں تھی اور کسی شخص نے اوس سے شہ سے وطی کی **ف** برابر ہو کہ وہ شخص اوسکا
 خاوند ہو جو طلاق دے چکا ہو یا اجنبی ہو **ص** تو اس وطی کے لیے ایک اور عدت چاہیے اور دونوں میں
 سے داخل ہو جاوے گی یعنی جو کچھ عدت اول سے باقی ہو اب وہ دونوں میں محسوب ہوگا اور جب پہلی عدت تمام ہوگا
 تو دوسری کو تمام کرے اور صورت اسکی یوں ہو کہ زوج نے اوسکو ایک طلاق بان یا تین طلاق دیے اور اوسکو ایک
 حیض آیا اور پھر اس سے کسی نے شہ سے وطی کی تو اوپر دو عدتیں ہیں تو اول حیض پہلی عدت کا ہوگا اور دو
 حیض بعد اسکے دونوں عدتوں میں ہو جاوے گی تو عدت پہلی تمام ہو گئی اور دوسری عدت کے واسطے ایک حیض
 اور چاہیے اور امام شافعی کے نزدیک متاخر جب ہوگا کہ وطی بشہہ زوج سے ہو اور عورت عدت میں ہو لیکن اگر
 دوسرے کسی اجنبی سے ہو تو داخل نہ ہوگا اور عدت طلاق اور موت کی گزر جاوے گی اگر چہ زوجہ کفر خاوند کی موت

بانی زانیہ
 عدت گزرتی
 مہی مہینوں
 اور خون دیکھا
 بعد اور سن
 تو کچھ کچھ
 بیرون نکلتی
 جو عدت میں
 اور حیض
 مہینوں
 میں سے
 عدت میں
 عدت میں
 عدت میں

نہیں آئی ص اور بر نہ لگا ہے ف اس واسطے کہ حدیث ام عطیہ میں ہے کہ سمر نہ لگائے اور خوشبو لگا
مگر جب پاک ہو حیض سے قتل فرج میں مکر اقسط کا یا انظار کا یہ حدیث متفق علیہ ہے اور یہی لفظ مسلم کا ہے اور اب
اور نسائی نے زیادہ کیا کہ خضاب نہ کرے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ کنکھی نہ کرے اور حدیث ام سلمہ میں ہے کہ بوجھا
منینے حضرت علیؓ علیہ السلام سے کس چیز سے سردھون فرمایا پتوں سے میری کے ص مگر غرض ف
کیونکہ اجازت دی حضرت ام سلمہ نے سمر نہ لگانے کی ہان کو ام حکیم کی جب مر گئے تھے خاندان میں کہ اور شدت
تھی اونپر درد کی آنکھوں میں روایت کیا اسکو امام احمد نے اور اسواسطے کہ وہ میں ضرورت ہے اور بقصد و دوہر
ذریعت جیسا کہ حضرت نے مباح کیا تھا حریز کو واسطے ایک شخص کے بسبب کثرت جوڑنے کے ص نہ سوگ
کرے وہ لوٹ ہی ام ولد جسکا آزاد کر دیا مولانا نے از نکاح فاسد میں اسواسطے کہ یہاں کچھ نفیت نکال جاتی رہی ملک
نکاح فاسد کا رفع واجب ہے ف تو اور خوشی چاہیے ص اور نبی عام صیح مجھے موس عورت کے پاس جمع ہوا وقت
نکاح کا بلا اشتراک اور کسی سے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تُجْنَسُوا عَلَیْکُمْ فِي مَا عَصَاَتْ اُمَّوْیَہُ
من خطبة النساء الایہ یعنی نہیں گناہ جو تم پر او میں جو اشارہ کرو تم ساتھ اس کے پیغام سے عورتوں کے اور
حضرت ابن عباس سے مروی ہے شجر بناری میں کہ کہ ارادہ کرتا ہوں میں نکاح کا یا چاہتا ہوں کہ مجھ کو بی عوت
نیاک نجات اور کہا فاسم نے کہ کہ تو بھی ہو اور میں تجھ میں راغب ہوں اور اللہ تجھ کو ایک خیر پہنچاتا ہو یا ماندا اسکے
اور زکاء ابو یحییٰ نے سید بن جبیر سے قول میں اللہ تعالیٰ کے اَلَا اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا كَثِیْرًا وَفَا کما کہ میں تجھ میں غیب
ہوں اور میں اسید وار ہوں کہ ہم تم جمیع ہوں اور یہ نہ کہ کہ میں تنہا سے ارادہ نکاح کا رکھتا ہوں اور ہلستے میں ہوں
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر میں آیت شریف وَلٰكِنْ لَا تُؤَاعِدُوْهُنَّ سِرًّاۤ اَوْ رَهْوَةً وَاَعِدُوْهُنَّ بِمَا وَعَدْتُمُوْنَ
پوشیدہ کہ پوشیدہ نکاح ہے اور ابن السمام نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور جو عورت کہ عدت میں ہو طلاق کی تو اس سے
تصریف بھی بالاجماع جائز نہیں ہے فتح القدیر ص اور جو عورت کہ عدت میں طلاق رجعی کے یا بان کے ہو تو وہ اپنے
گھر سے کسی وقت نہ نکلا اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تُخْرِجُنَّ هُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَاَكْبَرُ مِنْ هُنَّ اَنَّ اَنْ
يَّاۤئِبْنَ بِقَالِحٍ مُّبِيْنَةٍ یعنی نہ کالواڈ کو اپنے گھروں سے اور نہ وہ نکلیں مگر جب لاویں کسی فاحشہ صرح کہ حضرت عبد
بن مسعود سے مروی ہے کہ فاحشہ یہ کہ زن اکبرین اور واسطے حد کرنے نکالی جاویں اور کہا حضرت عبداللہ صرح
کہ فاحشہ یہ کہ بد زبان کرے اپنے خاوند کے عزیزوں پر اور اسواسطے کہ طلقت عورتوں کا نفقہ خاوند کے مال میں ہے ہر
تو انکو احتیاج ٹھکنے کی نہیں ص اور جو عورت کہ عدت میں موت کے ہو اسکو جائز ہے کہ دن کو نکلا اور کچھ حدرات کو
اور نہ گذرے اکثرات کو مگر اپنی منزل میں ف اسواسطے کہ اس کے واسطے نفقہ نہیں ہے تو محتاج ہوگی طرف نکلتے
کے ص عورت کا اوپر عدت واجب ہوئی تو اسکو چاہیے کہ جس گھر میں وفات یا موت یا طلاق ہوا تھا اسی گھر میں
عدت کو تمام کرے ف یعنی اس گھر میں جو اسکی طرف نسبت کیا جاتا تھا وقت وقوع وفات اور موت کے اسواسطے
کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تُخْرِجُنَّ هُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ اَوْ اَرْضَانَّتْ بِوَيْتِ الْوَلِيِّ طرف کی اور قرعہ بنت مالک سے

مروی ہے کہ خاوند کا نکاح تلاش میں اپنے بھائے کو غلاموں کی پھر قتل کیا انھوں نے اس کو جپ ملے وہ آؤں سے
 کہا اوسنے کہ پھر پوچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پھر جاؤں اپنے لوگوں میں کہ خاوند نے میرے لیے نہیں چھوڑا
 مکان اور خرچ تو فرمایا اچھا پھر جب گنی میں حجرے میں پکایا مجھ کو پھر فرمایا پھر تو اپنے گھر میں جب تک کہ پوچھے لکھا اللہ کا
 اپنی مدت کو پھر عدت تمام کی تو میں چار مہینے اور دس دن کہا کہ فیصلہ کیا اسی حکم سے اسکے بعد عثمان بن عفان نکالا اوسکو
 احمد بن حنبل اور ابی یوسف نے روایت کی اور ابن جبران نے صحیح میں اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح الاسناد میں
 النجاشی جہاں جہاں لکھتا ہے کہ صحیح ہے اسناد اوسکا دونوں طریقوں سے اگرچہ نکالا اوسکو بھاری و مسلم نے
 اور کہا محمد بن یحییٰ ذہبی نے کہ یہ حدیث صحیح محفوظ ہے اور ایسا ہی کہا ترمذی نے ص کر یہ کہ گھر سے نکالی جائے یا خوف
 ہووے اوسکو تلف مال کا یا گھر کے گرد یا کرایہ گھر کا اوسکو نہ ملے تو ان سب صورتوں میں زوجہ کو خست یا ہر کہ اوس
 گھر سے نکال جاوے اور اگر زوجہ عدت میں طلاق بائن کی ہو تو گھر میں پرہیز چاہیے اور اگر بکترنگ ہو تو اولیٰ یہ ہو
 کہ خاوند وہاں سے نکل آوے و اور زوجہ کو بھی نکل آنا جائز ہو ہدایہ ص اور اسی طرح اگر خاوند
 فاسق ہووے تب بھی نکل آوے اور اولیٰ یہ ہو کہ خاوند نکل جاوے و فتح القدیر میں ہے کہ جہاں کوئی اس قسم
 کا عذر متحقق ہو تو عورت کو خروج مباح ہو جاوے گا اور اولیٰ یہ ہو کہ خاوند نکل آوے ص اور اچھا یہ ہے کہ اونٹوں
 کے پیچ میں ایک عورت معتبر مقرر کی جاوے کہ قادر ہووے منع پر و طبع سے اور اگر کسی شخص نے سفر میں اپنی
 زوجہ کو کہ اوسکے ساتھ ہی طلاق بائن دیا یا مرگیا اور وہاں موضع اقامت نہیں ہو اور زوجہ کے شہر تک وہاں سے
 مدت سفر نہیں ہو تو وہاں سے پھر آوے اور انکے عدت بیٹھے اور اگر وہاں کا ارادہ رکھتی ہو اور جہاں سے آتی ہو
 دونوں تین دن میں رات کی مسافت سے کم نہوں یا دونوں تین دن میں رات کی مسافت سے کم نہوں تو عورت کو اختیار
 ہو جہاں ان دونوں جانب سے چلی جاوے ہو سکتا ہے اور اگرچہ اوسکے ساتھ کوئی ولی ہو یا نہ ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ حج
 کرے اور اپنے مسکن میں کہ جہاں سے چلی تھی عدت کرے اور اگر مخری کے نزدیک دونوں جانبوں کے اقارب ہو
 اوسکو اختیار کیے مدت سفر سے زیادہ ہو یا کہ اور اگر جس جگہ سے نکلی ہو تین روز کی راہ ہو و احسن طرف جاتی ہو کہ ہو تو
 اوسی طرف چلی جاوے اور اگر وہ جگہ موضع اقامت ہو مثلاً شہر ہو یا نام کے نزدیک ہیں مدت تمام کرے اگرچہ اوسکے پاس کوئی ولی
 موجود ہو و اس واسطے کہ نکلتا معتدہ کو حرام ہے اگرچہ مسافت مدت سفر سے کم ہووے اور صاحبین کے نزدیک اگر اوسکے
 ساتھ ولی ہو تو نکلتا اسکا حرام نہیں ہے کیونکہ واسطے خوشت جہاں کے نکلتا مباح ہے اور حیرت سفر کی اوسکے کوئی ولی نہیں
 قیاب بنا بر قول صاحبین کے جب نکلتا جائز ہو تو اب کس طرف جائے اس میں ویسی ہی تفصیل ہے جیسے گذری

باب ثبوت نسب کے بیان میں

اگر کسی شخص نے کسی عورت کو کہا کہ اگر اوس سے میں نکاح کروں تو وہ طالق ہو اور پھر نکاح کیا اوس سے اور وہ نبی علیہ
 چھ مہینے کے وقت نکاح سے توبہ لڑکے کا اس شخص سے ثابت ہو جاوے گا اور لازم ہووے گا اوسکو مہراؤں
 عورت کا ف اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہے ص اور ثابت ہووے گا نسب مطلقہ بطلاق و بی کا جب لائے

وہ لڑکے کو دو برس میں یا زیادہ میں جیتک اقرار کرے عدت کے گزرنے کا تو اگر اقرار کر لیگی عدت کے گزرنے کا اور پھر جنی اور طلاق اور ولادت کے چھ مین دو برس سے زیادہ کی مدت ہو تو نسب ثابت نہ ہوگا اس واسطے کہ نسب جب ثابت ہوتا ہے کہ مدت اقرار اور ولادت میں چھ مہینے سے کم گزرے ہوں جیسا کہ آگے آیا ہے اور اگر لائی اور لڑکے کو کم مین دو برس سے تو بابت نہ ہو جاوے گی اپنے خاوند سے ساتھ گزرنے عدت کے اور نسب ثابت ہو جاوے گا بخلاف او صحت کے جب زیادہ مین دو برس سے کہ وہاں حجت ثابت ہو جاوے گی کیونکہ اب محل وطی کا نہیں ہو سکتا ہے اگر عدت مین وف اور اول صورت میں ہو سکتا ہے کہ محل نکاح میں ہو کیونکہ وہاں وقت طلاق سے دو برس سے کم مدت گزری ہے اصل اور جو عورت کہ مطلقہ بطلاق بائن ہو تو اس کے لڑکے کا نسب ثابت ہوگا جب جنس طلاق سے دو برس سے کم مین اور جو دو برس کے بعد جنی تو نسب ثابت نہ ہوگا مگر یہ کہ خاوند اس کا دعویٰ کرے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے وطی کی ہو شبہ سے ایام عدت میں اور جو عورت مرہقہ ہے یعنی ایسی لڑکی ہے کہ اس کے مثل اور عورتوں سے جماع ہوتا ہے اور وہ سن بلوغ میں مثلاً نو برس یا زیادہ کی ہو لیکن علامات بلوغ ظاہر نہیں ہوئے وہ اگر بطلاق کے کم مین نو مہینے سے جنی نزدیک طرفین کے نسب لڑکے کا ثابت ہو جاوے گا اور اگر نو مہینے میں جنی جو نسب ثابت نہ ہوگا اور نو مہینے اس واسطے معتبر ہوئے کہ اقل مدت حمل چھ مہینے ہیں اور عدت اوسکی مین بیسے وف اصل مین اس مقام تفصیل کی ہے اصل اور نزدیک امام ابو یوسف کے اگر طلاق جنی ہو تو شائیس مائیک نسب ثابت ہوگا اس واسطے کہ تین مہینے اوسکی عدت کے مدت ہیں اور دو برس اکثر مدت حمل ہیں اور اگر طلاق بائن ہو تو دو برس تک اور اگر کسی عورت معتدہ نے اقرار کیا کہ عدت میری تمام ہو گئی اور پھر چھ مہینے سے کم مین وقت اقرار سے جنی تو نسب لڑکے کا ثابت ہو جاوے گا لیکن اگر چھ مہینے میں یا زیادہ مین وقت اقرار سے جنی تو نسب ثابت نہ ہوگا وف لکھا ہے اور فتح القدیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ چھ مہینے کی مدت بوقت اقرار سے معتبر ہے اور نسخ شرح وقایہ مین وقت طلاق سے لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ سہو ہے قلم نسخ سے اصل اگر عورت معتدہ نے دعویٰ کیا کہ میں نے لڑکا جنا اور خاوند اسے اوسکی ولادت کا انکار کیا تو اگر قبل ولادت کے حمل ظاہر تھا یا خاوند نے اس کا اقرار کیا تھا تو ایک عورت کی گواہی سے نسب ثابت ہوگا اور اگر قبل ولادت کے حمل ظاہر تھا اور خاوند نے بھی اس کا اقرار نہیں کیا تھا تو دو مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی واسطے ثبوت نسب کے ضروری ہے اس طرح پر کہ زوجہ تنہا گھر میں گئی اور اس کے ساتھ کوئی نہ تھا اور گھر مین بھی کوئی لڑکا نہ تھا اور ہم گھر کے دروازے پر تھے کہ آواز لڑکے کی سنی یا لڑکے کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور صاحبین کے نزدیک سبب رتوں مین گواہی ایک عورت کی کافی ہے مسئلہ اگر کوئی عورت عدت موت مین سال قبل جنسے تو نسب ثابت ہو جاوے گا اور اگر معلوم نہیں کہ قبل موت کے جنی یا بعد اس کے دو برس مین یا کم مین لیکن اقرار کیا اور نہ کرنے کا یہ لڑکا اوس کے مورث کا ہے تو اگر صاحب اقرار ہے مین کہ اوس نے صحت شہادت نہیں ہو سکتی بوجہ نہ کامل ہونے نصاب ثابت کے یا عدم عدالت کے توفیق طوہ لڑکا وارث ہو جاوے گا اوس مقبرہ کے حق مین اور اگر صحیح الشہادۃ ہیں تو نسب اس کا ثابت ہوگا مقبرہ اور غیر مقبرہ کے حق مین اور جو پورے نے اقرار نہیں کیا تو نسب ثابت نہ ہوگا مسئلہ ایک مرد نے کلی کیا کسی عورت سے

اور وہ جنی کم میں چھ مہینے سے وقت تک تو نسب اسکا ثابت ہوگا اور اگر جنی چھ مہینے یا زیادہ میں تو نسب ثابت ہوگا برابر یہ کہ خاوند اقرار کرے یا چھپے ہے اور اگر انکار کرے ولادت کا تو ایک عورت کی گواہی نہیں سے ثابت ہوگی پھر اگر بعد گواہی کے خاوند لڑکے کو نفی کہے یعنی کہے کہ یہ لڑکا مجھ سے نہیں تو لعان کر بیوسے اور اگر بعد نکاح کے جنی اور دعویٰ کیا زوجہ نے کہ نکاح کو چھ مہینے ہونے اور مرنے دعویٰ کیا کہ چھ مہینے نہیں ہوئے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک فعل عورت کا بغیر قسم کے قبول ہو جاویگا **ف** اور لڑکا زوج کا ہو جاوے گا **بہ** **ص** اور اگر عورت کہے کہ اگر تو جسے گی تو طالق ہرگز گواہی دی ایک عورت نے ولادت پر تو طلاق واقع ہوگا نزدیک امام ابوحنیفہ کے اور امام ابو یوسف اور محمد کے نزدیک طلاق واقع ہو جاوے گا کیونکہ ولادت ایسا امر ہے کہ ایک عورت کی گواہی سے ثابت ہو جاوے گا **ف** اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شہادت عورتوں کی جائز ہوں اور میں کہ نہیں استطاعت رکھتے ہیں مردانہ کی نظر کی اور یہ حدیث اس لفظ نہیں بائیں لیکن روایت کیا ابن ابی شیبہ نے زہری سے کہ کہا انھوں نے جاری ہوئی سنت رسول اللہ سے کہ جائز ہو شہادت عورتوں کی دن اور میں کہ نہیں اطلاع پاتے ہیں اور کبھی سوا اور نکلے مثل عورتوں کے ولادت اور عورت پر اور جائز ہو شہادت ایہ کی تھا اور پر روئے لڑکے کے اور دو عورتیں چاہیں اس کے سوا میں اور یہ حدیث حجت ہو کیونکہ یہ اصل ہی اور روایت کیا اسکو اور قطنی نے محمد بن عبد الملک واسطی سے انھوں نے آتش سے انھوں نے ابی وائل سے انھوں نے حذیفہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی شہادت دایہ کی اور ولایت کی امام محمد نے آثار میں برابر یہ تمحی سے کہ وہ جائز رکھتے تھے شہادت عورتوں کی لڑکے کے رونے پر اور اخراج کیا اسکا امام ابوحنیفہ نے مسند میں اور دلیل امام صاحب کی مذکور ہے ہر دے اور فتح القدیر میں **ص** اور اگر خاوند نے اقرار کیا عمل اور پھر تغلیق کی تو عورت پر طلاق پڑ جاوے گا بغیر شہادت کے اور صاحبین کے نزدیک شہادہ شہادت دایہ کی اور اکثر مت حمل و بریں میں **ف** اور دلیل ہمارا قیل حضرت عائشہ کا ہے کہ نہیں ہوتا ہر دو کارحم میں اکثر دو بریں اور ایک لفظ میں یہ کہ نہیں زیادہ ہوتی ہو عورت حمل میں دو بریں سے اگر حصہ ہوا نہ سائے تھلے کے یعنی اگر حصہ بقدر سائے تھلے کے ہووے کیونکہ سایہ تھلے کا وقت دو لنگ چپنے کے سریع الزوال ہوتا ہے اور سالیوں اور مقصود تغلیق مت ہر اخراج کیا اس قول کا دا قطنی نے اور بقی نے سن میں اور امام مالک رشافعی کے نزدیک اکثر مت حمل و بریں میں اور دلائل اس کے ضعیف ہیں قابل حجت کے نہیں مست القدرین مذکور ہیں **ص** اور قیل چھ مہینے میں **ف** اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا** پھر فرمایا **وَفِصَالُهُ فِي ثَمَانِينَ تُونَبَاتِي** رہے حمل کے واسطے مگر چھ مہینے **ص** اور جس شخص نے نکاح کیا کیسکی لونڈی سے پھر طلاق دیا اسکو **ف** بعد دخول کے **ص** پھر خرید اسکو اور جنی وہ چھ مہینے سے کم میں خریدے کے وقت سے تو لازم آوے گا لڑکا اس شخص کو بغیر جمع کے اور اگر چھ مہینے میں یا زیادہ میں جنی تو بغیر عوسے کے اسکو لازم ہوگا **ف** اور جب یہ کہ طلاق ایک معی یا بائن یا خلع ہوا اگر وہ طلاق دیے تھے تو نسب ثابت ہوگا دو بریں تک طلاق سے ہدایہ **ص** اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے بیٹ میں ولد ہو تو وہ میرا ہے اور شہادت ثبوت ولادت پر ایک عورت تو نسب لڑکے کا اس سے ثابت ہو جاوے گا اور وہ لونڈی اسکی ام ولد ہو جاوے گی اور اگر





2

1



مجلس

2

۱۰۰

2

2

2

تذکرہ

۱۸۸۵

22

۴۴۲

21

45

۱۳۸۵

19

2004

24

北

کسی نے ایک لڑکے کو کہا کہ یہ میرا فرزند ہے اور وہ اس کا لڑکا ہو سکتا ہے بعد اسکے وہ شخص مر گیا اور لڑکے کی ماں نے کہا کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور میں اس کی بیوی ہوں تو دونوں وارث ہونگے اگر وہ عورت معروفہ و معروفہ ہو تو سب مشہور ہو کہ اس لڑکے کی ماں ہے اور اگر معلوم نہ ہو کہ وہ عورت مرد ہے اور ورثہ نے کہا کہ تمام ولدہ تو عورت کو میراث میں لگایا اور لڑکا کافر ہوگا

باب حضانت کے بیان میں

اور واسطے تربیت صغیر کے حقدار اول ماں ہے اور اگر وہ چھ ماہ تک نہ رہے تو اس کے اور خاوند کے درمیان میں تفریق ہو جائے گی کیونکہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت گمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا بیٹا ہے اس کا بہن اور چھاتی میری اس کی مشک اور گود میری اس کا مکان اور باپ اس کے مجھے طلاق دیا اور چاہتا ہے کہ اس کو اس کے ساتھ سو فرمایا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو زیادہ حقدار ہے اس کے رکھنے کی جب تک نکاح نہ کرے روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد اور حاکم نے اور صحیح کیا اس کو اس واسطے کہ ان کی شفقت زیادہ ہے تو دینا اس کی طرف اچھا ہوگا اور حضرت ابو بکر نے نہ دیا عاصم بن سہم حضرت عمر کو بلکہ سپرد کیا اس کو طرف اس کی ماں کے وقت و تفریق کے روایت کیا اس کو مالک نے اور عبدالرزاق نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابو بکر نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں بدل کی جاوے والدہ اپنے لڑکے سے اور صف بن ابی شیبہ میں ہے کہ عمر بن خطاب نے طلاق نہ جملہ بنت عاصم بن ابی الافتح کو تو اس سے نکاح کیا اور آئے حضرت عمر اور لے لیا اپنے بیٹے کو اور پکڑا اس کو اس کی ماں نے یہاں تک کہ مرفوعہ کیا دونوں نے حضرت ابو بکر یا اس تو فرمایا حضرت ابو بکر نے کہ چھوڑ دو اس کی ماں اور لڑکے کو تو لے لیا اس کی ماں نے لڑکے کو اور ایک روایت میں صف بن ابی شیبہ کی ہے کہ فرمایا حضرت ابو بکر نے چھوڑنا ماں کا اور گود اس کی اور بوا اس کی بہتر ہے اس کے لیے تم سے یہاں تک کہ جو ان ہو جاوے لڑکا تو اختیار کرے اپنے نفس کو ص اور جب ان نہ ہو تو یعنی مر گئی ہو یا کسی اجنبی سے اس سے نکاح نہ لیا ہو کھایا ص تو نانی اولیٰ ہے اگرچہ کتنی ہی بلند ہو جاوے یعنی نانی کی ماں اور نانی کی نانی وغیرہ اس واسطے کہ یہ حیوان کی جانب کا ہے تو بپاں نہ ہوئی تو ان کی طرف منتقل ہو جاوے گا ص اور گزلی نہ ہو تو دادی بہتر ہے ہنون ص اس واسطے کہ دادی بھی حصہ ان کا رکھتی ہے جس کے میں اور شفقت بھی اس کو زیادہ ہے نسبت ہنون ص تو اگر دادی نہ ہو تو بہنیں اس کی حقیقی چھہ خیانی پھر علاقائی ص اور یہ اولیٰ ہیں خالہ سے اس واسطے کہ یہ بیٹیاں ہیں اپنے باپ کی اور اسی واسطے مقدم ہیں میراث میں اور ایک روایت میں خالہ اولیٰ ہے بہن سے اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ بپاں کے بہن میں بیٹے حضرت خروف کے نکالا اس کو بخاری نے اور نکالا اس کو امام احمد نے حدیث سے علی علی پھر فرمایا اور لڑکی اپنی خالہ کے پاس ہے کہ بیشک خالہ ماں ہے اور روایت اسحق بن راہویہ میں ہے اس لفظ سے فان الخالہ والذات اور عبارت واقع ہے یہاں میں ص بعد اس کی حقیقی بہنیں ان کی پھر خیانی بہنیں ان کی پھر علاقائی بہنیں ان کی پھر باپ کی بہنیں حقیقی پھر خیانی پھر علاقائی ص اور جاصل ہے کہ اول جو ذات خمرائیں ہیں یعنی باپ اور ماں دونوں کی طرف کی مقدم کی جاوے گی پھر ماں کی جانب پھر باپ کی جانب کی اور خالہ اس واسطے مقدم ہے جو بھی بہن ہے باپ کی بہن ہوتی ہے

اور خالان کی بہن اور قرابت مادری اس مقام میں بولی ہوگی اور یہ جب کہ یہ عمر تین آزاد ہوں ہو اسطے کہ نوٹھی اور
 ہم ولد کو حق تربیت اپنے لڑکے کا نہیں و اس واسطے کہ وہ نو خدمت سے فراغت نہیں ص اور اگر لڑکا سلمان
 ہو اور مان اسکی فیہ ہو تو اسکی مان کو حق پرورش کا جب تک نہ پہچانے دین کو یا الفت پکڑے کفر سے تو ان دونوں
 صورتوں میں مان سے جھین لیا جاوے گا اور جس عورت نے نکاح کر لیا غیر محرم سے ولد کے تو پرورش کا حق اسکی عمارا
 و اسکی حدیث عبداللہ بن عمر جو اوپر گزری ص اور اگر محرم سے نکاح کیا جیسے اسکی مان نے
 نکاح کیا لڑکے کے چچا سے یا اسکی دادی نے اسے داد سے تو یہ حق باطل ہوگا و اور دلیل اسکی ظاہر ص
 اور اگر نکاح جو غیر محرم سے ہوا تھا ساقط ہو گیا تو پھر حق اسکا لوٹ آوے گا اور اگر کوئی عورت مان اور باپ کئی بے موجود
 ہو تو حق پرورش عصبات کو ہی علی الترتیب و یعنی پہلے باپ پھر دادا پھر بھائی حقیقی پھر بھائی علانی پھر بڑا حقیقی
 بھائی کا پھر بڑا علانی بھائی کا اور اسی طرح بیٹے تک کی اولادوں سے پھر چچا پھر چچا کے بیٹے ص لیکن جن غیرہ کو ساتھ عصبہ
 غیر محرم کے مثل مولیٰ عتاقہ یا چچا کے بیٹے کے نہ دینگے و اور غیر کو بیوی نہ دینگے اور مولیٰ عتاقہ کہتے ہیں آزاد کرنے والے کو
 اور کافی میں ہر کہ جب صغیر کا کوئی عصبہ ہو تو خانی بھائی کو دینگے پھر اس کے بیٹے کو پھر باپ کے انبیائی بھائی کو پھر اس کے بیٹے
 کو پھر مان کے حقیقی بھائی کو پھر علانی کو پھر انبیائی کو اس واسطے کہ ان لوگوں کو بھی ولایت پر نکاح میں نزدیک لازم ابو حنیفہ کے
 کفایہ اور اگر کسی مستحق پرورش ایک ہی دے میں ہوں تو جو زیادہ پرہیزگار ہوگا اسکو پھر جو زیادہ عمر والا ہوگا اسکو دینگے
 جامع الہیون ص اور نہ اسکو تو فاسق ہو لوگوں کو حیلہ سمجھا تا ہو و ولد کو اختیار نہ ہوگا بخلاف امام شافعی کے و
 کہ ان کے نزدیک لڑکے کو اختیار ہو اس واسطے کہ روایت ہر مانع بن شان سے کہ وہ سلام لائے اور انکار کیا او کی عورت نے
 سلام سے سو بٹلا یا بی بی امی اللہ علیہ وسلم نے مان کو ایک گوشے میں اور باپ کو ایک گوشے میں اور لڑکے کو اپنے گلے درمیان میں
 سو بٹکا لڑکا اپنی مان کی طرف پھر فرمایا آپ نے یا اللہ تو ہدایت دے اسے پھر بٹکا اپنے باپ کی طرف تھے لیا اس نے اسکو نکالا
 اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور صحیح کیا اسکو و حکم نے اور بھی نکالا چاروں عالموں نے ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اختیار دیا لڑکے کو مان اور باپ کے درمیان میں کہا ثبندی نے حدیث حسن صحیح ہر ابو صاحب ہدیہ جو اب دیا لڑکے کی عقل
 قاصر ہو سو اختیار کرے گا اسی شخص کو جو اسکو تقید نہ کرے بعد بیان اس کے کے طرف لعب کے اور صحیح ہوا ہے صحابہ سے
 کہ انھوں نے اختیار نہیں فرمایا اور یہ حدیث سو اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی اللہ ہدایت کر اسکو ورنہ عاقل
 ستجاب ہر مقبول ہو تو ہی میں بتری تھی واسطے لڑکے کے یا محمول ہو و میں رت پر لڑکا بالغ ہوگا ص ان ورنہ ہر مقدار
 میں سپر کی یہاں تک کہ کھاوے و پرچوے اور پھنچے اور سنا کرے اکیلا اور اندازہ کیا اسکا خصاص نے سات برس
 و اور اسی پر فتویٰ ہے صح ص اور دختر کی یہاں تک کہ حیض آئے اولیام محمد سے مروی ہے کہ یہاں تک کہ شہوت درو ہو
 اور یہی معتبر ہو واسطے فساد و زانیہ کے اور وہاں باپ کے حقدار ہیں دختر کے یہاں تک کہ شہوت والی ہو اور طلقہ کو جائز نہیں کہ
 کہ بعد عدت کے کہیں اپنے فرائض کو نہ سنبھالے کر اپنے وطن اہلی میں جہان اسکا نکاح ہو تھا و اس واسطے کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اہل والا ہو کسی شہر میں تو وہ اہل اس شہر کا ہو گا پڑھے مقیم کی روایت کیا اسکو

ابن ابی شیبہ نے حضرت عثمان سے اور ابن ابی لیلیٰ نے اور لفظ اوسکا یہ ہے کہ جب نکاح کرے کوئی شخص کسی شہر میں جو وہ اہل اثر
شہر کا ہو اور سناور میں اسکی عکرمہ بن ابرہہ ہمدانی نے منیف ہر ص اور اختیار صرف ان کو ہوا وغیرہ کو درست نہیں مگر خیر ویک

باب نفقہ کے بیان میں

واجب ہر نفقہ اور لباس مسکن وغیرہ ہر ص اور اصل اس باب میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے وَلِلنِّسَاءِ ذُو سَعَاةٍ مِّمَّنْ سَعَيْتُمْ
چاہیے کہ خرچ کرے صاحب کسبائیں اپنی کسبائیں سے اور فرمایا وَ عَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُومِ وَ
اور فرمایا حضرت علیؓ نے حدیث حجة الوداع میں کہ عورتوں کے لیے تمھارے اوپر رزق اور لباس ہر موافق دستوں
کے اور یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے اور اس واسطے کہ یہ نفقہ روکے رہنے کا ہے جیسے نفقہ قاضی کا ہے اور عامل صدقے کا ص اگرچہ
چھوٹا ہو وطنی پر قادر نہ ہو واسطے اپنی زوجہ کے سلمان یا کافروں واسطے اطلاق ایک ص بڑی ہو یا چھوٹی ہو
ایسی کہ وطنی کی جاتی ہو اور اگر وطنی کی جاتی ہو بسبب وجہ کی صغریٰ کے یا کوئی اور مانع کے جو جائز ہے جسے ہو تو خاوند پر نفقہ
واجب ہوگا اور متبر نفقہ میں دونوں کا حال ہو تو اگر دونوں غنی ہیں تو نفقہ غنا کا اور جو دونوں تنگ دست ہیں تو نفقہ تنگ دستی کا
اور جو ایک غنی ہے اور دوسرا تنگ دست تو دونوں کے بیچ میں ص مثلاً خاوند امیر ہے اپنے گھر میں علو اور کباب باقسام کے
کھانے کھاتا ہے اور عورت اپنے گھر میں جو کی روٹی کھاتی ہے تو خاوند پر واجب نہیں کہ جو آپ کھاتا ہو وہ دیوے بلکہ گھون
کے اور ایک دو قسم کے کھانے دیوے ص اور یہ ہمارا مذہب ہے اور امام شافعی کے نزدیک سب حالتوں میں اعتبار خاوند
کا ہے و اور دلیل ہماری یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا ہندہ عورت کو ابو سفیان کی کہ لے لے تو اس کے مال سے اس قدر
کافی ہو تجکو اور تیرے لڑکے کو روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے اور اضافت کی نفقہ کی طرف وجہ کے اور تفصیل فتح القدیر
میں ہے ص اگر زوجه اپنے باپ کے گھر میں ہو وے اور خاوند نے اوسکو طلب کیا ہو یا خاوند کے گھر میں بیمار ہو تو نفقہ اوسکا
خاوند پر ہے و اور اگر باوجود طلب کے ازراہ شرارت نہ آتی ہو تو نفقہ اوسکا خاوند پر نہیں ہے ص نہ وہ جو کل گئی ہو شرارت سے
ناحق اور اگر حق پر ہو مثلاً اپنا محل طلب کرتی ہو تو نفقہ اوسکا رہیگا و اور اگر خاوند کے گھر میں ہے اور وطنی سے مانع
ہوتی ہے تو بھی نفقہ رہیگا کیونکہ خاوند کو پوچھنا ہے کہ جبراً بغیر اوسکی رضا کے وطنی کرے ص اور اگر زوجه کسی قرضے میں قید
ہو گئی یا اپنے باپ کے گھر میں مریض ہوئی یا کوئی اوسکو غصب کرے گیا یا بغیر خاوند کے حج کو گئی تو نفقہ اوسکا خاوند کے
ذمے سے ساقط ہوگا اور اگر خاوند کے ساتھ حج کو گئی تو اوسکو نفقہ حضر کا ملکیگانہ سفر کا اور نہ کرایہ سوری وغیرہ کا اور اگر خاوند
مالدار ہے تو واجب ہے اوس پر نفقہ ایک دم کا واسطے زوجہ کے یہ مذہب طہرین کا ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک اسپر دو
خاموں کا نفقہ واجب ہے ایک واسطے امور داخل خانہ کے اور دوسرا واسطے امور خارج خانہ کے اور طہرین یہ کہتے ہیں
کہ ایک دن کا متولی ہو سکتا ہے و اور فتویٰ قول طہرین ہے ص اور اگر تنگ دست ہو تو واجب نہیں نفقہ خام
کا اور امام محمد کے نزدیک تنگ دستی میں بھی ایک دم کا نفقہ واجب ہے و اور صحیح مفتی بہ اول ہے دلیہ ص اور
اگر خاوند نفقہ سے عاجز ہو تو تفریق نہ کرانی جاوے گی اور حکم ہوگا کہ مرث کے اوپر قرض لیکر کھاوے یہاں تک کہ خاوند مالدار
ہو جاوے اور اگرے اور امام شافعی کے نزدیک تفریق کر دیا جائے گی و اور احادیث اور امام شافعی کی بہت ہیں

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

مذکور میں فتح القدیر میں اور دلائل ہمارے اور جوابات اور حکم استدالات کے بھی تفصیل مذکور ہیں اور فرمایا اللہ علیہ
ولان کان ذو عسر أو قسط الا ان یمن ینکحہا یعنی اگر خاوند تنگ دست ہو تو انتظار کرنا چاہیے کہ شادی دست تک
صل اور ہمارے علم نے جب دیکھا کہ نئے تفریق کے معاش ممکن نہیں ہیں اس واسطے کہ رفع حاجت دائمی کا ساتھ قرض کے
مشکل ہے اور بہت ایسا ہوگا کہ کوئی اس کو قرض نہ دے اور غنی ہو جائے خاوند کا ایک امر متوہم ہو تو اچھا جانا اس بات کو قاضی
ایک نائب شافعی المذہب کو معین کرے کہ وہ اون دونوں کے بیچ میں تفریق کر دیوے اور اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ حنفی کو مخالف اپنے مذہب کے فتویٰ دینا جائز نہیں مگر جب کہ مجتہد ہوں اور اگر قاضی نے واسطے عورت کے کہ
خاوند اس کا تنگ دست ہے نفقہ قرض کیا بعد اسکے خاوند غنی ہوا اور زوجہ نے طلب کیا تو خاوند نے نفقہ نہ دیا تا مگر کہے اور
اگر خاوند نے مرت تک اپنی زوجہ کو نفقہ نہیں دیا تو اون ایام گذشتہ کا نفقہ ساقط ہو جائیگا مگر یہ قاضی نے اسکے واسطے
نفقہ عین کیا ہو یا دونوں کسی چیز پر رضی ہونے ہوں تو ان صورتوں میں اون ایام ماضیہ بھی نفقہ دلایا جائیگا تب تک
وہ دونوں زندہ ہیں تو اگر کوئی ان میں سے مریا یا طلاق دیدیا خاوند نے عورت کو تو بھی ساقط ہوگا مگر جب کہ قرض لیا ہو
عورت نے حکم قاضی سے تو وہ موت اور طلاق سے ساقط ہوگا اور ایام شافعی کے نزدیک ہرگز نہ ساقط ہوگا بلکہ مرد پر
دین ہو جائیگا اگر پہلے سے پیشگی خاوند نے مثلاً اچھے مہینے کا نفقہ دیا اور بعد ایک مہینے کے خاوند یا زوجہ کوئی کر گیا
تو اب باقی نفقہ زوجہ سے پھر لیا جائیگا شیخین کے نزدیک ایام محمد اور شافعی کے نزدیک حساب کے ایک مہینے کا نفقہ
عورت کے پاس رہیگا اور پانچ مہینے کا پھر لیا جائیگا اور فتویٰ قول شیخین پر ہوں اور اگر غلام نے نکاح کیا اذن سے
مولیٰ کے تو نفقہ اس کا اوسپر واجب ہو تو بھیجا جائیگا اوس میں پھر اگر نفقہ جمع ہوا تو پھر بھیجا جائیگا اسی طرح نے نہایت
مثلاً ہزار روپیہ اوسپر نفقہ کے جمع ہو گئے اور دوبارہ بھیجے میں وہ ادا ہو گئے پھر ہزار جمع ہوئے تو پھر تیسری بار بھیج کیا جائیگا
بھر چوتھی بار پھر پانچویں بار زلیعی ص اور صورت اسکی یوں ہو کہ ایک غلام نے نکاح کیا اپنے مولیٰ کے اذن کے غمی عورت
سے اور قاضی نے اوسپر نفقہ قرض کیا ان تک ہزار درم جمع اور پانسو روپیہ کو بھیجا گیا اور وہی اوسکی قیمت ہو ورنہ شری جاننا
ہو کہ اوسکے اور پانچ مہینے کا تو بھیج کیا جائیگا اور اگر غلام مردین نفقہ کا نہیں ہو بلکہ اور طرح کا دین ہو تب تک ہی بار بھیج کیا جائیگا
ف اور باقی دین موقوف رہیگا اوسکی آخرت پر ص اور خاوند پر واجب ہو کہ عورت کو کچھ ایک جگہ نہیں کہ اس میں
کوئی خاوند کے اہل سے نہ ہوے اور اس کا بیٹا ہو جو اور بیوی سے ہو مگر جب کہ زوجہ راضی ہو جائے خاوند کے اہل کے
ساتھ رہتے ہو اگر گھر ٹراہی اور اوس میں کئی قطعے ہیں تو بھی ایسا قطعہ چاہیے کہ نہ خیر و قفل اس کا علیٰ وہ ہو اور خاوند کو
پونچھتا ہو کہ والدین زوجہ کو اور اوسکے والد کو جو اس خاوند سے نہ ہو مگر جن دکنے دیوے اس واسطے کہ گھر تک خاوند کا ہر
تو اس کو منع ہو پونچھتا ہو اور زمین جائز ہو کہ منع کرے اونکو دیکھنے سے زوجہ کے یا کلام سے اوسکے ساتھ جس وقت
چاہیں وہاں بعضوں کے نزدیک خاوند کو جائز نہیں ہو کہ عورت کو والدین کے پاس جانے سے یا والدین کو اوسکے پاس
آنے سے جفتے میں ایک بار منع کرے اور اور مٹھو ان کی زیارت سال بھر میں ایک بار سے اور یہی صحیح ہے و
ایسا ہی ہے عیسائے میں اور خانہ میں ہو کہ اسی پر فتویٰ ہوں اور عین کہتے قاضی نفقہ اوس شخص کی زوجہ کا جو غائب ہو

۱۰۰
 مال امانت ہووے
 قضا و شفق
 کما شکر تیرا دیا ہوئے
 قرضہ کی کوئی کمی نہ ہوئے
 منہ در غم نہ ہوئے

اور دوسرے والدین کا اور دوسری اولاد صغار کا اوسکے مال سے جو اونکے حق کی جنس سے ہو مثلاً دراهم یا زنا یا راکہ پڑے ہیں
برخلاف اوس صورت کے کہ وہ نیکے حق کی جنس سے ہو مانند اون اسباب کے کہ اونکی بیع کی حاجت پڑتی ہو **ف**
جیسے مکان زمین آلات وغیرہ جس کہ وہ بیچے جاویں گے کہ نزدیک موضوع یا غرائب یا دیون کے ہزار و گول قرار کرتے ہیں
اوس مال کا اور دوسری زوجہ سے کیا قاضی بدوہد ہونے کو جانتا ہے اور قاضی کو چاہیے کہ عورت ست ضامن لے لیوے اور
حلف دلاوے اور سکواس بات پر کہ اوس شخص غائب ہے اوسکو نفقہ نہیں دیا ہوا اور اگر وہ شخص متبرکح کے نہوں اور قاضی کی
جاننا ہو اور زوجہ اپنے نکاح پر گواہ لاوے تو قاضی نفقہ کو اوس پر فرض نہ کریگا اور حکم نکاح بھی نہ کریگا اس سلسلے کے حکم غائب
ہر جائز نہیں **ف** یعنی مدعا علیہ کے غائب ہونے سے فیصحا کر دینا اوس پر جائز نہیں **صل** اور امام زفر کے نزدیک نفقہ اوس پر
فرض کرنے اور نکاح کا حکم نہ کرے اور حج کل میں وہ سب حاجت آدمیوں کے قاضی قیام میں واقع مذہب امام زفر کے
کرتے ہیں **ف** اور محیط میں بھی یہ کو اختیار کیا ہو

فصل جو عورت کہ عدت میں طلاق جہی یا باہن کے ہووے یا عدت میں اوس فقرت کی ہووے جو بمسببت

زوجه کے نہیں۔ ہر عیسے خیار غنق اور بلوغ اور رجہ تفریق جو اسباب کفرہ نے اس کے ہووے تو اس کا نفقہ اور سکن عدت کے گزرنے تک خاوند پر واجب ہو اور نزدیک امام شافعی کے طلاق بائن میں نفقہ اور سکنے خاوند پر نہیں اور دلیل القہرین حدیث فاطمہ بنت قیس سے کہ تین طلاق دیے تھے اذکو خاوند نے اس کے تونہ مقرر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس کے سکن اور نفقہ روایت کیا اس کو مسلم اور الصحاب سنن نے نص اور ہماری ولاح ہر کہ حضرت عمر نے اس حدیث کو رد کیا فجامع ترمذی اور ابو داؤد اور حاکم و غیرہ میں ہر کہ آنی فاطمہ بنت قیس نزدیک عمر بن الخطاب سے سو فرمایا آپ کہ نہیں میں ہم کہ چھوڑ دیوں اپنے رب کی کتاب کو اور اپنے نبی کی سنت کو بسبب قول ایک عورت کے کہ نہیں جانتے ہیں ہم کہ ایہ کہا اس نے یا نہیں زیادہ کیا علوانی اور وار قطنی نے کہ فرمایا حضرت عمر نے سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ مطلقہ الثلث کو سکن اور نفقہ ہو اور حضرت عائشہ نے بھی اس حدیث کو رد کیا اور کہا فاطمہ سے کہ کیا نہیں بخوت کرتی ہو اس کا یہ صحیح بخاری میں ہو اور بھی نما اور سکو کبار تابعین نے مثل اسود اور سعید بن مسیب کے اور طول کیا شیخ ابن الہمام نے اس مطلب کی بحث میں جس کو دیکھنا ہونی فتح القدر میں دیکھے ص اور جو عورت کہ عدت موت میں ہووے یا نفرت کرانی جاوے بسبب معصیت کے جیت مرتد ہو جاوے یا ابن کابوس سے لیوے تو نفقہ اس کا واجب نہیں اور جو عورت کہ عدت میں تین طلاق کے ہووے اور وہ مرتد ہو جاوے تو نفقہ اس کا ساقط ہوگا اور اگر لڑین زوج کو اپنے اور قادر کر اوے تو ساقط ہوگا ف اور دلیل اس کی اصل میں مذکور ہے ص اور نفقہ اولاد صغار کا باپ پر واجب وہ غفلت ہوں اور کوئی او میں شریک ہوگا جیسا کہ ان باپ کے اور وہ نفقہ میں کوئی اس کا شریک ہوگا ف اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَعَلَى الْمُؤَلَّفَةِ لَهٗ زُكُفَّتْ اور مولود باپ ہی ہدایہ ص اور اگر اولاد اس کی غنی ہو تو نفقہ اس کا مکمل میں سے ہوگا اور اگر وہ ولد شیر خوار ہو تو والد کو دودھ پلانے پر جبر کرینگے ف اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَضْرَکَ وَالِدُکَ یَسْأَلُکَ

اور نہ ضرر پہنچائی جاوے گی والدہ اپنے ولد سے **ص** کرکے اور دودھ پلانے والی نہ ملے یا لڑکا اور کسی کا دودھ نہ پیے **ف** یا خانہ اجرت مضمعہ پر گزارے ہو **ص** تو اس وقت ماں پر جبکہ بچہ گنگے **ف** اور سٹے حفاظت ولد کے **ص** اور مرد نہ کر رکھے لے مرضعہ کو کہ دودھ چلاوے **ص** لے کو نہ نزدیک اس کی ماں کے اور اگر اس کی ماں کو نہ کر رکھ لیا اور وہ اپنی زوجہ یا عدت میں ہو طلاق یائن یا جی کے جائز ہوگا اور ایک روایت میں جب عدت میں طلاق یائن کے ہو تو جائز ہوگا **ف** اور دلیل انکی اصل میں مذکور ہو **ص** اور بعد گندنے عدت کے جائز ہو کر خانہ دوا سکون کر رکھے لے جیسا کہ جائز ہو کہ اپنی زوجہ کو اگر چہ نکاح میں یا عدت میں ہو وے نو کر رکھے لے واسطے دودھ چلانے اس لئے کہ جو زوجہ کے بطن سے نہیں ہوا جب ماں عدت سے باہر ہوے تو واسطے شیر دہی ولد کے وہ دوسرا ک زیادہ حذر نہ کرے کہ اجرت زیادہ طلب کرے **ف** اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَكَامُولُؤْذُلَهُ يُولَدُ** یعنی نہ ضرر پہنچایا جاوے باپ اپنے ولد سے اور قیمت زیادہ بھی ایک ضرر ہو **ص** اور نفقہ دختر بالغہ کا جو بے شوہر ہو اور نفقہ پسر بالغ کا جو کسب پر قادر نہیں **ف** مثلاً **أُولَئِكَ لَا مَفْلُوحَ فِيهِمْ** دست و پا ہو **ص** سب باپ پر ہو اس پر قوی ہو اور دست خصان و جس جن و ثلث اس کے باپ پر ہیں اور ایک ثلث ان پر ہو اور جب تک کہ اون دونوں کے واسطے مال نہ ہو اور اگر مال ہو وے تو نفقہ ان کا اون کے مال میں سے ہوگا اور جس شخص پر کہ صدقہ فطر واجب ہو تو اس پر نفقہ اپنے اصول کا جو فقرا ہوں لازم ہو **ف** اگر چہ کسب پر قادر ہوں ہم اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا** اور پسر لڑکے الدین کے ساتھ دنیا میں موافق و مستور کے اور یہیت ماں باپ کا فر کے حق میں اتوری ہو اور دستو بخیرین کہ پیش کرے اور والدین کو چھوڑ دے کہ وہ بھوکے ہو کے مر جاویں اور جاوے اور جدات بھی باہا اور عہدات میں سے ہیں اور سیو اسٹے جد قائم تمام باپ کا ہوتا ہو وقت نہونے باپ کے ہدایہ **ص** اور بیٹا بیٹی اس میں برابر ہیں **ف** تو اگر کسی کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو نفقہ اس کا آدھا دونوں پر ہو **ص** اور معتبر اس مقام میں قرب اور جبریت ہو نہ وراثت تو جس شخص کا ایک پوتا اور ایک بیٹی ہو تو کل نفقہ اس کا بیٹی پر ہو **ف** اس واسطے کہ وہ قریب ترین بت پوتے کے **ص** باوجود اس بات کے کہ ترکہ دونوں کو آدھا آدھا ملے گا اور جس شخص کے ایک لڑکا اور ایک بیٹی ہو تو کل نفقہ لڑکا لے گا اور لڑکے سے بیٹی کو کچھ ملے گا کیونکہ وہ ذوی الارحام سے ہو اور نفقہ ذوی رحم محرم کا **ف** ذوی رحم اس کو کہتے ہیں کہ جب کا حصہ کے میں سے کچھ مقرر نہیں اور نہ وہ عصبہ ہیں لہذا **ص** جب بیٹی اور بیٹی ہو یا عورت صغیرہ فقیرہ ہو یا مرد بالغ نے دست پایا اندھا ہو یا مالک نصاب پر صلاحیت وراثت کی رکھتا ہو واجب ہو بقدر میراث کے اور جبر کیا جاوے گا اور **ف** اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ** اور قرارت ابن مسعود میں ہو **وَعَلَى الْوَارِثِ ذِي التَّحَرُّمِ مِثْلُ ذَلِكَ** **ص** تو جس شخص کا ایک مامون اور ایک چچا زاد بھائی ہو تو باوجود اس بات کے کہ چچا زاد بھائی حاجب مامون کا کیونکہ وہ عصبہ ہیں لیکن مامون کو صلاحیت ہو وراثت کی کیونکہ ہو سکتا ہو کہ چچا زاد بھائی مر جائے اور مامون وراثت ہو جائے نفقہ اس کا مامون پر ہو تو معتبر قرابت اور لہیت ارث ہو جس شخص کی تین بیٹیاں تفریق میں مثلاً ایک تین

علاقہ اور ایک غیاثی تو تین جس اس کے نفقے کا حقیقی بہن ہے اور ایک ایک خمس اور دونوں بہنوں ہر ہر اس واسطے کہ وراثت بھی ان کی اسی طریقے پر ہو تو اگر وہ شخص مہاجر ہو تو اس کے مال کے پانچ حصے کے چار بیگے تین حصے حقیقی بہن کو اور ایک ایک حصہ اور وہ بہن کو بیگہ خاص اور تین نفقہ ہر وجود اختلاف دین کے گزروں کو اگر غنی ہو اور اصول اور فروع کو اگر فقیر ہوں اور باپ کہ جائز ہو کہ مال اپنے پسر کا جو غائب ہو واسطے نفقہ اپنے سے کیجھا امد میں اس کی بیجا جائز نہیں اور سوائے نفقہ میں اور کسی قرض کی بابت جو باپ کا بیٹے پر ہو سب بیجا اس کے مال کا بھی جائز نہیں اور ان کو ہر گز جائز نہیں کہ واسطے اپنے نفقہ کے مال کو بیٹے کے بیچ دے واسطے کہ ولایت تمام مال سپرد کو مخصوص ہو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اور مال تیرے واسطے تیرے باپ کے ہر ہر روایت کیا اس کو کہ ابن ماجہ نے جابر سے بسند صحیح اور جس شخص غائب کا مال کسیک پاس الیٰہ ہو اور اس نے بغیر حکم قاضی کے اس غائب کے مال باپ پر خرچ کیا ضامن ہو گا اور اگر اس کا مال مال باپ کے پاس امانت تھا اور انھوں نے خرچ کیا تو ضمان لازم نہ آئے گا اور اگر قاضی نے نفقہ کا واسطے غیر زوجہ حکم کیا اور ایک مدت تک اونکو نہ پونچا تو بقدر اس کے نفقہ ساقط ہو جائیگا اور جامع کبیر زہوی سے منقول ہے کہ یہ سب ہر کہ مدت و رز ہو جاوے یعنی ایک حدینہ یا زیادہ گز گیا ہو وے اور اگر مدت کم گزری ہو یعنی ایک حدینہ سے کم تو ساقط نہ ہو گا لیکن اگر قاضی نے اس کو قرض لینے کا غائب کے نام پر حکم کیا اور اس نے قرض لینے اپنے نفقہ میں صرف کیا تو وہ مال خود غائب پر لازم ہو گا اور ساقط نہ ہو گا اور مولا پر ہر نفقہ اپنے غلام اور لونڈی کا ف اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کے حق میں کہ وہ تمھارے بھائی ہیں کیا اللہ نے اونکو زیر دست تمھارا تو بجا بھائی زیر دست ہو اس کے تو کھلاوے اس کو جو آپ کھانا ہو اور پہناوے اس کو جو آپ پہنتا ہو اور نہ تکلیف دو اونکو اس امر کی جو مغلوب کرے اونکو اور اگر وہ تو تم بھی اعانت کرو ان کی رویت کیا اس کو بخاری و مسلم نے ابو ذر سے اور روایت کیا اس کو ابو ہریرہ سے سند صحیح سے اور روایت کیا کہ جو تکلوپ نہ آئے وہ نہیں سے تو بچو اونکو اور نہ عذاب کرو غلبہ اس کو اور حضرت علی سے مروی ہے کہ آخر کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ می انظمت کرو نمازیہ اور ڈرو اللہ سے اپنے غلاموں میں خرچ کیا اس کو امام احمد نے نص تو اگر مولا نے دنیا اور وہ قابل کسب ہیں تو کما وینکے اور نفقہ اپنا کرینگے اور اگر قابل کسب کے نہیں جبر کیا جاوے گا مولا ان کی بیع ہر ہر اور حیوانات میں اگر اونکو نفقہ نہ دے تو حکم بیع کا نہ کیا جاوے گا مگر فی مابینہ و بین اللہ حکم ہو گا اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عذاب کرنے سے خلق اللہ کے روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور منع کیا ضائع کرنے سے مال کے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے اور صحیحین میں مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب کی گئی ایک عورت بسبب بی کے قید کیا تھا اس کو بیان تک کہ گئی پھر غم ہوئی آگ میں اور اسی میں ہر کہ نہ کھانا دیا اس نے بی کو اور نہ پانی دیا جب اس کو قید کیا اور نہ چھوڑا اس کو کہ کھا گھاس زمین کی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جبر کیا جاوے گا اس جانور کی بھی بیع پر کذا فی الہدایہ

کتاب العتاق

آزاد کرنا ملک کا ایک مہذب اور حسن ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرے یا مرد مسلمان کو

۲۰

پاک کرتا ہے اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے کے عوض کو آگ سے رعایت کیا اور سکون بخاری و مسلم نے اور
 صحیح ترمذی میں مروی ہے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرے وہ عتقین ایمان
 ہو گئی وہ دونوں خلاصی اور سکلی آگ سے اور روایت ہرولی ذریعہ سے کہا کہ پچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کون عمل
 افضل ہے فرمایا ایمان لانا اس پر اور جہاد کرنا اور سکلی راہ میں کہا مینے پھر کون سی گردن آزاد کرنی افضل ہے فرمایا جسکی قیمت زیادہ
 اور نفیس زیادہ ہے اپنے مالک کے پاس رعایت کیا اور سکون بخاری و مسلم نے اور صحیح مسلم میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بدلے سے سکتا ہے بیٹا اپنے باپ کو لکیر کہ پاتے اور سکون غلام بچہ آزاد کرے و سکون
 اور سنون رکھا علمائے آزاد کرے مرد غلام کو اور عورت کو مٹری کو تاکہ مقابلہ اعضا کا ہو جاوے ہدایہ ص
 عتق صحیح ہوتا ہے حر بالغ عاقل سے اپنی ملک میں و تو غیر کا غلام آزاد نہیں کر سکتا اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں عتق ہے اور میں جسکا مالک نہیں آدمی روایت کیا اور سکون ترمذی نے اور کہا کہ حسن
 ہے ص تو اگر لفظ صیح ہو تو بغیر نیت کے آزاد ہوگا جیسے کہ تو حر ہے یا معتق ہے یا عتق ہے یا آزاد کیا مینے تجکو یا
 محرم ہے یا حرم کیا مینے تجکو یا یہ مولا میرا ہے یا چاکر کہ اے میرے مولاف اور ایسا ہی اگر کہا کہ اے حرم یا اے آزاد اور اگر نام و کا
 محرم اور اسے چاکر یا حرم تو آزاد نہ ہوگا اور اگر نام و کا محرم تھا اور فارسی میں کہا اے آزاد یا نام و کا آزاد تھا اور عربی
 میں کہا یا حرم تو آزاد ہو جاوے گا ہدایہ ص یا کہا کہ سہ تیرا حرم ہے یا اور جو اعضا کے لئے تعبیر سارے بدن سے
 ہوتی ہے و اور گندہ بیان اور کتاب الطلاق میں و اور اگر لفظ کنایہ ہو کہ احتمال آزاد ہونے اور نہ ہونے کا
 رکھتا ہے جیسے کہ میری ملک تیرے اور نہیں ہے یا تو میری ملک سے نکل گیا یا چھوڑ دی مینے لہ تیری یا نوٹدی سے
 کہ چھوڑ دیا مینے تجکو و کہ ان سب لفظوں سے عتاق اور عدم عتاق مراد ہو سکتا ہے کیونکہ جب کہا کہ تو میری ملک سے
 نکل گیا معلوم نہیں کہ بسبب عتاق یا بسبب بیع کے یا بسبب کہ اور ایسا ہی باقی الفاظ میں و تو بغیر نیت کے آزاد ہوگا
 اور اگر مولیٰ نے اپنے غلام کو کہا یہ بیٹا میرا ہے تو اگر فرزند اس کا وہ ہو سکتا ہے تو بغیر نیت کے آزاد ہوگا اور اگر فرزند اس کا
 نہیں ہو سکتا تو بھی نام صاحب کے نزدیک نے نیت کے آزاد ہو جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک نہ ہوگا و
 دلائل اسکے مذکور ہیں ہر لئے اور شرح وقایہ میں و اور اگر خواجہ نے اپنے غلام کو چاکر کہ اے میرے بیٹے یا اے میرے
 بھائی تو آزاد نہ ہوگا اس واسطے کہ مقصود چاکر نے سے حاضر ہونا اس کا ہے اور لفظا معنی کا نہیں ہے بخلاف اس کے نبی کی
 ساتھ حرم کے کیونکہ وہ صریح ہے مقصد معنی کی طرف محتاج نہیں اور سی طرح اگر کہا کہ نہیں حکومت ہے میری تجھ پر و اگرچہ
 نیت کرے آزادی کی و تو بھی آزاد نہ ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کا غلام ہو اور تصرف مولا کا نہ ہو سکے جیسا کہ
 مکاتب میں و اور بیان اسکا آگے آوے گا و اور لفظ طلاق اور جو کنایات طلاق ہیں اسے ہمارے نزدیک
 نوٹدی آزاد نہ ہوگی اگرچہ نیت بھی ہو آزادی کی برخلاف امام شافعی کے کہ اس کے نزدیک آزاد ہو جاوے گی و اور لفظ
 طرفین کے چاہے میں مسطور میں و اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو مثل حرم کے ہے آزاد نہ ہوگا اگرچہ نیت بھی ہو آزادی کی
 اور اگر کہا کہ نہیں ہے تو اگرچہ آزاد نہ ہو جاوے گا اور جو شخص کہ مالک ہو جاوے اپنے ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہو جاوے گا

و عتق صحیح ہوتا ہے
 حر بالغ عاقل سے
 اپنی ملک میں
 و تو غیر کا
 غلام آزاد نہیں
 کر سکتا اس واسطے
 کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم
 نے نہیں عتق ہے اور
 میں جسکا مالک نہیں
 آدمی روایت کیا اور
 سکون ترمذی نے اور
 کہا کہ حسن ہے
 ص تو اگر لفظ صیح
 ہو تو بغیر نیت کے
 آزاد ہوگا جیسے کہ
 تو حر ہے یا معتق ہے
 یا عتق ہے یا آزاد
 کیا مینے تجکو یا
 محرم ہے یا حرم کیا
 مینے تجکو یا یہ
 مولا میرا ہے یا چاکر
 کہ اے میرے مولاف
 اور ایسا ہی اگر کہا
 کہ اے حرم یا اے
 آزاد اور اگر نام و
 کا محرم اور اسے
 چاکر یا حرم تو آزاد
 نہ ہوگا اور اگر نام
 و کا محرم تھا اور
 فارسی میں کہا اے
 آزاد یا نام و کا
 آزاد تھا اور عربی
 میں کہا یا حرم تو
 آزاد ہو جاوے گا
 ہدایہ ص یا کہا کہ
 سہ تیرا حرم ہے یا
 اور جو اعضا کے لئے
 تعبیر سارے بدن
 سے ہوتی ہے و اور
 گندہ بیان اور کتاب
 الطلاق میں و اور
 اگر لفظ کنایہ ہو
 کہ احتمال آزاد
 ہونے اور نہ ہونے
 کا رکھتا ہے جیسے
 کہ میری ملک تیرے
 اور نہیں ہے یا تو
 میری ملک سے نکل
 گیا یا چھوڑ دی
 مینے لہ تیری یا
 نوٹدی سے کہ
 چھوڑ دیا مینے
 تجکو و کہ ان سب
 لفظوں سے عتاق اور
 عدم عتاق مراد ہو
 سکتا ہے کیونکہ جب
 کہا کہ تو میری ملک
 سے نکل گیا معلوم
 نہیں کہ بسبب عتاق
 یا بسبب بیع کے یا
 بسبب کہ اور ایسا ہی
 باقی الفاظ میں و تو
 بغیر نیت کے آزاد
 ہوگا اور اگر مولیٰ
 نے اپنے غلام کو کہا
 یہ بیٹا میرا ہے تو
 اگر فرزند اس کا وہ
 ہو سکتا ہے تو بغیر
 نیت کے آزاد ہوگا
 اور اگر فرزند اس کا
 نہیں ہو سکتا تو بھی
 نام صاحب کے
 نزدیک نے نیت کے
 آزاد ہو جاوے گا
 اور صاحبین کے
 نزدیک نہ ہوگا و
 دلائل اسکے مذکور
 ہیں ہر لئے اور
 شرح وقایہ میں و
 اور اگر خواجہ نے
 اپنے غلام کو چاکر
 کہ اے میرے بیٹے
 یا اے میرے بھائی
 تو آزاد نہ ہوگا اس
 واسطے کہ مقصود
 چاکر نے سے حاضر
 ہونا اس کا ہے اور
 لفظا معنی کا نہیں
 ہے بخلاف اس کے
 نبی کی ساتھ حرم
 کے کیونکہ وہ
 صریح ہے مقصد
 معنی کی طرف
 محتاج نہیں اور
 سی طرح اگر کہا
 کہ نہیں حکومت
 ہے میری تجھ پر و
 اگرچہ نیت کرے
 آزادی کی و تو
 بھی آزاد نہ ہوگا
 کیونکہ ہو سکتا
 ہے کہ اس کا غلام
 ہو اور تصرف
 مولا کا نہ ہو سکے
 جیسا کہ مکاتب
 میں و اور بیان
 اسکا آگے آوے گا
 و اور لفظ طلاق
 اور جو کنایات
 طلاق ہیں اسے
 ہمارے نزدیک
 نوٹدی آزاد نہ
 ہوگی اگرچہ نیت
 بھی ہو آزادی کی
 برخلاف امام
 شافعی کے کہ اس
 کے نزدیک آزاد
 ہو جاوے گی و اور
 لفظ طرفین کے
 چاہے میں مسطور
 میں و اور اگر اپنے
 غلام سے کہا کہ
 تو مثل حرم کے ہے
 آزاد نہ ہوگا اگرچہ
 نیت بھی ہو آزادی
 کی اور اگر کہا کہ
 نہیں ہے تو اگرچہ
 آزاد نہ ہو جاوے
 گا اور جو شخص کہ
 مالک ہو جاوے اپنے
 ذی رحم محرم کا تو
 وہ آزاد ہو جاوے
 گا

یعنی اگر غلام کو آزاد کر دے تو وہ اس کا بچہ و دون آزاد ہو جائے گا۔
منہ منقطع
میں سے قطع
پیدا ہوا تو بچہ بالاسات آزاد ہو گا بلکہ ان کے تابع ہو کر آزاد ہو جائے گا۔
منہ منقطع
میں سے قطع
پیدا ہوا تو بچہ بالاسات آزاد ہو گا بلکہ ان کے تابع ہو کر آزاد ہو جائے گا۔

اسو سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کمالک ہو جاوے ذی رحم محرم اپنے کا تو آزاد ہو جاوے گا اور سچو
کیا اس حدیث کو ایسے لفظ سے بھی اور نسائی نے اور ضعیف کیا اسکو بسبب اس بات کے کہ غمزدہ منفرد ہو اساتھ اس
حدیث کے سفیان سے صحیح کیا اسکو عبد الرحمن نے اور کہا کہ غمزدہ ثقہ ہے اور تصویب کی ابن القحطانی اس کے کلام کی
اور تھبوت کی غمزدہ کی ابن عیین نے اگر حجت نہیں پکڑی اس سے صحیحین میں اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مالک ہو
ذی رحم محرم کا تو وہ حرم نکالا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے سمرقند سے اور روایت کیا اسکو طحاوی نے حضرت عمرؓ
سے موکوف اور عایشہ اور علی رضی اللہ عنہ سے ساتھ اسانیہ ضعیفہ کے اور تفصیل فتح القدیر میں ہے ص اور جس نے اپنے غلام کو واسطے
خدا کے یا واسطے شیطان کے یا واسطے بت کے یا زبردستی سے یا نشتہ میں آزاد کیا تو آزاد ہو جاوے گا اور اگر مصاف
کیا عتق کو طرف ملک کے مثلاً اگر زمین مالک بن اس غلام کا تو وہ حرم یا شرط کی مثلاً اگر مالک اگر فلاں شخص کو سے تو غلام میرا آزاد
اور اس غلام کا مالک ہو گیا یا جو شخص گیا تو آزاد ہو جاوے گا اور اگر غلام حرمی کا مسلمان ہو کے ہماری طرف چلا آوے تو آزاد ہو گا
و اسو سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلاموں میں طائف کے جب وہ نکلے تھے وہ ان سے مسلمان
ہو کے کہ وہ آزاد کیے جوئے میں اس کے روایت کی یہ ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح غریب کا غمزدہ
الاصح هذا الوجه اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اور پر مشروط مسلم کے ص اور محل آزاد ہو جاوے گا بسبب
آزادی اسکی مان کے اور آزاد کرنے سے محل کے آزادی اسکی مان کی ہوگی اور یہ جب ہے کہ بعد آزادی کے چھ مہینے
سے کم میں چٹنے و اسو سے کہ ابن یقین ہے جو جو محل کا وقت آزادی کے ص اور اس میں ولا اور تکہ باپ کی
مولا کی طرف نہ آوے گی و صورت ولا کھینچنے کی یہ ہے کہ ایک شخص کے غلام نے اس کے اذن سے ایک
لوٹدی سے نکاح کیا کہ اسکو غیر نے آزاد کیا تھا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرم ہو گا تبغیت اپنی مان کے اولاد
اسکی مان کی مولا کو بیگی اگر جب شخص بھی اپنے غلام کو آزاد کرنے سے تو صورت میں باپ اسکا دلار کو اپنی طرف کھینچ لے گا
تو اگر باپ مر جائے اور بچہ اسکا بیٹا مر جاوے تو اب ولا بیٹے کی باپ کے مولا کی طرف کھینچ جاوے گی ص اور اگر تابع ہی ہے تو
تو اگر ان اسکی پیدا ہوتے وقت آزاد ہو گا اور اگر مملوک ہوگی مملوک ہوگا اور اگر مکاتبہ ہوگا اور اگر برہ
ہو برہ ہوگا اور لوٹدی کا لڑکا اس کے خاندان سے ملک ہے اس کے مولا کی اور اس کے مولا سے آزاد ہو

باب عتق البعض

اگر کسی شخص نے بعض اپنے غلام کا آزاد کیا و مثلاً اگر نصف تیرا آزاد ہو یا ایک تیرا یا ربع تیرا ص تو امام صاحب
کے نزدیک اتنا حصہ آزاد ہو جاوے گا اور بچہ اس کے بچہ واسطے بقیہ قیمت کے نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور مانند مکاتبہ کے
ہو جاوے گا اگر جب کہ عاجز ہو جاوے تو غلام نہ ہو جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک سال غلام آزاد ہو گا و اور دلیل اسکی
مذکورہ اہل میں ص اگر ایک غلام میں دو شخص شریک ہیں اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرا شریک بھی چاہے
اپنا حصہ آزاد کر دے یا اس سے کسی کر لے یا ضمان لےوے آزاد کرنے والے سے اگر وہ تنگ دست نہیں ہے
اور اگر تنگ دست ہے تو ضمان نہ لے گا و بلکہ کسی کر دے یا آزاد کر دے یا ص اور ولا دونوں کے واسطے ہر گز وہ

دوسرا غلام بھی آزاد کرے یا سچی کر دے اور اگر ضمان لیوے تو کل آزاد کرنے والے کو ہی اور نہ آزاد کرنے والا رجوع ایسے رقم ضمان کا غلام پر اور صاحبین کے نزدیک دوسرے شریک کو ورنہ باتوں کا اختیار ہے چاہے ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے اگر وہ غنی ہے یا سچی کر دے اگر وہ فقیر ہو تو آزاد نہیں کر سکتا کیونکہ پہلے ہی کل آزاد ہو چکا اونکی سہ پر اور دلیل لاتے ہیں حدیث ابن ہریرہ سے صحیحین میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص آزاد کرے اپنا حصہ غلام کا تو خلاصی اوسکی ہو سپر اگر دے سکے پاس مال ہو اور نہیں تو قیمت لگایا جاوے گا اور سچی کر لے جاوے گی اور یہ امام ابو حنیفہ کی مذکور ہے معاملے اور فتح القدیر میں ص اور ولا فقط آزاد کرنے والے کو ہر اور اگر دونوں شریکوں نے کو ہی ہو اس بات کی کہ دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کیا ہو تو شریک تھے ایک غلام میں تو زیادہ شہادت دی کہ عرو نے اپنا حصہ آزاد کیا اور عرو نے شہادت دی کہ زید نے اپنا حصہ آزاد کیا ص تو غلام سچی ہے او ان دونوں کے لیے اوسکے حصے میں اور ولا او ان دونوں کے واسطے ہے ہر ایک کے کہ وہ دونوں تنگدست ہوں یا دونوں غنی ہوں یا ایک تنگدست اور دوسرا فراخ دست اور صاحبین کے نزدیک سچی کرے اگر وہ دونوں تنگدست ہوں اور اگر دونوں غنی دست ہوں تو سچی کرے اور ایک تنگدست ہو اور دوسرا فراخ دست تو تنگدست کے واسطے سچی کرے اور موقوفہ سچی دلا سب صورتوں میں یہاں تک کہ اتفاق کریں دونوں ایک کی آزادی پر سوا سٹے کہ ہر ایک اپنے عتق کا منکر ہو اور اگر ایک نے اوسکے عتق کو معلق کیا کل کے روز ایک نفل کے وجوب پر اور دوسرے نے اوسکے عدم پر تو مثلاً ایک شریک نے کہا اگر کل زید اس گھر میں جائے تو حصہ یہ آزاد ہو اور دوسرے نے کہا اگر کل زید اس گھر میں نہ جاوے تو حصہ یہ آزاد ہو ص اور کل کا روز گزر گیا اور شرط اوسکی معلوم نہ ہوئی مثلاً زید اس گھر میں گیا یا نہ گیا معلوم نہوا ص تو آزاد ہو جاوے گا نصف اس غلام کا و اسوا سٹے کہ دونوں باتوں سے کوئی امر ہو یا ہوگا تو نصف آزاد ہو جاوے گا ص اور سچی کرے نصف میں سٹے او ان دونوں کے اور امام محمد کے نزدیک سچی کرے واسطے کل کے دونوں کے یہ اور اگر غلام دونوں کے حید میں مثلاً ایک شخص نے کہا اگر فلا شخص کل گھر میں داخل ہو تو غلام میرا آزاد ہو ورنہ دوسرے نے کہا اگر فلا شخص گھر میں کل داخل نہ ہو تو غلام میرا آزاد ہو اور کل کل گزر گیا اور حال معلوم نہوا تو کوئی آزاد نہ ہوگا اور اگر ایک غلام ساتھ خرید یا بیوا وصیت سے یا و بھون کی ملک میں آیا اور ایک او نہیں سے اس غلام کا باپ ہی نصف اپنے بیٹے کا غیر سے خرید یا بیوا اوسکے عتق کو معلق کیا ساتھ اوسکی ستر کے اور پھر خرید اوسکو کیا ساتھ ملے تو ان سب صورتوں میں حصہ اوسکا آزاد ہو جاوے گا اور باپ ضامن ہوگا برابر ہر شریک جانتا ہو اس بات کو کہ یہ بیٹا ہی اوسکا یا نہ جانے جسکا نہیں ضامن ہوتا ہو باپ اگر وارث ہونے وہ دونوں ایک غلام کے اور صورت اوسکی یوں ہر ایک عبورت مرگنی اور اوسکا ایک غلام تھا کہ وہ اوسکے خاندان کا بیٹا تھا اور وہ عبورت چھوڑ گئی اپنے بھائی اور خاوند کو تو باپ نصف غلام کا مالک ہو جاوے گا اور آزاد ہوگا اور دوسرے بھائی کے حصے کا ضامن نہ ہوگا اب دوسرے شریک کو اختیار ہے چاہے اوسکو آزاد کرے یا سچی کر دے اور صاحبین کے نزدیک غیر ہرث میں دوسرے شریک ضامن ہوگا اوسکی نصف قیمت کا اگر غنی ہے اور سچی کرے گا غلام اگر فقیر ہو اور ہرث کی صورت میں کسی کے نزدیک ضامن نہ ہوگا اسوا سٹے کہ نبوت ملک کا میرث میں کچھ اختیار نہیں ہے ہر باپ کا

یعنی جس کے
اولیٰ صاحب ہو

کیا قصہ ہو مسئلہ اگر کسی شخص نے بعض غلام اس کے مولیٰ سے خرید لیا بعد اس کے بعض باقی کو باپ نے اس غلام کو جو غنی ہو خرید لیا تو باقی شخص کو اختیار ہے باپ سے اس کے بقدر اپنے حصے کے نمان لیوے یا غلام سے سعی کر لے اور صاحبین کے نزدیک فقط ضمان لیوے مسئلہ اگر غلام میں بیچ شخص برابر کے شریک تھے ایک نے اس کو مدبر کیا اور دوسرے نے آزاد کیا اور وہ دونوں مالدار ہیں اور تیسرا چپ رہا تو چپ رہنے والا اپنے تمام حصے کا ضمان لیوے مدبر کرنے والے سے اور ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے اور مدبر کرنے والے سے اور ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے تمام حصے کا بعد مدبر ہونے کے وقت سے کا جتنا چپ رہنے والے کو دیا ہو یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہوں مثلاً اس غلام کی ستر ہزار قیمت تھی تو چپ رہنے والا مدبر کرنے والے سے نو سو روپے لے لے اور مدبر کرنے والا ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے چھ سو روپے کا اس واسطے کہ قیمت ہر قیمت غلام کے اس واسطے کہ ملک میں بیچنے میں ملے اور خدمت لینا اور بیچ کر کرنے سے ایک فائدہ جاتا رہا یعنی اب اس کو بیچ نہیں سکتا تو ایک ثلث قیمت بھی اس کے مقابلے میں کم ہو جاوے گی اصل صاحب کے نزدیک غلام اس شخص کا ہو گا جس نے اول اس کو مدبر کیا اور ضمان ہو گا وہ ثلث قیمت کا فائدہ یعنی اٹھارہ سو روپے کا صورت مذکور میں اصل واسطے دونوں شریکوں اپنے کے برابر ہونے تک دست ہو یا فراغ دست اور دلا موافق مذہب امام ابو حنیفہ کے تین حصے کی جاوے گی دو حصے مدبر کرنے والے کو اور ایک حصہ آزاد کرنے والے کو فائدہ اور صاحبین کے مذہب کے موافق ولادہ مدبر کرنے والے کو ملے گی اصل اور اگر ایک نے دو شریکوں میں سے نوٹدی میں کہا کہ یہ میری دو شریک کی ام ولد ہے اور اس نے انکار کیا تو وہ نوٹدی ایک ن غلامی بیٹی تھی اور ایک دن خدمت کر گیا منکر کی امام صاحب کے نزدیک ان صاحبین کے نزدیک اگر چاہے منکر سعی کر لیوے نوٹدی سے نصف قیمت میں پھر وہ آزاد ہو جاوے گی اس واسطے کہ نہ بانی کے شریک نے تصدیق امام ولادہ سے کی تھی تو امتداد اس کا اسی پر پٹ گیا تو گویا اس کی ام ولد ہو گئی تو شریک ثلث اپنے حصے کے موافق سعی کر لے گا اور پھر آزاد ہو جاوے گا مسئلہ اگر ایک ام ولد دو بیچوں میں مشترک تھی اور ایک نے ان میں سے اس کو آزاد کر دیا تو دوسرے کے حصے سے ضامن ہو گا امام کے نزدیک کیونکہ امام صاحب کے مذہب میں ام ولد کی کچھ قیمت نہیں اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہو گا اس واسطے کہ ام ولد کو نیک قیمت داری ہو مسئلہ اگر جس شخص کے تین غلام تھے اور وہ اس کے پاس موجود تھے اور اس نے کہا ایک تم میں آزاد ہو پھر ایک دن دو میں جا لیا اور تیسرا غلام آیا اور پھر کہا ایک تم میں کا آزاد ہو اور بعد اس کے وہ شخص مر گیا اور کچھ بیان نہیں کیا تو جو غلام دونوں مرتبہ حاضر تھا اس کے تین بن آزاد ہو گئے اور نصف اور نہ خانہ دیکھ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے اور ایسا ہی ہوا امام محمد کے نزدیک مگر تیسرے کا ایک بیع آزاد ہو گا اور نیک قیمت اور اولیٰ کی اصل میں مستطوع ہو اصل اگر مولیٰ نے یہ قول شخص سے من کیا اور وارثوں نے اس کو جائز رکھا اور سوا ان تین غلاموں کے اور کوئی مال اس کا نہیں اور قیمت ان سب کی برابر ہو تو ہر غلام کے سات حصے کرینگے موافق حصوں عتق کے اور نیک قیمت اس واسطے کہ تین سب اور دو نصف کے چار ربع ہوئے تو سات حصے عتق کے تھے اصل تو سات حصے ثلث مال ہو گئے اس واسطے کہ قیمت ہر غلام کی مساوی ثلث مال کے ہو تو جو غلام نکل گیا تھا اس کے دو سب آزاد ہوئے اور باقی سب میں اپنی قیمت سعی کر لے گا اور اسی طرح داخل کے اور ثابت کے تین یعنی تین سب اور سی کر گیا چار سب میں اپنی قیمت اور امام محمد کے نزدیک کہ

۱۰۰

سہام غلام تھے اور سکا ٹھٹھ مال بنانے اور ہر غلام کے چھ حصے کرینگے تو خارج کے دوسرے آزاد ہونگے اور سب ایک چار سہم قسمت میں اور ثابت کے تین سہم اور سب ایک چار تین سہم میں اور داخل کا ایک تو سب ایک چار پانچ سہم میں مثلاً ایک ہر غلام کی مالیت تھے اور یہ مالیت مال ایک چار تین سہم پر ہونے تو شیخین کے نزدیک خارج کے دوسرے یعنی بارہ روپے آزاد ہونگے اور پانچ سہم یعنی تیس میں سے ایک اور اس طرح داخل کے اور ثابت کے تین سہم یعنی اٹھارہ روپے آزاد ہونے اور چار سہم یعنی چوبیس میں سے ایک اور اس طرح خارج کے دوسرے یعنی چودہ روپے اور ثابت کے تین سہم یعنی گیسٹ پر اور داخل کا ایک سہم یعنی سات روپے آزاد ہونگے تو سب سہام غلام دونوں قولوں پر یا لیں ہوں ہونے اس صورت سے ۱۲ شیخین کے نزدیک اور اس صورت سے ۱۲ امام محمد کے نزدیک ص اور وہ ثلث مال ہے اور سہام سعادت چوبیس روپے اور وہ ثلث مال کے ہیں ۱۲ اس صورت سے ۱۲ شیخین کے نزدیک اور اس صورت سے ۱۲ امام محمد کے نزدیک والد علم ص اور اسی طرح جو شخص تین عورتیں رکھتا ہو اور تینوں کا برابر جو اور اسے کسی کے ساتھ وطی نہیں کیا اور یہ عورتیں اس کے پاس نہ تھیں اور اسے کہا کہ ایک تمہیں طالق ہے بعد اس کے ایک اور تین سے چلی گئی اور تیسری آئی پھر کہا کہ ایک تمہیں سے طالق ہے تو جو عورت کہ حاضر رہی اس کے ہر تین میں ساقط ہونے اور جو کمال گئی اور سکا ربع مہر یعنی دو تین ساقط ہونے اور جو داخل ہوئی اس کا ایک تین و اور تفصیل اور دلائل اسکے اصل میں مذکور ہیں ص اور اگر کسی شخص نے دونوں عورتوں اپنی سے کہا کہ ایک تو تمہیں طالق ہے بعد اس کے ایک کے ساتھ وطی کیا یا ایک مگر گئی تو دوسری پر طلاق واقع ہوگا اس واسطے کہ ایک کی وطی سے معلوم ہوا کہ مراد اس کی دوسری تھی اور اسی طرح ایک کے مرنے سے دوسری نخل طلاق نہیں رہی اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ ایک تم میں آزاد ہو بعد اس کے ایک کو بیایا مہر کر دیا یا تصدق کیا اور اس کو سپرد کر دیا یا ایام گیا یا ایک کو دو لونڈیوں سے ام ولد کیا تو دوسرا آزاد ہو جائیگا اس واسطے کہ ان فقرہوں سے معلوم ہوا کہ مراد تھا ایک بخت وطی سے دوسرا آزاد نہ ہوگا امام صاحب کے نزدیک صاحبین کے نزدیک جاوید ص اور دلائل طے ہیں مذکور ہیں اصل میں ص اور اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر اول بار تو لڑکا جنم تو تو آزاد ہو اور اسے ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور اس کا نہوا کہ کون اول پیدا ہوا تو اسی لونڈی اور اسی لڑکی آزاد ہو جائیگا اور لڑکا غلام رہیگا اور اگر دو بیٹوں نے گواہی دی کہ فلا نے نے دو غلاموں میں اپنے ایک غلام کو آزاد کیا تو امام صاحب کے نزدیک گواہی اوکلی باطل ہوگی لیکن اگر دونوں گواہوں نے اس بات پر شہادت دی کہ اس نے اپنے مرض موت میں ایک کو آزاد کیا یا صحت میں یا مرض موت میں ایک کو دیکھا کہ گواہی جائز ہوگی اور اسی طرح اگر دونوں گواہوں نے کہا کہ فلا نے ایک کو دو بیٹیوں اپنی سے طلاق دیا تو بالاتفاق درست ہوگا نیز ان اسکے گواہی دینے سے لڑکیوں اپنی سے آزاد کیا ہو کر نزدیک امام کے درست نہوا کہ گواہی دینے کی ایک لڑکی میں کی لڑکی

باب الحلف بالعتق

بیش میں نے کہا کہ اگر میں گھر میں داخل ہوں تو جو غلام میرا اور سدا ہوگا وہ آزاد ہو تو جو غلام اس کی ملک میں فوت داخل ہوگا وہ آزاد ہو جائیگا اگر بعد قسم کے اس کا مالک ہوا ہو ورنہ اگر گھر میں داخل ہوں تو جو غلام میرا آزاد ہوگا

ف یعنی ایسے ملک کا لفظ نکماص تو وقت داخل ہونے کے جو غلام کہ پہلے قسم کے اس کی ملک میں ہوگا آزاد ہو جائیگا
 ف اور جس غلام کا بعد قسم کے مالک ہو ہوئے وہ آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ جو غلام میری یا جو غلام کہ
 مالک ہوں میں اس کا کل آزاد ہو جائیگا تو جو غلام کہ وقت قسم کے اس کی ملک میں ہوگا کل آزاد ہو جائیگا اور جو بعد قسم کے
 ملک میں آئے تو وہ آزاد ہو جائیگا اگر چہ قسم ہی کے دن میں خرید ہووے ص اور اگر کہا کہ جو بندہ میرا بندہ ہو اور اس کی
 ایک نوٹری حامی ہو اور وہ لکھا جانی تو آزاد ہو جائیگا اگر چہ کہ میں چھ مہینے سے قسم کے وقت سے جسے اور اگر نہ کی قید نہ لگاتا تو
 نوٹری بھی اور اس کی تبعیت میں کل بھی دونوں آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ جو غلام میری یا جس غلام کا بن ملک ہوں آزاد ہو
 بعد میری موت کے تو جو اس کہنے کے قبل اس کی ملک میں ہوگا وہ آزاد ہو جائیگا اور جو اس کے بعد اس کی ملک میں آئے وہ آزاد ہو جائیگا
 بیع جائیگا لیکن بعد مرنے کے دونوں ملک مال سے آزاد ہو جائیگا ف اور دلیل اس کی اصل میں مذکور ہے
 جس شخص نے اپنے غلام سے کہا تو آزاد ہو میرے ہزار روپے کے اور اس نے قبول کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور ہزار روپے کا
 قرض ہو جائیگا تو ضمانت کو ان روپوں کی صحیح ہوگی سو اس کے بعد میں صحیح ہوگی کیونکہ آزاد ہو جائیگا اور یہ جو غلام بدل کتابت کے لکھا
 اس کی جائز نہیں کیونکہ وہ قرض غلام پر ہو اور وہ دین صحیح نہیں ف تو یہ کتابت میں اور اس میں فرق معلوم ہو گیا اس واسطے
 کہ یہ کتابت آزاد نہیں ہے یا جب تک کہ اس پر ایک ہجیرہ بھی باقی ہے اور اگر یا جو جو بارے تو یہ ہجیرہ ملو کہ ہو جائیگا جو خلاف متفق
 علی ال کے کہ یہ آزاد ہو جائیگا اور قرض و سپر رہتا ہو جیسے آزاد شخص پر ص اور جس نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر اس قدر مال
 تو مجھے آزاد کرے تو تو آزاد ہو جائیگا مال کے ادا کرنے تک غلام مال میں بتجارت ہو جائیگا تو جب تمام مال کو اور جو مجلس میں آئے
 آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ جب ادا کرے تو آزاد ہو جائیگا تو جو جوت کہ تمام مال کا آزاد ہو جائیگا اگر چہ مجلس کے ادا کرے اور وہ ادا کرنے
 سے پہلے کہ وہ دیر ہوے اور اس کا قبضہ کر دے یا ایسی جگہ پر دے کہ مولیٰ اس کو بغیر کسی مانع کے لے سکتا ہو اگرچہ
 قبل اس کہنے کے کہ غلام نے اس کو سب کیا ہو لیکن مولیٰ اس صورت میں سپر جو کر لیا اور اگر بعض مال کو ادا کیا تو آزاد ہو جائیگا
 یہاں تک کہ مال ادا کرے اور اگر کہا کہ تو میرے ہزار روپے کے بعد میری موت کے آزاد ہو جائیگا تو اگر اس نے بعد موت کے
 اس کو قبول کیا یا وارث نے اس کو ادا کر دیا تو آزاد ہو جائیگا اور جو وارث نے بھی نہ ادا کیا اور نہ اس نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور
 ایک سال کی خدمت پر اس کو آزاد کیا اور اس نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور خدمت ایک سال کی اور سپر لازم ہوگی اور اگر قبل
 گذرے ایک سال کے مولیٰ مر گیا تو نہ کشتنہ کی قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام محمد کے نزدیک قیمت موت
 کی وجہ ہوگی اسی طرح اگر غلام کو اسی کے ہاتھ مقابلے میں کسی چیز میں اس کے بیچا اور قبل قبضہ کرنے کے وہ چیز ملائی ہو
 تو خیرین کے نزدیک قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام محمد کے نزدیک قیمت اس شے میں کی مسئلہ اگر
 کسی شخص نے باندی کے مالک سے کہا کہ اس باندی کو میرے ہزار روپے کے آزاد کر اس شرط پر کہ میرے ساتھ آوے گا
 غلام کرے اور مالک نے اس کو آزاد کیا اور باندی نے اس شخص کو قبل نہ کیا تو وہ باندی خواہ کی طرف سے
 آزاد ہو جائیگی اور اس شخص پر کچھ نہیں اور اگر کہا کہ اس باندی کو میری طرف سے ہزار روپے کے آزاد کر
 ف یعنی میری طرف کا لفظ زیادہ کیا اور اس کی سیاہی اس پر ص تو اس ہزار کو اس کی قیمت اور ہر مثل پر



قسم کرینگے اور شخص بہرہ صفت کا واجب ہوگا تو مثلاً قیمت اسکی ہزار تھی اور ہر مثل پانچ سو تیر ہزار کو ٹوڑ دے
ہزار قیمت کرینگے تو دو تہائی ہزار کی حقیقت کا اور ایک تہائی ہزار کی حصہ ہر مثل کا ہو تو اس شخص پر دو تہائی ہزار کی
واجب ہوگی مالک کے لیے اور اگر لونڈی نے اسکو قبول کیا تو اول صورت میں **ف** یعنی سبب میری طرف کا لفظ
نہیں ہے صفت ساقط ہوگی **ف** یعنی دو تہائی ہزار کی **ص** اور دوسری صورت میں **ف** یعنی سبب
میری طرف کا لفظ موجود ہے **ص** دو تہائی ہزار کی اس شخص پر لازم آوے گی اور جتنا قسمت سے حصہ ہر مثل کا
ہو **ف** یعنی ایک تہائی ہزار کی **ص** وہ دونوں صورتوں میں **م** ہو جاوے گا اکس لونڈی کا

باب مدبر اور ام ولد کے بیان میں

اور جب مولیٰ نے اپنے مولک سے کہا جب مر جاؤں میں تو کو آزاد کرادے یا تو مدبر ہو یا مدبر کیا میں نے
تھکویا اگر سو برس تک میں مر جاؤں تو آزاد ہو اور غالب ہر موت اسکی قبل سو برس کے تو ان سب صورتوں میں
وہ مولک مدبر ہو گیا تو نہیں جائز ہے بیع اسکی اور نہ ہبہ و سکاف اور نہ کما شافعی نے جائز جو بیع مدبر کی اور صحیح
ہو یا ابن عمر سے کہ نہ بیع کیا جاوے گا مدبر اور نہ ہبہ کیا جاوے گا اور آزاد ہو جاوے گا لکھت مال سے اور نہ کیا اسکو لکھت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا اسکو اور قطنی نے اور ضعیف کیا اسکو اور صحیح کیا اسکو تھک
اور یحییٰ بن کمال اور قطنی نے علی بن ظہیران سے انھوں نے ابن عمر سے کہ کما انھوں نے مدبر آزاد ہو لکھت سے اور
ضعیف ہے ابن ظہیران اور وہ جو روایت کی یحییٰ بن مین جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں مدبر کیا ایک تھا اور
کہ اس سے عموم ثابت نہیں ہوتا تو نہ معاش ہوگی روایت ابن عمر کو اور ابن عمر کو ان اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے یہاں **المک** بڑا تو معاش ہوتا علما وہ اسکے روایت محمود بن یحییٰ مدبر بقیہ پر اور مدبر بقیہ کی بیع جائز ہے صیالکے
آتا ہے روایت کی و قطنی نے ابی جعفر سے کہ ابی جعفر نے ایک ذکر عوا کہ عطا اور طاووس قائل ہیں ساتھ حدیث جابر کے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو کما ابو جعفر نے کہ شہادت دینا ہوں میں کہ فون دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسکی خدمت کی بیچ میں اور کما ابو جعفر نے تھا معتبر بن سے ہوا لیکن یہ حدیث مرسل ہے اور کما ابن القطن نے
کہ مرسل صحیح ہے اور تحصیل کی اسکی اس مقام میں شیخ بن الہمام نے **نص** اور خواجہ کو جائز ہے کہ حدیث لیوے اور اجارہ کرادے
اور لونڈی مدبر کا نکاح کر دینا اور عی کرنا اس سے جائز ہے کہ روایت کی امام ابو حنیفہ نے عطاء بن یسار
انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ مدبر کی کہتے تھے دو لونڈیوں سے کہ آزاد کیا تھا او کو بعد موت کے **ص** لکھت
مولام جاوے گا تو وہ اس کے ثلث میں سے آزاد ہو جاوے گا **ف** ام ولد اسکی گندی **ص** اور اگر اس نے کچھ مال
نہ چھوڑا اسوا اس مدبر کے تو ایک ثلث اسکا آزاد ہوگا اور ثلث میں سے کسی کرے گا اور اگر قرض خود پر ہوتا ہو کہ کما قیمت کے
اسکی محیط ہو تو کل کیواسطے سے کرے گا **ف** اسواسطے کہ مدبر ہر عمر و وصیت کے ہوا ورنہ مقدم ہو وصیت پر
ص اور اگر خواجہ نے اسکا عتق مطلق کیا ساتھ موت کے اور پر ایک صفت کے صیالکے کما اگر اس مرض
میں مر جاؤں یا ایک سال میں مر جاؤں تو تو آزاد ہو ورنہ صورتوں میں سے کہ غالب ممکن ہیں تو قبل مرنے کے

بیع اور ہبہ اور سکی جائز بھی اور برب خراجہ اوسے صفت پر مر جاوے تو وہ ثلث مال سے آزاد ہو جاوے گا

فصل ام ولد کے بیان میں

اگر لونڈی مولا سے جسے تو وہ ام ولد ہو گئی اگرچہ پہلے سے اوسے مالک تھا بلکہ نکاح میں تھی اور بچہ بالکٹ گیا اور بچہ کو سکا مانند برہ کے ہوتے بیوی بیچ اور ہبہ اور سکی جائز نہیں اور وہ بچی کرنا اور خدمت لینا اور چارہ دینا اور نکاح کر دینا جائز نہیں کذا فی الھدایہ اور داود و ظاہری اور بعض فقہائے نزدیک بیع اور سکی جائز ہے اور روایت از ابن عباس سے کہ ذکر کی گئی ان ابراہیم کی نزدیک بیوی نے علی بن ابی طالب سے کہا کہ آپ نے آزاد کیا اوسکو اوسکے لڑکے نے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل میں اور ابن عبد البر نے تمییز میں اور روایت کی وارقطنی نے حضرت عمرؓ سے کہ منع کیا انھوں نے بیع سے ام ولد لی اور کہا کہ بیچ جائز نہیں اور نہ میراث ہو میں اور نہ ہبہ کیجا میں فائدہ اوٹھاوے اوس سے سیدہ کا جب تک جیتا رہے سو جب مر جاوے تو وہ آزاد ہو اور نکالا اوسکو مالک نے موطا میں نافع سے انھوں نے ابن عمرؓ سے بسند صحیح صریح کہ وہ آزاد ہو جاوے گی کل مال سے اوسکے وف اس واسطے کہ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ اگر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آزاد ہو جاوے ان اہل اہل اور نہ بیچ جائز میں کسی قرض میں اگر نہ کی جاوے ثلث مال میں ذکر کیا اوسکو ہر اسے میں اور فتح القدر میں ہے کہ ذکر کیا اوسکو امام محمد نے اصل میں اور نکالا ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لونڈی کہ جسے سپنے سید سے تو وہ آزاد ہو بعد اوسکی موت کے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک میں اور کہا کہ صحیح الاسناد ہے اور روایت کیا اوسکو ابویعلیٰ موصی نے اور زیادہ کیا کہ وہ آزاد ہو بعد اوسکی موت کے مگر یہ کہ آزاد کرے اوسکو مولا قبل اپنی موت کے ص اور نہ سعی کریگی واسطے دین مولا کو اور بیع کے لڑکے کا نسب ثابت نہ ہو گا مگر یہ کہ مولا اوسکا اقرار کرے اس واسطے کہ لونڈی فرار سے ضعیف ہے اور جب اقرار کر لیا تو وہ بچہ ہو گئی اب جو لڑکا جسے کی تو بغیر اقرار کے نسب اوسکا ثابت ہو جاوے گا مگر یہ کہ خراجہ اوسکا انکار کرے اس واسطے کہ ام ولد نہیں متوسط ہے اور فرار سے قوی منکوحہ کا ہے کہ اوسکے لڑکے کا نسب ثابت ہو ویک بغیر اقرار کے اور سکا انکار سے منہی نہ ہو بلکہ لعان واجب ہو گا اور اگر ام ولد نصرانی کی اسلام لائی تو نصرانی پر اسلام کو پیش کرینگے اگر وہ بھی مسلمان ہو تو وہ سکی ام ولد رہے گی اور اگر اسلام سے اپنے انکار کیا تو ام ولد بقدر اپنی قیمت کے سعی کریگی بعد اوسکے آزاد ہو جاوے گی و اولام زفر کے نزدیک بالفعل آزاد ہو جاوے گی اور رعایت کی رقم اس پر بین ہو جاوے گی ص اور جب کہ لونڈی دو شرمیکون میں ہووے اور وہ جسے اور ایک نے دو شرمیکون میں سے اوسکا دعویٰ کیا تو نسب اوسکا اوس سے ثابت ہو جاوے گا اور وہ اوسکی ام ولد ہو جاوے گی اور ضامن ہو گا اوسکی نصف قیمت کا اور نصف عقر کا و عقر مراد مثل ہے بعضوں کے نزدیک عقر وہ ہے کہ عورت جسے پر چارہ دلی جاتی واسطے و علی کے اگر نہ اطلاق ہوتی ص قیمت دلکا اور جو دونوں نے دعویٰ کیا تو دونوں سے نسب ثابت ہو گا و اولام شافعی کے نزدیک قیافہ لان کی طرف رجوع کیگئے اور وہ جسکا بکلا ویک اوس سے نسب ثابت ہو گا اور ہمارا مذہب مروی ہے عمرؓ سے اخراج کیا اوسکا سعید بن منصور نے اور عثمانؓ سے روایت کیا اوسکا اثرم نے اور تفصیل فتح القدر میں ہے ص اور وہ دونوں کی

ام ولد ہو جاوے گی اور ہر ایک پڑھنے سے عقرب لازم ہو گا ورنہ سب کے واسطے اور ہر ایک سے میراث کا مل لیا اور وہ دونوں اور میراث ایک باپ کی لینے اور آوہا و حاتمیت کے لینے اور اگر خیراج نے اپنی لونڈی کو مکاتبہ کیا اور پھر اس کی وادی کی اور وہ جوئی کیا اور سکا لے لے اور مکاتبہ بنے اور سکی تصدیق کی تو نسب لڑکے کا ثابت ہو جاوے گا اور مولا پر عیت اور قیامت لڑکے کی لازم ہو گی اور لونڈی اور سکی ام ولد ہو گی اور امام ابی یوسف کے نزدیک تصدیق مکاتبہ کی شرط نہیں اور اگر اس سے مولا کو چھٹھا لایا تو نسب لڑکے کا اس سے ثابت ہو گا مگر جب کہ مولا اس لڑکے کا ایک دن بھی مالک ہو جاوے اس طرح یہ کہ وہ مکاتبہ اور کرنے سے بدلتا ہے کہ ثابت ہو جاوے تو نسب ثابت ہو جاوے گا

کتاب الایمان

ایمان جمع یمن کی ہر اور یمن لغت میں کہتے ہیں قوت کو اور شریعت میں ص یمن کہتے ہیں قوت دینے کو پھر کے ساتھ ذکر الہیہ کے ساتھ کسی شے کو اور یمن جن پر احکام شرعی مرتب ہیں یمن میں قسمیں ایک غموس و اور نام و کا غموس اس واسطے ہوا کہ وہ قسم کھانے والے کو ڈرا دیتی ہو لہذا یمن یا زینہ کی لگ میں ص اور وہ وہ کسی شے کو کہ شہ پر خلاف قصد و جھوٹ قسم کھائے مثلاً ایک قسم خدائی میں حج کر چکا اور حج اس سے نہیں کیا تھا اور قصد و جھوٹ ہوا ص اور اس سے گنہگار ہو گا و اور کفارہ اس کا کچھ نہیں مگر توبہ اور استغفار اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ نہیں ہر یمن کفارہ اور ذکر کیا اور یمن سے اس قسم کو کہ جھوٹ ہو وے کاٹ لیوے بسبب اس کے مال ناجہ روایت کیا اور سکو امام احمد نے سند صحیح سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ حلف کرے اور وہ او میں کاذب ہو تاکہ کاٹ لیوے بسبب اس کے مال ایک مہر مسلمان کا تو خدا کا عیب ہے اور وہ او سپر غصہ ہو گا نفوذ باللہ صندہ اور سنن ابی داؤد میں ہر حدیث عمران بن یمن سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے کاذب تو چاہیے کہ بنا لیوے اپنا ٹھکانا جہنم میں ص اور دوسری لغو اور وہ قسم جو جھوٹ ہو کہتے ہیں اس گمان سے کہ سچ ہو اور یمن امید و غفرت کی ہوش اور یہ بھی ایک قسم لغو کی ہو کہ کسی قسم اس کی وہ زید و اپنے گمان سے اونکے وہ عمر و امید ہو کہ وہ خندہ یمن ہو گا کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لا یؤاخذکم اللہ فی الذنوب فی آیتان کہ ص اور تیسری منعقد اور وہ قسم جو آئینہ پر اور یمن اگر خلاف واقع ہو تو کفارہ لازم ہو گا و اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَکِنْ دَعَا یُؤْخَذُ لَکُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْمَائِاتِ اور امام شافعی کے نزدیک غمیں میں بھی کفارہ ہو اور حدیث امام احمد کی اور نہ حجت ہو ص جو قسم منعقد ساتھ زبردستی کے ہو یا جھوٹے سے جیسا کہ کسی جبر سے یا جھوٹے سے قسم خدائی کل میں آوے گا اور نہ یا تو حاشا ہو گا و اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے یمن میں کہ قصد و جھوٹ کا قصد ہو اور کھیل اور کا قصد ہو نکاح اور طلاق اور رجعت یمن میں ذکر کیا اس کو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا اور سکو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور احمد نے اور ذکر کیا میں نے یمن نکاح اور طلاق اور رجعت اور ابن عدی نے کامل میں روایت کی اور او میں ہو کہ تین چیزیں ہیں کہ او میں کھیل نہیں جو انکو

۴
میراث کا مل لیا اور وہ دونوں اور میراث ایک باپ کی لینے اور آوہا و حاتمیت کے لینے اور اگر خیراج نے اپنی لونڈی کو مکاتبہ کیا اور پھر اس کی وادی کی اور وہ جوئی کیا اور سکا لے لے اور مکاتبہ بنے اور سکی تصدیق کی تو نسب لڑکے کا ثابت ہو جاوے گا اور مولا پر عیت اور قیامت لڑکے کی لازم ہو گی اور لونڈی اور سکی ام ولد ہو گی اور امام ابی یوسف کے نزدیک تصدیق مکاتبہ کی شرط نہیں اور اگر اس سے مولا کو چھٹھا لایا تو نسب لڑکے کا اس سے ثابت ہو گا مگر جب کہ مولا اس لڑکے کا ایک دن بھی مالک ہو جاوے اس طرح یہ کہ وہ مکاتبہ اور کرنے سے بدلتا ہے کہ ثابت ہو جاوے تو نسب ثابت ہو جاوے گا

۵
توبہ اور استغفار اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ نہیں ہر یمن کفارہ اور ذکر کیا اور یمن سے اس قسم کو کہ جھوٹ ہو وے کاٹ لیوے بسبب اس کے مال ناجہ روایت کیا اور سکو امام احمد نے سند صحیح سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ حلف کرے اور وہ او میں کاذب ہو تاکہ کاٹ لیوے بسبب اس کے مال ایک مہر مسلمان کا تو خدا کا عیب ہے اور وہ او سپر غصہ ہو گا نفوذ باللہ صندہ اور سنن ابی داؤد میں ہر حدیث عمران بن یمن سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے کاذب تو چاہیے کہ بنا لیوے اپنا ٹھکانا جہنم میں ص اور دوسری لغو اور وہ قسم جو جھوٹ ہو کہتے ہیں اس گمان سے کہ سچ ہو اور یمن امید و غفرت کی ہوش اور یہ بھی ایک قسم لغو کی ہو کہ کسی قسم اس کی وہ زید و اپنے گمان سے اونکے وہ عمر و امید ہو کہ وہ خندہ یمن ہو گا کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لا یؤاخذکم اللہ فی الذنوب فی آیتان کہ ص اور تیسری منعقد اور وہ قسم جو آئینہ پر اور یمن اگر خلاف واقع ہو تو کفارہ لازم ہو گا و اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَکِنْ دَعَا یُؤْخَذُ لَکُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْمَائِاتِ اور امام شافعی کے نزدیک غمیں میں بھی کفارہ ہو اور حدیث امام احمد کی اور نہ حجت ہو ص جو قسم منعقد ساتھ زبردستی کے ہو یا جھوٹے سے جیسا کہ کسی جبر سے یا جھوٹے سے قسم خدائی کل میں آوے گا اور نہ یا تو حاشا ہو گا و اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے یمن میں کہ قصد و جھوٹ کا قصد ہو اور کھیل اور کا قصد ہو نکاح اور طلاق اور رجعت یمن میں ذکر کیا اس کو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا اور سکو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور احمد نے اور ذکر کیا میں نے یمن نکاح اور طلاق اور رجعت اور ابن عدی نے کامل میں روایت کی اور او میں ہو کہ تین چیزیں ہیں کہ او میں کھیل نہیں جو انکو

ہو لا تو وہ واجب ہو میں طلاق اور عتاق اور نکاح اور روایت کی عبد الرزاق نے علی اور عوف سے موقوفہ لائے ہیں
 کہ تین چیزیں ہیں کہ نہیں ہوگی طلاق اور عتاق اور نکاح اور روایت میں ان سے چار موی ہیں اور زیادہ کیا
 نند کہ کو شایع ابن العمامہ نے ولا شاک ان الیہا فی معنی الذی فی قیاس علیہ یعنی نہیں ہو شک کہ میں معنوں میں
 نند کہ کے ہو قیاس کیا جاوے گا اور سپر اور ما شافعی کہتے ہیں کہ جبر سے اور بھولے سے قسم منع نہیں ہوتی اور ان بنی
 نے تحقیق میں ہر تہ لال کیا ہو واسطے اس کے اسی سے جو روایت کی واططنی نے وائلہ بن اسقع سے اور ابی امامہ
 سے لکھا اور دونوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہو مقبور یعنی مجبور پر عین پھر کہا کہ عینیہ بناؤں
 اس کی ضعیف ہو کہ صاحب تنقیح نے کہ یہ حدیث منکر ہو بلکہ موضوع ہو اور اس کی اسناد میں ایک جماعت ہو کہ اولیٰ جماعت
 پکڑا جائز نہیں جس یا اسی طرح اگر قسم کھانی کہ خدا میں نہیں آوے گا اور پھر جبر سے یا سوہ سے آیا جائے ہو گا اور یہی حکم
 دیو انگلی اور بیوشی کا حصہ اور قسم ساتھ لے کر کسی ہم سے اس کے اسما سے جیسے حرمین اور حمیم یا کسی صفت سے اس کا
 کردہ معروف ہو قسم میں مثلاً عزت لے کر اور جلال لے کر اور کبریا لے کر اور جملہ کر لے گا ساتھ غیر لے کر مثلاً نبی یا پیغمبر
 کی تو وہ حلف ہوگی و اس واسطے کہ صحیحین میں موی ہو کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم میں سے اراد حلف کا
 کرے تو حلف کرے ساتھ لے کر یا چپ رہے اور جامع ترمذی میں روایت ہو حضرت عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عاویہؓ نے جو شخص نے حلف کی سو اللہ کے اور کسی کی تو اسے شکر کیا یعنی شکر کیا بغیر خدا کو خدا کے ساتھ تعظیم
 اور نہ نہایت زجر ہو اور ان باپ کی قسم کھانی بھی منع ہو اور یہ حدیث سے ثابت ہو جس اور جو حلف کر لے گا ساتھ لے کر
 صفات لے کر جن سے عرف میں قسم نہیں کی جاتی مثلاً ارحمت اللہ کی اور علم اس کا اور رضا اس کی اور بغض اس کا اور حد اس کا
 اس کا تو قسم منع ہوگی اور قسم منع ہو جائے اگر قسم کھائے ساتھ عمر لے کر یعنی بقا اس کی کبریا اس کی قدرت کے یا اس کے عہد
 اور میثاق کے یا اتنا کہ میں کہتا ہوں یا حلف کرتا ہوں یا شہادت کرتا ہوں اگرچہ لفظ اللہ کا نہ لے لیا اور پریم
 نذر عرف اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ ذَرَأَ لَمْ يَسْبَحْهُ فَلَكَ كَلْبَانُ یَسْنِبَانِ
 یعنی جو شخص نذر کرے ایسی نذر کہ نام لیوے اس کا تو کفارہ اس کا کفارہ نہیں ہو روایت کیا اس کا وجود اور ان
 ماجہ نے عبد اللہ بن عباسؓ سے جس یا عین ہو یا عہد ہو یا اگر ایسا کام کروں کافر ہو یا کافر ہو گا اگرچہ کافر ہو گا وقت
 کرنے کے اور بعضوں کے نزدیک اگر کافر ہو سکے گا تو کافر ہو جائے لیکن میں یہ کہ کافر ہو گا اگر وہ اس بات کو چاہتا
 کہ قسم ہو اور اگر اس کی سمجھ میں نہ ہو کہ اس کے سے کافر ہو جائے تو دونوں صورتیں میں کافر ہووے گا یا قسم کھا
 ہوں میں ساتھ خدا کے اور قسم نہیں منع ہوگی تھا اور حق اللہ اور حرمت اللہ سے اور اسی طرح اگر کہے قسم کھاؤں
 ساتھ خدا کے یا عورت کے طلاق کے یا اگر اس کام کو کروں تو اوپر غضب اللہ کا اور سے یا لغت اس کی میں پانی
 ہوں یا میں سارق ہوں یا شارب خمر ہوں یا اکل بواہوں تو قسم منع ہوگی اور قسم کے حرمین بواہوں سے اور قسم میں
 و مثلاً کہے واسی یا اسد یا اسد ص اور کہیں نے کو ذکر نہیں کرتے لیکن ملو لیتے ہیں جیسے کہتے ہیں اللہ
 لا فلف تو وقت دیر اس کی یہ ہو یا اللہ کا فعلہ یعنی قسم اس کی البتہ کروں گا میں اس کو

۱۰۴

اس کا کفارہ نہیں ہے
 اگرچہ کافر ہو جائے
 اگرچہ کافر ہو جائے
 اگرچہ کافر ہو جائے
 اگرچہ کافر ہو جائے

اگر فلاں شخص آج جائے تو مجھ پر ایک روزہ ہوا دے وہ کام ہو گیا تو وہ جب ہی ایسا ہو سکا اور اگر وہ فعل پر یہی مسئلہ کہ اگر فلاں کیون
تیر مجھ پر ایک روزہ ہی تو صحیح یہ ہو کہ اوس میں اختیار ہے چاہے ونا کرے اور چاہے کفار دے اور بعضوں کے نزدیک ہر حالت
میں من فاکرے اور اگر قسم کھائی تو متصل اس کے کہا انشاء اللہ تعالیٰ تو قسم باطل ہو گی **ف** اور اتصال شرط ہی سوائے کہ
فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ جو شخص حلف کرے اور پھر میں کہے کہ انشاء اللہ نہیں ہر حنث اس کے اوپر روایت کیا اس کو ابو داؤد
انسائی اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ کہا ترمذی کہ حدیث حسن ہے اور ایسا ہی نزدیک اگر انشاء اللہ کے تب بھی باطل ہو جاویگی فتح القدیر

باب الحلف بالفعل

جس شخص نے حلف کی کہ نہ داخل ہوگا میت میں اور صفحہ میں جا اگیا تو حانث ہوگا اس واسطے کہ نصف نعل شبہ باشی کے واسطے
بنایا گیا ہو اور جو واسطے شبہ باشی کے بنایا گیا ہو میت میں داخل ہو اور اگر کعبہ میں یا مسجد میں یا معبد نصاری یا یونین یا
میں داخلے کی یا جھنجھ اور برآمدے کے نیچے جو دروازے پر موجود داخل ہو تو حانث ہوگا جیسا کہ حلف کی کہ نہ داخل ہوگا
دار میں اور گھر کی دیوار میں تو بھی حانث ہوگا اور اگر حلف کی کہ اس میں نہ جاؤں گا بعد اس کے جب وہ گر گیا یا دوسرا دلاوسلی
جگہ پر بنایا گیا اور میں داخل ہوا یا اس کی چھت پر چڑھ گیا تو حانث ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ ہمارے عرف میں ف
یعنی اربع کے ص حانث ہوگا ف اس واسطے کہ ہم لوگوں کے محاورے میں جو شخص چھت پر چڑھ جاوے
تو اس کو یہ نہیں کہتے کہ دار میں داخل ہوا اور جان لینا چاہیے کہ دار اور میت میں فرق ہو تو دار نام ہی میدان کا موقوف ہوتا
اہل عرب کے بعد اس بات کے کہ اس کو دیواروں سے ٹھیکر لیں تو صرف میدان کو قتل بنا کے دار نہ کہیں گے اور جب
ایک بار بنائے گئی اور پھر بن جاتی رہی تو اس کو دار کہیں گے ہی واسطے بعد گر جانے بنا کے دار میں جانے سے حانث
ہوتا ہے اگر حلف کی ہو کہ اس میں داخل نہ ہوگا ریت اس کو کہتے ہیں جو صاع شبہ باشی یعنی رات بس کر نیکی ہووے
تو زبان بنا ضرورت تو اگر بعد گر جانے بنا کے یعنی دیواروں کے صحرا ہو گیا اور اس میں داخل ہو حانث ہوگا اگر حلف کی
ہو اس ریت میں داخل ہونے کی جیسا کہ آتا ہے ص اور اگر وہ در مسجد یا حمام یا بیت بنایا گیا یا بعد حمام بنانے کے
پھر وہ گر گیا اور میں داخل ہوا تو حانث ہوگا ف اس واسطے کہ اسم دار کا جائز یا ان چیزوں کے بن جانے سے ہدایہ
ص اور اگر حلف کھائی کہ اس ریت میں داخل ہوگا اور بعد اس کے گر جانے کے اور صحرا ہو جائیے یا بعد دوسرے بیت
بن جائیے داخل ہوا تو حانث ہوگا اس واسطے کہ اسم بیت کا گر جانے سے بنا کے جائز ہے اور اگر دیوار بن باقی ہیں
اور اس میں داخل ہوا تو حانث ہوگا کیونکہ شبہ باشی بدون چھت کے ہو سکتی ہے ہدایہ اور اصل میں اس مقام پر تفصیل
کی ہے جو جو عوام فہم ہونے کے لئے منجانبہ رکھ دی گئی ہے یا حلف کی کہ اس میں داخل نہ ہوگا اور محراب میں دروازہ کی
جو نیسی ہے کہ اگر دروازے کو بند کر لیں تو محراب باہر نہ جاوے داخل ہو حانث ہوگا اور جو شخص کہ ایک گھر میں ساکن ہو
ایک کمرہ اپنے ہی ایک جانور پر سوار ہو اور حلف کی کہ اس گھر میں نہ پہنچا گیا یہ کچھ نہ پہنچا گیا اس جانور پر سوار ہوگا اور حیوت
اوس گھر سے نکل گیا اور اوس کمرے کو واپس لا دلاوے جانور پر سے اتر پڑا تو حانث ہوگا اور اگر نہ بھی ٹھہرا تو
حانث ہو جائے گا اور امانت کے نزدیک وہ ضرور حانث ہوگا اور جو کسی نے حلف کی کہ اس

گھر میں داخل ہوگا اور وہیں بیٹھا ہو تو حادث ہوگا کیونکہ دخول کہتے ہیں باہر سے گئے کو اور اس میں اسطے اگر دخل کے پھر حادث
حادث ہو جاوے گا اور جسے حلف کی کہ سکوت کر گیا اس میں تو ضرور ہے کہ آپ اہل اسباب کا کیا ایسا ویران تک
کہ اگر ایک بیچ بھی ان باقی بیچ کا حادث ہوگا اور یہ قول امام صاحب کا ہے اور ابو یوسف کہتے ہیں اگر اکثر اسباب عمل کیا
تو حادث ہوگا اور یہی ہر فتویٰ پر کذا فی قاضی خان و لکھانی صاحب اولام محمد کے نزدیک اگر اتنا اسباب
لے گیا ہے جس کے اعتدائی اور ضرورت معاش محل سکتی ہو تو حادث ہوگا اور فقہانے لکھا ہے کہ یہ قول حسن اور ملائم زیادہ ہے
اسطے آدمیوں کے وف اور عا ناما چاہیے کہ یہ تین اسباب میں ہر اور اہل میں سے اگر کوئی بھی رہ جاوے گا تو حادث ہوگا
تو ضرور ہے کہ تمامی اہل کو نکال لیا جوسے کذا فی الفرائد الظہیرہ ص ۱۰۱ اور حلف کی کہ سکوت کر گیا اس میں یا
گانون میں تو وہاں ضرور نہیں کہ تمامی اہل وہ تین لیا جوسے بلا آپ ہی اگر کیا یا نکال جائے گا تو حادث ہوگا اور اگر کسی حلف
کی کہ اس گھر سے باہر نہ جاوے گا یا اس گھر سے اندر نہ جاوے گا اور اسکو کوئی اونٹھائے باہر سے لے گیا یا اندر سے لے گیا تو اگر اسکے
حکم سے لے گیا ہو تو حادث ہوگا اور اگر اسکے حکم کے پاس سے وہ راضی ہو یا ناراض لے گیا ہو تو حادث ہوگا اور حلف
کی کہ اگر کوئی نکالے گا یا اس سے جواز سے کے واسطے نکلا اور کام بھی کیا تو حادث ہوگا اور جو کھانی کہ دیکھا
بقصد کے کے اور نکالا اور لوٹ آیا تو حادث ہوگا کیونکہ نکالنا یا گیا برخلاف اسکے جب کہ نہ اونٹھائے میں لے میں
تو نکلنے سے کہنے کی طرف جب تک اسکے اندر نہ جاوے حادث ہوگا اور اگر حلف کی کہ میں کہے میں آؤں گا تو آخر دم
حیات میں حادث ہوگا اس واسطے کہ اس وقت میں نہ آتا معلوم ہوا اور اگر قسم کھانی کہ کل اگر استطاعت ہوگی تو کہے
میں جاؤں گا اور اس روز کوئی مانع مثل مرض یا حکم بادشاہ وغیرہ کے نہوا اور نہ لیا تو حادث ہوگا قضاء اگرچہ اوسے
استطاعت سے پہلے استحقاق جو قدرت نامی اور عقاب مع کے ہوئی ہر اولی ہونہ زیادہ یعنی قیام
و میں اس حادث ہوگا اور قاضی کے نزدیک طاعت ہو جاوے گا خاص اگر کسی شخص نے حلف کی کہ باہر نہ جاؤں گا مگر اسکے
اذن سے تو ہر بار نکلنے کے واسطے اذن چاہیے اور اگر نہ لیا بغیر اذن کے اسکے ایسا بھی حلف حادث ہو جاوے گا اور اگر
یہ کہ مال باہر نہ جائے گا یا ایک اذن سے مجھ کو تو ایک بار اذن کافی ہو اور اگر کسی شخص کی عورت نے ارادہ کیا نکلے گا اور
ہوئے کہ اگر کوئی نکلے گی تو تو طاعت ہے اور وہ بیچہ گئی اور پھر خلی تو حادث ہوگا اور اسی طرح اگر عورت نے نوہری کے
مارنیکا ارادہ کیا اور خاوند نے اس سے کہا کہ اگر تیار یا اسکو تو تو طاعت ہے اور اوسے اسکو چھوڑ دیا پھر یا تو حادث ہوگا
ف یعنی عورت دونوں صورتوں میں مطلقہ ہوگی ص اور اگر کسی شخص نے ایک سے کہا کہ صبح کا کھانا میرے
ساتھ کھا اور اسے کہا کہ اگر صبح کا کھانا کھاؤں تو غلام میرا آؤں تو شرط حلف کے واسطے یہ ہے کہ اوسی وقت اسکے ساتھ
کھاوے وف اور اگر اپنے مکان کہ جائے پھر کے کھانا کھایا تو حادث ہوگا حد ایہ ص اور جو کہا کہ اگر
کھانا صبح کا کھاؤں آج کے روز تو غلام میرا آؤں وف یعنی فقط آج کے روز کا زیادہ کیا ص تو جو ان صبح
کا کھانا اوس دن کھا دیکھا حادث ہو جاوے گا اور اگر حلف کی کہ زید کے جانور پر سوار نہ ہوں گا اور اسکے زید کے
غلام اذن کے جانور پر سوار ہو اتہ اگر غلام مدیون ہے اتنا کہ دین اوسکی قیمت اور کسب کو محیط ہو تو

یہ کہ اگر کوئی نکلے گی تو تو طاعت ہے اور وہ بیچہ گئی اور پھر خلی تو حادث ہوگا اور اسی طرح اگر عورت نے نوہری کے مارنیکا ارادہ کیا اور خاوند نے اس سے کہا کہ اگر تیار یا اسکو تو تو طاعت ہے اور اوسے اسکو چھوڑ دیا پھر یا تو حادث ہوگا ف یعنی عورت دونوں صورتوں میں مطلقہ ہوگی ص اور اگر کسی شخص نے ایک سے کہا کہ صبح کا کھانا میرے ساتھ کھا اور اسے کہا کہ اگر صبح کا کھانا کھاؤں تو غلام میرا آؤں تو شرط حلف کے واسطے یہ ہے کہ اوسی وقت اسکے ساتھ کھاوے وف اور اگر اپنے مکان کہ جائے پھر کے کھانا کھایا تو حادث ہوگا حد ایہ ص اور جو کہا کہ اگر کھانا صبح کا کھاؤں آج کے روز تو غلام میرا آؤں وف یعنی فقط آج کے روز کا زیادہ کیا ص تو جو ان صبح کا کھانا اوس دن کھا دیکھا حادث ہو جاوے گا اور اگر حلف کی کہ زید کے جانور پر سوار نہ ہوں گا اور اسکے زید کے غلام اذن کے جانور پر سوار ہو اتہ اگر غلام مدیون ہے اتنا کہ دین اوسکی قیمت اور کسب کو محیط ہو تو

بسرکتے ہیں کچے خرمے کو جو ابھی پکانا اور طب کتے ہیں اس خرمے کو جو پک گیا ہو اور نڈب اس خرمے کو کہتے ہیں جو کچا شروع ہو گیا ہو تو وہ کچھ سیر ہو تا اور کچھ بڑا
 ص اور اگر حلف کی کہ گوشت نہ کھاؤ گا اور پھل کھائی نہ گوشت اور چربی نہ کھاؤ گا اور دنبہ کھالیا تو حانت ہوگا اور اگر قسم
 کھائی کہ نہ کھاؤ گا اور نہ ایک خوشہ بسر کا کہ او میں ایک طب بھی ہر تو بھی حانت ہوگا **ف** اس واسطے کہ اعتبار غالب
 کو ہو اور غالب سیر **ص** اور اگر قسم کھائی کہ طب نہ کھاؤ گا یا بسر کھاؤ گا یا طب اور بسر دونوں نہ کھاؤ گا اور نہ طب کھایا
 تو تینوں صورتوں میں امام صاحب کے نزدیک حانت ہوگا اور اگر حلف کی کہ گوشت کھاؤ گا اور جگر یا اونچری یا سوکا
 یا آدمی کا گوشت کھایا تو حانت ہوگا اور ہمارے دستور کے موافق حانت ہوگا اس واسطے کہ جگر اور اونچری کو گوشت نہیں
 کہتے اور سو اور آدمی کے گوشت سے حانت ہوگا لیونکہ وہ دونوں گوشت ہیں اگر چہ حرام ہیں اور غذا کہتے ہیں اس کھانے کو
 جو طلوع فجر سے ظہر تک ہو اور عشا اور سکوا جو ظہر سے آدھی رات تک ہو اور سحر اور سے جو آدھی رات سے طلوع فجر تک ہو
ف تو اگر کسی نے حلف کی کہ نہ کھاؤ گا اور نہ کھاؤ گا اور طلوع فجر اور ظہر کے مابین میں سیر ہو کے کھالیا حانت ہوگا **ص** اور جو
 قسم کھائی کہ نہ پینو گا یا نہ کھاؤ گا یا نہ پیو گا اور نہ پیتا نہ دیا نہ اور اگر کیا کہ نہ پینو گا یا نہ
 کو یا نہ کھاؤ گا طعام کو یا نہ پیو گا شراب کو اور نہ پیتا نہ دیا نہ تو تصدیق کیا جاوے گا یا نہ قضا مسئلہ اور اگر یوں کہے
 کہ آج کے دن جو اس کو زے میں پانی نہ پیو گا یا اگر میں آج اس کو زے کا پانی نہ پیو تو عورت میری طالق ہے حال آنکہ
 اس کو زے میں پانی نہ پیا ہو اور نہ سکوا اور یا جاوے اسی روز تو طر فین کے نزدیک حانت ہوگا اور امام ابو یوسف کے
 نزدیک حانت ہوگا اور اگر وہ شخص ان الفاظ کو طلق کے قید آج کی نہ لگائے اور کو زے میں پانی نہ پیا تو نہ حانت ہوگا طر فین کے
 نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانت ہوگا اور اگر تھا اور بہا دیا گیا تو سب کے نزدیک حانت ہوگا اور اگر
 قسم کھاوے کہ میں آسمان پر چڑھوں گا یا اس تجھ کو سونا بناؤں گا یا فاسے کو قتل کروں گا اور جانتا ہو کہ وہ مر گیا ہے تو قسم منعقد ہو
 ٹوٹ جاوے گی سلیہ کہ یہ مہر ممکن حاقہ نہیں ہیں اور امام زفر کے نزدیک ہم منعقد ہوگی وجوہ یوں کہ امام کہ اپنی بیوی کو یا نہ کھاؤ
 بعد اس کے اس کا لہ دیا یا بال کہنے یا دانت سے کاٹ کھایا تو حانت ہوگا اور اگر زہر سے کھاوا اس میں تیراوت کا نا
 ہو اگر بیہوش تو وہ ہر ہی ہو اور عورت نے اس کو کاٹا پھر مرنے بنا اور پینا تو وہ ہر ہی ہو جاوے گا **ف** یعنی کہ میں بھیجا جاوے گا
 تاکہ تصدیق کیا جاوے فقرا یہ **ص** اور صاحبین کے نزدیک اگر دن حلف کے روئی اسکی ملک میں تھی اور غیر ملک کا
 اور ایسے بنا تو حانت ہوگا وہ نہیں اور جو کہے کہ زیور نہ پینو گا پھر سونے کی انگشتی پینی تو قسم ٹوٹ جاوے گی نہ چاندی کی
 انگوٹھی پیشے سے اور صاحبین کے نزدیک ہر متون کا اگر خبراؤ نہ ہو سے زیور میں داخل ہو اور ایسی ہر فتوی ہر
 اور امام صاحب کے نزدیک ہر متون کا اگر خبراؤ نہ ہو سے زیور میں داخل نہیں اور خبراؤ ہو سے تو سب کے نزدیک
 زیور میں داخل **ص** اگر یوں کہے کہ اس فرش پر نہ سوؤں گا پھر اوپر ایک دوسرا فرش بچھلایا گیا اور اوپر سو رہا کہ
 کہ میں زمین پر نہ بیٹھوں گا پھر فرش یا جٹائی پر بیٹھے ایکے کہ اس چوکی پر نہ بیٹھوں گا اور اوپر دوسری چوکی رکھی گئی اور اوپر
 بیٹھا تو ان صورتوں میں قسم ٹوٹتی لیکن اگر فرش پر لیٹک پوش بچھا کر سو بیٹھا زمین پر یا لباس میں رکھ کر یا چوکی پر

وہ جو کسی چیز کو حلف سے منع کرے
وہ حلف سے منع کرے
وہ حلف سے منع کرے
وہ حلف سے منع کرے
وہ حلف سے منع کرے
وہ حلف سے منع کرے
وہ حلف سے منع کرے
وہ حلف سے منع کرے
وہ حلف سے منع کرے
وہ حلف سے منع کرے

فرش اگر کسی قسم ٹوٹ جاوے اور حلف کرے کہ فلاںے کام کو کرے گا تو تمام عمر میں جب کہ چاہے تو قسم ٹوٹے اور جو کہے کہ اگر
تو ایک بار بھی اگر کسی قسم ٹوٹے گا اور اگر کہے کہ مجھے زیادہ جانا خدا کو یا کہے کہ میں وہی جی یا جو پیدل کرے اگر
اون میں سوار ہو گا تو وہ دنیا پیکار سے یعنی بکری و بچہ کرنا چھوڑے گا اور وہی ص ص ہفتاں اس صورت کے کہ کہے مجھے چھوڑنا یا غنا
خدا کو جانا یا زیادہ روانہ ہونا حرام یا مسجد حرام یا غنا یا مردہ کو وہی حرام ہو گا ان صورتوں میں حج یا زیادہ کرنا لازم نہیں ہوتا
بلکہ پیدل گھر سے نکلا لازم ہے اور صاحبین کے نزدیک حج اور عمرہ پیدل لازم آوے گا ص اگر کہے کہ میرا غلام آزاد ہو
اگر میں اس برس حج نہ کروں پھر وہ مدعی حج کا ہو اور وہ گواہ کہ وہی دین کہ نحر کے دن وہ کو فہ میں تھا تو قسم ٹوٹے گا اور غلام
آزاد ہو گا شیعہ کے نزدیک ص اس لیے کہ حج نہ کرنے پر شہادت نفی پر شہادت ہو اور وہ مقبول نہیں ص اولیامحمد
کے نزدیک آزاد ہو گا اور اگر کہے کہ میں روزہ نہ کرے گا تو روزہ سے کی نیت سے ایک ساعت کا روزہ رکھنے سے بھی قسم
ٹوٹ جاوے گی اور اگر کہے کہ میں ایک روزہ یا ایک دن کا روزہ نہ رکھے گا تو بغیر تمام دن کے نیت کے قسم ٹوٹے گی اور اگر کہے کہ
میں نماز نہ پڑھوں گا تو ایک رکعت کے پڑھنے سے قسم ٹوٹے گی نہ اس سے کہ میں اور اگر پوری نماز کا تو روزہ نہ پڑھنے
میں قسم ٹوٹے گی ایک رکعت پڑھنے سے نہ ٹوٹے گی اور اگر کوئی شخص ایون کہے کہ اگر تو سوچے تو تو طالع ہو یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد
ہو اور اس کے پھر وہ پید ہو تو اس شخص کی قسم ٹوٹ جاوے گی یعنی طالع پڑے گا اور لونڈی آزاد ہوگی لیکن اگر کہے کہ اتنا اگر
تو سوچے تو وہ کچھ آزاد ہو اور اس کے پھر وہ پید ہو اور پھر زندہ پید ہو تو وہ پھر زندہ آزاد ہو گا امام صاحب کے نزدیک صاحبین کے
دیکھ آئے نہ ہو گا کیونکہ قسم پڑھنے سے تمام ہو گئی مسئلہ اگر قسم کھاوے کہ فلاںے کا قرض آج اور اگر کچھ پڑے
درم ادائیگی جو کہوئے میں یا چلتے ہوں یا کسی اور کے ہوں یا قرض کے عوض میں کوئی چیز بیع ہوا یا اور قرض دینے کا
قبضہ کر لیا تو قسم پوری ہو جاوے گی اور اگر ان کے ہوں یا تین پیت کے ص یعنی اوپر اوپر سے کی پیت چاندی کی
اور اندر کی تانبے کی اور ایسے درہم کو عربی میں ستوقہ کہتے ہیں ص یا قرض خواہ اس قرض کو قرض ہو بہ کر دے
تو قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر حلف کی کہ میں اپنے قرض کے وصول کرنے میں ایک درم کو بدوں دوسرے درم کے نہ لوں گا
ص یعنی کل قرض کو متغیر نہ لوں گا ص پھر کچھ قرض قبضہ کیا تو قسم ٹوٹے گی جب تک کہ تمام قرض کو عادیہ علمی چھوڑ
دے اور ضروری جملی سے قسم نہ ٹوٹے کہ قرض کے او میں یا بقدر علمی کی ضرورت ہو اگر تیری مثلاً تول تول کے دینا
ص یا پھر کھنا یا گنا ص اور اگر کہے کہ میرے پاس اگر ہو کر سو تو ویسا ہو اور پچاس کا مالک ہو تو قسم نہ ٹوٹے گی بلکہ سو سے
زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹے گی اور جو کہے کہ ریحان کو نہ سو گھون گا اور بعد اسکے گلاب کا پھول یا بنبیل کو
سو گھنا فاش ہو گا اس لیے کہ ریحان اس سبزہ خوشبو کا نام ہے جو زمین سے نہ ہو کہ کھڑے ہے پس اس کا ایک پھول یا بنبیل
کے پھول پر نہ بولیں گے اور نہ بٹھائے گا لہذا قسم میں کہے تو اسکے پھول کے پتے ملاو جو کہے کہ ان کے پتے کی شاخیں ہیں

باب الحلف بالقول

اگر قسم کھاوے کہ فلاںے سے نہ بولوں گا پھر اس کو سو سے میں چکا کہ وہ مال اور تھا تو قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر اس سے کہہا تھا
کہ اس سے نہیں بولوں گی اجازت کے کلام نہ کرے گا اور اس شخص نے اجازت تو دی مگر اس کو اجازت کا حال معلوم ہوا

جیسے فرمایا ہے تعالیٰ نے ہل آئی علیٰ انہو انسانہ جنہن یشکون الذل فیہ و کعبی جوبہ میں سے ملو جتے ہیں جیسے کہ اس آیت میں تُوْنِیْ اَکْثَہَا کُلِّ سِجْنٍ بِاِذْنِ رَبِّہَا تو نے لیا ہے متوسط کو کذا فی الہدایہ ص اور جنیت کی یہ بھی نیت ہو وہ ہی مراد ہوگا اور جو دہر نہ کر دے کہ تو مجھ پر یعنی اسکی مقدار یقینی معلوم نہیں امام ابو حنیفہ کو اور صاحبین کے نزدیک مجھ میں سے ہر ایک میں کف امام ابو حنیفہ نے دہر کو نہیں پہچانا اور یہ نہ پہچانتا موجب طعن نہیں بلکہ علامہ کمال ظلم و تقویٰ ہے جیسے کہ امام مالک نے بھی بہت سے مسائل میں لا اوری کہا ہے اور ایک شاعر نے اس میں چہ شمرنا بھی کہی ہیں اور وہ یہ ہر نظر من قال ما امری لکما کو بیدارہ + فقد اقتدی فی الفقہ بالنعمان + فی الذہر والحشی کذا کہ جوابہ + محل اطفال و وقت سخاں + یعنی جس شخص نے کہا کہ نہیں جانتا ہوں میں سہرگاہ کہ اس نے نہ جانتا تو اس نے اقتدا کی فقہ میں نہان یعنی امام غزالی کے دہر و خفی میں ایسا ہی ہے جواب امام کا اور محل اطفال مشرکین میں کہ آخرت میں کہاں ہوگی اور وقت خفی میں انتہی اور السیون بھی امام نے توقع کیا کہ مالک افضل میں یا انبیاء و کتاب معلوم ہو جاتا ہے ص اور جو معروف یعنی الدہر کہ تو تمام عمر ہوگی اور اگر الاہام یا ایام کشیرہ یا الشوریہ یا السنون کہا تو دس مراد ہوں گے اور اگر ان کو نہ کر دے تو یہ گاتو تین مراد ہووینگے اور اگر یوں کہہ کہ جس غلام کو میں اول مالک ہوں تو وہ آزاد ہو پس اگر ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم کی رو سے آزاد ہو جائیگا اور اگر پہلے وہ غلاموں کا مالک ایک ساتھ ہو پھر میرے کا مالک ہو تو ان تینوں میں سے کوئی بھی آزاد نہ ہوگا اور جو کہہ کہ جس تنہا غلام کو اول مالک ہوں تو وہ آزاد ہو اس صورت میں تنہا کی قید کے سبب تیسرا غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر یوں کہہ کہ کچھ غلام بچا میں مالک بن وہ آزاد ہو پھر وہ مالک ہو لیا کہ غلام کا اور مر گیا تو وہ غلام آزاد نہ ہوگا کیونکہ بچھنے کی واسطے اگلا ضرور یہاں کر لے سکے بعد ایک اور غلام خریدیا پھر مر گیا تو وہ دوسرا غلام اس شخص کی ابتدا سے ملکیت سے کل مال سے آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک یہ صاحبین کے نزدیک روز فوت سے آزاد ہوگا ثالث مال سے اسی طرح جو کہے کہ بچھلی عورت میری جس میں بچہ کر لیں اور سکون طلاق بن اور پھر بچہ کیا ایک عورت سے پھر اور ایک عورت سے بعد اس کے مر گیا تو وہ دوسری عورت پر طلاق پڑ جائیگا وقت نکاح سے امام صاحب کے نزدیک تو وارث نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک موت سے تو وارث ہوگی مسئلہ اگر یہ کہے کہ جو غلام تجھ کو خوشخبری ظنان معلوم کی سنا دیا وہ آزاد ہے تخرین غلاموں نے جلد بڑھ ہی خوشخبری اسکو سنانی تو جس نے اول سنانی ہوگی وہ آزاد ہوگا اور اگر تینوں نے ایک ساتھ سنانی تو سب آزاد ہو جائینگے اور اسے کفار کے لیے اپنے باپ کا فریضہ درست ہے اور امام زفر اور شافعی کے نزدیک مست نہیں ف اور یہی حکم ہے ہرنزی رحمہم کے خریدنے میں کہ وہ اگر نیت کفار سے کی لے اور وہ بجز خریدنے کے آزاد ہو جائے تو کفارہ ادا ہو جائیگا ص لیکن اگر کسی غلام کی آزادی کی اپنی خرید پر مشروط کر دیا ہو اور اس کے خریدنے میں نیت کفار سے کی کر لی تو بجز شرط کے سبب آزاد ہوگا نہ کفار سے کے عوض میں اور یہی ظلال ہر اولہ کے خریدنے کا کہ وہ بھی کفار سے کے عوض نہ ہوگی اور صورت اسکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی منکوہ سے جو لونڈی ہو اور اس سے اولاد رکھتی ہو کہ اگر میں تجھے خریدوں تو تو آزاد ہو اور خریدنے کے وقت نیت کفار سے کی کرے ف تو اسے ولادت دہو جائیگی اور کفارہ بانی ہو جائیگا ص اور اگر یہ کہے کہ جو لونڈی میں حرم بناؤں

بہی ہونے کے آگے دوڑنے
میں دوسرے غلام کا
غیب نام نہان میں تارک
اور میرے مخفی ہو کر ہونا
اول کہتے ہیں یہ سنی
ع
پتا چکر اور غلام
معرفت میں میل
سچا لاکھن جو
منہ منہ غلام

تو یہ آزاد ہو تو یہ قول و سوت درست ہے جس کو نڈی کو کہا ہو وہ اوس وقت اوسکی ملک میں ہو اور اگر اوس وقت ملک میں نہ ہو تو آزاد ہوگی اور جو کہ کہ جتنے میرے ملک میں سب آزاد ہیں تو اس لفظ سے اوسکے غلام اور مرد اور سب آزاد ہو جائینگے اور یہ کتاب آزاد ہووینگے مگر یہ کہ انکی بھی نیت کرے تو آزاد ہونگے اور جو ہیں غلاموں میں کہ انکا آزاد ہونا یا اور یہ تو میرا آزاد ہوگا اور پہلے دو میں مولا کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے آزاد کرے لیکن میں اسے اور یہی علم ہو طلاق میں عورتوں کے ف یعنی میری مطلقہ ہو جائیگی اور پہلی دو میں شوہر کو اختیار دیا جائیگا جسکو چاہے طلاق کرے لیکن میں اسے ص اور داخل ہونا لا تخفیصیر کا جسکے معنی واسطے ہیں بیع اور شر اور اجارہ و زرگری اور سینا اور مکان بنانے پر اس بات کو چاہتا ہو کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سے ہو جسکے ساتھ اوسکو مشروط کیا ہو گو وہ مالک اس چیز کا ہو یا نہ ہو مثلاً یہ کہے ان بعت لک ثوباً یعنی اگر تیرے واسطے بیچوں کپڑا تو اوسکے یہ معنی ہیں کہ تیری اجازت سے بیچوں تو اگر غیر اسکی اجازت کے بیچے گا حانت ہوگا اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو یا ایسے فعل میں جو غیر سے نہیں ہوتا ہے جیسے کھانا پینا اندر جانا لڑکے کو مارنا تو وہ چاہتا ہو اس بات کو کہ وہ شر اس شخص کی ملک میں ہو مثلاً یون کے ان بعت ثوباً لک یعنی اگر بیچوں کپڑا تو میرا ہوا لام ثوب پر داخل ہے بیع پر تو اس میں اگر اوسکا کپڑا بغیر اوسکی اجازت کے بیچے گا حانت ہوگا ف اور باقی مثالیہ اصل میں کو میں اور جانا چاہیے کہ لام کے آنے سے غرضت ہو کہ جاریہ متعلق فعل کے ہون یا اوس چیز کے کثرت پرین و اگر وہ شخص نیت اسکے سوا کرے یعنی لفظوں میں تو لام کو فعل پر لے لے اور معنی ہو لام کو چیز پر داخل کرنے سے جتنے ہیں یا اوسکا اولاد کرے تو اوسکی بات مانی جائیگی ایسی صورت میں کہ اوسکی نیت کے مطابق معنی لینے سے اوسکا نقصان ہوتا ہو اور اگر اوسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اوسکا فائدہ ہوتا ہو گا تو نہ لینے جاوینگے لکن ص اگر کسی نیت اپنے فائدہ سے کہ انکو نے سیر اور پر بنی بی چاہی اور مرد نے غلبہ میں کہ انکا جو عورت میری ہو وہ طالق ہو تو وہ عورت بھی مطلقہ ہوگی اور اگر کہے کہ نیت میری یہ تھی کہ وہ اس عورت کے تو عند اوسکا اعتبار ہوگا اور قاضی اعتبار نہ کرے گا

کتاب الحدود

ف حد کے معنی لغت میں منع کے ہیں اور اصطلاح شرع میں ص حدود سنہرے ہیں معنی جو خدا تعالیٰ کے حقوق کے لیے واجب ہوئی ہو تو قصاص حد کیسے اس واسطے کہ اوس میں بندے کا حق ہو اور اس طرح تعزیر کہ کیونکہ وہ معنی میں اس کی طرف سے قطع ہوتا ہے حد کے شروع کرنے سے زجر اور تنبیہ ہوتا کہ لوگ فریباد سے بچ جاویں تو حد نہ شروع ہو اس واسطے کہ مسلمانوں کا فرار فساد سے محفوظ رہے اور حد قذرت اس واسطے کہ لوگوں کی غرت اوس میں باقی رہے اور حد شرب اس واسطے کہ غیر مسلمانون کے محفوظ رہیں اور حد سوا اس واسطے کہ مال کی محافظت ہو اور مواخذہ اخروی اوس فعل کا بدون توبہ کے نہیں جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قطع الطریق کی حد میں فرمایا یذللک کہم مخزئی فی الدنیا وکھونی الاخری کا عذاب عظیم علیہم الا الذین تابوا الایہ ص اور زنا اوس میں کو کہتے ہیں جو ایسی قبل یعنی شہ گاہ میں ہو کہ خالی ہو ملک سے اور شب سے تو اگر کوئی وطنی کرے اوس عورت سے جو تین طلاق کی یا ایک طلاق بائن کی مدت میں ہو تو اوسکو زنا کہیں گے اس واسطے کہ اوس میں شبہ ہوا و زنا ثابت ہوتا ہو یا آدمیوں کی گوہی سے لفظ زنا کے ساتھ ف اس واسطے

تو یہ کہ میرا رسولی
یہ حد کی حد میں
اور اگر نیت میں
ان کو حد نہ لگتا
گو جو حد نہ لگتا
منہم

کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاَسْتَشْهِدُوا عَلَیْکُمْ اَرْبَعَةً شَکْرًا فَرَّیْتُمْ کُمْ یَا کُفَّارَ یَا اَنْتُمْ شَکَدَاۃٌ اور روایت کی ابو یعلیٰ نے اپنے مسند میں کہ ہلال بن امیہ نے تہمت لگائی شریک بن حاکم کو ساتھ زنا کے اپنی عورت سے سو گناہوں پر یہ قصہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تب فرمایا آپ نے لاؤ چار گواہ ورنہ حد لگا اپنی پشت میں اور روایت کیا اوسکو بخاری نے اور وہ میں اتنا ہی کہ لا مینہ ورنہ حد لگا اپنی پشت میں ص اور اگر لفظ وطی و جماع سے گواہی ملے ثوابت نہ ہوگا تو جو ثبوت وہ شہادت دین تو ما کہ شرع اوسے یوں پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کس طرح ہوا اور کیا ہے اور کتب ہوا اور کس عورت سے زنا کی و اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا ما عرفت ایسا ہی ہوا کیا ان حدیثوں کو ابو داؤد اور نسائی اور عبد الرزاق نے ضعف میں ص اس واسطے کہ بعض آدمی یہ وطی حرام کو نہ سمجھتے اور شرع میں طلاق اوسکا غیر اس فعل پر ہوا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ دونوں نکحیں زنا کرتی ہیں و روایت کیا اوسکو کتب صحاح میں ص اور بھی کبھی وطی واقع ہوتی ہے بغیر طے و نون مثنوئے اور سوال مکان زنا سے واسطے ہر اگر دار الحرب میں زنا کرے تو حد نہیں ہے اور زبان سے اس واسطے کہ بہت مدت ہو جائے یا ساقط کر دیتا ہے حد کو اور عورت سے اس واسطے کہ کبھی وطی اوسکی شہیہ سے ہوتی ہے جیسے مقدمہ بائن میں ص پس اگر وہ گواہ سب باتیں بیان کر دین اور بیان کہیں کہ ہم نے اس کو کو اور عورت سے زنا کرتے ایسا دیکھا جیسے سرہ دانی میں سالانی اور اون گواہوں کی عدالت نکلی ہے اور طبیہ تحقیق کر لی جاوے تو قاضی و سو قوت حکم زنا کا بسبب انکی شہادت کے کر دیتے و اور عدالت ظاہری پر شہود کی کفایہ کرے کہ دف حد کا کوئی سید نہ ملے اس واسطے کہ فرمایا سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کر دو حد کو جو ہاں تک کہ استطاعت رکھو تم روایت کیا اوسکو یعلیٰ نے مسند میں ابو ہریرہ سے ساتھ سنی کفایہ کے اور روایت کیا اوسکو ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کر دو حد کو مسلمان سے جہاں تک کہ قدرت رکھو اگر کوئی صورت نکلتے تو چھوڑ دو راہ اوسکی کیونکہ امام بہتر غلط اوسکی عفو میں خطا سے اوسکی عقوبت میں کہ تا ترندی کہ نہیں چچانتے ہیں ہم اسکو مروج کر حدیث صحیحین ربعہ سے اوسے نیز میں زیاد سے اور نیزہ ضعیف ہے اور کتاب العمل میں روایت کیا بخاری سے کہ نیزہ نیک حدیث ہے اور بھولتا ہے لیکن صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور وہ بھی نے اوسکا تعقب کیا بسبب ضعف نیزہ کے کہا بیعتی نے کہ یہ قوت اقرب ہر طرف صواب کے ص اور زنا اس طعن بھی ثابت ہوا ہے کہ حسنہ نما کیا ہو وہ چار مرتبہ اپنی چار مجلسوں میں اقار زنا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اوسکے اقرار کو نہ ملے و یعنی تین باتوں کو چوتھے مرتبہ میں قبول کرے اور امام مالک اور شافعی کہنے نزدیک ایک ہی بار اقرار کافی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی حدیث کی ناغہ پر بیان تک اقرار کیا انھوں نے چار مرتبہ چار مجلسوں میں اور یہ حدیث مروی ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اور نہ ہونے روایت کی مسند میں اور وہ میں ہر گز اقرار کیا اور عورت نے زنا کا چار مرتبہ اور آپ رد کرتے تھے اوسکو احمدیث ص اور اس سے زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہ اور کیفیت وغیرہ ہونہ کو نہ بالا پوچھے پس اگر وہ سب بیان کرے تو قاضی کو مستحب ہے کہ اوسکو انکار کی وجہ ان لفظوں سے تعلیم کرے شاید کہ نہ ہاتھ لگایا ہو گیا ہو یا بوسہ لیا ہو گیا شہ سے صحبت کی ہوگی و اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ حد واجاؤ سے مرد کٹر کر کے اور عورت بٹھا کے **ص** بغیر مرد کے **ف** اس واسطے کہ روایت کی عبدالرزاق نے
ابن سعد سے کہ انھوں نے نہیں حلال ہی اس امت میں نہ کھانا اور نہ **ص** یعنی بین پر لگا گھسیٹا کر تھامیں یا یکے کو مار
ماتے وقت ہاتھ کو سر پہ بچھیں چہن تا کہ چوٹ سخت لگے یا یہ کہ کوڑے کو مار کر نہ گھسیٹیں کہ نہ زخم کرے اور ایک اپنے
غلام کو بدون خون باوشاہ کے حد نہ مائے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک مائے اور ہماری اول قول ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرین چاکوں کی طرف میں حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت روایت کیا اسکو صحابہ نے
ابن سعد اور ابن عباس اور ابن الزبیر سے مرفوعاً اور عورت کے کپڑے نہ لٹا رہے جاوین سو اپنی تین اور روئی را
کے اور ہماری جامے بٹھا کے اور جائزہ کر کے اس کے سنگسار کر کے کو ایک گڑھا کھود لیں اس واسطے کہ گڑھا کھودا تھا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واسطے اس عورت کے چھاتی تک اور حضرت علی نے ہدایہ **ص** نہ مرد کے لیے **ف**
اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑھا نہیں کھودا واسطے مائے کے ہدایہ **ص** اور محسن میں کوڑے مارنا
اور سنگسار کرنا دونوں نہ کیے جاوین یعنی دونوں سزا نہیں چاہیے **ف** اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جمع نہیں کیا ہدایہ **ص** اسی طرح غیر محسن میں جلاد وطن اور کوڑے مارنے نہ چاہیے **ف** اور امام شافعی کے
نزدیک غیر محسن میں کوڑے بھی مارے اور جلاد وطن کرے اس واسطے کہ فرمایا سوال صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بڑبڑا کے
ساتھ بکر کے تو کوڑے میں اور جلاد وطن چھکائی کی روایت کیا ابوہریرہ اور ابوذر ترندی نے اور دلیل ہماری آیت
کلام اللہ کی اور یہ حدیث منسوخ ہے روایت کی عبدالرزاق نے سعید بن جب سے کہ جلاد وطن کیا حضرت عمر نے ہمیں جلعت کو
طرف خیر اور وہ مل گیا ہر قتل سے اور نصرانی ہو گیا تو فرمایا حضرت عمر نے میں جلاد وطن کروں گا میں اب کسی مسلمان کو
ہن گد جاگم یا ستہ کہ صحت کی واسطے چند روز کو جلاد وطن کرے تو درست ہو اور بیا اگر سزا سنگساری کی ثابت ہو تو
کیا جاؤ والا کوڑے نہ لگائے جاوین جب تک اچھا نہ ہو **ف** اس لیے کہ سنگسار کرنے میں مقصود اٹا اٹا ہوا ہو اور
تندرست ہو اور میں اور کوڑے مارنے میں غرض حکم کرنا نہ اٹا اٹا ہوا ہے یا حالت مرض میں کوڑوں سے مراد اس لیے
انتظار صحت ضرور ہے ہدایہ **ص** اور حالہ عورت زنا سے بچ کر چاہیگی بعد دفع محل کے اور کوڑے لگانے کی نفی ہے

باب صحبت موجب اور غیر موجب بیان میں

حدود شبہ سے ماقطہ ہو جائے میں **ف** اس واسطے کہ فرمایا سوال صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو ساتھ شہوت
روایت کیا ابوہریرہ ابو حنیفہ نے مسند میں حد وایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن الخطاب سے کہ فرمایا اپنے امتہ اگر میں
مہ قوت کروں حدود کو ساتھ شہوات کے تو میرے جیسے کفار کھوں میں انکو شہوت اور ایسا ہی نقل کیا معاذا اور
عبداللہ بن مسعود اور عقبہ بن عامر سے اور انراج کیا بیہقی نے قول سے حضرت علی کے کہ دفع کرو حدود کو شہوت کے
ص اگر نفس صحبت میں شہہ حلال ہو نہ ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمان غالب میں اسکو حلال سمجھے جیسے وطنی کے اپنے
باپ کی یا ان کی یا جو روکی یا موال کی نو مری سے یا مرنے والی سے جو اس کے پاس میں صحبت نہ ہو یا مرد و عورت
جو میں طلاق کی عدت میں ہو یا اسکو طلاق سے میں مل کے دیا ہو یا مرد سے جو عدت میں عتق کے ہو کہ ان سے نہ ہو اگر

حدیث میں کہ ملعون ہے جو عمل کرے تو مرد کو طلاق کا نفع بخلائے منہ روایت کیا اسکو ترمذی نے **نص** یا دار الحرب میں جائزہ
 کشوں باغیوں کے پاس پہنچانے کے لئے **ف** اور پھر وہ ہمارے پاس چلا آوے تو اس پر حد نہ ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک
 حد نہ ہوگی اور صاحب نے اپنے دلیل جاری قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا ہے کہ قائم کی جاوے میں دار الحرب میں
 اور حدیث کا نشان جو ہم نہیں لیکن روایت کی امام محمد نے سیر کبریٰ میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ زنا کرے
 کسی عورت سے یا چوری کرے دار الحرب میں اور پھر وہ بھاگ کر مسلمان ہو کر ہماری طرف چلا آوے تو اس پر حد نہیں اور
 شافعی نے روایت کی زید بن ثابت سے بوسطہ امام ابو یوسف کہ فرمایا زید بن ثابت ثبوت قائم کی جاوے میں حدین دار الحرب میں
 اور ایسا ہی مروی ہے عمر بن الخطاب سے **صلی اللہ علیہ وسلم** عورت بالغہ مسلمان عاقلہ سے زنا کرے **ف** تو دونوں پر حدین
صل اور امام زفر اور شافعی کے نزدیک عورت کو حد پڑیگا اور اگر اسکا اولاد ہو یعنی مرد کسی لڑکی یا دیوانی عورت سے زنا کرے
 تو حد واجب کی مگر پانچا کا اقرار کرے اور طرث ثانی اقرار کرے نکاح کا تو بھی حد نہ ہوگی اور جو شخص کی لونگ مزی زنا کرے اور وہ
 اول نعل سے مر جائے تو اس پر حد بھی واجب کی اور اس کو لڑکی کی قیمت بھی ملا کہ حملے کرنی پڑیگی اور بادشاہ سے قصاص کا
 اولاد کا مواخذہ کیا جاوے گا مواخذہ کیا جاوے **ف** یعنی ہندو کا مواخذہ اس کو کہن اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کا نکرہ

باب ناپرگواہی دینے اور گواہی سے بچ جانے کے بیان میں

گواہوں میں ایک پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی اور وہ امام سے بعید بھی تھے اتنے کہ اس شہادت کو کوئی منع
 ہوتا تو شہادت کوئی مقبول نہ ہوگی گواہوں میں **ف** مقبول ہوگی ورتبان کرنے والے پھر دوسری ٹہری اور پھر اپنے بیٹے کی
 حد پڑھیں ہیں اور اسی طرف اشارہ ہے جامع صغیر میں اور امام ابو حنیفہ نے اسکا کچھ اندازہ نہیں کیا ہے اور اسے قاضی پر غرض کیا ہے
 اور امام محمد نے اسکا اندازہ ایک مہینے سے کیا ہے اور یہی مروی ہے شافعی سے اور یہی صحیح ہے ہدایہ **صل** اور اگر گواہی چوری
 کی ہوگی تو اس شخص سے تاوان سبب سرقہ کا لیا جائیگا **ف** مگر پانچ کا لانا جاوے گا اور امام شافعی کے نزدیک یہ شہادت
 مقبول کی **صل** اور اگر وہ اقرار کرے اس امر موجب حد کا جو پرانا ہو تو حد جاوے گا اگر حد شرب میں اور پرانا ہوا حد شرب
 میں یہ ہو کہ لودہ کی جاتی ہے اور یہ امین اس کے ایک مہینہ ہے اور اگر وہ ثابت کر دین کہ اس مرد نے ایک غائب سے زنا کیا ہے
 یعنی عورت وجود نہ ہو تو مرد چوری جاوے گا لیکن چوری کے لئے اگر غیر موجود شخص کے مال چور اسے کا ثبوت کرے تو ہاتھ
 کاٹنا لازم ہوگا اور جو چار گواہوں کو پہنی زنا کی لیکن کوٹھری کے گوشوں میں اختلاف کیا تو مرد اور عورت دونوں
 حد لگائی جاوے گی اس واسطے کہ ہوسکتا ہے کہ پہلے شروع میں ایک گوشے میں ہوں پھر دوسرے میں چلے گئے ہوں اور اگر اقرار کیا نہ کیا
 اور عورت مزنیہ کو نہ ہونا تو حد و سپر واجب ہوگی اور اگر گواہ کہیں کہ اسنے ایک عورت نامعلوم سے زنا کیا تو حد نہ لگایا جاوے
 وہ لودہ گواہ جیسے اس سے مراد وہ گواہ عورت کی خواہش اور مجبوری میں اختلاف کہیں **ف** مثلاً دو کہیں کہ دو دفعی چلی
 دو کہیں کہ اس سے زبردستی کیا تو مرد اور عورت اور گواہ کسی پر حد واجب نہ ہوگی اور صاحب کے نزدیک اس سے مراد چوری
صل یا جس شخص میں زنا ہو اس کے نام میں اختلاف کریں اور امام زفر کے نزدیک نون پر حد پڑیگی مسئلہ اگر چار آدمیوں نے
 گواہی دی ہو کہ زنا ہوا ایک وقت میں اور ایک شہر میں ہر پورہ دوسرے چار نعلوسی وقت میں لیکن اور شہر میں عورت

یعنی نام سکھ
 بوسطہ امام ابو یوسف
 زنا کا مقبول
 حد پڑھیں
 اور امام محمد نے
 اسکا اندازہ ایک
 مہینے سے کیا ہے
 اور یہی مروی ہے
 شافعی سے اور یہی
 صحیح ہے ہدایہ

روایت کی نسائی نے سنن کبریٰ میں جابر سے یہ حدیث کو اور وہ میں ہو کر لایا گیا ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تھی اس نے شراب چوتھے مرتبہ میں تو اپنے اس کے کوڑے لگانے اور قتل نہیں کیا اور ایک لفظ میں زیادہ کیا کہ پھر سلمان کو معلوم ہوا کہ کوڑے مارنا ٹھہر گیا اور قتل اور ٹھہر گیا یعنی منوع ہو گیا اور روایت کیا اس کو زید نے سنن اور ابو داؤد نے سنن میں اور امام شافعی کے نزدیک جالیس کوڑے مامے اور ہماری دلیل اجماع صحیحہ کی ہو چکی کوڑے پر مروی ہنس بن مالک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا ایک شخص کہ اپنے پی تھی شراب مارا اس کو دو چھڑیوں سے بھجور کی تفریق لیس بائیس کے اور اسی طرح کیا حضرت ابو بکر نے پھر جب ہونے حضرت عمر مشورت کی لوگوں سے سو کہا عبد الرحمن بن عوف نے کہ بلکہ حدوں کا اسی ہو سو حکم کیا اس کو عمر نے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے اور بخالا اس کو حاکم نے مستدرک میں ابن عباس سے اس حد سے شراب پی اور اسی طرح گرفتار ہوا کہ شراب کی بوجہ وہو اگرچہ راہ کے دور ہونے جاتی رہی ہو یا مست ہو اور قتل اس کی راضل ہو اگرچہ بینہ تھر کے پینے سے ہو اور مردہ اس کا اقرار کرے ایک بار بار دوڑ اور شراب پینے کی گواہی دین اور معلوم ہو کہ اس نے اپنی خواہش سے پی تو اس کو حد لگا دین و حالت ہوش میں بیوشی میں نہ مارین اور بینہ سے اگر مست ہو تو حد سوا سٹے ماری جاتی ہو کہ حضرت عمر نے حد ماری ایک عربی کو کہ مست ہو گیا تھا بینہ سے اور فرمایا انما جلد ناک لیس کر کہ یعنی جس کوڑے مارے شکار بید نشہ تیرے کے روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور واقطنی نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے مارے ایک شخص کو کہ مست ہو گیا تھا بینہ سے اور بہت آثار میں وارد ہونے میں ذکر کیا انکو ابن العمامہ نے فتح القدیر میں اصل اور اگر وہ خود بعد بوجہ تھے رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ بعد بوجہ جانے کے گواہی دین و نہ دوری فاصلہ کی بہتے یعنی اگر فاصلہ کی دوری کی بہتے ہو جاتی رہی تو اس سے حد بجاوگی ص تو حد وہب ہوگی و امام محمد کے نزدیک جب اقرار کرے بعد بوجہ جانے کے بھی تو حد ماری جاوگی اور دلیل شیخین کی یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود حکم کیا اس شخص کے لیے ہو لایا گیا تھا مست کہ ہو نہ گھوڑا اس کے موندہ کی تو معلوم ہوا کہ بغیر بے حد ہوگی روایت کیا اس اثر کو عبد الزاق اور سخت بن ابیہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس سے صرف شراب کی بویاں جاوے یا تو شراب کی کرے یا جو اقرار کیا تھا اس سے پھر جاوے یا اقرار بیسی تھی کی حالت میں کرے کہ اس کی عقل جاتی رہی ہو تو ان سب صورتوں میں حد نہ لگانی جاوگی بوجہ چاہیے کہ حد مستی کی امام صاحب کے نزدیک جب ہوش میں حد کے یہ ہو کہ کچھ نہ پہچانے یہاں تک کہ زمین کو آسمان اور عزت میں پہچانے کہ یہ ہو کہ بہیہ و یکے اور صاحبین کا بھی یہی نہ رہا ہو اور اسی طرف مائل ہونے میں اکثر شایخ اور امام شافعی کے نزدیک یہ ہو کہ اکثر کا ظاہر ہو اس کی چال اور حرکات میں و اس پر بھی جانا چاہیے کہ شراب انگوری کے تو ایک قطرہ پینے سے بھی حد ہوگی اور وہاں اس کے جب مست ہو جاوے کہ اگر مست نہ ہو جاوے تو اس پر اس کی جوہر مرام ہوگی اور طلاق و عتاق اور آبرو و غیر اس کا اور اگر بے جہاد ہو جائے کہ اس کے جسم کے بدن پر اور موندہ و شرم گاہ بجا کر لٹھے اوتار کہ جہاد لگا دین فقط

باب تہمت زنا کی حد کے بیان میں

محسن مرد یا معذرت کو یعنی جو تار و سلمان مکلف پاک ہو نہ اسے کوئی شخص زنا کی تہمت لگانے سے بچاؤ

مرکبہ کہ یزالیان اور عورت کو یا زانیہ صریحاً کہ عورت شرانیت فی الجملہ تو نے پہاڑ میں زنا کیا اور وہ پہاڑ پر چڑھنے کی توجہ مارا جاوے **ف** یعنی زنا ہرگز کے ساتھ چڑھنے کے معنوں میں آتا ہے مگر چاہیے تھا کہ اس کے بعد علی بولتا جاوے سننے کی کہا تو معلوم ہوا کہ چڑھنے کے معنی نہیں لیکن زنا کے معنی لیے اس لیے حد واجب ہوئی **ص** اور امام محمد کے نزدیک جب بھی **ف** اس واسطے کہ شبہ ہو گیا **ص** غصہ میں کہ نہیں ہو تو اپنے باپ سے یا اس کے باپ کا نام لیکر کہا کہ تو فلا نے کامیٹا نہیں **ف** اور اگر غصہ میں نہ کہا ہو تو حد نہ لگائی جاوے گی اس واسطے کہ وقت غصہ ہو سکے معنی یہ ہیں کہ تو افعال میں اپنے باپ کے مانند نہیں ہو **ص** یا پھر اگر کوئی چھال کے جھٹاوا دسکی ان مگر گئی ہو غصہ ہو تو اس حد سے لگانے والے کو حد لگائی جاوے گی اگر وہ تہمت لگایا گیا یا جس کو اس حد سے سب سے عار ہو مطالبہ کہ **ف** اور اس کی بھی مثل حد شرب کے ہر تعداد میں یعنی اتنی کوڑے آزاد کے لیے اور چالیس غلام کے لیے اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِينَ يَكْمِثُونَ الْكَيْفَاتِ لَا يَدْعُونَ نَارًا فَاِجْلًا وَهُمْ كَانُوا يُنَادُّونَ بِأَسْمَاءِ الْكَاذِبَةِ وَكَانُوا يَتَّبِعُونَ اور مطالبہ شہم کا مشہور اس واسطے کہ چاہیے ہو کہ اس حد اس کی جانب دفع عار ہو تا ہی اور ثبوت میں بھی یہ مثل حد شرب کے ہر تعداد میں دو مردوں کی گواہی اور ایک بار کی آواز سے ثابت ہوتی ہے **ص** اور اگر اس کو کہے کہ تو اپنے دادا کا ناموں کا یا چچا کا یا سوتیلے یا چچا بٹیا نہیں ہو یا کہے کہ تو ایک کا نہیں سے بیٹا ہو تو دونوں صورتوں میں حد عار جاوے گا **ف** اس واسطے کہ او اس صورت میں وہ کہنے والا سچا ہو کہ وہ بیٹا دادا کا نہیں ہو بلکہ یا چچا اور اسی طرح ماموں اور چچا وغیرہ کا اور دوسری صورت میں اس واسطے کہ ان سب کے باپ کہتے ہیں لیکن ماموں سو اس واسطے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے اُتُخِلْتُ اَبًا بِعَنْ مَعْنَى مَمُونٍ بَابٍ هُوَ رَوَيْتُ كَيْفَا اس کو صاحب ہادی سے اور فتح القدیر اور تخریج زبیلی میں ہے کہ یہ حد غریب لیکن لیت کی بوجہ و علی نے فرمود میں عبد اللہ بن عمر سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماموں والد چچا کو بی والہ نہیں ہو اور لیکن چچا سو اس واسطے کہ کلام سے مراد ہے کہ تَعَبُّدُ الْهَلَاكِ وَالْاَبَاءُ الْاَهْلِيَّةِ وَالْمَنْفَعِلِ وَالْمَنْفَعِلِ حال انکہ معراج چچا تھے حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام کے اور ان کا خاندان بھی عرف میں باپ کہا جاتا ہے اور کلام اللہ میں ہے کہ حضرت نوح نے فرمایا اِنَّا اِنْتِی مِنْ اَخْلَیْ اور وہ اون کی بیوی کے بیٹے تھے **ص** اور اگر عرب کو کہا کہ ہمارا سان پانی کے بیٹے یا انہی منطی تو بھی حد نہ لگے گی **ف** کیونکہ ان دونوں میں نفی نسب نہیں ہو بلکہ ان کی بغاوت اور صفائی کے سبب سے ان لقب نامزد کرتے ہیں اور اسی طرح بطلی وہ لوگ ہیں جو بری عادتیں رکھتے ہیں اور ان کی گفتگو میں فصاحت نہیں ہادی **ص** اور جو کہیں میت کو تہمت زنا کی لگائی تو اس کے باپ اور بیٹے کو اور پوتے کو اور نواسے کو اگرچہ میراث سے محروم ہو اختیار ہو مطالبہ حد کا کریں اور امام شافعی کے نزدیک ہر وارث کو جائز ہے کہ مطالبہ حد کا کرے اور امام محمد کے نزدیک نواسے کو اور ماموں نہ کہنے کے نزدیک جو میراث سے محروم ہو اس کو طلب کا اختیار نہیں اور اگر باپ یا چچا اپنے لڑکے یا غلام کی ان کو تہمت زنا کی لگائی تو لڑکا اور غلام جو سنگار اون کی منہ کے نہ ہو گا اور حد فتن کی ان شخص کے منہ سے باطل ہو جاتی ہے تو اس کو گالی دی ہو تو اگر کچھ کوڑے مارے تھے کہ وہ شہنش مگر کیا تو تہمت لگانے والے کو چھوڑ دینا اس واسطے کہ حد کی میراث نہیں ہوتی اور امام شافعی کے نزدیک کی بھی میراث ہوتی ہے اور اگر تہذوف فاذن کہ ماموں نے

یہ کہ جسے میں اس کے مال کی وجہ سے توبہ جائز نہیں اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اگر کسی کو کہے کہ زانی اور
دوسرے اس کے جواب میں کہہ کہ تو زانی ہے تو وہ دونوں کو حد ماری جاوے گی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہے کہ زانیہ اور وہ جواب
میں کہے کہ زانی تو ہے تو عورت پر حد لگائی جاوے گی اور لعان واجب نہیں ہے اور اگر عورت یوں جواب دیوے کہ میں نے نہ تجھے کیا
تو حد اور لعان دونوں باطل ہو جائیں گے اور جو اس کی اصل میں کوہر ص اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا پھر کہا کہ
میرا نہیں تو لعان کرے اور اگر اول کہے کہ میرا نہیں پھر اقرار کرے تو اس صورت میں اس پر حد لگائی جائے اور وہ دونوں دونوں
میں بیٹے اور سیکے ہونگے اور جو عورت سے کہہ کہ یہ لڑکا نہ میرا ہے تو تیرا تو حد اور لعان کوہر نہیں واجب ہوگا اور اگر زانی کی گالی
ایسی عورت کو دی جس کے بچے کا باپ معلوم نہ ہو یا جو اپنے بچے کے باپ میں لعان کر چکی ہو فاسق کے قید سوا سولہ لگائی
کہ بغیر بچے کے اگر لعان ہو تو اس کی قذف سے حد واجب ہوگی ص یا ایسے مرد کو زانی کی گالی دی جس نے لونڈی یا غیر ملکہ
سے صحبت کی ہو فاسق لڑکی یا بھائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو ص یا مشترک لونڈی سے یا اس ملک
سے جو ہمیشہ کے لیے حرام ہے مثلاً وہ لونڈی جو اس کی من رفاعی ہے یا گالی دی اور مسلمان کو جس نے حالت کفر میں زنا کیا ہو یا
گالی دی یا کتاب کو جو نامال پھوڑ جاوے کہ اس کی کتابت کا عوض ہو سکتا ہو تو ان سب صورتوں میں گالی دینے والے پر چاروی
جاوے گی اور اگر ایسے شخص کو گالی زانیہ جس نے صحبت کی تھی حائضہ سے یا آتش پرست لونڈی سے یا کتاب لونڈی سے یا اپنے
سکاح کیا تھا حالت کفر میں اپنی ماں سے تو اس پر حد ماری جاوے گی اور ستاسن اگر مسلمان کو گالی زانیہ سے تو اس پر حد لگائی جائے
فاسق سنا من اور کافر کو کہتے ہیں کہ دارا حرب دارا اسلام میں لان لیکر آیا ہو ص اور کئی جنایتوں کے سلسلے اگر گزرتے
اون کی ایک ہو تو ایک کافی ہو فاسق لڑکی یا چند مرتبہ گالی دی یا چند مرتبہ زنا کیا یا شراب پی تو ہر مرتبہ اس کے ایک ہی حکم ہی ہے
اگر ہر بار دوسرے شخص کو گالی دی ہو یا دوسری عورت زنا کیا ہو ص اور اگر جنس اس کی مختلف ہو تو ایک کفایت نہ کیے
مثلاً زنا اور شراب اور قذف سب ایک حد کافی نہ ہوگی اور امام شافعی کا اس میں خلاف ہے اور دلیل اونی اصل میں مذکور ہے

اور اگر اس سے کہ تو زانی
تو وہی حد نہیں ہوگی
کیونکہ کفر نہ ہے
حد واجب نہیں ہوگی
اور اگر اس سے کہ تو زانیہ
تو وہی حد نہیں ہوگی
کیونکہ کفر نہ ہے
حد واجب نہیں ہوگی
اور اگر اس سے کہ تو زانیہ
تو وہی حد نہیں ہوگی
کیونکہ کفر نہ ہے
حد واجب نہیں ہوگی

فصل تعزیری یعنی تادیب اور توبیخ کے بیان میں

تعزیر وہ سزا ہے جو حد سے کم ہو اور اگر اس کے اوقات میں کوڑے میں ف اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
فرمایا جو شخص کہ پہنچ جاوے کسی حد کو غیر حد میں تو وہ ظالموں میں سے ہے روایت کیا اس کو ابو بقی نے اور کہا کہ محفوظ یہ ہے کہ
حدیث مرسل ہے اور کمال اس کو متصل بھی نعمان بن بشیر سے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے فوائد میں متصل اور امام محمد
مرسل اور اقل حد کا چالیس کوڑے ہیں غلام میں تو تعزیر میں اس سے ایک کوڑا کم رکھا گیا ص اور کتر اس کے تین کوڑے ہیں
اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک ایت میں اکثر اس کے اوائلی کوڑے اور ایک روایت میں پچھتر کوڑے ہیں ف اور
ہاتھ میں ہے کہ ہمارے شاہ نے اقل کوڑے کے لئے امام پر سو پناہی اور اسی واسطے بہت سے فقہانے اس کی حد میں ف کی کر
ص اولام کو جائز ہے کہ ضرب اور جس میں نون کرے اور تعزیر کی سخت تر ہے پھر زانی حد میں پھر شراب پینے کی حد میں پھر گالی
کی حد میں ف یعنی تعزیر میں سخت ہاتھ لگا دین اور باقی میں بترتیب اور بترتیب نرم نرم ہاتھ پڑے ص اگر کوئی شخص غلام
یا کافر کو زانی گالی نہ دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی کہے کہ افسوس او کافر یا نبیث آئی جو آئی ہو یا کافر آئی ہو

آئی خیانت کرنے والے کو تو تیسے ہزار آئی مدین آئی دیوث یعنی سنے غیرت کہ اپنے اہل ذمہ کا روادار ہوا تو قربان بھی کہنے
یاد دیوث آئی سرانچو آئی سو ڈھوار آئی قحجہ کے جنے آئی چکار کے جنے آئی عیون اور نکاروں کے تھاگی آئی حرارہ تو ان سب
صور تون میں تغیر کیا جاوے گا تو اگر مسلمان کو کہے لو کہ ہے آئی سو آئی کتے آئی کچھ آئی بند آئی حجام آئی دلا بجا اور باب و سکا
حجام تھا آئی زنا کے ضروری لینے والے آئی لالہ آئی ٹھٹھے باز آئی سحر سے تو ان صورتوں میں تغیر لازم نہ ہوگی اگر جس شخص پر
حد یا تغیر ہو اور وہ مرچا تو اس کا خون منائع ہوتا یعنی خون بہا اس کا کہیں سے نہ آیا جاوے گا صلیغلاف شومہ کے جو پنی زکوۃ تغیر
کے اور وہ مرچا تو شومہ پر خون بہا لازم ہوگا مثلاً شومہ کا کہنا نہ ملے پیرا نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے
غسل نہ کرنے پر یا کھر سے نکل جانے پر یا اور کسی امر پر تغیر دے اور اصل میں اس مقام پر تفصیل کی ہو اور ہمنے اسکو ترک کیا

کتاب السرقۃ

یعنی چوری کا بیان چوری اسکو کہتے ہیں کہ عاقل بالغ شخص کسی مال جو دس درم سکودار یا زیادہ قیمت کا ہو دے اور
مخفوظ جگہ میں رکھا ہو پشیدہ کیسے وہ تو ہمارے نزدیک دس درم سے کم میں ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا اور امام شافعی کے
نزدیک بیع دینار میں اول امام مالک کے نزدیک تین درہم میں کاٹا جاوے گا اور اس سے کم میں نہیں دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت
کی حاکم نے مستدرک میں مجاہد سے انھوں نے یمن سے کہا انھوں نے نہیں کاٹا گیا ہاتھ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میں مگر ایک ڈھال میں کہ قیمت اسکی ایک دینار تھی اور سکوت کیا اس پر اور یہ معارض ہوا اسکے جو روایت کی بخاری
وسلم نے کہ قیمت اسکی ربع دینار تھی اور روایت کی نسائی نے اپنی سند سے ابن اسحاق سے انھوں نے عمرو بن شعیب سے
ابو یمن سے کہہ دے کہ انھوں نے تھی قیمت سپر کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دس درہم اور روایت کیا اسکو
دارقطنی اول امام احمد نے اور اسحق بن راہویہ نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں سعید بن مسیب سے انھوں نے
ایک شخص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قطع ہوا ایک دینار یا دس درم میں اور یہ حدیث اس لفظ سے
موقوف ہوا پر ابن مسعود کے روایت کیا اسکو قاسم بن عبد الرحمن نے ابن مسعود سے کہا تیزی کے کہ قاسم نے نہیں
اٹھائے تو یہ حدیث منقطع ہے لیکن روایت کی امام نے اپنی سند میں قاسم بن عبد الرحمن سے انھوں نے اپنے باپ سے
انھوں نے عبد اللہ بن جعد سے کہا انھوں نے کاٹا جاوے گا ہاتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دس درہم پر اور یہ
موصول ہوا اور پھر گندار اثر حضرت علی کا کہ انھوں نے کہا نہیں قطع کیا جاوے گا ہاتھ کم میں دس درہم رواہ الدارقطنی
صل تو اگر سکلف یعنی عاقل بالغ نے اگرچہ غلام ہو چور یا دس درم یا زیادہ کے مال کو اور وہ مال محفوظ ہو بلاشبہ ف
اور اگر شبہ ہو تو قطع نہ کیا جاوے گا جیسے چور سے مال اپنے ذی رحم مرم کے پاس سے مکان میں مانند گھر کے یا صندوق کے
یا راہ میں کسی محافظ کے جیٹھا ہو یا کسی میں اوٹل اسکا اسکے پاس ہو اور اسکے لینے کا وہ ایک بار قرار کرے اور امام ابو یوسف
کے نزدیک دوبارہ قرار کرے یا دومر اسکی چوری ہو گواہی دین اور امام اور نسے پوچھ لیسے کہ سرقہ کیسا ہے اور کیا ہے اور کب ہو
اور کس جگہ ہو اور کتنے مال کا ہو اور کس کے مال کا ہو اور وہ گواہ بیان کہ جن ان سب باتوں کو تو ہاتھ اسکا کاٹا جاوے
اور اگر بہت کم کو کون مال چور یا اگرچہ اس مال کو بعض انھوں سے اوٹھالائے ہوں لیکن وہ بین ملک کو دس درم سے کم نہ چکا

توسب کا ہاتھ کاٹا جاوے گا **ف** اس واسطے کہ ہر ایک نے مقدار نصاب مرقوعے یا توسب رق ٹھہرے ص اور کاٹا جاوے گا
 ہاتھ اگر ساگوان کی لکڑی یا تیر کی چھڑ یا آبنوس یا مستمل یا سبک گیند **ف** یا اور کسی رنگ کا ہو ص یا یا قوت یا لہجہ
 یا موتی یا برتن یا دروازے لکڑی کے ہون چاروں اور نہ کاٹا جاوے گا ہاتھ جو تھیر کے چرے میں مثلاً لکڑی اور گھانس اور نیکل
 اور مچھلی اور پرندہ اور سکارا اور ہر تال اور گیر اور چونا **ف** اس واسطے کہ روایت کی بنی شیبہ نے مصنف میں حضرت
 سے کہ کہا انھوں نے نہیں کاٹا جاتا تھا ہاتھ جو رکازانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شیعہ میں اور پرندے میں اس واسطے نہ کاٹا
 جاوے گا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قطع ہو زمین ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعہ میں
 علی بن زناہت کیا عبدالزاق نے حضرت عثمان کا قول کہ نہیں قطع ہو زمین اور مچھلی میں سب قسم کی مچھلی داخل ہو اور مچھلی
 پر زمین مرغی اور بٹا اور کبوتر وغیرہ **ص** اور نہ اس شیعہ میں جو جلدی بکڑ جاتی ہو مثلاً دودھ اور گوشت اور ترسیوون میں
ف اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہاتھ کاٹنا ہو موسے میں اور نہ مچھلی میں خرمن کے روٹ کیا
 اوسکو امام احمد اور اصحاب میں نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور فرمایا کہ نہیں ہاتھ کاٹنا ہو طعام میں
 کیا اوسکو ابو داؤد نے مرسل میں جن بھری سے مرسل **ص** اور کچھ میں جو درخت پر ہو اور خرمن سے میں **ف** اولام
 ابو یوسف کے نزدیک ہر شیعہ ہاتھ کاٹا جاوے گا سوا مٹی اور خاک اور گودہ کے اور وہ جو حدیث میں ہنرے روایت کیں اور محبت ہو **ص**
 اور اس کھیتی میں جو مٹی ہو **ف** اس واسطے کہ وہ محفوظ نہیں ہو **ص** اور تشالانے والی چیزوں میں اور آلات اموں
ف مثل حول اور ساگی اور ستار اور طنبور وغیرہ کے **ص** اور چلیپا میں سونے کی جو یا چاندی کی **ف** چلیپا
 وہ جو کہ سکونضای اپنی زنا میں باندھتے ہیں اور کل بسکی یہ **ص** اور شطرنج اور زمین اور سجد کے دروازے میں
 اور قرآن شریف میں اور آداب کے میں اگرچہ دونوں **ف** یعنی قرآن شریف اور آداب کا **ص** زیور دار ہوں **ف** اولام
 شافعی کے نزدیک سجد کے دروازے میں اور قرآن شریف میں بھی ہاتھ کاٹا جاوے گا اور امام ابی یوسف کے نزدیک لڑکے
 آزاد میں بھی جب کہ زیور اور سکا مقدار نصاب کے ہو **ص** اور غلام اور ذقون میں مگر جب کہ نابالغ ہو یا دفتر حساب کے ہیں
ف کہ اس صورت میں ہاتھ کاٹا جاوے گا **ص** اور گتے اور چیتے میں اور امانت میں خیانت کرنے سے اور اوچا چلیپا
 سے اور لوٹ لیجانے **ف** اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہر خیانت کرنے والے پر اور لوٹنے والے
 اور نہ اوچکے پر ہاتھ کاٹنا روایت کیا اوسکا احمد اور چارون عالمون اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان **ص** اور کفن چرچہ
 سے **ف** اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک کفن چور قطع ہو کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کفن
 چاروں تو کاٹینگے ہم اوسکو روایت کیا اوسکو بھقی نے اور کہا ابن المنذر نے کہ مروی ہیں زبیر سے کہ وہ قطع کرتے تھے
 کفن چور کو اور جواب یہ کہ بھقی نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور اوسکی ہنادین کشیر بن جرم مہول ہو اور کہا ابن امام نے کہ
 حدیث منکر ہو اور ابن زبیر کا روایت کیا اوسکو بخاری بخاری میں اور ضعیف کیا اوسکو بسبب سہیل بن ذکوان کی کہ کہا
 عطائے کہ ہر اہام کرتے تھے اوسکو ساتھ کذب کے اور دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قطع عکے
 لکھنے یعنی نہیں قطع ہو مخفی یعنی کفن چور پر روایت کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعہ میں باقی لکھی لیکن

ابن زکریا

روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے کہہ کیا انھوں نے نہیں کہ کفن چورہ قطع اور بھی ابن ابی شیبہ شریعت کی زہری سے کہ مروان نے کفن چہرہ کو مالا و نکال دیا اور قطع نہیں کیا اور صحابہ بہت موجود تھے اور ایسا ہی خرچ کیا اوسکا عبدالرزاق نے عمر سے اور ایک روایت میں مصنف ابن ابی شیبہ کی کہ مروان نے پوچھا صحابہ اور فقہاء سے اپنے وقت کے ایک کفن چورہ کے باب میں سو جمع ہوئی اسے اونکی اس بات پر کہ مارین ہم اوسکو اور پھر اوین اوسکو اور کہا شیخ ابن العمام نے فتح لا شک فی ترجیح مذاہبنا من جہۃ الاثار یعنی اب نہیں شک کرتے ترجیح میں ہمارے ہر ایک کے از روئے احادیث کے ص اور عام کے مال جس نے سے مثلاً بیت المال میں سے چوری کرے اور مال مشترک چسپانے سے اور بقدر اپنے فرض کی یا زیادہ فرض دار کے مال میں سے چور لینے سے اور ایسی چیز کے چور لینے سے جہاں پہلے ہکا ہاتھ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور ہو کچھ بدلی نہ ہو اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک کاٹا جائے اوس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اگر لوٹے یعنی چورے تو کاٹو اوسکو و روایت کیا اوسکو اور قطنی نے ابو ہریرہ ص اور یہ حدیث طعن ہو طعن کیا او میں طحاوی نے ف بوجہ اس بات کے کہ اوسکی اسناد میں اقدی ہوا اور وہ ضعیف ص اور اگر بیل گئی ہو تو چورے تو کاٹا جاوے گا جیسے پہلے سوت چڑیا تھا اور او میں کاٹا گیا پھر وہ ہنگا اور پھر اوسکو چڑیا تو پھر کاٹا جاوے گا اور شخص کہ اپنے قریب محرم کے پاس سے مال چورے برابر ہو کر اوسی کا مال ہو یا غیر کا لیکر اوسکے پاس لکھا ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا اور اگر اپنے قریب محرم کا مال جو کسی اور کے پاس تھا اوسکے گھر سے یا اپنی ماور ضامی کا مال خیر یا تو کاٹا جاوے گا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اگر یا اور ضامی کا مال چور ہو گا تو کاٹا جاوے گا اور ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا اگر چہ اوس شوہر اپنی منکوحہ کا مال یا منکوحہ اپنے شوہر کا اگر ہر ایک جگہ محفوظ ہو یا غلام اپنے مالک کا مال خواہ مالک کی زوجہ کا مال اپنے مکان کا مال یا میخان میں رہاں کا مال یا مال غنیمت یعنی جو کافرون سے لوٹ میں ملا ہو ف اس واسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مال تھا اوس شخص کا جس نے چڑیا تھا مال غنیمت کا روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے مصنف میں ص یا حمام میں مال یا اوس گھر میں کا جس میں گھسنے کی اجازت ہو ف تو اگر دن کو گھسنے کی اجازت ہو اور رات کو نہ دے گا یا جاوے گا اور اگر حمام میں کوئی محافظ ہو تب بھی وہاں سے مال چسپانے سے کاٹا جاوے گا اور سب کے مال میں اگر کوئی محافظ ہو اسباب پاس تو کاٹا جاوے گا ص اور جو کسی چیز کو چورے کر اوسکو گھر سے باہر نہ لے جائے یا گھر میں اوس شخص کو دیکھو جو باہر گھر کے گھر تو کاٹا جاوے گا اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک اگر اپنے ہاتھ گھر کے باہر نکال کے دیا اور دوسرے نے لے لیا تو پھر قطع ہو اور دوسرے نے گھر کے اندر ہاتھ ڈال کے لیا اور اسنے دیا تو دوسرے پر قطع ہو اور ذخیرے میں ہو اگر داخل اور خارج کے بیچ میں اس مال کو نہ دیا اور دوسرے نے آن کر لے لیا تو ایک روایت میں نہ کاٹا جاوے گا اور ایک روایت میں دونوں کے ہاتھ کاٹے جاوے گے ص اور جو گھر کی دیوار میں سوراخ کر کے ہاتھ اندر ڈال کے کچھ لیوے یا قبیلے جو آستین کے باہر ہو گا یا اونٹوں کی قطار میں ایک اونٹ یا اوسکا بوجھ چلے تو ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا اور امام ابی یوسف کے نزدیک گھر کے اندر ہاتھ ڈال کے لینے سے بھی کاٹا جاوے گا و جواب ہمارا اصل میں مذکور ہے ص اور اگر اونٹ کو یا اوسکا بوجھ قطار میں چلے اور وہاں کوئی محافظ ہو اگرچہ سوتا ہو یا شلیطے کو چیر کر او میں سے اسباب یا ہاتھ صندوق میں کسی کی جیب

اور استین میں ال کو مال لے لے یا گھر کے حجرے میں سے نکال کر اوس چیز کو صحن میں لائے یا شخص حجرے والوں میں سے جو وہ ایک حجرے میں جو دوسرے کا بوجھ لے یا گھر کی دیوار میں سے یا گھر کے اندر گھسے اور کسی چیز کو سوانح میں سے اور میں کو الہ بچھڑا دے سکے اور ٹھالے یا کسی چیز کو گھر سے پر لاد کر دے سکے ہاں کہ وہ دیکھان باہر جاوے تو ان سے تون میں ہاتھ کاٹا جاوے اور انا شام منی کے نزدیک کاٹا جاوے گا برابر ہو کر دے سکے کیسا یہ میں چھوڑ دو اور انا فرمے کہ نزدیک ال سے میں اور لاد کر لیا میں ہاتھ کاٹا جاوے گا

فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت کے بیان میں

چور کا دہنا ہاتھ پہنچنے سے کاٹ کر داغ دیا جاوے لیکن ہاتھ کاٹنا تو کلام اللہ ثابت ہو اور دہنا ہاتھ قرأت ابن مسعود سے اور پہنچنے سے کاٹنا اس واسطے کہ روایت کی دروغی اور ابن عدی نے کامل میں عبد اللہ بن عمر سے کہ کاٹنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ چور کا پہنچنے سے اور اسناد میں اسکی عبد الرحمن بن سلمہ کی کہ نہیں معلوم ہے حال اسکا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے جابن حیات سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹا ہاتھ پہنچنے سے اور یہ مثل ہوا نکالا اوسنے عمر اور علی سے کہ کاٹے انھوں نے ہاتھ پہنچنے سے اور منعقد ہو گیا اسکا جملہ لیکن داغ دینا سو ہوا کہ روایت کی حاکم نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واسطے ایک سارق کے کاٹوا دے سکے اور داغ دے سکے اور خود شام تک اور کہا کہ صحیح ہر شرط مسلم پر اور روایت کیا اسکو ابو داؤد نے مرسل میں اور قاسم بن سلام نے غریب الحدیث میں اور نکالا اور عطی نے حضرت علی سے کہ انھوں نے بھی داغ دیا ص اور اگر چہ چوری کرے تو بایان پیر کاٹا جاوے اور اگر پھر چور ہو تو کاٹا جاوے بلکہ قید کیا جائے یہاں تک کہ چور سچی توبہ کرے و اور بایان پیر کاٹا جاوے ٹخنے سے نزدیک اکثر علماء کے اور کیا ایسا ہی حضرت عمر نے فتح القدر ص اور بعضوں کے نزدیک تعزیر بھی کرے اور امام شافعی کے نزدیک شری بار میں بایان ہاتھ اور چوتھی بار میں دہنا پیر کاٹا جاوے و اور پانچویں مرتبہ میں اٹکنے نزدیک بھی قید کیا جاوے اور تعزیر دیا و اور عطاء اور عمرو بن العاص اور عثمان اور عمر بن عبد العزیز سے منقول ہے کہ پانچویں بار میں قتل کیا جاوے ص اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ چوری کرے تو کاٹوا دے سکے پھر اگر چوری کرے تو کاٹوا دے سکے پھر اگر چوری کرے تو کاٹوا دے سکے و اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملتی ہن روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے جابن سے کہ لا گیا ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرمایا حضرت نے قتل کرے او سکوتب کہا لوگوں نے یا رسول اللہ یہ چور ہے فرمایا ہاتھ کاٹوا دے سکے پھر کاٹا گیا پھر لائے اسکو دوسری بار پھر فرمایا قطع کرے او سکوتب فرمایا اسی طرح پھر لائے او سکوتب دوسری مرتبہ پھر لائے او سکوتب تیسری مرتبہ پھر لائے او سکوتب چوتھی مرتبہ پھر لائے او سکوتب پانچویں بار اسی طرح سو فرمایا آپ قتل کرے او سکوتب کہا جابر کہ قتل کیا جسے او سکوتب ایک کو میں ہن ڈال کر اوپر سے تھوڑا دے اور نسائی نے اس حدیث کو منکر کہا اور عبد اللہ بن ثابت اسکی اسناد میں قوی نہیں اور طریقے بھی اس حدیث کے ضعیف ہیں ص اور مذہب ہمارا تاثر ہے حضرت علی سے کہ امام محمد بن حسن کے کتاب الاثام میں خبر دی ہے کہ ابو جیفہ نے انھوں نے عمرو بن مرف سے انھوں نے عبد اللہ بن سلمہ سے انھوں نے علی بن ابی طالب سے کہ فرمایا آپ نبی ص چوری کرے چور تو کاٹا جاوے دہنا ہاتھ اسکا پھر اگر چہ چور تو بایان پیر او سکوتب پھر اگر چہ چور تو قید کیا جاوے یہاں تک کہ نیک ہو جاوے کیونکہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ کرے وہ اسکو ایسا کہ

اور پیل ہماری اہل میں نہ کور ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں تاوان دیتے ہیں ہم چور کو بعد اسکے کہ قائم کریں اور چور کو روایت کیا اور سکون سائی نے عبد الرحمن بن کوف سے **ص** اور اگر ایک چور نے کئی تیرہ کتنی جگہ چوری کی بعد اسکے سب آدمیوں کی نالاش کے سبب یا بعض کی اور سکا ہاتھ کاٹا گیا تو باقی آدمیوں کے مال کا ضامن ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جن لوگوں کی نالاش میں اور سکا ہاتھ کاٹا ہو اسکے مالوں کا ضامن ہوگا اور باقی مالکوں کے مال کا ضمان دیگا اور اگر قاضی نے حکم کیا چور کے دہنا ہاتھ کاٹنے کا تو اس نے قصداً بیان ہاتھ کاٹا تو کچھ دیت یعنی خون بہا اور سپر لازم نہ آویگا اور اگر کپڑے کو ٹپا کر گھر ہی میں چھپ چکا ہو تو لاچار ہوگا نکالا تو کاٹا جاوے گا جب وہ کپڑے بدلے گا تو کٹنے کے دس مہینے یا زیادہ کا ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک نکالا جاوے گا اور اگر کبریٰ کو چھپا کر اسی جگہ بیچ کر کے باہر نکالا تو نہ کٹے گا اور اگر چاندی سونا چھپا کر اسکے روپ یا شرفی بنالے تو ہاتھ کٹے گا اور روپ یا شرفی مالک کو دیے جاوے گا ورنہ اگر کپڑے چھپا کر اور اسکے سرخ رنگا اور ہاتھ کاٹا گیا تو کپڑے کا پیر نا ہو اگر ہلاک ہو جائے تو تاوان اور سکا لازم نہیں اور امام محمد کے نزدیک کپڑا دیسے اور سرخ رنگانے کی قیمت پھر کپڑے اسکے مالک سے اور اگر سیاہ رنگے تو کپڑا پھر امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک پھر **ف** اور فتویٰ قول امام ربیع

باب رہنہی کے بیان میں

اگر مسلمان یا ذمی قصداً رہنہی کا کرتا ہو اور نہ ہرق سے پہلے گرفتار ہو تو اسکو قید کرنا چاہیے یہاں تک کہ اس اطمینان سے توبہ کرے **ف** یعنی علامات بختوں کی پیدا ہو جاوے اور بعضوں نے چھ مہینے کی مدت اس میں رکھی ہو اور صحیح اول ہر **ص** اور اگر وہ مال معصوم یعنی مسلمان یا ذمی کا لے لے کر اور ہر ایک کو ان کی جماعت سے مقدار نصاب چوری کے یعنی دس مہینے یا زیادہ کا مال ہو چکے تو اسکا ایک ہاتھ اور ایک پانوں دوسری جانب سے کاٹا جاوے **ف** یعنی دہنا ہاتھ بیان پانوں **ص** اور اگر اس نے کسی کو جان مار ڈالا اور مال نہیں لیا تو قتل کیا جاوے گا حدین نہ قصاص میں یعنی اگر چہ وار مقتول کا خون اور سکو معاف کئے مگر خون معاف نہ ہوگا اور اگر وہ کسی کو جان مار کر لے لے تو اسکا دہنا ہاتھ بیان پانوں کاٹ کر مار ڈالا جاوے اور سولی پر چڑھا دیا جاوے یا کہ صرف جان مار دیا جاوے یا فقط سولی پر کھینچا جاوے **ف** یعنی حاکم کو اختیار ہو چاہے انہیں سے کہے اور اہل اس باب میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے **الَّذِينَ يُحَارِبُونَ ابْنِ عَسَاءِ** اور روایت کی امام محمد نے ابو یوسف سے انھوں نے کلمی سے انھوں نے ابی صالح سے انھوں نے ابن عباس سے لکھا انھوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت کیا ابابردہ بلال بن نویرہ سلمیٰ کو اس بات پر کہ یہ ہم تھا دے رہنہی کرین اور نہ تم ہمارے پر تو چلے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دو اسلام کے اور اصحاب کرام پر نہ رہنہی کی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے لکھا کہ توبہ کی جسے قتل کیا اور مال لیا سو لی دیا جاوے جسے قتل کیا اور مال نہیں لیا قتل کیا جاوے اور جسے مال لیا اور قتل نہیں کیا تو اس کے ہاتھ اور پیر غلام کے کاٹے جاوے اور جو مسلمان ہوگا تو اسلام نہ دیا جاوے کچھ کہ کیا تھا اس نے شرک میں اور عظیم کی روایت میں ابن عباس سے کہ جسے فقط ڈرایا تو قتل نہیں کیا اور مال نہیں لیا تو وہ جلاوطن کیا جاوے **ص** اور جسے رت میں کہ امام سولی پر چڑھا نا پسند کرے تو ڈاکو کو زندہ سولی پر چڑھاوے اور اس کے پیٹ کو

نہیں لڑائی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم سے یہاں تک کہ بلایا نہ ہو اور نہ کو طرف اسلام کے اور خارج کیا اور سکھا
حاکم نے اور صحیح کیا اور سکھو تو اگر لڑائی کرینگے قبل بلانے کے طرف اسلام کے تو گنہگار ہونگے **ص** تو اگر وہ مسلمان ہوں
ان لڑنے بہت جوش اس واسطے کہ طلب حاصل ہو گیا تو اب انکے قتال سے باز رہیں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم کیا گیا میں کہ مقاتلہ کروں لوگوں سے یہاں تک کہ یمن وہ کہ یمن ہر کوئی مبعود سوا اللہ کے روایت کیا اور سکھو بخاری
و مسلم نے ابن عمر سے **ص** اور اگر نہ یمن تو طلب کریں **ف** اس واسطے کہ حدیث بڑی دین ہو کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وہ انکار کریں اسلام سے تو طلب کرو اور اسے جزیرہ پھر اگر وہ قبول کریں تو تو بھی قبول کر اور اسے
روایت کیا اور سکھو مسلم نے **ص** اگر جزیرہ دینا قبول کریں تو اور انکے واسطے ہر جو ہمارے لیے ہر یعنی انکے جان و مال کو محفوظ رکھنا
چاہیے اور نہ ہر جو ہر جو ہر جو یعنی معاملات میں انکے احکام مثل مسلمانوں کے ہیں اور یہ میل سپر قبول ہر حضرت علی کا ذکر کیا گیا
اور جزیرہ تاکہ جو جاوین خون انکے مثل ہمارے خونین کے اور مال انکے مثل ہمارے مالوں کے **ف** روایت کیا اور سکھو شافعی نے
مسند میں اور سنن میں ابوالجوزی نے روایت کیا اور سکھو دقطنی نے **ص** اور جس کی کو دعوت اسلام نہ پہنچی
ہو اور سکے ساتھ ہر لڑینگے **ف** اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ سے کہ تم پہنچو گے
اہل کتاب پر سولانا اور سکھو اول طرف شہادت کا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کے روایت کیا اور سکھو بخاری و مسلم نے **ص** اور اگر پہلے
دعوت اسلام پہنچ چکی ہو تو مستحب ہے کہ لڑائی کے شروع میں پھر اونے مسلمان ہو جانے کو کہ آیا جاؤ **ف** اور یہ وہ بیت
ہے کیونکہ مروی ہے کہ انکے چھاپا مارا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی مصلحت پر اور وہ غافل تھے پھر مارا لڑنے والوں کو
اور قید کیا اور لاد کو انکی کہایہ جسے عبداللہ بن عمر نے روایت کیا اور سکھو بخاری و مسلم نے اور ظاہر ہے کہ چھاپے میں بلانا
نہیں ہوتا اور طرف اسلام کے **ص** پھر اگر جزیرہ دینا بھی قبول کریں تو اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کر کے اونے لڑینگے
ف اس واسطے کہ حدیث بڑی دین ہو کہ اگر وہ انکار کریں جزیرہ سے تو یہ دماغ اللہ سے اور لڑاؤ سے **ص** شافعی
فلاخن کے **ف** اور تمامی آلات حرب مثل توپ و تفنگ کے **ص** اور کافروں کو جلاوینگے اور بوجینگے اور تیر مارینگے
ف اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کیا ایک فلاخن کو طائف والوں پہ روایت کیا اور سکھو ابوداؤد و ترمذی
میں بحول سے اور مروی اس کے معتبر میں و موصول کیا اور سکھو حقیقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہوا اور جلاو پیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتوں کو جی نشیر کے اور کاٹ ڈالا اور انکو روایت کیا اور سکھو علی سے **ص** اگر وہ بعض مسلمان
کو اپنی سپر خالین اور ہر تیر وغیرہ مارنے میں کافروں کی نیت کرینگے نہ مسلمانوں کی **ف** یعنی اگر کافر مسلمان کو
اپنی سپر بنائے اور اسکی آڑ میں کھڑا ہو اور اس کے مارنے کی ضرورت ہو تو صرف کافر کی نیت سے تیر وغیرہ مارنا چاہیے
اگر مسلمان بھی زخمی ہو یا مارا جاوے **ص** اور انکے درخت کاٹ ڈالیں گے اور انکی کھیتی باڑی جلاوینگے اور دغا کرینگے
ف یعنی عمدہ توڑینگے اور صحیحین میں ثابت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کو فریب متوانے اور
ہوا کہ دغا اور کفر میں فرق چپائیں تو جب تک کہ لڑائی ہو رہی ہو تو کافر حرام نہیں اس طرح کہ ہر انکو اس طرح دھلاوین کہ نہیں
لڑتے ہیں اور جب مظلوم جو جاوین اسے لڑیں یا ہر کسی طرف چلے جاوین اور وقت انکی غفلت کے لڑتے کو اپنے چھاپا پارتے ہر جلا

ابو جریب

اوس صورت کے گھمبہ ہمارے لوگوں کے چچ میں عہد ہو گیا کہ ان کے روز ہر نہ لڑینگے اور پھر دغا دیکے لڑینگے تو یہ کانہیں ہوئے
تو انہوں نے جرم ہر ص اور مال غنیمت میں خیانت نہ کی گئی اور شلہ یعنی سپکینہ ناک کان نہ لائینگے اور وہ جو عربین کو سخت
صلی اللہ علیہ وسلم نے شلہ کیا تھا ف اور حدیث اور کتاب الطہارت کو میں کے باب میں گذری ص منع
ہر ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہ چلو مال میں سے غنیمت کے اور عہد نہ تو دو اور تاک کان نہ کا ٹو
ف روایت کیا اوسکو سلم نے حدیث بریدہ میں ص اور مثلاً میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش کا بدلہ دینا تو ہر جرم ہو گا
ف اس واسطے کہ اللہ کی پیدائش کا بدلہ ہر جرم ص اور لڑنے کے اور بقیل اور بوزرے قنوت اور اندھے اور پاہج کو
اور عورت کو نہ مارینگے ف اور امام شافعی کے نزدیک شیخ فانی اور پاہج اور اندھے کو بھی مارینگے اور ہمہ کہتے ہیں
کہ ان لوگوں سے لڑنی مستحق نہیں ہوتی تو انھوں نے بھی جائز ہو گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قنوت
عہد یوں اور لڑکوں کے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے دیکھا ایک عورت کو لڑائی میں قتل ہوئی تھی سو
فرمایا کہ نہیں تھی یہ قاتل قتال کے روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور نسائی نے ص مگر یہ کہ ب کوئی ان میں سے حاکم ہو یا ان
یا صاحب مال ہو یا کافرون کو مستعد کیا ہو لڑائی پر لڑائی کے اور میں شور و دغا ہو اور منع ہو کہ مسلمان لڑکا اپنے باپ کے
ابتداء قتل کرے بلکہ لڑکے کو اس کے ماؤ والے سے دیر لڑا جاتا ہے کہ دوسرا شخص آکر اسکو مار ڈالے ف اس واسطے کہ فرمایا
اللہ تعالیٰ نے وصا جہمہ فی الدنیا مع خوفہ یعنی بسر کرو الدین سے دنیا میں حوائق دستور کے اور یہ تو یہ ہے
ہر کہ ابتداء لڑائی کے لڑنے ص اور اگر باپ اس کے قتل کا قصد کرے اور اسکو اوس سے بچنے کی کوئی صورت نہ بن سکے
تو اسکو مار ڈالے ف اس واسطے کہ مقصود بچنا ہو بلکہ جب باپ مسلمان اپنے بیٹے پر تلوار کھینچے اور بیٹے کو بچنے کی کوئی صورت
نہ بنے بغیر قتل کرنے کے تو قتل کرے اور اسکو کافر باپ میں بر جہد اولی قتل کرنا جائز ہو گا ہادیہ ص اور بھی منع ہے کہ
قرآن اور عورت کو ایسے لشکر میں ہر لڑائیں جس میں جمعیت تھوڑی ہو اور اگر بڑا لشکر ہو اور گمان غالب ہو فتح کا تو کچھ ضابطہ
نہیں ف صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں مروی ہے حضرت ابن عمر سے کہ منع کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے
کہ سفر کیا جاؤ قرآن کو لیکر دشمن کے ملک میں اور ایک ایت میں سلم کی ہر کو میں خون کرتا ہوں اس بات کا کہ لے لے اور اسکو
دشمن ص اور اگر امام کافرون سے صلح کرنے میں بہتری دیکھنے جائز ہو کہ اونسے صلح کرے ف اخواد مال دیکر یا لیکر
اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكُفْرِ أَجْرًا يَجْزِي الْكُفْرَ وَلَئِنْ لَمْ يَنْقُصْ اللَّهُ شَيْئًا مِنْهُ لَلْكَافِرِينَ كِبَارًا وَأَصْغَارًا وَأُولَئِكَ هُمُ الرِّجَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ بِمَا يَفْعَلُونَ عَلِيمٌ اور سخت صلی اللہ علیہ وسلم
نے صلح کی اہل کفر سے اس بات پر کہ لڑائی کو موقوف رکھیں دس برس تک ایسا ہی مذکور ہے سیرت محمد بن اسحاق اور سیرت
ابن ہشام میں جو بقیہ نے روایت کی کہ وہ صلح و برت تک تھی ص اور صلح کو توڑ ڈالیں اگر توڑنا اچھا ہو اور کو اطلاع دے
اور اگر کافر خیانت کریں تو بدوان اطلاع دیے اونسے لڑیں ف اس واسطے کہ سخت صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ ڈالی وہ صلح
جو کئی تھی شہر کو نہ سے اور وہ صورت خیانت نہ کرنے کافرون کے بغیر انکی اطلاع دہی کے لڑا جائز ہو گا کیونکہ یہ دغا
ہو جاوے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہدوں میں وفا ہو نہ دغا اور یہ حدیث غریب ہے اور قول ہے عمر بن عبد العزیز
لیکن اسکے معنوں میں اور حدیث میں صحیح آئی ہیں ص اور مردوں سے صلح کر لین لیکن مال نہ لین و اگر لے لیا تو بھروسہ

والپس من اور سلمان کافروں کے ہاتھ ہتھیار اور گھوڑے اور لوہا نہ پہنیں اگرچہ بعد صلح کے ہوف اس واسطے کہ رویت کی ہو بقی نے سیرین اور بزار نے مسندین اور طبرانی نے معجمین عمران بن حصین سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہتھیار کے نیچے سے فتنہ و فساد میں کہا بوقی نے معجمین یہ کہ کوئی موتوف ہو اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے فی کامل میں لیکن سند اسکی ضعیف ہے ص اور بن کاف کو کوئی مسلمان مرد یا عورت آزاد و پیادہ دے تو ان اسکی صحیح ہو اور اسکو قتل کرے گناہان اگر ایمان دینا برا ہو تو اس کو توڑ ڈالیں اور حاکم ان دینے والے کو ناصیب کرے و اور اصل ابن ابی یمن قول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مسلمان برابر ہیں خون انکے اور ذمہ داری کر سکتا ہر ادنیٰ اونکا یعنی ہمت کر اور وہ ایک ہی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور بخاری و مسلم نے ص اور اگر کوئی زخمی یا قیدی یا سوداگر مسلمان جو انکے ساتھ ہو یا غلام یا دہشتہ جس جو سلام لایا ہو لیکن ہماری طرف نہیں آیا ہو یا لڑکا یا مجنون مان و تو ان اسکی باطل ہے و اور امام محمد کے نزدیک ان غلام کی صحیح ہو اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان غلام کی مان ہو یعنی جائز ہو ہر اسے میں ہو کہ روایت کیا اسکو ابو موسیٰ اشعری نے اور کہا ابن الہمام نے کہ یہ حدیث پہچانی نہیں جاتی لیکن روایت کی عبدالرزاق نے حضرت عمر سے مانند اسکے موقوف اور ابن ابی شیبہ نے اور دلیل امام صاحب کی مذکور ہے تہمتیں

باب غنیمتوں کا اور اسکے بانٹنے کے بیان میں

مسلمانوں کا بادشاہ جس شہر کو غلبہ اور زبردستی سے فتح کرے اسکو لشکریین بانٹ دے یا اس ملک کے باشندوں کو اس پر مقرر رکھے اور ان خود پر جزیرہ اور فوجی زمین پر خراج ٹھہرا و دلیل اول مسئلہ کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبہ کے ملک میں ایسا ہی کیا تھا اور دوسرے مسئلہ کی یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل عراق کو انکے ملک پر بقرار رکھا تھا اور فوجی زمینوں پر خراج باندھا تھا ہدایہ ص اور قیدیوں کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے و اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو قیدیان بدر ص اور چاہے انکو غلام بنالے و اس واسطے کہ ہمیں اونکا بھی دیکھنا ہے اور مسلمانوں کا بھی فائدہ ہے و اور چاہے آزاد چھوڑ دے کہ مسلمانوں کو ذمی بننے جزیرہ دیا کریں اور نہیں جائز ہو کہ ان قیدیوں کو مفت احسان رکھ کر چھوڑ دیں اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہے و دلیل دوسری قول انہ اسد تعالیٰ کا اُقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم ص اور جائز ہو کہ مال لیکر انکو چھوڑ دیں قبل موتوف ہونے لڑائی کے نہ بدلے میں مسلمانوں کے جو کافروں کے نزدیک قیدی ہیں اور بعد موتوف ہونے لڑائی کے مال لیکر چھوڑنا باجماع ہمارے علماء کے جائز نہیں ہو اور مسلمانوں کے بدلے میں بھی چھوڑنا امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں ہے اور امام محمد کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو یوسف سے اس باب میں دو روایتیں ہیں اور امام شافعی کے نزدیک مطلقاً جائز لیکن دار الحرب کو داپس بھی دینا کیسے نزدیک جائز نہیں ہے و بھی حرام ہے مویشی کے کوچین کا نشی جیست میں کہ اونکا دارالاسلام انما مکمل ہو بلکہ ذبح کر کے انکو جلادیا جاوے تاکہ کافر فائدہ نہ اٹھاویں و اور امام شافعی کے نزدیک وہ مویشی چھوڑ دیے جاویں اور دلیل اس کے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ذبح کرنے سے بکری کے گوشت کھانے کے اور جو بکری کہ یہ حدیث مرفوعہ نہیں ملی بلکہ قول ابو بکر رضی اللہ عنہ روایت کیا اسکو مالک نے موطائین اور دلیل جاری یہ ہے کہ ذبح کرنا

لشکر وغیرہ ہوا امام کے افن سے گئے ہوں اور جوامام کے بغیر اذن کے اور لشکر کے چلے گئے ہوں تو آدمین سے یا بھوان
 حصہ لیا جاوے امام کو اختیار ہر حالت قتال میں لشکر کو برا بیکھڑ کرے اور من اللہ سے قتل پر مشلا کہ جو کوئی کسی کا فر کیا گیا
 تو اس کا مسلمان قاتل کو طے کیا یا چھوٹے لشکر سے کہہ کہ میں نے تمہارے واسطے غنیمت کی جو تمہاری بعد خمس نکالنے کے مقرر کردی
 یعنی غنیمت میں سے خمس نکال کر چھ حصے جو ہے اور میں ایک حصہ مکود ونگا اور میں حصہ سب لشکریوں تقسیم کر دے گا ف اس واسطے
 کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا ایہا النبی حسن حب المؤمنین علی القتال ای نبی مستعد کرو اور غنیمت دلا مسلمانوں کو قتال میں
 حص اور نڈر جانے بعد آجائے غنیمت کے دارالاسلام میں اس واسطے کہ اب سب کا حق او میں ہو گیا اصل کر
 خمس سے ف کیونکہ خمس میں اون لوگوں کا حق نہیں حص اور مسلمان یہی کہ سواری اور کھڑے اور چھپا اور جو کچھ کہ
 اسکے پاس ہو جانور پر تو اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم کیا تو سب متقبل اس سب میں تقسیم ہو جاوے گا ف اور امام غنائی
 کے نزدیک ہمیشہ مسلمان مقتول کا قاتل کو پورا گالیہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل قتیلاً فکے سبکۃ روایت کیا
 اسکو اسحق بن راہویہ مسند میں اسی لفظ سے مراد ہو واد واد ابن جہان اور حاکم نے اس سے اس لفظ سے من قتل
 کا فرما فکے سبکۃ اور جماعت سے انسان کی کلاس لفظ سے ابو قتادہ سے من قتل قتیلاً فکے علیہ بیتۃ فکے
 سبکۃ یعنی جو شخص کو قتل کرے کسی کو اور اسکو اس گواہ ہوں تو واسطے اسکے ہر مسلمان اس مقتول کا اور دلیل امام علم
 کی یہی کہ یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین میں زیادہ کرنے کے لیے فرمایا تھا نہ کہ اسکا ہمیشہ حکم ہی شرع میں ولایت
 کرتا ہی اس پر وجہ روایت کی طبرانی نے مسند کبیر اور واسطہ میں کہ ایک شخص نے ارادہ کیا کل لے لینے کا قاتل کے اور یہی گواہ
 کیا کہ لا میں یا بھوان حصہ میں تو کہا معاویہ کہ نہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فراتے تھے انما للہ ما طابک نفس
 اما یہ یعنی آدمی کا حصہ ہے غنیمت میں اسکا امام غنیمت اور اسکو اس روایت کیا اسکو اسحق بن راہویہ اور تفصیل فتح القدر میں

باب کاغذوں کے غلبے کے بیان میں

اگر بعض کاغذ کاغذوں پر غالب ہو کر انکو قید کہیں اور انکو مال لے لیں یا اونٹ ہمارے بھاگ کر انکے پاس چلے جاویں
 یا مسلمانوں کا مالون پر غالب جاویں اور اون مالون کو طارحرب میں لیجاویں تو مالک ہو جاوے گا اور امام شافعی کے نزدیک
 کاغذ مسلحہ یوں کہ مال کے مالک نہ ہو گئے ف اس دلیل ماری اصل میں مذکور ہر حص اور کاغذ ہمارے آزاد اور عبد بلو لعلہ
 مکاتب اور غلام کو جو انکے پاس جاگ گیا ہو مالک نہ ہو گئے اگرچہ اسکو لے لیویں اور ہم اگر اون پر غلبہ پاویں تو انکے انوشوں
 اور انکے مالون کے مالک ہو جاوے گا تو جو مسلمان اپنی چیز مجنسہ وہاں پائے وہ غنیمت کی تقسیم سے پیشتر اسکو غنیمت لے لے
 اسکا عوض کچھ شے اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اسکو اپنا مال ملے تو اس مال کی قیمت پورے سکتا ہو ف اس واسطے
 کہ روایت کی دارقطنی ابو یوسف نے مسند میں ابن عباس کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون مالون میں کہ یہاں اسکو
 دشمن کا مسلمان مجرمین لیویں ان سے لے لے گا اسکا مال اسکو پورا قتل سمجھتے تو وہ قتال ہو گا اور اگر باجے اسکو اور غنیمت
 ہو چکی ہو تو لے لے کر غنیمت اور اسناد میں اسکی حسن بن عمارہ ضعیف ہو اور نکالا اور قطنی نے ماخذ اسکے ابن عمر سے
 اسکی اسناد میں ضعیف ہو اور ذکر کیہ ذیلی نے متخرج ہادیہ میں اس باب میں بہت آما حص اور جو کسی سے لیا گئے

منہ

باب

مکتبہ

۱۷

مکتبہ

کافرون کو جو چیز مول لی ہو اور دانا اسلام میں سے آیا ہو تو جتنے دام سودا گو کے لئے ہوں وہ قدر دیکھ لے۔ ^{سطح} کہ رویت کی ابو داؤد نے مرسل میں تمیم بن عوف سے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے پاس ایک ناقہ پایا اور قصہ لڑھکایا اسکا بی بی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو قائم کیے ایک گواہ کر یہ یا ناقہ ہو اور دوسرے نے قائم کیے اس بات پر کہ اس ناقہ کو فریادینے لگا جس سے تو فرمایا بی بی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر چاہے تو تو لے لے اوس تمیت سے کہ فریاد ہی جتنے کو اس شخص نے ورنہ چھوڑ دے تو اس حکم کو ذکر کیا اسکو عبد الجحش نے احکام میں اور کہا کہ اسناد کی اس حدیث کی یاسین الزیاتی سے سماک بن حرب سے اوس سے تمیم بن عوف سے اور سے جابر بن سمرہ سے اویسا سید بن عیاف بن کلبان بن العطلان نے کہ ایسا ہی کیا ابن حزم نے اور ابن نمیر بن حیان سے اوس سے سند کو نکال کر فی تہذیب المعانی الزیلعی ص اگر وہ پس مال کی نگاہ سے پٹ گئی ہو اور اسکا کھانا اوس تاجر نے لے لیا ہو تو بے گمان مالک نہ چاہیے کہ انکے چھوٹنے کے عوض کو مشلا غلام کے مول میں گم کر کے دے تو اگر تمیم بن حیان اور خرمینا دو بار ہو تو شری اول دو ستر سے اوسکا دام دیکر لے اور ملا مالک دو نون دام شری اول کر دے اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ کافر بیکہ غلام کو پکڑے لے گئے اور عروا سے سورہ پکڑ کر فریاد لایا پھر دوبارہ اوس غلام کو کافر پکڑ لے تو کافر اسے سودا کو دانا اسلام میں لے آیا اس پر اگر عروا اوس غلام کو لے گیا تو بیکہ کے دام یعنی سورہ پکڑ لے گیا اور بیکہ اگر عروا سے لینا چاہیگا تو دوسرے بیکہ پرینگے اسلئے کہ عروا کے دوسرے بیکہ ہوں اور بیکہ کو اختیار نہیں کہ بیکہ سے سورہ پکڑ کر فریاد کرے صورت میں عروا کے دو منافع ہو جائیں گے مسئلہ اگر کوئی غلام اپنے مالک کا گھوڑا اور اسباب بیکہ کافرون کی طرف چلا گیا اور اسکو پکڑ لیا اور کوئی سودا گروں سے وہ غلام اور گھوڑا اسباب لے لیا اور دانا اسلام میں لے آیا تو مالک قدیم اوس غلام کو سودا گروں سے منعت لے سکتا ہے اسلئے کہ کافر ہمارے غلام کے مالک نہیں ہے اور غلام کے سودا اور اسباب مول بیکہ کیوں سے جتنے دام شری اول کافرون کو دے ہوں اسلئے کہ اون چیزوں کے مالک ہو گئے تھے مالک کوئی کافر جو مسلمانوں کی اس دانا اسلام میں لے آیا ہو کسی مسلمان غلام کو فریاد کرے اور اپنے ملک میں لے آیا تو وہ آزاد ہو گا دام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک انکا دھوکا ف اور دلیل امام صاحب کی ہل میں مذکور ہے اصل اسکوئی غلام عربی کا دار الحرب میں مسلمان ہو کر چلا آیا اور اسکا غلام بیکہ کو اس مسلمان غلام کو ملا کر بیکہ پکڑ لے لے تو ان دونوں صورتوں میں وہ غلام آزاد ہو گا ف اسواسطے کہ رویت کی امام احمد نے ابو بن ابی خنیس نے مصنف میں اور طبرانی نے معجم میں قسم سے، یحییٰ بن عباس کہ وہ غلام بیکہ کے مالک سے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ذکر کیا اور نہ سوال صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور شخص کے ابو بکر سے اور ایک لفظ میں ابن ابی شیبہ کہ یہ جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے انکا کہتے ہوں غلاموں کو جو کہتے تھے آپ کے پاس مسلمان ہو کر آزاد کر کے ان خانہ کے دو غلام ایک اوسین سے ابو بکر سے اور روایت کی اسی ہی ابو داؤد نے مرسل میں ہانڈ اسکے عبد بن ابی کلبہ سے کہ ان بن العطلان نے کہ عبد بن ابی کلبہ نے پچا نا جانا ہو حال اسکا اور روایت کی یحییٰ نے عبد بن کرم تقی سے اور یحییٰ بن کفر لیا آپ نے اؤ لیک عتقاء اللہ عتقوا عتقوا یعنی وہ اس کے آزاد کر کے جوئے ہیں یا اللہ اسکو

باب مستامن کے بیان میں

مستامن اسکو کہتے ہیں جسکو آزاد کر لے لے اور بیکہ لینے سے ان دونوں مالک دانا اسلام میں لے آیا مسلمان دار الحرب میں

کے نزدیک قتل عمدین میں اور غلامین و حبیب کی اور جو شخص کہ جنگ کر کسی مسلمان کو مار ڈالے جس کا کوئی وارث نہ ہو یا کفری حربی کو جو میں لیکر والا اسلام میں آیا تھا اور مسلمان بن گیا تھا مار ڈالے تو نام کو چاہیے کہ وہ کا خون بہا قاتل کی قوم سے لے کر قصداً اور کو باغی قتل و قتل کا حکم قصاص میں مار ڈالنا یا خون بہا لینا ہر معاف نہ یعنی بادشاہ کو اختیار ہے کہ مار ڈالے یا خون لے کر معاف نہیں کر سکتا

باب میں عشری اور خراجی اور حبس کے بیان میں

زمین عرب کی اور وہ زمین جہان کے رہنے والے مسلمان ہو گئے ہوں یا غلبے کے طور پر فتح ہو کر لشکر اسلام کو بانٹ دی اور زمین بفرس کی سب عشری ہوتی ہے یعنی انکی پیداوار سی دس حصے میں سے ایک حصہ لینا چاہیے لیکن زمین عرب کی جو سوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے خراج نہیں لیا عرب کی زمین سے اور جو زمین کا اسلام لائے اہل اوس کے یا لشکر اسلام میں بانٹ دی گئی کہ وہ زمین قبضے میں مسلمانوں کے ہو اور مسلمانوں کی زمین سے عشر لیا جاتا ہو اور لیکن زمین بفرس کی تو چاہیے تھا کہ خراجی ہوتی مگر صحابہ نے مقرر کیا اور سپر عشر کو سوا سٹے قیاس متروک ہو گیا اصل اور جو ملک کہ غلبے سے جیتا ہوا ہو پھر وہاں کے باشندوں کو اور سپر قائم رکھا جو امام نے انکے ساتھ صلح کر لی ہو تو وہ خراجی ہوتی ہے اور ایسی ہی زمین سوا عراق کی سوا سٹے کہ روایت کی ابو عبیدہ عاصم بن سلام نے کتاب الاموال میں ابراہیم سے کہ جب فتح کیا مسلمانوں نے سوا کو کہا انھوں نے سوا سٹے عمر کے کہ تفسیر کر دو اسکو چارے بیچ میں کیونکہ فتح کیا منے اسکو غلبے سے تو فرمایا حضرت عمر نے کہ کیا ہو گا انکے واسطے جو تمھارے بعد مسلمان آئیں گے تو مقرر رکھا انھوں نے وہاں کے باشندوں کو اور سپر انکی گردنوں پر جزیر اور انکی زمینوں پر خراج باندھا اور ایسا ہی کیا عمرو بن عامر نے جب فتح کیا زمین مصر کو خراج کیا اسکا ابن نے طبقات میں اور مقرر ہوا خراج ملک شام پر باجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور مشہور ہے جس اور اگر کوئی شخص زمین ایران کو جو سکی کا نوع آباد کرے تو وہ زمین اگر عشری کے متعلق ہوگی تو عشری ہوگی اور اگر خراجی کے متعلق ہوگی تو خراجی ہوگی اور وہ خراج جسکو حضرت عمر نے سوا عراق مقرر کیا تھا یہ کہ جو زمین قاتل زراعت ہو اور وہاں پانی پہونچے اس کے پیداوار میں سے ہر چوبیس حصے ایک صاع اور ایک مہ لینا چاہیے اور ترکاری کی زمین ہر چوبیس میں پانچ مہ اور گنواؤں جو پائے کہ سٹے کھڑے ہوں انکی جزیہ میں س درم اور اس کے سوا میں مثل زعفران و باغ وغیرہ کے جو ان کے مال کے مناسب لیا جاوے

ف اور یہ ثابت ہے حضرت عمر سے مختلف روایات میں خراج کیا اور انھوں نے ابوعبیدہ نے کتاب الاموال میں اور عبداللہ بن ابی شیبہ نے جس اور جزیہ شصت و شصت ہوا عرف یعنی ساٹھ کو ساٹھ گز میں ضرب چھینے سے جتنا ملے گا وہ جتنے ہوں اتنے کا ایک چوبیس حصہ اور کتب فقہ میں ہے کہ اگر کہ باس کا سات ٹھی کا ہوتا ہو اور گز ساحت کا ساٹھ مٹھی اور ایک انگلی تھری ہوئی اور اہل حساب کے نزدیک گز چوبیس انگل کا اور انگل چھ چوکا ہوتا ہو اس طرح کسی کے بطون میں ایک دوسے سے فاطمی مائشہ شرح قنایہ میں ہے کہ ہر چوبیس میں گز باس حصہ اور خراج میں ایک ہر گز لیا جاوے اور جو گنایش اس قدر محصول کی ہو تو کہ کہ یا جائے گز زیادہ کی گنایش کی صورت میں زیادہ لیا جاوے نہ کہ ایک مہ ہر گز کے اور زیادہ کیا جاوے نہ کہ ایک مہ کے فاطمی قول نام ہو یوسف کا ہے اور دوسری یہ فتویٰ ہے اور مؤید ہر اس کے وہ جو روایت کی عبداللہ بن ابی ابراہیم سے کہ آیا ایک شخص باس عشرے اور کہا کہ زمین خراج میں زیادہ گنایش اسکو

جو مقرر ہوا تو فرمایا آپ کے زمینیں راہِ بیک و طوطا لے لیں جسے کچھ علاقہ نہیں جتنا مقرر ہو چکا اتنا ہی ملیں گے
 ص اور جو خراج گذار کی زمین پر پانی ہو چنانچہ بند ہو جائے یا پانی زمین پر غارت ہو جائے یا کھیتی کی کوئی آفت ہو تو ان کو
 زمین میں پر کچھ خراج نہ ہوگا اور اگر مالک زمین اپنی زمین کو ٹپا رکھے یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خریدے تو
 ان سب صورتوں میں خراج لازم ہوگا اس واسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا تھا زمین خراج کا اور خراج واکر کے
 کہا بیعتی نے معرقہ میں کہا بن جو ابو ذر بن الارث اور حسین بن علی اور شریح ان سب کی تحسین زمین خراج کی اور روایت
 ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اور عبد الزاق نے اس باب میں چند آثار ذکر کیا اور انکو زبانی نے تخریج میں اور ابن الکمام نے فتح القدیر
 میں ص اور خراجی نہیں پیداوار میں عشر نہیں یعنی اس کے پیداوار میں خراج ہی کافی ہے عشر نہ لیا جاوے اور امام شافعی کے
 نزدیک عشر بھی لیا جاوے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ کسی خلفاء راشدین اور صحابہ میں جمع نہیں کیا عشر اور خراج میں اور
 میں کہ وہاں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حقیقہ عشر تھا و خراج فی ارض مسلّمہ یعنی زمین جمع ہوتے ہیں
 عشر اور خراج زمین میں مسلمان کی اور اس حدیث کو روایت کیا ابن عدی بن عیینہ سے ثنا ابو حذیفہ عن حماد
 عن ابراہیم عن علقمہ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لا یجمع علی مسلّم خراج و عشر اور کہا کہ یہ روایت کی جاتی ہے قول سے ابراہیم سے اور روایت کیا اسکو
 ابو حذیفہ نے حاتم سے انھوں نے ابراہیم سے پھر ابی یحییٰ بن عیینہ سے باطل کیا اسکو اور ملا دیا اسکو بنی صلی اللہ علیہ وسلم اور
 یحییٰ بن عیینہ ہر حال اسکا ضعف میں کہ روایت کرنا چھوٹا ہے موضوعات کو اور کہا ابن سبائہ کہ نہیں تو یہ کلام رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور یحییٰ بن عیینہ ہر حال ہوتا ہے حدیث کو نہیں مطلق ہر روایت اوس سے اور کہا داؤد قطنی نے یحییٰ بن جلال
 بناتا ہے حدیث کو اور یہ قحط ہے امام ابو حذیفہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر کیا اسکو ابن ابی حذیفہ نے موضوعات
 میں اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث باطل ہے اور یحییٰ بن عیینہ ہر ساتھ وضع کے انتہائی لیکن روایت کی ابن ابی شیبہ شعیب سے
 کہ انھوں نے نہیں جمع ہوا ہر عشر اور خراج کسی زمین میں اور ایسی ہی روایت کی حکیمہ سے ص اور اگر سال میں دوبار
 پیداوار ہو تو عشر بھی دوبار لیا جاوے اور خراج دوبار نہ لیا جاوے اور مروی ہے حضرت عمر سے روایت کیا اسکو
 ابن ابی شیبہ ص لیکن جب خراج متعاقب ہو یعنی مثلاً ربع پیداوار یا خمس اسکا مقرر ہو تو وہ مکرر لیا جاوے گا مثل عشر کے

ابن ابی شیبہ

فصل جزئی کے بیان میں

جزیرہ دوم ہر ایک وہ ہر طرفین کی وراثت سے مقرر ہو تو اس سے کم یا زیادہ دیا جاوے گا جیسا کہ صلح کی گئی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بخران سے دو ہزار کپڑوں کے جزو دین پر کچھ صغیرین اور آدمے حبیب میں روایت
 کیا اسکو ابو داؤد نے کتاب الخراج میں ص اور ایک جزیرہ ہر ایک نام اپنی طرف سے اسکو شروع کے جب فال ہوا تو مقرر کیا جاوے
 اہل کتاب اور جو سی اہل بیت پرست پیچھے لے گئے والا ہر طرف اولاد شافعی کے نزدیک بت پرست عجم کے بھی جزیرہ
 نہ لیا جاوے گا ص دولت کے ہر سال میں ۴۸۸ مقرر ہوئے ہیں میں چار درم ہوئے اور ہج کے مال کے ہر چوبیس درم لازم
 اور فقیر چوبیس درم سالانہ مقرر کیا جائے اور امام شافعی کے نزدیک ہر درہم بالغ اور عورت بالغہ پر ایک درہم مقرر کیا جاوے

فقیر یون یا غنی **ف** اس واسطے کہ روایت کی ہو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے معاف فرماتے کہ صحابہ مجبور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرفین کے کہ لوگوں میں ہر بالغ سے لیکر لڑنے کا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اسکا ابن حبان نے صحیح میں اور عالم نے مستدرک میں اور کما صرح ہر خط بخاری و مسلم پرورد نہیں بخلا انھوں نے اسکو و عبد اللہ بن زید کی روایت ہے و میں کل حالہ و دنیا اور ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث معمول ہے اور پر صلح کے واسطے حکم کیا جزیرہ لینے کا عورت بالغہ سے حال اگر اس سے جزیرہ نہیں لیا جاتا اور کہا ابو عبیدہ اس نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ مقرر کیا عمر بن خطاب نے جزیرہ کو مالدار پر پڑتا لیں مسم اور متوسط پر جو بیڑ مسم اور فقیر پر بارہ مسم اور مثل اسکے مروی ہے عثمان اور علی سے صحر اور عجب کے بت پرست پر جزیرہ نہیں تو اگر امام و نہ غالب ہو تو عورتیں اور چھوٹے لڑکے اور نکال غنیمت ہو جاوینگے اور نہ مرد پر اور نہ قبول کیا جاوینگا ان دونوں میں اگر اسلام یا تلوار یا مسم شافعی کے نزدیک شرک ہے کچھ بھی غلام یا لیں گے **ف** اور دلیل ہماری ہر اس میں مذکور ہے ص اس طرح جزیرہ نہیں ہو نغزانی گوشہ چین چسکو عربی میں راہب کے ہیں اور لڑکے اور عورت اور غلام اور مذمے اور پانچ پر اور اس فقیر پر جو کچھ نہیں کھاتا **ف** اور امام شافعی کے نزدیک ایسے فقیر سے لیا جاوے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ عثمان بن ضیف نے جزیرہ نہیں مقرر کیا فقیر سے کسب پر روبرو جماعت صحابہ کے اور ابن زنجویہ نے روایت کی کہ حضرت عمر نے لکھا کہ نہ جزیرہ لیا جاوے شیخ قانی سے **ص** اور جزیرہ ساقط ہو جاوے موت اور اسلام سے **ف** یعنی وہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو جزیرہ اس پر نہ رہیگا اور ایسا ہی اگر مر جائے اور امام شافعی کے نزدیک دون صورتوں میں رہتا ہے اور دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہیں ہو مسلمان پر جزیرہ نکالا اسکو ابو داؤد اور ترمذی ابن عباس سے اور طبرانی نے لوط میں ابن عمر سے کہ جو شخص اسلام لائے تو نہیں ہو جزیرہ و سپر **ص** اور اگر ایک سال کا جزیرہ ادا نہیں کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو جزیرہ ایک سال کا دینا پڑے گا ایسے کہ جزیرہ ایک سال کا دوسرے میں آجاتا ہو نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک دو سال کا دینا پڑیگا **ص** اور نیا گرجا اور یہودیوں کا مسجد **ف** اور اس طرح ہندوؤں کا شوالہ **ص** دارالاسلام میں نہ بنایا جائے **ف** اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں خبی کرنا ہو اسلام میں اور نہ بنا کنیسہ یعنی مسجد یہود کا روایت کیا اسکو بیہقی نے ابن عباس سے اور ضعف کیا اسکو اور روایت کیا اسکو ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے اور مروی ہے یہ حضرت عمر بن الخطاب سے بھی **ص** اور اگر گرجا ٹوٹ گیا ہو تو اسکو پھر سے بنالیں اور مذمتی شخص مسلمانوں سے لباس اور سواری اور زین میں بدل لیا جائے اس طرح کہ گھوڑوں پر سوار نہ ہو اور تھیاروں کا استعمال نہ کرے اور تاکا موٹا جو باندھتے ہیں کہ پر اسکو ٹھیک رکھے اور ایسے زین پر چڑھے جو بالان کی شکل کا ہو اور حدیثی جاوین عورتیں اونکی راہ میں اور عام میں **ف** لافین اس طرح کہ ایک گوشے میں جو کہ طہین اور عام میں اس طرح کہ ایسی راہ بنیں جسکو مسلمان عورتیں نہ پہنتی ہوں **ص** انھوں نے گھروں پر نشان مقرر کیا جو سے تاک فقیر انکے واسطے و مانہ مانکین اور اگر ذمی و دارالاسلام کے تماموں میں لڑائی کی تیاری سے چڑھاوے یا مارا حرب میں چلا جاوے تو محمد اسکا ٹوٹ جاوے گا اور وہ بنز لے کر دے کے ہو جاوے گا **ف** اس طرح کہ اسکو مل کو داروں میں تقسیم کر دینگے **ص** لیکن اگر پھر اخذ ہوگا تو غلام بنایا جاوے گا اور مرد اگر اخذ ہو تو قتل کیا جاوے گا

اور اگر ذمی جہیزینے سے انکار کرے یا مسلمان عورت سے زنا کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا انھرت علیحدہ کو برکے
توان امور سے اسکا غنمی کانیر فتح شاف لیکن ابن الہمام نے تصریح کی کہ اگر وہ اندام مرد اور شرارت کے استخفرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو کال دے تو عمدہ ثوث جاوے گا اور وہ قاتل قتل کے ہو کہ ذمی سے جہیزہ پھر لیا جائے اور جب ہا سے
جہیزہ کو برکے لگے تو گو یا ہم دوسرے عاجز ہوئے اور یہی مذہب ہلکام شافعی کا ص اور تعلیمی مرد اور عورت کے جو دونوں
بالغ ہوں اہل اسلام کی زکوۃ سے دو چہ لیا جاوے اور تعلیمی کا بیان کتاب الزکوۃ مالون کی زکوۃ کے بیان میں گذرا
صل اور تعلیمی خمر سے کا غلام آزاد کیا ہو اشل قرشیوں کے آزاد کیے ہوئے کے ہوت یعنی اوس سے زمین کا خراج
اور جہیزہ لینا چاہیے جیسے قرشیوں کے غلامان آزاد سے لیتے ہیں زکوۃ کا دونا نہ لینا چاہیے جیسے تعلیمیوں سے لیتے ہیں
اور امام زفر کے نزدیک اوس سے دونا لینا چاہیے کیونکہ حدیث میں ہے کہ مولا تھوم کا اوسی میں سے ہوتا ہے روایت کیا اسکا زہدی
اور جواب ہمارا ہستے میں مذکور ہر ص اور خراج زمین کا اور جہیزہ کا مال اور تعلیمیوں کا مال اور جو وہ جہیزہ بھیجے امام کو اور چل
کہ اوس سے جہیزہ جنگ کے ہاتھ آئے پس سب اموال مسلمانوں کے ہر کاموں میں صرف کیے جاوےن شلکافون کی راہ بند کرنے اور
پانی پر پانی نہ دھنے اور برے پل تعمیر کرنے اور علموں اور قاضیوں اور عالموں اور سپاہیوں اور اونکی اولاد کے روزینہ میں بھیج کرین
اور جو شخص کہ سال کے پہلے میں مر جائے وہ شخص سالانہ سے محروم رہے گا اور شش سالانہ ہمارے نکاح میں فی اوفقی اور ہر

باب متردین یا ون لوگون کے بیان میں جو دین اسلام سے پھر جاوےن

متردین اسلام پیش کیا جائے اور اس کے دل میں جو مسلمان کے دین میں شے ہوں دور کیے جاوےن تو اگر مہلت طلب کرے
تو تین دن تک مہلت دیا جاوے اگر اس عرصے میں توبہ کرے تو توبہ روز قتل کیا جائے و ت مہلت دینا اپنی طرف سے
ہمارے نزدیک مستحب ہے اور امام شافعی کے نزدیک حاکم کو درست نہیں کہ بغیر مہلت دے ڈالے بلال امام غزالی وہ جو صحیح بخاری
میں مروی ہے کہ فرمایا آپ نے من ہیکل لدیتہ فاقولوا یعنی جو شخص میل ٹٹلے دین اپنا تو قتل کر دے اسکا اور اگر مہلت مانگے
تو مہلت دینا واجب ہر ص اور متردین توبہ یہ کہ دین اسلام کے سوا سب بیون کا راض اور نیز ہو یا اوس میں سے
نفرت کرے جبکو اوس نے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان جو کو ہو سکونہ کہیں اور اوس سے پہلے ہی مار ڈالےن تو یہ امر مکروہ ہے اگر
کوئی پیشتر ہی اسکو مار ڈالے تو قاتل پر تادان نہ اوے گا اور متردین نے سے متردین ملک اس کے مال سے جاتی رہتی ہو کہ
ملک کا جانا موتوت ہتا ہو یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہو جاوے تو ملک بھی پس تو قاتل مہلک ہو گیا اور اگر حالت متردین میں مر جاوے
یا قتل کیا جاوے مارا حرب میں مل جائے اور قاضی اس کے دار الحرب میں مل جائے گا اگر سے تو اس کے مدبر اور ام ولد آزاد
ہو جاوےن اور قرین اسکا جو یہ عادی تھا حال ہو جاوے گا یعنی اوسکی ست ہاتی نہ ہوگی ف اور امام شافعی کے نزدیک
جب دار الحرب میں مل جائے اسکا مال ایسا ہی رہے گا جیسے پہلے تھا ص اور جو کچھ کمال اسکا مسلمان کی کمائی کا ہو گا
جسٹ تفرقہ حالت اسلام کے وہ اس کے مسلمان وارث کا ہو گا اور چلکال اس سے متردین کی حالت میں ملایا ہو گا اور میں سے
اون نون کا تفرقہ کہ باقی مال غنیمت ہو گا نہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں مال کے مال اس کے حاش
مسلمان کے ہو گے اور نزدیک امام شافعی کے دونوں مال غنیمت ہو گا نہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں مال کے مال اس کے حاش

طلاق اور ام ولد بنانا اور شکر مفادہ جس کا بیان آگے آیا ہے اور عینا اور خریدنا اور مہر کرنا اور اجاڑ
 اور مدبر کرنا اور مکتب کرنا اور وصیت یہ سب تصرفات موتوں جیسے ہیں اگر وہ اسلام لائے تو یہ تصرف جاری ہو گئے اور اگر
 مر جاوے تو قتل کیا جائے یا دار الحرب میں ملجا تو تصبوت باطل ٹھہرے اور جو قتل قاضی کے حکم سے ہو کر چلا یا تو گویا
 مرتد ہی ہو اور اگر بعد ازاں اس کے وارثوں کے پاس ہو لے لیوے اور اگر عورت مرتد ہو جاوے تو اس کے جان سے
 غارین ہلاکتیں کریں یہاں تک کہ توبہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک قتل کی جگہ اور دلیل ہماری یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے منع کیا قتل سے عورتوں کے مجسمین میں اور روایت کی دلقطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نہ قتل کی جائے عورت جب مرتد ہو جاوے اور ہنادین اس کی عبداللہ بن عباسی اجزری نے کہا دلقطنی نے کذاب یہ بتایا ہے
 احادیث کو اور نکالا ابن عدی نے کمال میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت مرتد ہو گئی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں
 قتل کیا آپ نے اس کو اور قویف کیا اس کو سبب خص بن سلیمان کے کہ ابن عدی نے کثروایات اس کی غیر محفوظ ہیں اور نکالا ابن
 نے مجرمین معاویہ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھیجا اور ان کو میں کی طرف کہ ان سے کہ جو مرد و عورت چاہے اسلام سے
 تو بلا اس کو اگر توبہ کرے تو قبول کر ورنہ مار دین اس کی اور جو عورت کہ بھڑ جائے اسلام سے تو بلا اس کو اگر توبہ کرے تو قبول کر ورنہ مار
 اگر ان کا کرے تو قید کر اس کو اور نکالا دلقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا انھوں نے عورت قید کی جائے اور قتل کی جائے اور سناد
 اس کی ضعیف ہے سبب حلاس کے تو اس وقت میں استدلال حدیث مجسمین سے اولیٰ ہے اور امام شافعی کی جانب کی
 حدیثیں ضعیف ہیں استدلال اول سے مستقیم نہیں ہوتا مذکور میں نسخ القدر شیعہ ہادیہ میں اصل صحیح ہے توفیق اس کا اور حاکم
 اسلام اور اردو دونوں میں جو کسب اس کا ہوا اسکے وارثوں کو ملیگا تو اگر مسلمان لونڈی مرتد کی بنی اور مرتد نے اس کو ملے کا
 دعویٰ کیا تو وہ اس کا بیٹا ہو گا اور وارث ہو گا جس وقت مرتد مر جائے یا دار الحرب میں مل جائے اور جوہ لونڈی نصرانی ہو تو
 اگر مرتد بنے اور ولادت میں چھ مہینے سے کم ہو تو وارث ہو گا اور اگر چھ مہینے سے زیادہ ہو تو وارث نہ ہو گا اور اگر مرتد بنے پینے
 مال کے دار الحرب میں مل جائے اور مسلمان اوپر غارت بن تو وہ مال مسلمانوں میں غنیمت ہو جاوے گا اور اگر مرتد دار الحرب میں
 ملے پھر دار الاسلام میں اگر مل لیکے دار الحرب میں مل جائے پھر مسلمان کو غلبے میں وہ مال ہاتھ لگے تو مال مذکور میں سے کے
 وارث کو قبل قسمت غنیمت کے ملے گا پس اگر مرتد دار الحرب میں جاوے اور اس کا غلام اسکے بیٹے کا ہو جائے یعنی قاضی حکم
 کرے کہ اب اس کا مالک بیٹا ہے اور اس کا بیٹا اس غلام کو مکتب کرے پھر وہ مرتد مسلمان ہو کر چلا آئے تو کتابت کے عوض
 کمال اور ولایت یعنی ترکہ اس کا اسی مرتد کو جو مسلمان ہو گیا ہو ملیگا اور اگر مرتد کسی کو براہ خطا مار دے اور دار الحرب میں جاوے
 یا مار جائے تو خون بہا مقتول کا مرتد کے اس مال میں ہو گا جو حالت اسلام میں کیا یا ہو نہ صاحبین کے نزدیک خون حالتوں کے
 مال میں سے ہو گا ف اس واسطے کہ ان کے نزدیک دونوں حالتوں کا کسب اسکے وارث کو ہر حال میں اور اگر عمر و سنی زید کا
 ہاتھ جان بوجھ کر کاٹ ڈالا ورنہ یہ پھر مرتد ہو گیا اور اسی زخم میں مر گیا یا دار الحرب میں جاوے پھر وہ مسلمان ہو کر آیا
 اور اسی زخم میں مر گیا تو عمر کے مال سے نصف خون بہا مرتد کے وارثوں کو دلا یا جاوے گا اور اگر دار الحرب میں مل جائے اور
 دار الاسلام میں مسلمان ہو کر زخم کے سبب مر جاوے تو اس صورت میں عمر و تمام خون بہا کا خاتمہ ہو گا اور امام محمد کے

حدیث میں عینا اور خریدنا اور مہر کرنا اور اجاڑ اور مدبر کرنا اور مکتب کرنا اور وصیت یہ سب تصرفات موتوں جیسے ہیں

حلاس

عبداللہ بن عباسی اجزری نے کہا دلقطنی نے کذاب یہ بتایا ہے

احادیث کو اور نکالا ابن عدی نے کمال میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت مرتد ہو گئی

زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں قتل کیا آپ نے اس کو اور قویف کیا اس کو سبب خص بن سلیمان کے

کہ ابن عدی نے کثروایات اس کی غیر محفوظ ہیں اور نکالا ابن نے مجرمین معاویہ بن جبل سے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھیجا اور ان کو میں کی طرف کہ ان سے کہ جو مرد و عورت چاہے اسلام سے تو بلا اس کو اگر توبہ کرے تو قبول کر ورنہ مار دین اس کی

اور جو عورت کہ بھڑ جائے اسلام سے تو بلا اس کو اگر توبہ کرے تو قبول کر ورنہ مار اگر ان کا کرے تو قید کر اس کو اور نکالا دلقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا انھوں نے عورت قید کی جائے اور قتل کی جائے اور سناد اس کی ضعیف ہے

نزدیک نصف کا اور جو کاتب مرتد ہو کر دار الحرب میں جا ملے پھر اس سمیت پکڑا جاوے اور قتل کیا جائے تو بدلہ کتاب ملک کو ملے گا اور سبقت زائد نہ پچھے گا وہ حکام کے بارشون کو ملے گا اور جو خاوند اور جو رود و لون مرتد ہو کر دار الحرب میں جا ملیں اور وہ ان لوگوں کے بیٹا ہو اور اس بیٹے کا بیٹا پیدا ہو پھر مسلمانوں کی فتح ہو اور یہ پکڑے جاویں تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہو گئے اور بیٹے پر مسلمان ہونے کے لیے زبردستی کی جاوے گی مگر پوتے پر نہ کی جاوے گی اور حسن بن زیاد کی روایت میں پچھتے پر بھی جبر کیا جاوے گا اور جو ذکا کا عاقل ہو اور مسکا مرتد ہونا صحیح ہے جیسے اسلام اسکا صحیح ہو اور جیسے مرتد اڑے کے پھر مسلمان ہو جائے پر زبردستی کی جاوے گی جان سے نہ مارا جاوے گا اگر انکار کرے اسلام سے اور امام شافعی اور زفر کے نزدیک اسکا ارتداد صحیح ہو اور نہ اسلام اور ہماری دلیل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے لو کہ میں اس اور صحیح رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور کفار و فتنی حضرت علی کا اس بات سے مشہور کیا انھوں نے شہر بقیہ کو علی علیہ السلام طرہاً غلاماً بلغت اوان حلیہ ف یعنی پیشدستی کی مینے تمھارے اور اسلام میں سب سے دیران حال کیا میں لو کا تھا نہیں پہنچا تھا وقت اسلام کو تھا کیا اسکو ہتھی نے انہوینٹ کیا اسکو اور ابن عساکر نے تاریخ میں اور نکالا بخاری نے تاریخ میں عین سے کہ اسلام لا حضرت علی اور وہ اٹھ برس تھے اور تیک میں حاکم کی ہو کہ میں سے تھے اور ان کے اس مقام میں شیخ ابن الکمام فقہ القادری نے

باب باغیوں کے بیان میں

جو قوم مسلمان بادشاہ اسلام کی فرمان برداری سے باہر ہو جاویں تو بادشاہ انکو اپنی اطاعت کے لیے کہے اور جو شہیدہ و نکو فرمان برداری میں ہو گیا ہو اسکو وہ کہے ف اسواسطے کہ شہرت علی شہنے ایسا ہی کیا خوارج سے اوافر کیا اسکا سانی نے سنن کبریٰ میں صص تو اگر وہ کشتے ہوئے ایک مکان میں جمع ہوویں تو بادشاہ کو درست ہو کہ انھیں لڑائی شروع کرے اگر وہ شروع نہ کریں اور امام شافعی کے نزدیک سب تائید شروع نہ کریں تو بادشاہ شروع کرے ف اور اگر ایسا ہی عمل میں نہ ہو کر ص اور اگر انکی جماعت کوئی اور ایسی ہو کہ یہ لوگ انکے ساتھ ملکر مذہب و جاہلیت کے توبہ نہ کریں ان باغیوں میں کا جمعی ہو بلکہ جان سے مائید اور جو بھاگے اسکا چھاپا ہے اور اگر ایسی جماعت اور نہ توبہ نہ کریں کو بار سے نہ بھاگتے کا چھاپا ہے اور انکی اولاد کو قید کرے اور انکے مالوں کو بانٹ نہ لین بلکہ روک رکھیں یہاں تک کہ وہ توبہ کریں ف اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک میں اور زبیر نے سند میں کوثر بن حکیم سے اسنے مانع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا جانتا ہو تو کیا حکم خدا کا باغیوں میں اس است کے کہا انھوں نے اسکا سوال اسکا جواب تھا تو بفرمایا آپ نے کہ لوگ زخمی کو نہ ماریں اور انکے قیدی کو قتل نہ کریں اور انکے بھاگتے کو پھانسی ماریں اور انکے مال کو تقسیم نہ کریں اور ضعیف کیا اسکو زبیر نے سب کوثر بن حکیم کے اور ایسا ہی حکم کیا حضرت علی شہنے جنگ جمل میں نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور عبد اللہ لایق نے صص اور اگر غازیوں کو باغیوں کے گھوڑوں اور ہتھیاروں کی حاجت پڑے تو انکو کام میں لا دیں اور اگر ایک باغی اپنے جیسے بھی کو مارے پھر انکی شکست ہو جاوے تو قاتل پر کچھ نہ لازم ہو گا اور جو باغی کسی شہر پر قبضہ کریں اور شہر والوں میں کوئی شہری دوسرے شہری مارے پھر وہ شہر فتح ہو تو شہری قاتل اس وقت قتل کے قصاص میں مارا جاوے گا اور اگر باغی کسی عادل کو یعنی جو بادشاہ کی اطاعت میں مائید اور باغیہ کہتا ہو کہ میں اسکو مارنے میں حق پر ہوں یا عادل مارنے باغی کو تو قاتل اگر ولایت و فرمان کی مقتول سے

کھتا ہو گا تو اس کا وارث ہو گا اور جو باقی کچھ کہ میں باطل پر چون تو وہ قتل عادل کا وارث ہو گا اور اسی نام شافعی اور ابو یوسف کے نزدیک
کافر باغی عادل کو مارے گا تو کبھی وارث ہو گا بلکہ اگر باغی قتل کا دعویٰ کرے بلکہ کہ میں باطل پر تھا اور اہل قتل کے ہاتھ میں تھا
انھوں نے نہ نون اور اہل حرب کے ہاتھ میں تھا یہ دونوں کا چھپنا مکروہ ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ خریدار اہل قتل میں سے ہے تو مکروہ نہیں

کتاب اللقیط

اس میں لقیط کا بیان ہے یعنی اس بچے کا جو بڑا ہو گیا اور اس کا والی معلوم نہ ہو اس لیے بچے کا اوٹھا لینا مسلمان کو مستحب ہے اور
ف کیونکہ اس میں ایک جان کی محافظت ہے اور اگر اس کے تلف ہو جائے گا خون ہو تو اس وقت اوٹھانا واجب ہو جائے گا
لقیط کے ف لفظ کہتے ہیں بڑی چیز کو اور اس کا بھی اوٹھانا وقت خون تلف نہ ہو جب ہر ص اور وہ بچہ آزاد ہو گیا اگر کب
کوئی محبت قائم ہو اس کے ملوک ہوئے ہوں مثلاً گواہ لائے ص اور اس کا خرچ بیت المال میں ہو گا ف اس واسطے کہ
حضرت عمرؓ نے کہا لقیط میں لیا اس کو اور وہ آزاد ہو جائے اور یہ نقد اس کا روایت کیا اس کو مالک نے غوطا میں اور شافعی نے
مسند میں اور عبد اللہ زرق کی روایت میں ہے کہ یہ نقد اس کا بیت المال میں سے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علیؓ سے روایت
کیا اس کو عبد اللہ زرق نے ص اور اس کے قصور و ن کا امان بھی بیت المال میں سے دینگے اور میراث بھی اس کی وہیں بیگی
ف اس واسطے کہ زین کی روایت میں ہے کہ فرمایا عمرؓ نے کہ اگر اس کا واسطے مسلمانوں کے ہر وارث ہونگے اس کے
اور دیت دینگے اس کی طرف سے اور کمالا اس کو بخاری نے ترجمہ باب میں ص اور اوٹھانے والے سے اس کو کوئی
لے نہیں سکتا اور اس کا نسب ایک شخص اور دو شخصوں سے ثابت ہو گا یعنی جو کوئی دعویٰ کرے کہ یہ میراث کا ہے نسب اس سے
ثابت ہو گا گو مدعی دو ہوں اور اگر دونوں مدعیوں میں کوئی ایسی نشانی بتائے جو اس لڑکے میں موجود ہو تو اس شخص
سے نسب ثابت ہو گا ورنہ دونوں برابر ہونگے اور اگر غلام اس کا دعویٰ کرے گا تو نسب غلام سے ثابت ہو گا مگر وہ بچہ آزاد ہو گا
اور اگر مدعی دعویٰ کرے کہ میراث تو ذمی سے نسب ثابت ہو گا لیکن وہ بچہ مسلمان رہے گا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی کے مکان پر نہ ملے
اور کانوں میں غلام اور اگر ذمیوں کے مکانوں میں پایا جاوے گا تو ذمی ہو گا اور اگر اس بچے کے ساتھ کوئی ایسا باطنی تودہ ہو جس
ہی کا ہوا اور اسکی حاجتوں میں ف کیا جاوے گا قاضی کے حکم سے اور بعضوں کے نزدیک فقیر کا قاضی کے صرف کیا جاوے گا اور جو اس بچے
کو کوئی شخص کچھ دے کرے تو اوٹھانے والے کو لے لینا اس کا درست ہے اور بھی جائز ہے کہ کبھی پیشہ میں لگائے اور نہیں جائز ہے کہ اس کا
سکاح کر دے یا اس کے مال میں تصرف کرے یا اس کو لے لے میں سے صحیح مذہب میں ف اور قدری کی روایت میں کہ اگر بیانا جائز ہو جائے

کتاب اللقطة

یعنی بڑی ہوئی چیز پانے کے بیان میں ہے بڑی ہوئی چیز لانت ہونے والے کے ہاتھ میں اگر گواہ کرے پانے والا اس بات پر
کہ میں اس کے واسطے محافظت کے اور چھوچا دینے کے صرف اس کے مالک کے لیتا ہوں تو اگر وہ چیز اس کے پاس سے تلف ہو گئی تو اس پر
تاوان لازم نہ آوے گا ف اس واسطے کہ لانت کے تلف ہو جانے سے تاوان نہیں ہوتا ص اور اگر گواہ نکلیا تو تاوان نہ ہو گا
گو تلف ہو جاوے نزدیک امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے اول امام ابو یوسف کے نزدیک نہ دینا ہو گا اور چھپانے والے نے خود اور کیا
کہ میں اس چیز کو لے لے واسطے لیا تھا تو سب کے نزدیک تاوان دینا ہو گا اور گواہ کرنے کی یہ صورت ہے کہ کہے مجھ سے لانت

جسکو تم دیکھو کہ گئی ہوئی چیز ہو رہی ہو تو میرا نشان ہے دو اور اٹھانے والا اس چیز کو بتلا تا اور بیان کرے جس مکان میں
 کر پایا ہے یا جان بہت لوگوں کا مجمع ہوتا ہو اور وارڈ ہے کہ مینے ایک چیز خریدی ہوئی پائی ہو اور اسکے مالک کو میں نہیں جانتا تو
 جسکی ہو وہ میرے پاس آئے اور اسکا وصف بیان کرے تاکہ اسکو دے دوں اور اختلاف ہو بتلانے کی مدت میں تو میرے
 یہ ہو کہ اسکی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ جب تک پانے والے کی سائے میں آئے کہ مالک اب باز پرس نہ کرے گا بتلانے کو یا مگر
 اور مالک اور شافعی نے اسکو اندازہ کیا ہے ساتھ ایک سال کے واسطے کہ زید بن خالد کی حدیث میں ہے کہ جو چیز اسکو
 ایک سال تک ویرت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اسطرح میں ہے کہ اگر دس درم سے کم قیمت ہو تو اسکو کچھ دنوں بتلانے
 اور اگر دس یا زیادہ ہوں تو ایک سال تک بتلانے ص برابر ہو کہ وہ چیز محل کی ہو یا حرم کی ف اور امام شافعی کے
 نزدیک جب وہ چیز حرم کی ہو تو اسکو بتلاوے بیان تک کہ اسکا مالک آئے اور دلیل لاتے ہیں حدیث میں ہے کہ جو چیز
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مکہ کے باب میں کہ نبیوں حلال ہے لفظ اسکا مگر واسطے اس کے مالک کے ویرت کیا اسکو
 بخاری و مسلم نے اسطرح میں ہے کہ ہمارے دلیل مطلق قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زید بن خالد کی حدیث میں کہ بتلاوے اسکو ایک سال
 ص اور جو چیز ایسی ہے کہ مدت تک باقی نہیں رہیں جیسے کھانے پکے ہوئے تو انکو بیان تک بتلاوے کہ خوف ان کے
 بکڑنے کا نہ ہو چار دس چیز کو خیرات کرے پھر اگر مالک آجائے تو اسکو اختیار ہے چاہے اس کے خیرات کر دے تو درست رکھے چاہے
 پانے والے سے قیمت لے لے اور جس چار پانے کا کوئی والی ہو اسکو کو پڑ لیا درست ہے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اگر وہ چار پانے
 اونٹ یا گائے ہو تو چھوڑ دینا اسکا افضل ہے اور جو اسکو کھلا یا بغیر اذن حاکم کے مفت ہو گا اور جو حاکم کا خون کھلایا ہو وہ اس کے
 مالک کے لئے فرض ہو گا اور اٹھانی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو شافعی اسکو کرایہ دے اور وہی میں سے اسکا خرچ کرے
 جیسا کہ بھاگے ہوئے غلام میں اسکا اجارہ دینا درست ہے اور جو اس سے منفعت نہ ہو تو حکم ہو گا کہ اس پر خرچ کیا جاوے
 اور جب مالک آئے تو خرچہ لے لیا جائے اور اگر یہ واسطے مالک کے بہتر ہو کہ اس پر خرچ کیا جائے ف مثلاً ایسا بڑا جانور
 کہ اسکا خرچ اسکی قیمت بڑھ جاتا ہے ص تو بیکرا اسکی قیمت رکھ چھوڑے اور اٹھانے والے کو اختیار ہو کہ مالک سے بہت تک
 اپنا خرچہ وصول کرے تب تک اس چیز کو روک رکھے تو اگر بعد اس کے روک رکھنے کہ وہ چیز تلف ہو گئی تو نفقہ ثابت ہو گیا اور
 جو قبل اس کے تلف ہوئی تو ساقط ہو گا اور پائی ہوئی چیز کو دعویٰ کرنے والے کے حوالے کرے جب تک کہ مدعی گواہوں سے یہی
 ثابت نہ کرے پس اگر مدعی کوئی علامت اس چیز کی بیان کرے کہ اس سے اٹھانے والے کو گمان غالب ہو کہ یہی مالک ہے تو اس کے
 حوالے کر دینا حلال ہے مگر وجہ نہیں اور امام شافعی کے نزدیک جب ہو اگر وہ نشانی بیان کرے اور وہ موجود ہو اور اگر اٹھانے والا
 محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع لے ورنہ کسی چھٹی محتاج کو خیرات دے اور اس کے بیان باپ بیوی اور لڑکے محتاج ہوں تو یہ شرط ہے کہ

کتاب الاہل

یعنی بھاگے ہوئے غلام کے بیان میں پکڑنا اسکا مستحب ہے بشرطیکہ اس پر قادر ہو اور جو غلام کہ گھر اپنے مالک کا بھول گیا ہو تو
 اسکا چھوڑ دینا افضل ہے اور اگر پانے والا اس کے مالک کا گھر جاتا ہو تو وہاں تک اسکو پہنچائے اور جو شخص کہ بھاگے ہوئے غلام کو یا اندر
 یا مرنے کو مدت سفر یعنی تین تین اس کے فاصلے سے پکڑ کر لائے تو اسکو چالیس درم اجرت ملیگی اگر وہ غلام کی قیمت چالیس درم

کہ موجب کہ اسے گواہ کر دیا ہو کہ میں اسکو اسلئے پکڑا ہوں کہ مالک کے پاس لیجاؤں اور جو بدت سفر سے کہ فاصلے سے پکڑا ہو
تو وہی مسابہت جہت بیگنی و ف یعنی ایک دن کے فاصلے سے لایا گیا تو چالیس درم کی تہائی کا یعنی تیرہ درم اور تہائی درم
کا مستحق ہوگا اور دوز کے فاصلے سے لانے میں چھپیس درم اور دو تہائی درم کا مستحق ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک کچھ بدت
نہ بیگنی اور ہماری دلیل اثر ابن سعد کا ہے کہ وہ خود بخود فی نفر غلام چالیس درم مقرر کیے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور جماع
صحابہ کا اس جہت سے لاف پور روایتیں لکھی موجود ہیں مصنف ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق میں ص اور جو پکڑ لانے والے کے
ہاتھ سے غلام بھاگ جائے تو اس پر تادان ہوگا ف اذیت دینی نیاوگی ص اور جو اسے گواہ نہیں کیا تو اسکو چھ درم
اور اگر بھاگ جاوے گا اس کے ہاتھ سے تو تادان دینا ہوگا اور اگر غلام میں ہو اور بھاگ جائے اور اسکو کوئی پکڑ لائے تو جہت میں
فے ہوگی درجہ جب کہ قیمت اس غلام کی بقدر رقم میں کیا اوس کے کہ ہوئے اور جو رقم میں قیمت اسکی زیادہ ہو تو بقدر
جہت متون پر ہوگی اور باقی راہ میں پکڑ بھاگے ہوئے غلام کو چھپچھپ کر لے کا حکم ایسا ہے جیسے نقطہ پر خرچ کرنے کا یعنی اگر
قاضی کے حکم سے اوس پر خرچ کر گیا تو وہ مالک کے فے قرض ہوگا ورنہ مفت کا سلوک ہوگا اور مالک پر کچھ لازم نہ آوے گا

کتاب الفقہ

اس میں بنفقہ یعنی گم ہوئے شخص کا جس کا نشان معلوم نہ ہو اور نہ جینے سے اس کے خبر ہو بیان ہو ص بنفقہ یعنی ذات کے متین
زندہ ہو تو اسکی بیوی کا دوسرے سے نکاح نہ کیا جاوے اور اسکا مال وارثوں میں بانٹ نہ دیا جاوے اور اسکا لایہ فسخ نہ ہو اور
قاضی ایک آدمی مقرر کرے کہ وہ اسکا حق جو لوگوں کے فے پر ہو وصول کرے اور اسکا مال کی حفاظت کرے اور جس مال کے بجز بانی کا
خوت ہو اسکو بیچ ڈالے اور اسکی اولاد پر ویاں باپ پر ویاں بیوی پر خرچ کرے اور اپنے غیر کے حق میں مردہ ہو تو دوسرے سے وارث
ہوگا بلکہ عدلہ و سکا موتوں کے بعد بیس برس تک اس کے فے پر بیس کے بعد قاضی اسکی موت کا حکم کرے اور ظاہر روایت یہ ہے
کہ جب اس کے ساتھی ہجرت کر جائیں تو حکم کرے اسکی موت کا کیونکہ اس نے اپنے فے پر بیس تک کم جیتا ہوتا ہے اور
امام مالک کے نزدیک جب چار برس گزر جائیں تو قاضی اسکی بیوی کو جہاں کرے اور وہ عورت عدت کرے جس سے چاہے
نکاح کرے اور دلیل لاتے ہیں قول سے حضرت عمرؓ کے کہ جو عورت گم ہو جاوے قاتلہ و سکا اور وہ بچانے کہ کہاں ہو تو وہ ہتھا کرے
چار برس پھر عدت کرے چار حیثیتیں ہیں اور حلال ہو جائے روایت کیا اسکو موطا میں ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور
ہماری دلیل قول ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ عورت بنفقہ کی عورت اسکی ہر جہت تک کہ اسکا مال کھلے روایت کیا اسکو
واقفنی نے سنن میں اور معارض ہے قول عمرؓ کے کہ حضرت علیؓ کا کہ اہل عورت بنفقہ کی بیوی بلایا میں تو چاہیے کہ کھیر
کرے یہاں تک کہ خاندان کے موت یا طلاق کی خبر نہ آئے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے باسناد صحیح اور روایت کی ابن سعد نے
کہ وہ بھی موافق ہے حضرت علیؓ کے کہ اگر نکال لا ابن ابی شیبہ نے ابو ظاہر و جابر بن زید اور شعبی اور نخعی سے کہ سب نے کہا نہیں جانا
ہو اور عیت کہ کہ نکاح کرے یہاں تک کہ ظاہر ہو موت اسکی اور ہاتھ میں ہو کہ حضرت عمرؓ نے جمع کی طرف قول حضرت علیؓ کے حال
یہ کہ کہ اگر صحابہ کا نہ یہب موافق ہمارے قول کے ہے ص تو اب اسکی بیوی عدت کی گئی موت کی احوال اسکا تقسیم ہوگا اور
وارثوں کے درمیان چینی اب موجود ہیں اور وہ جو عدلہ و سکا موتوں رکھا تھا وہ اوس غیر کے وارثوں کو دلایا جاوے گا ف تو حاصل یہ ہے

یا کہ ہر ایک نے اپنے مال کو ملا کر ہر طرح درست ہو اور اس شرکت میں جو اس شخص کوئی چیز مول لیا تو طاعتیہ کا حق
 اوستی شریکی کیا جاوے گا اور شریک سے نہ ہوگا اس لیے کہ اس شرکت میں کفالت نہیں ہاں مشتری جو دام چیز کے مال کو دے
 اور میں دوسرے شرکت سے اس کے حصے کے موافق بجز الیہ سے یعنی قبضہ اس کی طرف سے اس نے اپنے مال میں سے دیا ہو
 وہ اس سے بھرے اور شرکت اور شرکت مفاد منہ دونوں بدون دہلا شرفی اور سپونک جبکا چلن ہو اور چاندی تھکے
 ٹکڑوں کے جن پر کہ ہو اگر لوگوں میں اس کا لین میں جاری ہو درست نہیں و یعنی شرکت مفاد منہ غنائ میں چاہیہ
 دونوں شخص رو بہ خواہ شرفی خواہ بغیر کے کی ولیاں جو مروج ہوں خواہ پیسے مروج ملاوین و درست نہ ہوگی ص اگر کسی
 اس طرح کوین کہ ہر ایک اپنا آدھا مال دوسرے کے آدھے مال کے بدلے میں بیچ ڈالے اور شرکت مفاد منہ یا غنائ کوین تو درست ہے
 و اور یہ جیلہ شرکت میں جس صورت میں کہ چاندی سونا برہ پڑ ملاوین اسباب طاعتیہ جو ص اگر مال شرکت
 کا مال ایک شریک قبل خریدنے کسی چیز کے ہلاک ہو جائے تو شرکت باطل ہوگی اور وہ مال جو ہلاک ہو ہو صاحب مال کا ہوگا اگر مال
 بل محل نہ گیا ہو برابر ہو کر اوستی کے ہاتھ سے ہلاک ہو یا دوسرے شریک کے ہاتھ سے اور جو وہ مال محل گیا ہو تو وہ سب
 شریکوں کا ہوگا اور جو دونوں شریکوں میں سے ایک اپنے مال کے عوض میں کچھ سباب خریدے اور بعد خریدنے کے دوسرے کا
 مال تلف ہو جائے تو جو سباب خرید ہو ہو وہ دونوں میں مشترک ہوگا اور جس نے مول لیا ہو وہ اپنے شریک کے حصے کے موافق
 قیمت سباب کی اوستی کے لئے اور قبل خریدنے کے تلف ہو جاوے اور بچو دوسرے شریک اپنے مال سے کوئی چیز خریدے تو جس کا
 مال تلف ہو ہو اس نے اگر دوسرے شریک کو وقت شرکت کے کوئل صریح بنایا ہو مثلاً کہ دیا ہو کہ جو چیز تو اپنے مال سے خریدے گا تو اس کا
 آدھا میرے لئے خریدنا تو اب اسباب خرید ہو ہو وہ دونوں میں مشترک ہو جاوے گا اور جس نے مول لیا ہو وہ اپنے شریک کے حصے کے
 موافق اوستی قیمت لے لیا اور اگر اس نے دوسرے شریک کو کوئل صریح نہیں بنایا تھا تو وہ مال سباب سبھی ہو جاوے گا
 جس نے خرید ہو اور شرکت مفاد منہ اور غنائ کے دونوں شریکوں میں ہر ایک کو اختیار ہو کہ مال مشترک کو بطور مضامنت و
 یعنی کل نفع اپنا ٹھہر کر کسی کے لئے کرے یا امانت رکھے یا مضارت پر نہ ہو یا کسی کو دل کرے اور ہر ایک کے ہاتھ میں
 مال بطور امانت کے ہوگا یعنی اگر بغیر اس کی زیادتی کے ہلاک ہو جائے تو اس پر ضمان نہ ہوگا تیسری قسم شرکت عقد کی شرکت
 اور قبیل ہر دو کی صورت یہ ہو کہ دو کار یا مثلاً دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک نگر یا اس شرط پر شریک ہوں کہ دونوں مشترک
 کام کیا کوین اور ضروری جو کچھ ملے اس کو دونوں بانٹ لیا کوین یا کام دونوں برابر کریں لیکن مال اجرت ایک دو تہائی ملے
 اور ایک ایک تہائی اور اس شرکت میں اگر ایک شخص کوئی کام منظور کر لیا وہ دونوں کو کرنا لازم ہوگا تو کام دینے والے کو ہر ایک کے مطابق
 ہو چاہے کام کا اور اسی طرح ہر ایک کے ہو چاہے کہ کام کر دینے والے سے اجرت طلب کرے اور کام دینے والا ایک کو اجرت ملے دوسرے
 تو بری ہو جاوے گا اور چکانی ہوئے وہ دونوں میں مشترک ہوگی اگر چاہے مالک ہی کرتا ہو چو تھی قسم شرکت عقد کی شرکت وجہ
 اس کی صورت یہ ہو کہ دو شخص و ن مال شریک ہوں اس طرح کہ اپنے اعتبار سے مال خریدیں اور چین یعنی لوگوں جان چکان
 سونے کی جہت مال بطور قرض خریدیں اور چین اور نقد کچھ نہ لگاویں اور اصل قیمت حوالے مالک کے کرے کہ باقی جو کچھ
 بٹھے اس کو بانٹ لیں اور میں ہر ایک سے سوا کوئل ان کیل ہو تا ہو اگر بطور معاوضہ ہو اور فقط کوئل ہو تا ہو اگر بطور غنائ ہو

بجائے

پھر اگر نفع انصاف کے لئے نہ ہو تو مال خیر میں یا ایک تائی ایک کو اور دوسری دوسرے کے یہ اس طرح پر لین تو نفع بھی اسی طرح ہوگا اور زیادتی کی شواہد اسی طرح ہیں اگر آپس میں قرار کریں کہ مال آدھوں آدھوں میں بیٹھیں تو نفع بھی انصاف کا اگرچہ تو زمین نفع ایک آدھ ہر ایک فصل شرکت نہیں جائز ہے بلکہ این لاندے اور گھانسن جمع کرنے تو نہ کر کے لینے میں تو جس نے جو کچھ کسب کیا ہو اسی کا ہو گا اور جس چیز کو دوسرے ساتھ لیا ہو تو وہ آدھی آدھی اوکو ملیگی اور جو ایک نے حاصل کیا لیکن دوسرے نے مدد کی جیسے ایک نے گھانسن کھودی اور دوسرے نے لکھا کی تو گھانسن کھودنے والے کی ہوگی اور مدد کرنے والے کو اس قدر ضروری وہ بھی ملے گی جتنا اس کا کام کیا ہوگا امام محمد کے نزدیک امام ابو یوسف کے نزدیک اور ج چیز کی آدھی قیمت سے زیادہ اوکو ضروری نہیں لگے اور اسی طرح جائز نہیں کہ پانی کھینچنے میں مثلاً ایک کا ٹمپر تھا اور دوسرے کی بچال امپانی ایک نے کھینچا تو اجرت سب کھینچنے والے کو ملے گی اور دوسرے دوسری چیز کی اجرت لازم ہوگی یعنی مثلاً اگرچہ اس کا تھا اور بچال دوسرے کی تو بچال کی اجرت دینی ہوگی اور اگر بچال ہو سکی اور نہ چھوڑ دوسرے کا تھا تو بچال کی اجرت اوکو دینی ہوگی اصل اور جس میں شرکت فاسد ہو جاوے تو نفع مال کی مقدار ہوگا مثلاً شرکت میں کچھ دوا ایک شریک نے زیادہ ٹمپر لیا تو شرکت فاسد ہوگی اور نفع بقدر ملک کے ہوگا تو مال شرکت اگر دھڑون تھا تو نفع آدھا آدھا ملے گا اور شرط زیادہ کی باطل ہوگی اور شرکت دونوں شرکوں میں سے کسی کے مر جائے یا تہہ ہو کر اور اگر ب میں بچانے سے جیسا فی حکم اسکے ملنے کا کوئے باطل ہو جاتی ہو اور چاہے کہ کوئی دونوں شرکوں میں سے دوسرے کے مال کی زکوٰۃ بدوں اوکی اجازت کے لئے پس اگر ہر ایک نے دوسرے کو اپنے مال کی زکوٰۃ دیدینے کی اجازت دیدی اور دونوں ایک سے اوکی تو ہر ایک دوسرے کے حصے کا فاسد ہوگا اور جو ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے دی تو پچھلے ہی کو اول شخص کے حصے کی کوۃ کا تاوان لازم ہوگا اگرچہ اول کے ادا سے واقف ہو اور صاحبین کے نزدیک جب اول کی ادا سے واقف ہوگا تو فاسد نہیں ہوگا اور مفاہمت کے دونوں شرکوں میں سے ایک نے دوسرے کو صحبت کرنے کے لیے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اس نے اسے اپنے ملک بموجب ثمنی خریدی اور مال مشترک میں اس کی قیمت دی تو یہ لونڈی اس خریدنے والے کی ہوگی بدوں مومن کے یعنی نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینے والے کو نہیں ملے گی اور صاحبین کے نزدیک بی بی بیگی اور بائع لونڈی کی قیمت ہر ایک کے لئے ملے گی

کتاب الوقف

وقف کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک میں روک سکے اور اس کا نفع خیرات کرے جیسے عایت میں ہوتا ہے اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور دلیل انکی یہ ہے کہ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اٹھری سورہ نسا اور بقرہ سے زمین فرائض کے منع کیا اپنے جس سے روایت کیا اوکو طحاوی نے شرح حلی آثار میں اور روایت کیا اوکو در قطنی نے لو اسناد میں اوکی عبد اللہ بن ابیہ اور بھالی اوکا دونوں ضعیف ہیں اور روایت کیا اوکو ابن ابی شیبہ نے موقوفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے نہیں جس میں فرائض اللہ تعالیٰ کے اور مطلب اسکا ہے بلکہ زمین ہر کوئی مال کہ دیکھا جاوے بعد موت ملک کے قسمت در میان ورثہ کے اور فرائض سے مراد جسے ہیں ورثہ کے بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے شرح سے کہ کہا انھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور پیچھے تھے مد کی ہوئی چیز کو دیکھا اوکو بقی نے او فیصل اسکی فرائض میں نہ حص او صاحبین کے نزدیک وقف ملک کہتے ہیں کہ ملک رکھنا کسی چیز کا

مذہب امام ابو حنیفہ

مستحق ملک میں وقف اور دلیل انکی روایت پر حضرت عمرؓ کی کہ واسطے انکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حب الاداء
 رکھتے تھے وہ وقف کرنے کا ایک زمین کے کہ تصدیق کرے اور سکون بھی جائے اور نہ ہر ہیکل جائے اور نہ میراث ہوئے وہ کیا
 اور سکون امام حسنؑ نے باسنا و معراج اور صالح ستہ الوان نے صن اور فتویٰ صاحبین کے قول پر تو امام صاحب کے مذہب کے موافق
 اگر کسی نے وقف کیا کسی چیز کو فقیروں پر یا ستائش مثل جوف وغیرہ کے یا سافر خانہ واسطے مسافروں کے یا قافلہ رستہ کا
 مکان بنایا یا اپنی زمین کو عہد کر دیا تو ملک وقف کرنے والے کی دس سے نمایاں اگرچہ اور سکون موقوف کیا ہو موت پر شالاکے لکھ
 میں مراجعت تو وقف کیا اور سکون مع قول میں وقف اور ایک روایت میں امام سے ملک جاتی رہی جس کو کہ مالک کی ملک
 جاتے رہنے کا حکم کرے یا مسجد بنائے اور مستند اور سکا جہاں کرے اور لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دے وہ ایک شخص
 بھی اس میں نماز پڑھنے تو ملک اسکی جاتی رہی اگرچہ اس مسجد کے تیلے ایک تہ خانہ ہو مسجد کے امور کے واسطے بنایا گیا ہو اور مسجد
 بنا کر وقف کیے تہ خانہ اور سکون کے لیے بنایا یا اپنے گھر کے اندر مسجد بنائی اور اس میں دن نماز کا دیا تو وہ ملک اسکی جاری رہی
 تو اسکا جو جائیداد ہوگا اور اس سے ترکہ دوسرے وارثوں کو پہنچے گا یعنی وقفی مسجد کے حکم میں نہ ہوگی جس اور امام ابو یوسفؑ
 نزدیک ملک وقف کرنے والے کی فقط ان بان کے کہنے سے کہ میں نے اسکو وقف کیا جاتی رہتی ہو اور امام محمدؑ کے نزدیک جب جائیداد
 منقولی کے سپرد کرے اور وہ اس پر قبضہ کرے تو بہت ہے وقف مشاع کا یعنی ایک تہائی یا نصف زمین کا بغیر تعیین کے جب کہ وہ
 قسمت کی جائے ہو امام ابو یوسفؑ کے نزدیک اور فتویٰ اسی پر ہو اور امام محمدؑ کے نزدیک جائز نہیں ہو اگر وقف کیا مشاع کو ایسی چیز میں
 کہ وہ قابل قسمت کے نہ ہو تو جائز ہے سب کے نزدیک مگر مسجد اور قبرے میں جائز نہیں اور اگر وقف وقف کے پیدا کر دیا اپنی ذات کی وجہ سے
 کرے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کرے کہ منقولی خود ہے تو بہت ہے وقف امام ابو یوسفؑ کے نزدیک اور امام محمدؑ کے نزدیک بہت
 نہیں دلیل ابو یوسفؑ کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے اپنے صدقے سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا
 ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے صدقہ منوط میں اپنے اہل کو موافق دستور کے اور بھی فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خرچ کرے موافق ذات اور اہل اور اولاد اور عاومہ پر تو وہ صدقہ ہو واسطے اس کے روایت کیا اور سکون
 ابن امام نے مقدم میں حدیث سے اور روایت کیا اور سکون نسائی نے کہ جب کھلائے تو اپنے نفس کو تو وہ تیرے واسطے صدقہ
 ہو اور کالہ اور سکون مالک اور حاکم نے بطریق فیہ بہت طرق سے اولاد لفظ مختلف سے لیکن اگر وہ خیانت کرے تو وہ موقوف
 کو اس کے ہاتھ سے نکال لینا چاہیے اگرچہ اس نے شرط کر لی ہو کہ موقوف کو میرے ہاتھ سے نکالیں کن ص اور جو کسی نے
 شرط کی زمین کے وقف کرتے وقت کہ جب چاہوں اس زمین کے بدلے اور کو وقف کر دوں تو جائز ہو امام ابو یوسفؑ کے
 نزدیک اور اس پر فتویٰ نہیں دیا جاوے گا کیونکہ اس میں بہت طرح کے فساد ہوتے ہیں اور ہمارے زمانے کے ظالم حاکم اکثر مسلمانوں
 کے موقوف کو باطل کر دیتے ہیں وقف تو اب فتویٰ امام محمدؑ کے قول پر چاہیے کہ شرط باطل ہو اور وقف جائز ہے جس اور بھی
 ضرر ہو کہ وقف کی موت یا حکم کو کسی کرے کہ وہ مستقطع ہو جائے بلکہ جاری رہے شالاکے لکھ اگر خاص کو کون پر وقف کرے
 چنانچہ کسی نے زمین ہونا ممکن ہو تو یہ کہہ دے کہ ان کو کون کے زیر ہونے کے بعد وقت کے فقیروں یا علما کو اس کا نفع پہنچے
 تاکہ انھیں وقف جاری رہے جس اور امام ابو یوسفؑ کے نزدیک بغیر یہ کہہ کے وقف معج ہو جاوے گا اور یہ وہ لوگ جن پر

فہرست جلد دوم نورالمدار فی ترجمہ اردو شرح وقایہ

۱	کتاب النکاح	۲	۳	۴	۵
۱۲	فصل اول فی بیان مہر	۱۳	فصل دوم فی بیان مہر	۱۴	فصل سوم فی بیان مہر
۱۵	فصل چہارم فی بیان مہر	۱۶	فصل پنجم فی بیان مہر	۱۷	فصل ششم فی بیان مہر
۱۸	فصل ہفتم فی بیان مہر	۱۹	فصل ہشتم فی بیان مہر	۲۰	فصل نہم فی بیان مہر
۲۱	کتاب الرضا	۲۲	کتاب الطلاق	۲۳	کتاب العناق
۲۴	فصل اول فی بیان مہر	۲۵	فصل دوم فی بیان مہر	۲۶	فصل سوم فی بیان مہر
۲۷	فصل چہارم فی بیان مہر	۲۸	فصل پنجم فی بیان مہر	۲۹	فصل ششم فی بیان مہر
۳۰	فصل ہفتم فی بیان مہر	۳۱	فصل ہشتم فی بیان مہر	۳۲	فصل نہم فی بیان مہر
۳۳	کتاب العناق	۳۴	کتاب الامان	۳۵	کتاب الحدود
۳۶	فصل اول فی بیان مہر	۳۷	فصل دوم فی بیان مہر	۳۸	فصل سوم فی بیان مہر
۳۹	فصل چہارم فی بیان مہر	۴۰	فصل پنجم فی بیان مہر	۴۱	فصل ششم فی بیان مہر
۴۲	فصل ہفتم فی بیان مہر	۴۳	فصل ہشتم فی بیان مہر	۴۴	فصل نہم فی بیان مہر
۴۵	کتاب الحدود	۴۶	کتاب السرقة	۴۷	کتاب الجہاد
۴۸	فصل اول فی بیان مہر	۴۹	فصل دوم فی بیان مہر	۵۰	فصل سوم فی بیان مہر
۵۱	فصل چہارم فی بیان مہر	۵۲	فصل پنجم فی بیان مہر	۵۳	فصل ششم فی بیان مہر
۵۴	فصل ہفتم فی بیان مہر	۵۵	فصل ہشتم فی بیان مہر	۵۶	فصل نہم فی بیان مہر
۵۷	کتاب الجہاد	۵۸	کتاب اللقطہ	۵۹	کتاب الوقف
۶۰	فصل اول فی بیان مہر	۶۱	فصل دوم فی بیان مہر	۶۲	فصل سوم فی بیان مہر
۶۳	فصل چہارم فی بیان مہر	۶۴	فصل پنجم فی بیان مہر	۶۵	فصل ششم فی بیان مہر
۶۶	فصل ہفتم فی بیان مہر	۶۷	فصل ہشتم فی بیان مہر	۶۸	فصل نہم فی بیان مہر
۶۹	کتاب اللقطہ	۷۰	کتاب الوقف	۷۱	کتاب المفقود
۷۲	فصل اول فی بیان مہر	۷۳	فصل دوم فی بیان مہر	۷۴	فصل سوم فی بیان مہر
۷۵	فصل چہارم فی بیان مہر	۷۶	فصل پنجم فی بیان مہر	۷۷	فصل ششم فی بیان مہر
۷۸	فصل ہفتم فی بیان مہر	۷۹	فصل ہشتم فی بیان مہر	۸۰	فصل نہم فی بیان مہر

بسم الله الرحمن الرحيم

قطر من ضوء

نفس من نور

فانوار من نور
فانوار من نور
فانوار من نور
فانوار من نور
فانوار من نور
فانوار من نور
فانوار من نور
فانوار من نور

فانوار من نور
فانوار من نور
فانوار من نور
فانوار من نور
فانوار من نور
فانوار من نور
فانوار من نور
فانوار من نور

پھر کو سحر و جادو کا قہر
پھر ادا دے گئے کفن الے دود

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

بتوفیق خداوندانام حسب اجازت مترجم علام



جلد سوم و چہارم ترجمہ اردو ہی شرح وقایہ

مطبع نظامی واقع کانپور میں جسٹری ہو کچھی

۲۹۳ء ہجری

[illegible]

کی یہ جو کہ جائز روایت کی کہ حضرت علیؓ نے اختیار دیا ایک امرا کی کو بیع کے اخراج کیا اور سکا ترمذی نے کیونکہ اس بیع معلوم
ہوا کہ بیع خیابار میں ثابت نہیں ہوتا **ص** اور دم اگر سامنے ہوں کہ مشتری اور کی طرف اشارہ کر دیتے تو ضرورت بیان تھا اور وصف کی
نہیں اور اگر اشارہ نہ کرے تو علیؓ نے تعدا اور وصف بیان کرنا چاہیے یعنی اگر قیمت کی رقم سے موجود ہو تو مشتری اشارہ کرے
کہ میں این دم کو من عین جہز لیتا ہوں تو ضرورت بیان اور تعدا اور اوصاف کی نہیں اور اگر اشارہ نہ کرے تو او علیؓ نے تعدا کر دیا اور
اوصاف یعنی سکہ شاہی عالمگیر میں کرنا ضروری **ص** اور درست ہو نقد ہوں چاہا اور او صاحب پنا بشرطیکہ او دوسرے کی بدست معلوم
ہو **ف** مثلاً کہ دیتے کہ ایک دین اسکے رہا دین میں گاسو اسطے کہ دیکھو معلوم نہو کی تو مشتری اور بائع میں جس کا
ہو گا بائع دم جلدی طلب کریگا اور مشتری دین دیکھا اور دلیل کے جواز کی یہی کہ قول اللہ تعالیٰ کا **وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ**
وَحَرَّمَ الرِّبَا مطلق ہو اور میں یہ قہر نہیں کہ دم نقد دیوے اور رویت کی بخاری مسلم نے حضرت عائشہؓ سے کہ حضرت علیؓ
علیہ السلام نے غلہ خلیا ایک یہودی سے، یہ عدا پورا کر دیا کہ دی اور کے پاس نہ اپنی **ص** اور اگر بیع میں دم کے اوصاف ذکر نہ
کیجیے **ف** مثلاً دس درہم کا نام لیا اور یہ نہ کہما کہ مصری ہی یا شقی **ص** تو اگر اس دم کی سب قیمت میں برابر ہوں تو
جو کسی قسم چاہے دیتے اور اگر قیمت ہر ایک کی مختلف ہو تو ہر کل رواج زیادہ ہو وہ دنیا پڑیگا اور اگر رواج میں بھی برابر ہوں تو بیع
فاسد ہو جاوے گی **ف** سو اسطے کہ اس صورت میں بائع اور مشتری میں نزاع ہوگی بائع اس قسم کا درہم مانگیگا جو قیمت میں زیادہ
ہو اور مشتری کم قیمت دیکھا **ص** اور جائز بیع کھانے کی چیزوں کی جیسے گیہوں وغیرہ پیمانے میں ناپ کر **ف** سو اسطے کہ
روایت کی جماعت نے عبادہ بن صامتؓ سے کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے بیچ سونا بدلے سونے کے اور چاندی بدلے چاندی کے
کے اور گیہوں بدلے میں گیہوں کے اور جو بدلے میں جو کے اور کھجور بدلے میں کھجور کے اور نمک بدلے میں نمک کے برابر برابر اس ہاتھ
دے اس ہاتھ بدلے **ص** اور ڈھیر لگا کر اگر غیر جنس سے ہو **ف** مثلاً غلہ عوصن میں روپی یا شقی یا پیسوں کے بیچے یا گیہوں
پے بیچے تول کے یا جو کے اور اگر ایک جنس ہو مثلاً گیہوں پے میں گیہوں کے تو ڈھیر لگا کر بیچا درست نہیں سو اسطے کہ اس میں
احتمال جو زیادتی کا اور زیادتی میں بیع ہو اور غلہ جنس میں سکا احتمال نہیں کیونکہ اسی حد میں عبادہ بن صامتؓ نے کہ بیعت میں ناپ و وزن میں طرح
چاہا ہو بیچو مگر دست بدست **ص** اور ایک برتن خاص یا ہمیں بانٹ سے ناپ تو اگر بیچا درست ہو اگر چاہا اسکا اندازہ معلوم ہو
اور اگر اناج کا ڈھیر صاع پیچھے ایک درہم ٹھہر کر بیچے تو صرف ایک صاع کی بیچ ہوگی کل ڈھیر کی نہو کی مگر جب جتنے صاع ہیں سب
ذکر کر دیے مثلاً گون کے کہ یہ ڈھیر اناج کا دس صاع ہو ہر صاع بدلے میں ایک درہم کے **ف** اور صاحبین کے نزدیک وزن میں
میں کل ڈھیر میں بیچ جائز ہو جاوے گی اور صاع ایک پیمانہ کا نام ہے جتنے سیر پونے چار سیر اناج سماتا ہو اسی روپے کے سیر سے
ص اور اگر بکریوں کا گلا یا کپڑے کا تختان ہر بکری یا گز پیچھے درہم ٹھہر کر بیچے تو بیچ کل کی فاسد ہوگی **ف** یعنی ایک بکری
اور ایک گز کی بھی صحیح نہوگی سو اسطے کہ یہاں افراد بکری کے مختلف ہیں کیونکہ مشتری ہوئی بکری لیا اور بائع ڈولی دیکھا
بغلاف اناج کے کہ وہاں سب نے برابر ہیں اور صاحبین کے نزدیک اس میں بھی جائز ہو اور یہ سالہ اس کپڑے میں جو جسیں ایک
گز چہا کرنا موجب نقصان کا ہوگا اور نہ ہوگا تو امام صاحب کے نزدیک بھی جائز ہوگی منہ **ص** اور یہی حکم ہے ہر صاع و غلہ
میں **ف** یعنی جو چیزیں مثلاً بکری کے بھی جاتی ہیں اور افراد اون کے بڑائی چھوٹائی میں مختلف ہیں جیسے خر بوز و اندر وغیرہ **ص**

اگر نالغہ نے ایک ڈھیر نالغہ کا بیجا بک کر کہ سو صاع ہیں تو درہم کے اور نہ نالغہ سے نکلا تو مشتری چاہتا تو نہ درہم دیکھ لے
یا راضی نہ تو تو واپس کر دے اور جو سو سے زیادہ نکلیں تو وہ نالغہ کا جو سو اسطے کہ اسے صرف سو صاع بھی تھے اور اگر ایک کپڑے
کے تھان کو اس طرح بیچ دینا مثلاً کہا کہ یہ دس گز ہی دس روپی کا صاع وہ ایک گز کم نکلا تو مشتری چاہے سارا تھان
دس روپی کو لے لیوے خواہ سارا پھر دیوے اور جو زیادہ نکلا تو وہ مشتری کا ہی اور نالغہ کو اختیار نہیں کہ چاہے دے اور چاہے نہ
ف مشتری کو یہ نہیں پہونچتا کہ نو کو لے لیوے اور دلیل اسکی اس کتاب میں مذکور جو صاع اور اگر تھان کی قیمت میں نالغہ نے
یون کہد یا کہ دس گز ہو دس روپی کوئی گز ایک روپی کو تو اس کا ایک گز کم نکلا تو مشتری کو پہونچتا ہو کہ جسے رسد ہونے لیا یا واپس
کر دیوے اور ایسا ہی اگر زیادہ نکلا ف مثلاً ایک گز کم نکلا تو نو روپی کو لے سکتا ہو اور اگر ایک گز زیادہ نکلا تو گیارہ کو
لیسکتا ہو اور دو تون میں مشتری کو اختیار ہو منہج کا اور اگر سامنے نو گز نکلا یا ساڑھے دس گز تو اس کا حکم آگے
آتا ہو صاع اور اگر ایک گز سو گز کا ہو تو میں سے دس گز زمین بھی چکی جگہ معلوم ہو تو بیع فاسد ہو اور اگر مکان کے سو حصے
ہوں اور میں سے ستر حصے تو جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک دنوں صورتوں میں بیعت ہو ف دلیل سب کی ہر ایک میں بطور
صاع اگر ایک گھڑی اشترط پہنچے کہ او میں ستر تھان میں اور او میں کم زیادہ نکلے تو دونوں صورتوں میں بیعت فاسد ہو اور
اسی صورت میں اگر ہر تھان کے دم کہدے تو جبے ستر سے کم نکلیں بیعت صحیح ہوگی اور مشتری کو اختیار ہو چاہے حصہ رسد
دیکھے لیوے یا پھر دیوے اور اگر دس سے زیادہ نکلیں تو بیعت فاسد ہوگی اسلئے کہ اس صورت میں معلوم نہیں کہ دس تھان جو کچھ ہیں
کوئی ہیں اور اگر ایک تھان کو بیچا اشترط ہو کہ دس گز ہو ہر گز ایک درہم کو اور وہ ساڑھے دس گز نکلا تو مشتری دس درہم کو
لیوے بغیر اختیار کے ف یعنی اسکو پھرنے کا اختیار نہیں ہو اسو اسطے کہ اسن یادتی میں مشتری کا نفع ہو کچھ نقصان نہیں
صاع اگر ساڑھے نو گز نکلا تو نو روپی کو لے لیوے اگر چاہے اور چاہے گل پھر دیوے اور یہ مذہب امام صاحب کا ہو اور ابو یوسف کے
نزدیک اگر مشتری چاہے تو اصل صورت میں گیارہ روپی کو لیوے اور دوسری صورت میں ستر کو اور امام محمد کے نزدیک اگر مشتری
چاہے تو اصل صورت میں ساڑھے دس روپی کو اور دوسری صورت میں ساڑھے نو کو لے لیوے ف دوسرے میں لکھا ہو کہ فتویٰ یا حاکم
کے قول ہو لیکن بہت سے علما نے لفظ غرن کے قول امام محمد کا اختیار کیا ہو اسطے قاضی کو اختیار ہو جس ایت پر فتویٰ دے
ہو سکتا ہو صاع اور صحیح ہو چنانچہ کابالی میں ف اول امام شافعی کے نزدیک ایک قتل میں ناجائز ہو اور دلیل جاری ہو کہ منہج
کیا حضرت علی اللہ علیہ السلام نے چھنے سے کہیوں کے بالی میں یہاں تک کہ سفید ہو جاوے اور محفوظ ہو جاوے آفت سردت کیا
اسکو جماعت نے سوای بخاری کے صاع اسطے طرح باقیے کا اور چاندل کا اور تل کا چھلکون میں اسطے طرح اخروٹ اور بادام
اور کھٹے کا پیلے چھلکون میں یعنی اوپر والے پوست میں اور امام شافعی کے نزدیک ستر نہیں اور دوسرے چھلکون میں یعنی اٹکے
پوست میں بالاتفاق جائز ہو اور محل کا پہنا دخت پر خواہ وہ کارآمد ہو گیا ہو یعنی کھانے کے قابل ہو گیا ہو یا نہ ہو درست ہو
اور مشتری کا یہی وقت اسکا توڑ لینا واجب ہو ف اول دلیل اسکی فتح المذہب میں مذکور جو صاع اور اگر مشتری نے یہ شرط لگائی
کہ میں ان چھلکون کو دخت پر حصہ دوں گا تو بیعت فاسد ہوگی جیسے محل دخت پر ہے اور کچھ رطل او میں بیعت نکال لیوے ف مثلاً
کہ کہا کہ میں پیلے یا دخت کے پیلے ہوں مگر چاہے رطل میں سے نو نکلا دیکھو یہی گنا تو یہ بیعت ناجائز ہو اور ہر نماز میں

کہا اعتبار ظاہر روایت کے جائز ہو اور یہی صحیح ہو اس واسطے کہ حدیث جاہلین میں ہی کہ منہ کی حضرت علی علیہ السلام نے صحیح میں کچھ کمال لینے سے گریہ کہ معلوم ہو کہ میں معین کر رہا ہوں کہ اس میں سے مستند نہیں ہو نگار روایت کیا اسکو ترمذی نے صحیح میں مندرج کیا ہے والے اور تولنے والے اور گنے والے اسباب کی بائیں پر ہی اور مزدوری قیمت تولنے والے اور ہر گھنے والے کی مشتری میں ہر وقت ایک روایت میں ہے پڑ پڑ گھنے والے کی اجرت بائیں پر ہی لیکن صحیح اول جو خلاصہ ص اور اگر اسباب کو ہر گھنے پڑ پڑ انشائی کے پڑ پڑ تو پہلے مشتری کو حکم ہو گا کہ قیمت جو اس کے بائیں کو اور اگر اسباب کو جبے میں سبب کے پڑ پڑ انشائی کو جبے میں پڑ پڑ مشتری کے پڑ پڑ تو دونوں کو حکم ہو گا کہ سبب ایک دوسرے کو دیوین ۔

باب اخیر

ف یعنی ہمارے چنے کے بیان میں خواہ بائیں کو اختیار ہو یا مشتری کو یا دونوں کو **ف** بائیں اور مشتری دونوں کو خواہ ایک تین کا یا اس کم کا اختیار درست ہو اور اس سے زیادہ کا درست نہیں **ف** اور صاحبین کے نزدیک جائز ہو کہ ایک تین معلوم نہ ہو کہ ایک تین دن کا ہو یا خواہ ایک تین سے کم یا ایک سکن اور اس اختیار کو خیار الشریعہ کہتے ہیں دلیل امام صاحب کی وہ حدیث جو جسکو روایت کیا دارقطنی اور یوسفی نے کہ حمان بن مسعود بن عمر و انصاری دھوکا دے چکے تھے خرید و فروخت میں تو فرمایا واسطے ان کے حضرت علی علیہ السلام نے کہ جب داکرے ٹوٹو کہ نہیں فریب ہو اور مجھے اختیار ہو تو دن تک اور روایت کی عبدالرزاق نے ابان بن ابی عیاش سے اور بخاری نے اس سے کہ ایک شخص نے خرید ایک دنٹ اور شرط کی اختیار کی چار دن تک بطل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کو اور فرمایا کہ اختیار تین دن تک ہو لیکن ابان بن ابی عیاش ضعیف ہو کہ وہ صحیح ہو اور روایت کی دارقطنی نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار تین دن تک ہو اور اس کی اسناد میں احمد بن مسعود متروک الدلیل ہے اور صاحبین کی دلیل صاحب ہر اپنے یہ بیان کی ہو کہ ابن عمر نے جائز رکھا اختیار کو دو مہینے تک و اس اثر کا کتب صحیح میں بیان نہیں ملتا اصل قول اگر بیع ہوئی اور تین دن سے زیادہ کا اختیار شرط ہو اتوا امام صاحب اور زفر کے نزدیک بیع فاسد ہو اور چنانچہ کے نزدیک شرط ہو چکر اگر تین دن کے اندر انھوں نے اجازت دیدی **ف** یعنی بیع کو نافذ اور لازم کر دیا اصل قول امام صاحب کے نزدیک جائز ہو جاوگی اور امام زفر کے نزدیک جائز نہ ہوگی **ف** فقہ و فتویٰ امام صاحب کے قول پر جو صحیح ہے اس شرط پر ہے کہ اگر تین دن تک ام نہ ہو گا تو بیع نہ ہوگی تو یہ شرط جائز ہو اور چار دن کی اگر قید لگا دیا کہ تیس دن تو بیع صحیح ہوگا اور امام محمد کے نزدیک بیع ہوگی لیکن چار دن کی قید لگا کر اگر تین دن کے اندر قیمت ادا کر دیا تو سب کے نزدیک بیع درست ہو جاوگی مسئلہ بائیں کا اختیار شریعی کو ملک بائیں سے نہیں نکالتا بلکہ وہ شریعت خیار تک بائیں کی ملک میں ہوتی ہو تو اگر بائیں کے اختیار کی صورت میں وہ شریعی مشتری کے پاس تلف ہو گئی تو مشتری پر قیمت ادا کی لازم آوے گی نہ ثمن **ف** غرض اسکو کہتے ہیں جو بائیں اور مشتری کے درمیان ٹھہری ہو اور قیمت ہو اس کا نرخ بازار ہو مثلاً ایک کپڑا بیس روپے عروہ چار روپے کے خزانہ اور چار روپے منسوب ہو ایسا نہ ہو کہ اس کی قیمت تین حال سے خالی نہیں ہے چار روپے ہیں بلکہ وہ بیس روپے ہیں خالی قیمت ہوتا ہے مقدار میں سادہ میں اور دوسری صورت میں سے زیادہ اور قیمت کم ہو یا دوسری صورت میں ثمن کا اور قیمت زیادہ ہو تو اس مسئلہ کی مثال یہ ہو کہ زمر نے عروہ کے ہاتھ ایک کپڑا چار روپے کو بیس روپے کا شرط کر دیا ہے سب سے تین روپے کا ہوتا ہے

ابان بن ابی عیاش
احمد بن مسعود

یعنی ایسا دوسکو پھر نہیں سکتا اور امام صاحب کے نزدیک اختیار باقی ہو یعنی اسکو پھر سکتا ہو۔ **ف** اگر ان اشخاص میں سے کسی شخص کو اختلاف ہو تو اسکو پھر بیان ہو چکی **ص** اور جس شخص کو اختیار ہو وہ اجازت دے سکتا ہو مسالہ کی اگرچہ طرف ثانی ہو وقت نماز ہو تو وہ فرسخ نہیں کر سکتا جب تک طرف ثانی حاضر نہ ہو اور امام ابی یوسف اور ثانی کے نزدیک فرسخ بھی کر سکتا ہے اگرچہ حضور کے اور اگر جس شخص کو اختیار تھا اسنے فرسخ کیا پھر پھر طرف ثانی کے اور مدت خیار میں طرف ثانی کو خبر فرسخ کی پونہ تو معاملہ فرسخ ہو جاوے گا اور اگر مدت خیار میں اسکو خبر فرسخ کی نہیں پونہ تو معاملہ تمام ہو جاوے گا اور جس شخص کو اختیار تھا یا خیار التمسین ہو وہ اور وہ مرحلے تو اس کے وارث کو بھی خیار ہو گا اور اگر اسکو خیار الشری یا خیار الرویہ تھا اور وہ مرگیا تو اس کے وارث کو نہوگا **ف** خیار الشریہ تو معلوم ہوا اور خیار الرویہ اسے کہتے ہیں کہ میں دیکھے ایک چیز خریدی اور دیکھنے کے بعد وہ پسند نہ آئی تو اس صورت میں مشتری کو اختیار ہی پھر دینے کا اور خیار العیہ جو کہ بعد خریدنے اور قبضہ کرنے کے معین کوئی عیب نکلا تو اس میں بھی پھر دینے کا اختیار ہوتا ہے اور خیار التمسین کہ مثلاً دو غلاموں میں سے ایک کو خیار اس شرط پر کہ جو پسند آوے گا ہزار کو لے لیوے گا اور پھر وہ شخص مر گیا تو اس کے وارث کو بھی اختیار معین کے لئے لینے کا باقی رہے گا **ص** اور اگر مشتری دوسرے کے اختیار کو شرط کرے **ف** مثلاً کہ اگر پسند کر لے گا تو بیع مستعد ہوگی ورنہ نہوگی **ص** تو درست تھا اور اس صورت میں جو بیع کو جائز یا منع کر گیا درست ہوگا اور اگر ایک جائز ہو سکے اور دوسرے کو منع کرے تو پہلے غلطی کی بات معتبر ہوگی اور اگر دونوں کی باتیں معاً ہووین تو بیع منع ہو جاوے گی اور اگر دو غلاموں کو بیچا اس شرط پر کہ ایک غلام میرے مجھے اختیار ہو تو اگر ہر ایک کی قیمت جدا گانہ بیان کر دی ہو اور جس غلام میں اختیار ہو اسکو معین کر دیا تو بیع جائز ہو ورنہ فاسد ہو **ف** مثلاً قیمت جدا گانہ بیان کی اور نہ محل خیار معین کیا یا قیمت جدا گانہ بیان کی لیکن محل خیار معین نہ کیا یا محل خیار معین کیا لیکن قیمت جدا گانہ بیان نہیں کی **ص** اگر دو باتیں کہ پڑوں میں سے ایک کو خرید اس شرط پر کہ جسکو چاہے گا معین کر لے گا تین دن کے عرصہ میں صحیح ہو اور چار کپڑوں میں جائز نہیں **ف** یعنی اگر چار کپڑوں میں سے ایک کو خرید اس شرط پر کہ تین دن میں ایک نہ کرے کہ لے لوں گا تو جائز نہیں کیونکہ بیع خلاف قیاس تھا تا جائز ہوئی ہو بنظر حاجت کے طرف منع عین کے اور تین کپڑوں حاجت مند منع ہو جاتی ہو اس واسطے کہ غالباً ایک عمدہ ہوگا ایک وسط ایک ناقص تو چار کی ضرورت نہیں **ھ** ایہ **ص** اور اگر ایک گھر خرید بشرط خیار بعد اس کے مدت کے اندر ایک اور گھر قریب اس گھر کے بکا اور اسکی شفعہ کی راہ سے اسکو لیا تو دوسرے گھر کا لینا بطریق شفعہ رضامندی شمار کی جائے گی پہلے گھر کی خرید میں **ف** اسکا کہ اگر پہلے گھر کی خرید کو تمام نہ کریں تو دوسرے گھر میں شفعہ کا دعویٰ کب ہو سکتا ہے **ص** اور اگر وہ شخص بیع ملک ایک چیز بولی لی بشرط خیار اور ایک اور نہیں سیرا یعنی ہو گیا تو دوسرا بھی واپس نہیں کر سکتا یعنی اسکا بھی اختیار جاتا رہا اور اسطرح خیار اربعہ خیار الرویہ میں **ف** یعنی وہ شخص بیع ملک خریدتا ہے اسکو عیب نکلا ایک ماضی ہو گیا تو دوسرا اگرچہ ناراض ہو پھر نہیں سکتا یا میں دیکھے دو نوچ خریدے بعد دیکھنے کے ایک ماضی ہوا تو بھی دوسرا ناراض ہو نہیں پھر سکتا اور صاحبین کے نزدیک یہ صورتوں میں جو ناراض ہو رہے بیع کر سکتا ہے **ص** اور اگر ایک غلام کو خرید اس شرط پر کہ یہ تان پہنچاؤ پسند نہ ہو اور اسکا خلاف نکلا تو مشتری چاہے کل شے کو لے لیوے یا پھر سوکے یا نہوے اور اس کے لئے عرصہ میں شے میں نشان نہوگا

بیع جائز التمسین

ہو جائیگا اور ہر ایسے میں جو کہ سپر اجماع ہو امام صاحب لکھ صاحبین کا البتہ وکیل بالقبض میں اختلاف ہو اور غایۃ الاوطار میں جو اختلاف وکیل خرید میں اور اتفاق وکیل بالقبض میں لکھا ہو بالکل سہو ہے اس میں اس زمانے میں اصل دار یعنی گھر کا معین دیکھنا اندک ضرور ہو کیونکہ زمانہ سابق میں جب یواریں گھر کی یاد دہشت باغ کے باہر سے دیکھ لیتا تھا کافی ہوتا تھا اس واسطے کہ گھر اور باغ اون کے ایک کسان تھا اور اب بہت فرق ہونے لگا اس امام زفر کے نزدیک فقط معین دیکھنا کافی نہیں بلکہ اس کے والا ان کو ٹھہران کرے بھی دیکھے اور یہی صحیح ہو اور اسی پر فتویٰ اس زمانے میں اور اس طرح حکم عوام کا دیکھنا خاص نہ تھا اگر بیع یا خریدے تو درست ہو اور اگر بیع تو اس کو اختیار ہے گا اور اگر اس کو سہول لیا گیا ہو تو لکھ لیا گیا ہو تو اختیار ساقط ہو گا اور حیوان میں جو ٹھوسے یا سونگے یا کچھ سے لگا حال معلوم ہو جائے وہ جیسے بکری غلط فہم اس میں زمین یا مکان اگر اندھا خرید کرے تو اس کا اختیار ساقط ہو گا جب تک کہ اس کے اوصاف بیان نہ کیے جائیں اور امام ابی یوسف سے مروی ہو کہ اگر ایسی جگہ میں کھڑا ہو جائے کہ وہ صورت بینی اور سکو دیکھ لیتا تو اختیار اس کا ساقط ہو گا جب تک کہ بیع میں اضافی ہو گیا اور کما حسن بن یونس کہ اپنا ایک کیل بالقبض کر دیوے اور وہ دیکھ لیا کہ اور یہ مشاہیر زیادہ ہو قول امام صاحب کے کیونکہ اون کے نزدیک دیکھنا وکیل بالقبض کا بمنزلہ موصول کے ہو ہذا یہ ص لکھ کر پڑھیں ایک کو دیکھ کے دونوں کو لکھ لیا اور پھر دوسرے کو دیکھا تو اب دونوں کو پھر سکتا ہو تا یک کو جس کو نہیں دیکھا تھا اور اگر مشتری نے اپنی دیکھی ہوئی چیز کو موصول لیا پس اگر اس کا حال لگ گیا ہو تو اس کو اختیار ہو گا ورنہ نہ ہو گا پھر اگر مشتری کے کہ بیع کا حال بدل گیا ہو اور مانع کے کہ نہیں بدلا ہو تو قول مانع کا معتبر ہو مگر اگر دیکھنے میں اختلاف ہو یعنی مانع کے کہ تو نے دیکھ کے خریدنا اور مشتری کی کہ میں نے دیکھ کر خریدنا تو قول مشتری ساتھ قسم کے معتبر ہو اور اگر ایک گھر میں تھانوں کی موصول اور اون میں سے ایک تھان بیچ ڈالا یا کسی کو ہر کے اس کے حوالے کر دیا تو اختیار الرویہ اور خیال الشرط ساقط ہو گیا البتہ اگر اوسین عین کے تو جو باقی رہا ہو اس کو پھر سکتا ہے و ہذا یہ میں در اصل کتاب میں اسکی وجہ یہی لکھی ہو کہ خیال الشرط اور خیال الرویہ مانع ہیں تمامی صنف کے بخلاف خیال العین بعض بیچ بھرنے میں تفریق صنفہ ہوتی ہو اور تفریق صنفہ جائز ہو بعد تمام عقد کے قبل اس کے اور یہی ہر ایسے میں لکھا ہو کہ اگر وہ تھان پھر مشتری پاس لے آئے یا مثلاً بیع فسخ ہو گئی یا ہبہ مردود ہو گیا تو اختیار الرویہ پھر عود کر گیا اور امام ابو یوسف سے مروی ہو کہ بعد سقوط کے پھر عود کر گیا مثل خیال الشرط کے اور اسی پر اعتماد کیا قدری نے اور در مختار میں ہو کہ صحیح کہا اس کو قاضی خان نے اور اگر کوئی چیز خریدے بدون دیکھ کے تو بیع مشتری سے قبل دیکھنے کے قیمت نہیں طلب کر سکتا ہو اور اگر عائدین نے یا ہبہ خرید و فروخت کی عین کی بیع میں عین کے مثلاً کتاب کا معاوضہ کرنا یا کچھ سے کیا تو دونوں کے واسطے خیال الرویہ ثابت ہو گا اس واسطے کہ ہر واقعہ مشتری ہو اور عین کا جو اس کو حاصل ہو گا در مختار میں

بیع خیاری کے بیان میں
بیع خیاری کے بیان میں
بیع خیاری کے بیان میں

فصل خیاری عیب کے بیان میں

یعنی عیب نکلنے کے سبب جو اختیار ہوتا ہو اس کے بیان میں ص مشتری اگر بیع میں ایسا عیب دے جس سے اسکی قیمت تاجروں کے نزدیک کم ہو جاتی ہو تو اس کو اختیار ہو چاہے پھر دیکھے اور چاہے پہنچے اس سے ایسے فاقہ دلیل اس خیال کے ثبوت کی دینی ہو جو حجت کی تجارتی نے تعلیقاً عدا بن خالد سے کہ بیع مسلمان کی ساتھ مسلمان کے نہیں عیب ہو اور عین اہل ذہن خباثت اور بد فریب اور بد امن شاہین میں جو بیع المسلم بالمسلم ما کان مسلماً بیع مسلمان کی ساتھ مسلمان کے وہ جو مسلم ہو بیع اس میں الی داؤد میں جو حضرت عائشہ سے کہ ایک شخص نے ایک غلام خرید اور وہ اس کے پاس پہنچا اور عین عیب پایا تو پھر واپس نہ لیا

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بائع پر **ص** اور مشتری کو یمنین پہنچا کہ بیع کو اپنے پاس رکھے اور عیب کے سبب جو اسکا نقصان ہو اگر بائع سے پھر لینے اور بھاگنا اگرچہ مدت سفر سے کم ہو اسکو آواز چھوٹنے میں مٹوت دینا اور جو بی کرنا غلام لڑائی میں چھوٹنے میں جب عقل رکھتے ہوں عیب ہو اور بڑے پن میں دوسرا عیب ہو **ف** حاصل کیا یہ جو کہ جو عیب بائع کے پاس ہوا ہو وہی مشتری کے پاس اگر ہوگا تو اسکو اختیار ثابت ہوگا اور اگر بدل جاویگا تو اس سے ضرورت میں اختیار نہیں مثلاً **ص** بائع کے پاس چھوٹے پن میں چورایا اور پھر مشتری کے پاس چھوٹے پن میں تو ایک ہی عیب کا بدلہ جو اسکو اسے کہ سبب عیب ہی کا دونوں ہنگامہ یک ہو وہ بے پردہ الی جو عہد طفولیت میں ہوتی تو **ص** مشتری کو اختیار پھر دینے کا ہوگا اور اگر بائع کے پاس چھوٹے پن میں چوری کی گئی اور مشتری کے پاس بڑے پن میں کی دوسرا عیب گنا جاویگا اس صورت میں مشتری کو اختیار پھر دینے کا ہوگا **ف** اس واسطے کہ چھوٹے پن کی چوری کا سبب بڑے پن کی چوری کا سبب بدیتی اور بدیتی جو **ص** بائع مائل ہونے کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر نہایت صغیر پن ہو کہ عقل نہ رکھتا ہو تو اسکی چوری عیب نہیں ہو **ف** اور اس طرح بھاگنا اور کاشا میں نہیں بلکہ اگر وہ ہو **ھ** اید **ص** ام ربون خواہ چھوٹے پن میں ہو یا بڑے پن میں ہر طرح ایک عیب ہو تو اگر بائع کے پاس چھوٹے پن میں مجنون ہوا تھا اور پھر مشتری کے پاس اگر خواہ چھوٹے پن میں مجنون ہوا یا بڑے پن میں ہر صورت میں اسکو اختیار واپسی کا تو آؤ نہ اور بغل کی بدبونی اور زنا کاری اور حرام کی اولاد ہونی لڑائی میں عیب ہو غلام میں نہیں **ف** اس واسطے کہ لڑائی میں صحبت اس طلب ولد کبھی منظور ہوگا اور یہ باتیں او میں تحمل ہیں برخلاف غلام کے کہ خدمت میں یہ باتیں قاطع نہیں اور صورتیکہ غلام کو عادت زنا کی ہو کہ کیونکہ اس صورت میں خدمت میں سچ ہوگا **ھ** اید **ص** ام کافر ہونا دونوں میں عیب ہو **ف** اس واسطے کہ طبیعت مسلمان کی متغیر ہوتی جو کافر کی صحبت سے دوسرے کہ اسکی آزادی کفارہ قتل میں سچ نہیں ہو تو اگر خریدار اس پر کہ وہ کافر نہ ہو اور مسلمان نکلا تو رد کرے گا اس واسطے کہ یہ زوال عیب ہو اور امام شافعی کے نزدیک رد کر سکتا ہو **ھ** اید **ص** ام ہمیشہ خون جاری رہتا اور حیض نہ آنا شرہ برس کی لڑکی کو عیب ہو **ف** شرہ برس کی قید اس واسطے لگائی کہ یہ پختہ مدت تو بلوغ کی نزدیک امام ابوحنیفہ کے عورت میں اور ان دونوں کی پہچان عورت کے قول سے ہوگی تو پھر دیکھا جائے انکار کرے شرم سے خواہ قبل قبض کے ہو کہ یا بعد قبض کے **ھ** اید **ص** ام شرہ برس سے کم سن کو عیب نہیں **ف** کیونکہ اگر بی اختیار ہو بالغ نہ ہو یا **ص** مشتری کے پاس اگر ایک عیب ہو گیا تو جو عیب بائع کے پاس سے تھا اس کے موافق نقصان کے دم پھر لینے اور بیع کو رد نہیں کر سکتا مگر جب بائع راضی ہو کہ پھر لینے پر اور جس نے ایک کپڑا خریدا اور اسکو قطع کیا بعد اس کے اور میں عیب معلوم ہوا تو معتد ہے نقصان ہوا اور اس کے موافق دام پھر لینے اور کپڑے کو نہیں پھر سکتا مگر جب بائع راضی ہو جاوے اس قطع کیے ہوئے کپڑے کے لینے پر اور اگر مشتری نے اس کپڑے کو بعد قطع کے چھڑا لا تو اب نقصان کا عوض بائع سے نہیں لے سکتا اور اگر قطع کر کے اسکو سیل یا سرخ زلف اس واسطے کہ اگر سیاہ رنگ کا تو بائع اگر راضی ہو جاویگا تو پھر سکتا ہو **ص** ان کے نزدیک اسکو گھسی میں ملا یا بعد اس کے عیب معلوم ہوا تو نقصان کے دم پھر لینے اور بیع کو رد نہیں کر سکتا **ف** اگرچہ بائع راضی ہو جاوے پھر لینے پر کیونکہ او میں زیادتی ہو گئی ہو اور وہ جدا نہیں ہو سکتی **ص** ان اگر بعد عیب معلوم ہوئے ان میں کو بیچ ڈالنا تب بھی نقصان کے دم پھر سکتا ہو **ف** ہاں میں ہو کہ اگر کسی نے کپڑا خریدا اور اسکو قطع کر کے اپنے

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بائع پر ص اور مشتری کو یمنین پہنچا کہ بیع کو اپنے پاس رکھے اور عیب کے سبب جو اسکا نقصان ہو اگر بائع سے پھر لینے اور بھاگنا اگرچہ مدت سفر سے کم ہو اسکو آواز چھوٹنے میں مٹوت دینا اور جو بی کرنا غلام لڑائی میں چھوٹنے میں جب عقل رکھتے ہوں عیب ہو اور بڑے پن میں دوسرا عیب ہو ف حاصل کیا یہ جو کہ جو عیب بائع کے پاس ہوا ہو وہی مشتری کے پاس اگر ہوگا تو اسکو اختیار ثابت ہوگا اور اگر بدل جاویگا تو اس سے ضرورت میں اختیار نہیں مثلاً ص بائع کے پاس چھوٹے پن میں چورایا اور پھر مشتری کے پاس چھوٹے پن میں تو ایک ہی عیب کا بدلہ جو اسکو اسے کہ سبب عیب ہی کا دونوں ہنگامہ یک ہو وہ بے پردہ الی جو عہد طفولیت میں ہوتی تو ص مشتری کو اختیار پھر دینے کا ہوگا اور اگر بائع کے پاس چھوٹے پن میں چوری کی گئی اور مشتری کے پاس بڑے پن میں کی دوسرا عیب گنا جاویگا اس صورت میں مشتری کو اختیار پھر دینے کا ہوگا ف اس واسطے کہ چھوٹے پن کی چوری کا سبب بڑے پن کی چوری کا سبب بدیتی اور بدیتی جو ص بائع مائل ہونے کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر نہایت صغیر پن ہو کہ عقل نہ رکھتا ہو تو اسکی چوری عیب نہیں ہو ف اور اس طرح بھاگنا اور کاشا میں نہیں بلکہ اگر وہ ہو ھ اید ص ام ربون خواہ چھوٹے پن میں ہو یا بڑے پن میں ہر طرح ایک عیب ہو تو اگر بائع کے پاس چھوٹے پن میں مجنون ہوا تھا اور پھر مشتری کے پاس اگر خواہ چھوٹے پن میں مجنون ہوا یا بڑے پن میں ہر صورت میں اسکو اختیار واپسی کا تو آؤ نہ اور بغل کی بدبونی اور زنا کاری اور حرام کی اولاد ہونی لڑائی میں عیب ہو غلام میں نہیں ف اس واسطے کہ لڑائی میں صحبت اس طلب ولد کبھی منظور ہوگا اور یہ باتیں او میں تحمل ہیں برخلاف غلام کے کہ خدمت میں یہ باتیں قاطع نہیں اور صورتیکہ غلام کو عادت زنا کی ہو کہ کیونکہ اس صورت میں خدمت میں سچ ہوگا ھ اید ص ام کافر ہونا دونوں میں عیب ہو ف اس واسطے کہ طبیعت مسلمان کی متغیر ہوتی جو کافر کی صحبت سے دوسرے کہ اسکی آزادی کفارہ قتل میں سچ نہیں ہو تو اگر خریدار اس پر کہ وہ کافر نہ ہو اور مسلمان نکلا تو رد کرے گا اس واسطے کہ یہ زوال عیب ہو اور امام شافعی کے نزدیک رد کر سکتا ہو ھ اید ص ام ہمیشہ خون جاری رہتا اور حیض نہ آنا شرہ برس کی لڑکی کو عیب ہو ف شرہ برس کی قید اس واسطے لگائی کہ یہ پختہ مدت تو بلوغ کی نزدیک امام ابوحنیفہ کے عورت میں اور ان دونوں کی پہچان عورت کے قول سے ہوگی تو پھر دیکھا جائے انکار کرے شرم سے خواہ قبل قبض کے ہو کہ یا بعد قبض کے ھ اید ص ام شرہ برس سے کم سن کو عیب نہیں ف کیونکہ اگر بی اختیار ہو بالغ نہ ہو یا ص مشتری کے پاس اگر ایک عیب ہو گیا تو جو عیب بائع کے پاس سے تھا اس کے موافق نقصان کے دم پھر لینے اور بیع کو رد نہیں کر سکتا مگر جب بائع راضی ہو کہ پھر لینے پر اور جس نے ایک کپڑا خریدا اور اسکو قطع کیا بعد اس کے اور میں عیب معلوم ہوا تو معتد ہے نقصان ہوا اور اس کے موافق دام پھر لینے اور کپڑے کو نہیں پھر سکتا مگر جب بائع راضی ہو جاوے اس قطع کیے ہوئے کپڑے کے لینے پر اور اگر مشتری نے اس کپڑے کو بعد قطع کے چھڑا لا تو اب نقصان کا عوض بائع سے نہیں لے سکتا اور اگر قطع کر کے اسکو سیل یا سرخ زلف اس واسطے کہ اگر سیاہ رنگ کا تو بائع اگر راضی ہو جاویگا تو پھر سکتا ہو ص ان کے نزدیک اسکو گھسی میں ملا یا بعد اس کے عیب معلوم ہوا تو نقصان کے دم پھر لینے اور بیع کو رد نہیں کر سکتا ف اگرچہ بائع راضی ہو جاوے پھر لینے پر کیونکہ او میں زیادتی ہو گئی ہو اور وہ جدا نہیں ہو سکتی ص ان اگر بعد عیب معلوم ہوئے ان میں کو بیچ ڈالنا تب بھی نقصان کے دم پھر سکتا ہو ف ہاں میں ہو کہ اگر کسی نے کپڑا خریدا اور اسکو قطع کر کے اپنے

ایمان رکے کا کہہ دیا گیا بعد اس کے عیب معلوم ہوا تو اب نقصان کے دم نہیں پھیر سکتا اگر مانع لڑنے کا یہ تھا تو نقصان کا
 عومن پھیر سکتا ہے **ص** اگر ایک غلام خریدا اور اسکو آزاد کر دیا مفت یا مدد کر دیا یا نوڈمی خریدی کی اسکو اتم و لدہ تھا یا مدد
 بعد اس کے عیب معلوم ہوا تو نقصان کا بدلہ مانع سے پھیر سکتا ہے اور اگر مال کے عومن میں اسکو آزاد کیا یا اسکو قتل کر ڈالا یا کھا
 خریدا اور کل یا بعض اوسین کھالیا یا کپڑا خرید کا سقدہ پہنا کہ چٹ گیا بعد اس کے عیب معلوم ہوا تو نقصان کا عومن پھیر سکتا
ص ای اگر اند یا خر بوزہ یا لگرمی یا کھیر یا آخر و خر یا اور توڑنے کے وقت ایسا خراب نکلا کہ کچھ کار آمد ہو تو کل قیمت مانع
 سے پھیرے اور اگر کچھ کار آمد ہو تو موافق نقصان کے دم پھیرے **ف** اور اگر بہت ہی کم خراب نکلا تو بیع جائز ہو جاوے گی
 جیسے سو آخر و ٹون میں ایک یا دو برے نکلے ہوا یہ **ص** اگر مشتری نے بیع کو بیچ ڈالا اور مشتری ثانی کو اس میں عیب
 معلوم ہوا اور اس نے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ مشتری اول نے اقرار کیا تھا اس میں عیب کا یا انھوں نے دیکھا تھا اس عیب کو جب بیع
 مشتری اول کے پاس تھی یا مشتری دل سے قسم طلب کی اس بات پر کہ میرے پاس عیب تھا اور اس نے انکار کیا قسم سے اور قاضی
 نے بیع کو مشتری ثانی سے مشتری اول کو پھر وادیا تو اب مشتری اول اپنے مانع پر اس نئی کو پھیر سکتا ہے اور اگر مشتری اول نے
 اپنی رضامندی سے مشتری ثانی سے وہ نئی پھیر لی تو اب اپنے مانع نہیں پھیر سکتا **ف** اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہو
ص اور جس شخص نے بیع پر قبضہ کیا بعد اس کے اوس میں عیب کا دعویٰ کیا تو قاضی مشتری واسطے ادا می قیمت کے جبر نکالے گا
 تک کہ مانع حلف کرے اس بات پر کہ میرے پاس بیع عیب دار نہ تھی یا مشتری گواہ قائم کر دیے کہ بیع مانع پاس عیب دار تھی **ف**
 واسطے کہ اول صورت میں قاضی ثمن مانع کو مشتری سے وادیا اور دوسری صورت میں وہ نئی مانع کو پھر وادیا تو جب تک
 ان دونوں مردوں میں سے کوئی امر نہ پایا جائے قاضی مشتری سے ثمن نہیں دلا سکتا کیونکہ احتمال جو کہ مانع قسم سے گنول کرے اور مشتری گواہ
 عیب دار ہونے پر قائم کر دے تو اب قاضی قاضی باطل ہو جاوے گی **ص** اگر مشتری نے کہا کہ میرے گواہ غائب ہیں تو ثمن
 مانع کے حوالے کرے بشرطیکہ مانع قسم کھائے عیب نہ ہو پر اور اگر مانع نے قسم سے گنول کیا تو عیب ثابت ہو جاوے گا اور وہ مشتری کے
 پاس سے مانع کو پھر وادیا وگی **ف** تو اگر مانع نے عیب نے قسم کھالی اور مشتری کے گواہ غائب تھے اس صورت میں ثمن مشتری
 وادیا وگی اب اگر پھر اس کے گواہ آئے اور انھوں نے گواہی دی اس نئی کے عیب دار ہونے پر مانع پاس ثمن پھر مانع سے لیکر
 مشتری کو وادیا وگی اور بیع مانع کو کھایا یہ **ص** تو اگر مشتری نے بعد غلام خریدنے کے اور قبضہ کر لینے کے دعویٰ کیا
 اس بات کا کہ یہ بھگواڑا تو مانع سے قسم نہ لیا وگی جب تک مشتری گواہ نہ لائے اس بات پر کہ یہ غلام میرے پاس سے بھاگا
 اور جب وہ گواہ پیش کر دیوے تو قاضی مانع کو اس طرح سے حلف دیوے قسم اسکی ٹھیک یا اوس نے اس غلام کو اور پھر کیا
 اسکو مشتری کے اور جبکہ کہی بھاگا تھا یا اس طرح سے قسم اسکی مشتری کو دعویٰ کرے کہ انہیں بیچنا اور پھر سے بیع سے وہ بیچ
 کر آیا ہے اس طرح سے کہیں نہ بھاگا تھا میرے پاس **ف** کیونکہ ان تیوں میں مانع کو گواہی تاویل و ربات بنانے کی نہیں ہو کہ بیع
 قسم سے بیچے **ص** اور اس طرح سے قسم نہ دیوے کہ جو وقت اسے بیچا تھا جو وقت غلام میں عیب تھا یا جو وقت بیچا اور تسلیم کیا تھا
 اس وقت یہ عیب نہ تھا **ف** اس واسطے کہ دونوں صورتوں میں مانع کو گواہی بابت بنانے کی ہو کہ اول صورت میں
 ممکن ہو کہ بھاگے یا عیب بیع کے قبل تسلیم کے حادث ہو گیا ہو اس صورت میں اس کا کلام سچا ہو سکتا ہے اور دوسری صورت میں

اوسکا علاج کیا یا اپنی حاجت کے واسطے اوسپر سوار ہوا تو خیار ساقط ہو جاوے گا اور اگر سوار ہوا اوسکے پھرنے کے لیے یا پانی پانے کے لیے یا چارہ خریدنے کے لیے جب بغیر چڑھے چارہ خریدنا اور پانی پلانا ممکن نہ ہو تو مشکاؤہ گھوڑا شریر ہو بغیر سوار ہوئے نہ چلے یا مشتری ہال سے عاجز ہو صحت تو خیار ساقط نہ ہو گی اگر غلام نہ مانع کے پامچہ کی سی کی تھی یا خون کھاتا تھا اور مشتری کپاسی لکراؤسکا ہاتھ کاٹا گیا یا خون کے عوض میں گردن مارا گیا تو اول صورت میں مشتری غلام کو پھیر نہیں اور دوسری صورت میں بائع سے فتنہ پھیرے اوسے امام صاحب کے نزدیک رصاصہ جین کے نزدیک و سکی قیمت دونوں حالت کی لگا کر جو بڑے وہ پھیرے وہ فتنہ یعنی اوسے غلام کی اگر سارق نہ ہو تو کیا قیمت ہو اور اگر سارق ہو تو کیا قیمت ہو لگا کر اول ہونا پر بڑے اوسقدر بائع سے پھیرے اور اسطرح غیر قائل معصوم الدم کے ساتھ قائل مباح الدم کے صلے سے ایک لڑکی حاملہ خریدی اور مشتری کے پاس لکڑی بٹہ لگی کے مرگئی تو امام صاحب کے نزدیک مشتری کل فتنہ پھیرے اور صاحب کے نزدیک حاملہ اور غیر حاملہ کی قیمت لگا کر اول کی قیمت جتنی بڑے اوسقدر پھیرے ہلکا ایہ ص اور اگر بائع نے وقت بیچ کے کھدیا کہ میں بیچ کے سبب صیوے بری ہوں اور مشتری نے سکو منظور کیا تو یہ کہنا درست ہو گا کہ اسی عیب کی جہت سے پھرنے کا اگرچہ بائع نے ہر عیب کا نام نہ لیا ہو کہ اور امام شافعی کے نزدیک رست نہیں تو بائع سے پھرنے سے بڑی بیگا خواہ وہ بیٹ وقت بیچ ہو قبل قبض کے بعد بیچ کے حادث ہو اہو نزدیک امام ابو یوسف کے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جو عیب بعد بیچ کے قبل قبض کے حادث ہو اوسے بائع بری نہ ہو گا ف اور یہی قول جو زہری کا اور قتادہ قول امام ابو یوسف کا ہو

باب بیع باطل اور فاسد کے بیان میں

بیع مہاشع میں ہو کہ رکن بیع یعنی ایجاب اور قبول اور محل بیع یعنی بیع اگر ہر ایک خلل سے سالم ہو تو بیع صحیح ہو اور اگر سالم نہ ہو اس طرح پر کہ ایجاب اور قبول میں خلل پڑے عدم اہلیت متصرف سے بسبب ہونے کا قد صبی غیر مہاشع یا مجنون یا مہاشع میں خلل پڑے بسبب ہونے یا خون یا شراب ہونے کے تو بیع باطل ہو بسبب ہونے کا مکان بیع کے اور اگر ایجاب قبول بیع میں خلل پڑے لیکن اوسکے میں خلل واقع ہو کہ اسطرح پر کہ شراب ہو یا سورا یا غل ہو کہ بیع مقدور تسلیم نہ ہوا اوسمیں ایسی شرط ہو جو معتقدانہ مقدسہ فی اللہ ہو تو وہ بیع فاسد ہو نہ باطل کیونکہ رکن اور محل بیع خلل سے محفوظ ہو اور اصل کتاب میں ہو کہ مال وہ چیز جو نہیں آدمیوں کی رغبت ہو کہ اور اسکو لوگ خرچ کریں تو مٹی اور خون اور جو جانور آپسے مر جاوے اور شخص آزاد وہ مال نہیں ہو لیکن وہ جانور جو لگاتار مٹا جاوے یا اور کسی جگہ نہ مٹی کر کے قتل کیا جاوے جیسا کہ بعض کفار کی عادت ہو اور ذبیحہ جو کسی کے مال میں لیکن شرع میں یہ چیزیں مقوم نہیں ہیں جیسے شراب اور سورا اور جو مال شرع میں غیر مقوم ہو یعنی سب قیمت اوسکی امانت اور دلیل کرتے کا ہو کہ حکم ہوا ہو لیکن وہ اگر دینوں میں مال مقوم ہو تو جو چیزیں بالکل مال نہیں ہیں جیسے مٹی غرق شعل آنا دار آپسے جانور مر اہو تو اوسمیں بیع بالکل باطل ہو برابر ہو کہ اوسکو بیع بناوین یا فتنہ اور جو مال غیر مقوم ہو عاری شرع میں جیسے شہاب یا سورا یا ذبیحہ لکڑی تو اسکو اگر بسا میں دبوڑا شرعی کیچھن تو بیع باطل ہو اور اگر اسباب کے بیچے میں چھین یا اسباب کو این چیزوں کے بیچے میں چھین تو اسباب میں بیع فاسد ہو اور ان چیزوں میں باطل تو باطل وہ بیچ ہو کہ مٹی اصل اور وصفت دونوں فاسد ہوں اور فاسد وہ جو مٹی اصل صحیح ہو کہ اور رصف فاسد ہو کہ اور امام شافعی کے نزدیک باطل اور فاسد بیع کچھ

فرق نہیں ہوا اور تحقیق اسکی اہول فقر میں ہوا انتہائی اور بے بین ہو کر بیچ بطل میں وہ شمشیری کے ملک میں کی طرح نہیں آتی تو اگر وہ شمشیری کے پاس بیچ ہو جاوے اور کاناوان شمشیری پر ہوگا اور بیچ ہوا شمشیری اور اس شمشیری قبضہ کر لیا تو اسکا مالک ہو جائے اور اس شمشیری کی قیمت شمشیری کو دینا لازم آتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ زمین پر مثلاً ایک گھوڑا بے بین میں ہے یا خون کے خیر اور وہ گھوڑا زید کے پاس آنکر ملاک ہو گیا تو اسکی قیمت زید پر لازم نہ آوے گی کیونکہ یہ بیچ بطل ہے اور اگر زید نے ایک گھوڑا یہ بیچ میں اسباب سوار کے خرید لیا تو زید پر اسکی قیمت لازم آوے گی اور جب زید اسے قبضہ کر لیا تو وہ گھوڑا زید کی ملک میں آیا ہوگا اسوقت کہ یہ بیچ قاسد ہو اس قاعدہ کلیہ کو یاد رکھنا ضرور ہو کہ اس باب میں سبب مل مذکورہ میں کام آوے گا اصل بطل ہو ہیگا اور چیز کی جو مال نہیں ہو جیسے خون یا مردہ و اس واسطے کہ چیز میں مال نہیں ہیں و سرے کے عوام کہا انکو اللہ تعالیٰ نے فرمایا حُرِّمَتْ عَلَيْكَ الْبَيْتَ وَالْأُمَّ وَالْأُمَّ وَالْأُمَّ وَالْأُمَّ یعنی حرام ہے ہر مردہ جانور اور خون اور گوشت سور کا اور جس جانور پر وقت بیچ کے نام کسی شخص کا سو اسی خدا کے پکارا جاوے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ جنت میں کرنا ہو کسی قوم پر کھانا ایک چیز کا تو حرام کرتا ہو اور ہر قیمت اسکی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ابن عباس سے اور روایت کی بخاری اور مسلم نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے کہ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال فسخ مکہ کے اور آپ کے بیچ تھے کہ اللہ اور رسول نے اس کے حرام کی بیچ شراب اور مردہ اور سور اور بونگی سو کسی نے کہا یا رسول اللہ فرمائیے چربی کو مٹنے کی کہ روغن کرتے ہیں اس سے ناؤں کو اور چرب کھاتی ہیں اس سے کھالیں اور روشنی کرتے ہیں اس سے لوگ صوف فرمایا نہیں وہ حرام ہے لیسنت کہ اللہ یہود کو کہ اللہ تعالیٰ نے جب حرام کی دین پر حویلی جانور و ن کی گھلا یا اسکو پھر بیچا اسکو پھر کھائے دم اس کے صحت اور اس شخص کی حیات اس واسطے کہ آزاد شخص مال نہیں ہو اور بیچ بخاری میں مروی ہو ابو ہریرہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین آدمی ہیں کہ دوزخ ہوں گا میں ان کا دن قیامت کے ایک وہ شخص کھانسنے عہد کیا اور پھر فریب سے توڑ ڈالا اور ایک وہ شخص جس نے بیچا آزاد کو اور کھائی قیمت اسکی اور ایک وہ شخص جس کا کام لیا مردہ سے اور ندمی اسکو مردہ دہی اسکی صحت اور اس طرح ان چیزوں کے عوض میں بیچنا بھی بطل ہے اور بھی بطل ہے جو بیچ نام نہولہ کی و اس واسطے کہ روایت کی ابن ماجہ نے سنن میں کہ ذکر آیا ماریہ قبطیہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے فرمایا آپ نے کہ اگر دیکھو اسکو لوٹ کے نے اس کے یعنی ابراہیم نے اور روایت کی بیہقی اور مالک نے ابن کثیر کہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ سے اہم و لد کے تو کہا کہ بیچ کیجھا و اور نہ بیچا و اور نہ میراث میں آئے خدمت اس کے مالک کے بیک بیچ چاہے مر گیا تو وہ آزاد ہو صحت اور ہر کی و یعنی مدبر مطلق کی اور مدبر مقید کی بیچ جائز ہے ہر اید مدبر مطلق اسکو کہتے ہیں جس مالک نے کہا ہو کہ توبہ میرے مرنے کے آزاد ہو اور نہ برقعہ وہ جو جسے مالک نے کہ اگر میں اس سفر سے آؤں تو تو آزاد ہو یاں بخاری میں اگر مردان تو تو کھاتا ہو اور نام شافعی کے نزدیک بیچ مدبر مطلق کی بھی جائز ہے اور دلیل بخاری وہ حدیث ہے جو گندزی کن سالتاق میں کہ بیچ کیا جاوے گا اور نہ بیچ کیا جاوے گا اور اگر آزاد ہو جاوے گا ثلث مال سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے صحت کتاب کی و اور یہی صحیح مذہب ہے شافعی کا اور بعض مالک کا اور امام احمد کے نزدیک بیچ کتاب کی جائز ہے اور اس میں من ہو کہ اگر کھانا یعنی ہو جاوے بیچ ہو تو اس میں مردہ و حیات میں جمع اور اگر بیچ ہو کہ جائز ہے اس واسطے کہ روایت کی ابو داؤد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے کتاب غلام جو بیچ کہ باقی رہے اسکی ایک دم اور نقل کیا اسکو بخاری نے آنحضرت

عائشہؓ اور زینب بنت ابیہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی بخاری کی کہ انکی بیویہ مدد مانگتی تھی حضرت عائشہؓ سے اپنے بدل کتابت میں سو کما حضرت عائشہؓ نے اگر تیرے مالک یعنی ہونا دین اس بات پر کہ سب بڑی ہیں انکو ایک فدیہ دیدوں اور نکو آزاد کروں تو میں پھر کرونگی تو ذکر کیا بربر کا اس بات کا کہ مالک کو کما انھوں نے نہیں یا معنی ہیں ہم اسپر گریہ کہ ترک تیرا سہارے واسطے ہو تو ذکر کیا حضرت عائشہؓ نے اس بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تب فرمایا آپ نے فرمایا کہ تو تم اسکو اور آزاد کرو اور ترکہ اسکو ملیگا جو آزاد کرے گا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاتب کی بیع جب باطنی ہو جائے بیع پر درست ہو اور یہی موافق قیاس کے ہیں اصل باطل جو بیع اس مال کی جو شریعت میں سے قیمت ہو جیسے شراب یا مور روپی اشرفی کے بدلے میں فنی اور جن چیزوں کے بدلے میں جو شرف میں جیسے روپی اشرفی اور پیسے جنکا چلن ہو اس واسطے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ جنت و عذاب کو اگر تم کوئی شے حرام کرنا جو شرف اور سکی روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور گزیر چکی اور پر حدیث جائز کی کہ حرام کی اللہ تعالیٰ نے بیع شراب اور مور و مرغ و غیرہ کی اصل اگر مانع نے آزاد اور غلام کو ملا کر بیچا یا بیع کی ہوئی بکری اور مرغ و کوف جیسی قصداً انسان کا نام ترک کیا گیا ہو یا اور کسی کے نام پر بیچ کیا جائے تو وہ دونوں کی بیع باطل ہوگی اگرچہ ہر ایک کی قیمت علیحدہ کہدی ہو مثلاً یوں کہہ کہ یہ بیچ میں ان دونوں کو پہلے میں مور و بکر کے ایک روپیہ قیمت ہو مذبحہ کی اور ایک روپیہ مرغ کی اصل اگر غلام کو مدبر کے ساتھ خواہ بیگانے غلام کے ساتھ ملا کر بیچے یا اپنے ملک کو شے و فنی کے ساتھ ملا کر فروخت کرے تو غلام اور اپنی ملک کی بیع درست ہو جائیگی اقدار برابر اور دوسرے غلام کی اور وقت کی بیع جائز نہ ہوگی اگرچہ ہر ایک کی قیمت علیحدہ و علیحدہ بیان نہ کی ہو کہ حد ایہ اصل اسباب کا بیچا بدلے میں شراب یا شراب بدلے میں اسباب کا بدلہ فاسد یعنی یہ بیع فاسد ہو اسباب میں تو اگر مشتری اسباب پر قبضہ کر لیا اس صورت میں اسکی قیمت اس پر لازم آوے گی اور اسکا مالک ہو جائیگا لیکن شراب بیع باطل ہی یہاں تک کہ میں شراب مالک نہیں ہو سکتا تو سبکی طرف سے شراب تمھری ہو وہ اسکی قیمت دیگا اصل باطل جو بیع مجہول کی دریا میں قبل نکار کے اگر روپیہ اشرفی کے بدلے میں ہو تو اور فاسد ہو اسباب کے بدلے میں فاسد اس واسطے کہ روایت تو ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ خرید و محفل کو پانی میں بیشک و میں خطر ہو یعنی دھوکا جو روایت کیا اسکو امام احمد نے اور اشارہ کیا اس طرف کہ موقوف ہونا اسکا صواب ہو اور روایت کی امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں عمر بن خطابؓ کہ فرمایا انھوں نے نہ جو تم محفل کو پانی میں بیشک دھوکا ہو اور انکا لاشل اسکا بیع مستحب ہے اصل اگر محفل کو نکار کے ایسے گڑھے میں ڈال دیا کہ بغیر جال و غیرہ کے اسکو پکڑ سکتے ہیں تو اسکی بیع جائز ہو اور اگر بغیر جال یا شیش کے نہیں پکڑ سکتے ہیں تو فاسد ہو اور اگر محفل یاں دریائے ایک طرف گڑھے میں آکر جمے ہو ہیں اور انکی راہ دریائی بند کر دی تو بیع انکی جائز ہو ورنہ باطل ہو اور بھی باطل ہی بیع ہو امین اوڑھنے جانور کی فاسد اس واسطے کہ قبل پکڑنے کے ملک میں نہیں آیا اور بعد پکڑنے کے اگر چھوڑ دیا تو بھی جائز نہیں اس واسطے کہ اسکی تسلیم پر قادر نہیں ہو اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دھوکے کی بیع سے روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہؓ سے اور اگر وہ ہرن جانور ایسا ہو کہ باغ سے ملا ہو اور اس کے بھانے سے چلا آتا ہو تو بیع کھٹ کے تو جائز ہے بیع اسکی ورنہ نہیں فسخ اصل باطل جو بیع مجہول ہے اس واسطے کہ حدیث ابی سعید بن عکبہؓ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیع میں ہو یا بیع کے یہاں تک کہ نہیں رعایت کیا

اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کی ہزار نے ابو ہریرہؓ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا بیچ اور بیچ کے جو ترک کی پشت میں ہو اور
 مادہ کے حکم میں **صل** بچے کے بچے کی **ف** یعنی جیسے بچے کے بچے کی بیچ باطل ہو ویسے ہی اس بچے کے بچے کی جسکو عربی میں بیچ اور
 جبل الجبلہ کہتے ہیں روایت کی بخاری اور مسلم نے ابن عمرؓ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ سے جبل الجبلہ کے یعنی ولہ الجبلہ کے
 اور ابن عمرؓ سے جبل الجبلہ کے یہی معنی مصنف عبد الرزاق میں بسند صحیح منقول ہیں اور یہی موافق ہیں لغت کے اور قریب ہیں از روی لفظ
 ہوا سیطرہ گئے ہیں امام احمد اور امام شافعی اور مالک نے اس حدیث کے معنی بیان کیے ہیں کہ کسی چیز کو خریدے اس میں حدیث کہ جیسا کہ آدمی کا
 بچہ ہو گا اور بچہ بچہ کا بچہ اور وقت میں امام دو نکات تو یہ بیچ بسبب حالت میوہ کے فاسد ہو قسطلانی **صل** جابر بن
 بیج دودہ کی تھن میں جانور کے **ف** اس واسطے کہ حدیث ابی سعید میں ہو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ سے اور بیچ کے
 جو تھنوں میں جانور کے ہو اور روایت ہے ابن عباسؓ کہ انہی حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے کہ یہی چاہا میوہ ان بک کے
 کھانے کے قابل ہو گا اور بھی جاؤ ان بھیر کی پیشہ پر اور دودہ تھن میں روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط میں اور دقطنی نے او
 نکالا اسکو ابو دودہ نے مرسل میں عکرمہ کے اور یہی راجح ہو اور بھی نکالا اسکو موقوف ابن عباسؓ سے اس وقت کی اور بیچ میں اسکو بیچنے نے
 اور روایت کی ابن ابی شیبہؓ نے مصنف میں عکرمہ سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ منع کیا اپنے اس بات سے کہ یہی چاہا دودہ
 تھن میں اور گوشت بکری میں یا چرمل اور کی یا سحر اور اسکے باپے اسکے یا کھالین اور کی جب زندہ ہو گا یا آگاہوں میں بیگی
 دودہ میں فتح **صل** جاننا چاہیے کہ دودہ کی تھن میں بیچ جائز نہونے کی اور چین میں بیچ کہ معلوم نہیں ہے جو بیچ میں بیچ تو اس
 صورت میں بیچ باطل ہونی چاہیے اس واسطے کہ اوس کے وجود میں شک نہ گیا دوسری وجہ یہ کہ دودہ تھن اور تھن بڑھتا جا
 تو بعد بیچ ہونے کے پہلے اگر ہر حکیمانہ طور پر لٹکے کی مشتری کی ملک سے مخلوط ہو جاوے گی اور یہ وجہ چاہتی ہو کہ بیچ فاسد ہو **ف**
 ایسے ہم نے اسکو جائز نہیں کہا تا دودہ نون صورتوں کو شامل ہو جاوے **صل** فاسد ہو بیچ انون کی بھیر کی پیشہ پر **ف** سبب
 حدیث ابن عباسؓ کہ جو اوپر گدڑی **صل** ایک گدڑی کی چھت میں اور ایک گدڑی کی کپڑے میں اگر چہ اوس کے کھانے کی جگہ بیان کی
 ہو کیا نہ بیان کی ہو اور صحیح ہو جاوے گی یہ بیچ اگر بائع نے قبل فسخ کرنے مشتری کے کڑی کو اور کھاڑا یا ایک گدڑی کے کھات
 دیا اور باطل ہو بیچ اس چیز کی جو شکاری کے ایک بار جال لگانے میں بھنسنے **ف** اس واسطے کہ اس میں کو کھا ہو اور منع کیا کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اور اس طرح باطل ہو بیچ غوطہ بازی ایک بار کے غوطے کی کیونکہ منع کیا اس سے
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث ابی سعید میں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **صل** فاسد ہو بیچ مڑا ہوا اور دودہ ہو
 کہ درخت پر کی کھجور کو ساتھ ٹوٹی ہوئی کھجور کے **صل** اکل سے **ف** اور اس طرح سے محاط یعنی گیون کو بالی میں ہے اور گدڑی کے
 بدلے میں جو کھٹے ہوئے الگ رکھے ہیں اکل سے اور یہ حکم ہر ہتھ کو شامل ہو اس واسطے کہ اس میں گدڑی کا جو کھٹے زانی
 کے اور اس واسطے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ مڑا ہوا اور محاط سے روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہؓ سے
 اور روایت کیا اسکو ابو دودہ اور ترمذی انسائی نے جابر سے اور صحیح کہا اسکو ترمذی نے **صل** فاسد ہو بیچ ملا مسد
 اور بیچ حصاۃ اور مثلاً ہذا **ف** یہ تینوں بیچ مروج تعصبات وادہ جاہلیت میں بیچ ملامت سے کہتے ہیں کہ بائع اور مشتری نے
 زمین ایک چیز کا اس شرط پر کہ جب اسکو مشتری چھو لے تو بیچ لازم ہو جاوے اور بیچ حصاۃ سے کہتے ہیں کہ مشتری بلکہ

عقد ہو اور تیل کی قند واسطہ مثال کے ہو اور ہر روزنی بین حکم ہو اصل اگر گہی کہتے ہیں خریدار اور مشتری جب گہا پھیر گیا تو وہ پانچ سیر کا مکتبہ مانع ہے کہ اس سیر اگہا اور تھا اور وہ ڈھالی سیر کا تھا اور مشتری نے کہا کہ یہی گہا تھا تو قول مشتری کا ساتھ قسم کے معتبر ہوگا ف اس واسطے کہ کہتے ہیں قاضی مشتری تھا اور قول قاضی کا معتبر ہوگا حد ایسا اور بیان بھی قید گہی کی اتھائی ہو بلکہ جو روزنی ہو او سمین بھی حکم ہو اصل بطلان جو سیل یعنی پانی بہنے کی جگہ کی بیج اور بہہ اور سکا اور صحیح ہو بیج اور بہہ راہ کا ف یعنی ایک شخص کی زمین سے دوسرے کی زمین پر پانی بہ کے جاتا ہو تو جس شخص کی زمین پر پانی بہ کے جاتا ہو اور اتنی زمین بیج کی تو باطل ہو اور اگر ایک شخص کے مکان کا راستہ دوسرے کی زمین سے ہو کر ہو اور اس نے راستہ ہی تو صحیح ہو اصل بعض علما نے کہا کہ سیل سے یا رقبہ سیل مراد ہو یعنی وہ مکان جس میں پانی بہتا ہو ف جیسے نہریاں یا چھت ص اور راہ سے بھی رقبہ راہ یعنی اتنی جگہ جس سے گزرتا ہو تو پانی بہنے کی مقدار معمول ہو امداد کی بیج اور بہہ جائز نہیں ف یہ جب ہو کہ اس کا طول و عرض معین معلوم نہ ہو وے اور جہاں کا طول و عرض بیان کر دیوے سطح پر کہ وہ ایک زمین کا ٹکڑا ہو جاوے تو جائز ہیں بیج اس کی جیسا کہ ذکر کیا سرخسی نے پانی بہنے کی جگہ کے لیکر اس کی حدود اور جگہ بیان کر دیوے تب بھی جائز ہو ذکر کیا اسکو قاضی خان نے چلی ص اور رقبہ راہ معلوم ہو اگر اس کے حدود بیان کرے اور اگر نہیں بیان کیے جب بھی وہ مقدمہ ہو دروازے کے عرض سے جیسے تقسیم زمین میں تو جائز ہو او سمین بیج اور بہہ اور یا سیل سے حق تسیل یعنی پانی بہنے کا حق مراد ہو تو اگر زمین پر ہو تو معمول ہو اور اگر چھت پر ہو تو وہ حق تعلیٰ ہو یعنی ایسا حق ہو کہ متعلق ہو ایسی چیز سے جو باقی نہیں رہتا ف جب چھت گر جاوے ص اور راہ سے بھی حق گزرنے کا مراد ہو تو او سمین دور و ایتین ہیں ف ایک روایت میں بیج اس کی صحیح ہو اور دوسری روایت میں بطلان ہو فقہاء میں ہو کہ اکثر فقہاء نے روایت اول سے اخذ کیا ہو اور روایت ثانی کو فقہ ابو اللیث نے صحیح کیا ہو ص ص بطلان یہ ہو کہ وہ صرف حق ہو اور مال نہیں ہو اور وجہ صحت یہ ہو کہ اس کی طرف امتیاج ہو اور وہ ایک حق معلوم ہو متعلق ہو اس چیز سے جو باقی ہو ف جب ہو کہ حق گزرنیکا زمین پر ہو و اور جو چھت پر ہو و تو اتفاق باطل ہو اصل صحیح ہو وکیل کر دینا مسلمان کا ذمی کو دہلے بیچنے یا خریدنے شراب و سرور کے اور احرام باندھے ہوئے کا غیر محرم کو دہلے بیچنے فقہاء نے کئے نزدیک امام صاحب کے ف لیکن بکروہ ہو بکرا بہت شدیدہ تو مسلم کو وجب ہو کہ در صورت خرید شراب کو سر کر بناوے یا اسکو بہا دیے اور سرور کو چھوڑ دیوے اور در صورت بیج اس کے ثمن کو تصدق کرے طحاوی ص اور سفیان کے نزدیک صحیح نہیں ف فقہاء میں ہو کہ یہی ظاہر تر ہو ص بیان پر بیج بالشطر کے قواعد کلیہ مذکور ہوتے ہیں ف جانا چاہیے کہ حدیث او آثار شریعت میں مختلف وارد ہوئے ہیں ظہرانے نے اوسط میں روایت کی عمرو شیبہ علیہ السلام سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیج سے اور شریعت سے اور اس حدیث سے بطلان ہونا بیج اور شرط دو ٹوکا معلوم ہوتا ہے اور حدیث دیگر کہ علی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا حضرت عائشہ سے کہ خرید لو بریرہ کو اور شرط کر لو اس کے مال کو بیچنے کے مالکی اور کلا اسکو بیچ کر آزاد کرے اس معلوم ہوتا ہو کہ بیج جائز ہو اور شرط بطلان ہی پر گزری بیج یا شرط کی اور اس معلوم ہوتا ہو کہ بیج اور شرط دونوں جائز ہیں بیج شرط کی تقسیم کر دی ص اور بیج اسی شرط کے ساتھ ہو کہ عقد متفق ہو و جیسے شرط ملک

بیج اور شرط

واسطے مشتری کے یا اسکو عقد مقتضی نہ ہو لیکن اس میں نفع کسیکو نہ ہو سو ف یعنی نفع بائع کو ہونا مشتری کو نہ ہونا
 علیہ کوئی چیز کی بیع ہو رہی ہو اسکی مثال یہ ہے کہ بائع ایک جانور کو اس شرط پر بیچے کہ مشتری پھر اسکو بیچ کر
 صل جائز ہو ف اور وہ شرط لغو ہو مثلاً اس صورت میں مشتری کو اختیار رہے گا کہ جانور کو بیچ دے یا صل بیع
 ایسی شرط کے ساتھ جسکو عقد مقتضی نہ ہو اور اس میں بائع کو نفع ہو یا مشتری کو یا مقتود علیہ کو فاسد تو اول کی
 مثال یہ ہو کہ بائع ایک غلام اس شرط پر بیچے کہ ایک مہینے تک میری خدمت کرے کیونکہ اس صورت میں بائع کو نفع ہی دوسرے
 کی مثال یہ ہو کہ مشتری ایک کپڑا اس شرط پر خریدے کہ بائع اسکو قطع کر دیوے یا اسکی قباضہ دیوے یا چھڑا کر دیوے اس شرط پر
 کہ اسکی جوئی بنا دیوے یا اسکا شمشیر لگا دیوے کیونکہ ان صورتوں میں مشتری کا نفع ہی دوسرے کی مثال یہ ہو کہ بائع ایک غلام
 اس شرط پر بیچے کہ مشتری اسکو آزاد کرے یا دیر یا کتاب کرے کیونکہ ان صورتوں میں مقتود علیہ کو نفع ہی اور فاسد تو
 بیع نوڈی کی بدون حمل کے ف یعنی بائع کو نوڈی حاصل ہو یا بغیر حمل کے یعنی بائع نے کہا کہ حمل میرا ہو اور نوڈی میری
 ہی تو یہ بیع فاسد ہے اس واسطے کہ صرف حمل کا بیع درست نہیں تو اسکا استثناء بھی درست نہ ہو گا صل اگر مشتری قیمت
 ادا کرنے کے لیے یہ کہہ کہ تو رات تک یا مہرگان تک یا نصاری کے روزوں تک یا یہودیوں کی عید تک دون کا
 اور بائع اور مشتری کو یہ دن معلوم نہ ہوں تو یہ بیع فاسد ہو ف اس واسطے کہ اس صورت میں بائع اور مشتری میں لگ
 ہوگی بائع قیمت جلدی مانگے گا اور مشتری دیر میں دے گا اور اگر ان دونوں کو دونوں چلتے ہیں تو جائز ہے ددھتار اور روزاں
 دن کو کہتے ہیں جب جائز ختم ہو کر دن رات برابر ہوتا ہو اور مہرگان و دون ہو جب گرمی تمام ہو کر دن رات برابر ہوتا ہو صل بائع کہہ
 کہ حاجیوں کے آنے تک اور کھیتی لگنے تک راہ میں چلنے تک ازبودہ توڑنے تک رجوانوں کی پیٹھ پر سے اون کاٹنے تک ونگا تو بھی
 بیع فاسد ہو ف اس واسطے کہ یہ مور کبھی جلدی کبھی نہیں ہوتا ہیں تو بائع اور مشتری میں نزاع ہوگی صل اگر ان دونوں تک
 او قبل ان قوتوں کے آنے تک مدت کو ساقط کر دیا تو بیع صحیح ہو جاوے گا اور اگر ان مدتوں تک کسی کی ضمانت کی تو صحیح ہے

۱۱۴۳ھ میں مولانا محمد رفیع الدین صاحب دہلی نے تحریر کیا ہے

فصل احکام بیع باطل اور بیع فاسد کے بیان میں

بیع باطل میں بیع مشتری کے پاس ملت ہونی جو بعضوں کے نزدیک ہے اس کے تلف ہو جانے سے مشتری پر ضمان نہ واجب ہے گاؤں
 بعضوں کے نزدیک مشتری پر ضمان اسکی قیمت کا لازم ہو گا ف ایہی مختار ہو اور اسی پر فتویٰ ہو قنیدہ صل بیع فاسد
 میں اگر مشتری نے بیع پر قبضہ کر لیا یا بائع کی مرض سے خواہ رضا اسکی صراحتاً ہو ف مثلاً بائع کہے کہ تو اس پر قبضہ کرے صل
 یا دلالت حال سے ف مثلاً بائع کے سامنے مجلس میں قبضہ کیا صل بیع اور ثمن دونوں مال ہوں تو مشتری پہلے کا
 مالک ہو جاوے گا اور مشتری پر بیع کا مثل لازم ہو گا خواہ وہ مثل حقیقہ ہو یا معنی ف مثل حقیقہ اون چیزوں میں جو مثلاً بین
 جیسے گہوٹ چانول اور اناج وغیرہ اور مثل معنی اون چیزوں میں جو غیر مثلی ہیں جیسے جانور کپڑا ہتھیار وغیرہ ان چیزوں کا مثل
 حقیقہ نہیں ہوتا کیونکہ جانور جانور کا سہا و صاف میں ایک ہونا دشوار ہے سو اسکی قیمت کا مثل معنوی قرار دیا گیا ہو
 صل اگر جب جوہر ایک بائع اور مشتری میں فسخ کرنا بیع فاسد کا قبل قبضہ کے بیچ جبکہ مشتری کی ملک میں ہو اور اس طرح قبضہ تمام
 کے اگر فاسد ہو جائے تو بیع ابدی نہیں ہے بیع درجہ کی سب میں ہم کے ف اور اسکی فسخ میں حکم قاضی شرط نہیں اور اگر کوئی

لاکڑیاں خواہیں اور اگر یہ شخص نہ جاتا اور قافلہ بخارون کا شہر میں آتا تو اہل شہر کو فائدہ ہوتا اور دوسرے یہ کہ شہر میں
 قحط اور تنگی نہ ہو مگر یہ کہ قافلے والوں کو بیخ شہر کا معلوم نہ ہو ورنہ یہ شخص اوان سے جا کر سستا خرید کر بیچ
 قریب بیکر اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو مکروہ نہیں ہدایہ حنین میں بھی ہے بیع کہ منکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا جلب سے اور اس کے بھی معنی ہیں جو اور پرگہ سے اصل مکروہ بیع حاضر کی واسطے
 ہادی کے زمانہ قحط میں منگے دھون کی طرح سے حاضر و شخص بیع جو شہر میں رہتا ہو یا بی و جو بیرون
 شہر دیہات کا رہنے والا ہو قحط اس بیع کی حدیث سے ثابت ہے روایت کی بخاری نے ابن عمر سے کہ منکر کیا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع حاضر سے واسطے ہادی کے اور اس حدیث کے دو معنی ہیں ایک کہ شہر کا بیع
 بقال شہر کے لوگوں کے ہاتھ نہ بیچے بلکہ جو باہر سے لوگ آتے ہیں ان کے ہاتھ بیچے تاکہ دم زیادہ ملے اور ایک فقہا
 کیا جو بیع میں دوسرے یہ کہ باہر کا شخص غلہ لائے اور اس کے طرف شہر ہی دلال ہو جو اور کہے کہ تو جلد ہی منکر ہو
 گر ان بیع دونوں کا تو بائع ہادی ہوا اور حاضر دلال اور ہی معنی اختیار کیے ہیں معتبی اور درمختار اور اصل کتاب میں اور منقول
 ہو یہ تفسیر ابن عباس سے اور مناسب جو اس کے آخر حدیث کہ چھوڑو لوگوں کو تا اللہ تعالیٰ روزی بعض آدمیوں کو بیعوں سے
 روایت کیا ابو کو سلم نے جائے صل اور مکروہ بیع وقت آذان جسے کہ تحریف ہو سکتا ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ علی شانہ نے
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا فُتِنُوا بِالْمُضَلَّةِ مِنَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ أَوْ إِيَّاكُمْ
 جو وقت پھر اجاب واسطے نہ کہ دن جمعے کے پھر روز واسطے یا خدا کے اور چھوڑو سودا کرنا اور اس واسطے کہ بیع کرنے میں غل
 آنسو سی میں اور وہ واجب ہو بیان تک کہ اگر کسی میں غل نہ آوے بلکہ کسی بھی ہوئی جاوے اور بیع بھی جسے بائع اور شری
 ایک کشتی میں سوار ہیں اور وہ کشتی چلی جاتی ہو مسجد جامع کو تو مضائقہ نہیں درمختار ص حین دو ہر دون میں
 قرابت قریب محرم ہوا یعنی ہر ایک دوسرے کا قریب محرم ہو تو محرم غیر قریب جیسے باپ کی جڑ یا قریب غیر محرم جیسے چچا
 کی اولاد دونوں نکل گئے ہدایہ ص ابی و دونوں صغیر سن ہوں یا ایک صغیر سن تو او نہیں چہ الی و الناکر وہ جو کسی حق کے
 سب سے نہ ہو نزدیک طرفین کے اور امام ابی یوسف کے نزدیک جب دن و دنوں میں ناما ولادت کا ہو تو ایک کی بیعت ہر
 دوسرے کے جائز نہیں و اور بعضوں نے کہا کہ مطلق امام ابو یوسف کے نزدیک بیع جائز نہیں خواہ ناما ولادت کا ہو
 یا اور طرح کا اور یہی قول جوزف اور زینہ ثناء کا اور اصل کتاب میں قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو روایت کی ترمذی نے
 ابی ابی بن خضار سے کہ انکسایچ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے جس شخص نے جدائی و الی و میان میں والدہ اور اس کے دل کے
 جدائی و الی اللہ تعالیٰ درمیان اس کے اور درمیان و ستوں اس کے کے قیامت کے اور کہا کہ یہ حدیث حسن جو غریب ہو اور صحیح کیا اس کو حاکم نے
 شرط مسلم پر اور نظر کی او میں محدثین نے کہ اس کے متاثرین میں بھی اللہ ہو نہیں اچ کہا اس صحیح میں اختلاف کیا گیا اور اس اختلاف
 کے میں صحیح کیا اس کو ترمذی اور روایت کیا اس کو امام احمد نے ایک شخص کے ہاتھ اور روایت کی حاکم نے مستدرک میں علی بن ابی حنیفہ کے
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں جو شخص جسے جدائی و الی و میان میں والدہ اور اس کے دل کے ہاتھ اور اس کے صحیح ہو
 اور روایت کی ترمذی اور ابی بن خضار سے کہ انکسایچ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو قلام کہ انکسایچ جدائی و الی

میں نے ایک کوٹھرا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھ کر ایک غلام تیرا کہا میں نے یہ چاہا کہ وہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر لے اور کوٹھرا پھر لے اور کوٹھرا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہو اور روایت کی خاکم اور در قطنی نے دوسری طرف سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس میں تو حکم کیا کہ جو ساتھی بیچ دو یا بیچ کے تو بیچا میں نے دونوں کو الگ الگ کہا میں نے بیچ کر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو فرمایا اپنے کہ پھر لے اور کوٹھرا بیچ اور کوٹھرا ایک تھا اور نہ جدا کی کر دیا میں نے صحیح کیا اور کوٹھرا حکم نے اور شرط بخاری اور مسلم کے اور شی کی امین قطان نے غریب کو اس حدیث سے اور کہا کہ یہ اولیٰ ہو اور ان حدیثوں میں خیر اعتماد ہو اس باب میں اور روایت کیا اور کوٹھرا احمد اور بزار نے دوسری طرف سے لیکن ابوسمین انقطاع ہو اور وہ مضمر نہیں ہمارے نزدیک صحاح اگر حدیث ابی اوون دونوں کی کسی حق کے سبب ہو تو جیسے ایک نے کوئی جنابت کی او سمین دیا گیا یا عریک کے سبب روکا گیا تو مکروہ نہیں اور جابر جو بیچ کر بڑھ یعنی نیلام ف جسکو ہر راج کہتے ہیں اس واسطے کہ روایت کی صاحب بن ابی اس بن مالک سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک انصاری سوال کرنے کو آیا تو حضرت نے فرمایا کیا تیرے گھر میں کوئی چیز نہیں اس نے کہا کیوں نہیں ایک کنگی ہو جسکو کچھہ میں نے دیکھا ہوں اور کچھہ بچھاتا ہوں اور ایک پٹا لہو جس میں پانی پیتا ہوں فرمایا کہ کوٹھرا بیچ اس آسودہ دونوں چیزوں آیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کوٹھرا اور فرمایا کہ کون شخص ان دونوں کو خرید کر تا ہو سو ایک مرنے کے کہ میں ان کو بیچوں ایک درہم کے خرید کر تا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو بار یا تین بار میں خرید کر تا ہوں کون ہی جو ایک ہم سے زیادہ تو ایک مرنے کے کہ میں ان کو دو درہم کو لیتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں چیزوں کو دو درہم و انصاری کو دے اور فرمایا کہ ایک سے طعام خرید کر اپنے اہل و عیال کو اور دوسرے سے کھانسی پیر پاس خرید کر آسودہ لایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے او سمین لکڑی لگائی اور فرمایا کہ جالکریاں لایا کر اور بیچ کر اور میں تجھ کو پندرہ دن نہ کیوں اسے ایسا ہی کیا پھر دیا اور او کو دین و درہم حال ہوے سو اس کے کچھ درہم جو کچھ خرید کیا اور کچھ سے کھانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے حق میں بہتر ہے تیرے آنے سے دن قیامت کے اور داغ سیاہی کا تیرے منہ پر ہو تو بسبب ال کھر

باب اقالہ کے بیان میں

ف اقالہ کا جواز ثابت ہو حدیث سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پھر سے مسلمان کی بیعت رد کرے گا اللہ تعالیٰ لعنہ کرے اس کی قیامت کے دن روایت کیا اور کوٹھرا ابو داؤد اور ابن ماجہ ابو ہریرہ سے اور صحیح کہا اور کوٹھرا ابن ابی حاتم نے ص جاتا چاہیے کہ اقالہ یعنی پہلی بیعت کا توڑنا باطل اور مشتری کے حق میں تو بیچ ہو اور سوا ان کے اور شخص کے حق میں ناشیع جدید کے ہو تو اگر بیعت باطل اور مشتری کے حق میں تو اس کے تواتر باطل ہو گا و اقالہ کی لگائی ہو اور جو معلوم ہو کہ اقالہ غیر باطل اور مشتری کے نزدیک ناشیع جدید کے ہو تو اس کا فائدہ یہ ہو کہ وقت اقالہ کے بیچ کو دیکھ کر بیعت ہو نہ جوف شگ انیس نے ایک سال اپنا عمر کے ہاتھ بیچ کیا اور بیعت نے اپنی ضماندی سے اس وقت حق شفعہ ساتھ لیا بعد اس کے اقالہ بیعت ہو تو زید اور عمرو کے حق میں تو یہ اقالہ بیعت شہد کیا جاوے گا اور بیعت کے حق میں بیعت ہو تو باطل ہو اور کوٹھرا دعویٰ شفعہ ہو بیعت سکتا ہو و دختار ص اور اگر ایک لونڈی کی بیعت ہوئی اور بعد اس کے

اقالہ بیع ہو اتواب پھر لوٹدی پر استبراء واجب ہو گا **ف** یعنی اس طلع اول کو و طی اسکی جائز نہ ہوگی بغیر استبراء کے **ص** یعنی ابو یوسف کے نزدیک اقالہ بیع ہو تو اگر بیع نہ ہو سکے گی تو بیع شمار کیا جاوے گا اور امام محمد کے نزدیک بیع نہ ہو اور اگر بیع ممکن ہوگی تو بیع شمار کی جاوے گی **ص** تو باطل ہو اقالہ بیع اس لوٹدی میں جو بعد بیع کے مشتری کے پاس نہ کرے **ف** مثلاً ایک لوٹدی خریدی اور وہ مشتری پاس نہ کرے قبض کے جسے تو اس اقالہ کو بیع نہیں بنا سکتے اس واسطے کہ بیع میں زیادتی ہو گئی اور مانع بیع ہو تو اقالہ باطل ہو گا کھنایہ **ص** امام صاحب کے نزدیک اگر صاحبین کے نزدیک باطل نہیں ہو کیونکہ اس اقالہ کو بیع بنا سکتے ہیں اور اقالہ لوٹتی ہی قیمت کو درست ہو جاوے مقرر ہوئی تھی تو اگر روپے کے برسے میں بیع ہوئی تھی اور اقالہ میں اشرفی تھی یعنی جنس اور قسم قیمت کی بدل گئی یا قیمت کم و بیش پہلی قیمت تھی تو یہ شرط باطل ہوگی اور مانع بیع قیمت کا صرف پھیرنا لازم آوے گا امام صاحب کے نزدیک اگر صاحبین کے نزدیک شرط صحیح ہو اس واسطے کہ امام صاحب کے نزدیک اقالہ بیع اول ہو اور بیع نہیں ہو تا مگر پہلی قیمت پر اور صاحبین کے نزدیک بیع جدید ہو تو کم و بیش قیمت پہلی قیمت درست ہوگی الا کمی قیمت کی اس صورت میں درست ہو جب بیع میں مشتری کے پاس نہ کر کوئی عیب ہو گیا ہو اور صحت اقالہ کا ہلاک نہیں مانع نہیں ہو البتہ ہلاک ہو جانا بیع کا مانع صحت اقالہ ہو **ف** یعنی اگر ثمن اول باطل کے پاس تلف ہو جاوے تو یہ اقالہ کا مانع نہیں اس واسطے کہ ثمن تابع بیع میں اور اصل بیع ہو اور وہ موجود ہو اسی واسطے اگر بیع تلف ہو جاوے گی مشتری پاس نہ پھر اقالہ اس کا نہ ہوگا مثلاً زید نے گھوڑا خریدا اور وہ زید کے پاس نہ کر گیا تو اقالہ اس کا نہیں ہو سکتا یا غلام خریدا اور وہ بھاگ گیا اور اگر بقالہ کے بیع ہلاک ہو گئی تو اقالہ باطل ہو کر اصل بیع قائم ہو جاوے گی بجز **ص** اور اگر بیع بیس کسی قدر تن ہو جاوے تو اس قدر کا اقالہ نہ ہو سکیگا بکا درست ہو گا **ف** مثلاً زمین کو خرید کیا کھیت کے ساتھ اور کھیت کاٹ لیا پھر اقالہ کیا تو زمین میں بقدر اس کے حصے کے اقالہ صحیح ہی مسائل الحاقیہ اقالہ میں مناسبتی باطل اور مشتری کی شرط ہو اور اقالہ کلیح اور طلاق اور عتاق کا نہیں ہو سکتا اور وجہ ہے اقالہ عقد قاسد مکر وہ کا اگر اقالہ ہوا اور پھر وہ چیز محبوبہ کے پاس نہ گئی تو واپس کو حق رجوع ثابت نہ ہو گا تصابون کو خریدا اور پھر وہ سوکھ گیا تو اقالہ جائز ہو اس واسطے کہ کل بیع باقی ہو اس لیے اقالہ کا اقالہ نہ ہو پھر بیع اول لوٹ آوے گی اگر اقالہ مسلم کا اقالہ صحیح نہیں ہوگا باغ بیچا اور تسلیم کیا سو مشتری نے اس کا پھل کھا یا سال بھر تک پھر دونوں نے اقالہ کیا تو اقالہ صحیح نہیں دھتھار

باب مراءجہ اور تولیہ کے بیان میں

مراءجہ کہتے ہیں چیز کے نیچے کو اصل لاگت پر ایک نفع معلوم کر کے اور تولیہ کہتے ہیں صرف لاگت پر بیچنے کو یا نفع کے **ف** جانا چاہیے کہ بیع چار طرح پر ہوتی ہے مراءجہ اور تولیہ اور مساومہ اور وضعیہ مراءجہ اور تولیہ تو معلوم ہو چکا ہو اور مساومہ کہتے ہیں اس بیع کو جس کا ثمن پر مانع اور مشتری راضی ہو جاوے بدن سخط پہلی قیمت کے اور وضعیہ کہتے ہیں اصل لاگت سے نقصان پہنچنے کو اور مراءجہ اور تولیہ کا جواز عقلاً ثابت ہو اور نقلاً بھی بدلیل اور حدیث کے جس کو ذکر کیا ابن اسحاق نے سیرت میں کہ حضرت ابو بکر نے دو اونٹ خریدے اور ادین بیچے جو فضل تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے واسطے سواری کے پیش کیا اور کہا آپ سواریوں سے صدمتے ہوں آپ پر مان باپ میرے تب فرمایا آپ نے میں نہیں سواریوں کا اور اس اونٹ پر جو میری ملک میں نہیں ہے تو کہا ابو بکر نے کہ وہ اونٹ آپ کا ہو گیا فرمایا آپ نے نہیں مگر آپ

ابو یوسف کے نزدیک اقالہ بیع اول ہو اور بیع نہیں ہو تا مگر پہلی قیمت پر اور صاحبین کے نزدیک بیع جدید ہو تو کم و بیش قیمت پہلی قیمت درست ہوگی الا کمی قیمت کی اس صورت میں درست ہو جب بیع میں مشتری کے پاس نہ کر کوئی عیب ہو گیا ہو اور صحت اقالہ کا ہلاک نہیں مانع نہیں ہو البتہ ہلاک ہو جانا بیع کا مانع صحت اقالہ ہو **ف** یعنی اگر ثمن اول باطل کے پاس تلف ہو جاوے تو یہ اقالہ کا مانع نہیں اس واسطے کہ ثمن تابع بیع میں اور اصل بیع ہو اور وہ موجود ہو اسی واسطے اگر بیع تلف ہو جاوے گی مشتری پاس نہ پھر اقالہ اس کا نہ ہوگا مثلاً زید نے گھوڑا خریدا اور وہ زید کے پاس نہ کر گیا تو اقالہ اس کا نہیں ہو سکتا یا غلام خریدا اور وہ بھاگ گیا اور اگر بقالہ کے بیع ہلاک ہو گئی تو اقالہ باطل ہو کر اصل بیع قائم ہو جاوے گی بجز **ص** اور اگر بیع بیس کسی قدر تن ہو جاوے تو اس قدر کا اقالہ نہ ہو سکیگا بکا درست ہو گا **ف** مثلاً زمین کو خرید کیا کھیت کے ساتھ اور کھیت کاٹ لیا پھر اقالہ کیا تو زمین میں بقدر اس کے حصے کے اقالہ صحیح ہی مسائل الحاقیہ اقالہ میں مناسبتی باطل اور مشتری کی شرط ہو اور اقالہ کلیح اور طلاق اور عتاق کا نہیں ہو سکتا اور وجہ ہے اقالہ عقد قاسد مکر وہ کا اگر اقالہ ہوا اور پھر وہ چیز محبوبہ کے پاس نہ گئی تو واپس کو حق رجوع ثابت نہ ہو گا تصابون کو خریدا اور پھر وہ سوکھ گیا تو اقالہ جائز ہو اس واسطے کہ کل بیع باقی ہو اس لیے اقالہ کا اقالہ نہ ہو پھر بیع اول لوٹ آوے گی اگر اقالہ مسلم کا اقالہ صحیح نہیں ہوگا باغ بیچا اور تسلیم کیا سو مشتری نے اس کا پھل کھا یا سال بھر تک پھر دونوں نے اقالہ کیا تو اقالہ صحیح نہیں دھتھار

قیمت پر جسے کو تم نے خریدا تو قبول کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور سوار ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت پر اور وہ بیت
 کی عبدالرزاق نے سعید بن المسیب سے کہہ سنا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تولیہ اور اقالا اور شرکت سب اہل بیت میں
 حج ان میں اور مرسلات سجدہ مقبول ہیں **فصل** ان شرط ان دنوں کی یہ ہو کہ پہلی قیمت جو بائع نے دی تھی مثلی ہو **ف**
 یا غیر مثلی لیکن وہ چیز وقت مراجمہ کے مشتری کی ملک ہو چاکہ ثمن مثلی جیسے روپی اشرفی اور مکمل موزون یعنی جو چیز نہ
 تل کر بکتی ہیں اور جو کن کر بکتی ہیں لیکن مقدار میں یکسان اور قریب ہوتے ہیں اور ثمن مثلی اس واسطے شرط ہوئی کہ اگر ثمن
 غیر مثلی ہو چنانچہ کپڑا بعض غلام کے خرید کیا تو بیان مراجمہ اور تولیت قیمت غلام پر ہو گا اور حال آگاہ قیمت مجبول ہی ان اگر خرید
 ثانی اور سی چیز کا مالک ہو جائے جسکو بائع ثانی نے قیمت میں دیا تھا تو غیر مثلی سے بھی مراجمہ جائز ہو صورت اس کی یہ ہو کہ گھر خرید
 کیا عوض کپڑے کے اور اسکو تسلیم کر دیا پھر گھر کے بائع نے وہی کپڑا مثلاً زید کو بطریق بیع یا ہبہ کے دیا پھر گھر کے مشتری نے گھر پر
 زید کے ہاتھ بعض اسی کپڑے کے اور کچھ غنیمت کے تو جائز ہو کیونکہ زید ثمن اول کے بیٹے پر قادر ہو نہ **فصل** مراجمہ اور تولیہ
 کی طرف احتیاج اس واسطے ہو کہ جو شخص ناواقف اور نادان ہو خرید و فروخت میں وہ شخص واقف کے ایمان پر خواہ نفع و دیگر یا اصل
 لاگت پر خرید کر سکتا ہو اور اس سے اپنے جی کو خوش کرتا ہو اس واسطے ان دنوں بیون کا مدار امانت اور دیانت پر ہو اور ضرر
 ہو اس میں احتراز خیانت اور شبہ خیانت سے مسالہ اور اصل لاگت میں شریک ہوگی مزدوری و صلہ الی اور رنگالی اور چھپوئی
 کے کپڑے میں اور ہر طرح ڈور میں بوائی کی مزدوری اور غلامین بابر برداری کی **ف** اور بھیہر بکریوں کے تلنے کی مزدوری
 اور شوق اور دشت کی مزدوری اور پوٹاک اور طعام بیع کا بدن اسراف کے اور بوائی پانی کی کھیت میں اور ہندوں کی
 صفائی کی اور باغ میں درخت لگانے کی اور گھر کے چونہ کاری کی ان سب تدوین کی مزدوری ان اصل لاگت میں گنی جاوین گی
 اس طرح موتی میں سوراخ کر نیکی مزدوری اور لکڑی میں روزہ بنانے کی دھندلار و نہر بنانے میں اس کا قاعدہ کلیہ یہ لگا
 ہو کہ جن مصارف کی لاگت میں ملانے کا دستور ہو جائے میں اور اس کے سبب سے بیع میں یا قیمت میں زیادتی ہو تو وہ لاگت میں
 ملائے جاوینگے **فصل** لیکن ان چیزوں کی اجرت اور مزدوری جب لاگت میں ملائی جاوے تو بلیوں کے لئے کہ اتنے وہ ہوں کو
 مجھے چیز پیڑی تین اور یوں نہ کہے کہ اتنے کو میں نے خریدا ہو **ف** کہ جھوٹ نہو جاو اور جس مکان میں اسباب کھا جو دوسرے کا
 گرایہ یا چرواہے کی مزدوری یا تعلیم غلام اور لونڈی کی مزدوری اصل لاگت میں داخل نہو گی ہدایہ **فصل** تو اگر مشتری
 دوم کو معلوم ہو کہ مشتری اول نے مراجمہ میں خیانت کی تو اسکو اختیار ہی چلتے دن دامن پر جو مشتری اول نے
 بیان کیے ہیں خریدیوے اور چاہے پھر دیوے اور تولیہ میں اگر خیانت معلوم ہوئی تو بقدر مشتری اول نے خیانت کی رتبہ
 اصل لاگت پر نہ ام بڑھائے ہو کلات کر باقی دام دیدیوے اور امام ابو یوسف کے نزدیک مراجمہ اور تولیہ میں دونوں صورتوں میں
 کاٹ لیوے اور امام محمد کے نزدیک نون صورتوں میں چاہے مشتری اول کے بتائے دامن پر لیوے یا پھر دیوے
ف اور فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہو **فصل** جس شخص نے ایک چیز خرید کر نفع پہنچی اور پھر دیکھو کہ ہون پہنچا تھا اس سے
 کم کو خرید لیا تو اب اگر اسکو پھر مراجمہ یا تولیہ سے بچے گا تو مقدار نفع کو اصل لاگت سے مجرا کرے اور اگر نفع پوری لاگت کو گھر
 یوے یعنی وہ شے کمفٹ پڑ جاوے تو اب اسکو بطریق مراجمہ نہ بچے **ف** مثلاً ایک گھوٹا دنس پہلی

مراجمہ اور تولیہ میں
 اگر خیانت ہو تو بقدر
 مشتری اول نے خیانت
 کی رتبہ اصل لاگت
 پر نہ ام بڑھائے
 ہو کلات کر باقی
 دام دیدیوے

کو خرید اور پھر پندرہ کو بیچا اور پھر دس کو خرید لیا تو اب اگر او سکومرا بیع سے بیچے گا تو یہ کہہ کہ ٹکوپانچ روپیہ کو پڑا ہو اور اگر دس روپیہ کو خرید اور بیس کو بیچا اور پھر دس کو خرید لیا تو اب او سکومرا بیع کے طور پر بالکل نہیں بیچے بلکہ ساوڑہ یا اوڑھ چہرہ پٹا لے کر خلاف صاحبین کے کراؤ کے نزدیک منوں صورتوں میں شریخ پر مراحہ بیچنا جائز ہو اور صاحبین کا قول خلق پر آن ہو اور امام کا قول مضبوط تر ہو تو جس قول پر چاہے عمل کرے **ص** اگر او سکومرا غلام نے جسکو مٹولی نے اذن تجارت کا دیا ہو اگرچہ وہ قرضدار ہو وہ ایک کپڑا خرید اس دس روپیہ کو اور مٹولی نے اس سے پندرہ کو خرید لیا تو مٹولی اگر اس کپڑے کو مراحہ سے بیچے تو چاہیے کہ اصل جمع دس پڑے تھلا دے اور ایسا ہی او سکومرا لے لیں اگر مٹولی دس روپیہ کو کپڑا لیکر اسی غلام کے ہاتھ پندرہ کو بیچے اور وہ غلام مراحہ سے بیچنا چاہے تو دس روپیہ لاگت تھلا دے اور پندرہ نہ کہ **ف** اور دلیل اس کی اصل کتاب اور ہر ایسے میں مذکور ہو اور قرضدار غلام میں جب صورت ہوئی تو اگر قرضدار نہ ہو گا تو بطریق اولیٰ مٹولی کو یا غلام کو وہی دس تھلانا پڑے گا جس دس مٹولی یا غلام نے اس شے کو لیا ہو یعنی دس پڑا ان دونوں صورتوں میں **ص** اور اگر مضارب کے پاس دس پڑے تھے مثلاً آدھے نفع کے قرار اور دس میں پڑے کے بدلے میں مضارب نے ایک کپڑا خرید اور پندرہ روپیہ کو مالک مال کے ہاتھ بیچا تو اگر مالک لالہ و سکومرا بیعت سے بیچے تو سارے بارہ قیمت کپڑے کی بتا دے **ف** اس واسطے کہ نصف نفع یعنی اڑھائی روپیہ ملک ہی صاحب لالہ کی اور سیطرح او سکومرا لے لیں حکم ہو یعنی جبکہ صاحب لالہ ہوں اور مضارب مشتری چنانچہ ذکر اس کا کتاب المضاربہ میں آویگا **ص** اگر کوئی مشتری خریدتے ہو و سالم اور مشتری کے پاس آنکر کافی ہو گئی **ف** کسی آفت سماوی سے **ص** یا وہ لونڈی شہیدہ تھی اور مشتری نے اس سے جماع کیا اور پھر اپنی بیعتا ہو او سکومرا بیعت سے تو اپنی اصل لاگت بیان کرے اور اس کا بیان ضرور نہیں کہ یہ لونڈی اچھی تھی میرے پاس لکر کافی ہو گئی یا اس سے میں نے جماع کیا ہو **ف** اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک بیان اس کا ضرور ہو اور یہی مذہب جو باقی ائمہ کا فقہ ابو الیث نے کہا ہم اسی سے اخذ کرتے ہیں اور اسی کو ترجیح دیا کہ مال الدین ابن الہمام نے **ص** اور اگر مشتری نے خود آنکھ او کی پھوڑ دی یا کسی اور نے او کی آنکھ پھوڑی اور مشتری نے اس شخص سے دیت لے لی یا وہ لونڈی باکرہ تھی اور مشتری نے او کا ازالہ بکارت کا کیا جماع سے تو ان صورتوں میں جو وقت مراحہ سے بیچے تو یہ کیفیت بیان کر دیے اگر ایک کپڑا خرید اور خود خود او کو جو ہا کہیں سے کاٹ گیا یا آگ سے جل گیا تو اب او سکومرا بیعت سے بیچے تو بیان کرنا او کا ضرور نہیں اور اگر اس کے پسینے اور کھونے سے کپڑے کی تہ ٹوٹ گئی تو مشتری ثانی سے بیان دے کا ضرور ہو اگر ایک غلام خریدا ہزار روپیہ کو اور دھار ایک ت پر پھر تلوے نفع پر اسے فروخت کیا بغیر بیان **ف** یعنی مشتری ثانی سے یہ نہ کہا کہ میں نے ہزار روپیہ دھار کو لیا **ص** تو اب مشتری ثانی کو اختیار ہے جب معلوم ہو کہ او سکومرا بات چاہے اس غلام کو بھیج دیے چاہے رکھ لیں **ف** لیکن اگر رکھ لیا تو او سکومرا سورہ پڑھ کر پڑھنے پڑھنے نہ جو **ص** تو اگر مشتری ثانی نے وہ غلام تلف کر دیا تو او سکومرا سورہ پڑھ کر دینا لازم آدینے نقد اور یہی حال توالیکہ ہو **ف** اگر مٹولی کے ہوتے ہوئے مشتری دوم کو خیانت مشتری اول کی معلوم ہوگی تب تم اختیار ہوگا چاہے اس چیز کو بکھڑو اور چاہے واپس کر دیے اور اگر بعد بیعت کے تلف کرنے کے خیانت مشتری اول پر اطلاع ہوگی تو جتنے دم ٹھہرے تھے پورے دینا پڑے گا **ص** اگر زمین نے عورت سے کہا کہ تھمتے کو یہ چیز مجھ کو پڑی ہو اتنے کو تیرے ہاتھ بیچنا ہوں اور عورت کو معلوم نہیں

کر دینا کو کہنے کو یہ چیز بڑی ہی تو بیع فاسد ہو اور اگر عمر کو اور سی مجلس بیع میں معلوم ہو جاوے کہ اتنے کو یہ چیز زندہ کو بڑی ہو تو اسکو اختیار ہوگا چاہے لے چاہے پھر دیوے تو اگر مجلس میں بھی حال میں کا معلوم نہ ہو تو بیع ہلکا ہو جائے گی

دھتار ص ابن حزمہ کو خریدے تو تنگ اوپر قبضہ نہ کر لے بیع اسکی جائز نہیں مگر عقار میں **ف** جاننا چاہیے کہ بیع و شرم ہو ایک منقول جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیا سکین جیسے چاندی ٹونابرتن گھوڑا اسباب غیرہ اور ایک غیر منقول جسکی نقل و تحویل مکانی متغیر ہو جیسے زمین مکان باغ وغیرہ اور اسکو عقار کہتے ہیں دلیل اسباب میں دو روایت ہو جو اخراج کیا اسکا شیخیں اور مالک نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نہ بیچے کوئی غلہ کو یہاں تک کہ قبضہ کرے اور بیع اور طعام وغیرہ منقولات بیع ہو اور حرمی کے نزدیک خواہ منقول ہو یا عقار کسی کی بیع قبل قبضہ کے جائز نہیں لیکن اس حدیث کے جسکو روایت کی نسائی نے سنن کبریٰ میں حکیم بن خزام سے کہنا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خرید و فروخت کیا کرتا ہوں تو بتا دیجیے کہ کون سی خرید و فروخت حلال ہو اور کون سی حرام ہو تب فرمایا آپ نے کہ بیچ تو کسی شے کو یہاں تک کہ قبضہ کرے تو اسکو سہرا بھی روایت کیا اسکو احمد نے مسند میں اور ابن حبان اور کما کہ یہ حدیث مشہور ہو یوسف بن مانہ سے انھوں نے حکیم بن خزام سے اور انکے بیچ میں ابن عسمرہ نہیں ہو اور حاصل یہ کہ مخزجین اس حدیث کے بعض ابن عسمرہ کو داخل کرتے ہیں یہاں ابن ہز اور حکیم کے اور بعض نہیں ابن ابی عمیر نے ابن عسمرہ سے روایت کیا کہ اس نے تصحیح کر دی اپنے سماع کی حکیم سے روایت قاسم بن اصنع میں آئی تصحیح ہو کہ عبد اللہ بن عسمرہ دو لون کچھ میں ہو ذکر کیا اسکو ابن حبان نے ثقات میں اور عبد اللہ اور ابن قحطان نے اسکو ضعیف کہا اور دو لون نے خطا کی اسواسطے کہ یہ عبد اللہ بن عسمرہ شمی حجازی ہو اور وہ جو ضعیف ہو عبد اللہ بن عسمرہ بنی ہو یا اور کوئی ہو تو حق یہ ہو کہ یہ حدیث حجت ہو اور ابن حبان نے اپنی تصحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں نقل کی زہد بن ثابت کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچنے سے اسباب یہاں تک کہ لیا جاوے اسکو تجارتا رہی منزلوں تک اور تصحیح کہا اسکو اور تنقیح میں ہو کہ اسناد وہ ہو اور یہ حدیث دلالت کرتی جو اس بات پر کہ مراد اسباب یہاں منقول ہو کہ یہ نکتہ منقولات کا لیا جانا اپنی منزلوں تک ممکن ہوتا غیر منقول کا البتہ حدیث نسائی کی عام ہو تو اسکا جواب امام صاحب دیتے ہیں کہ مراد اس سے بھی شے منقول ہی اسلیئے کہ حدیث اس نہی ہے جو کہ تنگ بیع پر قبضہ نہیں کیا احتمال ہو اس کے تلف اور ہلاک ہو جائیگا اور تلف و ہلاک عقار میں نہایت نادر ہو سی واسطے اگر عقار بالا خانہ ہو یا زمین ہو دریا کے کنارے پر محل اسقوط اور مانند اسکے چنانچہ خوف ہوز زمین یا گھر کے چھوٹنے کا ریسے تو اسوقت میں غیر منقول بھی مانند منقول کے ہوگا عدم صحت بیع میں قبل قبضہ کے فتنہ و دھتار **ص** ابن حزمہ نے بھی لکھا ہے ایسی چیز خریدی جو نہ کر یا نقل کر یا گن کر بکتی ہو **ف** جیسے غلہ کہ نہ پکر عرب میں اور حوالی مدراس میں بکتا ہو اور سونا چاندی نقل کر بکتا ہو اور اخروت وغیرہ گن کر **ص** تو بیچے اسکو اور نہ کھائے یہاں تک کہ ناپے اسکو یا تولے یا گنے **ف** اور اگر بیچ لکھا دے گا یا بیچ کر لکھا تو مکروہ تحریمی ہو دھتار **ص** اور مطلب اسکا یہ ہو کہ بائع مشتری کے سامنے اسکو ناپ یا تول یا گن دیوے اور تصحیح یہ ہو کہ بائع کا اس صحت میں ناپنا اور تولنا اور لکھنا کافی جواب پھر مشتری کو ضرور نہیں **ف** یہاں تک کہ اگر بائع نے قبل بیع کے اسکو ناپ یا تول یا گن رکھا ہو تو یہ کافی نہیں اگرچہ مشتری کے سامنے ہو یا

ابن عسمرہ بنی حنظل بن

بیع کے لیکن مشتری کے غیبت میں اور اس کے و چیزیں نکل گئیں جو بطور تخمینہ اور انکسار کے و حیران لگا کر بکائی ہیں تو اس کا تولنا اور ناپنا لازم نہیں اصل اس باب میں روایت جو ابن ماجہ کی جاہل سے نہیں البیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عن بیع الطعام حتی یجوز فی صاع کان صاع البائت و صاع المشتري یعنی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طعام کی بیع سے منع فرمایا تا وقتیکہ لا یمیز دو صاع جاری نہوں ایک صاع بائع کا اور دوسرا صاع مشتری کا اور اس سے منع نہ کیا اسحاق و ابن ابی شیبہ اور زہرا و عبد الرزاق نے بالغامہ مختلفہ نقل کیا ہو اگرچہ اس بیعت کی اسنادوں میں بیعت ہو لیکن بسبب طریق اور قبول امیہ کے حجت ہی اور غل حدیث وہ تو کہ مشتری نے ایک چیز خریدی یا ناپا تول کے اور اب اس کو بیع کرنا ہو تو پھر مشتری ہی ثانی کے رو برنا ہے اور تول تو مشتری ہی اول وقت یا خرید کے مشتری ہی تھا اور اب بائع ہو گیا عینی یا وہ صورت جو حکو شایع بیان کرتا ہو **محل** کا ایک شخص نے عقد سلیم کیا ایک کپڑے کی بیون کے مثلاً ایک ت معین پہ تو ہر گاہ مدت گذری تو مسلم الیہ ایک کہ کہیوں کا ایک شخص سے خرید کر کے رب السلام کو حکم کیا کہ قبضہ کر لیا اس کو پہ پہلے مسلم الیہ کے طرف سے پہلے رہا مسلم نے اس کو کہیوں کو مسلم الیہ کے لیے ناپا پھر اپنے لیے ناپا تو جائز ہو گا **ف** اس صورت میں صاع بائع اور مشتری کے جمع ہو **محل** اور جو چیزیں گروہ میں کر بکائی ہیں ان کا استعمال پھر قبضہ کے قبل ناپا لینے کے درست ہو اور ثمن میں تصرف کرنا **ف** جسے روپیہ میں شرفیان مقرر کرنا یا کپڑا یا اونٹ یا گھوڑا یا ثمن کا بہرہ کر دینا یا بیچنے والا یا وصیت کرنا یا نقد خریدنے کا یا اجارہ دینا **ف** ص قریب **محل** اس کا کہ بائع اور سپر قبضہ کرے درست ہو **ف** کیونکہ ثمن تابع ہو بیع میں اور اس میں خوف فسخ عقد کا نہیں بسبب ہلاک ثمن کے اس واسطے کہ وہ متعین نہیں ہیں **محل** بیع کے ہدایہ عمید اللہ بن عمر سے روایت ہو کہ کما میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں چاہیوں دن نہ بیع میں تو بیچا ہوں عوض میں دینا روئے کے اور لیتا ہوں رہم اور بیچتا ہوں عوض میں درہم کے اور لیتا ہوں دینار تو فرمایا آپ نہیں ہو حرج ہمیں اگر سے نرخ سے اس دن جب تک کہ جہاں تو تم دونوں درہم و دینار میں کوئی معاملہ باقی ہو تو روایت کیا اس کو ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور دارمی نے اس صحیح کہا اس کو حاکم نے **محل** ثمن میں کمی اور زیادتی کرنی درست ہو جب تک بیع قائم ہو یعنی کمی مطلقاً درست ہو اور زیادتی اس صورت میں جب تک بیع ہلاک نہ ہو تو درست ہو **ف** اور بہرہ ہلاک بیع کے زیادتی ثمن درست نہیں اگرچہ ہلاک کمی ہو **محل** چہ کہ مشتری نے اس کو بیچا پھر اس کو خرید کیا پھر ثمن زیادہ کیا **محل** اختلاف اس اور اس طرح جائز ہو زیادتی بیع میں **ف** یعنی اگر بائع اپنی خوشی سے بیع میں کچھ اور بڑھاتا ہو تو درست ہو **محل** اور ان صورتوں میں کل کا استحقاق ہو جاتا ہو یعنی اگر ثمن مشتری نے بڑھائے تو بائع اصل ثمن اور زیادتی دونوں کا مستحق ہو جاتا ہو اور بائع نے اگر بیع بڑھا دی تو مشتری اصل بیع اور زیادتی دونوں کا مستحق ہو تا ہی اور ایک طلب اس عبارت کا یہ ہو کہ اگر بیع دو صورت زیادتی یا ثمن دو صورت زیادتی کسی شخص غیر کے نکلے تو مشتری اصل ثمن سے زیادتی بائع سے پھیرے گا اور بہرہ بائع کل ثمن سے زیادتی کے مشتری سے وصول کرے گا **ف** اس واسطے کہ یہ زیادتی ثمن یا بیع مل جاتی ہی اصل عقد سے گویا عقد اس قدر بیع یا اس قدر ثمن پر واقع ہو مثلاً زید نے عمر سے ایک روپیہ کو چار آم خریدے اور عمر و نے اپنی خوشی سے ایک درہم بڑھا دیا تو گویا ایسا سمجھا جاوے گا کہ زید نے عمر سے روپیہ کے پانچ آم خریدے اس صورت میں اسی طرح اگر زید نے ایک روپیہ پر چار آنے یا آٹھ آنے بڑھا دیے تو دیر طرہ روپیہ یا سواری پل

بیع کے لیکن مشتری کے غیبت میں اور اس کے و چیزیں نکل گئیں جو بطور تخمینہ اور انکسار کے و حیران لگا کر بکائی ہیں تو اس کا تولنا اور ناپنا لازم نہیں اصل اس باب میں روایت جو ابن ماجہ کی جاہل سے نہیں البیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عن بیع الطعام حتی یجوز فی صاع کان صاع البائت و صاع المشتري یعنی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طعام کی بیع سے منع فرمایا تا وقتیکہ لا یمیز دو صاع جاری نہوں ایک صاع بائع کا اور دوسرا صاع مشتری کا اور اس سے منع نہ کیا اسحاق و ابن ابی شیبہ اور زہرا و عبد الرزاق نے بالغامہ مختلفہ نقل کیا ہو اگرچہ اس بیعت کی اسنادوں میں بیعت ہو لیکن بسبب طریق اور قبول امیہ کے حجت ہی اور غل حدیث وہ تو کہ مشتری نے ایک چیز خریدی یا ناپا تول کے اور اب اس کو بیع کرنا ہو تو پھر مشتری ہی ثانی کے رو برنا ہے اور تول تو مشتری ہی اول وقت یا خرید کے مشتری ہی تھا اور اب بائع ہو گیا عینی یا وہ صورت جو حکو شایع بیان کرتا ہو محل کا ایک شخص نے عقد سلیم کیا ایک کپڑے کی بیون کے مثلاً ایک ت معین پہ تو ہر گاہ مدت گذری تو مسلم الیہ ایک کہ کہیوں کا ایک شخص سے خرید کر کے رب السلام کو حکم کیا کہ قبضہ کر لیا اس کو پہ پہلے مسلم الیہ کے طرف سے پہلے رہا مسلم نے اس کو کہیوں کو مسلم الیہ کے لیے ناپا پھر اپنے لیے ناپا تو جائز ہو گا ف اس صورت میں صاع بائع اور مشتری کے جمع ہو محل اور جو چیزیں گروہ میں کر بکائی ہیں ان کا استعمال پھر قبضہ کے قبل ناپا لینے کے درست ہو اور ثمن میں تصرف کرنا ف جسے روپیہ میں شرفیان مقرر کرنا یا کپڑا یا اونٹ یا گھوڑا یا ثمن کا بہرہ کر دینا یا بیچنے والا یا وصیت کرنا یا نقد خریدنے کا یا اجارہ دینا ف ص قریب محل اس کا کہ بائع اور سپر قبضہ کرے درست ہو ف کیونکہ ثمن تابع ہو بیع میں اور اس میں خوف فسخ عقد کا نہیں بسبب ہلاک ثمن کے اس واسطے کہ وہ متعین نہیں ہیں محل بیع کے ہدایہ عمید اللہ بن عمر سے روایت ہو کہ کما میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں چاہیوں دن نہ بیع میں تو بیچا ہوں عوض میں دینا روئے کے اور لیتا ہوں رہم اور بیچتا ہوں عوض میں درہم کے اور لیتا ہوں دینار تو فرمایا آپ نہیں ہو حرج ہمیں اگر سے نرخ سے اس دن جب تک کہ جہاں تو تم دونوں درہم و دینار میں کوئی معاملہ باقی ہو تو روایت کیا اس کو ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور دارمی نے اس صحیح کہا اس کو حاکم نے محل ثمن میں کمی اور زیادتی کرنی درست ہو جب تک بیع قائم ہو یعنی کمی مطلقاً درست ہو اور زیادتی اس صورت میں جب تک بیع ہلاک نہ ہو تو درست ہو ف اور بہرہ ہلاک بیع کے زیادتی ثمن درست نہیں اگرچہ ہلاک کمی ہو محل چہ کہ مشتری نے اس کو بیچا پھر اس کو خرید کیا پھر ثمن زیادہ کیا محل اختلاف اس اور اس طرح جائز ہو زیادتی بیع میں ف یعنی اگر بائع اپنی خوشی سے بیع میں کچھ اور بڑھاتا ہو تو درست ہو محل اور ان صورتوں میں کل کا استحقاق ہو جاتا ہو یعنی اگر ثمن مشتری نے بڑھائے تو بائع اصل ثمن اور زیادتی دونوں کا مستحق ہو جاتا ہو اور بائع نے اگر بیع بڑھا دی تو مشتری اصل بیع اور زیادتی دونوں کا مستحق ہو تا ہی اور ایک طلب اس عبارت کا یہ ہو کہ اگر بیع دو صورت زیادتی یا ثمن دو صورت زیادتی کسی شخص غیر کے نکلے تو مشتری اصل ثمن سے زیادتی بائع سے پھیرے گا اور بہرہ بائع کل ثمن سے زیادتی کے مشتری سے وصول کرے گا ف اس واسطے کہ یہ زیادتی ثمن یا بیع مل جاتی ہی اصل عقد سے گویا عقد اس قدر بیع یا اس قدر ثمن پر واقع ہو مثلاً زید نے عمر سے ایک روپیہ کو چار آم خریدے اور عمر و نے اپنی خوشی سے ایک درہم بڑھا دیا تو گویا ایسا سمجھا جاوے گا کہ زید نے عمر سے روپیہ کے پانچ آم خریدے اس صورت میں اسی طرح اگر زید نے ایک روپیہ پر چار آنے یا آٹھ آنے بڑھا دیے تو دیر طرہ روپیہ یا سواری پل

اصل میں سمجھا جاوے گا کہ اصل و نام شامی اور فرنگی کے نزدیک زیادتی اصل عقد سے نہ ٹیکل بلکہ ایک عمدہ احسان ہوگا تو اب بعد زیادتی میں یا بیع کے اگر عقد امیر کرے تو ٹیکل پر کرے اور بعد کی بیع یا شرم کے باقی پر عقد امیر کرے اور شفعی صورت میں کم قیمت سے لیکھ یعنی مثلاً زمین سے عمر سے ایک مکان خریدے اور پھر بعد اس کے زمین سے پچیس روپے بڑھاتا ہے یا عمر سے پچیس روپے بڑھاتا ہے اور پھر کا شفعہ اس مکان پر ثابت ہوا تو بکر صورت اول میں صرف تھوہی روپے کو اور صورت ثانی میں پچیس روپے کو لے سکتا ہے۔
ص اگر ایک شخص کسی کو غلام لے کر زمین کے ہاتھ بیسے میں ہزار روپے کے اس شرط پر کہ میں ضامن ہوں میں سے سو ہزار کے سورت روپے کا مثلاً اور اسے بیچے والا تو مالک غلام کا ہزار روپے وصول کرے اور سورت روپے ضامن سے اور اگر اس نے زمین لیا کہ میں زمین میں سے سو ہزار کے سو کا ضامن ہوں یعنی میں نے زمین کی قید اس سے نہیں لگا لی **ص** بلکہ شامی کہہ کہ میں سو ہزار کے سو کا ضامن ہوں تو مالک غلام کا ہزار روپے زمین سے وصول کرے اور ضامن کو کچھ نہیں لازم آتا سو اسی قرض کے قرض وہ عقد مخصوص ہو جو وار د ہو مال مثلی کے دینے پر دوسرے شخص کو تا وہ شخص دیا ہی مال بھیجے جیسے روپے یا شرمی غلہ وغیرہ **ص** اور طرح کے دینے کے مثلاً میں نے بیچ **ص** اس کی مدت اگر دائر مقرر کر دیا تو وہ موصول ہو جاوے گا یعنی پھر اندرون کے اوکو مطالبہ نہیں ہو سکتا اور قرض کی مدت اگر مقرر نہیں کی گئی تو مقرر کرنے والا مقرر کرے تو صحیح نہیں یعنی اوکو لازم نہیں کہ پھر مدت اندر مطالبہ کرے بلکہ باوجود تقرر مدت کے جب چاہے اپنا قرض طلب کر سکتا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ قرض باعتبار اہل کے محض تبرع ہو تو جیسے معیر کو مدت ہتھیامی عاریت کی لازم نہیں اسی طرح مقرض کو اور باعتبار انتہا کے مساوی نہ ہو کیونکہ او میں نے قرض و جب ہو تو اس اعتبار سے تا جیل صحیح نہیں کیونکہ لازم آتا ہے کہ درہم کی بیع درہم سے او دھار ہو اور مقتضی فساد قرض جو حال آنکہ یہ خلاف اجماع ہے لہذا علمای حنفیہ قائل ہوئے کہ تا جیل قرض صحیح غیر لازم ہو دینے دینا مسائل الحاقیہ ایک لڑکے کے صغیر محجور کو قرض دیا اور اسے ہلاک کر دیا تو ضامن نہ ہوگا اور مثل اس کے مرد بالغ بیہوش ہو شرائط زائدہ قرض میں ہل جہن اور اس قرض باطل نہیں ہوتا روٹی کا قرض لینا اور گوندھے ہوئے کا تو لکر جائز ہے کھنر چیر کا خرید کر ناخن گر ان سے بسبب حاجت قرض کے جائز ہو اور مکروہ ہو درمختار

باب ربوا یعنی سود کے بیان میں

ف سود لینا باتفاق امت حرام ہوا اور گناہ کبیرہ ہے فرمایا اللہ سبحانہ نے یا ایہا الذین آمنوا لا تأکلوا الربوا ای ایمان والو بیاج نکھاؤ اس آیت میں مراد ربو سے مال نامد جو خواہ قرض میں ہو یا اموال ربوہ کی بیع میں اور گناہ ربوہ نفس زیادت کو بھی کہتے ہیں یعنی مصدری فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَحْلَ اللہُ النَّيْمَ وَحَرَّمَ الرِّبَا اور طلال کہ یا اللہ تعالیٰ نے بیع کو اور حرام کیا ربوا کو یعنی اموال ربوہ کے قرض یا بیع میں زیادہ دینے کو قرض صحیح مسلم میں جاہل سے روایت ہے کہ سنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیاج کھانے والے پر اور کھانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر اور فرمایا اپنے کنبہ میں اور روایت کی امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا بیاج ایک ماہ لوگوں کو نہ باقی ہو گیا کوئی مگر کھانے والا بیاج کا تو اگر نہ کھا دیا تو کو بیع جاوے گی اوکو بیاج دے گی اور ایک آیت میں کہ وادع عبد اللہ بن جطلہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دم سود کا لکھا پھر اوکو آدمی جان لو جھک سخت یاد دہی

۴
 ازین باب
 فضائل کا

چھتیس زغات اخراج کیا اور کا احمد اور دارقطنی نے نو روایت کی یہی تھی شعیب لایمان بن ابی بن عباس سے کہ جس شخص کا گوشت بڑھا ہو
مال حرام سے تو جہنم قریب ہو اس کے اور روایت کی ابن ماجہ و ترمذی نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے بیاج کے شکر کھٹے ہیں سب کے کم ایسا ہی جیسے کوئی اپنی ماں سے جماع کرے اور ابن مسعود سے کہ بیاج اگر چہ بہت ہوتا ہو مال
اوس سے لیکن انجام اوس کا نقصان ہو اور احمد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شب بھر
کو آیا میں ایک قوم پر بیٹ اپنے شکر و کھانے میں اور وہیں بیٹ کھائی دیتے ہیں تو پوچھا میں نے جبریل علیہ السلام کو کہ میں یہ لوگ کس
اور کونج یہ سود خوار ہیں فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ اخیر آیت کلام اللہ کی آیت بیاج کی ہو اور تحقیق حضرت نے وفات کی اور خوب
محول کر بیان فرمایا بیاج کو تو چھوڑ دو تم بیاج کو اور بیش بہا بیاج کا ہو دے **ص** رہا ایک دینی ہو ایک جنس کی دو
چیزوں میں تو ایسا ہے جو خالی ہو عوض سے اور شرط کی گئی ہو واسطے احد المتعاقبین کے **ف** یعنی واسطے بائع کے یا
مشتري کے یا مقرر من کے یا مستقر من کے **ص** معاوضہ میں **ف** تو ایک جنس کی دو چیزوں کے کہنتے نکل گیا سب اول
ایک دوسرے کا ساتھ ایک سیر گہو کے بسبب تنہا نہ ہونے منع اور قول ناپ کی قید سے نکل گیا دوسرے کے پڑا دے میں پہنچ گئے اور
خالی ہو عوض سے اس سے وہ صورت نکل گئی کہ سیر گہو کی دو سیر گہو کی دو سیر گہو کے بدلے میں بیجا سولے کے پڑا
اگر چہ نانی زائد ہو لیکن زیادتی بے عوض کے نہیں کیونکہ ہو سکتا ہو کہ سیر گہو کے مقابلے میں دو سیر گہو ہو وین اور سیر گہو کے
عوض میں دو سیر گہو اور یہ جو کہا کہ شرط کی گئی ہو احد المتعاقبین کے واسطے اس سے وہ صورت خارج ہو گئی کہ زیادتی کی شرط مقرر
نہاں کے لیے ہو تو وہ رہا نہیں شمار کیا و گئی اور معاوضہ کی قید سولے لگائی کہ زیادتی باوجود عین خالی ہوتا ہو عوض سے جیسے
جیلج نہیں ہو **ص** علت اور شرط برابری کی دو چیزیں ہیں ایک کہ دونوں چیزیں قدری ہوں یعنی پہلے میں بپ کر یا نل کہ بکتی ہو
دوسرے یہ کہ دونوں چیزوں کی جنس ایک ہو **ف** مثلاً دونوں طرف کیوں ہوں یا چانول یا جو اور اگر وہ چیز
نہی کر نہ بکتی ہو بلکہ شمار کر کے جیسے خر بوزے تمام وغیرہ تو اس میں ایک ہرے دلینا و بہت ہو یا قسم اور جنس ایک ہو جیسے جو کے بدلے کیوں
یا چانول کے بدلے جو تو اس صورت میں بھی زیادہ لینا بیاج نہ کہلا و بیجا **ص** اور شافعی کے نزدیک شرط بیاج کی یہ ہے کہ وہ دونوں
چیزیں یا کھانے کی قسم سے ہو وین یا قیمت جیسے سونا چاندی اور امام مالک کے نزدیک شرط یہ ہو کہ کھانے کی قسم سے ہو یا قابل رکھ چھو
کے اور جنس کے ہونے ہو **ف** اصل شرط اب میں وہ حدیث ہو کہ روایت کیا صحیح ستہ مالون سے سوامی بخاری کے عن
ابن عباس سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھنے کو بدلے میں گنے کے اور چاندی کو بدلے میں چاندی کو اور گہو
کو بدلے میں گہو کے اور جو کو بدلے میں جو کے اور کھجور کے اور مک کو بدلے میں مک کے اور جو من مثل کے دست
بہت برابر ہو بہر توجہ قسمیں مختلف ہو وین یعنی گہو کے بدلے میں جو کے یا جو بدلے میں مک کے مثلاً آتو جو جو جسطح چاہتا
لیکن دست بہت اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علت سولے کی تھا جو اصل تھا اور کسی وقت یا کیا امام عظیم نے اور دلیل
اس کی کتاب اصول میں تفصیل مذکور ہو **ص** تو چیزیں یا نل کہ بکتی ہو بیٹے میں بی جنس کی بھی جائزگی تو اوس میں زیادتی
لینا حرام ہو اگر چہ وہ چیز کھانے کی نہ ہو جیسے چنا اور لوہا **ف** کہ یہ دونوں چیزیں کھانے کی نہیں ہیں
لیکن چونکہ در اور جنس متحد ہو اس واسطے زیادتی حرام ہو گئی اور شافعی رحمہ کے نزدیک حرام نہیں

ص اور بزرگ پر پانچا درست جو اور جو قدر شرعی میں داخل نہیں جسے نصف صاع سے کم اور نہیں بھی زیادتی حرام نہیں
 جسے بیچ ایک منی گھبون کی بدلے میں دو منی گھبون کے یا ایک انیسے کی بدلے میں دو دانہ دون کے یا ایک
 کجور کی بدلے میں دو کجور کے **ف** اس واسطے کہ مقدار میں خرم نصف صاع سے کم کا اعتبار نہیں البتہ نصف
 صاع تک کا اعتبار جو صدقہ فطر وغیرہ میں تو جو اور جس سے کم ہی اور میں زیادتی حرام نہوگی بوجہ حدوم ہونے قدر کے
ص تو جو بان پر قدر و جنس و نون موجود ہیں و بان زیادہ لینا اور او و صاع پانچا دونون حرام ہیں جیسے ایک صاع
 گھبون کو بدلے میں دو صاع گھبون کے بیچے یا ایک صاع گھبون کو بدلے میں ایک صاع گھبون کے بیچے ایک
 طرف او و صاع یا دونون طرف او و صاع سے اور جہاں پہنہ قدر نہ جنس بان نون یا تین رست ہیں **ف** مثلاً چار آمون کو بدلے میں
 دو خربوزوں کے بیچے یا دو آمون کے بیچے تین و خربوزوں کی ایک طرف او و صاع کر کے یا دو نون طرف او و صاع کر کے **ص**
 اور جہاں پر فقط قدر ہو مطلق جنس تو وہ بان زیادتی درست ہی لیکن او و صاع پانچا درست ہی جیسے ایک صاع
 گھبون کی بیچ ساتھ دو صاع جو کے یا بیچ گز ہراتی کپڑے کی بیچ چھ گز ہراتی کپڑے کے بدلے میں تو یہ بیچ نقد
 درست ہی اور او و صاع درست نہیں **ف** پہلی صورت میں صرف قدر ہی اور دوسری صورت میں صرف اتنا ذکر
ص اور جو اور گھبون اور کجور اور نمک ہمیشہ کیلئے رہیں گے اور چاندی سونا وزنی اگرچہ لوگ انکا کیل یا وزن چھڑ دیوں
ف اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو گھبون کجور نمک کو کیل قرار دیا اور چاندی سونکو وزنی تو لوگوں نے
 اگر گھبون کو تول کو پانچا اختیار کیا یا چاندی سونکو ناپ کر جب بھی وہ کیل قرار دیے جاویں گے اور چاندی سونا وزنی جیسا حضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا **ص** اور سوالان چھ چیزوں کے باقی چیزیں لوگوں کی عادت کے موافق رکھی جاوئیں گی **ف** یعنی اگر
 لوگ اسکو ناپ کو بیچتے ہیں کیل گنی جاوئیں گی اور نہ وزنی **ص** تو بیچ گھبون کی گھبون کے ساتھ برابر تول کر جائز نہیں **ف** اسکو
 کہ اصل میں کیل ہی تو تھا حال ہو کہ باوجود برابر ہو وزن کیل میں فرق ہو جس مرتبہ برابر ہو جاوے گا **ص** اور سونے کی سونیکے
 ساتھ برابر ناپ کر جائز نہیں **ف** اسکو کہ وہ اصل میں وزنی ہی تو تھا حال ہو کہ باوجود برابر ہو نیکے ناپ میں نہ نون بلقیات
 نکلے تو برابر ہو جاوے گا **ص** جیسے جائز نہیں بیچ ان چیزوں کی دھیر لگا کر **ف** اس واسطے کہ ہمیں احتمال زیادتی کا ہے **ص**
 اور ان چیزوں میں وقت عقد کے معین کر دینا بیع کا ضروری ضرورت نہیں کہ بائع اور مشتری بیع اور ثمن پر قبضہ بھی کر لیں
 یعنی اگر گھبون کے بدلے میں گھبون بیچ جاوے تو دونوں کو معین کر دینا مجلس عقد میں ضروری یہ لازم نہیں کہ اوسے وقت ہر ایک
 شخص اپنی اپنی عرص پر قبضہ بھی کر لیں **ص** البتہ عقد صرف میں قبض کرنا بلین کا مجلس عقد میں ضروری
ف یعنی اگر بیع اور ثمن دونوں ثمن کی چیزیں ہوں مثلاً گز پڑا شرنی ہوں یا چاندی سونا تو اس صورت میں مجلس
 عقد میں بائع اور مشتری کا قبضہ کرنا معتبر ہو **ف** ان بیان اسکا باب الا صرف میں آوے گا **ص** اور شاخی کے نزدیک
 جب طعام کی بیچ ہو تو قبضہ کرنا دونوں طرف سے عرصین پر مجلس عقد میں ضروری ہو **ف** شاخی کی دلیل یہی
 حدیث عبادہ بن صامت ہے جو ہمیں دست بہ دست مذکور ہو یعنی یہ کہ اوسیدہ امام عظیم کہتے ہیں کہ سنی اور سکے میں کیا ہے
 جیسا کہ روایت مسلم اور شاخی میں ہو باقی تفصیل کہ ایسے اور فتح القدر میں ہے **ص**

سب سے پہلے
 سمجھیں

ایک پیسے میں بدلتے ہیں اور پیسے میں کے جائز ہو اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں **ف** اس واسطے کہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک پیسے چلن دار نہیں ہیں داخل ہیں اور ہماری دلیل اصل میں مذکور ہو لیکن محتاطاً قول امام محمد کا جو **ص** اور درست ہے بیچ گوشت کی ساتھ حیوان زندہ کے لگے وہ گوشت اسی جانور کی جنس سے ہونے **ف** مثلاً گاو کا گوشت گائے یا بیل سے بیچ کے تو جائز ہے جو کوئی بیچ و زنی ہیزی ہو جو زنی سے تو جائز ہے جس طرح سے کہ ہوم ویش بشرط تیس کے البتہ اودھار درست نہیں **د** مگر مختار **ص** اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر جس جانور کا گوشت ہو اسی جانور کے بدلے میں بیچ تو ضروری کہ گوشت زائد ہو اس قدر گوشت سے جتنا اوس حیوان میں ملے تاکہ مقابل گوشت کے ہو جاوے اور باقی بچاے اور جھڑی پھنی وغیرہ کے **ف** اور امام شافعی اور مالک کے نزدیک بیچ مطلقاً جائز نہیں بدلیل اوس حدیث کے جسکو روایت کیا مالک نے موطا میں اور ابو داؤد نے اسرائیل بن سید بن المسیب سے کہ نہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ سے گوشت کی بدلے میں حیوان کے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بیچ سے زندہ کی بدلے میں بے جان کے اور اسرائیل سعید کے بالاتفاق مقبول ہیں اور روایت کی ابن جریر سے سمر سے مانند اسکے بروایت حسن عن سمر کہ ماہی بیچنے کے اسناد اوسکی صحیح ہے اور جس شخص نے سماع حسن کا سمر سے ثابت کیا ہے اوسکے نزدیک یہ حدیث موصول ہے اور جس نے نہیں ثابت کیا اوسکے نزدیک مرسل ہے جو تامل طائان احادیث کے احتیاط اسی میں ہے کہ بیچ گوشت کی ساتھ حیوان کے نہ کرے واللہ اعلم **ص** اور جائز ہے بیچ آٹے کی اپنی جنس کے ساتھ ناپ کر اور بیچ رطب کی ساتھ رطب کے اور ساتھ تمر کے **ف** رطب کہتے ہیں تازی کھجور کو اور تمر سوکھی کھجور کو تو رطب کی بیچ بدلے میں رطب کے اور اسید طرح رطب کی بدلے میں تمر کے برابر درست ہے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک رطب کی بیچ ساتھ تمر کے درست نہیں اس واسطے کہ رطب سوکھنے کے بعد کھجور کی دوسری دلیل ہے جو کہ مروی ہے سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کہ گھانا انھوں نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ سوال کیا آپ سے خریدنے رطب کا بدلے میں تمر کے تو فرمایا آپ نے کیا کہ ہو جائے تو خرما سوکھ کر کھا انھوں نے ہاں تو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اوسکو یا چون علی بن اور صحیح کہا اوسکو ابن الدینی اور ترمذی اور ابن جبان اور حاکم نے اور امام ابو حنیفہ رحمہ کی دلیل یہ ہے کہ رطب بھی تمر میں داخل ہے بدلیل اوس حدیث کے جو بدلے میں ہے کہ بدینہ سمجھ گئے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رطب خیر کے تو فرمایا آپ نے کیا اکل تمر خیر کے اسید طرح ہیں اور بیچ تمکی اپنی جنس سے برابر جائز ہے اور یہ حدیث بخاری سلم میں بروایت ابو سعید خدری موجود ہے لیکن ابو سعید رطب کا لفظ نہیں البتہ روایت کی حاکم اور ترمذی اور طیحاوی نے سعد سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ سے تمر کی ساتھ رطب کے اودھار اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق بیچ رطب کی ساتھ تمر کے ممانعت نہیں صرف اودھار منوع ہے اور سیامام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک بھی ثابت ہے حکایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ جب بغداد میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگ اس مسئلے میں امام صاحب پر طعن کرتے تھے بسبب مخالفت ظاہری حدیث کے تو اہل حدیث نے سوال کیا اون سے کہ رطب کی بیچ تمر سے کس طرح جائز کہتے ہو امام نے فرمایا کہ دو حال سے خالی نہیں یا رطب تمر ہے یا تمر نہیں ہے اگر ترمذی تو عقد جائز ہے بدلیل حدیث الثور بالشعر کے اور اگر نہیں ہے تو بھی عقد جائز ہے بدلیل آخر حدیث کے اذ اختلف النوعان فبیعوا کیف شئت منہما ہر اہل حدیث نے وہ حدیث سعد کی وارد کی امام اعظم نے جواب دیا کہ اس حدیث کا انداز نہیں بن عیاش ہے اور زید بن عیاش کی حدیث مقبول نہیں تو حیران ہو گئے سب علماء اور زید کے حجت کو

نہایت صحیح ہے امام محمد رحمہ اللہ کا فتویٰ

حکایت عجیب

بیچین خاص

امام کی وشمکۃ فی فتحہ القدیر ص اور درست بیج انگور ترکی بدلے میں انگور خشک کے بیجے جائز بیج تر یا بھلے ہوئے
گیہون کی باغی شل سے اور خشک سے اور اسیطرح جائز بیج بھلے ہوئے خشک کھجور کی یا انگور کی بھلے ہوئی یا خشک کھجور یا انگور سے
ف اور کھجور خشک اور انگور خشک سے بھی برخلاف امام محمد رحمہ کے **در مختار** ص اور جائز بیج ایک حیوان کے گوشت کی
ساتھ دوسرے حیوان کے گوشت کے کم زیادہ بھی **ف** یعنی گائے کا گوشت بکری کے گوشت کے عوض اور اونٹ کا لالے بکری
عوض لیکن گائے بھینس ایک جنس میں اور اسیطرح بھٹی بکری تو انہیں زیادتی کی درست نہیں **ہدایہ** ص اور اسیطرح
ایک جانور کے دودھ کو دوسرے جانور کے دودھ کے عوض میں کم و بیش چنانہ درست **ف** بخلاف بکری اور بھٹی کے دودھ کے
کہ انہیں تفاضل جائز نہیں کیونکہ دونوں ایک جنس میں **طحطاوی** ص اور اسیطرح ناقص کھجور کے عطر کی بیج عوض کر کے انگور کی
اور پیٹ کی جربی کی عوض نہ کی جکتی کے یا گوشت کی کی ویشی کے ساتھ درست **ف** ناقص کھجور کی قید اتفاقی ہو چکا کہ اکثر کر ناقص
بی کھجور کا ہوتا ہو اسواسطی لفظ کما ص اور اسیطرح درست بیرونی کی بیج **ف** اگر گہیون کی ہو **در مختار** ص عوض میں
گیہون کے اور آٹے کے کی بیج سے اگرچہ ایک جانب اور دھار ہووے اسی پرتوی **ف** اور امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ بہترین بیج اور بی
محتاج **ہو** ص اور نہیں جائز بیج جدید کی ساتھ ردی کے اموال ربو میں سے مگر ساوی اور اسیطرح بیج گندہ کھجور کی بیج بیسوی عوض
رطب یعنی پختہ کھجور کے مگر برابر **ف** جدید کہتے ہیں عمدہ اور بہتر کو اور ردی کہتے ہیں خراب کو جیسے گیہون بعض عمدہ ہوتے ہیں اور بعض خراب
یا کھجور کہ جدید ردی سب قسم کی ہوتی ہے تو یہ نہیں جائز ہے جب جنس ایک ہو کہ جدید والا زیادہ لیوے یا ردی والا زیادہ دیوے اسواسطی کہ حد
ہلہ میں بیج جدید ہا و حیدھا سو آہ یعنی جدید اور ردی ان چیزوں میں سے سب برابر ہیں گمازلیعی نے غریب بیج اس لفظ سے لیکن معنی
اس حدیث کے اور ماویث صحاح سے ثابت ہوتے ہیں **ص** اور اسیطرح جائز نہیں بیج گیہون کی ساتھ سنتو کے یا گیہون کے
آٹے کی یا آٹے اور سنتو کی برابر برابر کم زیادہ **ف** اسواسطی کہ یہ چیزیں پختہ کرتی ہیں اور ناپا میں انکی زیادتی کی کا احتمال ہے کیونکہ گیہون
کم ہاویں کے نسبت آٹے کے **ص** اور جائز نہیں بیج زیتون کی ساتھ روغن زیتون کے اور تیل کی ساتھ تیل کے تیل کے میان تک
کہ روغن زیتون یا تیل زیادہ ہووے اس روغن سے کہ زیتون اور تیل سے نکلے تاکہ تھوڑا تیل جو زیادہ ہے عوض میں کھلی کے ہو جائے
اور روٹی کا قرض لینا تو لکر جائز ہے مگر اگر جائز نہیں امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اور اسی پرتوی ہے اور امام صاحب کے نزدیک بالکل
جائز نہیں اور محمد رحمہ کے نزدیک دونوں طرح درست ہے مالک اور غلام میں سود نہیں تحقق ہوتا اسواسطی کہ غلام مع او کے مال کے
ملک ہو تو لاکی **ف** یہ صورت جب ہے کہ عبد مازون ہو اور او سے پڑیں نہوے اور اگر او سے پڑیں تو زیادتی کی ہو گئی جاوگی **ہدایہ**
ص اور سلمان اور جربی میں دارا محرمین سود ثابت نہیں ہوتا **ف** انداز اسلام میں اسواسطی کہ مال جربی کا مباح ہے
تو لینا اسکا جسطرح ممکن ہو جائز ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت جب درست ہے کہ زیادتی سلمان کے لیے ہووے لیکن بیج
مسائل عام ہے اور ابو یوسف رحمہ اور شافعی رحمہ کے اور ایہ باقیہ کے نزدیک درست نہیں کیونکہ انصوص حرمت ربو مطلق میں اور امام شافعی
کی دلیل وہ ہے جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں بیج در میان مسلمان اور جربی کے دارا محرم میں
اور یہ حدیث غریب ہے لیکن روایت کیا اوکو کچھ شامی نے بیج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نہیں بیج
در میان میں اہل حرب کے اور گمان کرتا ہوں کہ کما آپ نے اور در میان میں اہل اسلام کے کما شافعی رحمہ نے

کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہو اور زمین حجت ہو اسناد کی اس حدیث کی بیقی نے مغرقہ میں تبسوط میں یہ کہ یہ حدیث مرسل ہے
 اور کچھ اول فقہی اور مرسل فقہی مقبول ہو اور دوسری دلیل یہ ہے کہ قبل ہجرت جب سورہ روم نازل ہوئی تو صدیق اکبرؓ نے یہ حدیث
 کی خاص بشرط کی تھی مشرکین مکہ سے اور بحکم صاحب شرع مال شرط کا زیادہ کر دیا تھا پھر جب اہل روم فارس پر غالب ہوئے
 تو صدیق اکبرؓ نے مال مشروط مشرکین مکہ سے لے لیا اور یہ بعینہ قمار ہو اور مکہ اس وقت دارالحرب تھا تیسری دلیل یہ ہے کہ
 مال اہل حرب مباح ہے بشرط نہ ہونے عہد شکنی کے اور اطلاق نصوص کا مال منظور میں ہے نہ مال مباح میں اور علمائے مذہب نے
 درس میں لازم کیا ہے کہ حلت ربوا اور قمار سے فقہاء کی مراد وہ ہے کہ زیادت مسلم کو حاصل ہو اگرچہ اطلاق جواب اسکے
 مخالف ہو انتہی ماقال الشیخ ابن الہمام ملخصاً

باب اول حقوق کے بیان میں جو بیع میں داخل ہو جاتے ہیں اور جو داخل نہیں ہوتے

حقوق جمع ہونے کی اور اصطلاح فقہ میں وہ ہے جو بیع کا تابع ہووے اور بیع کے واسطے ضروری ہو اور مقصود نہ ہو مگر بیع کے
 سبب سے جیسے پانی لینے کا حق اور راہ زمین میں داخل ہو جاتی ہو دار کی بیع میں عمارت اور عمارت اسکی اور مفتاح
 مراد مفتاح سے وہ ہیں جو اخلاق سے متصل ہیں کبھی جدا ہوتے ہیں جیسے غصہ اور کینوں اگرچہ چاندی کے ہوں نہ غلغلہ غلغلہ
 اور اسکی گنجی داخل بیع نہیں اسواسطے کہ وہ گھر سے متصل نہیں اور اخلاق جمع ہونے کی اور غلغلہ کو فارسی میں کلیہ اندہ اور بزرگ
 کہتے ہیں یعنی بوسے کا آگہ جو دونوں کو اٹھون میں کیلون سے جڑا ہوتا ہے اور راہ کھولنے اور بند کرنے کے واسطے بعض اہل ہند
 اسکو کھٹکا کہتے ہیں اور بعضے بیل اور عرب اسکو خضہ اور کینوں بولتے ہیں غایۃ الاوطار ص اور بالا خانہ اور
 پاخانہ اور زمین داخل ہوتا ہے دار کی بیع میں غلغلہ بضم ظلم سے جو اور تشدید لام کے اوس جھٹکے کو کہتے ہیں جو دروازہ پر
 ہوتا ہے اور صاحب خضر کے مشغول ہے کہ غلغلہ وہ ہے کہ ایک طرف اوسکی کڑیوں کا اس دار پر ہووے اور دوسرا کنارہ ہمسایہ
 گھر کی دیوار پر ہووے درخت زمین ہے کہ غلغلہ اگر ایسا ہو کہ اوسکا دروازہ اندر سے مکان کے ہووے تو دار کی بیع میں
 داخل ہوگا بالا خانہ کے مانند فائدہ فتح القدر حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں انکی شناخت ضروری ہے
 دار بیت منزل بیت وہ ہے جسکی ایک چھت ہووے اور شب باشی کے واسطے بنا ہووے اور بعضوں کے نزدیک بیت
 میں ڈیوڑھی کا ہونا بھی شرط ہے اور منزل بیت سے زیادہ اور دار سے کم ہے یعنی وہ مکان جو دو تین بیوت پر مشتمل ہو زمین
 دن آدمی میں اور آدمین اور چرخانہ اور پاخانہ بھی ہو مگر آدمین کن بے چھت نہ ہو اور آدمین اصطبل نہ ہو اور دار نام ہو اوس
 اصطبل کا جسکے گرد و دیوار اور وہ مکان بیوت متعددہ اور اصطبل اور بے چھت کے آنگن پر مشتمل ہو ص
 مگر اوس صورت میں جب بیع بکل حق ہو لھا یا برا فقہا یا بکل قلیل و کثیر ہو منھا او فیہا ہووے
 ف یعنی اگر بیع نے عقوبت میں یہ الفاظ بڑھادیے تو غلغلہ بھی داخل ہو جاوے گا تسمی اسکے یہ میں کہ بیع کیا میں نے
 دار کیو ساتھ ہر حق کے کہ وہ واسطے دار کے ہو یا ساتھ منافع اور حقوق اوسکے کے یا ساتھ قلیل اور کثیر کے کہ وہ اوس
 دار سے ہو یا دار میں ہو ص اور زمین کی بیع میں اشجار یعنی درخت اوسکے داخل ہووین گے اور کھیت داخل نہ ہوگا
 ف وجہ اسکی یہ ہے کہ اشجار متصل ہیں زمین سے باتصال قرار لینے اسواسطے نہیں بولے گئے کہ پھودہ اوکھا

یہ حدیث مرسل ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ قبل ہجرت جب سورہ روم نازل ہوئی تو صدیق اکبرؓ نے یہ حدیث کی خاص بشرط کی تھی مشرکین مکہ سے اور بحکم صاحب شرع مال شرط کا زیادہ کر دیا تھا پھر جب اہل روم فارس پر غالب ہوئے تو صدیق اکبرؓ نے مال مشروط مشرکین مکہ سے لے لیا اور یہ بعینہ قمار ہو اور مکہ اس وقت دارالحرب تھا تیسری دلیل یہ ہے کہ مال اہل حرب مباح ہے بشرط نہ ہونے عہد شکنی کے اور اطلاق نصوص کا مال منظور میں ہے نہ مال مباح میں اور علمائے مذہب نے درس میں لازم کیا ہے کہ حلت ربوا اور قمار سے فقہاء کی مراد وہ ہے کہ زیادت مسلم کو حاصل ہو اگرچہ اطلاق جواب اسکے مخالف ہو انتہی ماقال الشیخ ابن الہمام ملخصاً

جاوین یا جد کی جاوین بر خلاف کھیتی کے اوصاف اس بات کا یہ ہے کہ جو چیز ایسی ہو کہ بیع کا اسم اس کو شامل ہو عرف میں یا متصل ہو بیع سے بالاتصال قرار دینے جدا کرنے کے لیے نہ تو وہ بیع میں داخل ہو جاوے گا ورنہ نہیں جیسے زمین اینٹ پتھر کا اور لکڑی کا جو گڑا ہوا ہو یا زمین اور قنویل جو چیت میں کیلون سے جڑی ہو وین دار کی بیع میں داخل ہوں گی اور جو لکڑی کا زمین الگ گھر میں رکھا ہو تو وہ داخل نہ ہو گا اگرچہ مختار و تاتار خانہ ہر قاعدہ کی راہ سے جو اوکھلی گھر میں پتھر کی گڑی ہوئی ہو گھر کی بیع میں داخل ہوگی اور اسید طرح ڈنڈا او سکا از روی استحسان کے جیسے چکی لگی ہوئی کا نیچے کا پاٹ از روئے قیاس کے اور اوپر کا بطریق استحسان کے داخل ہوتا ہے اور زمین داخل ہوتے پھل کے ہوئے درخت کے درخت کی بیع میں اگر خریدار شرط کر لے کہ اس واسطے کہ روایت کی ایماہ سند نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جو شخص بیچے ایک غلام مالدار کو تو مال اس واسطے بائع کے ہو مگر یہ کہ شرط کرے خریدار اور جو بیچے ایک کھجور پوند کی ہوئی کو تو پھل اس واسطے بائع کے ہو مگر یہ کہ شرط کرے خریدار اور امام محمد رحمہ اللہ نے روایت کی اصل میں کہ جو ایسی زمین خرید کر جس میں کھجور کے درخت ہیں تو پھل بائع کا ہو مگر یہ کہ شرط کرے خریدار اصل ہر چند کہ زمین کی یا درخت کی بیع میں بائع یہ کہے کہ درخت بحق ہو اور صرافقہ یا بکل قلیل و کثیر ہولہ فیہا و منها من حقوقہا من صرافقہا ہذا یہ صواب بھی کہیت اور پھل داخل نہ ہوں گے اس واسطے کہ یہ چیزیں حقوق اور منافع نہیں ہیں البتہ اگر یہ کہے گا کہ درخت بکل قلیل و کثیر ہولہ فیہا تو یہ چیزیں داخل ہو جاوین گی اس واسطے کہ اس صورت میں بائع نے تصریح و مافوق اور منافع کی نہیں کی ہذا یہ صواب روایت کی بیع میں بالا خانہ داخل نہ ہو گا اگرچہ بکل حق ہولہ کہے اور نہ منزل کی بیع میں مگر جب کہ منزل کی بیع میں بکل حق ہولہ کہے گا تو بالا خانہ داخل ہو جاوے گا اس واسطے کہ بالا خانہ ایک جہادیت ہے اور شریعت نے ہمسو کو نہیں شامل ہوتی بخلاف منزل کے کہ وہ در صورت ذکر حقوق و مافوق شامل ہو بالا خانے کو جیسا کہ تعریف سے معلوم ہو چکا ہے جیسے داخل نہیں راہ اور شرب اور سیل بیع میں البتہ اگر حقوق و مافوق کو ذکر کر دے گا تو یہ چیزیں داخل ہو جاوین گی اور اجارے میں ہر طرح خواہ ذکر کرے یا کرے داخل ہوں گی اس واسطے کہ وہ راہ مراد ہو جو طریق خاص انسان کی ملک میں ہو لیکن وہ راہ جو کوہ غیر نافذ کی طرف ہو یا شارع عام کی طرف ہو وہ داخل بیع کے ہے جیسا کہ بحر الرقی میں معراج سے منقول ہے اور گھر کی راہ کا عرض اس گھر کے دروازے کے عرض کے برابر ہو اور طول اس کا شارع عام تک ہو چنانچہ قستانی میں ہے اور سیل و مکان ہے جسے پارس و دیو کا پانی بہتا ہو اور شرب بکسر اول و سکون ثانی عبارت ہے پانی لینے کے حصے کذا فی الطحاوی صواب اس کی یہ ہے کہ اجارہ منعقد ہوتا ہے منفعت پر اور بدو ان جنہوں کے منفعت مقصود نہیں اور بیع سے ملک مقصود ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ عرض شری کی بیع میں ہوا منع کے اور بدو ان جنہوں کے مقصود ہے کیونکہ ملک قبہ میں کچھ قدرت علی الانتفاع ضرور نہیں ہوتا لہذا حاقبہ گھر کی بیع میں کنون جو اس گھر میں ہو اور اس کی گھر کی راہ جو تخت زمین میں گڑا ہوئے اور خانہ باغ جو گھر کے اندر ہووے داخل ہو اور ڈول رتبی کو زمین کی داخل نہیں مگر صام کی بیع میں دیگرین داخل ہیں نہ کانے یعنی پائے اور وہیوں اور زنگریوں کی دیگرین اور غسالوں کے تھالہ تیلوں کی ٹھوڑا اور ٹھوڑا اور چھوٹا پٹریا جیسہ کہ پڑے کوٹ کر صاف کرے زمین زمین کی بیع میں داخل نہیں اور گدے کی بیع میں اس کا بالان داخل ہو گا کہ کوہ قانون کی روایت

خریدار ہو اور جو تاجروں سے خریدے گا تو داخل ہوگا البتہ کسی جو اس کے گلے میں بندھی ہوئی ہو داخل ہوگی اور جانور کی لگام اور جو
رسی کہ پہل کے سینگوں پر بندھی ہو اور جھولانہ غیر شرط کے داخل نہیں اور گھوڑے کی بیچ میں لگام اور ونٹ کی بیچ میں فقط مکمل
داخل تو اور گائے کا شیرخوار بچہ گائے کی بیچ میں داخل ہوگا اور گدھی کی بیچ میں اس کا بچہ داخل نہیں اگرچہ شیرخوار ہووے تو اگر انگو
کے درختوں کو خرید کیا تو وہ رسیاں جو زمین کی گڑی ہوئی لیخون میں بندھی ہیں داخل بیچ ہیں اور اسطرح وہ تھوئیاں جو
ایک طرف سے زمین میں گڑی ہیں اور جتنی چیزیں بتعداد داخل ہیں ان کے مقابل کچھ نہیں ہوگا تو اگر وہ تلف ہو جاوے گا قبل اس کے
نہیں کے اس صورت میں نہیں کہ کچھ ساتھ ہوگا جیسے بیچ میں اشیاء داخل ہوتی ہیں بالتبع اسطرح سے چند چیزیں بے نکالے ہو
نکل بھی جاتی ہیں جیسے قرعے کی بیچ سے راہیں اور ساجد اور شہر بنیاد انتہی ملحقہ طامن الدہا المختار الفترہ والعالم المکیده

باب استحقاق کے بیان میں یعنی بیع دوسرے کسی کی نکلنے کے بیان میں +

یعنی بعد بیع کے یہ بات ثابت ہوئی کہ بیع بائع کی ملک تھی بلکہ ایک شخص ثالث کی ملک نکلی ص اگر ایک شخص نے ایک
لوٹری خریدی بعد خرید کے مشتری پاس آنکر وہ جتنی جب وہ جن ٹکئی تو مشتری نے اقرار کیا کہ یہ لوٹری زید کی ہو تو زید
لوٹری کو لے لیا ورنہ کو نہیں لے سکتا اور اگر زید نے نسبت لوٹری مذکورہ کے ملک اپنی گواہوں سے ثابت کر دی تو اس صورت
میں زید لوٹری اور لکھنؤ نوٹ لے سکتا ہے فرق کی وجہ اصل کتاب در ہدایہ اور مختار میں مذکور ہے خلاصہ اسکا یہ کہ بیع
محبت سطلق ہو اور اقرار محبت قاصر تو بصورت اقرار ضرورت دفع ہو جاتی ہے ساتھ ثبوت ملک قمرہ کے بعد انفصال ملک کے
بر خلاف صورت اول کے ص اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھ کو خرید لے کیونکہ میں غلام ہوں اور اس سے خرید بعد خرید
کے وہ غلام آزاد نکلا اور اس کے بائع کا پتہ نہیں اس صورت میں مشتری ضمان نہیں اس شخص سے جس نے اپنے تئیں غلام کہا تھا
لے لیا **ف** اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اس پر ضمان نہیں اور اگر بائع کا نشان دہیہ موجود ہو تو مشتری رجوع نہیں اسی
بائع پر کہے گا نہ غلام پر نہ مشتری **ص** اور وہ شخص بائع سے لیا گیا جب اس کو پاویگا بخلاف رہن کے اس طرح کہ ایک شخص نے
کہا تمہیں سے کہ مجھ کو رہن رکھ لے کہ میں غلام ہوں پھر ظاہر ہو کہ وہ آزاد ہے تو ضمان ہوگا برابر کہ رہن کا نشان معلوم ہو یا نہ ہو
اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا ایک حق بھول کا ایک دائرہ اور مدعی علیہ نے کچھ روپیہ دیکر اس سے صلح کر لی بعد اسکے اس دائرہ سے
کچھ حصہ کسی شخص غیر کا ملک نکلا تو اس صورت میں مدعی علیہ مدعی پر کچھ رجوع نہ کرے گا اس واسطے کہ مدعی یہ کہہ سکتا ہے کہ میرا حق اس حصے کے
سوا نہیں تھا اور اگر کل دائرہ کا نکلا تو اس صورت میں البتہ مدعی علیہ نے جو روپیہ صلحا مدعی کو دیا ہے سب پھیر لیا اس لئے اسے
پس لے سمجھا گیا کہ صلح دعویٰ بھول سے جائز ہے اور مال معلوم کے اس واسطے کہ جمالت اس پیر میں ہے جو ساقط ہو جاوے گی اور یہ جمالت
منشأ سنت نہیں ہے تو بعض فتاویٰ سے منقول ہے کہ صلح نہیں صحیح ہے کہ جب دعویٰ صحیح ہووے تو اس مسئلے سے اس روایت
کی عدم صحت معلوم ہو گئی اس واسطے کہ دعویٰ حق بھول کا غیر صحیح ہے تو باوجود اسکے صلح ایسے دعویٰ سے درست ہے اور بہت سے
مسائل ذہنیہ کے دلالت کرتے ہیں اس روایت کی عدم صحت پر مسئلہ اگر مدعی نے دعویٰ کل دائرہ کیا اور مدعی علیہ
کچھ روپیہ دیکر اس سے صلح کر لی بعد اس کے ادا کر لیا پاوے گا کسی شخص ثالث کا نکلا تو مدعی علیہ اسی قدر حصہ اپنے
زر صلح سے مدعی سے پھیلے **ف** مثلاً اگر آدمی دار کی صورت میں ادا کر دے روپیہ اور پاوے دار کی صورت میں

بیع سلم جو بیع پیسہ سے ہے مگر کوئی شخص غیر کی ملک کو بیع کر دے تو مالک کو اختیار ہو جائے بیع تو پیسے یا جائزہ کے مگر جائزہ کے
 بیع صورت میں ہے مگر جائزہ اور مشتری اور بیع باقی ہوں اور اس طرح اگر شخص عرض ہو تو اس کا بھی باقی ہو جائزہ و بیع عرض و بیع
 میں جو مستعین ہو جائی میں عقود میں جیسے گھوڑا یا تھی کتاب وغیرہ اور مقابلہ اس کے وین ہو جو مستعین نہیں ہوتی ہیں جیسے درخت یا غیر
 جیسے بیع یا جو چیزیں گیلی وندی ہیں **ص** تو اگر مالک نے اجازت دی تو اس ملک ملک کی ہو جائیگی اور بائع کے ماتھے میں بیع و ضمانت رہیگی
 اور بائع کو بھی حق فسخ ہو جائیگا تو قبل ملک کی اجازت کے **ف** اس واسطے کہ بائع بیان فضولی ہو اور ہو سکتا ہو کہ وہ اپنے دفع فسخ کیلئے
 عقد کو فسخ کرے برخلاف فضولی نکاح کے کہ وہ فسخ عقد قبل اجازت نہ کر کے نہیں کر سکتا کیونکہ بیان حقوق بیع رجوع کرتے ہیں طرف
 عاقل کے اور عاقل فضولی ہے اور بخلاف بیع حقوق نکاح رجوع کرتے ہیں طرف اصل نایع کے اور فضولی سفیر غرض ہوتا ہے **ص** اور اگر
 ایک شخص ایک غلام غصب کر کے لے گیا اور اس کو ایک شخص کے ماتھے پر ڈالا بعد اس کے مشتری نے اس کو آزاد کر دیا اب
 اصل مالک کو خبر ہوئی اور اس سے غاصب کی بیع کو جائز رکھا اس صورت میں مشتری کا حق نافذ ہو جائیگا اور غلام میرم کے نزدیک نافذ
 نہ ہوگا اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں عتق ہو اس غلام نوٹدی میں جس کا مالک نہیں آدمی **ف** روایت
 کیا اس کو ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جابر سے **ذ** یلجی **ص** اور اگر مشتری نے غلام کو روکو دوسرے کے ماتھے پر ڈالا
 بعد اس کے مالک نے غاصب کے بیع کی اجازت دی اس صورت میں بیع ناجانی جائز نہ ہوگی اور اگر غلام مذکور کا ماتھے مشتری کے پاس
 کسی نے کاٹ ڈالا اور مالک نے غاصب کی بیع کو درست رکھا تو نصف قیمت ماتھے کاٹنے کی مشتری کو ملیگی اور مشتری کو چاہیے
 کہ نصف قیمت اگر نصف ثمن غلام سے زائد ہو تو اس کو اس کو فقیروں پر خیرات کر دیوے اس لیے کہ مشتری کا حق اتنا ہی ہے جو غلام
 مذکور کی نصف ثمن ہے **و** زائد **ف** مطالب یہ ہے کہ غلام کا اگر کوئی شخص ایک ماتھے کاٹ ڈالے تو غلام کی نصف قیمت اس کے مالک
 تاوان میں بیٹا پڑتی ہے اس لیے کہ آزاد کے ماتھے کاٹنے میں نصف دین لازم ہوتی ہے تو اس صورت میں اگر قیمت یعنی نرخ بازار اس
 غلام کا زائد اس ثمن سے نکلتا ہے تو اس میں مشتری نے غاصب سے وہ غلام خرید لیا تو نصف قیمت بھی اس کی نصف ثمن سے
 زائد ہوگی تو حقد زیادہ ہووے اتنی کو مشتری تصدق کر دیوے فقیروں پر **ص** گنہگار نے عمرو کا غلام بدوہ اس کی اجازت کے
 بکر کے ماتھے پر ڈالا پھر بکر کے گواہ گذارے کہ زید نے اقرار کیا تھا کہ مالک نے مجھ کو اجازت بیع کی نہیں دی یا گواہوں سے یہ ثابت کیا
 مالک سے عمرو نے اقرار کیا تھا کہ میں نے زید کو اجازت بیع کی نہیں دی اور اس گواہی سے بکر کو مقصود یہ ہے کہ بیع کو ناجائز قرار دیکر وہ غلام
 و بکر سے عمرو پر تو یہ گواہی قبول نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ عوی بکر کا متناقص ہے کیونکہ اس نے جب اقدام کیا تھا غلام کی خرید پر تو اس سے معلوم
 ہوتا تھا کہ عمرو کی طرف سے اجازت ہو اور اب یہ کہتا ہے کہ اجازت نہیں ہوئی مان البتہ اگر بائع خود قاضی کے نزدیک اقرار کرے کہ مجھ کو
 مالک کی اجازت تھی تو بیع مردود ہو جائیگی اگر مشتری طلب کرے بیع کو **ف** اس واسطے کہ اس صورت میں بھی اگرچہ عوی سے متناقص
 ہو لیکن متناقص مان صحت اقرار مدعی غایب میں ہے تو مشتری کو یہ کہنا ہو کہ بائع کی موافقت کرے اس باب میں اور بیع کو رد کر دیوے

باب سلم کے بیان میں :-

بیع سلم جائز ہے قرآن اور حدیث سے لیکن قرآن تو آیت مداین یعنی قول اللہ تعالیٰ کا یا ایہا الذین آمنوا اؤفوا
 بکم الذین بایعتم فی اجل مسمی فاکتبواہ الایۃ محل کیا اس کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اور بیع سلم

روایت کیا اور حکم ہاکم نے مستدرک میں اور صحیح کہا اور اسکو اور بشرط بخاری سلم کے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شہادت دیتا ہوں میں اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے حلال کیا سلم کو ایک مسیحا معین تک اور اذن دیا اور اسکا اسی آیت سے اور بھی مخرج کیا اور اسکا شافعی رحمہ نے سنہ میں اور بطرانی اور ابن ابی شیبہ نے اور روایت کی بخاری اور سلم نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ آئے تھے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور وہ لوگ سلف کرتے تھے یعنی بیع سلم کرتے تھے میمون میں برس کا اور و برس کا تو فرمایا آپ نے جو شخص سلف کرے تم میں سے کسی سے میں تو چاہیے کہ سلف کرے ایک ناپ معین اور ایک تول معین میں ایک مدت معین تک اور بہت سے آثار و احادیث اسکی اباحت پر دلالت کرتے ہیں **ص** سلم کہتے ہیں بیع کو ایک شے کی اس طور پر کہ بیع میں ہو جاوے بائع پر اور قیمت نقد دیا جاوے ساتھ شرط مستبر کے **ف** اور سلف بھی اسی کو کہتے ہیں **ص** فوہج کو سلم فیہ اور ثمن کو اس المال اور بائع کو سلم الیہ اور مشتری کو رب السلم کہتے ہیں اور صحیح و سلم اور اس چیز میں جسکی قدر اور صفت معلوم ہو سکے بیان کر دینے سے **ف** اور جن چیز کی صفت اور مقدار بیان سے معلوم نہ ہو سکے تو انہیں سلم جائز نہیں جیسے وہ چیزیں کہ عددی ہیں متفاوت جیسے خبر بزرگ و سولی اند **ص** جیسے جو چیزیں کہ نہ کچھ ہیں پیمانے میں **ف** مثلاً ٹیہوں چانول آٹا غلہ وغیرہ **ص** یا تلی کر سوسے ثمن کے **ف** یعنی شمن ہوں ثمن نہ ہوں ثمن اوس چیز کو کہتے ہیں جو عوض میں ثمن کے آوے اور ثمن کی قید سے وہ پیدا شرفی در اہم فائیر نخل گئے کہ یہ بھی اگر چہ نخل کرہ کہتے ہیں لیکن چونکہ ثمن میں اسواسطے سلم انہیں جائز نہیں **ص** یا گز گنتی سے ناپ کر جیسے کپڑا جب کہ اوسکا طول اور عرض اور سنگینی اور صفت بیان کر دیوے یا شمار سے اول چیزوں میں جو قریب قریب ایسی ہوتی ہیں **ف** یعنی چٹھائی اور بڑائی میں اونکے بہت فرق نہیں ہونا **ص** جیسے اخروٹ انڈے پیسے کچی کچی اینٹ ایک سانچے میں سے **ف** زرد آلو انجیر بھی انھیں میں داخل ہیں **ص** سخت کا **ص** اور صحیح و سلم سوکھی مچھلی تک لگی ہوئی میں اور تازی مچھلی میں بھی جب اوسکا موسم ہو **ف** بے موسم تازی مچھلی میں سلم درست نہیں مگر اوس شہر میں جہاں ہمیشہ کہتی ہو **ص** تول سے اور قسم معلوم سے **ف** جیسے روہو وغیرہ **ص** اور جائز ہو سلم طشت اور کانسے اور موزوں میں اگر انکی پہچان بیان ہو سکے ورنہ نہیں جائز ہو **ف** اور اسی طرح ٹوپی اور جوتے وغیرہ **ص** اور نہیں جائز ہو سلم کسی جانور زندہ میں **ف** اور لہام شافعی رحمہ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ وہ معلوم ہو سکتا ہے بیان سے قسم اور سن اور نوع اور صفت کے اور ہم کہتے ہیں کہ بعد بیان ان سب باتوں کے بھی اوسمیں تفاوت فاحش رہتا ہے دوسرے یہ کہ مذہب شافعی رحمہ کا صریح مخالف حدیث کے ہے روایت کی حاکم نے مستدرک میں اور دارقطنی نے سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا سلم سے حیوان میں کہا حاکم نے حدیث صحیحہ الا سنداً و لولہ لخرج جازا اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور نہ سری گئے پاؤں میں اور نہ کھالوں میں شمار کی رو سے اور نہ لکڑی کے گٹھن میں اور نہ ترکاریوں کی گٹھنوں میں اور نہ جواہرات اور پروں کی چیزوں میں **ف** جیسے ہوتی پوت وغیرہ **ص** اور نہ ساتھ ایک صاع معین یا گز معین کے کہ اوسکا اندازہ معلوم نہ ہو سے **ف** اسواسطے کہ احتمال ہے کہ وہ صاع یا گز تلف ہو جاوے

وقت تسلیم مسلم فبیہ تک تو پھر نہ ناعت ہوگی **ص** اور نہ کسی خاص گاہوں کے گھیرنے پر کسی خاص درخت کی کھجور پر **ف**
 اس واسطے کہ احتمال ہو کہ اس سال میں اس قریب میں کچھ پیدا نہ ہو یا اس درخت میں کچھ نہ نکلے تو مسلم فبیہ کی تسلیم پرست اور ہوگا
ص اور نہیں جائز ہو مسلم میان تک کہ مسلم فبیہ موجود ہو وے بازار میں وقت عقد سے لیکر مدت معین تک تو اگر عہد
 ہوگا مسلم فبیہ وقت عقد کے اور موجود ہوگا مدت گذرنے پر یا موجود ہو عقد کے وقت اور عہد معین ہو وے مدت کے
 گذرنے پر یا بیچ میں دونوں وقتوں کے معروض ہو جاوے تو مسلم جائز نہیں اور شافعی کے نزدیک اگر مسلم فبیہ مدت گذرنے
 کے وقت موجود ہوگا تو مسلم جائز ہوگی **ف** اگرچہ وقت القدر منقود ہو اور دلیل ہماری اصل اور طائے میں مذکور ہو **ص**
 اور نہیں جائز ہوتی ہو مسلم گوشت میں امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک درست ہو اگر صفت اور جنس اور
 نوع اور سن اور مقام اور مقدار اسکی بیان کر دیوے جیسے کہ یا کہ گوشت بکرے خضی دو برس کا یا پلاسی کا **تسیر ف**
 اور ایما ثلاثہ بھی صاحبین کے متفق ہیں اور اوی فریوتی ہو **د** سخت **ص** مسلم کے جائز ہونے کی چند شرطیں
 ہیں اول کو معلوم کرنا چاہیے آبیان کرنا جنس مسلم فبیہ کا مثلاً گھیرنے یا جو ہم بیان کرنا اسکی نوع کا کہ آوی کی سیج ہوئی
 یا بارانی ہم بیان کرنا اسکی صفت کا کہ عمدہ ہوں یا ناقص ہم بیان کرنا مقدار معلوم کا ایک کیل معروف سے جس کا مقدار
 معلوم ہو وے **ف** اور وہ کیل سکر تا اور پھیلتا نہ ہو وے جیسے زنبیل وغیرہ **ص** یا بابت معلوم و معین سے جس کا
 وزن معلوم ہو وے مدت مسلم فبیہ کے ادا کرنے کی **ف** ہمارے نزدیک مسلم فبیہ مدت کے جائز نہیں اور شافعی رحمہ کے
 نزدیک درست ہو اور ہماری دلیل صاف وہ حدیث جو ابن عباس رضی کی جسکو روایت کیا بخاری مسلم نے اور اوسمیں
 الی اجل معلوم موجود ہو **ص** اور اقل مدت ایک مہینا ہو صحیح قول میں اس واسطے کہ بعضوں کے نزدیک اقل مدت تین دن
 ہیں اور بعضوں کے نزدیک آٹھ دن سے زیادہ **ف** اور مختار میں ہو کہ فتویٰ اسی پر ہو کہ اقل مدت ایک مہینا ہو **ص**
۱ راس المال کی شناخت جب عقد متعلق ہو مقدار سے جیسے راس المال کی سیلی ہو یا ذریعہ یا عددی اس واسطے کہ عقد
 ان چیزوں میں متعلق ہو تا ہو مقدار سے تو ضروری بیان مقدار اسکا **ف** کہ یہ روایتیں ہیں یا یہ غلط ہیں **ص** اور
 یہ امام صاحب کے نزدیک جو اور صاحبین کے نزدیک جب راس المال معین ہو تو اس کے بیان مقدار کی ضرورت نہیں
 اس واسطے کہ مقصود حاصل ہو گیا اسکی طرف اشارہ کر دینے سے جیسے نمین بیع میں یا اجرت اجارے میں **ف** کہ نمین بیع
 یا اجرت کی طرف اگر اشارہ کر دیا تو اوسمیں بیان مقدار ضرور نہیں **ص** امام ابو حنیفہ رضی کی دلیل یہ ہو کہ کبھی ایسا ہوتا ہو کہ راس المال
 کے روپی یا اشرفی کھوٹی ہوتی ہیں اور مجلس عقد مسلم میں سلم البیہ اسکو نہیں بدلتا ہو تو اگر اندازہ ہو مقدار روپی وغیرہ کا معلوم
 نہ ہوگا تو یہ تحقیق نہ ہوگا کہ کتنے روپے میں سلم فی روپی اور کبھی ایسا بھی ہو تا ہو کہ سلم البیہ سلم فبیہ کی تسلیم وقت مدت گذرنے کے قابل نہیں ہوتا تو
 اسکو رو کرنا راس المال کا لازم آتا ہو اور جب راس المال کا مقدار معلوم نہ ہو تو نہ ناعت واقع ہوگی یا نہ راس المال کوئی چیز
 معین ہو وے تو اسکا مقدار بیان کرنا ضرور نہیں کیونکہ پڑے میں عقد متعلق اسکی ذات سے ہوتا ہو نہ اسکا مقدار نہ **ف**
 اب دو سالوں کی تفریق کرتا ہو چھٹی شرط **ص** تو جائز نہ ہوگی سلم دو جنسوں میں بغیر بیان راس المال ہر ایک جنس کے
ف مثلاً دس درہم دیے اور سلم کی ایک گزین گھیرنے کے اور ایک گزین جو کے اور یہ نہ بیان کیا گیا گھیرنے کے حصے کے

کھتے ہوئے اور جو کے حصے کے کھتے تو یہ مسلم جائز نہ ہوگی بوجہ معلوم نہ ہونے راس المال کے حصے یا دو نقدوں میں بغیر ان کے
 حصے ہر ایک کے مسلم فیہ سے **ف** جیسے مسلم کہ یاد راہم نہ تیرا دیکر ایک گھر میں کیوں کے اور ایک کا حصہ معلوم ہو اور دوسرے کا
 معلوم نہیں کہ کتنا حصہ ہو مسلم فیہ سے **چ** حصے کے بیان مکان جہاں پر مسلم فیہ یا مسلم کو ادا کیا جاوے گا اگر مسلم فیہ
 اسی چیز ہو جسکی بار برداری اور مزدوری چاہیے امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جہاں پر عقد مسلم واقع ہوا
 اسی جگہ مسلم فیہ کا دینا لازم آوے گا اور اسی خلاف پر جو ثمن اور اجرت اور قسمت **ف** ثمن کی صورت یہ ہو کہ ایک شخص نے
 غلام کو غرض مکمل یا سوزون کے اور حار خرید کیا مدت معین کہے تو امام کے نزدیک مکان ایفا شرطی اور اجرت کی صورت
 ہو کہ ایک شخص نے کھرا جاؤ کر کسی کو لیا دوسرے مکمل یا سوزون کے مدت مقرر کر کے تو امام کے نزدیک مکان ایفا سے اجرت
 شرطی اور قسمت کی صورت یہ ہو کہ دو شخصوں نے ایک گھر تقسیم کیا اور ایک شخص نے اپنے حصے سے زیادہ لیا اور بقابلہ زائد
 کے مکمل یا سوزون کے دیے کا وعدہ کیا مدت معین کہے تو امام کے نزدیک بیان مکان ایفا شرطی برخلاف صاحبین کے
کذا في الطحاوی ص اور جو مسلم فیہ ایسی چیز ہو جسے کلو ثمن یا برداری وغیرہ کی حاجت ہو وہ تو حمان چاہے
 مسلم فیہ یا مسلم کو جو لے کر حصے اور یہی قول اصح ہے اور جامع صغیر کی روایت میں جہاں پر عقد مسلم ہو وہاں حصے کرے اور مسلم
 باقی رہنے کی شرط یہ ہو کہ راس المال مسلم الیہ قبل ایک دوسرے کے جاہلوں کے غلطیوں سے تو اگر مسلم کیا کسی نے بوجہ غلطی
 تو نقد اور تنقوض تھے مسلم الیہ پر ایک گھر میں کیوں کے تو باطل ہوگی مسلم سو روپیہ قرضے میں اور سونقذ میں صحیح ہو جاوے گی
ف اگرچہ ہاں ساٹھ فیغز کا اور فیغز ہوتا ہے آٹھ مکول کا اور مکول بیڑہ صاع کا ہوتا ہے تو فیغز بارہ صاع کا ہوا اور کرسات سوئیں
 صاع کا **ص** اور مسلم نہیں صحیح ہوتی اگر لہ سین خیار الشرط ہو یا خیار الردیہ کیونکہ یہ دونوں مانع ہیں تمام مسلم کے البتہ خیار
 مانع نہیں ہوتا تمام مسلم کا اگر ساقط کیا خیار الشرط کو قبل جدا ہونے متعاقبین کے صحیح ہو جاوے گی تو زعفران کے نزدیک صحیح نہ ہوگی
ف اور دلیل اسکی ہائیے میں مذکور ہے **ص** راس المال اور مسلم فیہ میں قبضہ کرنے سے پیشتر تصرف کرنا درست نہیں جیسے
 شرکت اور تولیہ صورت شرکت کی یہ ہو کہ رب المسلم کسی شخص سے کہے تو جو نصف راس المال دیدے تا نصف مسلم فیہ تیری
 ہو جاوے اور صورت تولیہ کی یہ ہو کہ کہے تو کل راس المال مجھے دیدے تا مسلم فیہ کل تیری ہو جاوے اور تصرف کی یہ صورت
 بھی ہو کہ رب المسلم راس المال کے بدلے میں کوئی اور چیز دیوے یا مسلم الیہ مسلم فیہ کے بدلے میں کوئی اور چیز ادا کرے اگر زید
 عمرو سے بیع مسلم کی پھر اوسکو اقالہ کیا تو زید عمرو سے اپنے راس المال کے بدلے میں کوئی دوسری چیز نہ لیوے بلکہ جو مال عمرو کو
 دیا پھر لیوے فرمایا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ لے تو اگر مسلم فیہ یا راس المال **ف** یہ حدیث اس نقطہ سے روایت کیا اوسکو
 وار قطنی نے سنہ ۱۸۷ میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے عن ابن اہلیہ بن سید الجھری عن ابن اسلم فیہ **ف** فلا یاخذ الا ماسا
 اسلم فیہ اور اس مالہ اور ضعیف کیا اوسکو دار قطنی نے بسبب عطیہ عوفی کے لیکن روایت کیا اوسکو ابو داؤد
 ابن ماجہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص مسلم کہے کسی شرمین تو نہ پھرے اوسکو غیر مسلم فیہ کے
 اور یہ مقتضی ہے اس بات کو کہ نہ لے مگر اسی چیز کو اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ نہیں بچا ہے ہم مروج اوسکو مگر
 اسی طریقے سے اور عطیہ عوفی ضعیف کہا اوسکو احمد وغیرہ نے اور حسن کہا ترمذی نے اوسکی حدیث کو تو حدیث حسن ہو

اور روایت کیا اور سلم عبد الرزاق نے موقوفہ فرمایا ابن عمر نے جس وقت کہ کہنے تو کسی نبی میں تو نہ لے کر اس مال اپنا
یا وہ چیز کہ سلم کی بابت سے روایت کیا ابو الشعار سے مثل اس کے کہ ذاتی "فقہ القدر للشیخ ابن الہمام
آورد فرم کا سمیع غلام ہو اور حجت اون پر بھی حدیث ہو ص زید نے عمر سے ایک گریں گیون کے سلم کی حسب وعدہ
گذرا تو عمر نے ایک گریں گیون کا بکر سے خرید کے قبل قبضے کے اور ناپ تول لینے کے زید کو حکم کیا کہ بکر سے جا کر وہ گیون کو
بغرض اس سلم فیہ کے تو جائز نہ ہو گا ف اس واسطے کہ یہاں دو عقد میں تو ضروری کہ دو سمیع صاع بائع اور مشتری کے دونوں
جاری ہو وین بدلیل اوس حدیث کے جو اوپر گزری ص اور قرض میں یہ صورت درست ہو مثلاً زید نے عمر سے کچھ گیون
قرض لیے یہاں اس کے اوتنے گیون زید نے بکر سے خرید کر کے عمر کو حکم کیا کہ وہ گیون بکر سے اپنے قرض کی ادا میں کرے
تو صحیح ہو ف دلیل اس کی اصل کتاب او بیہ میں مذکور ہو ص البتہ سلم میں بھی درست و اس طرح سے کہ عمر زید سے
کہ تو گیون اپنی سلم کے بکر سے لیکر اول میری طرف سے و کالہ او سپر قبضہ کر کے ناپ تول لے اور پھر اپنے واسطے قبضہ کر کے
ناپ تول لے اس واسطے کہ اس صورت میں دونوں کے صاع جاری ہو گئے ف اور یہ صورت اوپر گزری ص اگر
سلم الیہ نے ب سلم کے حکم سے اوسکی غیبت میں اوس کے برتن سے سلم فیہ کو ناپ یا تول لے لے لے طرف میں مشتری کی
غیبت میں اوس کے حکم سے یا اپنے مکان میں یا ایک کوٹے میں مع کو ناپ دیا تو یہ قبضہ ب سلم اور مشتری کا نہ شمار کیا
جاوے گا البتہ اگر بیع کی صورت میں بائع نے مشتری کے حکم سے مشتری کی طرف سے اوسکی غیبت میں بیع کو ناپ دیا تو یہ قبضہ
مشتری کا شمار کیا جاوے گا اگر ایک شخص نے حکم کیا بائع کو کہ ایک کڑ غلے کا سلم کی بابت اور ایک گریں گیون میرے
برتن میں ڈال دو تو اگر بائع نے پہلے خسرید کا غلہ ڈالنا شروع کیا بعد اوس کے سلم کا بھی ڈال دیا تو یہ مشتری کا قبضہ شمار
کیا جاوے گا اور اگر پہلے سلم کا غلہ ڈالنا شروع کیا تو امام صاحب کے نزدیک مشتری کسی کا قابض قرار نہ دیا جاوے گا
تو صاحبین کے نزدیک مشتری مختار ہو چاہے بیع کو توڑ ڈالے چاہے اوتنے مال میں بائع کا شریک ہو جاوے مگر
ب سلم نے ایک لونڈی اس المال میں دیکر سلم کیا اور سلم الیہ نے اوس لونڈی پر قبضہ کر لیا بعد اوس کے دونوں
نے اقالہ سلم کیا اب وہ لونڈی مر گئی تو اقالہ باقی رہے گا اور اوس لونڈی کی قیمت جو دن قبض کے تھی سلم الیہ کو
واپس کرنا پڑیگی اور اگر بعد موت کے اقالہ ہوا تو بھی یہی حکم ہو ف یعنی اقالہ صحیح ہو جائے گا اور سلم الیہ کو قیمت اوس
لونڈی کی جو یوم القبض تھی دینا پڑیگی ص یہی حکم ہو اگر لونڈی کو کسی اسباب کے بدلے میں بیچا تو لونڈی یا وہ اسباب
تلف ہونے کے اول اقالہ کیا بعد اوس کے تلف ہو گیا یا بعد تلف ہو جانے کے اقالہ کیا برخلاف خریدنے لونڈی کے خوب
میں میں سے کہ اگر وہ لونڈی بعد اقالہ کے مر گئی تو اقالہ باطل ہو گیا اور اگر قبل اوس کے مر گئی بعد اقالہ ہوا تو اقالہ صحیح نہ ہو گا اور اگر سلم الیہ
کہا کہ میں نے شرط کر لی تھی خراب گیون کی اور ب سلم نے کہا تو نے کچھ شرط نہیں لگائی تھی یا اسکا اولٹا ہوا یا ایک
کے کہ مدت کی شرط ہوئی تھی اور دوسرے کے کہ مدت کی شرط نہیں ہوئی تھی تو قول اوس کا مستحب ہو گا جو مدعی خراب گیون
شمارنے کا یا مدت قرار پانے کا ہو گا اور جو اٹکانکر ہو گا اوس کا قول مستحب ہو گا اس لیے کہ مدعی کے قول سے صحت سلم ہوئی ہوگی کہ
سلم میں بیان صفت اور مدت ضروری ہو اور استصناع یہ کہ کوئی شخص کارگیر سے کہے کہ مجھ کو یہ چیز بیٹا دے مجھے

جوتے والے سے کہ جو جو تیار کر دے اپنے پاس سے **ف** استصناع قیاساً ناجائز تھا کیونکہ بیع بنی حدوم کی
لیکن بسبب تعامل یعنی اویوں کے رواج کے جائز یہ **ص** تو اگر استصناع ایک مدت میں کے ساتھ
ہو تو مسلم ہو جاوے گا خواہ اس کا رواج ہو یا نہ ہو اور اگر مدت نہ ہو تو بیع نہیں رواج ہو جائے جیسے روزہ طشت کا سہ تو بیع
ہو نہ وہ **ف** حاکم شہر کے نزدیک استصناع ایک وعدہ ہو تو بائع جب بنا کر وہ فرو لا تا ہی تو بیع ہو جاتا ہے بسبب تعامل کے
لیکن اکثر کے نزدیک ابتدا سے وہ بیع ہو **ص** اور جب بیع ہو تو کار گیر اوس کے بنانے پر اختیار کیا جاوے گا اور جسے بنانے کا حکم
کیا ہو وہ اپنے قول سے پھر نہیں سکتا اور بیع خود دو چیز ہو نہ کام و محنت اوس کی تو اگر کار گیر اپنے غیر کی بنائی چیز لایا یا اپنی بنائی
لیکن قبل عقد کے بنائی تھی اور بنوانے والے نے اوس کو لے لیا صحیح ہو گا اور بیع متعین نہ ہوگی قبل اختیار کرنے بنوانے والے کے تو اگر
قبل کھانے کے بنوانے والے کے تین کار گیر نے اوس کو کسی اور کے ماتھے پر لایا صحیح ہو گا اور جب بنوانے والے نے اوس چیز کو
دیکھا تو اوس کو اختیار تو چاہے لے پاس نہ لے **ف** اس واسطے کہ اوس نے خریدی ایسی چیز جس کو نہیں دیکھا تھا اور اوس کو
اختیار ہوتا ہے جیسا کہ ازخیر الزم یہ ہیں **ص** ان میں صحیح ہے استصناع بنی بیان مدت کے اوس چیز میں جس کا رواج نہیں ہے جیسے کپڑا وغیرہ

باب مسائل متفرقہ بیع کے بیان میں

بیل یا گھوڑا مٹی کا خریدار کے کہی لگنے کے واسطے تو بیع صحیح نہیں اور اوس کی قیمت نہیں اور اوس کے تلف کرنا یا بے
تاوان نہیں اور قول ضعیف یہ ہے کہ بیع صحیح ہو اور تلف کرنے والے پر اوس کے ضمان ہو اور تعجبی کی کتاب الحظر کے آخر میں ابو یوسف
سے روایت ہے کہ کھلونے کی بیع اور لڑکوں کا اوس سے کھیلنا جائز ہے **د** مختار **ص** صحیح ہے بیع کتے کی اور چیتے کی
اور درندوں کی برابر ہے کہ سکھائے ہوئے ہوں یا بے سکھائے ہوئے **ف** جس درندے کو شکاری کی تدبیر اور آداب
سکھائیے ہیں تو اوس کو مستلک کہتے ہیں اور غیر مستلک تو مطلب بصفہ رک کا یہ ہے کہ لکنا خواہ چیتا جو درندہ ہو خواہ مستلک ہو یا نہ
بیع اوس کی درست ہے اور یہ ہمارا مذہب ہے اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بیع اوس کتے کی درست نہیں ہے جو کھانا ہو اور نزدیک
شافعی رحمہ کے کسی کتے کی بیع درست نہیں اس واسطے کہ روایت کی ابن جبان نے صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حرام ہے زانیہ کی خریدی اور قیمت کتے کی اور کمانی پتھنے لگانے والے کی اور وہ بے
کی فسخین نے ابو سعید انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتے کی قیمت لینے سے اور خرچے
فاحشہ کی اور کمانی سے قال نکالنے والے کی اور روایت ہے ابی الزبیر رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے قیمت
لینے سے ہی اور کتے کی آپس کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اوس کو مسلم اور نسائی نے اور اس واسطے
کہ لکنا بخر العین ہے اور نجاست سے حرمت اوس کی لازم ہوئی کو بیع سے اعزاز اس کا لازم تھا تو ناجائز ہوگی دلیل ہماری وہ حدیث ہے جس کو
روایت کیا ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت سے کتے کی مگر کتے شکاری کی اور ضعیف
کہ اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعہ مروی ہے اور اسناد اوس کی صحیح نہیں اور احادیث صحیحہ میں
اس کا استناد نہ کر نہیں تم کہتے ہیں کہ روایت کی ابو حنیفہ رحمہ نے سند میں بیہتم سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے
ابن عباس رحمہ سے کہ رخصت دی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت میں کتے شکاری کی اور یہ سند بخیر ہے اس واسطے

بیع
بجائے
۴۴

کہ ہمیشہ ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقافت میں اور روایت کی بیعتی نے مثل اس کے جابر بن عبد اللہ سے اوسکی اسناد میں بھی
ہیشم بن عمار نے اتفاق متفقین فقہیہ و فقیہ کی اوسکی ابن سعد اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اوس سے ابن حبان نے
صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور روایت کی دارقطنی نے ابوالانیر بن زید سے انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت سے بلی کی اور گتھی لکھ شکاری گتھی کی اور روایت کی طحاوی نے عمرو بن شعیب عن ابن
عن جابر سے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے غلام کیا ایک شکاری گتھی کے قاتل پر چالیس روپیہ کا اور کھیت کے گتھے
ایک مینڈے کا اور روایت کی طحاوی نے عبد اللہ بن المغيرة سے کہا کہ غلام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ساتھ قتل کتوں کے پھر فرمایا کیا کرتے ہیں میرا کتا اور رخصت دی شکاری گتھی میں اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اسلام میں بھی پھر فرسوخ ہو گئی کیونکہ خود مروی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھنے لگائے اور دی حجام کو اجرت اور اگر یہ
حرام ہوتا تو آپ بھی اجرت دیتے روایت کیا اوسکو شہین بن سہب سے اور نجاست عین ہونا گتھے کا مسلم نہیں
اس واسطے کہ اوس سے نفع لیا جاتا ہو بطور حرامت کے اور شکار کے حاصل کلام یہ کہ حدیث بھی عن ثمن کلب پہلے
عام تھی اور پھر کلب صید اور زراعت اوس سے مخصوص ہوا تو اب عام ظنی ہو گیا اور عام ظنی کی دوبارہ تخصیص جائز نہ
قیاس سے مگر اس صورت میں لازم آتا ہے کہ گتھے کاٹنے والے یا ضرر پہنچانے والے کی بیع بالکل جائز نہ ہو جیسا کہ
ابو یوسف سے روایت ہے کہ اس حدیث عام کے نیچے کوئی فرد باقی رہے نہ کہ مطلقاً بیع گتھی کی درست ہو جاوے جیسا کہ مروی
ہو امام سے واللہ اعلم ہذا فی القیم القدر و مشرہ المسند للإمام رحمہ ص اور بھی بیع میں مثل سلمان کے
الاشرب اور سونک بیع کہ فقہی کو درست ہو اور سلمان کو نادرست ہے صحیح مسلم میں مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے حرام کیا شراب کے بیٹے کو تو اوس نے حرام کیا اوسکی بیع کو اور ایسا ہی مروی ہے امام محمد کے
انبار میں ص تو شراب ایسی ہوتی ہے حق میں جیسے ہمارے نزدیک اور سوز زمی کے حق میں جیسے بکری ہمارے
نزدیک تو خرما مثلاً اور سوز ذوات القیم سے ف یعنی اگر زخمی نے زخمی کی تلف کر ڈالی تو اوسکی عوض میں خرما یا دوسری
کیونکہ خرما مثلاً بیسی ابن چیزوں میں سے ہوتی ہیں کہ ان کے تلف کر دینے سے مثل اوس کا لازم آتا ہے اور سوز
ذوات القیم سے یعنی اون چیزوں میں سے ہوتے تلف کوئی سے قیمت لازم آتی ہے تو اگر زخمی نے سوز دوسرے کو ہلاک
کیا اس صورت میں اون کے یہاں جو اوس سوز کی قیمت ہوگی دلالی جاوے گی نہ دوسرا سوز جیسا ہمارے یہاں کہ مثلاً بکری
بکری ذوات القیم سے ص زید نے ایک اونٹنی خریدی اور قبل قبضہ کے اوس کا نخاع عروس سے کر دیا تو نخاع صحیح ہے اب اگر عروس
اوس سے دلی کی تو یہ قبضہ زید کا شمار کیا جاوے گا نہ فقہا نخاع کر دینا ف تو اگر بیع کوٹ لگی قبضہ سے پہلے تو نخاع باطل
ہو گیا ابو یوسف کہ قول میں اور یہی مختار ہے مختار ص اگر زید نے عروس سے ایک غلام خریدا اور زید قبل ادا
شمر کے اور قبل قبضہ کرنے کے غلام پر غائب ہو گیا اور بائع نے کو او قائم کیا اس بات پر کہ یہ غلام میں نے زید کے
ہاتھ سے چاہی تو اگر اوس کا ٹھکانا معلوم ہو تو وہ غلام واسطے ادا سے ثمن کے نہ چاہا جاوے گا بلکہ ثمن مشتری جہاں ہو گا بیس سے
طلب کیا جاوے گی اور اگر مشتری ایسا غائب ہو کہ اوس کا ٹھکانا معلوم نہیں اس صورت میں وہ غلام چاہا جاوے گا اولیٰ کی قیمت

ابن حبان نے روایت کی اوسکی اسناد میں بھی
ابو یوسف سے روایت ہے کہ اس حدیث عام کے نیچے کوئی فرد باقی رہے نہ کہ مطلقاً بیع گتھی کی درست ہو جاوے جیسا کہ مروی
ابو یوسف سے روایت ہے کہ اس حدیث عام کے نیچے کوئی فرد باقی رہے نہ کہ مطلقاً بیع گتھی کی درست ہو جاوے جیسا کہ مروی
ابو یوسف سے روایت ہے کہ اس حدیث عام کے نیچے کوئی فرد باقی رہے نہ کہ مطلقاً بیع گتھی کی درست ہو جاوے جیسا کہ مروی

ثمن بائع اور کچا و بیگن تو اگر قیمت ثمن سے بڑھ جاوے تو زیادتی کو رکھ چھوڑین کے جب مشتری حاضر ہوگا
 اوسکو حلال کچا و بیگن اور اگر قیمت ثمن سے کم نکلی تو بائع اوسکا پچھا کرے جب اوسکو پاوے تو اوس سے لے لےوے اور اگر
 مشتری غائب ہو بعد قبضے کے تو قاضی بائع کی نالش کو نہ سمجھے کیونکہ بائع کا حق بیع سے متعلق نہ اور بیع کے سائنہ
 مروجہ نہیں اگر بائع ایسا غائب ہو کہ اوسکا ٹھکانا معلوم نہیں اور مہینے اپنی دین کے واسطے بیع مروجہ کی نالش
 کی قاضی کے پاس تو سنو اور یہ کہ بیع اوسکی جائز ہو کذا فی اللہ المختار والخطاوی ص اور اگر دو شخصوں نے ایک
 چیز خریدی اور ان میں سے ایک شخص غائب ہو اے یعنی اس طرح ہر کہ اوسکا مکان معلوم نہیں نہ صرف تو شخص
 حاضر کو کل ثمن کا دیدینا اور کل بیع قبضہ کرنا اور اوسکو روک رکھنا یہاں تک کہ شخص غائب اپنے حصے کی ثمن ادا کرے ورنہ ہر
 طرفین کے نزدیک اگر امام ابو یوسف کے نزدیک اوسکو روک رکھنا کل بیع کا جب شخص غائب ہو ورنہ بیعت نہیں طرفین کی دلیل یہ ہے کہ
 شخص حاضر لاچار ہو اوسکو نفع اڑھا نا بیع سے ممکن نہیں جب تک کل ثمن ادا کرے تو جس وقت اوسنے کل ثمن ادا کر دی
 تو متبرع ہوگا تو جب غائب حاضر ہو تو نہ لے گا حصہ اپنا جب تک ثمن اپنے حصے کی ادا کرے اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ شخص
 حاضر متبرع ہوا اپنے شریک کے حصے کی ثمن کے ادا کرنے میں تو جب وہ حاضر ہوگا تو اوس سے حصہ ثمن کو پھر نہیں لے سکتا
 اور نہ بیع کو روک سکتا ہے اور فتویٰ طرفین کے قول یہ ہے ہدایہ ص کوئی چیز بیچے سونے اور چاندی کی ہزار مثقال سے
 تو سونا اور چاندی نصف نصف ہونگے تو پانچ سو مثقال ہر ایک کی واجب ہوگی اے اوساٹے کہ مثقال چاندی اور سونے
 دونوں کی ہوتی ہے تو جب مثقال کی اضافت دونوں کی طرف برابر ہوئی تو پانچ سو مثقال سونا اور پانچ سو مثقال چاندی واجب ہوگی
 مشتری پر سبب عدم ترجیح کے ص کوئی چیز بیچے بعض ہزار کے سونے اور چاندی سے تو سونا چاندی نصف نصف ہونگی
 تو سونے کے نصف سے مثقال مراد ہوں گے اور چاندی کے نصف سے درہم وزن سبب و اے یعنی وہ درہم
 جو دس سات مثقال کے ہوتے ہیں اور ذکر اس کا کتاب الزکوۃ میں گذرا اوساٹے کہ یہی متعارف ہے تو پانچ سو مثقال سونا اور
 پانچ سو درہم اس صورت میں لازم آوین گے ص اگر ایک شخص کے کچھ روپے کھرے دوسرے پر آتے تھے اور دیون نے
 دائن کو زیور ادا کیے اور دائن کو معلوم نہوا اوسنے خرچ کر ڈالے یا اوسکے پاس سے تلف ہو گئے تو اوسکا حق ادا ہو گیا
 طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ نزدیک اوس قسم کے زیور دیون کو پھر کر کھرے لے لےوے زیور جمع
 زینت کی ہے ورنہ وہ روپیہ جسکو تاجر لے لےوے اور خزانہ اسلام میں نہ لیا جاوے اور اگر وہ روپیہ ستوقہ یا منہرجہ ہوں تو
 بالاتفاق ویسے پھیر کر کھرے لےوے اور اسی پر فتویٰ ہے ستوقہ وہ درہم چھپ چاندی کا پتر ہو تو منہرجہ وہ درہم جو دار الفتر
 سلطان میں نہ بنا ہو وے یا جسکو تاجر بھی نہ لےوے سدا مختار ص اگر زینت نے اڑھے یا بچے دیے ایک شخص
 کی زمین پر یا ہرن کا یا نون اوسکی زمین میں جا کر خود بخود ٹوٹ گیا تو جو اوسکو پاوے لے لےوے اوسکی ملک ہو جاوے گی البتہ اگر صاحب زمین
 نے زمین کو اپنی اسی کے واسطے تیار کیا ہو تو وہ صاحب زمین کی ہوگی جیسے کھجے نے چھتہ لگایا کسی کی زمین میں تو
 وہ اوسکا ملک ہو گا خواہ اپنی زمین شہد کے چھتہ لگانے والی کے واسطے تیار کی ہو یا نہوا اور اگر شکار پھنس گیا
 اوس جالی میں چھپ گیا یا گیا تھا خشک کرنے کے واسطے یا درہم اور ٹھائی اوچھالی لگی لینے کے واسطے اور کسی

کپڑے پر جا رہی تو وہ اوس کا مالک نہوگا بلکہ جو پاویگا اوس کو ملیگا البتہ اگر کپڑے واسلے پہلے سے اپنا کپڑا اسی کے واسلے پہلا رکھا تھا تو اوس کو ملے گا یا اوس کا سلیپ پھیلا نہیں رکھا تھا لیکن اوس کا ماتھہ پڑ گیا اون درمسم یا مٹھائی پر تب بھی اوس کی ہو جاوے گی۔

مسائل الحاقیہ بندہ سے سخاوت کرنا اگرچہ حرام ہے لیکن وہ مانع بیع نہیں بلکہ اوس کی بیع مکروہ ہے چنانچہ لگو کا پتلا پانی اوس شخص کے ماتھہ پہنا جو شراب بنا کر پیا اور گتے کا پالنا اور رکھنا درست نہیں مگر چورو وغیرہ کے خوف سے تو کچھ مضائقہ نہیں اور گتے کے مانند باقی دوسرے مین اور گتے کا پالنا شکار اور بھیڑ بکری اور کھیت کی حفاظت کے واسطے بالاتفاق درست ہے اقل قیمت بیع ایک پیسہ ہو جو چیز مالیت میں ایک پیسے سے بھی کم ہوگی چنانچہ ایک ٹکڑا روٹی کا اوس کے عوض مین بیع جائز نہیں چنانچہ اون پر زند جانوروں کی بیٹ کا جنگا گوشت حلال ہے درست ہے مگر اس قدر بیٹ ہو کہ اوس کی قیمت ایک پیسہ ہو جاوے اور جائز نہیں بیع زمین کے کپڑوں کی جیسے چھپکلی پنچو گوہ اور گریٹا البتہ جو ملک کی بیع درست ہے اوس واسطے کہ لوگ اوس کو مال جانتے ہیں اور خون کالنے کے علاج میں اوس کی حاجت ہے اور دریا کے جانوروں میں سے بھی سولے مچھلی کے اور کسی بیع جیسے کیکڑا وغیرہ درست نہیں البتہ قاتل قاتی نہیں لکھا ہے کہ جو جانور قیمت دار ہیں جیسے ستھورا اور کھال خڑکی اور پانی کا اونٹ بشرطیکہ زندہ ہو تو بیع انکی درست ہے اور سانپوں کی بیع اگر اون سے فائدہ حاصل ہو دو اون میں تو نفیہ ابواللیث رحمہ نے اوس کو جائز رکھا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اگر نفع اور صحت مرض منحصر ہو جاوے اون میں تو جائز ہے اور نہایہ اور تہذیب میں ہے کہ جہاں کہ پینا پیشاب اور خون اور کھانا مردے کا واسطے دواسے درست ہے جیسا کہ طبیب مسلمان اس سے کہہ دے کہ اس چیز میں تیری شفا ہے اور اویہ مباح میں کوئی چیز قائم مقام دواسے نہ ہے اور اگر طبیب یہ کہے کہ اس چیز میں جلدی شفا ہوگی تو اوس میں دو قول ہیں اسی طرح شراب کے پینے میں بھی بغیر مرض لا علاج و صحت کہنے طبیب مازق کے اختلاف ہے لیکن حدیث صحیح میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفا نہیں کی اوس چیز میں جو غیر حرام کی اور نجس تیل کی بیع درست ہے اور اوس کو جلا نا جائز ہے سوائے مسجد کے اور مکانوں میں کافر کو خرید کر غلام یا مصحف مجید کی درست ہے لیکن جبر کیا جاویگا پھر اوس کی بیع پر اسی طرح اگر کافر کا غلام مسلمان ہو جاوے تب بھی اوس غلام کی بیع پر کافر کو جبر کریں گے ایک مذمت خرید کیا جڑ مسیت اور جڑ سے اوس کے اوکھاڑنے میں مانع کافر ہے تو اوس کو کاٹ نہیں کاوے جہاں سے مانع کو ضرر ہووے اور اگر اوس کے ساقط ہونے کے کوئی دوا اگر ملے تو درخت کا اوکھاڑنے والا اوس کا تاوان دے جو اوس کے اوکھاڑنے سے پیدا ہو دسٹر محنت اس و ستر دسٹ محنت

باب بیع صرف کے بیان میں

بیع صرف کہتے ہیں جن کے بیچنے کو بدلے میں جن کے خواہ اپنی جنس کے ساتھ ہو وے مثلاً سونے کو بدلے میں سونے کے یا چاندی کو بدلے میں چاندی کے یا غیر جنس کے ساتھ جیسے سونے کو بدلے میں چاندی کے فروخت کرے شرط یہ ہے صرف میں کہ مانع اور شتری کا قبضہ بدلتین پر مجلس عقد میں ہو جاوے و بیعی دونوں بدلوں پر ہر ایک قبضہ کر لےوے مجلس عقد میں ماتھہ سے نہ فقط تخلیہ سے دسٹر محنت اس تبدیلی اوس حدیث کے جو گزری باب الریون میں کہ جو سونے کو بدلے میں

بیع صرف کہتے ہیں جن کے بیچنے کو بدلے میں جن کے خواہ اپنی جنس کے ساتھ ہو وے مثلاً سونے کو بدلے میں سونے کے یا چاندی کو بدلے میں چاندی کے یا غیر جنس کے ساتھ جیسے سونے کو بدلے میں چاندی کے فروخت کرے شرط یہ ہے صرف میں کہ مانع اور شتری کا قبضہ بدلتین پر مجلس عقد میں ہو جاوے و بیعی دونوں بدلوں پر ہر ایک قبضہ کر لےوے مجلس عقد میں ماتھہ سے نہ فقط تخلیہ سے دسٹر محنت اس تبدیلی اوس حدیث کے جو گزری باب الریون میں کہ جو سونے کو بدلے میں

سو نے کہ برابر اس بات سے اس بات کے لئے اور زیادتی سود پر اور روایت کی مالک ہم نے تو طامین حضرت عمرؓ سے کہ نہ بیچو سونے کو
 بدلے میں سونے کے برابر برابر اور نہ بیچو سونے کو بدلے میں چاندی کے اسطرح کہ ایک حافض ہو اور دوسرا غائب ہو اور اگر وہ مہلت
 مانگے اسکی داخل ہو گھر اپنے میں تو نہ دے مہلت اسکو گرد دست بدست اور دوسرے اور میں خوف کرتا ہوں تم پر بیاج کا
 اور بدلیل اس بات کے کہ دونوں میں سے ایک کا قبضہ پہلے ضروری تو نہ ہو جاوے بیج اور دوسرے کی بدلے میں اور دوسرے کے اسواسطے کہ
 منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اسکو ابن عمرؓ سے اسحقؓ نے اور برابر نے پھر جب ایک نے
 قبضہ کیا تو دوسرے کا بھی قبضہ ضروری تاکہ ساوات اور برابری حاصل ہووے اور مراد اس سے یہ ہے کہ قبل قبضہ کے ہر ایک کا
 بدن دوسرے کے بدن سے جدا نہ ہووے تو اگر دونوں ساتھ چلے جائے ہیں ایک ہی طرف یا دونوں اسی مجلس میں سو دے
 یا بیہوش ہو گئے تو بیع صرف باطل نہ ہوگی بدلیل اثر ابن عمرؓ کے کہ اگر کوئی کو دے چھت سے تو کو دے ساتھ اس کے کہا ابن الہمامؓ
 نے کہ یہ حدیث غریب ہے نہایت درجے کی کتب حدیث سے میں کہتا ہوں روایت کیا اسکو محمدؓ نے آثار میں اور امامؓ نے
 اپنی سند میں **ص** اور سونے کو چاندی کے عوض باقی کے اور اشکل اور تخمین کے ساتھ بھی درست ہے **ف** اسواسطے کہ ہر
 بدل کی لیکن قبضہ نہ کرنا مجلس عقد میں بدلیں پر بیان بھی ضروری **ص** اور سونے کی بیج سونے کے ساتھ یا چاندی کی
 چاندی کے ساتھ کی بیشی کے ساتھ درست نہیں بلکہ برابر برابر اگرچہ عدد کی اور صنعت زرگری میں مختلف ہوں **ف** اسواسطے
 کہ باب البیوع میں یہ بات گذر چکی کہ جیادوری سب برابر ہیں **ص** بیج صرف میں قبضہ کرنے سے پیشتر ثمن میں نصف کرنا درست
 نہیں مثلاً ایک دینار ثمن ہم کے بدلے میں بیچا اور بیچا دس دنوں میں قبضہ نہیں کیا تھا کہ اس کے عوض میں ایک کپڑا خرید لیا تو اس
 تھان کی بیع فاسد ہو گئی سالہ زید نے ایک لونڈی جسکی قیمت ہزار روپیہ تھی اور اس کے گئے میں ہزار روپیہ کا طوق تھا دوسرا
 روپیہ کو عمر کے ساتھ بیچا اور ہزار روپیہ نقد وصول کیے یا دوسرا کو بیچا ہزار نقد اور ہزار روپیہ نقد وصول کیے
 اور بعد اس کے بائع اور مشتری جدا ہو گئے تو یہ ہزار روپیہ قیمت اس طوق کی ہوں گے **ف** یعنی ہزار روپیہ نقد وصول
 ہوئے ہیں وہ طوق کی قیمت میں شمار کیے جاویں گے اسواسطے کہ طوق میں یہ بیج صرف ہے اور دوسرے تقابض بدلیں
 شرط **ص** برابر ہے کہ مشتری ہزار روپیہ دینے کے وقت چپ رہا ہو یا یہ گدیا ہو کہ اس ہزار روپیہ کو تو دونوں کی ثمن میں
 سے **ف** اسواسطے کہ اس کلام کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ دونوں میں سے ایک کی ثمن لے لیتے اگر مشتری ہوا **ف**
 گدیا کا کہ یہ ہزار روپیہ لونڈی کی ثمن میں خاص تو بیع طوق میں فاسد ہو جاوے گی **ص** اسطرح اگر ایک تلوار بیچیں جسکی قیمت
 روپیہ کا زیور ہو سو روپیہ کو اور پچاس نقد وصول کیے تو زیور کے دھام سمجھے جاویں گے تو اگر بائع اور مشتری جدا ہو گئے بغیر قبضہ ثمن کے
 تو بیع زیور میں فقط باطل ہوگی اگر وہ زیور تلوار سے بدون خبر کے طے ہو سکتا ہے ورنہ دونوں میں باطل ہو جاوے گی
 یا اگر چاہیے کہ بیچا دس تلوار کی جس میں زیور ہو اس ثمن کے عوض میں درست ہے جو زیور سے زیادہ ہوتا بعض ثمن بمقابلہ زیور
 اور بعض بمقابلہ تلوار ہووے اور اگر ثمن برابر ہووے زیور کے یا کم ہو زیور سے یا کچھ معلوم نہ تو بیع جائز نہ ہوگی **ف**
 اسواسطے کہ اگر کم یا برابر ہو تو سود ہو گیا کیونکہ مشتری کو تلوار مفت پڑی تو اگر معلوم نہیں کہ زیادہ یا کم یا برابر ہو تو بھی
 شبہ سود کا **ص** اگر ایک شخص نے ایک برتن چاندی **ف** خواہ سونے کا **ص** چاہا اور کچھ قیمت اسکی

مشتری سے وصول کیلئے پورا ہونے کے بعد ہونے تو جائز ہو جائیگی بیج اوس مقدار میں برتن کے جتنے کی ٹمن پر بائع نے قبضہ کر لیا اور باطل ہو جائیگی باقی میں اور شریک ہو جائیگی کے بائع اور مشتری اوس برتن میں اب اگر برتن کا نصف یا ثلث کسی اور کا خلاف یعنی گواہوں سے اوسکا استحقاق ثابت ہو اسی تو مشتری باقی کو بقدر اوسکے حصے کے خرید کرے یا کل کو پیڑھے لے اسی واسطے کہ شرکت طرف میں عیب ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا چاہے باقی کو حصہ رسد دام دیکر لے لیوے چاہے اپنا بھی حصہ جو خرید چکا ہو بائع کو واپس دے مثال اسکی یہ ہے کہ برتن نور پوری پھر تھا مشتری نے اول کل برتن خرید لیا لیکن دام کے کل تین روپے دیے بعد اوسکے دونوں جدا ہو گئے تو ثلث طرف میں بیج جائز ہوئی اور دو ثلث میں غیر صحیح اب ثلث اوس برتن کا کسی شخص ثالث کا سمجھا تو مشتری کو اب اختیار ہی چاہے وہ ثلث جو باقی ہی بائع کو تین روپے اور دیکر خرید لیوے یا اپنا بھی ثلث واپس کر دیوے اور اگر مستحق نے بھی اپنے حصے کی اجازت دیدی بیج کی تو بائع دو ثلث کے دام مشتری سے لیکر ثلث آپ لے لیوے اور ثلث مستحق کو دیدیوے اس صورت میں بائع وکیل ہو جائیگا مستحق کا اوسکے حصے میں تو فہم ہو کہ بائع اور مشتری جدا نہ ہوے ہوں بعد اجازت مستحق کے ص اور قبل ظہور استحقاق کے مشتری اپنے حصے کو بائع پر واپس نہیں کر سکتا بسبب عیب شرکت کے کیونکہ یہ شرکت خود مشتری کے فعل سے ہوئی تو وہ گویا رضی ہو چکا ہو اس عیب سے مسئلہ آہ اور اگر ایک ٹکڑا چاندی کا بیچا اور اوس میں سے کسی قدر دوسری کا خلاف یعنی دوسری صورت برتن کی بیان واقع ہوئی مثلاً وہ ٹکڑا نور پوری پھر کا تھا مشتری نے نور پوری کو خرید کر مرف تین روپے دیے اب ثلث اوسکا کسی اور کا خلاص تو مشتری باقی کو حصہ رسد دام یعنی تین روپے دیکر خرید لیوے ص اور یہ اختیار نہیں کہ اپنے ثلث حصے کو بھی واپس کر دیوے کیونکہ یہ شرکت عیب نہیں چاندی کے ڈلے میں اس واسطے کہ بقدر حصہ بائع کاٹ لینا ممکن ہے بلا ضرر بخلاف طرف کے کہ اوس میں قطع کرنا ضرر ہو ص اور صحیح بیج دو درہم اور ایک دینار کی عوض میں ایک درہم اور دو درہم اور دو دینار اور ایک دینار کے عوض میں ایک درہم ہو سکتا ہو اور صورت ثانی میں اگر گھر گہریون کے عوض میں دو گرجو اور کر گھر جو کے عوض میں دو گرجیون ہو سکتے ہیں ص اور گیارہ درہم کے بدلے میں دس درہم اور ایک دینار کے ف اس واسطے کہ دس درہم کے بدلے میں دس درہم ہو گئے اور ایک درہم کے مقابلے میں دینار رہ گیا اسی طرح دس روپے اور آٹھ پیسے کی بیج بمقابلے گیارہ روپے کے جائز ہو کیونکہ ہو سکتا ہو کہ دس روپے بمقابلے میں دس روپے کے اور ایک روپیہ مقابلے میں آٹھ پیسے کے ہو جاوے اور بھی حیلہ ہو جہاں روپے کا بدلہ دینار روپے سے منظور ہووے اور وزن کی برابری نہوے ص اور دو زین اور ایک گھر درہم کے عوض میں ایک زین اور دو گھرے درہم کے ف آریف اور غلہ اوسی درہم کو کہتے ہیں جو بیٹ لیا میں نہ لیا جاوے مگر سوداگر لے لیوین جیسے ٹوٹے ہوئے روپے ص زید کہ دس درہم روپے آئے تھے

حساب میں برابر ہو جاوے گی تو بیچ صحیح ہو جائیگی اگر نہ ہو تو بیچ بیکار ہو جائیگا یا تو اب بیچ صحیح ہو جائیگا اور دوسرے بیچ میں اس درم ہو جائیگا
لیکن جو بیچ تو اس واسطے کر دیا کہ بیچ کا مقروض تھا اور لیکن زید پر تو دینار کی قیمت کے دس درم واجب ہو گئے
اب اگر دو ٹون نے متقاض کیا تو بیچ اول نسخ ہو جائیگی اور متقاض صحیح ہو جائیگا اور بیچ ثانی ہو گا اور دینار
کی بقا دس درم کے جو تو بیچ میں تھے صحیح ہو جائیگا اور بیچ میں غالب ہو تو دینار کی قیمت کے دس درم واجب ہو جائیگا اور دینار کی قیمت کے دس درم واجب ہو جائیگا
سو بیچ کا بیچ صحیح ہو جائیگا اور بیچ میں غالب ہو تو دینار کی قیمت کے دس درم واجب ہو جائیگا اور دینار کی قیمت کے دس درم واجب ہو جائیگا
اور تین بیچ تانیا شری میں نو ماشہ سنا اور تین بیچ پتل تو وہ روپیشہ بیچ چاندی سونا کا بیچ شہار کا بیچ شہار کا بیچ چاندی سونا
درہم دینار کی بیچ درہم دینار خالصہ انکی بیچ آپس میں نہیں درست ہر گز برابر تو لکرو اور قرض لینا اٹخانہ درست ہوگا
مکرو زن کے خالص کے مانند یعنی جیسے درہم خالص چاندی کے بغیر وزن کیے قرض نہیں لے سکتا اسی طرح یہ درہم بھی اس
معلوم ہو گا کہ اگر دینار میں جو روپیشہ ارفیان بیچ ہیں انکا قرض لینا بھی بدون وزن کیے صرف شمار سے جائز نہیں اگرچہ
عادت عوام کی یوں ہی جاری ہے البتہ شامی نے لکھا ہے کہ اگر درہم یا دینار ایسے مضبوط وزن ہوں کہ ہر درہم دس درم سے اور
دینار دس درم سے کم و بیش نہ ہو تو اس صورت میں عدد کا ذکر کرنا بمنزہ ذکر وزن کے ہو تو قرض لینا ایسے درہم دینار
کا عدد و بظرف رویت ابو یوسف کے درست ہو گا لیکن آخر میں شامی نے یہ لکھا ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ صورت ابو یوسف کی رویت
پر بھی جائز نہیں کیونکہ اوچانہ سب یہ ہے کہ اگر کیس کی تقدیر متعارف ہو جاوے وزن سے یا موزون کی کیل سے تو عرف معتبر ہوگا
نہیہ کہ بالکل وزن لغو کر دیا جاوے جیسا ہمارے زمانے میں ہے کہ سب لوگ ہنصر کرتے ہیں شمار پر بلا لحاظ وزن کے تو یہ جائز ہو گا نہ روایات
مشہورہ اور نہ غیر مشہورہ و ہر اس واسطے کہ اس تقدیر پر لازم آتا ہے ابطال اون انصوص کا جو دلالت کرتے ہیں مساوات کی
اور وزنی پرچن پر اتفاق کیا اید و مجتہدین اتقی باختصار اور لکھو بی غالب ہو اور چاندی سونا کہ ہو تو وہ درہم دینار بمنزلہ
اسبابہ اجناس کے ہیں تو اگر ایسے درہم کی بیچ خالص چاندی سے ہوگی تو اسکا کابعدہ توار کے زیور کی بیچ کا حکم ہو گا
ف یعنی اگر خالص چاندی برابر ہوگی اسقدر چاندی کے جتنی درہم میں ہے یا کہ باقیہ معلوم نہ ہو تو جائز نہ ہوگی اور اگر زیادہ ہوگی
تو جائز ہوگی اس واسطے کہ چاندی چاندی مقابل ہوگی باقی ملو بیعا عوض ہو جائیگی صحیح ہو جائیگی بیچ ایسے ہی درہم کے عوض میں
ہوگی تو برابر برابر کم زیادہ بھی تو لکھو درست ہے لیکن ضروری کہ فیض متعاقبین کا لین چلے میں ہو جائیگا کی بیسی سے ہر واسطے
درست ہو جائیگی درہم دینار میں جنس کے نہیں ہے تو اب جنس کو طرف خلاف جنس کے پھیر کر یاد کی جائز نہیں ہے اس طرح ایسے درہم
و دینار کا گن کر دینا کہ اگر بلا وزن جنس لینا بھی درست ہوگا لہذا باقی رہی ایک صورت و صاحب کتاب نے ذکر نہیں کی کہ ملو بی
برابر ہو چاندی یا سونا کے یا معلوم نہ ہو کہ کتنی ہو تو اسکا حکم اوچین درہم دینار کا جنس میں ملو بی زیادہ ہوگا درہم دینار کا ایک شخص
نے ایسے درہم کے عوض میں ف یعنی جنس میں ملو بی غالب ہو جائیگا برابر جنس یا اون بیسوں کے عوض میں جو چلتے تھے باریز
ایک چیز خریدی اور اچھی شہرتی جنس نہیں لدا کی تھی کہ پلن اون درہم یا بیسوں کا جانا یا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک بیچ باطل
ہو جائیگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک شہرتی پر قیمت اون درہم یا بیسوں کی جو دینار کے قرض کی لازم آوے گی اور امام محمد کے نزدیک
اون درہم یا بیسوں کی جو آخری دینار میں روپے کے دینار میں سے قیمت تھی شہرتی پر لازم آوے گی ف فتویٰ امام محمد کے

درہم دینار کی بیچ درہم دینار خالصہ انکی بیچ آپس میں نہیں درست ہر گز برابر تو لکرو اور قرض لینا اٹخانہ درست ہوگا

قول ہے کہ گدائی العیض اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک جب بیع باطل ہوگی تو مشتری اگر بیع بعینہ قائم ہو تو نفس بیع باطل کو بھونکے
والا اجماع و سکا نفع بازار ہو کہ وہ ایک شخص نے پیسے ملتے بیوے بازار میں قرض لینے بعد اس کے قرض ادا کر کے ان کا چلن
جاتا رہا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک قرض ہر وہی پیسے لازم آوے گا اور جب وہ پیسے حلال کر دیا تو قرض ادا ہو جاوے گا اور امام ابو حنیفہ
تو نزدیک قرض لینے کے دن جو بیت ان پیسوں کی بھی دینا پڑے گا اور امام محمد کے نزدیک اگر زمین چلن کے دنوں میں جو ادائیگی قیمت ہوگی دینا
پڑے گی **ف** اسی پر فتویٰ ہے کہ در مختار ص ۱۸۱ ایک چیز خریدی نصف درہم پیسوں کے بدلے میں ایک لائی کے پیسوں
بے میں یا ایک لاکھ پچاس پیسوں تو صحیح ہے اور مشتری پر جتنے پیسے نصف درہم کے یا ایک دانق کے یا ایک قیراط کے بازار میں آتے ہیں
لازم آوے گا **ف** دانق چھٹا حصہ درہم کا ہوتا ہے اور قیراط نصف دانق کا ہوتا ہے اور زر کے نزدیک یہ بیع جائز نہیں ہے اور بیع ایک
درہم کے یا دو درہم کے پیسوں کے بدلے میں کوئی چیز خریدی تو جائز ہے نزدیک ابو یوسف کے اس واسطے کہ ایک درہم کے یا دو درہم
کے پیسے بقیہ بازار میں آتے ہیں معلوم ہیں وہ مشتری دیدیگا اور محمد سکونا جائز مشتریوں کیونکہ عادت یہ ہے کہ پیسوں کے خرید و فروخت
جب ہوتی ہے کہ ایک درہم سے کم ہوں اور قول ابو یوسف کہ گنج ہر خاص کے ہمارے شرونین ہدایۃ ص ۱۸۱ اگر ایک شخص نے
صرف کو ایک درہم دیا اور کہا کہ آدھے درہم پیسے آدھے درہم کے بدلے میں چاندی کی ادھی جو نصف درہم ایک تہی
بھر کر ہوتی ہے تو بیع فاسد ہوگی **ف** پیسوں میں بھی اور ادھی میں بھی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک پیسوں
میں جائز ہو جائیگی **ص** اور اگر یون کہا کہ دے تو آدھے درہم کے پیسے اور کیا ادھی چاندی کی تو بیع صحیح ہو جائیگی **ف** میں
کیونکہ اس صورت میں ادھی جو ایک تہی کہ نصف درہم سے اسی قدر چاندی کے درہم میں سے متقابل ہوگی اور نصف درہم
ایک تہی یا بے کے مقابل پیسے ہو جائیں گے **ص** اور اگر دے کا لفظ مکرر کیا یعنی یون کہا ایک درہم دیکر آدھے درہم کے پیسے
اور آدھے درہم کی ادھی ایک تہی کہ دے تو اس صورت میں پیسوں میں بیع جائز ہوگی اور ادھی میں فاسد **ف** امام
صاحب کے نزدیک بھی جیسا صاحبین کہتے ہیں تجلوا اقسام بیع کے ایک بیع الوفا ہے یعنی باطل مشتری کے ہاتھ ایک چیز بیچے ہے
شروط پر کہ جب باطل مشتری کو ثمن بھیر دیوے تو مشتری اس کو بیچ پھیر دیوے اس صورت میں مشتری کو زر منسوخ تک نفع اٹھانا
صحیح ہے درست ہے اور یہی صحیح ہے اور یہی پر فتویٰ ہے اور جو لوگ کہو کہ ہر قدریت میں اون کے نزدیک مشتری کو نفع اٹھانا اس سے
درست نہیں آئیں اگر میعاد کوئی مقرر ہو جاوے تو وقت میعاد جب باطل ثمن دیکر مشتری کو منسوخ کرنا پڑے گا گو یہ وعدہ تھا مشتری
اور وعدوں کی وفا قضا لازم نہیں لیکن وعدوں کی وفا کبھی لازم ہو جاتی ہے بسبب اقتیاج ماس کہ در مختار بعینہ کوئی شخص
کفالت متعلقہ کرے یعنی کہے کہ اگر بیخیز نہ بیجا تو میں دو گنا تو کفالت صحیح ہو جاوے گی اگرچہ وعدہ ہو گیا وعدہ معلق لازم الوفا ہوتا ہے اگر
رد العتار اور اگر اس میعاد میں تک باطل ثمن نہیں ادا کی تو مشتری کو مطالبہ ثمن یا بیعت بیع باطل سے پہنچتا ہے اگر
اگر مشتری مر جاوے گا تو اس کے وارثوں کو اختیار ہو جائے بیع کو منسوخ کرے یا کہ میں ادا کر جائے یا نہ ادا کرے وفاق کے پھر مشتری سے
اس کو ایک حدت میں پر کر لیا کہ لیا اور قبضہ کیا تو باوجود شرائط محبت اجارہ باطل پر کر لیا لازم آوے گا اور لوگوں کے نزدیک
جو ہر کوئی تدارکت میں ہیں اور جو بیع تدارکت میں ہیں اون کے نزدیک زر کر یہ لازم ہوگا

یعنی ضمانت کے بیان میں کفالت کے معنی لغت میں ملانے سے ہیں یعنی ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دینا اور وہ علاج
 شرح میں عبادت کے ملانے سے کفیل سے طرف ذمہ سہل کے مطالبین **ف** یعنی چھوڑنا اور مطالبہ پہلے اصل یعنی اس
 دیون سے متعلق تھا وہ سب ضمانت کے کفیل سے بھی متعلق ہو گیا جہاں چاہتے کہ جو شخص ضمانت ہو گا اور اس کو کفیل کہتے ہیں
 اور جس کا ضمان ہو گا اور اس کو کفول عناد اور جس کے واسطے ضمان ہو گا یعنی جس کے نفع کے لیے ضمان ہو گا یعنی وہ ان کو اس کو
 کفول کہتے ہیں اور مطالبہ کفول پر **ص** کفالت دو قسم کی ایک کفالت بال نفس یعنی حاضر ضمانت دوسری کفالت بال مال یعنی
 مال ضمانت اور تمام اولیٰ ہی حاضر ضمانت منقذ ہوتی ہیں ان الفاظ سے **ف** شافعی کے نزدیک حاضر ضمانت درست نہیں ہے
 اور ہماری دلیل وہ حدیث ہے جو سکورایت کیا ہے اور وہ ترمذی نے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کفیل ضمانت پر اور یقیناً
 ہوشیال ہوا مال ضمانت اور حاضر ضمانت دونوں کو **ص** کفیل یون کے کفیل ہو میں اس کے نفس کا اور مال کا اس کے نفس کا اور مال کا
 اس کے وہ نفع ہیں جن سے تعبیر کیا جاتا ہے میں انسان **ف** مثلاً اگر دن رات تیرے بدن سے جو چیزیں نکل کر کے کفیل ہو میں اس کے ہاتھ پاؤں کا
 تو کفالت درست ہوگی کیونکہ یہ تو اور پاؤں تعبیر کن کی نہیں ہوتی بیان تک کہ اضافت طلاق کی بھی ہاتھ پاؤں کی طرف درست نہیں
 بلکہ ان الفاظ کو روئے بالا کے حدیث **ص** یا جزو غیر میں سے نصف یا ثلث **ف** تو اگر یون کے کفیل ہو میں اس کے
 نصف کا یا ثلث کا تو بھی کفالت منقذ ہو جائیگی **ص** یا یون کے ضمانت ہو میں اس کا یا وہ میرے پر ہے یا میری طرف ہے
 یا میں اس کا زعم ہوں یا قیاس ہوں یعنی نفس میں تو بھی ان صورتوں میں کفالت منقذ ہو جاتی ہے اور لازم ہے حاضر ضمانت پر حاضر
 کرنا کفول بہ کا اگر کفول بہ طلب کرے تو اگر حاضر نہ کرے حاکم اس کو قید کرے اور یہی صورت ہے اگر کفیل نے کہد یا تھا کہ کفول
 کو فلان وقت حاضر نہ کرے **ف** تو جب وہ وقت آئے اور کفول حاضر نہ کرے تو اس کو حاضر نہ کرے یا اگر حاضر نہ کرے
 تو حاکم اس کو قید کرے لیکن نہ قید کرے اس کو فی الفور نہ کہ سو اس کے کفیل کو معلوم نہیں ہوگا کہ سو اس کے قاضی نے بلوایا ہے
 اس لیے پہلے اس سے اطلاع کرے اگر حاضر نہ کرے یا کفول عنہ کو تو قید کرے اور اگر کفول عنہ غائب ہو اس طرح کہ نشان اس کا
 معلوم ہو تو حاکم ضمانت کو اتنی جلد لے لے کہ ضامن کے پاس جاؤ اور چلا آئے پس اگر اس قدر بھی نہ کرے یا وہ حاضر نہ کرے تو حاکم
 ضمانت کو قید کرے اور اگر کفول عنہ ایسا غائب ہو کہ اس کا پتا نہ لگتا یا بھی معلوم نہیں رہا تو حاضر ضمانت سے مواخذہ نہ ہوگا اور نہ وہ
 قید ہوگا کیونکہ نہ سزا دینے کی ہدایہ **ص** اور اگر کفول عنہ مر گیا اگرچہ غلام ہو تو حاضر ضمانت بری ہو جائیگا۔ **ف** واخذہ
 اس واسطے کہ وہ کفول عنہ کے حاضر کرنے سے عاجز ہو اور اس لیے کہ سہل یعنی کفول عنہ کو صلاحیت حضور کی باقی رہی تو کفیل سے
 اجتناب نہ کرے اور اس طرح اگر کفیل مر جائے بھی وہ مواخذہ سے بری ہو جائیگا وہ حاضر ضمانت تھا اور اب قادر نہ رہا تو کفول بہ
 پر سبب موت کے اوپر سے اس کے جوت اور تمیز کر سکتے ہاں اگر وہ کفیل بال مال تھا اور مر گیا تو اس کی جائداد سے دین وصول کیا
 جاوے گا اور اگر کفول بہ مر گیا تو وہی کفول بہ کو پہنچتا ہے کہ مطالبہ کرے کفیل سے اگر وہی نہ ہو تو وارث اس کے قائم مقام ہے ہدایہ
ص اس طرح اگر کفیل نے کفول عنہ کو ایسی چیز حاضر کر دیا کہ کفول وہاں اس سے ضروت کر سکتا ہے تو بھی سہل ہی ہوا **ف** جیسے
 شہر یا ایسی جگہ جو جہان نامی موجود ہو واسطے سماعت مقدمات کے **ص** اگر کفیل نے وقت کفالت کے نہ کہا ہو کہ جب کفول
 کو میں تیرے محل کے درون تو میں بری ہوں **ف** کیونکہ مقصود کفالت کا حاصل ہو گیا اور وہ تسلیم کرے کفول بہ کی استطاعت

تقریر کے بیان میں

بجای صحت و بیان

بجای صحت و بیان

ہو جائے کہ ان کی مضبوطی و وجہ نہ ہوگی اور کفالت مضبوطی پر دلیل امام صاحب کی ایک حدیث بھی ہے کہ نہ پابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے کہ کفالت حدیث میں روایت کیا اسکو بھی قبیح ہے اور کہا کہ مستفرد ہو اساتذہ اسکے عمر بن ابی عمرو کلدی عمر بن نجیب عن ابی عن جدہ سے روایت شریح مجملین میں ہے کہ تہیہ کے بعد دعایت کیا اسکو ابن عدی نے اس میں عمر کلدی سے اور عدول کیا حدیث سبب اتنی عمر کے کہ کہما مجمل پر ہیں اسکا حال نہیں جانتا اصل البتہ اگر خود دعویٰ علیہ نے حدیث اقصا میں کہ فیصل داخل کر دیا تو صحیح ہے اور حدیث اقصا کے دعویٰ میں قید نہ کیا جاوے گا بلکہ دعویٰ کو مکمل کیا جاوے گا دعویٰ علیہ کے ساتھ سہ سے کا تو دعویٰ اگر وقت برسات قاضی تک گواہ لایا تو بہتر ہے اور اگر دعویٰ نے وہ گواہ مستور **ف** مستور وہ گواہ ہیں جبکا حال قاضی کو معلوم نہیں کہ عادل ہیں یا فاسق **ص** یا ایک گواہ عادل قائم کرو یا تو قاضی دعویٰ علیہ سے حاضر ضمانت نہ لے بلکہ اسکو قید کرے بسبب تہمت کے یہاں تک کہ جوئی ظاہر ہو **ف** یعنی دعویٰ دوسرے گواہ عادل بھی لے آئے یا دن دو گواہوں کی تہمت کی عدالت ثابت ہو جائے **ص** اور اگر دعویٰ نہ گواہ عادل قائم کیے نہ مستور نہ ایک گواہ عادل لایا اور وقت برخاست ہو گیا تو دعویٰ علیہ کو چھوڑ دیوے **ف** جس سبب تہمت کے جائز ہے تو جب مذہبی رو کو مجمل الحال قائم کیے یا ایک گواہ عادل تو اگرچہ ضمانت پر نہ ہوا اسکا کہ شہادت میں وہاں تین ضرور ہیں ایک عدد اور دوسری عدالت اور بیان یا عدد و پایگی عدالت تو دعویٰ علیہ تہمت ہو گیا اور جس تہمت کا جائز ہے ہر نظر حدیث کے جسکو روایت کیا بن بن حکیم نے عن ایہ عن جدہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قید کیا ایک شخص کو بسبب تہمت کے پھر چھوڑ دیا اسکو روایت کیا اسکو امام صاحب نے **ص** خراج کار و پیر اگر کسی شخص پر وجہ ہو و اگر کوئی یا دکی طرف کفالت بالمال کرے یا وہ کوئی چیز اس میں سے کسی عوض میں ہیں کرے تو درست ہے اگر دائر میں مدیون سے ایک فیصل لیا اور پھر دوسرا فیصل تو دونوں مدیون کے فیصل صحیح ہیں یعنی کفالت ثانی لینے سے کفالت اولی باطل نہ ہوگی کفالت بالمال صحیح ہے اگرچہ کفول مجمل ہو کہ لیکن بشرطی کہ کفول دین صحیح ہو **ف** دین صحیح اسکو کہتے ہیں کہ بغیر اوادیون یا معات کہ مدیون مدیون کے ساتھ ہو اس سے نقل کیا بدل کتابت یعنی ہکاتب پر جو مال مقرر کر دیتا ہو مدیون میں اس کے آزادی کے تو دین صحیح نہیں کیونکہ وہ ساقط ہو جاتا ہے ہکاتب کا مانع ہو جاتا ہے **ص** جیسے فیصل کہہ ائن سے جو کچھ تیرا آتا ہے مدیون پر اسکا میں ضمان ہوں تو کفالت صحیح ہو جاوے گی اگرچہ کفول مجمل ہے یعنی ہر قدر اسکی معلوم نہیں یا فیصل کہہ مشتری سے جو کچھ دینا پڑے اس سے میں اسکا میں ضمان ہوں **ف** یہ ضمانت کفالت کلاتا ہے اس صورت میں اگر بیع کسی اور کے سوا بیع کے ٹھیکگی تو مشتری کا کفول دین ہوگی **ص** اگر معلق کرے کفالت کو شرط مناسب پر جیسے یوں کہ اگر تو فلاں سے معاملہ بیع کرے تو اسکا میں ضمان ہوں **ف** یعنی اسکی ضمان کا اسواسطے کہ کفالت نفس بیع کی درست نہیں جیسا کہ آتا ہے **ص** یا اگر تیرا دوسرے کچھ نہ لے یا وہ تیرا کچھ نہیں لے تو اسکا میں ضمان ہوں تو کفالت صحیح ہو جاوے گی اور اگر وہ شرط مناسب نہ ہو تو کفالت صحیح نہ ہوگی جیسے یوں کہ اگر تیرا چلے گی یا پانی بے گاہ تو میں ضمان ہوں تو اگر اسطرح کفالت کی کہ جو تیرا دوسرے اسکا میں ضمان ہوں تو ضمانت مال گودہی سے دین کا مدیون پر ثابت ہوگا کہ فیصل کو دینا پڑے گا اور اگر وہ نہیں ہیں کفول لپاس تو فیصل حقد و ملت کی ہے کہ بیگا اتنا دینا پڑے گا اور بیگا اتنا دینا دے گا اگر کفول عندا قرار کرے تو اسکا سبب اخذہ فیصل سے نہ ہوگا بلکہ ذات پر کفول عندا کی ملازمہ **ف** یہ صورت نہونے شہادت کے فیصل سے جو حلف لی جاوے گی تو علم کہ تو نہیں جانتا ہے

کہ اس سے زیادہ مکفول کہ مکفول عنہ پر واجب ہو اس واسطے کہ صلف غیر کا فعال پر ہمیشہ علم پر ہوتی ہے نہ بطور قطعی ص اور
جب کفالت کر لی کہ فیصل نے تو مکفول کو پہنچا ہے کہ جس سے چاہے اپنا دین طلب کیے خواہ مکفول عنہ سے جو اصل یوں ہو کہ
سے جو اس کا ضامن ہو ورنہ دونوں سے قاضی مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر ایک سے اس سے تقاضا کر لیا جب بھی دوسرے سے
تقاضا کر سکتا ہے و اس واسطے کہ مطالبہ حق ہو مکفول کا توبہ اور اس کا اختیار نہ ہو جس سے چاہے جس طرح سے طلب کیے ص
اور ملک مال کی صورت اسکے برخلاف توبہ و شال اس کی یہ کہ زید کا گھوڑا اور غصب کر لے گیا اور عمر کو گھوڑا لے کر
کر لے گیا بعد اسکے وہ گھوڑا لے کر کے پاس تلف ہو گیا تو پہلے مالک کو اختیار ہو کہ خواہ غاصب سے توبہ مان طلب کیے یا غاصب غاصب سے
یعنی کرے مگر غصب وہ ایک شخص سے طلب کرے ہر دفعہ ہو گیا یا تقاضا قاضی اور دوسرے واقع ہوئی توبہ وہ دوسرے سے طلب نہیں
کر سکتا تو اگر توبہ مان اس نے غاصب سے لیا تو وہ رجوع کر لے غاصب غاصب پر اور اگر غاصب غاصب سے لیا تو وہ کسی پر
رجوع نہ کرے ص اور جائز ہے کفالت مکفول عنہ کے حکم سے اور بدون اس کے حکم کے تو اگر کفالت اسکے حکم سے ہوئی ہے صورت
میں جو وہ یہ کہ فیصل اگر لکھا وہ مکفول عنہ سے پھر لکھا لیکن قبل اس کے کہ مکفول عنہ سے نہیں لے سکتا بخلاف اس شخص کے
جو مکمل ہو کسی چیز کی خرید کا اور سننے جب کوئی چیز خرید کی تو قبل اسے شے کے بائع کو اپنے موکل سے شے طلب کر سکتا ہے اور اگر کفالت
بدون اس کے حکم کے ہوئی ہے تو کفالت میں مال اور اس کا مکفول عنہ کو اس کا چھینا لے نہ نہیں تو اگر چھینا لیا جائے کہ فیصل کا مال کے لیے تو کفالت
پہنچا کرے مکفول عنہ اور اگر فیصل قید کیا جائے تو وہ مکفول عنہ کو قید کرے اور اگر مکفول نے مکفول عنہ کو قرض عاف کر دیا تو
کفالت بھی بری ہو جائے گا اور اگر کفالت کو اسے بری کر دیا تو مکفول عنہ بری ہو گا اس واسطے کہ اصل قرض مکفول عنہ پر واجب
وہ بری ہو جائے گا تو کفالت کا بری ہونا ضرور ہے نہ اس کا اولاد یعنی اسے کفالت سے اسے اصل ضرور نہیں ص اور
اگر مکفول نے کفالت مہلت دی اور اسے قرض کے لیے تو مکفول عنہ کو نوگوئی لبتہ اگر مکفول عنہ کو مہلت دیکھا تو کفالت کو مہلت
ہو جائے گی اگر قرض کے ہزار روپیہ تھے تو کفالت نے مکفول کو سو روپیہ پر راضی کر کے اس سے صلح کر لی تو نو سو روپیہ مکفول عنہ کے او
کفالت کے دونوں کے فیم سے ساقط ہو جائے گا صورت میں اگر کفالت رجوع کر لیا مکفول عنہ پر تو صرف سو روپیہ لکھا اگر کفالت
اس کے حکم سے کی ہوگی ورنہ کچھ نہ لکھا ص اور اگر کفالت نے کسی دوسری جنس پر فیم یعنی جنسین کے سوا دوسری
جنس پر صلح گھوڑا بیل بچہ کتاب غیر ص مکفول کو راضی کر کے اس سے صلح کر لے تو اس صورت میں اگر کفالت نے کفالت
مکفول عنہ کے حکم سے کی ہو تو کفالت میں اس کے پھر لکھا و اس واسطے کہ یہ مبادیہ مکفول نے یہ یعنی بدلنا اس میں نہیں کو
عوض میں دین کے تو کفالت میں کی مقدار مکفول عنہ پر رجوع کر لیا ص اور اگر کفالت نے مکفول سے صلح کر لی تو جب کفالت
پر تو صورت میں مکفول عنہ دین بری ہو گا و جب بفتح جیم مفعول کا صیغہ ہے یعنی جس کو کوئی اور چیز موجب لکھتا ہے
یعنی واجب کیا گیا تو موجب کفالت یعنی جس کے کو کفالت ہے واجب کیا تھا مطالبہ تھا اور مطالبہ کے ہر قاطع سے اصل دین ساقط
نہیں ہو سکتا ص مکفول نے کفالت سے یہ کہ نہایت الی من المال یعنی تو بری الذمہ ہو مجتہد تک تو صورت میں کفالت
رجوع کرے مکفول عنہ و اس واسطے کہ الی وضعی ہے اس واسطے انتہائے غایت کے تو معنی یہ ہو کہ نہایت شروع ہو کر کفالت
کفالت کے منتفی ہوئی طالب پر اور ایسی برأت جس کا شروع کفالت سے اور انتہا طالب پر ہوئے نہیں ہو سکتی بدون ایسا کہ

کفالت منکر ہے تو کوئین دور وین ہیں لیکن بصیرت کے صحیح اور کفالت درست نہیں بدل کتابت کی خواہش آزاداں کی کفالت کر
یا غلام و مثل ایک مولیٰ نے اپنے غلام کو کتاب کیا سو روپیہ پر یعنی جب تو سو روپیہ دیکھا تو تو آزاد ہو کر آب یہ سو روپیہ بدل
کتابت کے ملتا ہے میں ان روپیہ کا اگر کوئی شخص کفیل ہو اعلیٰ کی طرف سے تو کفالت صحیح نہ ہوگی کیونکہ کفالت کے لیے دین صحیح چاہیے
اور بدل کتابت دین صحیح نہیں جیسا اوپر گذرا ہے اگر کفیل عنہ روپیہ کفیل اپنے دیدیا اور ابھی کفیل نے وہ روپیہ کفیل کو
نہیں دیا تو اب کفیل عنہ کو نہیں پہونچا کہ اس روپیہ کو کفیل سے پھر لیوے اور کفیل نے جو اس روپیہ میں کچھ نفع کمایا تو وہ کفیل کا ہے نہ
حلال حبیب و سکا تصدق کرنا کچھ ضرور نہیں اور اگر کفالت کر بھر کیوں کی کی اور کفیل نے جو کفیل عنہ سے کفیل اس کے کفیل کو
حوالہ کرے بچا کوئین نفع کمایا تو یہ نفع کفیل کا ہے جو بجا گیا لیکن بہتر یہ ہے کہ نفع کو پھر دو کفیل عنہ کو اور صاحبین کے نزدیک کچھ غیر ضرور
نہیں و امام کا قول صحیح ہے کہ زانی مالہ الیہ فرق کی وجہ دونوں سالوں میں مذکور کی کتاب اور ہا میں ص ایک صحیح
کفیل ہو اور سکر کا حکم سے اس کے اب کفیل عنہ نے کفیل کو حکم کیا کہ ایک کچھ بطریق بیع عنہ خرید کر کے میرا دین ادا کرے تو کفیل نے وہ کچھ
خرید تو وہ بیع کفیل کے واسطے ہی واسطے کر یہ وکالت فاسد ہے جو بوجہ قبول ہونے تو اب اور میں کے بیع عنہ بکسر میں عبارت
ہے اس سے کہ ایک شخص نے تاجر سے قرض سنہ مانگا اور اس نے مذیاق تاجر نے ایک کچھ اس روپیہ کی مالیت کا اس شخص کا ہاتھ
پندرہ کو پچا تا وہ شخص اس کپڑے کو دس کو پچا اپنی حاجت روائی کرے اور پندرہ تاجر کو ادا کرے تو تاجر کو پانچ روپیہ نفع ہوئے
اور اس کے سوا بھی اور صورتیں بیع عنہ کی ہیں جو مختار عنہ وین کو دین و مختار میں کو یہ بیع کر دہ ہر دو موم ہی واسطے کہ میں تو اب
قرض روگردانی ہو اور محمد نے کہا کہ یہ بیع میرے دل میں پہاڑوں کے مانند ہے سکو سود خواروں نے نکال لیا ہے فرمایا علیہ السلام جب تم
خرید و فروخت بطریق بیع عنہ کر دے گا اور بیوں کی دھنوں کے پیچھے بڑے گئے یعنی کہیتی اور سب میں مشغول ہو کر جادو کرنے سے غافل
ہو جاؤ گے تو ذلیل ہو جاؤ گے اور تمہارے دشمن یعنی کفار تم پر غالب ہوں اور امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہیں کیونکہ بیعت سے ہوا بیعت
ایسی بیعت کی ہے جس میں اوہ بیا دنی نفع کی جو مال کو حاصل کی اس کا نقصان کفیل پر ہوگا کفیل ہی مذہب اس میں کافہ لازم نہیں کفیل
عنہ پر وہ نقصان جو کفیل کا ہوا ہے ضرر ہے کفالت کی عمدہ کی کہ جو کچھ مرد پر بکرا ثابت اور واجب ہے اور یا قاضی نے حکم کیا اور یا
میں کفیل ہوں بعد اسکے مرد غائب ہو گیا اب بکریے کو اہ پیش کیے زید پر کہ میرا تنہا مال عمر ہے تو کوئی قبول ہوگی و جب
کفیل کفیل عنہ یعنی عمر و پھر حاضر ہو پھر جب ہو گیا تو اوہ سہ سال مسمیٰ بکرا کا حکم کیا جاوے گا پھر زید پر لازم ہوگا کہ کفالت دے جس مال کی
یہ بکری کفیل نے صرف ادوی مال کی کفالت کی تھی جس کا قاضی نے فیصلہ کر دیا ہو کہ کیونکہ ثابت اور واجب ہوتی ہے کہ قضا سے اور کو اہل
کی گواہی میں ذکر بھی تھا قاضی کا نہیں تو دعویٰ مدعی کا معلق ہو گیا اور کفیل خاص اس صورت میں بیع ہوگا ہلا یا خاص
زید نے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ میرا عمر و پھر جو غائب ہے زید اور بیٹھے اور بیٹھے یعنی بکری کفیل ہوا تھا عمر و کا اس کے حکم سے تو قاضی فیصلہ
کر دیا اس مال کا عمر و اور بکری پر تو جب بکریہ روپیہ زید کو ادا کر دیا عمر و سے پھر لے گا ہمارے نزدیک مذہب کے نزدیک و ذیل
مذہب کی یہ ہے کہ ہر گاہ بکرا زید پر ہے کہ زید چھوٹا ہے اور میں عمر و کا کفیل نہیں ہوا تو وہ اپنی دانست میں مظلوم ہے اور مظلوم نہیں ظلم کیا
غیر پر اور صاحب کہتے ہیں کہ اس کے زعم کی تکذیب ہوگی بکرا شمع کو اہوں ص اور اگر کہ ہوں نہیں کہا کہ کفیل ہوا تھا عمر
کا اس کے حکم سے بلکہ یہ کہ کفیل ہوا تھا عمر و کا غیر اس کے حکم سے و یا صرف اتنا ہی کہ کفیل ہوا تھا عمر و کی قید بلا امر کی

باب دوم شخصوں کے کفیل ہونے کے بیان میں

دو آدمیوں نے بلکہ ایک غلام خریدیا اور ہر شخص حصہ شمن کا خاصا من ہوا اور ہر کسی کی طرف سے اس کے علم کے توبہ بلکہ بین بائیں کو ادا کرے اور سکو دیکر
سے نہیں لے سکتا اگر جب نصف سے نامزد دیوے تو بقدر زاد دیا کہ تو نامزد دوسرے شریک سے پھر لیوے ف اس واسطے کہ اس
میں مثلاً اگر ایک نصف نصف غلام خریدے تو ہر شخص پر نصف شمن لازم ہے اپنے حصے کی اور نصف دوسرے کی ایجنہ منانت تو ہر ایک
جو کچھ رسید کرے گا وہ اوی کے حصے کے واسطے ہوا دینگے یہاں تک کہ وہ اپنے حصے سے دوسرے تو بقدر زاد دینگا اور ہر
دوسرے شریک سے پھر لیوے گا صریدہ ہر روز پیسے آتے تھے عمر کے آپ پہلے بکریوں کا ہوا زید کی طرف سے اول ہر روز دیکر بعد اس کے
خالد کی طرف سے ہوا زید کی طرف سے اور خیرین پورے ہزار روپے کا پھر کراہ اور خالد ہر ایک انہیں سے اپنے ساتھی کا یعنی کفیل کا خاصا من ہوا
اس کے حکم سے سب دین کا تو یہاں بکرا خالد میں سے جو کوئی کچھ دوسرے عمر کو ادا کرے گا اس کا نصف اپنے ساتھی یعنی دوسرے
کفیل سے پھر لیوے گا ف یا کر چاہے تو ساتھی سے نہ پھرے بلکہ قبضہ ادا کیا ہر سب زید سے پھر لیوے کیونکہ وہ کل دین کا خاصا من ہوا
اس کی طرف سے ہدایہ جانا پاسیہ کراہ میں قیدین میں ایک تعاقب کی قید واسطے لگائی کہ اگر کراہ اور خالد ساتھی خیرین
ہوئے ہوں زید کے پھر ہر شخص اپنے ساتھی کا خاصا من ہو تو یہ پہلا سال ہو جاوے گا کہ دو دنوں پر دین نصف نصف منقسم ہوگا
تو زید کے جمع دین کا خاصا من نہ ٹھہرا اس صورت میں جب نصف سے زیادہ ادا کرے گا تب رجوع ہوگا ایک جمع دین کے کفالت کی
اس واسطے قید لگائی کہ اگر کراہ اور خالد تبدل سے نصف نصف کے خاصا من ہونے پھر ہر واحد اپنے ساتھی کا خاصا من ہوگا تو یہی پہلا سال
ہو جاوے گا اور ایک اپنے ساتھی کے جمع دین کی منانت کی قید واسطے لگائی کہ اگر ہر شخص زید کے پورے دین کا خاصا من علی التعاقب
پھر ہر ایک اپنے ساتھی کے نصف دین کا خاصا من ہو تو یہی پہلا سال ہو جاوے گا اس مقام میں صدر الشریعہ نے صاحب راہ
اعراض کیا کہ چاہیے کہ اس کا جواب دیا کہ اصل کے معاملہ سے واضح ہو گیا کہ ان بوضو دقت اور اشکال سے ترک کیا گیا صریدہ اور گروہ و توین
میں شرکت مفادہ تھی ف اس کا بیان کتاب الشریعہ میں گذر چکا صریدہ و دونوں جدا ہونے کے تو صاحب دین کو اختیار
کہ دونوں میں جس سے چاہے پہاں میں طلب کرے اور کوئی اور مشرکوں میں سے اگر دیوے تو رجوع کرے دوسرے ساتھی کا
مگر جب نصف سے بڑھ جائے تو اس قدر رجوع کر لیوے اگر ایک شخص نے اپنے دو غلاموں کو ایک ہی بار و کتاب کیا اور ہر ایک نے
دوسرے کی طرف سے غفلت قبول کیا یا ہر ایک دوسرے کا کفیل ہو گیا تو جو غلام اون دونوں میں کچھ ادا کرے اس کا آدھا دوسرے سے
وصول کرے اسی صورت میں اگر مولیٰ نے قبل اسے مال کے ایک کو ادا کر دیا تو بسکوزا و نہیں کیا اس کا زکات نہ خواہ اوی
وصول کرے یا آنا دوسرے لیوے تو اگر ادا دوسرے لیوے تو آزاد و کتاب سے پھر لیوے اور اگر یہ کتاب سے لیوے تو وہ آزاد سے کچھ نہ
واسطے کہ آزاد کو کفالت اور اگر مولیٰ کو تو بھی کر لیا کفول غنہ بھی دوسرے مکان سے بغلاف کتاب کے کہ وہ اپنی ذات کا غنہ ہی تو وہی چیز ہے کہ اگر

ص باب غلام کے مکفول غنہ اور کفیل ہونے کے بیان میں

اگر ایک شخص غائب ہو اور اس کا جو کچھ غلام پر واجب ہو بعد ازادی کے فوجا پنجہ دہ مال جو غلام کو لازم ہوا تھا اس پر استغفار
یا ہتھلک کر دیتے ہیں۔ اہل حق یہ قید نکروں بالفعل نقد یعنی کسی یا مینا کے بعد دینے کے حکم تو وہ مال اس کو نقد دینا لائق

ہو گا سو اگر کفیل نے مال یا تو کفیل اگر غلام کے حکم سے ہوا تھا تو بعد از ادھونے غلام کا دوسرا جو کچھ کرے وہ نہیں
 صر ایک غلام تھا نیک کے پاس عمرو نے اس کا دعویٰ کیا کہ میری بیوی نے ضمانتی کی سہ بات کی عمرو سے کہ اگر غلام تھا ثابت ہوگا
 تو میں نہیں دوں گا بعد از ضمانتی کے غلام مر گیا اب عمرو ملک اپنی نسبت اس غلام کے گواہوں کی کتابت کر دی تو بکر کو اس غلام
 کی قیمت دینی ہوگی اور اگر ایک شخص نے کچھ مال کا دعویٰ کیا غلام پر اس غلام کی طرف سے ایک شخص حاضر فرما من ہو بعد اس کے غلام
 مر گیا تو کفیل بھی بری ہو جاوے گا اگر کفیل نے ضمانت کی غلام کی طرف سے اس کے حکم سے خواہ بیرون اس کے حکم سے
 یا غلام غیر بیرون نے اپنے مولیٰ کی خواہ مولیٰ کے حکم سے یا اس کے صر او مالک کے غلام کو آزاد کر دیا بعد اس کے صورت
 اول میں مولیٰ نے غلام کی طرف سے وہ یہ کہ قول لکھوا کیا اور صورت ثانی میں غلام نے وہ یہ کہ مولیٰ کی طرف سے کہ قول لکھوا کیا
 تو کسی کو حق رجوع و وکسر نہیں ہوتا اور شافعی اور زفر کے نزدیک اگر کفالت بالامر ہوگی تو حق رجوع ہوتا ہے اگر
 ف دلیل ہماری اور شافعی اور زفر کے ہدایہ میں مسطور ہے کہ اس اور غیبی بیرون کی قید
 اس واسطے ہمنے لگائی کہ اگر وہ غلام بیرون ہو گا تو اس کی کفالت صحیح نہیں مولیٰ کی طرف سے کہ مولیٰ اس کو حکم کرے

کتاب النکاح

حوالہ لغت میں کہتے ہیں نقل کو اور مطالعہ میں کہتے ہیں قرض کے اقرار دینے کو ایک ذمہ پر سے دوسرے ذمہ پر منتلازیم بیرون
 تھا عمرو کا تصور یہ کہ تو نے میرے عمو کا مقابلہ کر دیا اس میں من کے وصول کے لئے بکر پر تو زید پر محیل ہوا اور عمو و محال و محال
 اور محال و محال بلکہ محال علیہ اور محال علیہ و سور یہ محال بہ بٹھہرے حوالہ جائزہ یہ حدیث روایت کیا ہماری مسلم نے
 ابو ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر میں قرض ادا کرنا مالدار کا ظلم ہے اور جب حوالہ دیا جائے کہ تم میں کوئی
 کسی مالدار پر قرض لے اور بن ابی شیبہ و احمد کی روایت میں ہے تو حوالہ قبول کرے اور ہدایہ میں یہ حدیث اس لفظ سے ہے کہ
 مَنْ أُجِيلَ عَلَى طَلَبٍ فَلَيْسَ بِمُجِيلٍ روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے زبانی صر حوالہ صحیح ہوتا ہے کہ
 محیل اور محال لہ اور محال علیہ کی ضمانت میں ہی روایت قدوسی کی ہے کہ کن حوالہ ایجاب قبول ہے ایجاب محیل سے
 اور قبول محال علیہ اور محال سے ایجاب سہل کہ محیل کہہ کہ میں تیرے قرض کا حوالہ فلاں شخص پر کیا تے درم کا اور محال
 اور محال علیہ سے قبول سہل کہ ہر ایک میں دونوں میں سے کہیں کہ میں قبول کیا یا میں نہیں ہوا یا نہ اس کے قبول اور ضمان
 پر دلالت کرے صاحب بدائع نے کہا کہ اس طرح ہر صاحب روی پر اور محیل میں عقل اور بلاغ شرط ہے اور شرط افادہ ہر توضیح
 عاقل کا حوالہ مستعد ہونا اور اس کے ولی کی اجازت پر موقوف ہے اور حریت محیل کی شرط نہیں تو حوالہ عبد باذن و مجاہد کا صحیح ہے اور
 ضمان محیل بھی شرط ہے تو اگر وہ کہہ ہو گا تو صحیح نہ ہوگا محیل شرط نہیں تو مریض کا حوالہ صحیح ہے اور محال میں بھی ضمان عقل اور بلاغ
 شرط افادہ ہر توضیح کا محال ہونا ولی کی اجازت پر موقوف ہے اگر محال علیہ محیل سے زیادہ مالدار ہو و جب یہ صی ان تیم کا حوالہ
 قبول کرے تو بھی جائز ہے بشرطیکہ محال علیہ محیل سے زیادہ غنی ہو و اگر محال کا ہونا مجلس حوالہ میں ضروری ہے تو اگر محال
 نائب ہو مجلس اس کو شکر جائز رکھتے تو حوالہ مستعد نہیں بلکہ اس صورت میں کہ محال کی طرف سے کوئی شخص موجود ہو و
 اور وہ قبول کرے اور محال علیہ میں بھی عقل و بلاغ شرط ہے تو بھی کا محال علیہ ہونا صحیح نہیں اگر وہ ولی کے حکم سے ہو و

۱۰
 حوالہ بیرون میں
 میں نے بھی غور فرمایا
 میں نے غور فرمایا

حصوں کے حوائق تقسیم ہوگا اور محال بھی اور نہیں کے برابر ہو نہیں ہوگا کہ پہلے محال یا پادین اور شری سے وصول کرے بعد
اوسکے چھپکا اور قرض خواہوں میں تقسیم ہو جو جیسا میں میں کہ پہلے مرتب اپنا زر میں قرضوں کو چھپکا لیتا ہے بعد اوسکے
جو چھپکا ہو وہ اور اس میں قرض خواہوں کو ملتا ہے کیونکہ حوالہ کم کردہ میں میں کہ حوالہ ملتا ہے یہ کہ تحصیل حوالہ کو مضافت کرے اپنے
دین یا میں و رعیت یا منسوب پر جو محال علیہ کے پاس ہو تو اس صورت میں نیل بعد حوالہ کے وہ شری محال علیہ
لے سکتا ہے کہ تحصیل حوالہ مطلقہ میں پادین یا میں میں یا منسوب بعد اوسکے کہ محال علیہ چھپکا ہے کیونکہ اگر وہ ان میں میں پادین چھپکا ہے مضافت کا متعلق ہو جائے
حوالہ مطلقہ اور قرضوں میں موقوفین اگر میں میں یا میں پادین محال علیہ سے لے کر حوالہ یا ملے گا کہ فلیکے محال علیہ اپنے پاس قرض محال کا لو کر کے
کر لیا نیل پر جس اگر زید نے حوالہ کیا عمر کے دین کا کبر پر سپور و سپہ کا کرنے وہ سپور و سپہ عمر کو ادا کرے زید سے طلب کے زید نے
یہ کہا کہ میرے شو جو تیرے اوپر آتے تھے اوسپر میں نے حوالہ کیا تھا کرتے انکار کیا اور کہا کہ میرے اوپر تیرا کچھ نہ آتا تھا اور عمر کے
پاس گواہ نہیں ہیں تو اس صورت میں قول بکر کا قسم سے معتبر ہوگا اور بکر کا حوالہ قبول کر لینا اقرار دین نہ سمجھا جاوے گا کیونکہ حوالہ میں میں
نہیں کہ محال علیہ پہلے سے میوں میں محال کا فلیکے غیر دیوں پر بھی صحیح ہے اور اسکی رضا سے صریح اگر محال میں سے
کہے کہ میں نے حوالہ اس واسطے کیا تھا کہ تو میرے قرض کو وصول کرے محال سے اور میں تیرا مقروض تھا اور محال کہے کہ تو میرے مقروض
تھا اوس بابت تو نے حوالہ کیا تھا اور محال میں میں گواہ نہیں ہیں تو قول میں میں کا قسم سے معتبر ہوگا اگرچہ یہ خلاف ہے معنی حوالہ
اس واسطے کہ حوالہ نام نقل الدین من ذمۃ الی ذمۃ کا ہے تو ضروری ہے کہ تحصیل میوں ہو کہ محال کا لکھ کر حوالہ یعنی وکالت بھی محال
مجاز اور محال میں میں گواہ نہیں ہیں قرضہ کے تو قول اسکا ساتھ قسم کے معتبر ہوگا اس بات میں کہ مراد میری قرضہ اس سے وکالت تھی اور
صرف حوالہ کر دینا اقرار بالدين نہ سمجھا جاوے گا خاص مکر وہ ہر مفتوح مستغنیہ میں میں اور قرض نامعنی اوسکے میں میں کہ پنا مال
دیوے ایک تاجر کو بطریق قرض نامادہ اوسکے دوست کو دیدیوے دوسرے شہر میں غات اسکی یہ کہ خطر ادا سا قوط ہو جائے اصل
میں مفتوح مغرب ہر سفته کا اس قرض کا نام اس واسطے ہوا کہ شاہ ہر ساتھ رکھے دہا ہر دنا نیر کے سفلیجین یعنی تہا مخوفہ میں میں
لاٹھی وغیرہ کو اس میں مال کھراپے نہا لے جاتے تھے تاکہ اسکو تہر و کو ص یعنی قرض دینا واسطے دور ہو جائے خوف زامہ کے
فاسفی میں میں اوسکو ہندوی کہتے ہیں اور چونکہ اس میں فائدہ حاصل ہوتا ہے قرض دینے والے کو اس واسطے مکر وہ ہر وجہ کہ بہت
وہ حدیث جو عائشہ بنت اسامہ کی مسند میں مروی ہے سوار بن مصعب نے انھوں نے عمارہ ہمدانی سے کہا کہ سنا میں نے علی رضی اللہ
سے کہ کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل قرض جس نفعاً فہو دیوے یعنی جو قرض فائدہ کھینچے وہ بیاج ہے اور یہ حدیث
ضعیف ہے بسبب سوار بن مصعب کے عبد الحق سے کہا کہ وہ متروک ہے اور ایسی ہی غیر نے لکھے اور روایت کیا اوسکیا بن ابیہر نے
پیشتر زید معروف میں میں اور خالد بن عدی قال میں میں جابر بن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے السفیجات حوالہ
یعنی ہندویان حرام ہیں اور معلول کیا حدیث کو بسبب عمر بن موسی بن وجیہ کے ضعیف کیا اوسکو بخاری اور نسائی اور
ابن عیینہ اور دیگر کیا اوسکیا بن ابیہر نے سفیجات میں میں درس باب میں تہر و روایت جو صحابہ و سلف منقول ہے وہ ہر جسکو
روایت کیا ابن ابی شیبہ مصنف میں میں ثنا خالد بن احمر عن جابر عن عطاء قال کانوا ایک میں میں کل قرض
سفیجات یعنی صلی اللہ علیہ وسلم مکر وہ جانتے تھے ہر میں میں قرض کو جو سفیجات کھینچتے یعنی اوس میں میں نفع ہو جو مقروض یا مستقرض کو اور قضاوی

در کتب معتبره

سوراب کمار

کتابت و نسخہ

تضا پر دواولی ہر ف روایت کیا ہے ابی نے بن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شخص کا کہ ہو کہ مسلمانوں
 اور کا پھر مقرر کیا ایک شخص کو ایک کام پر اور وہ جانتا ہو کہ وہ لوگوں میں بہتر اور اس سے زیادہ جانتے والا کہ اسے اور سنت
 کا موجود ہو تو اسے خیانت کی آواز دے کہ رسول کی اور حاجت مسلمین کی اور اسے کیا مالک نے سے کہ میں دوا بوعلی بن عباس سے
 حذیفہ سے مثل اسکے ص اور آدمی کو چاہیے کہ عمدہ تضا طلبے ف اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جو شخص کہ طلب کرتا ہو تضا کو اور سوال کرتا ہو اس کا سو نہ دیا جاتا ہے اپنے نفس کی طرف یعنی اس کی طرف سے اس کو اعانت اور
 نہیں ہوتی اور جو شخص نہ ہر قسمی قاضی بنایا جاتا ہو تو اسے کہ اسے تعالیٰ اور ہر ایک فرشتہ کہ مضبوط کر دے اور اس کو معنی اعانت کرتا ہو
 اس کی اور پھر صواب کے روایت کیا اس کو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اس سے ص اور دست پر عمدہ تضا لینا اور
 شخص کو جس کو تمنا ہو اپنے نفس پر کہ عدل انصاف کرے گا ف اس واسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا ہے عمدہ تضا کو اور
 اس واسطے کہ تضا فرض کفایہ ہے واسطے انتظام امور مسلمین کے اور اسلئے کہ امر بالمعروف نہر حضرت علی سے مروی ہے کہ بھیجا حکم رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی بنا کر میں کی طرف تو کہا میں نبی رسول اللہ بھیجتے ہیں آپ مجاہدہ تضا پر اور میں کہ سن ہوں اور تضا
 کو نہیں جانتا تو فرمایا حضرت قریب کہ اسے ہدایت کرے گا تھامے دل کو اور مضبوط کرے گا تھامے زبانی کو جو وقت جھکا لے اور میں تھامے
 پاس دوا دمی تو فیصلہ کر دے واسطے پہلے کہ جب تک سن نہ لگے لنگو دوسری تو ب معلوم کر کہ کیفیت اپنے حکم کی فرمایا علی نے کہ
 شک نہیں کیا میں نے کسی فیصلہ میں بعد اسکے روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے اور سن کہا اس کو اور قوی کیا اس کو ابن ابی
 نے اس سے کیا اس کو ابن عباس اور اس کا ایک شاہد ہے کہ مسند میں جاکم کے ابن عباس سے روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے
 معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گاہ بھیجا ان کو میں کی طرف تو بھیجا اور اسے کس طرح فیصلہ کرے کہ تم جب کوئی مقدمہ
 پیش آئے گا کہ انھوں نے کتاب اللہ فرمایا اگر نہ پاؤ گے کتاب اللہ میں کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نہ پاؤ گے سنت میں سے
 صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اجتہاد کر لو گاہ میں اپنی رائے اور نیکی کر لو گا کوشش میں کہ عافے کے پھر ہر حضرت نے ہاتھ اپنا پیڑے
 سینے پر اور قول کیا کہ اوس خدا کا کہ توفیق دی اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جس رضی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منان
 محبت جو قیاس کا وقت نہ ہو ایت اور صریح ثابت ہو اور رہ ہو گیا اول لوگوں کا جو قیاس کوشش کی جنتوں میں شامانہ کہ
 ص اور کردہ ہر ف عمری ص عمدہ تضا لینا اور شخص کو جو خوف کرتا ہو یا جو بجا نیکی کا تصفیہ مقدمات میں یا ظلم کے
 صلہ پر ہو گا ف تاکہ وسیلہ امر بوجہ کا ہو جاوے جو حدیث میں کہ مانعت اختیار عمدہ تضا میں آئی ہیں محمل ہیں ایسے شخص نے فرمایا حضرت
 مسلم نے جس کو دی گئی تضا سو جمع ہوا بغیر عمری کے روایت کیا اس کو امام احمد اور چاروں عالمین اور صحیح کیا اس کو ابن ماجہ اور ابن
 نے ترمذی ابو یوسف سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی میں طرح کے ہوتے ہیں دوا میں جنہ میں جادین سے
 اور ایک جنت میں ایک آدمی وہ جنت پہنچا ناحیہ اور فیصلہ کیا موافق اس کے تو وہ جنت میں جاوے گا ایک آدمی وہ جسے پہنچا ناحیہ کو وہ
 نہ فیصلہ کیا ساتھ حق کے اور ظلم کیا مگر میں تو وہ جنت میں جاوے گا ایک آدمی وہ کہ اسے نہ پہنچا ناحیہ اور فیصلہ کیا لوگوں کا اندانی سے
 وہ بھی جنت میں جاوے گا روایت کیا اس کو چاروں عالمین اور صحیح کہا اس کو جاکم نے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے و من لو یحکم بھما
 اللہ فاولئک ہم الظالمون اور کافر ہوئے جو شخص حکم کرے اس کے موافق جو انار اللہ تعالیٰ نے تو وہ

یہاں تک کہ قضا کی حالت میں قضا کی جائے

۷

یہاں تک کہ قضا کی حالت میں قضا کی جائے

فاسق کو قضا کی حالت میں قضا کی جائے اور اگر اس سے بڑا کی ثابت ہو گئی اور ان کو ان کی کہ جان بوجھ کر حکم الہی اور سنت رسول کے خلاف
 باتیں احکام امر اور نہی اور قرضین نصاریٰ کے فیصلے کے تین اور بڑے بین بن چکے ہیں کہ ان کے لیے بھی وعید ہے ﴿فَلَا تَقْرَءُوا
 وَصَايَا الْيَتَامَىٰ وَالسَّفَهِیِّ وَلَا تَقْرَءُوا عَلَى الْوَلَدِ مِمَّا رَزَقَ وَالْعَدْلُ وَانْ یَعْنِ مَدْرُکُ وَاِیْکَ دُوسر کی نیکی اور پر مین گاری پر
 اور نہ مکر و گناہ اور زیادتی پر جس شخص کا منی کیا جائے اور اسکو چاہیے کہ پہلے قاضی کا ذکر ملک جنہیں شاہ و وزارت اور فیصلہ سائے
 دین اور خالات کے قیدیوں کو دیکھے **ف** یعنی جو قاضی سابق کے قید خانہ میں قید تھے ان کے حال میں نظر کرے نہ ان قیدیوں
 میں جو عالم کے قید خانہ میں ہیں درمیاندار **ص** تو جو شخص ان قیدیوں میں اقرار کرے کسی حق کیا اور اس پر گواہ قائم ہوں
 تو اسکو جس قسم قائم رکھے یا اس پر حق کو لازم کرے اور اگر وہ منکر ہو تو قاضی معزول کا قول اس کے باب میں معتبر نہیں بلکہ سنا دی کرے
 ایک مدت مناسب مقرر کرے کہ جن کو ان کو ظان فلان قیدی پر دعویٰ کرنا ہو تو اس مدت میں حاضر ہوں مجلس قاضی میں
 تو اگر کوئی حاضر ہوئے مقدمہ اسکا اور نہ بعد گزر جانے مدت مقرر کرے ان قیدیوں کو چھوڑ دیکو **ف** درمیان میں ہر کہ تبدیلی
 کر نیکی اگر کوئی مدعی اسکا حاضر ہو تو اسکو حاضر ضامن ایک چھوڑ دیکو اور اگر حاضر ضامن نہ ہو سکے تو ایک ہیضہ تک سنا دی
 کرے بعد اس کے اگر کوئی نہ آئے تو اسکو چھوڑ دیکو **ص** اور عمل کرے اموال و بیت اور محال وقف میں کو ہی کیا تا بعض کے اقرار
 قاضی معزول کے کہنے پر عمل کرے لیکن اگر کوئی قابض اقرار کرے اس بات کا کہ قاضی معزول نے اسکو یہ دائع اور محال اوقاف سپر پیڑ
 جواب ان ودائع اور محال اوقاف میں قاضی معزول کا قول مقبول ہوگا **ف** اس صورت میں وہ قاضی ان چیزوں کو سبکی بھالے گا
 اویسی بھی جاوین گی مگر جب کہ قابض نے پہلے یہ کہ واسطے قرار کیا پھر اقرار کیا کہ قاضی معزول نے اسکو سپر دیکو اس قاضی معزول نے دائع
 شخص کے واسطے مثلاً عمر کے لیے اقرار کیا تو اس صورت میں ودائع اور محال پہلے یہ کہ تسلیم کیے جانے لگا و تاوان دیگا تا بعض قیمت کا
 اگر ودیعت ذوات الیقرب ہو یا شملی کا اگر وہ شملی ہو قاضی کو اس کے اقرار ثانی کے سبب سے پھر قاضی مضبوطی مثل عمر کو تسلیم کرے جو قاضی
 معزول کا منقولہ تھا ادا ہو **ص** قاضی کہ چاہے کہ سجدین باعلان بھیکر حکم کرے اور سجد جامع اولیٰ ہو ادا اعلان بیٹھنے سے یہ مراد ہو کہ
 کہ سجاد جی چاہے واسطے قطع نزاع کے حاضر ہو و کسی کی تخصیص نہ ہو اور امام شافعی کے نزدیک مکر وہ و بیٹھنا قاضی کا مسجد میں ہواسطے
 کہ کبھی شخص حاضر شرک یا منافق ہو یا اور شرک نفس ہر نفس کلام اللہ اور حقائق کو منع ہو داخل ہونا مسجد میں اور ہائی ایل ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مسجد میں بھیکر قضا فیصل کے اور بھی قضا عبادت ہو اور بنیاست مشرک کی اور وہ اعتقاد ہے نہ بنیاست ظاہری
 اور حالفش داخل ہو مسجد میں بلکہ فیصلہ کیا جاوے مقدمہ اسکا اور دار مسجد پر **ف** ہاں میں ہر کہ دلیل ہماری قول ہو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کا کہ بنائی گئیں مسجد میں واسطے ذکر الہی کے اور حکم کے ماز علی نے تخریج ہادیہ میں حکمت غریب بهذا اللفظ اور کونزہ اتفاقاً
 میں بھی یہ حدیث منقول ہے لیکن حوالہ اسے صاحب ہادیہ پر کیا ہے لیکن معنی میں اس حدیث کے چند چیزیں آئی ہیں نقل کیا ہو کوشخ ابن عباس
 فتح القاری میں ایک حدیث صحیحین کی کعب بن مالک سے اسے دوسری حدیث طبرانی کی ابن عباس سے اسے روایت کیا بخاری نے اسکا
 کر یا حضرت عمر نے نزدیک منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ سنا دیکو امام ابو بکر رازی نے حسن نگ کہ دیکھا انھوں نے حضرت
 عثمان کو کہ فیصلہ کیا مسجد میں اور نہ گریا قصہ اور روایت کیا ابن سعد خطبات میں ربیع بن ابی عبد الرحمن سے کہ دیکھا انھوں نے
 ابو بکر کو کہ فیصلہ کرتے تھے مسجد میں نزدیک قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ فی القیامہ مسجد میں فی القیامہ مسجد میں

لانت اور اہل ضابطہ کا اگر انکار ہو گا تو کیا حاجت ہے کتاب القاضی کی اور حقیقت انکار کیا ان دونوں کا شروع یا نہ ہونا
 تو ہو گئی مضمون اور مضمون میں واجب ہے قیامت اور حقیقت میں ہر توجہی ہو گی اس میں کتاب مکی سلسلے کے وہ محتاج نہیں
 اشارہ کا بلکہ صفت اس کی صفت ہو سکتی ہے خطرات ایمان منقلب کے کہ اس میں مستیج ہر شاہ کی اور یہ مضمون امام ابو حنیفہ کا ہے اور
 ایسی ہی مزیں کیا نام ہو یہ صفت کے اگر لکھنے نزدیک غلام مفرد میں یہی کتاب القاضی صفت ہر صورت اس کی یوں ہر قاضی بن جائے انکار
 لکھے قاضی مقرر نہ کہ غلام اور ظلال شہادت ہی میر پاس میں اس کی کہ ظلال کا غلام جس کا نام سبک ہے اور اس کا علیہ سبک ہے
 کیا ہے اپنے مالک کے پاس اور اب مقرر نہیں ظلال کے قبضہ میں ہر آخر تک اور مقرر ہے اور سپر توجہ ہے یہ کتاب قاضی مقرر
 پاس مقرر ہے مٹی علیہ اور غلام کو اور کھوت کتاب کی ساتھ غلام اس کی کے جو لگے آتی ہیں اور طالت علیہ کتوہ کو ساتھ غلام کے تو
 اگر مطالب ہو جو چھوٹے اس کو اور اگر مطالب ہو تو اگر مٹی علیہ کا اور کتوہ کو اور اس غلام کو مٹی کے سپر کرے نہ بلکہ
 حکم کا اور فیصلہ کے اور اس کو اس مٹی ایک فیصلہ غلام کے حاضر ضمانت کا اور اس غلام کی گردن میں کوئی چیز لگا دے مقرر کرے یا
 نہ کہ مٹی وہاں جا کر غلام ہلے یہ وقت شہادت شود کے اور لکھے جو کتاب قاضی بن جائے اس میں اس غلام کو اور
 کرتا ہوں توجہ قاضی بن جائے اس کتاب ہے تو قاضی بن جائے ان کو ہوں کو بلائے جھوٹ کو ہی ہو مٹی اس غلام کے
 ملک کی غیبت غلام میں تاکہ وہی یوں اس کی حضور میں اور اشارہ کریں اس غلام کی طرف کہ یہی غلام ملک ہر مٹی کی لیکن قاضی
 بن جائے حکم کرے کیونکہ مٹی علیہ غائب ہے بلکہ پھر لکھے قاضی مقرر نہ کہ وہی ہوں نے شہادت کے ساتھ مٹی کی کہ غلام
 ملک ہر مٹی کی توجہ یہ کتاب قاضی مقرر پاس ہو ہے اس وقت فیصلہ کرے اور حکم سنائے مٹی علیہ کو اور مٹی کے حاضر ضمانت
 ضمانت اور امام محمد سے مروی ہے کہ کتاب القاضی میں منقولات میں قبول کیا ہو گی اور ای پر بتا نہیں ہیں **ف** مختار
 میں ہر کسی روایت پر فتویٰ ہے کہ کتاب القاضی میں منقولات اور دعا میں ہر کسی کہ دعویٰ دین ہو یا میں درست ہے **صل**
 سو اہل اور قصاص کے اور واجب ہے کہ قاضی کتاب جس کا لکھے تو کو اور ہوں کو اس کا مضمون ہے کہ کتاب اور مقرر ہے اپنی اس کی
 سامنے اور وہ کتاب ان کو اور ہوں کو دیدیو اور آپو ہے کوئی بات نہیں غرض میں رکھی اور امام شری نے ان میں کا قول اختیار
 کیا ہے تو آپو ہے کے نزدیک صحت دو کو ہوں کو اس بات کا کو اور دیکھے کہ یہ کتاب اور مقرر ہے ہر اور ایک روایت میں ہر بھی
 غرض میں میں کتاب ہوں جب کتاب مٹی کے حال کی ہو ہو گی تو دعویٰ میں بات ہے کہ مقرر مقرر ہے اور جب کو ہوں کو سپر کیا ہو
 تو فیصلہ میں ہے ہر کسی کہ کتاب قاضی مقرر ہے اس کی تو قبول کرے اس کتاب کو مٹی علیہ کے ساتھ
 اور ہوں ایک مقرر رہے تو ان کی کوئی مسئلہ کتاب کے میں توجہ کو ہوں ان کو اور ہوں کہ یہ کتاب قاضی کی ہر
 ہر معاملہ کو قاضی نے اپنے حکم میں اور مٹی کی اور مٹی کی ہر کو اور اس کی ہر دیکھ کر مقرر ہے اور مٹی علیہ کے ساتھ
 اور اگر مقرر ہے ہر کسی کہ **ف** مٹی ہوں کو ہوں کی کہ کتاب میں مندرج ہے مٹی علیہ پر ہر لاہم تاہی اس کا فیصلہ کر دے
ص اور قاضی کے لیے جب فیصلہ کرے اس کتاب کے ساتھ اس وقت تک قاضی ہر کو اور مٹی کی کتاب پوچھے
 مقرر مقرر ہے کتاب ہر مٹی کی قاضی مقرر ہے اس کے لول رہا تو یہی کتاب باطل ہو جائیگی کہ یہ کہ
 قاضی اس کے ہر مٹی کی کتاب کے کہ اس کو اس کے قاضی میں جس کے پاس یہ خط ہو ہے وہ اس کی نہیں کرنے

ناجائز اور شافعی کے نزدیک بیع اور اگل دونوں جائز ہیں تو یہ حکم شافعی کا مخالف ہے اور اس کتاب اسکے جو اوپر گزری تھی
 اول نے اگر حکم صحت بیع ایسے ذہبی کا جیسے ہم اسے مکرر ذکر کیا ہو کیا تو ثابت ثانی ہو سکتا ہے کہ **ص** یا مخالف ہو حدیث
 مشہور کے جیسے قاضی اول نے حکم کیا **ف** یعنی وہ عورت جسکو اسکے خاوند نے تین طلاق دیے ہوں **ص**
 کی حالت کا غلطے شوہر اول کے مرتکب کجاء زوج ثانی سے بدون غلطی کے موافق مذہب عین المسیب کے اس واسطے کہ یہ مخالف ہے حد
 مشہور کے یعنی قول حضرت کا واسطے عورت رفاہ نہیں ہو گا یہ بت کہ تو نے چکے شیر بنی عبد الرحمن بن زبیر کی اور وہ شیر بنی تیری **ف**
 روایت کیا اور اسکو بخاری اور مسلم نے اور گزری یہ حدیث کتاب الطلاق میں قصہ سمیت **ص** یا مخالف ہو و اجماع مسلمین کے
 جیسے قاضی اول نے حکم کیا حالت متعہ کا اس واسطے کہ صحابہ اجماع کیا اسکے فساد پر **ف** اور گزری لائل مشہور متعہ کے کتاب
 النکاح میں **ص** تو حال یہ کہ قاضی نے جب سالہ مجتہد فیہ میں حکم دیا تو وہ مجتہد فیہ مجمع علیہ ہو جاوے گا اور قاضی ثانی پر ناقد کرنا تو
 واجب ہو لیکن یہ صورت جب ہو کہ قاضی اول اپنی رائے کے موافق حکم دیا ہو اور جوابی رائے کے خلاف حکم دیا تو اسکا بیان لگے
 آتا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ قاضی جانتا ہوا اختلاف مجتہدین کو تو اگر قاضی نہ جانتا ہوا اختلاف مجتہدین کو تو اسکی قضا جائز نہیں
 اور نہ قاضی ثانی اسکو جاری کرے مجتہد فیہ سے مراد یہ ہے کہ محل قضایہ میں جس حکم میں قضا ہوئی ہو تو میں اختلاف ہو اور جو خود قضا
 میں اختلاف ہو وہ جیسے قضا علی الغائب **ف** اسکا بیان لگے آتا ہے **ص** تو وہ قاضی اول کی حکم کر دینے سے منع
 ہو گا اور قاضی ثانی کو اسکا نسخہ پہنچتا ہے یا ان اگر قاضی ثانی بھی اسکو جاری کرے تو اب وہ مجمع علیہ ہو جاوے گا اب اگر قاضی
 ثالث پاس مرافعہ ہو گا تو وہ نسخہ نہیں کر سکتا اجماع میں اتفاق اکثر مجتہدین کا کافی ہے تو جب اکثر ایک مستفیض ہو جائے وہ امر
 مستفیض علیہ مالک یا دیکھا اور مخالفت بعض کی معتبر نہ ہوگی **ف** ہدایہ میں بھی یہی اختیار کیا ہے لیکن اصول فقہ کی کتابوں میں
 مذکور ہے کہ خلاف یک شخص کا بھی مانع انعقاد اجماع ہے اور اجماع نہیں ہوتا اگر سب کے اتفاق **ص** اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ مسئلہ
 فیہ سے مراد یہ ہے کہ صدر اول یعنی صحابہ و تابعین کا اختلافی ہو لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ کچھ ضرور نہیں بلکہ اختلاف قاضی کا بھی معتبر ہے
ف اور بطح مالک اور احمد کا اور یہ لوگ صحابہ میں سے ہیں نہ تابعین میں **ص** اور ناقد قاضی کا حکم ظاہر و باطن میں
ف یعنی فی الدنیا اور فی البینۃ بین الہد **ص** کسی شری کی حرمت باطلت پر اگرچہ چھوٹی کو ہی سے ہو و اور صاحبین کے نزدیک
 ناقد قاضی ظاہر میں نہ باطن میں **ف** جانتا چاہیے کہ امام اعظم کے نزدیک اگر دعویٰ کرے ایک عظمیٰ کا بسبب معین یعنی
 سبب ملک بیان کرے اور جھوٹے گواہ لاوے اور محقق بل حکم کے اور قاضی جانتا ہو کہ گواہ جھوٹے ہیں تو قضا ناقد قاضی ظاہر اور
 باطن میں نافذ ہے مراد یہ ہے کہ اگر شلامی نے ایک عورت پر دعویٰ نکاح کا کیا یعنی بیہوشی منکوحہ ہی اور عورت انکار کیا
 تب بھی گواہ جھوٹے پیش کر دیے نکاح کے قاضی پاس تو قاضی عورت کو مدعی کے سپرد کرے اور عورت کے کہ تو اپنی ذات
 پر قدرت و زوج کو اور فقہ وغیرہ لازم زوجیت کا حکم کرے **ف** اور نفاذ باطن سے مراد یہ ہے کہ مرد کو مدعی اور عورت
 کو شوہر کہ اپنے اوپر قادر دیا عند اللہ صلا ہے اور صاحبین کے نزدیک صاف ظاہر حکم قاضی ناقد ہو گا یعنی عند اللہ زوج اور زوجہ
 مدعی درست نہیں ہوگی اور یہی مذہب ہے کہ زنا و زنا کے ثلثہ کا درختارین ہے کہ اسی پر قوی ہے لیکن بحر الرائق میں ہے کہ قول امام
 ابو حنیفہ کا قوی ہے دلیل مذہب صاحبین کی ظاہر ہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب پر یہ اشکال ہے کہ حرام محض کس طرح سبب ہو

و اگر اتفاق اجماع میں اتفاق اکثر
 و اگر اتفاق اجماع میں اتفاق اکثر

ملت کا فیما بینہ دین اس کو جواب لو سکا یہ ہے کہ مختصراً عرض ہے کہ شہادت دروغ کو اس جہت سے کہ دروغ پر سبب علت کا نہیں
 کیا بلکہ حکم قاضی کا مثل انشاء عقد جدید کی ہے اور شہادت عقد حرام نہیں ہے بلکہ واجب ہے کیونکہ قاضی دروغ کو فی شہود کو نہیں جانتا
 امام صاحب کی دلیل نقلی وہ ہے جس کو ذکر کیا محکمہ بسوہدین کہ پوچھا کہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ اللہ عنہ ایک شخص نے اونکے پاس گواہی
 کہ یہ ایک عورت کے نکاح پر اور عورت نے انکار کیا تو حضرت علی نے حکم دیدیا عورت کو کہ جائے مرد پاس تو کہا عورت نے اس سے روئے
 نہیں نکاح کیا پھر سے اب اگر آپ ایسا ہی حکم کرنا تو آپ نکاح پڑھوا دیجئے فرمایا حضرت علی نے نہیں نہیں تجھ پر نکاح کی
 مخالفت کر دیتا تو دونوں شام دونوں تو اگر دونوں میں نکاح منع نہ ہو جاتا آپ کی قصداً تو آپ تجدید نکاح سے امتناع نہ کرنا جو دیکر عورت
 طالب تھی نکاح کی اور مرد غائب تھا اور کہیں محفوظ نہ رہتا تو دونوں زمانے سے امتناع اور جو بے عقیدہ لگائی کہ دعویٰ مدعی ایک سبب معین
 ساتھ ہو تو اس کا فائدہ یہ ہے کہ اگر دعویٰ ملک مطلق ہو گا مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا ایک لوتی کی ملک کا اور دو گواہ جھوٹا قائم کر دیئے
 اور قاضی نے حکم دیا ملک کا واسطے مدعی کے تو یہاں پر مدعی کو وطن کی حلال نہوی بالاجماع اور یہ جو کہا کہ محققین محکم کے سوا سوا
 کہ اگر محل غیر قابل ہو گا جیسے وہ عورت کی کسی منکوحہ ہو یا معتدہ یا مرد عیال مدعی کی محرم ہو بے اعتبار ہے بلکہ ضائع کے تو قصداً قذف
 نہوی سوا سوا کے محل صاحب نہیں جو اس بات کا کہ قضا کا فی انشاء عقد جدید سمجھی جائے اور قاضی کا نہ جلد اس سوا شہد ہو اگر
 قاضی دروغ کوئی شہود کو جانتا ہے تو قصداً نہوی کا لفظ انی الطحاوی میں خلاص اور اگر قاضی اپنے مسائل فقہیہ میں خلاص
 اپنی سے کے حکم دیا اپنا مذہب جھوٹ کر یا قصداً تو صاحبین کے نزدیک یہ قصداً نہوی اور ہی پر قوی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک
 اگر جھوٹ کر یا تو ناقد نہوی اور اگر جان بوجھ کر یا تو اور میں درود آئین میں **ف** یہ سب اختلاف قاضی مجتہدین پر اور قاضی محکمہ
 قوی خلاف مذہب کے ناقد نہوی گواہ قصداً ہو یا جھوٹا اور خلاف مذہب سے ملو یہ ہے کہ حنفی مذہب قاضی یا مالکی حکم کرے یا مالکی ناقد
 نہوی اور اگر حنفی امام کا قول چھوڑ کر صاحبین کے قول پر حکم کرے تو یہ عام خلاف مذہب نہیں ہے بلکہ ناقد ہو جاوے گا اور قاضی ثانی کو
 مراۃ اس کا نسخ نہیں ہو چکا چنانچہ درمیں کے اور اس صورت میں ہے کہ حاکم نے قاضی کی قصداً کو عقیدہ مذہب امام نہ کر دیا ہو والا
 وہ معقول تھہر جائے نسبت قول غیر امام کے تو قول غیر امام پر حکم اس کا بالکل ناقد نہوی اس واسطے کہ تحقیق قضائی کی رمان اور کان سے
 درست ہے طحاوی نے معنی لیا کہ قاضی کے حکم کے شخص غائب پر **ف** اور نہ غائب کے لیے یعنی نہ غائب کا مقفی علیہ یا معنی
 یہ مقفی بلکہ حکم ہی ناقد نہیں ہے تو قول مقفی بہ درمیں خلاص اور امام شافعی اور امام مالک اور امام کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
 بلیل حدیث البیہقی عن السدسین والیہن علی من انکر تو صوفیہ صم کو شرط کرنا اس حدیث پر زیادت ہے بلکہ دلیل اور ہاں
 دلیل ہی حدیث حضرت علی کی ہے جو اور پر گدڑی کہ فرمایا حضرت نے نہ فیصلہ کر تو ایک کے لیے جب تک کہ میں نے کلام دوسرے کا روایت
 کیا اور کہا یو داؤد اور احمد اور اخون اور طرابلسی اور حاکم نے تو اس حدیث معلوم ہو کہ دوسرے کا کلام معلوم نہ ہونا مانع حکم اور یہاں
 پائی جاتی ہے خصم کے غائب بنے میں اور اسکے نائب بھی غائب ہو تو میں اور اس واسطے کہ شہادت کا حجت ہونا اس پر موقوف ہے کہ شہادہ
 ہو اور طعن فی الشہادۃ اور اس کا غیور میں اسکے حضور کے معلوم نہیں ہو سکا لہذا فی الفتح القدیر ص ۱۰۵ میں کہ
 نائب اس کا منہ ہو کہ حقیقت جیسے غائب کا دیکل کہ وہ غائب کے قائم مقام ہے یا شہادہ جیسے قاضی کا وہی یعنی جس کو قاضی مقرر کیا یا حکماً
 اس طرح جو چیز کا دعویٰ پر غائب پر وہ بالفرض سبب ہو کہ اس چیز کا جھکا ہوا ہے دعویٰ کرنا **ف** تو اگر دواعی لغائب کے سبب

یہ ایک حدیث ہے کہ اگر قاضی نے ایک شخص کو گواہ کر لیا تو اس کو چاہیے کہ اس کی شہادت کو قبول کرے اور اگر اس نے اس کی شہادت کو قبول نہ کیا تو اس کو چاہیے کہ اس کی شہادت کو رد کرے

بعد سوم سنی مذہبی کا یہ کہ

مکان پر اور وہ رسول کا رشتہ تین مرتبہ ادا ہو گا کہ سانسے کا اسی فلان ولہ فلان قاضی کی دعا پر مجھ کو حاضر ہو تو میں اپنے مدعی کے واسطے امان و رتہ میں تیری طرف سے کوئل کھرا کر کے حکم کروں گا اور مدعی کو اوبدون تیرے قبول کر لو گا اس طرح تین دن کے بعد تین دن گزر جاویں اور مدعی علیہ حاضر ہو کہ تو قاضی اس کی طرف سے کوئل کھرا کر کے مدعی کے گواہ سے اور دوسرے کوئل کے سانسے مدعی علیہ پر فیصلہ کر دینا انتہی مسئلہ اگر مدعی نے وقت استحقاق و دعویٰ کی گزیر پندرہ برس تک بلا عذر شرعی دعویٰ نہ کیا تو وہ دعویٰ نسیب ہو گا مگر وقت اور میراث کا دعویٰ اس میں طول مت مانع نہیں البتہ اگر تیس سال گزر جاویں گے تو دعویٰ بوقت مرث بھی سمیع نہیں اور بعض فقہاء کے نزدیک دعویٰ مرث مثل اہل و عاقل کے پندرہ سال کے بعد سمیع نہ ہو گا وقت استحقاق سے میعاد شوب ہو گی تاہم اس میں یہ کہ مثلا ایک عورت تیس برس تک اپنے خاوند کی حیات میں دعویٰ نہ کرے یا بعد اس کے خاوند مر گیا یا اسے طلاق دیا تو عورت کا اب دعویٰ مسموع ہو گا اس واسطے کہ استحقاق طلب مہر وقت طلاق یا وقت موت حاصل ہوا ہے اور وقت استحقاق آتی ہے منقضى نہیں ہوتی دعویٰ مسموع نہ ہونے سے لازم نہیں آتا کہ مدعی کا حق بوجہ امتداد میعاد کے ساقط ہو جاوے بلکہ اگر مدعی علیہ تیرے دعویٰ مسموع ہو گیا اگرچہ مدت طویل گزر گئی ہے جس مسئلہ وقت مٹی کو بعد پلے جانے شرائط حکم کے حکم میں تاخیر کرنا درست نہیں مگر تین سبب یا شک و تہاہر ہوا امید صلح کی ہو یا مدعی مدعی علیہ کوئی مان و دونوں میں سے ہملت مانگا اور ایک چوتھی وجہ بطحاوی میں ہے جو یہ کہ قاضی کو مال شرکے فتویٰ پر اعتماد ہوا اور دوسرے شہر کے علما سے فتویٰ دریافت کر دیں تو تاخیر قصدا سے گنگا نہ ہو قاضی کو اپنا حکم لپٹ لینا بھی درست نہیں مگر تین صورتوں میں اگر حکم کیا اپنے علم اور دست پر پھر غلط نکلیا یا حکم کی خطا ظاہر ہوئی یا اپنے مذہب کے مخالف حکم دیا دہر بخدا و منسا کہ مسلمان بادشاہ کی اطاعت امر و انقیاد شرع میں واجب ہے نہ مخالف شرع میں تو اگر بادشاہ نے حکم دیا کہ گواہوں سے حلف لی جایا کرے تو قاضیوں کو چاہیے کہ بادشاہ کو فہمائش کر کے اس حکم سے باز رکھیں اگرچہ بعض فقہائے لکھا ہے کہ حلیف شاہد بنظر زمانہ درست ہے لیکن صحیح نہیں ہے

باب پنچاویس کے بیان میں

یعنی بیخ سقر کرنے کے بیان میں عربی میں اوسکو حکیم کہتے ہیں حکیم بھی قصا کی فروع سے ہے اور محکم یعنی بیخ کا قبضہ کرنا
 قاضی سے حکمرانی میں اس واسطے کہ قاضی کا حکم عام ہے اور محکم کا حکم فقط اسی پر مخصوص ہے جسے اوسکو بیخ ٹھہرایا اور نجات کا
 جواز حدیث کتابت ہے اس واسطے کہ ابو فریح سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میری قوم میں جب اختلاف پڑتا ہے کسی چیز پر
 تو آتے ہیں وہ میر پاس میں ان میں محکم کر دیتا ہوں تو فرمایا حضرت علیہ السلام نے کیا خوب ہے یہ روایت کیا اوسکو سنائی ہے
 کذا فی فیہ القادی ص صحیح ہے بیخ بنام دعویٰ مدعی علیہ اس شخص کو صلاحیت قصا کی رکھتا ہے یعنی ضروری ہے کہ محکم مسلمان
 آزاد عاقل بالغ عادل مہذب نہاد ہونہ گونا گونہ محدود فی القدرت کما ترید فاسق اگر بیخ بنایا گیا تو جائز ہو جائیگا کما مر ہذا لای حاصل
 جب دونوں تمام میں سے اپنی رضا مندی سے ایک شخص کو بیخ بنایا اور اس نے حکم کیا ساتھ کو اوہوں کے اقرار کے یا انکوں کے
 قول لازم ہو گا وہ مکمل تھا زمین پر ف اعدا و سا حکم باطل نہ ہو گا دونوں کے معقول کو دینے سے بسبب صابر ہونے حکم کے
 ولایت شرعی سے درہنہ بار ص صحیح ہے بیخ بیخ کا احد تھا زمین کے اقرار اور شاہدین کی عدالت کا اپنے بیخ ہونے
 کے لئے زمین ف یعنی اگر مدعی علیہ شہادت کرے اور محکم کا کہلاو سکے اقرار کی خبر کے اثبات حوت کے واسطے یا مدعی

ایزور پھال
عبدالمجید دکنی لکھنؤ

لکھنؤ، ۱۲/۱۱/۱۹۰۷ء

九

2

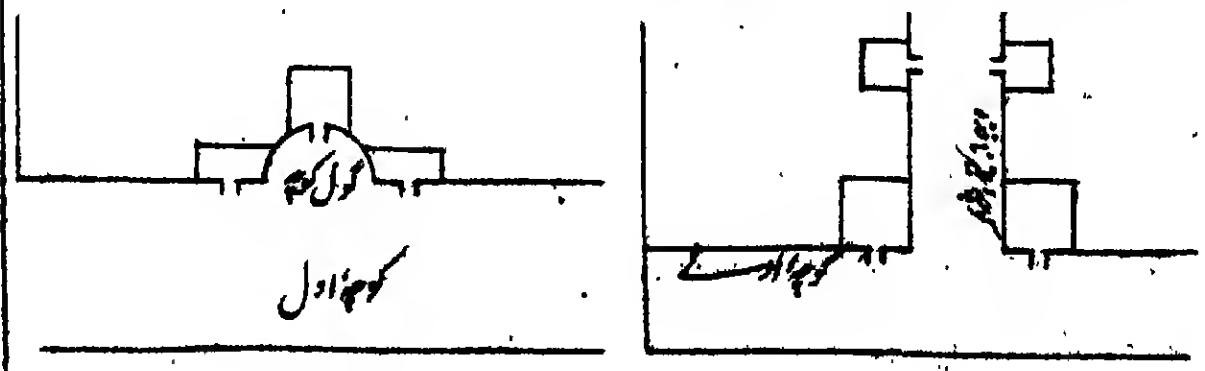
[illegible]

قول میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک شخص کو قتل کیا تو اس کے قاتل کو قتل کرنے کی سزا دی جائے گی۔

شاید کو فاسق کے گناہ اور محکمہ کی عدالت ظاہر کرے تو صحیح ہو جو حال ان کی رہنے اور کسی نیچاریت کے کیونکہ جب تک پچایت باقی رہی تو اس کی گیلے کا خبر دینا بہتر ہے خبر دینے دو گواہوں کے جو یہ خلاف اس کے خبر جب دی گئی ہو تو بعد ختم ہو جائے پچایت کے کیونکہ اگر اس کا حال شل ایک شخص کے رہا یا میں ہو گیا تو ضرور ہر ایک گواہ دو سہر اور خلاف اس کے خبر دینے کے جب خبر دی گئی ہو تو اس کے حکم کر چکا کیونکہ جب وہ حکم کر چکا معزول ہو گیا تو اب خبر اس کی مقبول نہ ہوگی کذا فی الطحاوی مع زیادہ قصص اور ہر ایک متحاکمین سے اختیار کر کے قبل حکم کرنے سے پچایت سے پھر جانے اور حکم کر چکا اور اس طرح قاضی کا درست نہیں اپنے الدین اور اولاد اور بیوی کے لیے جیسے گواہی ان لوگوں کے لیے درست نہیں **ف** یعنی ان کے نفع کے لیے اور ان کے اور حکم درست ہے جیسے شہادت کی درست ہو یعنی ان کی مضرت کے لیے اور ان کے بھائیوں اور چچاؤں اور ان کی اولاد اور خسر اور داماد کے واسطے حکم کر چکا اور قاضی کا درست ہے جیسے شہادت ان کے لیے درست ہے کذا فی البحر **ص** اور درست نہیں پچایت حدود اور قصاص میں اور باقی سب مقدمات میں درست ہے لیکن اس کا فتویٰ نہ دیا جاوے گا واسطے خوف دلیر ہو جائے گا اور باقی نہ رہنے رونق کے واسطے حکام اور محکمہ کے **ف** یعنی اگر عوام میں پانچ گنے تو سبقت با طور پچایت فیصلہ کر لیا کرینے بصورت میں قصاص اور محکمہ جات ان کے سب مطلق اور بیکار رہ جاوے گا **ص** اس طرح حکم کر چکا کا ساتھ دیتے قاتل کے کنبے قاتل خفا میں درست نہیں کیونکہ قاتل کنبہ والوں کو اس کو بیچ نہیں بنایا اور اگر اس نے فیصلہ کر لیا ساتھ دیتے ذات قاتل پر تو قاضی حکم اس کا توڑ دینگا اس واسطے کہ مخالف نص صریح ہے تو ہوا حضرت قاتل کے کنبہ والوں کو اس کو خود میت رو مقول کی **ف** بیان اس حدیث کا کتاب بنیایات میں اشارہ تعالیٰ و بیک **ص** اگرچہ حکم کر چکا اور قاضی کے پاس قاضی کا حکم اگر اپنے مذہب کے موافق ہو دے تو نافذ کرے اس کو مرد نہ باطل کرے اس کو **ف** حکم کا حکم اکثر باتوں میں شل قاضی کے ہے تو وقت حکم اس کو بدیہ لینا بھی احد المتخاصمین سے جائز نہ ہو گا اگر سترہ مسالوں میں فرق ہو بخلاف ان میں وہ سب مذکور ہیں

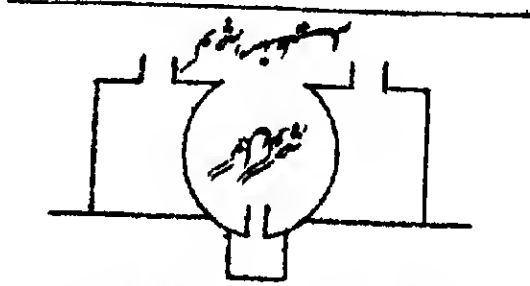
باب سائل متفرقه متعلقہ قضایا کے بیان میں

ایک مکان دو منزلوں کے پاس ہے ایک اور کے مکان کا مالک ہے اور دوسرے کے مکان کا قویچ کے مکان والوں میں پہونچا کہ اپنے مکان میں بیچ ٹھونکے یا روزن کرے بغیر دوسرے کی رضا سندھی **ف** اس طرح اوپر والے کو نہیں پہونچا کہ کچھ دے بنا دے یا اگر ان کے پاس یا یا یا بنا دے عینے اور صاحبین کے نزدیک ہر ایک کے فعل درست ہے زمین دوسرے کا ضرر ہو سکے اور نام کا قویچ اس کے موافق ہے کذا فی **ص** ایک لہجی گلی اور دوسری ایک لہجی گلی پیدا ہوئی ہے جو نافذ نہیں ہے تو پہلی گلی کے سنے والے کو اختیار نہیں ہے اگر کوئی چھیننے میں چلنے کے لیے دروازہ کا لینا اگر دوسری گلی گول ہے کہ اس کے دو کنا سے پہلی گلی سے مل گئے ہیں تو پہلی گلی والے اس میں دروازہ چلنے کے لیے نکال سکتے ہیں صورت ان دونوں گلیوں کی یہ ہے



لیکن شرط یہ ہو کہ وہ جو دوسری گلی گول ہو نصف دائرہ کے مقدار ہو یا اس سے کم ہو کیونکہ اگر نصف دائرہ سے زیادہ ہوگی تو بھی پہلی گلی والوں کو وہاں دروازہ واسطے چلنے کے محالنا درست نہوگا صورت اوس کی یوں ہوگی

و اور ان سب صورتوں میں ہونا آنے کے لیے



کھڑکی یا دروازہ ہانا یا روشنی کے لیے درست ہے عینہ لیکن ہا میں ہو کہ صحت بھی ہو کہ مطلقاً دروازہ کھولنا اول کو چہ والے کو جائز نہیں خواہ چلنے کے لیے ہو یا اور کسی کام کے

کیونکہ بعد دروازہ کھول لینے کے دوسری گلی والے چلنے سے ہر ساعت منع نہیں کر سکتے اور محال ہو کہ دروازہ لگا کر بھی ہو جاوے کسی جن کا دوسری گلی میں صر ایک شخص نے دعویٰ کیا ایک گھر کا جو دوسرے قبضے میں ہو تو قبضہ نے مجھے یکھ کر ان وقت میں

و مثلاً غزوہ و ضمان کو صر مبیہ کیا تھا قبضہ نے اس انکار کیا مدعی سے گواہ طلب ہو کر اس نے کہا کہ مدعی علیہ گھر کی چوبیس انکار کیا تھا میں نے یہ گھر اوس سے خرید لیا تھا یا یہ نہیں کہا اور گواہ خرید نے ہزاروں گھر کے پیش کیے تو اگر گواہوں نے شہادت خریدی

دی بعد وقت جبکہ و مثلاً شوال یا یقعدہ میں صر تو کو یہی مقبول ہوگی اور جو شہادت سی خرید کی قبل وقت جبکہ و مثلاً ماہ شعبان یا ربیع میں صر تو کو یہی مقبول نہوگی و بسبب تناقض اور مخالف دو بیان شہاد

اور دعویٰ کیونکہ مدعی کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ گھر قبل ماہ رمضان ملک میں مدعی علیہ کے تھا اور گواہوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہو کہ ملک میں مدعی کے تھا اور ایسی شہادت نامقبول کی و ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ زید نے مجھ سے یہ نو بی خریدی ہے زید نے

اوس سے انکار کیا اور مدعی جھگڑا چھوڑ کر چپ ہو رہا تو اب مدعی کو پوچھنا ہو کہ اوس نو بی سے وٹی کرے و اس واسطے کہ جب بائع کو حصول ثمن متعذر ہو گیا شری تو اسکی رضا فوت ہو گئی اور یہ موجب ہر انصاف نجات کو تو پھر وہ نو بی ملک بائع میں

آگئی تو وٹی و سکودرت ہوگی صر ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں سے دس درہم لیے ہیں پھر مدعی ہو کہ وہ روپیہ زینف تھے یا نہر ج تھے تو اسکی تصدیق کجاوگی و یعنی قسم سے اسکا قول مقبول ہوگا صر اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ وہ درہم ستوقہ

تھے تو قول اسکا مقبول نہوگا اس طرح اگر ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں سے کھرے دس درہم لیے ہیں یا میں نے بانق پایا یا بائع نے کہا میں نے ثمن وصول پائی یا پورا لیا میں نے بعد اسکے مدعی ہو کہ وہ درہم زینف یا تو قہ یا نہر ج تھے تو اسکی

تصدیق ہوگی و اس واسطے کہ یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کمال قبوض پر تو بعد اسکے دعویٰ نقصان کھتے مسمع ہوگا صر جاتا چاہیے کہ زینف اور نہر ج قسم سے ان درہم کے ہیں جنہیں چاندی غالب ہو ملوئی پر گریہ چاندی اور میں کھری کی

نسبت کم ہو کر اور کھوٹا پن نہر ج کا زیادہ ہو زینف کو تا جبر رد نہیں کرتے اور ان میں معاملہ جاری ہوتا ہو کہ یہ کریت المال زینف کو بھی نہیں لیتا کیونکہ بیت المال میں نہیں داخل ہوتے مگر وہ درہم جو نہایت کھر میں اور نہر ج کو تھار بھی پھیرتے ہیں

نہر ج کی تفسیر میں اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں وہ درہم جو جسکا سمت گیا ہو بعض یہ کہتے ہیں کہ چاندی جسکی خراب ہو اور ستوقہ وہ درہم ہو کہ اسکا تانبا اندر ہو اور چر نیچے پت چاندی کی ہو و صر زید کے کہا کہ اس سے کثیرے مجھے ہزار درہم ہیں

سمرونے اسکے جواب میں کہا میرا نہر ج ہے اور کچھ نہیں ہو کر کہنے لگا نہیں بلکہ ہزار درہم ہیں تو زید کو کچھ لازم نہ آوگا و اس واسطے

اس مسئلہ میں صورت
مسائل کی یوں صورت
عوض کیا کہ تو نے شہادت
یہ نو بی خریدی ہے زید نے
تو نے نہر ج سے کہا کہ زید نے
اور میں نے کمال قبوض
پر تو بعد اسکے دعویٰ
نقصان کھتے مسمع ہوگا
صر جاتا چاہیے کہ زینف
اور نہر ج قسم سے ان درہم
کے ہیں جنہیں چاندی غالب
ہو ملوئی پر گریہ چاندی
اور میں کھری کی نسبت
کم ہو کر اور کھوٹا پن
نہر ج کا زیادہ ہو زینف
کو تا جبر رد نہیں کرتے
اور ان میں معاملہ جاری
ہوتا ہو کہ یہ کریت المال
زینف کو بھی نہیں لیتا
کیونکہ بیت المال میں
نہیں داخل ہوتے مگر وہ
درہم جو نہایت کھر میں
اور نہر ج کو تھار بھی
پھیرتے ہیں نہر ج کی
تفسیر میں اختلاف ہے
بعض یہ کہتے ہیں وہ درہم
جو جسکا سمت گیا ہو
بعض یہ کہتے ہیں کہ
چاندی جسکی خراب ہو
اور ستوقہ وہ درہم ہو
کہ اسکا تانبا اندر ہو
اور چر نیچے پت چاندی
کی ہو و صر زید کے
کہا کہ اس سے کثیرے
مجھے ہزار درہم ہیں
سمرونے اسکے جواب
میں کہا میرا نہر ج
ہے اور کچھ نہیں ہو
کر کہنے لگا نہیں بلکہ
ہزار درہم ہیں تو زید
کو کچھ لازم نہ آوگا
و اس واسطے

کہ پہلے خود عمر نے اپنے حق کی نفی کر کے نیک کے قرار کو رد کر دیا تو اب پھر دعویٰ بغیر حجت اور دلیل کے مسموع نہ ہوگا **ص** زید نے
 عمر پر دعویٰ کیا ایک مال کا عمر نے اس کے جواب میں کہا تیرا مجھ پر کچھ نہ تھا تب میں نے گواہ قائم کیے اسی مال پر سو سو ت عمر نے کہا
 کہ میں مال شکوہ دار کا چکا ہوں یا تو مجھ کو اس مال سے یہی کر چکا ہے اور اس امر پر عمر نے گواہ قائم کیے تو عمر کے گواہ مسموع و منظور
 ہونگے **ف** اما زفر نے نزدیک منظور ہونگے بوجہ تناقض کے ہم یہ کہتے ہیں کہ بیان تناقض نہیں ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی
 کسی کا کچھ نہیں ہوتا لیکن اسے رفع نزاع کے مال یا قبول کرنا ہو **ص** اور اگر عمر نے جواب دعویٰ میں اتنا اور کہا کہ میں شکوہ
 پہچانتا بھی نہیں تو اب گواہ اس کے لئے مال یا ابراہمی ہے مسموع و منظور ہونگے بسبب ظہور تناقض کے اور نہ ممکن ہے توفیق کے
 کیونکہ دوا و مستد اور لین دین اور معاملہ اور ایفاء اور ابراہ و شخصوں میں بدون معرفت اور شہادت سائی کے نہیں ہو سکتا اور قدوری
 نے ذکر کیا ہے کہ گواہ اس کے مسموع و منظور ہونگے اس واسطے کہ مرد گوشہ نشین جو پردہ میں رہتا ہے اور عورت پردہ نشین گاہے حکم
 کرتی ہیں اپنے وکیلوں کو واسطے ارضی کرنے مدعی کے اور وہ مدعی علیہ کی طرف سے مدعی کو مال دیکھ راضی کر لیتے ہیں جو جو اس بات
 کہ مدعی علیہ مدعی میں شہادت سائی نہیں ہوتی تو ممکن ہے توفیق اس طرح **ف** جاتا چاہیے کہ دفع تناقض میں بعضوں کے
 نزدیک امکان توفیق کافی ہے اور بعضوں کے نزدیک ضروری ہے کہ مدعی توفیق کی وجہ کی تصریح کرے اول قول کی وجہ یہ ہے کہ جب
 توفیق ممکن ہوئی تو تناقض تحقق نہ ہوگا پس حل کیا جاوے گا کلام اوپر توفیق کے تاکہ دعویٰ مدعی کا بطلان محفوظ رہے قول
 ثانی کی وجہ یہ ہے کہ ضروری مدعی میں صحت یقیناً تو صرف امکان صحت مدعی علیہ کو باطن کرینگے باثبات حق مدعی میں نہ ہوتا
 جہاں پر شک واقع ہوئے صحت دعویٰ میں تو وہاں امکان صحت کافی نہ ہوگا مثلاً ایک شخص مدعی ہوا ہے کہ جب گواہ
 اس سے طلب ہو تو گواہ کہے کہ لا سکا تو مدعی ہو گیا بشر کا اور گواہ قائم کیے بشر اور یہ بیان نہیں کیا کہ شر مدعی کی قبل وقت
 بڑا بعد وقت ہے کہ تو یہی مقبول ہوگی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ توفیق جبکہ ہو اور اس صورت میں دعویٰ باطل ہے جاتا ہے جیسا کہ اوپر گذر
 اور احتمال ہے کہ شر بعد وقت ہے کہ توفیق جبکہ ہو اور اس صورت میں دعویٰ صحیح ہو جائے تو اب شک ہے کہ صحت دعویٰ میں تو ہم صحیح نہ کرنا
 دعویٰ کو شک اس واسطے کہ قایم مافی الباب یہ ہے کہ شر تحقق ہوگی قبل ہے کہ تو دعویٰ ہے کہ یہ جتنی ہونگے کہ پہلے میں اس مکان میں
 تھا لیکن وہ عقد مرتفع ہو گیا اور پھر اسکی ملک میں مکان آیا گیا پھر اس نے یہ کہ کیا تو ضرور توفیق قائم کرنا گواہوں کا اور یہ ہے کہ جب
 نہ ہوئے اس پس گواہ ہے کہ تو دعویٰ اس کا صحیح ہوگا اور مدعی علیہ کا حق شک باطل ہوگا اور جہاں پر شک نہ ہو صحت دعویٰ
 میں تاکہ از سر آجیے ابطال حق مدعی علیہ کا ساتھ شک کے تو وہاں امکان توفیق کافی ہے جیسا کہ قائم کیے گواہ مدعی ہونے اور پڑے
 مدعی نے یا ابراہمدعی کے بعد نکال کر دئے اسی مدعی علیہ کے مدعی سے اور قائم کرنے مدعی کے گواہ پر مدعی کے یا قائم کیے گواہ اوپر پھر کے
 بعد وقت ہے کہ ان صورتوں میں شہادت مقبول ہوگی تو یاد رکھ اس قاعدہ کو کہ کثیر النفع ہے پھر جان تو کہ تناقض جب مانع ہے
 صحت دعویٰ کا کلام اطلال فیہ واثبات حق کا ایک شخص میں کے واسطے تو اگر ایسا ہوگا نہیں مانع ہوگا صحت دعویٰ کا جیسا کہ کہا ایک شخص نے
 نہیں حق کی میرا کسی تم قندی پر پھر دعویٰ کیا ایک شخص سکن عمر قندی پر مسموع ہو دعویٰ اس کا اور اگر کلام پہلا شخص معین کے لیے
 صادر ہوتا جیسے کہ کہ نہ یہ ہے کہ دعویٰ نہیں یا کوئی حق نہیں پھر دعویٰ کہے تو باطل گنا جاوے گا بسبب تناقض کے گناؤں کا اصل
 معنی یاد **ص** زید نے دعویٰ کیا عمر پر کہ میں نے غلام خرید لیا تھا ہزار روپیہ کو اور زید یہ میں تجھے دیکھا اب ہمیں عیب کیا

دعویٰ میں توفیق کافی ہے

دعویٰ میں توفیق کافی ہے

تو میں رد کرتا ہوں اس کو بسبب عیب کے تو میرے روپ میں کے واپس کر عرنے انکار کیا اصل بیع کا **ف** یعنی یہ غلام صیغہ تیسرے ہاتھ نہیں بیجا حاصل قائم کیے نہ میں نے گواہ بیع پر بعد اس کے عروہ نے جواب دیا کہ وقت بیع کے میں نے شرط کر لی تھی ہر عیب کے برائے کی **ف** یعنی یہ شرط کر لی تھی کہ اگر ایمن کوئی عیب ملے تو اس کے مواخذہ میں برائی نہ غرض عروہ کی اس سے یہ کہہ رہا ہوگا **ص** اور گواہ قائم کیا اس بات پر تو یہ گواہی سمیع نہ ہوگی بوجہ تناقض کے اور ابو یوسف کے نزدیک مقنع عمل ہے **ف** وہ قیاس کرتے ہیں اس سال کو اوپر جو گذر کر زید نے دعویٰ کیا عروہ پر ایک مال عروہ نے کہا تیرا مجھ پر کچھ نہ تھا الیٰ اخیراً طریقوں اس کا جواب یوں دیا کہ وہ مسائل میں کھڑا اور دین بھی یوں ہی اس سے رفع نزاع کے اور دیا جاتا ہے اور اس جگہ دعویٰ مدعی علیہ کا بابت برائت کے عیب سے مستدعی ہر بیع کو اور بیع کا وہ انکار کر چکا تھا تو اب بوجہ تناقض کے مقبول ہوگا **ص** اگر ایک شخص نے ایک تمسک لیا اور وہ کسی اخیر میں انشاء اللہ لکھ دیا تو سوا مضمون تمسک کا باطل ہو جاوے گا اور نزدیک صاحبین کے آخری فقرہ کا ایک شخص نے لیا اور اس کی زوجہ نے کہا میں لمان ہوئی بعد موت اس کے کے **ف** یعنی موت کے وقت میں بھی نصرانی تھی غرض اس کی یہ ہر کہ محروم ہو میرے سے بوجہ اختلاف دین کے **ص** اور باقی وارثوں نے نصرانی کے کہا کہ تو مسلمان ہوئی تب اس کے تو قول ورثہ کا قسم سے مقبول ہوگا اسی طرح اگر ایک مسلمان مرے اور اس کی زوجہ نے کہا کہ میں لمان ہوئی تھی صلت اس کے اور باقی ورثہ نے کہا کہ تو مسلمان ہوئی بعد اس کے تو قول ورثہ کا قسم سے مقبول ہوگا اور زفر کے نزدیک پہلے مسائل میں قائل عورت کا مقبول ہوگا زید کے پاس عروہ کی کچھ امانت تھی اور عروہ گیارہ زید نے بعد وصال موت کے کہا کہ خیالہ بیٹیا عروہ کا ہیں عروہ کا سوا اس کے اور کوئی وارث نہیں ہے تو وہ امانت خالہ کو دیکر اور اگر بعد بھرنے کے کہ عروہ کا بیٹا تھا اور خالہ کا تھا کہ یہ تو قاضی کل الخالہ ہی کو دلا دیکھا **ف** اس وقت کہ قرار دیا کہ کوئی مذہب نہیں ہے اور ثانی کا مذہب موجود تھا قرار اول تو صحیح ہوگا **ص** اگر کسی کا قرض میت پر ثابت ہوا شہادت یا وارث ثابت ہوئی گواہ اور گواہوں نے یہ کہا کہ ہم سوا اس کے اور کوئی قرض خواہ یا وارث میت کا نہیں جانتے اور مال میت کا تقسیم ہوا اور قرض خواہ اور وارثوں میں تو اب و فقہانیت نے بیجا لگی اس بات کی کہ اگر کوئی وارث یا قرض خواہ پیدا ہو گا تو اس کا حصہ بیٹے اور بعض قاضی جو احتیاطاً صحیح رہیں ضمانت لیتے ہیں ظلم ہے اور صحیح کے نزدیک ضمانت بیجا لگی **ف** اور اگر وارث یا وارث ثابت ہو تو بالاتفاق ضمانت بیجا لگی اور جو گواہ نے یہ کہا کہ ہم سوا اس کے اور کوئی وارث یا قرض خواہ کو مست نہیں جانتے تو بالاتفاق ضمانت بیجا لگی درختار **ص** ایک کلمہ جو کہ قبضہ میں ہو اس طرح دعویٰ کیا اور حجت قائم کی کہ یہ کلمہ مجھ کو اور میرے بھائی عروہ کو جو غائب عروہ میں تھا کہ بابت پوچھا تو قاضی نے صفا دس گھنٹہ کا دلا دیا اور باقی مکان کو عروہ کے آئے تک کے پہنچنے تک دیا اور اس ضمانت نے کا برابر ہو کر کہنے قرار کیا ہو زید کے عروہ کا یا انکار ضروری نہ ہوگا اگر بکر نے کہا کہ یہ ہو زید کے عروہ تو باقی مکان کے اس کے قبضہ میں نہ ہو گئے ہو سکتے کہ ان کے سبب سے ایک خیانت ظاہر ہوئی تو لیا جاوے گا اس اور ایک امین کے پاس چھوڑا جاوے گا اور اگر نہ انکار کیا ہو تو البتہ باقی مکان کو عروہ کے قبضہ میں نہ ہونے دینگے اور ضمانت اس کے لینے اور اگر یہ صورت منقول میں واقع ہوئی تو امین بھی یہی اختلاف ہے **ف** یعنی انکار اور عدم انکار دونوں صورت میں اس کے پاس نہ ہونے دینگے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک انکار کی صورت میں اس کے لینے کے **ص** اور بعض نے لکھا کہ منقول بصورت انکار بالاتفاق امام اور صاحبین نے لیا جاوے گا مسالہ ایک شخص نے وصیت کی کہ ثلث مال میرے ملائے کو دینا تو قبرم کے مال میں ثلث دیا جاوے گا **ف** خواہ مال زر کو ہو یا غیر مال زکوہ **ص** اس کو کسی نے یہ کہا کہ مال میرے ملائے میں ہے

لے جانے والا
نہیں وارث
منقول ہو

اور ہماری دلیل اہل کتاب اور ہر مین مسطور ہے تو قاضی یا قاضی کا میں اگر کسی کے غلام کو اس کے قرض خواہوں کے لیے بچا کر شہر سے شہر سے لے لے کر وہاں تک کہ تلف ہو جائے اور غلام کسی اور کے ہاتھ آجائے تو قاضی بالین قیامت کے دن اس کو بکے مشتری قرض خواہوں کے غلام کے قرض وصول کرے جس کے لیے غلام بچا گیا تھا اور اگر وہی قیامت کے قرض خواہوں کے بے غلام کو قاضی کے حکم سے بچا اور غلام کسی اور کا لکھلا مشتری کے قبضے سے پہلے مر گیا اور قرض ماؤ کی ضمانت ہو گئی تو مشتری قرض و می سے بچیرے اور وہی اور قرض خواہوں سے جس کے لیے غلام بچا تھا مسالہ جاننا چاہیے کہ قاضی یا مالک عادل ہو یا جاہل عادل یا غیر عادل یا جاہل غیر عادل تو اگر پہلی قسم کا قاضی کسی شخص سے کہے کہ میں نے اس کے قطع یہ کیا سنگسار کر کے کا یا مارنے کا حکم کیا ہے تو تو اس کا ہاتھ کاٹ یا سنگسار کر یا تو اس شخص کو موت ایسے قاضی کے کہنے سے یا محال کرنا جائز نہیں اور اگر دوسرے قسم کے قاضی نے یہ کہا تو ضرور ہر اس شخص کو کہ سبب ان سزاؤں کا دریافت کرے اگر وہ قاضی سبب اس کا بھی طرح بیان کر دے وہ تو مثلاً زانیہ کے کہ میں نے زنا کے مرتکب سے ہتھ دیا کہ اس طرح معروف ہو کر حکم کیا میں نے جمع کیا اس مرتبہ کہ میرے نزدیک دلیل سے ثابت ہو کر اس نے مال انصاف ایک جاسے محفوظ محرز سے لیا جہاں کوئی مشتبہ نہیں اور قصاص میں کہ اس نے قتل کر دیا یا لاشہ کفایہ صورتوں یا فعال کرنا اس کو درست ہو اور اگر بھی طرح سبب اور نکلیاں نکرسکے تو درست نہیں اور تیسری اور چوتھی قسم کے قاضی کا قول ہرگز قبول نہ کرے و اگر دوسرے صورت میں جب وہ شخص سبب حکم کیجے ہو وہ کھلا ہو یا نہ ہو تو اس کے نزدیک کسی قاضی کے کہنے سے یا فعال نہ کرے تا وقتیکہ حجت ثبوت کو ماثلاً نہ کر لے اور علمائے ہکوپ نہ کیجے یا نہ کرنا میں اور عیون میں کہ یہی کا فتویٰ ہر دس ہخندار لیکن ہر الزامی میں ہر کہ میں نے بعد اس کے صدر الشہید کی شرح اب القاضی میں دیکھا کہ محمد نے شخص کے قول کو طرف رجوع کیا چنانچہ ہشام نے محمد سے رجوع کی روایت کی ہر انتہی اصعدت میں بنتی تو ان شخص کا ہو گا اور وہی قیاس کو موافق ہے اگر مغلزول قاضی زبرد سے کہے کہ میں نے تجھے جو ہر زبرد پہ لیے تھے وہ عمر کے روپ ثبات کر کے لیے تھے اور وہ میں نے عمر کو حوالے کر دیا میں نے جو تیرے ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا تھا تو فلاں حق میں اور تیرے دعویٰ کیا کہ تو نے مجھ سے ہر زبرد وہ پہیہ غلط سے لیے تھے یا ہاتھ کے کاٹنے کا حکم غلط سے ناحق دیا تھا تو قاضی ہی کا قول بلا قسم معتبر ہو گا جب یہ اس بات کا قرار کرتا ہو گا کہ غیر قاضی نے حالت قصاص میں اس کے لیے ہر اور جو اس بات کا انکار کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ تو نے یہ فعل مجھ سے قبل قصاص کے کیا تھا یا بعد غزل کے تو اگر زبرد نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو قاضی مبطل ہو جائیگا اس فعل میں اور اگر زبرد کے پاس گواہ نہیں ہیں تو قاضی ہی کا قول معتبر ہو گا مسائل الحاقیہ ایک شخص دوسرے کو قتل کر ڈالا بعد اس کے جب ماخوذ ہو تو یہ کہنے لگا کہ وہ مرتد ہو گیا تھا یا او شیر یا کویہ قتل کیا تھا اس سوچنے اور قتل کی تہ قبول قابل کا سمجھنا ہو گا اس کے اعتبار میں مکرشی اور یا تکی گوروز کے بل پر چاہر شخص دوسرے کو قتل کر کے یہی کہیگا جو غیر قاضی پر واجب ہے اور کسی حجت لینا درست نہیں جیسے نکاح کرنا منکر یا قاضی پر زبان سے فتویٰ بیان کر دینا اور تفریق فتویٰ پر اس کو اجرت لینا ہر اس طرح قاضی کو سبالات وغیرہ کی کتابت پر اجرت لینا بقدر اجرت مثل درست ہر ہی قول خسار اور قاضی کا بچہ بیت المال میں سے دیا جاوے گا اور یہ خرچ جزا ہو جس کی یعنی قاضی جو سبب سے خارج ضروریہ وغیرہ چھوڑ کر کا بیٹھا تھا اور اس میں ہر عرض ہر اجرت نہ کرے قصاص بات پر اور جلدت پر اجرت لینا درست نہیں قاضی کو یہ ہو چکی کہ اگر وہ ہر کا ملوہ ملوہ ملوہ

یعنی قاضی یا قاضی کا میں اگر کسی کے غلام کو اس کے قرض خواہوں کے لیے بچا کر شہر سے شہر سے لے لے کر وہاں تک کہ تلف ہو جائے اور غلام کسی اور کے ہاتھ آجائے تو قاضی بالین قیامت کے دن اس کو بکے مشتری قرض خواہوں کے غلام کے قرض وصول کرے جس کے لیے غلام بچا گیا تھا اور اگر وہی قیامت کے قرض خواہوں کے بے غلام کو قاضی کے حکم سے بچا اور غلام کسی اور کا لکھلا مشتری کے قبضے سے پہلے مر گیا اور قرض ماؤ کی ضمانت ہو گئی تو مشتری قرض و می سے بچیرے اور وہی اور قرض خواہوں سے جس کے لیے غلام بچا تھا مسالہ جاننا چاہیے کہ قاضی یا مالک عادل ہو یا جاہل عادل یا غیر عادل یا جاہل غیر عادل تو اگر پہلی قسم کا قاضی کسی شخص سے کہے کہ میں نے اس کے قطع یہ کیا سنگسار کر کے کا یا مارنے کا حکم کیا ہے تو تو اس کا ہاتھ کاٹ یا سنگسار کر یا تو اس شخص کو موت ایسے قاضی کے کہنے سے یا محال کرنا جائز نہیں اور اگر دوسرے قسم کے قاضی نے یہ کہا تو ضرور ہر اس شخص کو کہ سبب ان سزاؤں کا دریافت کرے اگر وہ قاضی سبب اس کا بھی طرح بیان کر دے وہ تو مثلاً زانیہ کے کہ میں نے زنا کے مرتکب سے ہتھ دیا کہ اس طرح معروف ہو کر حکم کیا میں نے جمع کیا اس مرتبہ کہ میرے نزدیک دلیل سے ثابت ہو کر اس نے مال انصاف ایک جاسے محفوظ محرز سے لیا جہاں کوئی مشتبہ نہیں اور قصاص میں کہ اس نے قتل کر دیا یا لاشہ کفایہ صورتوں یا فعال کرنا اس کو درست ہو اور اگر بھی طرح سبب اور نکلیاں نکرسکے تو درست نہیں اور تیسری اور چوتھی قسم کے قاضی کا قول ہرگز قبول نہ کرے و اگر دوسرے صورت میں جب وہ شخص سبب حکم کیجے ہو وہ کھلا ہو یا نہ ہو تو اس کے نزدیک کسی قاضی کے کہنے سے یا فعال نہ کرے تا وقتیکہ حجت ثبوت کو ماثلاً نہ کر لے اور علمائے ہکوپ نہ کیجے یا نہ کرنا میں اور عیون میں کہ یہی کا فتویٰ ہر دس ہخندار لیکن ہر الزامی میں ہر کہ میں نے بعد اس کے صدر الشہید کی شرح اب القاضی میں دیکھا کہ محمد نے شخص کے قول کو طرف رجوع کیا چنانچہ ہشام نے محمد سے رجوع کی روایت کی ہر انتہی اصعدت میں بنتی تو ان شخص کا ہو گا اور وہی قیاس کو موافق ہے اگر مغلزول قاضی زبرد سے کہے کہ میں نے تجھے جو ہر زبرد پہ لیے تھے وہ عمر کے روپ ثبات کر کے لیے تھے اور وہ میں نے عمر کو حوالے کر دیا میں نے جو تیرے ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا تھا تو فلاں حق میں اور تیرے دعویٰ کیا کہ تو نے مجھ سے ہر زبرد وہ پہیہ غلط سے لیے تھے یا ہاتھ کے کاٹنے کا حکم غلط سے ناحق دیا تھا تو قاضی ہی کا قول بلا قسم معتبر ہو گا جب یہ اس بات کا قرار کرتا ہو گا کہ غیر قاضی نے حالت قصاص میں اس کے لیے ہر اور جو اس بات کا انکار کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ تو نے یہ فعل مجھ سے قبل قصاص کے کیا تھا یا بعد غزل کے تو اگر زبرد نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو قاضی مبطل ہو جائیگا اس فعل میں اور اگر زبرد کے پاس گواہ نہیں ہیں تو قاضی ہی کا قول معتبر ہو گا مسائل الحاقیہ ایک شخص دوسرے کو قتل کر ڈالا بعد اس کے جب ماخوذ ہو تو یہ کہنے لگا کہ وہ مرتد ہو گیا تھا یا او شیر یا کویہ قتل کیا تھا اس سوچنے اور قتل کی تہ قبول قابل کا سمجھنا ہو گا اس کے اعتبار میں مکرشی اور یا تکی گوروز کے بل پر چاہر شخص دوسرے کو قتل کر کے یہی کہیگا جو غیر قاضی پر واجب ہے اور کسی حجت لینا درست نہیں جیسے نکاح کرنا منکر یا قاضی پر زبان سے فتویٰ بیان کر دینا اور تفریق فتویٰ پر اس کو اجرت لینا ہر اس طرح قاضی کو سبالات وغیرہ کی کتابت پر اجرت لینا بقدر اجرت مثل درست ہر ہی قول خسار اور قاضی کا بچہ بیت المال میں سے دیا جاوے گا اور یہ خرچ جزا ہو جس کی یعنی قاضی جو سبب سے خارج ضروریہ وغیرہ چھوڑ کر کا بیٹھا تھا اور اس میں ہر عرض ہر اجرت نہ کرے قصاص بات پر اور جلدت پر اجرت لینا درست نہیں قاضی کو یہ ہو چکی کہ اگر وہ ہر کا ملوہ ملوہ ملوہ

کی قبول کیا ہو اس واسطے کہ اگر کوئی ایسی فسق سے اور شائع ہو گیا ہو فسق کو کون میں بدعت یا عی کے عادل کو اقل قلیل میں قبول ہو
 ہلکے مقدمات کی بنا پر ہوگی اور لازم ہوگا فیض حقوق الناس اور یہ محض ہر شرعاً اور عرفاً اور فقہاء سے متفق ہیں یہ منقول
 عرفاً ہے تا تا رہا یہ میں ترکہ مقبول ہوگی شہادت فاسق کی اس واسطے کہ فسق اور سہ طاری ہو اور اصل میں وہ سعید ہے نہ فاسق
 حضرت علی کو میں ذی سعادۃ یعنی بہترین صاحب عبادت ہے اور اسی پر اعتماد ہے انتہی مگر یہ ضرور ہے کہ وہ فاسق صاحب مروت
 اور عباد ہو کہ نہ بالکل ذلیل و ذلیل تفسیر طبری میں قاضی ثناء اللہ صاحب مرحوم کہتے ہیں بل فی زمانہ انا ہذا لافاسق
 اذ اکان وجیہاً ذامس و یغلب علی الظن انہ لا یکذب فی الشہادۃ او دلت القرائن علی صدقہ بقبول
 شہادۃ یعنی ہمارے زمانے میں فاسق اگر صاحب عبادت ہو اور صاحب مروت اور غالب ہو ظن قاضی پر ہے کہ وہ
 محوٹ نہ ہو لیکر شہادت میں یا قرینہ دال ہو اس کی راست گوئی پر تو قبول کیا و لکی شہادت اس کی اور جامع الفتاوی
 میں ہے و اما شہادۃ الفاسق فان شہرہ القاضی الصمدی فی شہادۃ تہ تقبل و لا فلا یعنی شہادت فاسق
 کی اگر قاضی کے گمان میں ہو کہ صدق اس کا تو قبول کیا و لکی ورنہ نہیں قبول کیا و لکی شامی نے نقل کیا درر سے و فی الفتاوی
 القاعدۃ ہذا اذا غلب علی ظنہ صدقہ و هو مما یحتفظ و طاهر قلبہ و هو مما یحتفظ اعتماد ہے یعنی قبول شہاد
 فاسق جب ہو کہ قاضی کے گمان غالب میں اس کا صدق ہو اور یہ دون باتوں میں ہے کہ یا دیکھی جاوے گی اور ظاہر قبول اس کا
 یا درکھا جاوے گی کہ سپر اعتماد ہے و شیخ ابن التمام جو لکھا کہ تعلیل بمقابلہ نص ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نص صرف اہل تہ و ولایت کو ہی ہے
 کہ شہادت دو عہدوں کی قبول کیا و لکی اس بات پر کہ فاسق کی قبول نہ کیا جائے کیونکہ یہ مفہوم مخالف ہے اور وہ ہمارے صاحب خفیہ کے
 نزدیک حجت نہیں ہے و فافہم و استقم ص اور یہ بھی شرط ہے کہ شہادہ لفظ شہادت کہے و یعنی اشد بعیدہ
 مضل جس کے معنی یہ ہیں گواہی دینا ہوں میں دس ہزار درجہ اس شرط کی یہ ہے کہ جتنے مخصوص شہادت کے آئے ہیں سب میں
 لفظ شہادت نہ کر دینا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فاشہد و اذوی حدیث میں کہ اور فرمایا فاشہد و اذ انبا کفتم و اسناد
 شہدین من رجال الکوفۃ استسجدوا علیہم و اعلیہم و اربعۃ عشر کوا و فرمایا حضرت علیہ الصلوۃ والسلام اذ آیت مثل
 الشمس فاشہد و لا فاشہد اور یہ حدیث اس لفظ سے غریب ہے بیان روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما و علیہ السلام
 سے کہ فرمایا اپنے ایک شخص کو کہ دیکھتا ہوں آفتاب کو بولایا کہ فرمایا اس کے مثل گواہی دے یا چھوڑ دے و خارج کیا اس کا ابن عدی
 ساتھ ہنا و ضعیف اور تصحیح کی اس کی حاکم نے لیکن خطا کی بلوغ الدلائل ص تو اگر شاہد نے لفظ شہادہ نہ کہا بلکہ کہا
 اعلم یا یقین یعنی جانتا ہوں میں یا یقین رکھتا ہوں تو اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی تا مگر اعظم کے نزدیک قاضی شاہر کی
 ظاہری عدالت پر التفکر کے اس کی کیفیت دریافت نہ کرے بیان تک کہ خصم نہ کرے و کیونکہ روایت کیا ابن
 ابی شیبہ مصنف میں کتاب البیوع میں مردن شعیب کے انھوں نے اپنے باپ انھوں نے اپنے دادا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ و آلہ وسلم نے مسلمان عادل میں بعض ان کے اور بعض کے مگر جب کو حدیث نہ لگی ہو اور کبھی حضرت عمر نے ایک شخص کو فرمایا
 کہ اے لو میں لکھا کہ مسلمان عادل میں بعض ان کے اور بعض کے مگر جب کو حدیث نہ لگی ہو اور کبھی حضرت عمر نے ایک شخص کو فرمایا
 و لا میں یا قرینہ میں روایت کیا اس کو کہ قاضی نے ایک طریق سے کہ وہ میں عبد اللہ بن جحید ہے اور وہ ضعیف ہے

در شرح

حرف فری کے ایک شخص کی ہر اور دو کا ہونا متضاد ہے اور یہ نہیب امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے ہر اور محمد کے نزدیک وہ شخص منحور
ہیں اور یہ تعلقات اس ترکیز میں ہر جو خفیہ ہو اور نہ کیے علانیہ میں خصائص کے کما کر دو آدمی ضرور ہیں جس کے نزدیک اسی واسطے
کہ ترکیہ علانیہ مثل شہادت کے پھر وہاں تک کہ ترکیہ علانیہ غلام اگر گرتے تو درست نہیں ہر جو **تخلیفات** ترکیہ خفیہ کے
کہ او میں عبد فری ہو سکتا ہے حدایہ صرور ضرور کہ فری عدل ہو کہ تو ترکیہ فاسق اور مہول کمال درست نہیں ہر جو
مہول کمال وہ شخص جسکی عدالت اور فساد کا علم ہو کہ **ص** جسے اپنے قانون سے تابع کو **ف** یعنی بائ کی زبان سے
بعت کہتے اور مشرعی کی زبان سے اشریت کہتے **ص** یا اقرار کو **ف** یعنی مقبر کی زبان سے **ص** یا قاضی کی
زبان سے اسکا حکم سنایا آنکھوں سے دیکھا مثلاً غاصب کو غصب کرتے ہوئے یا قاتل کو قتل کرتے ہوئے تو اسکو شہد
دینا درست ہر اگر چہ وہ اسوقت گواہ نہ بنایا گیا ہو کہ **ف** حامل مطلب یہ ہر جو چیزیں سننے سے متعلق ہیں جیسے بیع و ہب
زبانی یا اقرار سانی یا حکم قاضی تو وہ اسکو اگر اپنے قانون کے زبانی مشہود علیہ کے لئے تو شہادت دینا اسکی درست ہے اور جو چیزیں
دیکھنے سے متعلق ہیں مثلاً بیع تعاملی یا اقرار تحریری یا قتل یا غصب تو اسکو جب ہی آنکھوں سے دیکھے تو گواہی دے گا لیکن بیع
کرایا جیسے کہ اگر ایک شخص نے اپنا اقرار شاہدوں کے دربر دلکھا اور کچھ نہ کہا تو یہ قرار نہیں اور گواہی دینا اسطرح کہ اس نے
اقرار کیا حلال نہیں اگر چہ وہ کتابت تصدیق اور مرسوم ہو اسطرح کہ شخص غائب کو بطریق رسالت اور پیام کے یوں لکھے کہ بعد
وصلوہ معلوم کرایا جیسے کہ تھاک میرے اوپر اتنے روپے آتے ہیں کہ نہ کھانگے نہ آرائش سیاہی یا قلم کے لیے ہوتا ہے البتہ اگر لکھا شود
سائے پڑے تو انکو گواہی دینا اسکی درست ہے اگر چہ وہ انکو گواہ نہ کرے اسطرح اگر شہاد کو کسی اور نے اور کا بننے کما کہ
گواہ رہو تم اس روپیہ کے میرے اوپر اور اگر کا بنے گواہوں کے سامنے لکھ کہ کما کہ قلم کا بنے گواہ رہنا میرے اوپر تو اگر انکو گواہوں کو
مضمون تحریر معلوم ہو گیا تھا تو اقرار کیا گیا ہوا نہ نہیں **ص** طحاوی و شاکر **ص** گواہی گواہی شکر او سپر گواہی نہ جب تک
وہ گواہ اسکو گواہ بنا دے اور اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ شاہد کو زبرد قاضی کے گواہی دیتے دیکھا اور اسکی گواہی خفی زوہب
اسکو اس گواہ کی گواہی پشہادت درست نہیں جب تک وہ شاہد کو گواہ نہ بنا دے دوسرے کہ ایک شاہد دوسرے شخص کو
اپنی شہادت سنا کر گواہ کر رہا تھا تو اسکو نہیں پہنچتا کہ اس شاہد سے گواہی سن کر یہ بھی شاہد علی الشاہد ہو جائے کیونکہ اس شاہد نے
اس شخص کو شاہد بنایا جسکو سنا رہا تھا نہ اسکو **ف** شاہد کی شہادت پر جو شاہد ہو اسکو عربی میں شاہد علی الشاہد کہتے ہیں
نہا میں ہر کہ اگر شاہد نے شاہد کو مجلس قاضی میں ادا شہادت کرتے دیکھا تو شاہد اول کو شہادۃ علی الشہادۃ دینا درست ہے
البتہ اس صورت میں جائز نہیں جب غیر مجلس قاضی میں وہ شہادت اپنی بیان کر رہا ہو اور اسکی بین پہلے مخالف نہیں
معلوم ہوا ہو تو صحیح اس صورت میں وہی ہے جو نہا میں ہر اور یہی تنبیط تعیل صاحب ہر یہ معلوم نہیں کہ صد الشہادۃ
اسکے خلاف کہان سے کما **ص** اور وہ شخص گواہی دے کہ جو جسے اپنا لکھا دیکھا اور عاثر اسکو یا وہ میں بند رہا مام صاحب
ک **ف** خلاصہ میں ہر کہ امام غفرلہ نے صحیح امور میں تنگی اختیار کی لہذا اول روزیت احادیث میں قلت واقع ہوئی ہر جو
کثرت ہر احادیث اسواسطے کہ امام نے بارہ سو مرویات سے سماعت کی مگر امام کے نزدیک حفظ شرط وقت سماع کا نہ ہوتا
کہ وقت میں تو امام کے نزدیک ہر جو واقعہ تاریخ اور قضاہ مال اور صفت مال دیکھا ضرور ہے تو اگر ان میں کوئی چیز ہو اسکو

دینا صحیح شہادت

دینا درست حدیث ہے امام

اور اسکو یقین ہو کہ میرا خط اور میری مہر تو اسکو گواہی دینا لائق نہیں اور اگر باوجود اسکے گواہی دیکھا تو وہ شاہد ہوگا
 کذا فی المنع صر اسواسطے کہ خط مشابہ ہوتا ہے خط کے اور نزدیک صاحبین کے درست ہے کہ جو چاہا اسکو میرا خط ہے
 اسواسطے کہ تبدیل و تبیین نادر ہے اور بعضوں کا کہ اگر کہ میں اختلاف نہیں اور یہ شہادت میں کسی ترمیم یا جائزہ کی گواہی
 اور میں یہ کہ قاضی نے شہادت پائی شاہد کی اپنے دفتر میں اور قاضی کو معلوم یا وہ نہیں تو صورت اپنی تحریر پر اعتماد کر کے مدعی علیہ
 پر حکم دیکھنا یا صاحبین کے نزدیک کیونکہ وہ دفتر جب اسکے قبضے میں ہے تو وہیں احتمال تغیر و تبدل کا نہیں ہوسکتا اور امام
 صاحب کے نزدیک نہیں دیکھتا صرف اپنی تحریر پر اعتماد کر کے جب تک کہ حادثہ یا وہ نہ ہو یہ خلاف تمسک کے یا اور کوئی دتا ہو یہ کہ
 کہ وہ خصم کے پاس رہتا ہوں تو اگر کہیں نے اپنی شہادت تمسک میں لکھی پائی اور اپنا خط اسنے چھپا لیا لیکن حادثہ یا وہ
 نہیں ہے تو اگر وہ تمسک مدعی کے ہاتھ میں نہ گیا ہو بلکہ محفوظ ہو جو قاضی یا شاہد کے پاس تو اسکو شہادت دینا درست
 صاحبین کے نزدیک ورنہ درست نہیں اور امام محمد کے نزدیک اگرچہ وہ تمسک مدعی کے پاس رہا ہو تب بھی شہادت
 دینا درست ہے جب کہ اسکو یقین ہو کہ میرا خط ہے اگرچہ چاند یا وہ نہ ہو لوگوں پر آسان کر نیکی کے لئے کذا فی المنع صر
 ایسی چیز کی گواہی نہ ہو جسکو معائنہ نہ کیا ہو و یعنی نہ اپنے کانوں سے نہ ہوشیور علیہ سے سماعی چیزوں میں اور
 نہ انکھوں سے دیکھا ہو نہ کھنے کی چیزوں میں صر سماع سے مگر نسب و موت و رنج و اور دخول و یعنی طبی وجہ
 ساتھ زوجہ کے صر اور ولایت قاضی و یعنی جب تک کہ فلاں شخص قاضی ہو ا فلاں نے شہر کا تو اسکو اس کے قضا
 کی شہادت درست ہے اگرچہ اسنے بار شاہ کو قاضی بناتے نہ دیکھا صر اور اصل وقت نہ شرائط وقف میں و اصل
 وقف مراد یہ ہے کہ فلاں مکان وقف ہے فلاں جماعت پر اور شرط اس سے زیادہ جو اور باتیں تعلق ہیں اس سے لیکر درخت
 میں ہے کہ قبول مختار شرائط وقف میں بھی شہادت سماعی جائز ہے ای طرح میں بھی صر شرائط اسکی ہے کہ شاہد کو ان باتوں
 کی دو عادل شخصوں یا ایک عادل مرد اور دو عورتوں خبر دی ہو و مگر یہ میں ہے کہ موت میں شاہد کو تائیدی کی ہے کہ ایک
 مرد یا ایک عورت جو صر اور ضرور ہے کہ شاہد ان صورتوں میں قاضی کے سامنے نہ کہد کیونکہ میں شہادت دیتا ہوں
 بسبب سماع کے تو اگرچہ کہدیکھا تو باطل ہو جاوے گی شہادت اسکی و اور تمہا میں ہے کہ بطلان شہادت اسی صورت میں
 ہے کہ شاہد یوں کہیں کہ میں نے گواہی دی اسواسطے کہ سنا ہے لوگوں سے اور اگر یوں کہیں کہ میں نے ہوشیور علیہ سے سنا ہے کیا لیکن
 ہمارے نزدیک شہادت شہور ہے تو جائز ہے سبب و دین تو گواہوں کو جاسیہ کہ شہادت مطلق دیوین ان مقدمات میں تو اگر
 استغناء کی نوبت نہ پونچے تو بہتر ہے اور اگر قاضی یا خصم استفسار کرے کہ تم یہ گواہی کس طرح دیتے ہو یا تم کو کہاں سے معلوم
 ہوا تو اسکا جواب بطور سے دیوین کہ ہمارے نزدیک یہ بات مشہور ہے اور سماع کا لفظ زبان پر نہ لاوین تا مشہور
 کو احی صانع ہو و صر ایک شخص نے نزدیک دیکھا بیٹھے مجلس میں کہ اس کے پاس تھا ہمیں آمد و رفت کیا کرتے ہیں
 تو اسکو گواہی دینا درست ہے نزدیک کے قاضی ہو نیکی یا ایک شخص نے دیکھا ایک مرد اور ایک عورت کو ایک کھڑے
 بستے میں اور پسین سطح کھل کھلا رہتے ہیں جیسے چور و خاند تو اس شخص کو اس بات کی گواہی دینا درست ہے کہ عورت
 زوجہ اس مرد کی ہے یا ایک شخص نے کوئی چیز سوا غلام لونڈی کے نزدیک کے قبضے میں اس طرح دیکھی جیسے مالک کوئی نظریں

در شہادت و قضا
 قاضی یا شاہد
 جامع فی فضیلت
 غلط است بایں
 اگرچہ در صورتی
 این گویان سے
 جواب علی من فی
 چون او قضا و قضا
 در گویان سے جو
 در انتہی

ہوتی ہو تو اسکو شہادت دینا اس بات کی درست ہے کہ چیز پر کسی ملک گرفت اگرچہ اسے سبب ملک شاہد کیا ہو
 بشرطیکہ شاہد کے دل میں علم یقین ہو جاوے کہ اس نے جو چیز پر دیکھا ہے وہی چیز ہے جس پر دیکھا گیا ہے اس کو بھی تو شہاد
 بالملک درست نہوگی خطا و اوہ علام لوندی سے مراد وہ علام لوندی ہے جو ماضی ہون کی اپنے دل کی بات کو بیان
 کر سکتے ہوں برابر اگر بالغ ہوں یا غیر بالغ تو ان میں صرف قبضے سے شہادت ملک جائز نہیں البتہ اگر علام لوندی تھا
 منفر ہوں کہ اپنے دل کی بات کو بیان نہ کر سکتے ہوں تو ان میں قبضے سے شہادت بالملک ہے سکتے ہیں ماسوائے اشیاء
 صحن جن شخص نے دیکھا ہی کہ میں نے یہ کے دفن کی وقت حاضر تھا یا اپنے اوپر نماز گزارہ ہے ہی تو یہی شہادت موت کے
 لیے مقبول ہوگی اس واسطے کہ مرنے وقت میں دیکھتے ہیں مگر اب یاد وادی تو حاضر ہوا دفن میں یا نماز گزارہ تھا
 معاذہ موت کے بعد عاودہ میں التباس نہیں ہوتا مسائل الحاقیہ جو شخص پہلے دین بیٹھا ہو اور اس پر وہی آئین
 شاہد ہے ایک کلام ساقا و سپر شاہد کو شہادت دینا درست نہیں مگر در صورتوں میں پہلی صورت یہ کہ شاہد کو معلوم ہو جاوے
 یہ بات کہ اس کو ٹھہری میں سوا مقرر کے اور کوئی نہیں ہے صورت اسکی یہ کہ شاہد کو ٹھہری کے اندر گیا اور وہاں فرقہ کو کھانچا
 باہر آکر وہ از پھر کو ٹھہری کے بیچ گیا اور اس کو ٹھہری کی راہ سوا دروازے کے اور کسی طرف نہیں آیا اب مقبرے کو ٹھہری
 کے اندر کسی بات کا اقرار کیا تو شاہد کو اسکی شہادت دینا درست ہے مگر اگر قاضی کے سامنے یہ کیفیت بیان کر دے گا تو شہادت اسکی
 مقبول نہوگی دوسری صورت یہ کہ مقررہ عورت پر شاہد نے اسکا جھٹہ دیکھا اور اسکی آواز سے بعد اس کے دو مردوں نے شاہد
 سے یہ کہا کہ یہ فلاں عورت بیٹی فلاں بن فلاں کی ہے تو بھی اسکو شہادت اس کے بیان پر درست ہے اور اگر شاہد نے اقرار کر کے
 اس عورت کا جھٹہ دیکھا تو اسکو گواہی دینا اس کے اقرار پر درست نہیں مگر یہ دو گواہوں سے کہ میں نے مقررہ فلاں بن فلاں
 کی بیٹی ہے اور جھٹہ کی قیمت یہ صورت کل گئی کہ اگر ایک عورت اپنے منہ کھول دیا گواہوں کے سامنے اور یہ کہا کہ میں فلاں فلاں
 بن فلاں کی بیٹی ہوں سینے پہنے خاوند کو مدد معاف کر دیا تو اب گواہوں کو بغیر دو مردوں کے بیان کیے کہ یہ فلاں فلاں بن فلاں
 کی بیٹی ہے اس کے اقرار پر شہادت دینا درست ہے جب تک وہ عورت زندہ ہے کیونکہ ممکن ہے شاہد ہوں کو اسکی طرف اشارہ کر دیوں اور
 جب مرنے کا اب اول گواہوں کو احتیاج ہے دو عاقلوں کے گواہی کی اس بات کہ مقررہ فلاں فلاں بن فلاں کی بیٹی ہے یا نہیں اسکا
 مدعی نے اپنے وجہ ثبوت دعوی میں خط اقرار مدعی علی کا پیش کیا مدعی علی نے اس سے انکار کیا اور قاضی نے اس سے لکھوایا اور دونوں
 خط ماہرین کی نگاہ میں کیا ان ایک ہی شخص کے لکھے معلوم ہو تو قاری الہادیہ کے قوی کے موافق مدعی علی پر حکم ملا مدعی کا قریب
 اگرچہ قاضی خان نے اسے فلاں کو صحت کہا ہے اور بہت سے قضاے اسکو رد کیا ہے اور در مختار میں قاضی خان کی تصحیح پر اعتماد کیا ہے
 لیکن بہ صحت میں اتفاق ہے کہ اگر وہ خط مستند و مرسوم عورت کے موافق ہو تو مدعی علی کے انکار کی تصدیق نہوگی اور بالی و سپر
 لازم کیا جاوے گا اور اگر مدعی علی نے اقرار کیا ہے کہ اس کا گواہی لکھا ہے اور مال سے انکار کیا یا شہادت اس امر پر گزند ہی اس پر
 کہ شاہدوں نے معافیہ کیا ہو اسکو لکھتے ہوئے مدعی علی کو یا مدعی علی نے لکھ کر شہود کو سنا یا ہووے اور وہ غیر مستند
 و معتمد ہوں جو کو حکم اس مال کا مدعی علی پر کر دیا جاوے گا اور اس کے انکار کی طرف التفات نہوگا یہ سلاصہ ہے
 تحقیق فقہائے متاخرین مثل قاری الہادیہ و محموی اور ابن عابین شامی اور طحاوی کا قاضی و مستقیم

اس کا اقرار کر دینا

اس کا اقرار کر دینا

اسی طرح قبول کیا گیا وہی شہادت دہی کی دہی پرستان بلکہ دین و دنیا کی ملت مخالفت ہو ایک دوسرے کے اورستان کی ستان میں
 اگر ایک ہی ولایت کے ہوں **ف** شہادت دہی کی قبول ہو جائے تو ایک اور نزدیک امام الکاظمی شافعی کے نہیں ہوگا
 اس واسطے کہ وہ فاسق ہو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَالْكَافِرُونَ هُمُ الْعَاسِقُونَ** اسی واسطے کہ شہادت دہی کا مسلمانیہ مقبول نہیں
 ہوگا اتفاق تو ہو گیا مثل مرد کے کہ شہادت اوسکی نہ دوسرے مرد پر مقبول ہے نہ مسلمان پر ولیس جاری ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے جائز رکھی شہادت نصاریٰ کی بعض کی اور میں بعض پر منع کیا اوسکا صاحب ہدیہ نے مگر یہ حدیث اس لفظ سے
 نہیں ملے ان روایت کیا ابن ماجہ سنن میں آنحضرت علیہ السلام کہ جائز رکھی کہ شہادت ذمیوں کی اور ذمیوں کے کفر
 اوسکا من حیث الاعتقاد وغیراں مقبول شہادت سے اس واسطے کہ کذب دیکھنے نزدیک بھی حرام ہے کیونکہ وہ ممنوع ہے حسب مقتضیات
 انتہی مافی الامایہ ملخصاً اورستان اگر جدا جدا ولایت کے رہتے ملے ہوں جیسے ترکیا اور روم تو ان کی شہادت ایک دوسرے کے
 مقبول نہوگی اسی طرح ستان میں کی شہادت مسلمان پر یوزومی پر بھی قبول نہوگی اور کفر میں اختلاف دین کا اس واسطے
 اعتبار نہوگا کفر سب کے ایک ہی ملت میں داخل ہیں صراحت قبول کی جاوے گی شہادت اوس شہان کی جو سبب ہیں
 عداوت رکھتا ہو **ف** یعنی اگر دو مسلمان میں عداوت دینی ہو تو شہادت ایک کی دوسرے پر مقبول ہوگی اس واسطے کہ عداوت
 دینی میں احتمال کذب کا نہیں ہے خلاف عداوت دنیاوی کے جس کا بیان آگے آویگا **ص** اور اوس مسلمان کی جو میر
 رکھتا ہو کبیرہ گنا ہوں اور نہ اضر کرتا ہو صغیرہ گنا ہو نیز اور غالب ہو صواب اوسکا اوسکی حفاظت یہی معنی ملت
 کے ہیں جیسا کہ اوپر گذر **ص** جاننا چاہیے کہ علمائے کبار کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ کبریات ہیں
 ایک شکر کرنا ساتھ اس کے **ف** یعنی جو تین شخص ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ غیر کے لیے ثابت کرنا مثلاً اسواغ کے
 اسکو قابل عبادت اور پرستش سمجھنا یا خدا کا سامع محیط اور قدرت عام غیر کے لیے ثابت کرنا **ص** دوسرے جگہ کفار کے
 مقابلہ سے جہاد میں تیسرے نافذ کرنا والدین کی چوٹے خون ناحق کرنا یا بچوں طوفان جوڑنا مسلمان پر چھٹے زنا کرنا
 شراب پینا اور بعضوں نے قیام کا ناحق کھاا اور سود کھانا بھی بڑھایا ہے اور شیک وارد ہوا حدیث میں جو قیام شات گناہوں
 سے جو ہلاک کرنے والے ہیں کفر گنا ساتھ اس کے سحر کرنا قتل کرنا اوس نفس کا جسکو حرام کیا اللہ مگر حق سے گناہ بیجا کھانا
 قیام کے مال کا ناحق پیٹھ موڑنا دن مقابلہ کے کفار سے تحت زنا کرنا مسلمان عورتوں پاک دہنوں کو **ف** روایت کیا اوسکو
 بخاری مسلم نے ابوہریرہ سے **ص** اور فرمایا علیہ السلام نے کبار شرک کرنا ہے ساتھ اس کے اونا فحاشی کرنا والدین کی آؤخ
 ناحق کرنا اور قسح جوئی **ف** روایت کیا اوسکو بخاری نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اوس کی روایت میں
 جو بھی گواہی ہے شہان میں جھوٹی قسم کے متفق ہے کہ یہ حدیث نہیں ہیں واسطے بیان صبر کے ٹکیر ہر گنا
 و جسکو فاحشہ کہیں جیسے لواطت یا باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا یا اوس باب میں کوئی نفس قاطع طور دہم عذاب کا دنیا
 آخرت میں اور کہا امام طواری نے کہ یہ وہ گناہ ہے جو شیعہ ہو مسلمانوں میں اور اوس میں جہنم حدیث آئی ہو یا جہنم
 ریت دین ہو تو عدالت میں جیسے ہر گناہ ناک بار سے ضرور ہی اسی طرح یہ بھی چاہیے کہ صغیرہ پر امر نہ کرتا ہو اس واسطے کہ حد
 یا یعنی ہر بار کرنا صغیرہ کو کبیرہ قرار دینا جو کہا کہ غالب ہو صواب اوسکا خطا یعنی نیکیاں اوسکی برائیوں پر زیادہ ہوں اس واسطے

ان کا حکم

ان کا حکم

کہ صرف جیہو سے تلوہ ہو تا عدالت کو ساقط نہیں کرتا میں کہتا ہوں کہ اسکے سوا اور ایک قید ضرور ہے وہ یہ کہ کچھ
 اور ان افعال سے جو دلالت کرتے ہیں خشیت اور فداوت یعنی بیرونی اور بیہ طاعتی یہ جیسے کہ ہمین کھانا کھانا لیا اور میں
 چٹا بکریا ص اور مقبول ہر شہادت اقلیت کی یعنی جس کا قتنہ نہوا ہو اگر اس صورت میں جب اسے دین کو لکھا جھک
 ختم کیا ہو **ف** یعنی جب بلا غرضتہ ترک کیا ہو تو اسکی شہادت مقبول نہ ہوگی درمختار **ص** اور کسی کی
 یعنی جسکے خصیہ نکالے گئے ہوں اس واسطے کہ وہ میں اسکا کچھ قصور نہیں ہے بلکہ جبر اور اسکا ایک عضو کا لگایا تو ایسا ہوا کہ
 کسی کا جبر یا تھکا یا جاؤ اور دیت کیا ابن ابی شیبہ نے صحت میں کہ حضرت عمر نے قبول کی شہادت معلقہ خصی کی ایسا ہی
 ذکر کیا صاحب ہدیہ نے **ص** اور ولد الزنا کی **ف** اس واسطے کہ یہ اسکے مان باپ کا فسق ہے اور اسکا امین اختیار نہیں
 اور لیا مالک کے نزدیک ولد الزنا کی گواہی نہیں مقبول نہیں **ص** اور مال سلطان کی **ف** عمل جمع عامل وہ لوگ ہیں
 جو پادشاہوں کی طرف سے اسطے تحصیل حقوق واجبہ کے عین ہیں جیسے جزیہ اور خراج اور عشر اور زکوۃ وصول کرنے کے لیے **ص**
 بشرطیکہ عین ہوں غلام اس واسطے کہ نفس عمل فسق نہیں اور بعضوں کے نزدیک جب عامل سلطانی وجہ صاحب مروت
 ہو کہ یہ وہ شبکہ اپنے کلام میں تو شہادت اسکی مقبول ہے اگرچہ فاسق ہو اس واسطے کہ وہی گواہی پورست کہ فاسق جب
 وجہ ہو کہ جرات نہیں کرتا ہو کہ بپرتو شہادت اسکی مقبول ہے **ف** اور اگر اسکی تحقیق گند چکی **ص** اور ایک
 صفائی کی دوسرے صفائی کے لیے اور اپنے چچا کے لیے اور اپنے محرم رضائی **ف** جیسے رضائی مان ہیں باپ بھائی **ص**
 اور سسرالی کے لیے **ف** مثلاً شہادت داماد کی اسطے خسرو نوشہدہ ان کے اور بالعکس درست ہے **ص**
 اور نہیں مقبول ہے گواہی اندھے کی اور ایک روایت میں امام صاحب سے ہے کہ گواہی اندھے کی اور چیزوں میں جن میں
 شہادت سنی جائز ہے مقبول ہے اور یہی قول زفر کا ہے **ف** لیکن اس روایت پر فتویٰ نہیں بلکہ صحیح بھی ہے کہ اندھے
 کی گواہی مطلقاً درست نہیں درمختار **ص** اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک قبول کی جاوے گی شہادت
 اندھے کی اور صورت میں جب انکھیاں ہو وقت اور خطائے شہادت **ف** یعنی جسوقت یہ واقعہ ہوا تھا تو شہاد
 دو کنا سے ہیں ایک شروع کا نہ رہے یعنی جسوقت سے آدمی گواہ ہوا ہے اسکو وقت تحمل شہادت کہتے ہیں اور ایک
 ختم کا یعنی ختمات بیان کو یہ تو فاسق ہے اسنے اسکو وقت آوا شہادت کہتے ہیں **ص** اور اگر ایک شخص وقت تحمل شہادت لگے اور خطا اور طرح وقت
 شہادت میں اسکی قبل برکت کہ قاضی تھا اسنے لکھا ہو گیا تو فاسق کو پھر اسکی شہادت کے ساتھ شہادت نہیں ہے بلکہ نزدیک ابو یوسف کے نزدیک
 درست ہے اور یہی قول ظاہر ہے **ف** شامی نے لکھا کہ اگر کتا ہوں سے اسکی لکھ کی عدم اطمینان ثابت ہوئی ہے تو فتویٰ قول طرفین بری ہوگی
ص اور نہیں مقبول ہے شہادت غلام کی اور اس شخص کی جسکو حد قذف چڑی ہو اگرچہ توبہ کر لیا ہو
ف اور شافعی کے نزدیک بعد توبہ کے مقبول ہے دلیل ہلاری قول ہے بعد تعالیٰ کا **ف** لا تقبلوا لہم شہادۃ
 آباد یعنی نہ قبول کرو اور ان لوگوں کی جنہوں نے تہمت زنا کی لگائی اور صدکائی گواہی کبھی **ص** مگر اس شخص کی
 جسکو حد قذف حالت کفر میں پڑی ہو پھر وہ مسلمان ہو جاوے تو اب اسکی گواہی مقبول ہے اور نہیں ہے مقبول شہادت
 اس شخص کی جو عین ہو سببے نیا کے **ف** نہ اپنے نہیں بلکہ غیر اپنے سے کہ عداوت دنیاوی رکھنا فسق ہے اور فاسق

یقین قبول نہ مقبول شہادت نہ
 دنیاوی

کی گواہی کسی مقبول نہیں یہی غمخون سمجھا جاتا ہے محیط اور وقعات اور بڑی ذہنیت سے کیا باتیں لیکن محققین
 فقہانے تصحیح کر دی ہے کہ مراد عدوت و سیاہی سے نہیں کہ جو کوئی کسی سے جھگڑا وہ اور سکاؤن ہو گیا بلکہ عدوت
 و نبوی اسی چاہیے جیسے ولی مقتول کی گواہی قاتل پر و مرجع کی خارج پر و مقتوف کی گواہی قاتل پر اور قافلے
 والوں کی جکا اسباب ثارہن غارت گر پر کذا فی الملصق اور زاہدی لکھا ہے کہ روایت مقبوضہ یہ ہے کہ قبول کیا جاتی ہے
 عدوت و نیکی اگر وہ عدل ہو یہی صحیح ہے اور اوہی پر اعتماد ہے پہلے لیکن یہ عبارت زاہدی کی عجیب ہے کہ چونکہ بھی ثابت ہو چکا
 کہ عدوت کتنا سبب دین کے فسق ہے اور جب وہ موجب فسق ہوئی تو مرکب اور کا عدل کسے رہیگا اس لحاظ سے
 صحیح دی ہے جو مقتول ہو اور نہیں مقبول ہے شہادت مرد کی اپنی اصل امر دفع اور زوجہ کے لیے التیہ
 اور درست ہے اور شہادت قتل کے بالکس و یعنی اپنے عد پر درست نہیں اور عدو کے لیے درست ہو اگر
 جیسے باپ و ادا مان تالی ناما قرع جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نو اسانوا سی اور جیسے زوج کی شہادت زوجہ کے لیے
 ناجائز ہے جیسے ہی شہادت زوجہ کی زوج کے لیے اور اصل مطلب میں وہ حدیث ہے جسکو بیان کیا صاحب پہلی کہ قبول کیا جاتی
 شہادت والد کی واسطے ولد کے اور والد کی واسطے والد کے اور نہ عورت کی واسطے خاوند اپنے کے اور نہ خاوند کی واسطے عورت
 اپنی کے اور نہ غلام کی واسطے مولیٰ اپنے کے اور نہ مولیٰ کی واسطے غلام اپنے کے اور نہ شریک کی واسطے شریک اپنے کے اور
 نوکر کی واسطے قاتل کے زلیعی نے تفسیر میں کہا کہ یہ حدیث غریب ہے لیکن ذکر کیا ابن المام نے فتح القدیر میں کہ روایت
 کیا اسکو صحاح و تہذیب یعنی ابوبکر رازی نے اپنی مسند بطول سے حضرت عائشہ سے اور روایت کیا عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ
 قول شریح قاضی کا مثل اسکے شباب و النظائرین ہے کہ دو جگہ شہادت زوج کی زوجہ کی منفرد پر درست نہیں ایک یہ کہ زنا
 نے غیب زنا کا لگایا زوجہ سے بہترین شاہدین کے ساتھ گواہی دے دوسری کہ زوج نے مع ایک شخص کے گواہی دی زوجہ کے
 اقرار پر کہ میں خلائے شخص کی لوندی ہوں اور وہ شخص اسکا ہی ہے اور نہیں مقبول ہے کہ وہی مولیٰ کی واسطے غلام اپنے
 کے اور کاتب اپنے کے شریک کی واسطے شریک اپنے کے مال شرکت میں و یعنی جس چیز میں شریک بن گیا ان مولیٰ کی وہی حدیث
 حضرت عائشہ و تہذیب کا ہے جس میں یہ غمخون ہے کہ نہیں جائز ہے شہادت شریک کی واسطے دوسرے شریک کے اوس چیز میں جس میں
 شرکت ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ غیر مال شرکت میں شہادت شریک کی واسطے دوسرے شریک کے درست ہے اور اخیر کی واسطے
 اٹھانے کے و اسکی دلیل بھی اوپر گندی امر و اجیر سے یہاں وہ حلیہ خاص ہے جو اپنے استاد کا ضرر اپنا ضرر سمجھتا ہے اور اسکا
 نفع اپنا نفع سمجھتا ہے اس باب میں دو بہری بھی حدیث آئی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رد کی شہادت خیانت
 والے مرد اور خیانت والی عورت کی اور عدوت و اگلی ہے بھائی پر اور شہادت قاتل کی واسطے اہل بیت کے اور غیر اہل بیت کیواسطے
 جائز نہ تھی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جابر سے اور قانع سے اسی قسم کا حلیہ
 اور شاگرد خاص مراد ہے بعضوں کے نزدیک تعبیر سے مراد اجیر خاص ہے یعنی نوکر جسکی خواہ ماہانہ یا سالانہ مقرر ہو و اس سے
 احتراز ہو گیا ہے مشترک جیسے دھوبی خیال تو ہمارے ہی تالی کہ انکی گواہی مستاجر کے لیے درست ہے اور شہادت استاد
 کی درست ہے اگر کی واسطے اجیر خاص شاگرد کی کسی درست ہے نہ ہذا مراد نہیں مقبول ہے شہادت اوس شخص

جو لاکھ خیال کرتا ہے کہ ایسی عورتوں کا ساتھ دینا اور کرنا ہر گز اور بھٹ کرنا ہی جیسے زمانے اس ملک کے شرع پر ہونے
 میں ہے ان عباس سے کہ قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لعنت کرے اللہ مردوں میں جنک منہ پر اور عورتوں میں
 ادن عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت کرتی ہیں **صل** لیکن وہ منہ کہ جو خلقی خادنین جماع پر رومی اور
 لچلچاپن ہوا اسکے اعضائیں تو لوگوں کی گواہی مقبول ہے **وف** اس واسطے کہ یہ غیر اختیاری ہے ورنہ عین ہر کہ منہ یعنی اہل
 بقیع نون ہر اور یعنی ثانی بکسرون **صل** اور نہیں مقبول ہے شہادت گانے بھانے والی عورت کی اور نہ ماتم اور نوہ کنوولی
 کی **وف** اس واسطے کہ عورت کو آواز بلند کرنا حرام ہے تو اگر وہ کا گانا دفع و شہادت کے لیے ہوتا ہے بھی حرام ہے ورنہ شہادت
 کی گواہی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو احمق آوازوں سے یعنی گانے والی اور نوہ کرنے والی کی آواز سے روایت کیا اسکو ترمذی نے
 نوہ کرنے والی سے مراد وہ عورت ہے جو اجرت لیکر جان موت ہوتی ہے یا کہ نوہ کرتی ہے اور جو اپنے کسی عزیز کے مرجع پر نوہ کرے
 تو گواہی مقبول ہے ورنہ شہادت **صل** اور جسے **وف** نصف خمر میں بھی قید و موت کی لگائی لیکن درختان میں
 خلاف اسکے مرقوم ہے کہ خمر کے ایک قطرہ کے پینے سے بھی بطریق اہوکے مرد و الشادۃ ہو جائیگا اور عین مدامت شرط نہیں کیونکہ خمر
 خمر کی قطعی ہے ورنہ شہادت بیان خمر کا کتاب الاشرع میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگا **صل** اور شہادت اسکے ہر بطریق اہوکے مدامت کی ہے
 اس واسطے کہ جو اشرع سکون نہیں ہے ورنہ اسکی مدامت عدالت کو ساقط نہیں کرتی بلکہ امان سکون موجب ہے سقوط عدالت کا اور ذکر کیا ہے فقہاء
 کا امان سے مراد وہ امان ہے جو نیت سے ہوتا ہے یعنی ایک دفعہ پیکر پھر نیت یہ کہ جب اسکو پاویگا پالی یوگا کا امان سہی
 نے کہ شرط ہو سکے تھہرات کظاہر ہو جائیگا لوگوں پر یا مال نشہ میں پکے اور اسکے اوس سے سحرہ بن کرین بیان تاکہ اگر
 خمر پیاوے پوشیدہ تو عدالت اسکی ساقط ہوگی اور نہ کہ خمر چوشتی میں کہ قید ہو ورنہ غیر خمر کے ہے اور خمر میں کچھ اس قید کی حاجت
 نہیں ہیں کہتا ہوں خمر میں بھی قید ہوگی نہ ورنہ اس واسطے کہ اپنا اس واسطے کہ جب اہل امان قین یہ کہ میں اس میں کلام
 سوا خمر کے انہیں ہے نہ تکلف نہ ہے بعضوں کے نزدیک حرام ہے اور بعضوں کے نزدیک نہیں تو وہ سقوط عدالت نہوگا اسی طرح
 ساقط ہو جائیگی عدالت اور شخص کی جو بیٹھے ٹانگوں میں پینے والوں کے ساتھ اور نہ مقبول ہوگی شہادت اسکی اگرچہ خود
 پینے لگا تو لا مکمل فائدہ اگرچہ چار چار نے خمر میں اتباع صاحب بحر الرائق امان کو شرط نہیں رکھا لیکن صحیح یہی ہے کہ خمر میں
 بھی امان شرط ہے یا فعل اسکا ظاہر ہو کہ ایسا ہی ظاہر کافی اور قاضی خال اور ذخیرہ اور طبعی اور عینی اور نہایت سے
صل اور شخص کیلئے ہر پون **وف** جیسے کہ تیرا بی بی یا نہا وغیرہ اور اگر عورتوں کے بیویوں کے واسطے دفع
 و شہادت تو درست ہے کہ جب کہ غیر کے کہو تو صحیح لیتا یا کہ رکھتا ہو تو مباح نہیں بسبب حرام خوری کے ورنہ شہادت **صل** یا
 طہور سے **وف** داخل ہیں عین اطلالت ہو جیسے دخول سائلی بریط وغیرہ **صل** یا گانا ہر لوگوں کو جمع کر کے
 لیا اور جو اپنے لیے آپ گانے واسطے دفع و شہادت کے تو وہ ساقط نہیں کرتا عدالت کو **وف** خصوصاً اوس صورت میں
 جب کہ کلام و عطا و نصیحت ہو تو وہ اتفاقاً بائز ہے ورنہ شہادت **صل** یا کہ گانا کہو کہ جو صحیح ہے ورنہ شہادت **صل** یا کہ
صل یا داخل ہو جائے حرام میں بغیر تہ بند کے **وف** اس واسطے کہ شہادت عورت حرام ہے ورنہ شہادت **صل** یا سود کھانا ہر
وف لیکن شرط کی ہے سہو میں کہ مشہور ہو ورنہ خمر میں اس واسطے کہ آدمی بہت کم خلاص پائے ہر جمع فاسد سے

اس گواہی سے کہ عقد ختم ہے بچا ہو کر مقبول کے ورثے کو اہل قلم نے زید پر کہا دوستے مقبول کو زخمی کیا اور مار ڈالا اور زید نے مقبول کے اقرار پر کہ بھوکو زید نے نہیں مارا تو گواہ زید کے مقبول ہونے کو اہل قلم کے معتبرین گواہوں کے خلاف کے اگر دونوں کی تائید میں متحد ہوں اور اگر تائید میں مختلف ہوں یا تائید میں نہ کریں تو گواہ ضامنہ کی کہ نہیں ہے جیسا کہ گواہی فساد عقد کی اولیٰ گواہی سے صحت عقد کی اور قبول مدعی صحت عقد کا اولیٰ قول سے مدعی ساد کے قول سے مقدم قول میں بقول میں مذکور قول سے بے اعتبار ہے چنانچہ ناقصہ کو دوسرے شہادہ کا مل کر سکتے ہیں جیسے دو شاہدوں نے شہادت دی ہے اس کی کہ یہ مکان زید مدعی کا ہے اور دو اور شاہدوں نے یہ پورا کر دیا کہ وہ قبضے میں مدعی علیہ کے ہے یا دو شاہدوں نے ملک کی گواہی دی ہے محدود میں اور دو اور نے حدود اور اسکے بیان کر دیے یا دو نے شہادت دی اسم اور نسب یہ اور دو نے اس کی تائید کر دی اگر ایک شاہد نے اظہار دیا اور شاہدوں نے کہا کہ ہمارا اظہار اسکے موافق ہے تو نہیں قبول کیا جاتا یہ مان تک کہ ہر شاہد اپنا جدا جدا اظہار دیے شہادت جب باطل ہو جاتی ہے بعض میں باطل ہو جاتی ہے کل میں مثال اس کی یہ ہے کہ بھائی بہن نے ایک زمین کا دعویٰ کیا تو بہن کے زوج اور دوسرے شخص نے گواہی دی تو بہن اور بھائی دونوں کے حق میں مل نہو گی اور یہ قول مستعمل کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے کہ شہادت بعض میں باقی رہے اور بعض میں باطل ہووے اگرچہ یہ ہے کہ دو کافروں نے مسلم کافر کی پیرے کی چوری کی گواہی دی تو درحق قطع مقبول نہیں اور کافریہ نصف پیرے کا حکم ہو گا باقی صورتیں اس کی مذکور ہیں اس شہادہ میں دسیرہ سختار و طعنا و عیب

باب گواہی میں اختلاف ہونے کے بیان میں

ص شرط موافقت شہادت اور دعویٰ میں اس طرح درمیان میں دونوں شاہدوں کے لفظ اور معنی نزدیک ہاں صاف ہے ف مطابق لفظی سے مراد یہ ہے کہ دونوں شاہدوں کے لفظ افادہ معنی میں برابر ہوں خواہ وہی لفظ ہو یعنی نہ اس لفظ کا مراد ہو تو اگر ایک شاہد یہ کہ گواہی دے اور دوسرے عطیہ کی گواہی تو مقبول ہے ص اور صاف کے نزدیک صرف مطابق معنوی کافی ہے تو اگر ایک شاہد نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی یا ایک سو کی اور دوسرے نے دو سو کی یا ایک سو کی گواہی دی اور دوسرے نے دو طلاق کی یا تین طلاق کی تو امام صاحب کے نزدیک یہ شہادت بالکل مردود ہوگی ف اور قل اکثر کسی حکم نہو گا ص اور صاحبین کے نزدیک قل پر قبول کیا جاتا ہے یعنی صورت اولیٰ میں ہزار کی اور صورت ثانیٰ میں سو کی اور صورت ثالث میں ایک طلاق کے ثبوت کا حکم دیا جاوے گا ص جب مدعی اکثر کا دعویٰ کرتا ہو اور جو مدعی قل کا مدعی ہو تو شہادت ہاتفاق مردود ہوگی اس واسطے کہ مدعی خود مذکور کہتا ہے دوسرے شاہد کی جو زیادہ بیان کرتا ہے دعویٰ سے ص اگر ایک گواہ نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے ہزار اور ایک سو کی تو شہادت ہزار پر قیاس ہوگی اگر مدعی ہزار اور ایک سو کا دعویٰ کرتا ہو اور جو مدعی ہزار کا دعویٰ کرتا ہو اس طرح کہ کہہ کہ ہر مدعی علیہ پر نہیں ہے کہ ہر مدعی پر یہ پاسکوت کرے اور سورہ پیرہ زائبر سے تو نہ قبول کیا جاتی شہادت اس کی کی جہاں بیان کرتا ہے صورت میں اگر مدعی ہون تو جہیہ کر دیوے کہ مل حق میرا نہرا اور ایک مدعی یہ تھا لیکن میں سورہ پیرہ وصول پاچا ہوں یا نہیں ہے اگر ایک اور سورہ پیرہ یعنی ہمدان کر دیوے ص تو شہادت اس کی مقبول ہو جائیگی

بسبب موافقت کے یہ محکمات میں ہرگز یہ حکم میں ہرگز دعویٰ میں میں جس قدر پر دونوں شاہدوں کا اتفاق ہوگا
 دلایا جاوے گا اور مقبول یعنی مع اور شر میں مطلقاً اختلاف شہادت مانع ہے قبول سے خواہ دعویٰ اقل ہو یا اکثر کا ہو و **ص**
 اسی طرح اگر ایک شاہد نے گواہی دی ایک طلاق پر اور دوسرے ایک طلاق اور نصف طلاق پر یا ایک سو پر اور دوسرے
 سو اور دس پر تو شہادت ایک طلاق پر اور سو پر مقبول ہوگی **ف** اس واسطے کہ ان مسائل میں دونوں شاہد تفسیق میں ہزار
 اور ایک طلاق اور سو پر لفظاً و معنی **ص** اگر دونوں شاہدوں نے ہزار روپیہ کی گواہی دی اور دونوں میں سے ایک نے کہا
 کہ پانچ سو روپیہ مدعی علیہ مدعی کو ادا کر چکا ہے تو قبول کیا جاتی شہادت ان دونوں کی ہزار روپیہ پر اور لازم کے جامعہ ہزار روپیہ پر
 پر اوندہ اتفاق ہوگا اور شاہد کے قول کی طرف پانچ سو روپیہ کا ادا کیا بیان کرتا ہے اس واسطے کہ وہ تفسیق ہی اس شہادت میں مگر جب
 اس کے ساتھ دوسرے شخص بھی شہادت اہل دیوے اور جس گواہ کو یہ معلوم ہو کہ مدعی اپنے ذہن میں سے کچھ وصول یا چکا ہے تو
 نہ شہادت دیکھ بیان تک کہ مدعی اس کا اقرار کرے تاکہ مدعی علیہ کا فرض ہو کہ جبکہ وہ شاہدوں کی گواہی کی علیہ کہ جسے نہ کوہ مستحق
 ذی حق یعنی عیون کے تین تین کیا جاوے گا اور گواہی ہی وہ شاہدوں کے لئے نہ کرے کہ وہی تلخ کوہ میں تلخ کیا اور وہ وہی تلخ قاضی کے ہر گز میں قبل حکم نہ کرے
 مردود ہو جائے گی اس لیے کہ ایک میں جھوٹی ہر گز میں اور کوئی دوسرے میں اول نہیں کرے کہ اس کا اعتبار کیا جاوے گا اگر قاضی ایک شہادت سے حکم دیکھا بعد اس کے
 دوسری شہادت خلاف اس کے گزری تو دوسری مقبول نہوگی کیونکہ شہادت اولی کو ترجیح ہوگی شاہد قاضی کے لئے
 نہ توہی جاوے گی شہادت ثانیہ سے اگر دو گواہوں نے زید پر شہادت دی کہ اس نے ایک ہل چڑیا لیکن اسکے رنگ میں
 اختلاف کیا تو شہادت مقبول ہوگی اور زید کا ہاتھ کا جاوے گا اور اگر ایک گواہ نے زید پر شہادت کو نہ بتایا اور دوسرے نے مادہ کو شاہد
 مقبول ہوگی نیز یہ امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں قطع یہ حکم نہوگا اور بعضوں نے
 کہا کہ اختلاف امام اور صاحبین کا اور دونوں صورتوں میں ہر جو قریب قریب شاہد ایک دوسرے کے ہیں جیسے سیاہی اور
 سرخی نہ چھ سیاہی اور سپیدی کی اور کہا گیا ہے کہ اختلاف سب نگوں میں **ف** اور یہی صحیح ہے و عنایہ **ص**
 امام صاحب کی دلیل ہے کہ سرور اکثر واقع ہوتا ہے شب میں اور گواہ اس کو دور سے دیکھتے ہیں تو اختلاف رنگوں کا مانع نہوگا
ف اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بل یا جو جانور ہووے ایک طرف کا دھڑکیا ہو ناچو اور دوسری طرف کا سپید تو جائز
 ہے کہ ایک شاہد نے ایک طرف کا دھڑکیا ہو اور دوسرے نے دوسری طرف کا دھڑکیا **ص** اور ظاہر ہے کہ قول صاحبین
 کا **ف** جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف اور صورت میں ہر کہ مدعی دعویٰ سرور ایک ہل کا کرے اور اس کا رنگ بیان
 کرے اور جو اس سے رنگ بیان کر دیا تو شہادت بالاجماع مقبول نہوگی اس واسطے کہ مدعی تکذیب کرتا ہو ایک شاہد کی
 پہلے **ص** اگر ایک شاہد نے گواہی دی ہبات کی کہ یہ غلام خریدی ہے ہزار کو یا سکانب ہر ہزار روپیہ پر اور دوسرے نے ہزار اور
 سو بیان کیے تو شہادت دونوں کی مردود ہوگی **ف** برابر ہے کہ مدعی اکثر کا ہو یا اقل کا دسمختار **ص** اگر
 ایک شاہد نے گواہی دی ہبات کی کہ مولیٰ نے آوا کیا اس غلام کو یا صلح کی قصاص سے یا گرو کا اس چیز کو یا غلام کیا عین
 میں ہزار روپیہ پر اور دوسرے نے ہزار اور سو روپیہ بیان کیے اور مدعی غلام کی **ف** مستحق کے دعویٰ میں **ص**
 اور قال **ف** صلح کے دعویٰ میں **ص** اور میں **ف** رہن کے دعویٰ میں **ص** اور عورت پر

ف غلبہ کے دعوے میں ص تو شہادت مطلقاً باطل ہوگی و غلبہ مدعی اکثر کا دعویٰ کرتا ہو دیا اقل کا ص اور اگر مدعی مولیٰ ہو یا ولی مقبول ہو یا تمہیں پر یا شوہر تو حکم اوسکا مثل دعویٰ میں کے ہوگا و یعنی اگر شہادین مختلف ہونگے لفظاً تو نہ قبول کیا جائیگی شہادت نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور اگر متفق ہونگے تو اگر مدعی دعویٰ کرتا ہو یا اقل کا تو نہ مقبول ہوگی شہادت اوشا ہر کہ بنیاد بیان ہوگا اگر دعویٰ کرتا ہو تو شہادت اقل پر مقبول ہو جائیگی کذا فی الاصل ص اور اجابہ میں اگر قبل گزرنے کے اس قسم کا شہادین میں اختلاف نہ ہو و یعنی ایک شہادہ نے مثلاً اجرت مکان کی سو روپیہ بیان کیے اور دوسرے نے سو اور پچاس روپیہ ص تو حکم اوسکا مثل بیع کے ہوگا و یعنی شہادت ہر طرح سے باطل ہوگی خواہ مدعی اکثر کا دعویٰ کرتا ہو یا اقل کا ص اور اگر بعدیت گزرنے کے یا اختلاف ہو تو حکم اوسکا مثل دعویٰ دین کے ہوگا و جس طرح ابھی گذرا ص اور اگر نکاح میں اس قسم کا اختلاف ہو یعنی ایک گواہ نے نکاح ہزار روپیہ پر بیان کیا اور دوسرے نے ہزار اور پانچ سو پر تو اقل پر نکاح صحیح ہو جائیگا نزدیک امام صاحب کے و مطلقاً خواہ مدعی زوج ہو یا زوجہ قتل کا دعویٰ ہو یا اکثر کا دس مختار ص اور صاحبین کے نزدیک شہادت رد کیا جائیگی اور قول ضعیف یہ ہے کہ اختلاف اس صورت میں ہے جب مدعی زوج ہو اور اگر زوج مدعی ہو تو شہادت اتفاقاً مقبول ہوگی و لیکن صحیح وہی قول ہے کہ صورت میں اختلاف ہے دس مختار ص اور لازم ہے میراث کی گواہی میں شہادہ کو تیر میراث کرنا طرف مدعی کے یعنی یہ کہنا کہ مورث مر گیا اور میراث کو اسنے مدعی کے واسطے میراث چھوڑ دیا لیون کہنا کہ مورث مدعی کا مر گیا اور تادم موت یہ چیز اسنے قبضے میں تھی ملک میں تھی اولام ابی یوسف کے نزدیک خبر میراث ضرور نہیں و اور فتویٰ قول طرفین پر بڑا اور خبر میراث کے ساتھ دیا اور ضرور میں ایک یہ کہ سبب وراثت مدعی بیان کرنا کہ مدعی میت کا بھائی سکا بڑا سو تیلایا چچا پڑوسی کے کہو اسکے اور پس کو میں وراثت میت کا نہیں جانتا اور میت کا نام بیان کرنا شرط نہیں دس مختار ص تو اگر شہادہ نے یہ کہنا کہ یہ چیز مدعی کے باپ کی تھی اوسکی عاریت یا امانت یا اجارہ میں دی تھی اوس شخص کو جو قباضہ ہے تو جائز ہے جو بگاڑا ذکر خبر میراث کے اگر دو شہادوں نے گواہی ملی اس بات کی کہ یہ چیز مدعی کے قبضے میں تھی اتنی مدت اور وقت دعویٰ کے وہ چیز اوسنے قبضے میں نہیں ہے تو اس شہادت ملک مدعی کی ثابت ہوگی و اس واسطے کہ شہادت قبول ہو کہ گواہوں نے نہیں بیان کیا کہ مدعی کے قبضے میں بطور ملک تھی اور قبضہ چھوڑا تھا بطور عین ملک اور وراثت اور ضمان تو مستغذ رہوئی قضا اور نزدیک ابو یوسف کے شہادت مقبول ہوگی ص ہاں اگر مدعی علیہ نے اقرار کیا کہ یہ چیز مدعی کے قبضے میں تھی یا گواہوں نے مدعی علیہ کے اقرار پر گواہی دی تو شہادہ صحیح ہو جائیگی اور ملک مدعی کی ثابت ہو جائیگی و اگر گواہوں نے یہ کہنا کہ یہ چیز مدعی کے قبضے میں بطور ملک تھی تب صحیح ہو جائیگی مختار

و اگر شہادہ نے یہ کہنا کہ یہ چیز مدعی کے قبضے میں تھی اتنی مدت اور وقت دعویٰ کے وہ چیز اوسنے قبضے میں نہیں ہے تو اس شہادت ملک مدعی کی ثابت ہوگی و اس واسطے کہ شہادت قبول ہو کہ گواہوں نے نہیں بیان کیا کہ مدعی کے قبضے میں بطور ملک تھی اور قبضہ چھوڑا تھا بطور عین ملک اور وراثت اور ضمان تو مستغذ رہوئی قضا اور نزدیک ابو یوسف کے شہادت مقبول ہوگی ص ہاں اگر مدعی علیہ نے اقرار کیا کہ یہ چیز مدعی کے قبضے میں تھی یا گواہوں نے مدعی علیہ کے اقرار پر گواہی دی تو شہادہ صحیح ہو جائیگی اور ملک مدعی کی ثابت ہو جائیگی و اگر گواہوں نے یہ کہنا کہ یہ چیز مدعی کے قبضے میں بطور ملک تھی تب صحیح ہو جائیگی مختار

باب شہادۃ علی الشہادۃ کے بیان میں

شہادت علی الشہادۃ سب مقدمات میں سوا حدود اور قصاص کے مقبول ہے لیکن شرط اوسکے قبول ہونے کی یہ ہے کہ اگر شہود کا مافہرہنا متغذ رہو بسبب اونکے مر جانے یا بیماری کے یا مدت سفر پر ہو نیکی و یعنی اصلی گواہ اتنے فاصلے پر ہو دین قاضی سے کہ وہ تین دن تین رات کی راہ ہو و جس طرح کہ کتاب الصلوۃ میں گذرا ص اور امام ابو یوسف کے نزدیک شہادت تین گواہوں کا کافی ہے اگر صحیح کو شہادہ دے گھر سے واسطے شہادت کے نکلے تو پھر رات کو گھر میں رہے گا و اختصار

یہ کہ اگر کسی شہید پر فتویٰ ہو اور پسند کیا ہو اس قول کو بہت سے علمائے اور مجاہدین نے بھی یہ کہ اصل شہادت پر نہیں
 ہووے یا سو اہل کلمہ کسی کی غیبت میں ہو **ص** اور یہ بھی شرط ہے کہ اگر گواہ اصل کے گواہی پر دہائی گواہ ہوں لیکن یہ
 نہیں کہ اگر گواہ اصل کے دو دفع الگ الگ ہوں **ف** مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ کسی دو گواہوں میں سے ہر ایک کی شہادت
 پر دو گواہ ہوں تو اس کی ہر ایک سے نزدیک دو صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً زید اور عمر گواہ اصلی ہیں اور خالد اور بکر گواہ فرعی
 تو پہلی صورت یہ ہے کہ خالد اور بکر دونوں زید کی شہادت پر بھی گواہ ہوں اور عمر کی شہادت پر بھی گواہ ہوں اور دوسری
 صورت یہ ہے کہ زید کی گواہی کے خالد اور بکر گواہ ہوں اور عمر کی گواہی کا عمر اور سالم گواہ ہوں **ص** اور امام شافعی کے
 نزدیک صورت ثانی **ف** یعنی ہر گواہ کی شہادت پر جدا جدا دو گواہ ہوں **ص** اور یہ صورت درست نہیں ہے
 کہ اصلی شاہدوں میں سے ایک ایک کی شہادت پر ایک ایک گواہ ہو گواہ فرعی بنائے کا طریقہ یہ ہے کہ اصلی گواہ فرعی گواہوں
 کے سامنے یہ کہے کہ تم گواہ رہو میری گواہی پر اس بات کی کہ فلا نے نے اس امر کا اقرار کیا تھا اور فرعی گواہ وقت اس
 شہادت کے یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں فلا نے کی گواہی پر ساتھ اس بات کے **ف** یہ قول ابو جعفر کا ہے اور کسی
 فتویٰ دیا ہے امام سرخس نے اور اصل میں دو عبارتیں اور مذکور ہیں مگر دونوں طویل ہیں **ص** اگر فرعی گواہ اصلی گواہوں
 کی عدالت بیان کر دیوں تو صحیح ہو جاوے گا جیسے ایک مقدمہ کے دو گواہوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کی تعدیل کی
 تو صحیح ہے اور اگر فرعی گواہ اصلی گواہوں کی عدالت بیان نہ کریں تو قاضی انکی عدالت تحقیق کر لے **ف** یعنی قاضی
 اصلی گواہوں کا حال دریافت کرے تو اگر انکی عدالت ثابت ہو تو تب فرعی گواہوں کی شہادت قبول کرے ورنہ نہیں
 یہ منصب امام ابو یوسف کا ہے اور امام محمد کا اس میں خلاف ہے مذکور ہے اصل میں ابو یوسف کا منصب صحیح ہے **ص** باطل
 ہو جاتی ہے شہادت فرعی گواہوں کی اگر اصلی گواہوں نے شہادت انکار کیا **ف** چنانچہ اصول نے یوں کہا کہ ہم
 گواہ نہیں اس مقدمہ کے یا معنی انکو گواہ نہیں کیا یا معنی گواہ کیا لیکن غلط کہا معنی اصلی گواہ مجنون یا گونگے یا اندھے
 ہو گئے یا انھوں نے منع کر دیا فرعی گواہوں کو گواہی سے اور اگر اصلی گواہ وقت استفسار کے چپ ہوئے یعنی نہ انکار
 کیا نہ اقرار تو شہادت فروع کی قبول ہو جاوے گی **ص** زید اور عمر نے گواہی دی کہ ہلکے بکر اور خالد نے گواہ
 کیا تھا اس بات پر کہ سماء غزوہ بنت عرقیلہ مضر کی نے اقرار کیا تھا ہر روپیہ کا واسطے فلاں کے اور بکر اور خالد نے کہا تھا
 کہ ہم اس عورت کو پہچانتے ہیں بعد اسکے مدعی ایک عورت کو لایا اور اس نے کہا کہ یہ وہی عورت ہے جس پر گواہی دی تھی
 اور عمر نے اس پر زید اور عمر نے یکساں کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ یہ وہی عورت ہے یا اور کوئی تو مدعی کو حکم ہوگا کہ تو اس بات
 کے دو گواہ لاکہ یہ عورت وہی فلاں عورت ہے جس کا نام و نسب زید اور عمر نے بیان کیا ہے **ف** اور اصل کتاب میں
 اس سالہ میں تفصیل کی ہے **ص** اٹھ ایک قاضی کا جو دوسرے قاضی کے پاس جاوے اور خط لکھانے والے گواہ مدعی علیہ
 پہلے تھے نہ تو قاضی مکتوب الیہ مدعی سے کہے کہ لا۔ دو گواہ اس امر پر کہ شخص جسکو تو لایا ہے وہی مدعی علیہ ہے جسکو تو
 کا تجھے لکھا ہے اگر ان دونوں صورتوں میں گواہوں نے مدعی علیہ کی نسبت طرف مقرر کر دی تو یہ جائز نہ ہوگا جب تک کہ

۱۰
 گواہ فرعی گواہوں کی شہادت پر اصلی گواہوں کی شہادت کی تعدیل کی ہو تو صحیح ہے
 اگر فرعی گواہ اصلی گواہوں کی عدالت بیان نہ کریں تو قاضی انکی عدالت تحقیق کر لے
 اصلی گواہوں کا حال دریافت کرے تو اگر انکی عدالت ثابت ہو تو تب فرعی گواہوں کی شہادت قبول کرے ورنہ نہیں
 یہ منصب امام ابو یوسف کا ہے اور امام محمد کا اس میں خلاف ہے
 مذکور ہے اصل میں ابو یوسف کا منصب صحیح ہے
 باطل ہو جاتی ہے شہادت فرعی گواہوں کی اگر اصلی گواہوں نے شہادت انکار کیا
 چنانچہ اصول نے یوں کہا کہ ہم گواہ نہیں اس مقدمہ کے یا معنی انکو گواہ نہیں کیا
 یا معنی گواہ کیا لیکن غلط کہا معنی اصلی گواہ مجنون یا گونگے یا اندھے ہو گئے
 یا انھوں نے منع کر دیا فرعی گواہوں کو گواہی سے اور اگر اصلی گواہ وقت استفسار کے
 چپ ہوئے یعنی نہ انکار کیا نہ اقرار تو شہادت فروع کی قبول ہو جاوے گی
 زید اور عمر نے گواہی دی کہ ہلکے بکر اور خالد نے گواہ کیا تھا اس بات پر کہ
 سماء غزوہ بنت عرقیلہ مضر کی نے اقرار کیا تھا ہر روپیہ کا واسطے فلاں کے
 اور بکر اور خالد نے کہا تھا کہ ہم اس عورت کو پہچانتے ہیں بعد اسکے مدعی ایک
 عورت کو لایا اور اس نے کہا کہ یہ وہی عورت ہے جس پر گواہی دی تھی اور عمر نے
 اس پر زید اور عمر نے یکساں کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ یہ وہی عورت ہے یا اور کوئی
 تو مدعی کو حکم ہوگا کہ تو اس بات کے دو گواہ لاکہ یہ عورت وہی فلاں عورت ہے
 جس کا نام و نسب زید اور عمر نے بیان کیا ہے اور اصل کتاب میں اس سالہ میں
 تفصیل کی ہے اٹھ ایک قاضی کا جو دوسرے قاضی کے پاس جاوے اور خط لکھانے والے
 گواہ مدعی علیہ پہلے تھے نہ تو قاضی مکتوب الیہ مدعی سے کہے کہ لا۔ دو گواہ اس
 امر پر کہ شخص جسکو تو لایا ہے وہی مدعی علیہ ہے جسکو تو کا تجھے لکھا ہے اگر ان
 دونوں صورتوں میں گواہوں نے مدعی علیہ کی نسبت طرف مقرر کر دی تو یہ جائز نہ
 ہوگا جب تک کہ

کہ اس کی نسبت خاص چھوٹے داد کی طرف بیان کریں یہ عرب میں ہزاروں لیکن جو عربیوں کو کہیں لے لیے اسباب
 صنایع کر کے تو فقط ذکر شیعہ کا قائم مقام ہے اور ان کے والد اس کے ذکر کرنے کے وقت عجم کہتے ہیں ماسو اور باور لیکن کو
 ص جس متا ہے تقر کیا کہ میں شہادت دی تو اس کی شہادت کر دیا لیکن او نہیں تعزیر یا جاد کیا ساتھ نہایت
 جیس کے اس واسطے کہ شیعہ قاضی کو فہم تھے مقرر کیا تھا اور کو عربی خطاب سے نہ ص چھوٹے گواہ کو مشہور
 کرتے تھے اور تعزیر نہیں دیتے تھے **و** روایت کیا اسکو جو عربی کہنے کے کتاب الازہار میں ص تو اگر گواہ
 باندی تھا تو اسکو اس کے باندی میں روایت کرتے تھے وہ اس کی قوم کی طرف جس وقت وہ لوگ جمع ہوتے تھے اور کہا جیسے
 کہ شیعہ نے گواہی دیا اور کہا کہ اس گواہ کو میں نے شاہ زہرا یا تو پر میری واسطے اور گواہ کر دیا ہوں کہ ایسے حال سے اور
 صاحبین کے نزدیک اسکو سزا دینا اور میں نے **و** اور تعزیر اس کی رہا جس کی طرف مقتول ہو گیا یہ ص اور
 یہی قول شافعی کا ہے لیکن اس بات کے کہ حضرت عمرؓ نے مارنے شاہ زہرا کو چاہا جس کو رے اور سیاہ کیا منہ اسکا
و روایت کیا اسکو بن ابی شیبہ نے مصنف میں ابن المہم نے اسی قول کو جمع دی تو اور کہا کہ یہی صحیح ہے کہ
 ص بعضوں نے کہا کہ مصنف نے اس شہادت زہرا کو خاص کیا ساتھ تو را شاہ کے اس واسطے کہ شہادت زہرا کو
 سے نہیں ثابت ہو سکتی ہے دونوں اور کے **و** کیونکہ گواہوں اگر ثابت ہو تو لازم ہے قبول شہادت نفی یا وہ
 معتبر نہیں **ص** میں کہتا ہوں کہ یہی چھوٹا ہونا گواہ کا معلوم ہوتا ہے نیز تو را کے جیسا کہ ایک شخص گواہی دی کہ نبوت
 کی یا اس امر کی کہ فلا نے فعل کیا اسکو پھر یہ زندہ نکالا کسی شخص گواہی دی چاند دیکھنے کی پھر میں نے پور گزیر
 اور آسمان میں کوئی آفت ابرو غیرہ کی تھی اور چاند نظر نہ کیا اور مثل اس کے بہت سی صورتیں ہیں۔

بیان عرصہ بیان

فصل گواہی سے جو عرصہ بیان میں

گواہ اگر پھر جاوے گواہی سے قاضی کے رویہ و قابلیت اسکا اعتبار ہوگا **و** اگرچہ وہ قاضی دو ملہ ہو یعنی وہ قاضی ہو
 جس کے پاس پہلے گواہی دی تھی سو اگر جو عرصہ گواہ قاضی کے سامنے گواہ اسکا اعتبار نہیں اس واسطے اگر شیعہ و علویہ و مجوسی
 جو عرصہ شاہ کا غیر قاضی تھے تو یہ دعویٰ سمجھو نہوگا بوجہ قاضی کے نہوگا شیعہ و علویہ گواہ قاضی کے اہل شہادت کہ شاہ زہرا
 نے تو را رنج کا کیا تھا نہ ایک غیر قاضی کے تو قبول ہوگا دوسرے ہزار **و** تو اگر قبول حکم کے پھر **و** یعنی ابھی تک
 قاضی نے اس کی شہادت حکم نہیں کیا تھا کہ وہ اپنی گواہی سے پھر گیا **ص** تو یہاں تک کہ وہ اپنی شہادت اور کو تو ان
 نہوگا اس پر **و** اس واسطے کہ وہ قبل حکم کے پھر گیا تو اس کی شہادت سے حکم پھر لیتے ہیں ہولی نہ مدعی کو نہ مدعی علیہ
 کی ہدایہ **ص** اور اگر وہ حکم قاضی کے پھر تو حکم نسخ نہ کیا جاوے گا بلکہ اس شاہ کو امان دینا پڑیگا اس پر گواہوں کی
 گواہی سے تلف ہوگی اگر مدعی برہان ہو مدعی علیہ سے پھر گیا تو جو بھی ایک وہ شہادت نے مدعی علیہ سے نہیں ملے تو تو امان
 واجب نہوگا بلکہ مدعی رہیگا اور ان قاضی مدعی پر پھر کر کہ وہ شہادت دین ہو یا عین اہل امام شافعی کے نزدیک اسکا بیان
 شاہ زہرا پر **و** اور لیکن ہمارے اوطاق میں اس میں نہ کوئی درخت کا رین کر نہ ہوتی ہے یہ ہر ایک بعد حکم کے شاہ
 جرح کر گیا تو مطلقاً امان مدعی کے کیا جاوے گا اور مدعی نے وہ شہادت سے علی علیہ امانی ہو اس واسطے کہ جب حکم

باطل اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہر صاحبین کے نزدیک اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اختلاف صحت میں نہیں غرض صحیح
 سب کے نزدیک ہو گا اختلاف لزوم وکالت میں ہر طرف ایسی صاحبین کے نزدیک بغیر متنازعہ کے وکالت ایک فیہ کی لازم
 ہو گیا سنی کا خصم کی نامنظوری سے وکالت رد نہیں ہو سکتی اور امام صاحب کے نزدیک خصم کی نامنظوری رد ہو جاوے گی اصل
 اور ہدیین ہی کو اختیار کیا ہر طرف میں کتابوں کے قول مفتی یہ ہے کہ وکالت ہر طرف کی بغیر صناد و سر فروق کے
 درست ہے اور لازم ہر یعنی ہر ایک کو مدعی علیہ اور مدعی میں پہونچتا ہے کہ سکو چاہے کیل کرے اگر وہ دوسرا فریق اور شخص کے
 وکیل کہنے پر راضی ہو تو وہی مذہب ہر صاحبین اور ائمہ طہ کا اختیار کیا ہے اور سکو عیالی نے اور صحیح کہا اور سکو نہایت اور وکیل
 فتویٰ دینا فقہ ابو اللیث وغیرہ نے اور بعض فقہانے اور سکو مقوض کیا ہر طرف کے احکام کے دسرا بخلاف وکالت بالخصوص
 کا جواز اثر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ثابت ہر روایت کیا بیعتی نے کہ حضرت علی وکیل کہتے تھے مقولات میں مقول کو
 اوجیب وہ بوڑھے ہو گئے تو وکیل کرتے تھے عبداللہ بن جعفر طیار نے کو اصل بان اگر موکل مریض ہو ایسا کہ مجلس قاضی
 تک آنا اور سکو ممکن نہ ہو یا مدت سفر کی راہ پر چوکیا یا تیار ہو واسطے سفر کے یا موکل عورت پر وہ نشین ہو تو بغیر متنازعہ کے
 توکیل لازم ہے اور محتاجات اور مفتی یہ ہے کہ سب صورتوں میں درست اور لازم ہے جیسا کہ معلوم ہے اصل وکیل
 کرنا درست ہے سب حقوق کے دیے اور لینے کے لیے مکرر وکالت اور قصاص کے لینے کے لیے وکیل کرنا درست نہیں جب
 موکل غائب ہو ف اسی طرح دینے کے لیے کیونکہ حدود و قصاص کیل پر قائم نہیں ہو سکتی تو ضرور ہو اصل مجرم کا حاضر ہونا
 اصل اس واسطے کہ احتمال ہے عفو کا قصاص میں ف یعنی احتمال ہے کہ اگر موکل حاضر ہوتا وقت استیفاء قصاص تو شاید
 قاتل کا قتل ہونا دیکھ کر رحم کرتا اور عفو کرتا اصل اور شبہ ہے کہ قاذف کی تصدیق کرنا مقذوف حد مقذوف میں ف یعنی
 اگر موکل حد مقذوف ہے حاضر ہوتا وقت قائم ہونے حد کے قاذف پر تو وکیل تصدیق کر کے مد کو اوپر سے ساقط کرتا اصل یا
 مدعی مال کا دعویٰ کرتا اور سر قہ کا دعویٰ نکرتا ف سے تو میں اور بائز تو وکیل واسطے استیفاء تقریر کے مدعی علیہ سے طعنا و بی
 خص جن عقروں کو وکیل اپنی طرف نسبت کر لے ہر طرف یعنی اور میں موکل کے ذکر کی حاجت نہیں جیسے بیع
 شہر میں وکیل اتنا ہی کہتا ہے کہ سینے چلایا سینے خرید کاذا ف الاصل ص جیسے بیع اجارہ صلح اور اسے تو اس کے
 حقوق وکیل ہی سے متعلق ہونگے تو وکیل ہی تسلیم کر گیا بیع کو طرف مشتری کے اگر بائع کا وکیل ہو یا قبضہ کر گیا بیع پر
 اگر مشتری کا وکیل ہو یا قبضہ کر گیا شہر پر اول صورت میں اور ثمن اسے مل گیا ہادیکی دوسری صورت میں اور اسے حصہ
 ہوگی بصورت عیب بچنے کے بیع میں اول صورت میں اور وہ خود خصوصت کر گیا بائع سے بصورت عیب بچنے کے
 دوسری صورت میں اور خصوصت کیا جاوے گا شفعہ کے بابت اس چیز کے جو اسے یہی ہے جو جب تک وہ چیز اس کے قبضہ
 میں ہے اور جب موکل کو تسلیم کرے تو اب رو کرے عیب کے سبب سے اس کے اذن کے اور اگر وکیل کی خریدی ہوئی
 چیز سوا بائع کے اور کسی کی نہ کہے تو وکیل میں موکل کو بائع سے پھیر سکتا ہر طرف یہ ہمارا مذہب ہے اور نزدیک امام شافعی
 کے سب حقوق راجع ہوتے ہیں طرف موکل کے لیکن جانتا چاہیے کہ حقوق دو قسم کے ہیں ایک وہ حقوق جو وکیل
 کے ثابت ہوتے ہیں دوسروں پر اور ایک وہ حقوق جو وکیل پر ثابت ہوتے ہیں دوسروں کو پہلی قسم کے حقوق

اور اگر عفو ہو تو وکیل
 کو وکالت سے روکنا
 بیعت سے مدافعت
 کا مفہوم یہ ہے
 کہ اگر بائع کا وکیل
 ہو تو اسے بیع میں
 حصہ نہیں ملتا
 منہ دخل
 اگر وکیل کو عفو ہو
 تو اسے بیع میں
 حصہ نہیں ملتا
 منہ دخل
 اگر وکیل کو عفو ہو
 تو اسے بیع میں
 حصہ نہیں ملتا
 منہ دخل

ص اگر ایک شخص نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا کہ طعمہ خرید لیا تو اگر وہ خریدنے والے نے اسے خرید لیا تو اسے خریدنے والے کو خریدنے والے کے
 عرف تو عربین میں عام کا عرف ہے مگر عربین کیوں پر ہوتا تو وہی مرد کے **ص** اور اگر وہ خریدنے والے نے اسے خرید لیا تو اسے خریدنے والے کو خریدنے والے کے
 پر ہوتا تو وہی مرد کے **ص** اور اگر وہ خریدنے والے نے اسے خرید لیا تو اسے خریدنے والے کو خریدنے والے کے
ف وجہ ان مسائل کی یہ ہے کہ جب موکل نے درجہ شریف دینے سے متعلق معلوم ہو کہ اگر غرض اس کی ایسے طعام سے ہے جس کا کھ
 چھوڑنا ایک مدت طویل تک ہو سکے اور اس مدت طویل تک نہیں رہ سکتا اور روٹی بالکل رہ نہیں سکتی تو معلوم ہو کہ اگر مراد
 اس کی سیون میں اور جب قلیل درجہ ہے تو معلوم ہو کہ ایسی چیز مراد ہے جو بالفعل کھانی جاوے وہ روٹی اور جب متوسط
 درجہ ہے تو مراد انا ہو گا کیونکہ متوسط درجہ میں درمیان میں روٹی ہو گی کیونکہ باقی رہنے میں **ص** اور جو موکل نے دعوت
 ولیمہ کی ہو چند لوگوں کی تو مراد روٹی ہو گی ہر حال میں **ف** کیونکہ لوگ ایسے یہاں بیٹھے ہوتے ہیں منتظر کھانے کے
 اور یہ قدر نہ ہوتی کہ مراد اس کی طعام سے ایسی چیز ہو جس سے سرعت کارروائی ہو سکے **ص** اور تکلیف نہیں
 صحیح ہے کہ اس چیز کی خرید کے لیے جسکی جنس میں جہالت فاحشہ ہو جیسے غلام اور گھوڑا اور جانور اگر قیمت اس کی
 بیان کر دیے قضا چاہیے کہ جو چیز سی ہی بن کر اس کی حقیقت نہ رہے غرض ایک ہر تو وہ ایک جنس میں داخل ہیں جیسے بکری قرظی بکری میں داخل ہوگی
 حقیقت و غرض مختلف ہے تو جو چیزیں عامہ طور پر جنس میں جیسے مرد و عورت کہ ایک کی حقیقت جدا اور ہر ایک سے غرض مختلف ہے اور جہالت فاح
 جنس کی نیچر وہ جنس سی ہو کہ اس کے نیچے اور اجناس ہو وین جیسے بردہ ہمیں غلام اور لونڈی دو وقت داخل ہیں اور
 وہ دونوں الگ الگ جنس ہیں بنی آدم میں کیونکہ ہر ایک کے مقاصد اور اغراض مختلف ہیں مثلاً غلام سے خدمت اور
 بیڑی کام کاج مقصود ہیں اور لونڈی سے وطمی اور زائد روٹی کام مقصود ہیں بلکہ ہر ایک میں بھی اغراض بچہ مختلف ہیں
 جیسے غلام ترکی میں جنس مقصود ہوتا ہے اور غلام ہندی میں خدمت اسی طرح ثوب یعنی کپڑا اور جانور دونوں بھول
 میں جہالت فاحشہ تو ان چیزوں کی خرید کرنے کے لیے وکیل کرنا درست نہیں ہے اگر حقیقت بیان کر دے جاوے
 جب تک اس کی نوع بیان نہ کرے گا **ف** الاصل مع زیادہ **ص** البتہ اگر جانور کی نوع بیان کر دیوے جیسے گھوڑا
 یا گھری قیمت اور محل بیان کر دیوے تو درست ہے **ف** اسی طرح اگر گھوڑا اکھڑا یا بچہ تو وکیل درست ہو جاوے گی تو اگر
 موکل نے جنس ہی بیان کر دی تو بہتر ورنہ وکیل جس طرح کا گھوڑا یا گھوڑا یا بچہ کو وکیل کو لینا پڑے گا **ص** اسی طرح
 اگر جانور کی جنس خاص معلوم ہو اور اس کی صفت معلوم ہو تو بھئی وکیل درست ہے وکیل کیا ایک شخص کو واسطے
 خریدے گا یا بکری کے اگرچہ اس کی صفت بیان نہ کی کر دیا ہو یا موٹی یا جنس ایک وجہ سے معلوم ہو کہ اور
 دوسری وجہ بھول جیسے غلام جب اس کی نوع پختہ کی ہندی یا سن اس کی ہر طرح کے اس سے نوع معلوم ہو جاوے بیان
 کرنے تو درست ہے مسئلہ زیر کے غرض ایک ہر دو بیہ آتے تھے تو یہ دے وکیل کیا عمر کو اس بات کا کہ ظلان غلام
 معین تو مجھے خرید دے اس ہر دو بیہ کے مسئلے میں جو میرے تیرے اور میں تو صحیح ہو جاوے گی یہ وکیل تو اگر وہ غلام
 وکیل کے پاس قبل موکل کے حوالہ دینے تک تلف ہو گیا تو موکل کا مال تلف ہو گا اور اگر زیر نے یہ کہا عمر دے کہ تو ایک غلام
 مجھے خرید دے **ف** ایسی غلام کو معین نہ کیا **ص** اس ہر کے مسئلے میں جو میرے تیرے اور میں تو صحیح ہو جاوے گی یہ وکیل تو اگر وہ غلام

اور قبل اس کے کہ یہ کوہ غلام کو لے کرے عمر کے پاس ہلاک ہو گیا تو وہ عروسی کے مال سے ہلاک ہو گا البتہ اگر وہ غلام
 نہیں ہو گا تو یہ کوہ غلام کو لے کرے عمر کے پاس ہلاک ہو گیا تو وہ عروسی کے مال سے ہلاک ہو گا البتہ اگر وہ غلام
 اور ہا میں **ف** اگر ایک شخص نے ایک غلام سے کہا کہ تو اپنے تئیں خرید کر لے میرے لیے اپنے مولیٰ سے اور غلام نے
 مالک کے کہنا پر تو بھگوسیر ہاتھ فلا نے کے لیے اور مولیٰ نے بچا تو وہ غلام اس شخص کا ہو جاوے گا جس نے حکم کیا تھا **ف**
 اس واسطے کہ غلام غیر کاویل اپنی ذات کے خریدنے کے لیے ہو سکتا ہو **ص** اور جو غلام نے مالک سے اتنا ہی کہا کہ بچ تو
 بھگوسیر ہاتھ اور فلا نے کے لیے نہ کہا تو آزاد ہو جاوے گا **ف** اور میں اس غلام پر لازم آوے گی **ص** اور جو ایک
 غلام نے ایک شخص سے کہا کہ تو بھگوسیر لے میرے مولیٰ سے جسے میں ہزار کے اور ہزار روپیہ غلام نے اس شخص
 کو دیدیے تو اگر وہ شخص مولیٰ سے کہے گا کہ میں اس غلام کو اویسی کے لیے خریدتا ہوں اور مولیٰ نے بچ کی آزاد ہو
 وہ غلام اور اگر یہ نہ کہے گا کہ میں اس کو اویسی کے لیے خریدتا ہوں تو وہ شری کا غلام ہو جاوے گا اور میں کے روئے اس شخص
 پر لازم آوے گا اور وہ جو ہزار غلام نے اس کو دیدیے تھے وہ مولیٰ کے ہو گے **ف** اس واسطے کہ وہ کمالی اس کے غلام
 کی ہو تو اویسی کی ملک ہو گی اور شری سو اس کے اور ہزار روئے اپنے پاس بابت ثمن کے دیگا **ص** اگر یہ بچے عرو کو
 حکم کیا کہ میرے بیٹے ایک غلام خریدے بعد اسکے عمر کے کہہ کر کہ میں نے غلام تیرے لیے خرید لیا تھا وہ میرے پاس آکر مر گیا
 اور زید یہ کہتا ہو کہ وہ غلام تو نے اپنے لیے خرید لیا تھا تو ہر صورت میں اگر زید عرو کو دام دیچکا تھا تو قول عرو کا قسم سے
 مقبول ہو گا ورنہ قول زید کا وکیل نے جب موکل کے لیے ایک شے خریدی تو وہ اپنے موکل سے دام اس کے
 لے سکتا ہو گا بھی تک وکیل نے بائع کو ثمن نہ دی ہو گا وکیل کو پہنچتا ہو کہ وہ شے موکل کو دیدیے جب تک اس
 دام وصول نہ کرے اگرچہ اسے دم بائع کو ابھی نہ دے ہوں تو اگر وہ شے ہلاک ہو گئی ہوگی اس کے روک
 رکھنے کے واسطے وصول ثمن کے تو موکل کے مال میں سے ہلاک ہوگی **ف** یعنی موکل پر اس کی ثمن لازم آوے گی
ص اور ثمن اس کی ساقط نہ ہوگی اگر وکیل نے اس کو روک رکھا تھا موکل سے واسطے وصول کرنے ثمن کے اور وہ
 شے ہلاک ہوئی تو ثمن ساقط ہو جاوے گی موکل کے ذمی سے **ف** یعنی موکل کو وہ ثمن جو وکیل نے اپنے بائع سے
 ٹھہرائی تھی نہ دیا ہوگی اور میں زفر اور ابو یوسف کا خلاف نوہ کو رسول کتاب میں ہدایہ میں **ص** وکیل کو یہ نہیں پہنچتا
 کہ موکل نے جس چیز میں نے خریدنے کے لیے کہا ہوا اس کو اپنے لیے خریدے **ف** تو وہ شے موکل ہی کی سمجھی جاوے گی
 گو وہ عقد کو اپنے طرف منسوب کرے اس طرح کہ غصیص کرے اپنے نفس کی مثلاً امددے گو وہ رہو کہ اس چیز کو میں
 اپنے لیے خریدتا ہوں یا نیت کرے اپنے لیے کفایہ **ص** تو جب کہینے وکیل کیا وہ شے کو واسطے خریدنے ایک شے
 کے تو اگر وکیل نے موکل کے حکم کے خلاف نہیں کیا تو وہ چیز موکل ہی کی ہو جاوے گی اور اگر خلاف کیا تو وکیل کی ہو جاوے گی **ف**
 اگر نیکے بیوتین ہیں کہ موکل نے ثمن کو خاص کر دیا تھا ایک قسم سے مثلاً گھاتما کہ روپیوں کے یا شرفیہ کے عوض میں
 خرید کرنا اور وکیل نے دوسری قسم کے عوض میں خرید لیا سو وکیل نے ثمن مطلق کہا تھا اور وکیل نے سو دہم فانیہ کر لیا
 کسی شے کے بدلے میں خرید تو یہ بھی مخالفت ہوگی اس وجہ کہ مطلق ثمن سے ہون میں مراد نقد یعنی دہم فانیہ روپیہ

تو بیکر نے اس کے حجاب میں یکہما کہ نہ دین وصول پا چکا اور گو وہ نہیں ہیں مہیون پاس تو بیکر کو حکم ہو گا کہ وہ دین وصول کر دے اور اس کو جب یہ واقعہ ہو گا اور انکار کرے تو دین وصول پا چکے گا تو اس کے بقدر سے لایوس اور وکیل کو قسم نہ لائی جاوے گی اس بات پر کہ میں نہیں جانتا کہ موکل میرا اس میں کوئی دخل پا چکا اگر مشتری نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ وہ بائع سے خدمت کرے اس عیب کے باعث جو مہیون میں نکلا ہے اور مہیون واپس کر دے بعد اس کے مشتری غائب ہو گیا اب وکیل نے چاہا کہ بیع کو بائع پر رد کرے تو بائع نے یہ کہا کہ مشتری خریدے وقت اس عیب پر رضامند ہو گیا تھا تو وکیل بیع کو نہیں پھیر سکتا یہاں تک کہ مشتری قسم کھائے کہ میں راضی نہیں ہوا تھا اس عیب پر اور صاحبین کے نزدیک وکیل بیع کو پھیر سکتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ صحیح نزدیک ابو یوسف کے یہ ہے کہ دونوں مسائل میں بیعی مسئلہ میں جو بیع گندہ اور اس مسئلہ میں تانیہ چاہیے یہاں تک کہ حلف کر لے وہ دین یا مشتری اگر دین سے روک دے تو دین روک دے کہ اس کو میرا بیع عیال پر رد کرنا اور عرفہ دس روپے لینے پاس لکھا اور پھر خریدے تو وہ دین روک دے تو بیع دین سے روک دے کہ وہ بیع گندہ اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ آستان ہزار اور قیاس ہو گا چاہتا ہے کہ عروہ جو روپے لینے پاس صرف بیع میں جو تیرہ عام و جاوین و سبہ آستان کی پیروی کر کوں خریدے یہ مثل کوں بیع کرے جو کہ بیع بالشراب اور اس کے کہ شریعت پاس دین سے روک دے اس میں بیع عیال میں بھی حکم ہو گا کہ

باب وکیل کے معزول کرنے کے بیان میں

موکل کو بیع چاہا کہ جب چاہے وکیل کو معزول کر دیوے وکالت سے لیکن بشرط معزولی کی ہرگز وکیل کو اس کا علم ہو جائے وقت تو جب تک وکیل کو علم ہے معزول کا حاصل ہو گیا یعنی اس کو ایک شخص عادل یا دوست اور الحال خبر غریب کی بیعتاویں تو جتنے تصرفات قبل اس کے کر چکا ہو کل پر لازم ہونے والا یہ صراحت باطل ہو جاتی ہے وکالت کو یا موکل کے مرجع سے یا سال بھر جنون سے ہونے سے و اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک مہینے بھر اگر جنون رہا وکیل کو تو وکالت تو سکی باطل ہو جاوے گی اور ایک روایت میں ایک دن رات منقول پر اور وہ جو متین ہیں تو کہ کیا قول محمد کا ہے اور اسی میں امتیاز ہے لیکن درمختار میں ہے کہ فتویٰ ایک مہینے کی مقدار پر ہو اور اسی صحیح کہا قستانی اور باطنی میں بیعتاویں یا مقدمہ و دار الحرب میں چلے جانے سے اور اگر موکل مکاتب تھا اور وہ اوکند کتابت عاجز ہو گیا یا دشمن کیوں نے یا ایک شخص کو وکیل کیا تھا اور وہ دونوں شریک حد ہو گئے یا عبد ذون وکیل کیا تھا پھر مالک نے اس کو منع کر دیا تصرفات سے تو ان مہینے رتوں میں بھی وکالت وکیل کی باطل ہو جاوے گی اگرچہ وکیل کو ان حالوں کی خبر نہ ہو اگر مہلک سے جس کا مہلک سے وکیل کیا تھا وہ کا وہ آپ کر لیا تب بھی وکالت باطل ہو گی جیسے وکیل کیا اپنے غلام اندونیکے لیے پھر موکل نے اس کو خود آزاد کر دیا یا وکیل کیا اس کو ایک عورت سے نکاح کر دینے کا پھر موکل نے خود اس سے نکاح کر لیا اور جدا بھی کر دیا اس کو تو بھی وکیل کو یہ نہیں پہنچتا کہ پھر اس کا نکاح موکل سے کر دیوے و اس واسطے کہ حاجت موکل کی پوری ہو چکی ہو لہذا اگر وکیل نے اس سے نکاح کر لیا اور نکاح کر کے جسے جدا بھی کر دیا تو اب اس کو پوچھنا ہے کہ موکل سے نکاح اس کا کر دیوے ہذا

کے فی الدعوی

دعویٰ کہتے ہیں خبر فیہ کو ساتھ ایک حق کے اپنے لیے غیر عرف اس تعریف پر بہت سے اعتراضات ہیں بلکہ

دعا مدعی

جامع و مانع وہ ہے جو صاحب درمختار نے بیان کی ہے کہ دعویٰ ایک قول قبول نیز نزدیک قاضی کے قصد کیا جاتا ہو جس سے طلب ایک حق کا غیر سے یا دفع کرنا خصم کا یہی ذات سے تو اس میں دفع دعویٰ مقسوس داخل ہو گیا صورت اسکی یوں ہے کہ مدعی قاضی سے یہ کہے کہ فلاں تاعرض ہیا کرتا ہے مجھ سے ناحق اور میں چاہتا ہوں کہ وہ دفع کرے تعرض کو تو قاضی اس دعویٰ کو منسکس نہ کرے اور منع کرے قاضی مدعی علیہ کو اس تعرض میں سے ناحق تو جب تک مدعی علیہ کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی باز ہیکہ تعرض سے بچ رہے ہو گا کوئی حجت تعرض کرے گا خلاف دعویٰ قطع نزاع کے کہ وہ سموع نہیں صورت اسکی یوں ہے کہ ایک شخص آئے قاضی پاس اور کہے کہ حکم کر تو قالہ نے کوہات کا اگر کوئی دعویٰ رکھتا ہے میرے اوپر تو کرے اسکو ورنہ روبرو گو اہوں کے بری کرتے مجھے سب دعاوی سے تو قاضی مدعی کو جبر نہ کرے بلکہ اسے دعویٰ کرنے کے لیے کیونکہ دعویٰ حق اسکا ہے طحا کی صورت مدعی وہ ہے کہ اگر قصود مت کو ترک کرے تو اس پر جبر نہ کریں اور مدعی علیہ ہر جبر کیا جاوے خصوصاً پر اوہ موافق تفسیر دعویٰ کے مدعی کی تفسیر دین چاہیے کہ مدعی وہ ہے جو خبر دیتا ہے اپنے حق کی غیر پر تو یہ تفسیر دوسری تفسیر ہے کہ کیا ہر اسکو بعض مشائخ نے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مدعی وہ ہے جو تمسک کرتا ہے ساتھ اس امر کے جو غیر ظاہر ہے یعنی وہ دعویٰ کرتا ہے ملک کی ایک شے کا حال انکہ وہ شے اس کے قبضے میں نہیں ہے بلکہ قبضہ میں مدعی علیہ کے اور یہ خلاف ظاہر ہے کہ ملک کے قبضے میں نہ ہو صراحت مدعی علیہ ہر جو تمسک کرتا ہے ساتھ اس امر کے کہ وہ ظاہر ہے کہ ف یعنی ظاہر ہی ہے کہ شے ایسی کی ہے جس کے قبضے میں ہے اور مدعی علیہ ہی کہتا ہے صراحت لیکن باعتبار شناخت مدعی اور مدعی میں معنی کا ہر نہ ظاہر کا بیان تک کہ اگر مؤدع نے دعویٰ کیا رد و دلیعت کا طرف مؤدع کے تو وہ ظاہر میں مدعی ہے لیکن حقیقت میں مدعی علیہ ہے کیونکہ انکار کرتا ہے ضمان کا ف یعنی غرض مؤدع کی جس کے پاس امانت تھی رد و دلیعت کے دعویٰ سے یہ کہ اس پر تاوان مال امانت کا لازم نہ ہے تو ظاہر میں اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ رد و دلیعت کا مدعی مؤدع ہے مؤدع مدعی علیہ ہے لیکن بیان چونکہ حقیقت اس معنی کا اعتبار ہے اور حقیقت میں منکر ضمان کا مؤدع ہے تو اسی کو مدعی علیہ قرار دیا گیا اس واسطے کہ نہ کہ مدعی علیہ کو کہتے ہیں تو قول اسی کا قسم سے معتبر ہو گا ہادیہ صراحت مدعی کی صحت کے کئی شرط ہیں ف رکن دعویٰ ہے کہ نسبت کرنا حق کی طرف اپنے اگر اصل اتنا دعویٰ ہو گیا ہے موقوف کی طرف اگر وکالتا ہو اور اصل دعویٰ و شخص ہی جو ماقبل متمیز ہو اگرچہ یہی ماذون ہو ورنہ جائز نہ ہو گا اور شرط دعویٰ میں یہ کہ مجلس قضا ہو اور مدعی اعیانہ حاضر ہو کہ اس واسطے کہ قضا علی الغائب نہیں ہو سکتی اور کہ مدعی علیہ کو حاضر کرنا اسی وقت چاہیے جب مدعی دعویٰ کرے تو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مدعی علیہ میں ہو گیا اتنی دور کہ اپنے مکان سے مجلس قضا میں آکر پھر رات کو اپنے مکان میں رہ سکتا ہے تو مجبور دعویٰ طلب کے مدعی علیہ کو اور اگر اس سے ناچار ہو تو جب تک مدعی سے وجہ ثبوت نہ لی جائے مدعی علیہ کو طلب نہ کرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حلف نے کی جاوے مدعی سے اپنے دعویٰ کے حق ہونے پر اگر وہ حلف کرے تو طلب کرے مدعی علیہ کو ورنہ نہیں طحا کی گما شعلی نے اور ہمارے زمرے میں قاضیوں کا خیال ہے کہ جب اون کے پاس کوئی شخص آنکر دعویٰ کرتا ہے تو وہ طلب کرے مدعی مدعی کو بغیر اس بات کے کہ ہتھکڑیاں مدعی سے کیفیت اس کے دعویٰ کی اور تمیز کر لیوں صحت دعویٰ کو اس کے ضابطہ سے اور تعلیل تو آون قاضیوں کی یا چاہے ان مسائل سے

مدعی علیہ کی صحت دعویٰ

کہا اور جسے یا رسول اللہ! کہی مدد فاسق ہو رہا ہے ہمیں رکھنا قسم کی فرمایا آپ نے نہیں ہر قسم کے لیے کچھ سوا قسم کے تو جان کر نہ
 قسم کھانے تب کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر حلف کر لیا مدعی کے مال پر تاکہ کھائے ہو سکے تو ظلم سے البتہ علیہ السلام تعالیٰ
 سے اور اللہ اس سے سزا بھیر لے گا اور اس حدیث کے معنی بہت سی حدیثوں میں مروی ہیں بلکہ بعضوں نے اسکو متواتر کہا ہر روایت
 کیا مسلم نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسے کاذب مدعی اور مسلمان کا اپنی قسم سے تو بیشک واجب کیا اللہ تعالیٰ
 اس کے لیے جہنم کو اور جہنم کہا اور اس کے جنت کو تو کہا آپ کے ایک شخص نے یا رسول اللہ اگر وہ تھوڑی چیز ہو تو فرمایا آپ کے اگر طیب
 لکڑی ہو پیلو کی **فائدہ** اگر مدعی علیہ نے کہا کہ میں نہ اقرار کرتا ہوں نہ انکار تو اس سے حلف لیا جائیگی بلکہ قید کیا جائیگا تاکہ
 اقرار کرے یا انکار کرے یہی طرح اگر چاہے ہو رہے بغیر کسی آفت کے اس کی زبان میں دس ہزار **حاصل** جمع کیا اگر
 فقہانے یا اطلب ہم دلائل پر اس شخص کو جو بہت پر مدعی دین کے صورت اس کے قسم لانے کی یہ ذکر قاضی اسکو یوں قسم کو
 کہ قسم اس کی سینے پر یا حق مدعیان ہمت سے نہیں پایا اور سینے اس کی طرف سے منجوا لیا اور نہ میری طرف کسی اور نے اور نہ
 قبضہ کیا میرے حکم سے اور نہ سینے اسکو معاف کیا نہ کل نہ بعض اور نہ سینے اسکا کسی سے قبول کیا اور نہ میرے پاس اس کی کوئی
 چیز نہ ہر کذا **فائدہ** اگر مدعی علیہ نے ایک دفعہ بھی قسم کھانے سے انکار کیا مثلاً کہا میں قسم نہیں کھاؤنگا
 یا چاہے ہو رہا بغیر کسی آفت کے **ف** یعنی اگر کوئی لگایا بھرا ہوگا تو سب اسکا نکل ہوگا **ص** اور قاضی نے فیصلہ کر دیا
 اس کے نکل پر تو صحیح ہو اور احتیاط اس میں کہ قاضی قسم کے واسطے تین بار مدعی علیہ سے کہے پھر اگر تیسری بار میں بھی مدعی علیہ
 قسم سے انکار کرے تو قاضی اس کے نکل پر حکم کر دیوے **ف** نکل لیتے ہیں قسم سے انکار کرے تو قاضی اس کے نکل پر
 حکم کر دیوے کیا معنی مدعی کا مقدمہ جتا دیوے اور مال مدعی مدعی علیہ پر لازم کر دے **ص** اور شاہی کے نزدیک صرف نکل
 سے مدعی علیہ کا پر مال لازم نہ کیا جائیگا بلکہ پھر مدعی سے قسم لیا جائیگی کہ وہ اپنے مدعی میں سچا ہو جب مدعی حلف کر لیا تو حکم
 کر دیا جائیگا مال کا مدعی علیہ پر اور ہمارے نزدیک یہ دعوت ہے اور سب سے پہلے اس طرح کیا معاویہ رضی اللہ عنہ اور یہ مخالف ہے حدیث مشہور
 کے **ف** اور یہی قول ہے احمد و مالک کا اور یہی کہتے ہیں ابو ثور و اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہو تو مدعی سے قسم لیکر حکم
 کر دینا **حاصل** کا مدعی علیہ پر دو قسم اس کی قائم مقام دو گواہ کے ہوگی اور امام غزالی نے دونوں مسئلوں میں خلاف کیا
 ائمہ شافعی کے نزدیک مدعی سے کسی حال میں حلف نہ لیا جائیگی بلکہ حلف خاص پر مدعی علیہ کے ساتھ باتماع حدیث مشہور بلکہ
 متواتر ہے اور گندی کہ فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے قسمیں منکر پر اور الف لام میں نے قسمیں
 جنس کے پر یعنی تمام میں مدعی علیہ پر یہی اس حدیث سے صحت معلوم ہوا کہ قسم جنس پر مدعی علیہ سے ائمہ شافعی دیکھ لے ہیں انہی
 حدیث سے جنکو روایت کیا احمد و ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی و طحاوی نے عبد اللہ اباب بن عبد الجبلی سے انھوں نے
 امام جعفر صادق سے انھوں نے اپنے باپ محمد باقر سے انھوں نے جابر سے کہ فیصلہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تھا
 قسم کے اور ایک شاکہ کے کہ ترمذی نے اور روایت کیا اسکو ثوری و مالک و غیرہ نے امام محمد باقر سے مسئلہ اور یہی مسئلہ
 اور روایت کیا اسکو در قطنی نے محمد ہاشم سے انھوں نے حضرت علی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ ایک
 شاہد کے اور قسم مدعی سے اور منقطع کر دیا در قطنی نے علی بن ابی طالب سے کہ جعفر صادق نے بھی یہی روایت کیا اس حدیث کو اور بھی روایت

حرفہ تلف از او نہایت

میں سے کسی کی طرف سے

اور کہا شافعی نے اور بیہقی نے کہ عبد الوہاب نے وصل کیا اور سکا اور وہ ثقہ ہیں کہتا ہوں کہ یہ بھی نے اسکو ضعیف کیا
 اہل کما کہ مخطوط ہو گیا تھا آخر عمر میں اور مالک اور ثوری کی روایت مثل اگرچہ صحیح ہے لیکن حدیث مثل شافعی کے نزدیک
 قابل احتجاج کے نہیں ہے اور روایت کیا ابو داؤد اور طحاوی نے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ شاہ
 اور قسم کے اور میں کہا اسکو ترمذی نے اور منکر کہا اسکو طحاوی نے اسواسطے کہ روایت کیا اسکو قیس بن سعد بن عوف بن زید
 اور اسکی حدیث کو عمرو بن دینار سے ہم کچھ نہیں جانتے اور روایت کیا شافعی اور اصحاب سنن اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا شاہ و ترمذی سے نقل کیا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہ حدیث صحیح ہے لیکن روایت کیا
 اس حدیث کو سیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے اور سناو سے بیہ بن ابی عبد الرحمن نے پھر گویا حفظ ابی سیل کا اور کہتے
 تھے ابو سیل کہ ربعیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث بیان کی ابو ہریرہ کی کہ اطمحی اوی نے نقل عن العینی کہ سیل راوی اس
 حدیث کا منکر ہوا اسکی روایت کا تو حدیث مذکور محبت باقی ترمذی بعد منکر ہونے اسکو راوی کے اور باقی اسانہ بھی اس حدیث
 کی ضعیف ہیں جواب امام صاحب کا اس حدیث کے چند جہوں پر اول اسطرح کہ یہ حدیث طرق اسکے سب ضعیف ہیں روایت
 اسکو نقاد فن حدیث بھی بن سعید نے تائید کیا حدیث باوجود ضعیف ہونے کے مخالف ہر نص صریح کلام اللہ کے واستسناد
 شہیدان میں رجال کوفان کو یکونار جلائل ورجل کوفان آتاکان الایہ یعنی گواہ کرو تم دو مردوں کو اپنے میں سے تو
 اگر دو مردوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ثالثا مخالف ہے حدیث اس حدیث مشہور بلکہ متواتر کے گواہ مدعی پر ہیں اور
 قسم منکر چھ کر دیا ہے اور میں نہیں شہود کو مدعی پر و جنس میں کو مدعی علیہ پر را بجا اس حدیث میں ذکر ایک واقعہ کا ہے
 اور نص قولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں احتمال ہے کہ شاید یہ حکم مخصوص ہو اور اس واقعہ سے یا اس مدعی سے یہ حکم
 حضرت نے کر دیا شہادت خرمیہ کو قائم مقام و شہادتوں کے اور خاص ہے یہ خرمیہ سے اتفاق علماء اور احادیث اور آثار
 ہمارے قولی میں عام تو واجب ہوگی ترجیح انکی اس حدیث پر خاصا بصورت تسلیم معنی اس حدیث کے یہ ہو سکتے ہیں
 کہ حضرت نے حکم کیا شاہ اور میں سے یعنی باوجود اسکے کہ مدعی نے ایک شاہ پریش کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر
 بوجہ عدم تکمیل نصاب شہادت لحاظ نہ فرمایا اور مدعی علیہ سے میں لی تو مراد میں مدعا علیہ ہے نہیں مدعی شاہ
 یہ کہ احتمال ہے کہ مراد شاہد سے خرمیہ ہو سیکر وہ سری حدیث میں مروی ہے کہ حضرت نے اوکی شہادت کو نہا بنزیر و شہادت کے رکھا
 اور جو حکم اوکی خصوصیات میں سے ہے شاہد بجا یہ کہ الف و لام قضی بالیمن مع الشاہدین حد کا ہو گا اور مراد حضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم کی شاہد سے شہادت معہود یعنی دو مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی مراد ہے ہی طرح سے لیمن یعنی معہود
 یعنی میں مدعی علیہ شاہد یا یہ کہ میں سے میں شاہد کی مراد ہو سکتی ہے یعنی شاہد کو حکم کیا کہ لفظ شد کہ لفظ کیونکہ شد لفظ
 یمن میں سے ہے ہر تاسعا یہ کہ عمل اس حدیث پر متعارف نہوا عند مختلف صاحبین یعنی صحابہ و تابعین میں اور یہ دلیل قاطع
 ہے اس حدیث کے متروک یا مائل ہے ہر صاحب شریک کہ استدلال امام شافعی اور ائمہ ثلاثہ کا بابت اثبات سلیقین کے ہے
 تمام میں ہوتا کیونکہ جب ہر شہادت ہی مدعی پر ہو گا مدعی علیہ اگر مدعی سے ایک گواہی پیش نہ کیا ہو اور وہ مخالف
 ہے اس حدیث سے بھی اگر کوئی کہے کہ اس مسئلہ کے اثبات کی دلیل نہیں بلکہ روایت کیا دارقطنی نے ابن عمر سے کہ نبی صلی

بیان استدلال علیہ السلام
در بیان دعویٰ علیہ السلام

علیہ السلام کی قسم کہ اوپر طالب حق یعنی مدعی کے توجہ اب اسکا یہ کہ قطع نظر اسے کہ یہ حدیث بھی ایک نقل واقعہ ہو اور
یہ احتمال ہے کہ بیان اوسی واقعہ میں مع الشاہد کا ہو و اسناد اسکا نہایت ضعیف ہے تصحیح کی اوسکی سبب محدثین نے فقہان
عشرۃ کا میلہ ملکہ مذکورہ مذکورہ تحقیق المقام و فیما ذکورہ کفایت لاولی الافہام استدلال عجیب امام مالک
نے مولیٰ میں لکھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں مع الشاہد الواحد حجت نہیں بسبب قول اللہ تعالیٰ کے فَإِنْ لَمْ يَكُنْ تَارِعًا لِحُجَّتِ
الْأَيَّةِ تَوْجِبَتْ لَوْنُ لَوْنٍ پر یہ کہ آیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا ایک شخص پر یا لکھا کہ میں نے حلف لیا جاتا
مدعی علیہ سے تو اگر حلف کرتا ہی باطل ہو جاتا ہے اوس سے یہ حق اور اگر نکل کر تہا تو پھر حلف ملتا ہے میں صاحب حق کو تو یہ
ایسا امر ہے کہ نہیں ہے اختلاف اوس میں کسی کا لوگوں میں سے اور نہ کسی شہر میں شہروں میں سے تو کس دلیل سے نکالائی
اوسکو اور کس کتاب اللہ میں پایا اس مسئلے کو توجہ اس امر کو اقرار کرے تو ضرور یہ کہ اقرار کرے میں مع الشاہد کا اگرچہ
نہیں ہے یہ کتاب اللہ میں انتہی باختصار میں کہتا ہوں کہ یہ استدلال عجیب ہے امام مالک سے کیونکہ ثبوت حلف
مدعی علیہ کا تو اعلیٰ و متواتر یا مشہور سے موجود ہے بلکہ اوسپر جماعہ کے مجتہدین کا تو یہ کہ کس دلیل سے نکالائی اسکو بعد یہ کہ
صواب اور اگر مردانہ کی اوس امر اتفاقی سے حلف مدعی علیہ مع حلف مدعی در صورت نکل مدعی علیہ تو اسکو اتفاقی کہنا
مجمع علیہ بلا وجہ صراحت قرار دینا خلاف واقع اور غیر مسلم یا اینہم جو لوگ میں مع الشاہد کو حجت نہیں جانتے ہیں وہ کہتے ہیں
کہ حلف رکنی جاوید مدعی پر تو ملازم است ان دونوں امروں میں غیر ثابت اور نہ دلیل ہے اور شاید کہ امام مالک بھی اس
عبارت کا مطلب یہ ہو کہ وہ ہمارے اہم ناقص میں نہ آیا ہو و اللہ اعلم ہم پر عبادہ ص اور نہیں حلف لیجائی ہے امام صاحب
تزوید منکر سے نکاح اور رجعت اور مدت ایلا کے اندر رجوع کرے نہیں اور اہم ولد جو نہ میں اور غلام ہونے میں اور نسب
میں اور ولد میں برخلاف صاحبین کے ف اصل کتاب میں صورتیں ان مسائل کی یوں مذکور ہیں کہ ایک شخص نے
دعویٰ کیا نکاح کا اور انکار کیا عورت یا اسکا اولاد یعنی عورت مدعی نکاح کی ہو کہ اور مرد انکار کرے یا دعویٰ کیا ایک شخص نے
بعد طلاق کے اور گنہ جانے عدت کے کہ میں نے رجعت کی تھی عدت کے اندر اور انکار کیا عورت یا اسکا اولاد یا دعویٰ کیا ایک
شخص نے بعد گنہ جانے مدت ایلا کے کہ میں نے رجوع کیا تھا ایلا سے اندر مدت کے اور انکار کیا عورت نے یا اسکا اولاد ہو یا
دعویٰ کیا ایک شخص نے بول النسب پر کہ یہ میرا غلام یا بیٹا ہے یا اسکا اولاد ہو یا بھگڑا گیا اور دونوں انادی کی ولایا ولادہ اولاد میں
ایسی طلب پر یا دعویٰ کیا لونڈی نے اپنے مولیٰ پر کہ یہ میرے اولاد ہوئی تھی مولیٰ ہے اور دعویٰ کیا تھا اسکا مولیٰ نے اور مولیٰ پر
ولد اور اسکا اولاد یا یہاں نہیں ہو سکتا کیونکہ مولیٰ نے اگر دعویٰ کیا کہ یہ میری اہم ولد ہے تو وہ اہم ولد ہو جائیگی صرف اسے اقرار سے
آئیں اوس لونڈی کے انکار کی طرف التفات نہ ہوگا لیلیں امام صاحب اور صاحبین کی مذکور میں اصل میں لیکن صحیح فقہاء
یہ کہ ان ساتوں چیزوں میں حلف لیجائیگی در مختار ص اور نہیں قسم لیجائیگی ص اور لعان میں ف جیسے حدیث اور حدیث
میں صورت حدیث یہ کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا اور دوسرے کہ تو نے مجھ کو زنا کی لگائی تھی اور تجھے حد لازم ہے اور مدعی علیہ نے
انکار کیا تو اسپر طعن نہ آوے گی بالا جماع اور صورت لعان کی یہ کہ عورت نے دعویٰ کیا فادہ پر کہ تو نے مجھ کو زنا کی لگائی تھی انکار کی
تو تجھے لعان واجب ہے اور مرد نے انکار کیا تو اسکو حلف نہ دلائی جاوے گی لکن لا اصل ص اور چور نے اگر چوری سے لکھا

سماعت اور کسی نہ ہوگی اور تمنا ہے مال پر باقی ہوگی اگر دعویٰ نے بعد قسم کے گواہ قائم کیے گواہ پہلے کہ چکا ہو کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں یا بعد قضا بالنگول کے تو قبل کیے جاویں گے کہ میں دروسی اور متولی اور صغیر کا باب مدعی علیہ سے حلف کے سکتے ہیں یا نہیں اور حلف نہیں کر سکتے یا تبہ اپنے فعل پر آدمی سے حلف ایسا ہی کہ بطور قطع اور یقین کے معنی میں مدعی کہتا ہے اور وسط میں ہے اور غیر کے فعل پر بطور علم کے کہ میں نہیں جانتا اس بات کو کیسے کسی شخص نے دعویٰ کیا دین یا نہیں کا وارث پر بشرطیکہ قاضی میراث ہو نہ ہو جانتا ہی یا مدعی نے اس کے میراث ہو نہ ہو کیا اقرار کیا یا ختم یعنی مدعی علیہ اس کے میراث ہونے پر گواہ لایا تو مدعی علیہ یعنی وارث سے علم نہیں ہوا پس کہ میں نہیں جانتا کہ یہ چیز میری ہے یا میری دین آتا تھا مورث پر اگر مدعی نے دعویٰ کیا دین کا مدعی علیہ پر بد نہایت کیا اور سکوپر ہاں سے بعد اس کے مدعی علیہ نے جواب دیا کہ میں نہیں مدعی کو بوجہ چکا ہوں تو مدعی علیہ سے گواہ آدمی کے لیے جاویں گے اسی طرح اگر دعویٰ کرے مدعی کے عفو کر دینے کا اگر مدعی علیہ کے پاس گواہ نہ ہوں ایصال دین یا اگر آدمی کے پاس قسم کا مدعی سے تو مدعی سے قسم لے جاویں گی اگر مدعی قسم کرے تو مال لایا جاوے گا مدعی علیہ سے اور اگر نکول کرے تو مدعی علیہ پر پال لازم ہوگا اگر ایک شاہ نے شہادت دی کہ ہر روپے کی مدعی علیہ پر پورے دوسرے نے اس کے اقرار پر تو گواہی مقبول ہوگی اگر میراث ایصال دین کا دعویٰ کیا ایک بار کل بن کا اور گواہوں نے اسے متفرق متفرق کی گواہی دی تو یہ گواہی مقبول نہ ہوگی اگر درجہ نے زوجیت زوجہ کا بالکل انکار کیا یعنی یہ کہہا کہ ہمارے مورث کی یہ کبھی زوجہ نہ تھی بعد اس کے زوجہ نے گواہ قائم کیے مباح اور میراث اب درجہ کرنے لگے کہ ہمارے مورث اس کو طلاق دی تھی اسے ابرا کیا تھا ستر تو قبول لڑکا مسیح ہو گا اس کو اس کے حق ہر تو اس کی قسم

باب کیفیت حلف کے بیان میں

قسم ہوتی ہے اور حدیثانہ کے نام پاک سے کسی قسم کے نام سے ف تو اگر قسم کھا دیکھا قرآن یا مان باب یا غیر یا ولی یا شہید کا نام سے یا کعبہ کی تو اس پر لکھا قسم کے مرتب نہ ہوئے بلکہ اگر اللہ جل شانہ کا سا کسی اور کو بزرگ سمجھ کر قسم کھا دیکھا تو مشرک ہو جاوے گا البتہ اگر قسم کھاوے اللہ کا نام سے یا اور کسی اور کے اسم سے اس کا متبر کہ سے جیسے رحمن رحیم قادر ذوالجلال یا اس کی ایسی صفت سے جس سے قسم کھانی جاتی ہے جیسے عزت اور جلال و کبر یا باج عظمت اور قدرت تو قسم معتبر ہوگی شامی روایت کیا ہماری اور سلم نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اس کو منع کرتا ہے اس بات سے کہ قسم کھاوے تم اپنے باپوں کی سوچو شخص تم میں سے قسم کھانیو الا ہو سوچا ہے کہ قسم کھاوے خدا کی یا چپ ہے اور روایت کیا بخاری مسلم ابویہریرہ سے کہ جس نے اپنے حلف میں کہا قسم تجلات اور عزی کی تو چاہیے کہ وہ توحید پر ہے یعنی لا الہ الا اللہ کہا شیخ عبدالحق نے شرح مشکوٰۃ میں کہ اگر قسم غیر خدا کی علی وجہ التعظیم نہیں ہے تو اس سے کافر نہیں ہوتا لیکن استغفار واجب ہے کیونکہ صورت کفر کی ہے اور اگر قسم غیر خدا کی علی وجہ التعظیم ہے یعنی اس کی خیر کی تعظیم مثل خدا کے جانتا ہے تو یہ کفر ہے اور رد آدمی واجب ہے اگر عذر کرے اس سے اور تجدید اسلام کرے رقاہت لیا ابو داؤد ابویہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قسم کھاوے تم اپنے باپ دادا اور اپنی اولاد کی اور نہ بتوں کی اور نہ قسم کھاوے تم خدا کی مگر جب سچے ہو اور روایت کیا بخاری ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے اپنے قسم کھائی سو خدا کا کسی کی قسم نہ ہے شرک کیا صراحت ہوگی طلاق اور عتاق سے ف یعنی اگر مدعی کہے کہ مدعی علیہ سے یوں قسم کھاوے کہ اگر

بیان حلف اور قسم کے بیان میں

مدعی کا دعویٰ سچا ہو تو میری جہد پر طلاق ہو یا میرا حلال ہو یا میری درخواست مدعی پر کچھ کھانا نہ ہو گا کیونکہ قسم طلاق یا عتاق حرام ہے لہذا فی الحقیقت صر اور قول منعیف یہ کہ اگر ہم سے نہ ملے میں مدعی ایجاب اور زاری کرے تو مدعی علیہ طلاق اور عتاق پر قسم لے جاؤ **ف** یعنی قاضی کو لے لینا درست ہے اور یہ قول مردود ہے بخیر و جو مآول یہ کہ حلف دلانا طلاق اور عتاق کی حرام ہے تو اگرچہ مدعی ایجاب اور زاری کرے قاضی کو اس کی تعمیل کیسے درست ہوگی اختیار کیا یا نہ صاحب در مختار اور فقہائے معتبرین نے اس پر سے یہ نتیجہ تکلیف نہیں ظاہر نہیں ہوتا اس واسطے کہ اگر مدعی علیہ نے انکار کیا اسی قسم سے یعنی طلاق اور عتاق کی قسم سے تو اس کے نکلنے سے اس پر مال لازم نہ کیا جاوے گا تو یہ تکلیف سے فائدہ نہیں لیکن بعض فقہائے یہ کہا ہے کہ جس شخص نے جائز رکھا ہے اس تکلیف کو تو وہ قائل ہے اس بات کا بھی کہ بصورت مکمل مدعی علیہ مال اور سپرد لازم کیا جاوے گا حدیث بخاری سے نقل کیا اور ہمارے کہیں فائدہ اس قسم کا ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی علیہ جابل ہوتا ہے اس بات کا کہ کول اسی قسم سے معتبر نہیں تو وہ وقت طلب حلف قسم سے انکار کر کے مال کا اقرار کر لیتا ہے تو قسم سے یہ کہ یہ قول منقول نہیں مجتہدین اربعہ سے اور نہ قدامت فقہائے بلا متون میں اسکی مانعت لکھی ہے تو جواز اسکا محض یہاں دیکھا ہے بعض فقہائے متاخرین کا یہ کہ جنکی تقلید ضرور نہیں علی انھوں میں جب کہ مخالف احادیث اور حرام ہو تو سکویا رکھنا چاہیے **ص** اور سخت کر کے کہ قاضی قسم کو خدا کی اوصاف ذکر کرنے سے مثلاً کہ قسم کھا تو اس امر کی جو طالب غالب ہے سمجھنے والا ہے یا شاہ ہر زندہ ہے کبھی اسکو موت اور فنا نہیں اور مثل اسکے **ف** ہا میں اسکی مثال یوں لکھی ہے کہ قاضی کے مدعی علیہ سے کہ تو قسم خدا کی ایسا نہ کہ جلتے والا ہے غائب اور حاضر کا وہ زمین رحیم ہے جانا ہے وہ بھی چیز کو جیسے جانا ہے کھلی چیز کو کہ مدعی کا تیرے پر مال نہیں ہے اور وہ اس میں سے کچھ اتنی آؤ قاضی کو پہنچتا ہے کہ مالیکر سے قسم کی اس زیادہ یا کم لیکن احتیاط کر کے اس بات کی کہ مدعی علیہ پر قسم کر نہ ہو جاوے اس واسطے کہ استحقاق اور سپرد صرف ایک قسم کا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص نیکی بخشت دیندار مشہور ہو وہ سپرد کیا قسم کی حاجت نہیں البتہ جو ایسا نہ ہو وہ سپرد سخت کرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر مال قلیل ہو تو تغلیظ قسم کی حاجت نہیں البتہ اگر مال خطیر کا دعویٰ ہو تو قسم کو سخت کرے ہدایہ تو اگر قاضی نے مدعی علیہ کا قسم کی قسم دی اور اس نے تغلیظ قسم سے انکار کیا تو قاضی کو سپرد نکال سے حکم نہ کرے اس واسطے کہ طلب تو اسکی قسم ہے اور وہ حاصل کیا ہے بخاری عن النبی **ص** اور نہ کسی تاکید قسم کی مسلمان پر زمان اور مکان **ف** تغلیظ زمان یہ کہ رمضان شریف یا جمعہ کے دن قسم لے اور تغلیظ مکان یہ کہ مسجد یا بیت امین قسم لے دے در مختار میں ہے کہ تغلیظ سبب نہیں ہے قاضی کو تو ظاہر ہے کہ اگر قسم تو سبب ہے لیکن نقل کیا شامی نے محیط سے کہ زمین جائز ہے تغلیظ قسم کی ساتھ مکان کے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک تغلیظ قسم کی چاہیے زمان سے جیسے بعد نماز عصر کے دن جمعہ کے اور مکان سے جیسے جامع مسجد میں نزدیک منبر کے اور یہودی کو یوں حلف دلاوینے کہ قسم ہے اوس خدا کی کہ جسے اوتاری تو راہ موسیٰ علیہ السلام پر اور نصرانی کو سہرے کہ قسم ہے اوس خدا کی جسے اوتار لیا کہ جیسی علیہ السلام پر ہے جو کسی کو سہرے کہ قسم خدا کی جسے پیدا کیا اگ کو اور میت پر میت کو قسم خدا کی دلاوینے **ف** کیونکہ میت پر اقرار کرتے ہیں وجود خدا تعالیٰ کا فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ نَبَّأْنَا لَقَمٌ مِّنْ خَلْقِ السَّحَابِ وَالْأَرْضِ لَقَمٌ مِّنْ لِّقَوْلِ اللَّهِ بِمَعْنٰی کہ تو بچہ جسے مشرکین سے کہنے پیدا کیا آسمان اور زمین کو البتہ کہیں کہ خدا نے پیدا کیا اور باری سے اور ہندو سے گل کی اور گھنگاری قسم نہ لے کہیں کہ حلیف بغیر خدا جائز نہیں ہے بلکہ یوں کہے کہ قسم اوس خدا کی جسے پیدا کیا اگ کو اور گھنگار کو اور مختار

یعنی جو کسی کو سہرے کہ قسم خدا کی جسے پیدا کیا اگ کو اور میت پر میت کو قسم خدا کی دلاوینے **ف** کیونکہ میت پر اقرار کرتے ہیں وجود خدا تعالیٰ کا فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ نَبَّأْنَا لَقَمٌ مِّنْ خَلْقِ السَّحَابِ وَالْأَرْضِ لَقَمٌ مِّنْ لِّقَوْلِ اللَّهِ بِمَعْنٰی کہ تو بچہ جسے مشرکین سے کہنے پیدا کیا آسمان اور زمین کو البتہ کہیں کہ خدا نے پیدا کیا اور باری سے اور ہندو سے گل کی اور گھنگاری قسم نہ لے کہیں کہ حلیف بغیر خدا جائز نہیں ہے بلکہ یوں کہے کہ قسم اوس خدا کی جسے پیدا کیا اگ کو اور گھنگار کو اور مختار

میں ہر قسم کے دہریہ جو غیر نہیں جانتے اور کل کا بلکہ انکار کرتے ہیں خدا سے تو افسوس کس چیز کی قسم لیا ہوگی اور معلوم نہیں ہر قسم کے ہتکار
 کہ افسوس دہریہ کی قسم لیا ہوگی اس واسطے کہ ہر قسم کی جملہ اسما کائنی ہر حدیث شریف میں ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ میں دہریہ ہوں اور آدمی ہر کتا ہوں
 دہریہ کو اگر یہودی نصرانی پادری ہندو سے صرف خدا کی قسم لے لے تو کافی ہو جاوے گا اور مختار میں ذکر اگر مدعی علیہ کو چکا ہو تو اس کو حلف
 دینے کا یہ طریقہ ہے کہ قاضی اس سے کہے کہ تم مجھ پر خدا کا اور اس کا بیٹا کا اور ایسا ہو پھر جب اپنے سر شاہ کے کہان تو وہ حلف
 ہو جاوے گا اور اگر یہودی ہو تو قسم کو کہے تاکہ وہ اس کا جو بیٹا ہے خدا سے اور اگر وہ لکھنا نہ جانتا ہو تو اس کو اشارہ سے قسم دے دو اور اگر گونا گونا
 بہرا اور اندھا بھی ہو تو اس کا آپ کہہ دے یا اس کا وہی یا اگر باپ اور وصی ہو تو قاضی نے جس شخص کو اس کے قائم مقام کیا ہو
 وہ حلف کرے طحاوی نے یہ لکھا کہ یہ قسم کیا علم پر ہوگی اس واسطے کہ متعلق بالغیر کو یا یقین قطع پر ہو تو حلف کرنا چاہیے پھر معلوم کرے یہ
 قول مخالف کا مقدم کے کہ نیابت اختلاف میں جاری ہوتی ہے حلف میں اتنی صورت حلف دینے کا بیٹے یہ لوگ فانی
 یہود اور نصاریٰ اور بت پرست صلیب عبادت خانوں میں اس واسطے کہ قاضی کو ان کے عبادت خانوں میں جاننا کہ وہ
 ہر کیونکر وہ مجمع شیطانی ہیں اور ظاہر اگر بت پرستی پر اس واسطے کہ عند الاطلاق کرہت تحریری مراد ہوتی ہے اور سینے قوی دیکر
 اوس سلطان کی تعزیر کا جواز کم نہیں ہے جو اس کے ساتھ گذر جائے الا ان حق صورت قسم دلائی جاوے گی علیہ کو حاصل دعویٰ پر
 قاعدہ کلیہ اس کا یہ کہ اگر شیبہ جو مرتفع نہیں ہو سکتا جیسے عثم و مسلمان کا تو یوں حلف سبب پر ہوگی اور اگر وہ سبب مرتفع ہو جائے
 جیسے بیع منہ سے اور نکاح طلاق سے تو وہاں قسم حاصل پر ہوگی مگر جس صورت میں مدعی کا ضرر ہو تو اس کی مثالیں مگر اتنی ہیں کہ
 جیسے بیع اور نکاح میں قاضی یوں قسم دینے کہ قسم خدا کی تو وہ دونوں میں بیع قائم نہیں اور نکاح قائم نہیں اور طلاق میں اس طرح کہ وہ حلف
 تجھے اس وقت بائ نہیں ہے اور غصب میں اس طرح کہ تجھ پر اس چیز کا پھیر دیا اور جب نہیں اور نہ دیوے قسم سبب پر جیسے قسم خدا کی تینے
 نہیں ہے یا اپنے طلاق نہیں دیا یا اپنے غصب نہیں کیا یا اپنے نکاح نہیں کیا اس واسطے کہ یہ سبب مرتفع ہو جائیں اس طرح
 کہ ایک چیز کو بیچا پھر فاک کیا تو اگر مدعی علیہ کو قسم دلاوے سبب پر تو اس کو ضرر ہوگا جو جو غلطہ لینے کے یہ سبب طریق کا ذکر اور البتہ
 کے نزدیک سبب صورتوں میں حلف سبب پر دلائی جاوے گی مگر تب مدعی علیہ قاضی سے کہنا کہ اس نے قاضی نہ حلف دلا تو مجھ پر
 پر اس واسطے کہ آدمی کہیں بیع کرنا نہ پھر فاک کر لیا یا طلاق دینا نہ پھر نکاح کر لیا یا اور بعضوں نے کہ اگر مدعی علیہ کے انکار کو دیکر
 اگر وہ منکر ہوگا سبب کا تو اس پر حلف دیا جاوے گا اور اگر منکر ہوگا حکم کا تو حلف پر حلف دیا جاوے گا اور یہاں پر کہنے والا یہ کہ اگر
 کہ لایق یہ ہے کہ ہمیشہ حلف ہو سبب پر اگر مدعی علیہ کہتا ہے قاضی سے کہ اس واسطے کہ تمنا دے گی یہ بات ہر کہ پہلے بیع ہوئی ہوگی
 پھر فاک نہ ہو گا تو دعویٰ اقرار میں مدعی علیہ کو مدعی ہونا چاہیے تو مدعی علیہ کو وہ لازم ہیں اقرار کے لو کہ مدعی ہو تو مدعی
 پر قسم ہو گا انی الا حکم صلی مگر اس صورت میں جہاں پر مدعی کا ضرر ہو تو وہاں حلف سبب پر ہوگی جیسے شفعہ کا دعویٰ
 بسبب ہر گاہی کے اور شفعہ مطلق طلاق بائن کا سبب مدعی علیہ ان چیزوں کا قابل نفوذ مثلاً مدعی علیہ شافی ہو اور
 تزکیہ ہر گاہ کہ شفعہ پر مطلق طلاق بائن کو نفقہ تو یہاں اگر مدعی علیہ سے حلف لیا ہوگی حکم پر یعنی سیر کا و شفعہ واجب شہر
 یا نفقہ واجب نہیں تو مدعی علیہ پر ہو گا اور مدعی کا ضرر لازم آوے گا اس واسطے مدعی علیہ کو یوں قسم دینے کہ قسم خدا کی تینے پھر
 خریدا یا اپنے اس کو طلاق بائن نہیں دیا گذرانی حاصل صورت قسم لیا ہوگی اوس سبب جو مرتفع نہیں ہو سکتا جیسے

غلام مسلمان عتق کا دعویٰ کرے مولیٰ پر **ف** تو مولیٰ کو یوں قسم دینے کے قسم خدا کی قسم کو نہیں دیکھا اس واسطے کہ اصل حلف لینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ سبب کا ارتقاء بیان نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ غلام مسلمان جب آزاد ہو گیا تو پھر غلام نہیں بن سکتا لہذا **ف** اصل صر اور لوندی اور غلام کا فرین اگر مدعی ہوں یہ دونوں عتق کے مولیٰ پر تو حلف لیا جائیگی حال ہی **ف** اس واسطے کہ سبب کا ارتقاء بیان ہو سکتا ہے لیکن لوندی میں تو اس طرح کہ مرتد ہو جاوے اور دارا محرب میں بلی جاوے پھر قید ہو کر آئے اور لیکن غلام کا فر تو اس طرح کہ عمدہ کو توڑ دیوے اور دارا محرب مل جائے پھر قید ہو کر آئے لہذا **ف** اصل صر اور لوندی میں کسی چیز کا وارث ہو کر اپنے مورث سے اور دوسرے شخص مدعی ہوا اس چیز کا تو وارث سے حلف علم پر لیا جائیگی یعنی اس طرح کہ مجھے معلوم نہیں کہ شیعہ قریشی ملک ہے اور اگر کسی شخص کو کوئی چیز ہے یا نہ ہے اسی تو وہ بطور قطع حلف کرے **ف** اسی طرح اگر وارث مدعی ہو کسی چیز کا دوسرے سے ہر دس بھٹکار **ص** اور قسم کے بیچ میں مدعی کو چھوڑ دینا اور صلح کر لینا کچھ مال پر بعض قسم کے صحیح ہے تو مدعی جب اقرار کرے کہ مجھ کو بلا قسم کا یا بدل صلح قسم سے پہنچ گیا تو اب مدعی علیہ کو حلف مذہبی باوکی بلکہ حق حلف سے قطع ہو جاوے گا **ف** اٹل مدعی نے قسم چاہی مدعی علیہ سے سوا اس نے کہا کہ تو مجھ کو قسم دیکھا ہے ایک بار تو اگر تحلیف قاضی باہنچ کے سامنے ہوئی ہو اور وہ اوپر گواہ لایا تو مدعی علیہ کا قول مستبول ہو گا ورنہ مدعی اس سے حلف لے سکتا ہے **ف**

باب التحالف یعنی دو شخصوں کے باہم قسم کھانے کے بیان میں

جب بائع اور مشتری نے اختلاف کیا مقدار میں **ف** مثلاً بائع نے ثمن دو سو روپیہ بتلائے اور مشتری نے سو روپے یا بیع میں **ف** یعنی مشتری نے بیع زیادہ بتلائی اور بائع نے کم جیسے مشتری نے بیع کو بیس میں غارت کر دیا اور بائع نے انیس میں **ص** تو شخص کو اہوں سے اپنا بیان ثابت کر گیا اس کے موافق حکم ہو گا اور اگر دونوں نے گواہ اپنے اپنے بیان پر پیش کیے تو فیصلہ اس کے موافق ہو گا جو دعویٰ کرتا ہے زیادہ کا **ف** اور وہ بائع ہی صورت اول میں اور مشتری صورت ثانی میں **ص** اور اگر اختلاف ہو مقدار ثمن اور بیع دونوں میں مثلاً بائع نے کہا کہ میں نے اس غلام کو دو ہزار روپے کے عوض میں بیجا کر اور مشتری نے کہا میں نے بلکہ تو نے دو غلاموں کو بیسے میں ہزار روپے کے بیجا کر تو گواہ بائع کے ثمن میں اور مشتری کے بیع میں متبر ہوئے اور اگر بائع اور مشتری دونوں گواہوں کے پیش کرنے سے عاجز ہوئے تینوں صورتوں میں **ف** یعنی جب اختلاف ہو فقط مقدار ثمن میں یا فقط مقدار بیع میں یا بیع اور ثمن دونوں میں **ص** تو یا ہر شخص دوسرے کی زیادتی پر راضی ہو جاوے **ف** یعنی مشتری بائع کی زیادتی ثمن پر یا بائع مشتری کی زیادتی بیع پر یا ہر ایک دوسرے کی زیادتی پر **ص** یا دونوں حلف کریں تو اگر اختلاف ثمن میں ہو گا تو مشتری سے کہا جاوے گا یا تو راضی ہو جاوے اس ثمن سے جس کا بائع دعویٰ کرتا ہے ورنہ بیع کی جاوے گی اور اگر اختلاف بیع میں ہو گا تو بائع سے کہا جاوے گا یا تو تسلیم کرے اس چیز کو جس کا دعویٰ کیا مشتری نے ورنہ بیع کرے ہر بیع کو اگر اختلاف دونوں میں ہو تو ہر ایک سے ہی کہا جاوے گا تو اگر راضی ہو گیا ہر شخص دوسرے کی زیادتی پر تو بہتر ہے ورنہ دونوں سے حلف لیتے اور پہلے حلف مشتری سے لیا جاوے گا **ف** تینوں صورتوں میں اس واسطے کہ حلف اویسی سے ثمن کا مطالبہ ہو تا ہے تو ہر ایک راضی ہو سکا اس میں جلدی ظاہر ہوتا ہے فائدہ نکول کا اور وہ جب ثمن پر اختلاف کیا صورت کی جب بائع سے پہلے حلف لیا جائے کہ اگر غلام اسے تسلیم کرے تو ہر ایک راضی ہو جائے اگرچہ اس کا سبب یہ ہے کہ

ہوئے یا بیع صرف ہفتے تو قاضی کو اختیار ہے کہ جسکی قسم سے چاہے شروع کرے اور قسم صرف اسی صورت میں جاری کی جائے کہ بیع میں قسم کھائے
 کہ لکھ دینے پر اگر کوئی نہیں چاہا اور مشتری قسم کھائے کہ اس دینے بغیر وہ ہمارے نہیں خریدے اور ملانا اثبات کلاسکے ساتھ ضروری ہے
 یعنی بائع یہ بھی کہے کہ بلکہ سینے دو ہزار کو بیچا ہے اور مشتری یہ بھی کہے کہ بلکہ سینے دو ہزار کو خریدی ہے یہی صحیح ہے کہ لکھا والا اصل مستثنیٰ ہے
 من الصلاہ صریح نسخ کر دینے قاضی بیع کو بعد دونوں کی قسم کے اور جو مکمل کرے گا دونوں میں سے اس پر لازم کیا جائے
 دعویٰ دوسرے کا ف یعنی جب قاضی نے پیش کیا قسم کو بیچا مشتری پر تو اگر اس نے نکل کر کیا تو بائع کا دعویٰ اس پر لازم ہو گیا اور اگر
 حلف کیا تو اب قسم پیش کیا جائے بائع پر تو اگر اس نے حلف کیا تو نسخ کیا جائے بیع اور اگر نکل کر کیا تو مشتری کا دعویٰ اس پر لازم ہو گا
 جاتا چاہیے کہ اختلاف جب مقدار میں ہو تو دونوں سے حلف لینا قبل قبض بیع کے موافق ہے قیاس کے
 اس واسطے کہ بائع دعویٰ کرتا ہے زیادتی میں کا اور مشتری اس کا انکار کرتا ہے اور مشتری دعویٰ کرتا ہے تسلیم بیع کا بائع پر ساتھ میں
 تلیل کے اور بائع اس کا انکار کرتا ہے تو ہر ایک ان دونوں میں سے مدعی بھی ہوا اور منکر بھی تو دونوں پر حلف لازم آئی لیکن
 بعد قبض بیع کے دونوں سے حلف لینا خلاف قیاس ہے اس واسطے کہ مشتری کسی بات کا دعویٰ نہیں کرتا بائع پر کیونکہ بیع
 اس کے پاس آگئی ہے البتہ بائع دعویٰ کرتا ہے زیادتی میں کا اور مشتری اس کا منکر ہے تو قسم صرف مشتری سے چاہیے تھی لیکن ترک کیا گیا
 کو بہتے اور ثابت کیلئے دونوں کے حلف کو قبول سے انحراف علی الصلاہ اس واسطے کہ جب اختلاف کریں بائع اور مشتری اور بیع جو
 ہو تو دونوں حلف کریں اور دونوں بھیر دیں یعنی بائع میں کو اور مشتری میں بیع کو لکھا والا اصل یہ حدیث اس لفظ سے نہیں
 علی ہاں روایت کیا ابن ماجہ اور دارمی نے عبد بن مسعود کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اختلاف کریں بائع
 اور مشتری اور بیع موجود ہو اور ان دونوں کے پاس گواہ نہ ہو تو قبول بائع کا معتبر ہے یا بھیر لیون دونوں بیع کو اور نقل کیا ہے
 نے جامع صغیر میں روایت طبرانی سے ابن مسعود کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البیان إذا اختلفوا ولا بینهما
 البیع یعنی بائع اور مشتری جب اختلاف کریں اور ان دونوں کے پاس گواہ نہ ہو تو بھیر لیون بیع کو صراحتاً اختلاف ہو
 میعاد میں یا شرط یا میں یا قبض میں بعض میں سے تو حلف دلا یا جاوے گا منکر ف برابر ہے کہ اختلاف اصل میں ہو
 جسے مشتری کہے کہ سینے اور دھار اتنی مدت پر خریدی ہے اور بائع اس کا انکار کرے یا مشتری کہے کہ میں مہل ہوں یا مالک
 سال کے اور بائع کہے کہ نہیں بلکہ چھ مہینے کی میعاد ہے تو جو منکر ہو گا زیادتی کا اس کو حلف دیا جائے یا کہ بائع یا مشتری کہے کہ بیع
 بشرط اختیار تھی اور دوسرا اس کا انکار کرے یا کہ ایک اون میں کا کہ مجھ کو اختیار تھا میں دن کا اور دوسرے کہ نہیں بلکہ دو دن کا یا
 مشتری کہے کہ میں بعض میں دیکھا ہوں اور بائع اس کا انکار کرے صریح مخالف ہو گا اگر بیع تلف ہو گئی ہو وہ
 اور بھیر اختلاف ہو تو میں بلکہ حلف دیا جاوے گا مشتری تریک امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے اور قول مشتری کا
 قسم سے مقبول ہو گا برخلاف منکر کے اور جو بعض بیع تلف ہوئی اور بعض باقی رہی تو بھی مخالف ہو گا مگر اس صورت میں تھا
 ہو گا کہ بائع جتنی تلف ہوئی ہے اسے چھوڑ دینے پر رضی ہو جائے اور بعض شائع کرتے ہیں کہ یہ تشریح ہے بیع مشتری
 تو مشتری پر صورت میں نہیں دیا گیا تفصیل اس کی اس کتاب میں ہے صریحاً علی اور کاتب نے بدل کتابت میں اختلاف
 کیا تو مخالف ہو گا بلکہ قول کاتب کا قسم سے مقبول ہو گا صریحاً اگر بیع سلم کے نسخ کے بعد اس کے

وہ ایک ایسی چیز ہے
والا اور مستاجر
کی نسبت ذرا

میں اختلاف ہو تو قول مسلم ایک طاعت مقبولہ کا جو عقد مسلم عبد کریم کا اور اگر بیع کا اقالہ ہوا اور بعد بیع کے اختلاف ہو یا بیع اور خستی
میں متعلقہ میں تو دونوں حلف کریں جب دونوں حلف کر لیں گے تو بیع لوٹا دیں اس واسطے کہ اختلاف سے اقالہ نسخ
ہو گیا اور جب اقالہ نسخ ہوا تو بیع لوٹا دیں اور اگر اختلاف کی جہل یا بارہ یا منفعت میں ہو جو مستاجر نے قبل بیع سے منفعت
کے تو دونوں حلف کریں اور ہر ایک وہ سکر کی شکر کو چھو کر اور پہلے مستاجر کو حلف دیا ہو گی اگر اختلاف ہجرت میں ہو تو
اور جو کو بیع حلف دیا ہو گی اگر اختلاف منفعت میں ہو تو جو کوئی تکلیف کرے گا تو دوسرے کا قول ثابت ہو جائے گا اور جو کوئی ہجرت
لاوے گا اس کا بیان مقبول ہو گا اور اگر دونوں ہجرت میں اور مستاجر کا منفعت میں مقبول ہو گا
اور جب اختلاف دونوں میں واقع ہو تو گواہ ہر ایک کے اولیٰ ہونگے دعویٰ زیادت میں حلف مستاجر کے کیا کہ میں تجھ کو مکان کلاہ
میں دیا ایک برس تک تو وہ پڑھیں اور مستاجر نے کہا کہ نہیں بلکہ دو برس تک سے رہے ہیں اور قائل کیا دونوں گواہوں کو تو
حکم دیا جائے گا دو برس تک وہ پڑھیں تو جو حلف گواہوں کا اذیاد ہجرت میں اور مستاجر کے گواہوں کا اذیاد بیعت میں
اعمت یا ہوا اور اگر مستاجر نے بعد پوری لینے منفعت کے اختلاف کیا مقدار ہجرت میں تو قول مستاجر حلف سے
مقبول ہو گا اور اگر بعض منفعت کی ہجرت میں باقی ہے تو دونوں سے حلف کرے گا بارہ کو باقی میں نسخ کرے گا یعنی مدت گزری ہے
اوس تین قول مستاجر مقبول ہو گا اور اگر اختلاف کیا جو رو اور خاندان کے اسباب خانگی میں تو جو سبب خاص عورت کے لایق نہ
ف جیسے اور عورت کی جو کی زہر وغیرہ ص تو وہ عورت کو دیا جاوے گا قسم لیکر اور جو سبب کخاص مرد کے
لا لایق نہ ہو جیسے بکری یا بکری یا وغیرہ ص یا مرد اور عورت دونوں کا ہو سکتا ہے ف جیسے عورت وغیرہ ص
تو وہ مرد کو دیا جائے گا قسم لیکر ف یہ صورت جب کہ مرد اور عورت کسی پاس گواہ نہ ہوں اور دونوں زندہ ہوں تو اگر
دونوں کو پیش کریں تو جو گواہ مقبول ہو گے ص اور جو کوئی مر گیا ہو تو قول زندہ کا اوس سبب حق میں جو دونوں کے
لائق نہ قسم سے مقبول ہو گا ف اور اس مسئلہ میں توفیق میں مجتہدین کے مذکور ہیں حواشی اور مختار میں ص اور امام ابو یوسف
کے نزدیک عورت کو اسباب بہر سبب لیاقت اوسے دیا جائے گا اور باقی خاندان کو اوس قسم لیکر دیا جائے گا اور زندگی اور موت
سبب بہر سبب نزدیک اور نام نہان کے نزدیک اگر جو رو اور خاندان زندہ ہوں تو مثل قول ابو حنیفہ کے ہے اور بعد موت کے جو سبب
مشکل ہے وہ خاندان کے وارثوں کو ملے گا اور اگر جو رو خاندان میں کوئی ملوک ہو تو کل اس کا ہو گا جو اوس میں آزاد ہر حالت میں
اور بعد ایک کے جانے کے زندہ کا ہو گا ف اور صاحبین کے نزدیک عبد و لون اور مکاتب مثل ہم کے مسائل الحاکم
نور میں کا اختلاف اگر مقدار میں واقع ہو تو اوسکی صورتیں کتاب النکاح باب المهر جلد ثانی میں گذر چکے ہیں اگر جو رو اور
مستاجر نے متاع خانگی میں اختلاف کیا تو کل خیرین مستاجر کی ہونے لگی کہ جسے جو بدن پر جو جس کے میں وہ مرد کے
میں کہ اگر وہ قسم کے پیشہ وریک جائے ہوں تو کالات میں اختلاف کریں تو ہر ایک کو اوسکے پیشہ کے آلات حوالے دیے
جائیں گے بلکہ قتل کے تین دونوں میں مشترک ہو جائیں گے دو شخص ایک مکان میں رہتے ہیں اور ایک کے پاس ایک شکر گراں
مکمل جو اسکے لائق نہیں ہے جسے بار و بکاش پس چاند کتاب کی یا شمس پس توڑہ نہیں ہون کا اور دوسرے شخص کے
لائق نہیں ہونے کے حکم میں اور کسی سے پاس کوہ نہیں ہیں تو وہی ہو سکی ہو گی جو اوسکے لائق نہ ہوتی ہیں تو شخص

سورین اور دوسرے کا نام لیا ہو اور کسی شخص کو فروش اور صلح کر دیا ہو اور کسی کو کتا یا بکرا یا اونٹ یا گھوڑا فروش کیا ہو یا کسی کو صلح کر دیا ہو

ص فصل دفع دعوی میں

اگر مدعی علیہ مدعی کے جواب میں کہہ کہ شیخ جبریل قبضہ میں ہے اور تو اس کا دعوی کرتا ہوا امانت ہے زید کی یا عاریت لیا ہوا دیکھو
 عینے زید سے یا اگر زمین لیا ہو یا گھر لیا ہو یا غصب کیا ہو عینے زید سے اور اس پر گواہ قائم کیے تو مدعی کی خصوصیت مدعی علیہ
 سے دفع ہو جائیگی **ف** اس واسطے کہ مدعی علیہ نے گواہوں سے ثابت کر دیا اس امر کو قبضہ اس کا بطور خصوصیت نہیں ہے تو مدعی
 کا دعوی بالذات متوجہ ہوا زید سے مدعی علیہ سے اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ اگر مدعی علیہ گھر کی اور دروغ گوئی میں مشہور
 ہو تو عینے لوگوں کو کمال لیا بعد اس کے یہی جیسا کہ کہہ کرے ہضم کرے تاہم تو خصوصیت مدعی کی دفع نہ ہوگی اور یہی قول ماخوذ ہے اور اسی کو
 پس نہ کیا ہے مختصر میں جسے مختار **ص** اور اگر مدعی علیہ نے اس کے جواب میں کہہ کہ یہ چیز عینے خریدی ہے زید سے یا مدعی نے
 اس طرح دعوی کیا کہ یہ چیز میری تو نے غصب کی ہے یا چورائی ہے یا میرے پاس ہے چوری گئی ہے تو اب دفع کرنا مدعی علیہ کا انہوں
 سے مقبول نہ ہوگا اگرچہ مدعی علیہ اس شخص کے امانت نہ تھے پر گواہ پیش کرے **ف** اس واسطے کہ مدعی علیہ نے جب یہ کہہ کہ عینے خریدی ہے
 زید سے تو اسے خود اتار کر لیا کہ یہ اس کا یہ خصوصیت کا ہے تو اس سے خصوصیت ساقط نہ ہوگی اسی طرح جب مدعی نے دعوی کیا
 ایک فعل کا مدعی علیہ پر غصب اور سرقہ کا تو بھی خصوصیت ساقط نہ ہوگی اسی طرح جب مدعی نے دعوی کیا ایک فعل کا مدعی علیہ پر
 یعنی غصب سرقہ کا تو بھی خصوصیت ساقط نہ ہوگی اسی طرح جب مدعی نے یہ کہہ کہ خریدی ہے یا اس اور مدعی علیہ نے اس کے جواب میں یہ کہہ کہ میرا پاس
 ہے یا انہوں نے بھی خصوصیت ساقط نہ ہوگی بلکہ غصب کے نزدیک ہے ساقط ہو جائیگی **ص** عینے گواہوں کی بات کی گواہی میں مدعی علیہ کی طرف سے مدعی علیہ پر
 اس شخص کو کہہ کرے کہ میں نے اس کو نہیں سچا تو خصوصیت مدعی کی دفع نہ ہوگی اس واسطے کہ امانت کے خلاف ہے عینے جو کہہ کہ وہ صرف اتنا کہہ کرے کہ میں نے
 اس کی صورت کچھ نہیں دیکھا اور اس کے نام و نسب کو نہیں جانتے تو خصوصیت ساقط ہو جائیگی نزدیک نام صاحب **ف** کیونکہ
 جب گواہوں نے نام و نسب امانت رکھنے والے کا بیان کر دیا اور اس کی صورت کو بھی پہچانتے ہیں یا فقط اس کی صورت کو
 پہچانتے ہیں تو گواہ جانتے ہوئے یہ بات کہ امانت رکھنے والا شخص مدعی نہیں ہے اور نزدیک امام محمد کے خصوصیت ساقط
 نہ ہوگی فقط صورت پہچانتے سب تک گواہ نام و نسب بھی اوس کا بیان نہ کریں کیونکہ انھوں نے ایک شخص میں کو نہیں دیکھا
ص اگر مدعی نے اس طرح دعوی کیا کہ شیخ جبریل قبضہ میں مدعی علیہ کے ہر دو عینے زید سے خریدی ہے اور مدعی علیہ نے یہ کہہ کہ یہ خریدی ہے
 میرے پاس امانت رکھوئی ہے تو خصوصیت مدعی کی ساقط ہو جائیگی اگرچہ مدعی علیہ نے بیان پر گواہ پیش کرے لیکن اس صورت
 میں خصوصیت دفع نہ ہوگی جب مدعی گواہوں سے یہ بات ثابت کرے کہ عینے نے جاکو کر لیا ہے اور اس چیز کے لئے لینے کے لئے
ف اس واسطے کہ مدعی نے جب یہ کہہ کہ اس نے یہ چیز خریدی ہے زید سے تو اسے اتار کر لیا کہ وہ لیا زید تھا اور اس کی طرف سے
 پہنچنا چاہیے تو یہ مدعی علیہ کا یہ خصوصیت نہیں ہوگا کہ مدعی وکالت اپنی ثابت کر لے اور اس شخص کے لئے لینے کے لئے جانا چاہیے
 کلان مسائل کو نقشہ کہتے ہیں کتاب المدعی کا اس واسطے کہ مدعی علیہ کے جواب کی پہلی صورت میں ایک امانت دوسری عاریت
 تیسری اجارہ چوتھی ہیں پانچویں غصب اور بھی اس جہت سے کہ ہم نے پہنچ قول میں تو نزدیک ابن شریک کے خصوصیت دفع
 نہ ہوگی اور نزدیک ابن ابی لیلی کے خصوصیت دفع ہو جائے گی اگرچہ مدعی علیہ گواہ قائم کرے اپنے بیان پر اور نزدیک ابی یوسف کے

اگر میری مدد پر مال ہو گا تو اس سے خصوصیت رفع ہو جائیگی اور اگر مشہور ہو گا حیا ہوگی اور کسب کاری میں تو دفع نہیں کیے ہوئے
 کہ وہ کر سکتا ہے کہ جمال اس کے قبضے میں ہو ایک شخص غائب ہوئے کو دیوے اور اس کے لئے کہ تو ویر کو اہوں کے اس
 مال کو پس پاس امانت رکھ دے مگر کوئی اس مال کا دعویٰ نہ کر سکے اور نزدیک مجھ سے خصوصیت رفع ہوگی جب کہ اہوں نے
 کیا کہ ہمیں شخص کو نہیں پہچان سکتے تو ہم سب کو سب کا نہیں جانتے اور یہ کہ ہم نے یہ شخص غائب ہو گیا ہے یہی مدد کو قائم کر دیتے ہیں بیان پر کذا فی الاصل

باب ایک چیز پر دو شخصوں کے دعویٰ کا بیان

قاعدہ کلیہ اس کا یہ ہے کہ گواہ غیر قاضی کے اول میں قاضی کے گواہوں سے اگر چہ ایک کے گواہ وقت بیان کو میں اور ایک کے گواہ
 وقت نہ بیان کریں وہ جانا چاہیے کہ جب دعویٰ ایسے دو شخصوں کا ہو تو ایک چیز پر ایک شخص قاضی میں ہو اور دوسرا
 خارج یعنی غیر قاضی تو گواہ خارج کے حق ہوئے ہمارے نزدیک شافعی کے نزدیک قاضی کے اول میں ہے اگر ایک کے گواہوں وقت بیان کیا تو نزدیک
 امام اعظم اور محمد کے خارج ہی کے گواہ مستحب ہوئے اور ابو یوسف کے نزدیک اس کے گواہ مستحب ہوئے جنہوں نے وقت بیان کیا تو کذا
 فی الاصل ص اور اگر دونوں شخص خارج ہیں اور دونوں نے ایک شے کا دعویٰ کیا اور ہر ایک کے گواہ قائم کیے تو وہ قاضی اور دونوں
 دونوں کو دیاجائیگی یہ ہمارا مذہب ہے اور شافعی کی نزدیک دونوں طرف کے گواہ مردود ہو جائیں گے یا قرعہ کیا جاوے گا جو جس کے
 نام پر قرعہ ہو گا وہ شے اس کے لئے دی جائیگی اور شافعی کے نزدیک اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں ایسا ہی واقعہ ہوا سو آپ
 قرعہ ڈالا اور کہا کہ اللہ کو ہی فیصلہ کرنا والا ان دونوں میں روایت کیا اور سکوط طبرانی نے معجم اوسط میں اور ہماری دلیل حد
 صحیح الاسناد پر مسکو روایت کیا ابو داؤد نے سنن میں ابو موسیٰ اشعری سے کہ دو شخصوں نے دعویٰ کیا ایک اونٹ کا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اور ہر ایک کے گواہ قائم کیے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقسیم کر دیا اور اس اونٹ کو ان دونوں
 میں آدھا آدھا روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں تیم بن طرس سے کہ مرد دونوں جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاں
 ایک اونٹ میں اور قائم کیے ہر شخص نے گواہ تو فیصلہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اونٹ کا دونوں میں نصف نصف
 کہا طحاوی نے قرعہ کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر نسخ ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا صحیح اور موافق امام ربیع
 ص تو اگر دو شخصوں نے گواہ قائم کیے ایک عیت سے تعلق پر تو دونوں گواہان ساقط ہو جائیں گے اسوئے کہ جو
 میں شرکت نہیں ہو سکتی بر خلاف ملک کے کہ وہیں شرکت ہو سکتی ہے کذا فی الاصل ص اور وہ عیت اور سکودیا دیکھ جی عیت
 تصدیق کرے یہ صورت جب کہ دونوں شخصوں کے گواہوں وقت تعلق بیان نہ کیا ہو اور جو دونوں نے تاریخ تعلق بیان کی تو
 جسکی تاریخ پہلے ہو عورت امتی کی ہوگی اور اگر عورت قبل قائم کرے گواہوں ایک شخص کی منکوحہ ہوئے کا اقرار کیا تو وہ عورت امتی
 ہو جائیگی پھر اگر دوسرے شخص نے گواہ قائم کر دیے اپنی منکوحہ ہوئے پہلے شخص سے چھین کر دوسرے کو دلا دیں گے اور اگر ایک شخص نے
 گواہ قائم کیے اس عورت اپنی منکوحہ ہوئے پر اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اس کے گواہوں پاس بات کا کہ نہ تو جس شخص کی ہو بعد
 اس کے دوسرے شخص نے گواہ قائم کیے اپنی منکوحہ ہوئے پر تو قاضی نے اول نسخ نہ کیا دیکھ کر جب کہ اس شخص ثانی کے گواہ تعلق کی تاریخ
 پہلے گواہوں کی تاریخ سے مقدم بیان کوں تو پھر نزدیک کو شخص اول سے چھین کر شخص ثانی کو دلا دیں گے اور اگر عورت ایک شخص کے
 قبضے میں ہے بطور نکاح کے اب ایک شخص خارج نے گواہ قائم کیے یہ عورت میری منکوحہ ہوئے تو وہ عیت خارج کو نکالائی جاوے گی

یعنی یہ پیش کیجوان کی یاد دہنا و دھکا یا بنانا پیر کا اور عمدہ بنانے پر اس باتوں کے علیحدہ ہونے پر تو قابض ہی کے گوہر قبول ہو
اور وہی قابض کو لایا جائیگا اس واسطے کہ روایت کی مدار قطنی بنے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دو مردوں نے جھگڑا کیا ایک نے قطنی
سوکا ہر ایک نے اونٹن سے کہ جنی بڑی بونٹنی میری پس اور قائم کیے ہر ایک گواہ اپنے دھوئے پر تو فیصلہ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اوس اٹنی کا اوش شخص کے لیے جسے قبضے میں تھی روایت کیا اسکو مدار قطنی نے **ص** اور اگر گواہ لایا ہر ایک
خواہ دونوں خارج ہوں یا ذی الید یا ایک خارج ہو اور دوسرا ذی الید عینے **ص** دوسرے پر کہ میں اوس سے غریب تر ہوں
یعنی دونوں مدعیوں میں سے ہر ایک دوسرے سے یہ کہے کہ میں تجھ سے غریب تر ہوں اور وہ دوسرا کہے کہ میں تجھ سے غریب تر
ص اور بغیر ذکر وقت کے وہ دونوں گواہ کرین اپنے اپنے بیان پر تو دونوں گواہ رد کیے جائیں گے اور مال اوس شخص پاس ہوگا
جسکے پاس قبل دعویٰ تھا اور امام محمد کے نزدیک خارج کو دلایا جاوے گا اور اگر دونوں کے گواہ ہوں وقت بیان کیا تو اسکی
تفصیل مذکور ہے ہر ایک میں تو تیر جی جابہ تو ہوسکا مطالعہ کرے **ف** ہر ایک میں یہ لکھا کہ اگر دونوں کے گواہ ہوں وقت بیان
کیا دعویٰ عمار میں اور کسی نے قبضہ پائا ثابت کیا اور وقت خارج کا مقدمہ تو قابض کو دلایا جاوے گا نزدیک شخص کے تو گویا ایسا
کہ خارج نے پہلے غریب پر ہوجا اسکو قبل قبض کے قابض کے ہاتھ اور یہ امر جائز ہے عقار میں نزدیک شخص کے اور امام محمد کے نزدیک
خارج کو دلایا جاوے گا اسلئے کہ نہیں صحیح مذبح خارج کی قبل قبض کے تو باقی رہا وہ عقار ملک پر خارج کے اور جو کچھ اپنا قبضہ ثابت
کیا تو بالاتفاق قابض کو دلایا جاوے گا کیونکہ یہاں دونوں عین درست ہو سکتی ہیں شخصین کے اور محمد کے مذہب پر اور جب وقت
ذوالید کا مقدمہ ہوگا تو خارج کو دلایا جاوے گا خواہ گواہ ہوں قبضہ کی بیان کیا ہو یا نہ بیان کیا ہو گویا ایسا کہ غریب ہوگا اسکو ذوالید اور قبضہ
کیا اس پر پھر ہوجا ہوگا اسکو خارج کے ہاتھ اور یہی مذکور کیا ہوگا خارج کو یا کسی اور سب سے شکر کر دے عین کے قابض کے پاس آگیا ہوگا انتہی
ص اور جان تو اس بات کو کہ صاحب ہر ایک ان مسائل کو بغیر ضبط اور ترتیب کے جمع کیا ہی اور میں اسکو ذخیرے سے بطور ضبط
اور اختصار ذکر کرتا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ اگر دونوں مدعی گواہ لائے تو ہر ایک کی تاریخ مقدمہ ہوگی وہ زیادہ حقدار ہوگا اور جو کسی
تاریخ مقدمہ ہو تو اگر دونوں ذوالید یعنی قابض میں تو دونوں برابر ہونگے اسی طرح اگر دونوں خارج ہوں گے اور دعویٰ ملک
مطلق کا یعنی بغیر ذکر سبب کے کرتے ہوں گے اور شامل ہر اس بات کو کہ دونوں تاریخ بیان کریں یا صرف ایک شخص ان میں سے
تاریخ بیان کرے یا دونوں تاریخ بیان کریں اور کسی کی تاریخ مقدمہ ہوگی کیونکہ اگر کسی کی تاریخ مقدمہ ہوگی تو وہی زیادہ حقدار
ہوگا اسی طرح دعویٰ ملک بسبب میں اگر سبب ایک ہی شخص سے حصول ملک کا دعویٰ کریں تو جو تاریخ بیان کرے وہ زیادہ حقدار
ہوگا اور اگر ایک ذوالید یعنی قابض اور دوسرا خارج ہوگا تو خارج زیادہ حقدار ہے دعویٰ ملک مطلق میں سبب دونوں میں اگر سبب
دعویٰ کریں ملک مطلق کے ساتھ ایک فعل کا جیسے کہ ہر ایک ان میں سے کہ وہ میرا غلام ہے میرے اسکو آزاد کیا یا میرا بد بکریا
تو شخص قابض اچھا ہوگا بخلاف جو صورت کہ جب ہر ایک ان میں سے کہیں کہ وہ غلام میرا ہے میرے اسکو آزاد کیا یا میرا بد بکریا
ہوگا اسکا اس واسطے کہ محاکمات قبضہ نہیں ہوتا تو وہ دونوں خارج ہیں اور اگر ایک کماؤہ غلام میرا ہے میرے اسکو آزاد کیا
اور دوسرے کہ وہ میرا اسکو بد بکریا ہے میرا تو یہ دوسرا اولیٰ ہوگا تو ہمدردی ہو کہ جسکے گواہ مثبت زیادتی ہوئے وہ حق ہوگا
اور جو میں خارج اور ذوالید میں ملک مطلق میں لیکن ملک بال سبب میں تو اگر دونوں ایک ہی سبب ذکر کیا اور حصول ملک

یعنی ماحول کا دعویٰ
 جو اس وقت کے لئے سنا
 ہے کہ اس نے
 پیدا ہوا تھا
 میں نے اس کا
 ملک میں
 کی ملک میں
 منہ مدظلہ

بیلانہمت نبوت اور کثرت اور کثرت اور کثرت

ایک ہی شخص سے بیان کرتے ہیں تو وہ الیہ الحق ہوگا اور اگر جدا جدا شخص سے بیان کرتے ہیں تو خارج الحق ہوگا سب صورتوں میں
 اور اگر دونوں نے سب ملک طنی یا علنی بیان کی جیسے شر اور یہ تو جب کا سبب قوی ہوگا وہ اولیٰ ہوگا میسلا اور ذکر ہوگا
 و فی خلاصہ تمام مسائل مقدمہ کا تو سکویا رکھنا چاہیے صراحت ترجیح نہیں دی جاتی گواہوں کی کثرت سے نہ
 مثلاً ایک کے دو گواہ ہیں اور دوسرے کے چار صراحت اس واسطے کہ ترجیح ہمارے نزدیک دلیل کی قوت ہے نہ کثرت دائرہ سے نہ
 یعنی فی نفسہ دلیل قوی ہو جیسے ایک طرف دلیل متواتر ہو اور دوسری طرف آحاد تو متواتر تو ترجیح ہوگی اور یہ ہوگا کہ ایک طرف
 دو حدیثیں ہیں اور ایک طرف ایک ہی حدیث تو وہ حدیثوں کو ترجیح ہو جائے ایک حدیث پر سب طرح ایک ثابت پر دو آیتوں کو
 ترجیح نہ ہوگی مسئلہ اصول کی کتابوں میں تفصیل نہ کرے اگر دیکھو کہ جو نے دعویٰ کیا ایک گھر کا اس طرح کہ ایک نے اس
 گھر کے لئے دعویٰ کیا اور دوسرے نے کل گھر کا اور دونوں دلیل لئے تو مل کے دعویٰ تو ہیں جسے اس ملک کے اور نفس کے
 مدعی کو چوتھائی حصہ دلایا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک کل کے مدعی کو دو تہا اور نصف کے مدعی کو ثلث ملے گا و
 دلیلین امام اور صاحبین کی اصل کتاب اور ہدایہ میں مسطور ہیں صراحت اگر ایک گھر دو شخصوں کے قبضے میں تھا اور ایک
 نے دعویٰ کیا اس کے نصف کا اور دوسرے نے کل گھر کا اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو مل کے مدعی کو سارا مکان دلایا جاوے گا
 اور نصف کے مدعی کو کچھ نہ ملے گا و اس وجہ سے کہ گھر جب دونوں کے قبضے میں تھا تو ہر ایک کے قبضے میں نصف
 مکان تھا تو جو نصف مدعی کل کے قبضے میں تھا اس کا تو کوئی مدعی نہیں تو وہ اس کا ہوگا بغیر قصداً قاضی کے اور جو
 مدعی نصف کے قبضے میں تھا اس کا مدعی کل مدعی ہے اور وہ خارج ہے تو گواہ خارج کے اولیٰ ہیں گواہوں کا لیکن اس واسطے
 وہ نصف بھی قاضی اس کو دلاوے گا صراحت اگر دیکھو کہ جو نے دعویٰ کیا ایک جانور کی پیدائش کا اور دونوں کے گواہوں نے
 تاریخ اس کے پیدائش کی بیان کی تو اس جانور کا سن دیکھا جاوے گا جسکی تاریخ کے موافق ہوگا اس کو دلاوے گا اور اگر وقت
 اور محل الفت کچھ معلوم نہ ہو سکے تو وہ جانور دونوں کا ہوگا اور جو سن اس کا دونوں کے گواہوں کے مخالف ہے تو
 دونوں کے گواہ مردود ہو جائیں گے اور وہ جانور کسی پاس تھا ایسے قبضے میں رکھا جاوے گا تو اگر دونوں خارج ہیں
 ایک نے دعویٰ کیا تو الیہ یہ کہ یہ چیز تو نے میری غصب کر لی تھی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے یہ چیز تیرے پاس امانت رکھ لی
 تھی اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو دونوں کے لئے حکم کیا جاوے گا اس چیز کے نصف نصف کا اس واسطے کہ دونوں بلو
 ہو گئے کیونکہ جبکہ امانت ہے وہ جو جو بے شکا کرے امانت سے تو خاص صواب ہو جاتا کہ سو گویا دونوں شخصوں میں غصب کے حصے
 و اور اس میں برابر ہونے کی وجہ سے اس میں صراحت کرے کو پہنچے ہوئے یہ زیادہ مقدار ہے اس کے چوتھیں کو کچھ اس
 عرف بیان سے وہ مسائل شروع ہوئے ہیں جن میں وہ شخص مدعی ہے اسبب غصب کے اور کسی پاس گواہ نہیں ہیں برائے میں
 جس موضع میں ایک مدعی کی ملک رکھا ہوگا اس وجہ سے کہ وہ کسی قبضے میں ہے تو وہ تیسرے وجہ ہوگی اگر طرف ثانی ملک
 پر گھر وہ قسم کھائے تو بری الذمہ ہو گیا اور اگر قسم سے انکار کیا تو وہ ہار گیا اور دوسرا شخص جیتے کا طرہ صراحت ہے جو کھڑے
 پر سوار ہو وہ مقدمہ میں اس شخص پر چڑھو اسکی لگا لگا کر پکڑے ہوئے ہو اور جو زمین پر بیٹھا ہو وہ اولیٰ ہے اس سے جو اب کی بھاری پر بیٹھا
 اور جس کا بوجھ اٹھ پر لہا ہو وہ اولیٰ ہے اس سے جس کا کھڑا اونٹ پر لگ رہا ہے اور جو فرش پر بیٹھا ہو وہ چاروں کو کچھ بولے

اور اس میں
 جن کا ایک ہے
 جو دونوں کے
 کا ایک ہے

دونوں میں سے ایک جیسے دونوں میں ایک شخص پر یا سوا میں ایک زمین پر درخت یا درختوں کا ایک حصہ
 میں کچھ اور دوسرے کے ہاتھ میں اس کا کنارہ ہو تو دونوں برابر ہونگے **ف** کنارے سے مراد وہی کچھ کا کنارہ جو بنا ہوا ہو
 نہ صرف قطب جو بنا ہوا نہیں ہوتا درخت یا درختوں کا ایک حصہ اگر ایک لڑکا جو بولتا ہو اور بات کو سمجھتا ہو ایک شخص کے قبضے میں ہو وہ یہ کہے
 کہ میں اہلی آزد ہوں تو قول اوی کا معتبر ہوگا اور جو وہ قبضے میں نہ ہو اس کے کہ میں غلام ہوں تو وہ زیدی کا غلام
 رہے گا اور جو وہ لڑکا بول نہ سکتا ہو اور بات کو نہ سمجھتا ہو تو جس شخص کے قبضے میں ہو اس کا غلام ہوگا دیوار اس شخص کی ہوگی جس کی
 کڑیاں اوپر رکھی ہوں یا اس کی دیوار سے یہ دیوار متنازع فیہ متصل ہو بطریق اتصال ترسیع **ف** اتصال ترسیع یہ ہے
 کہ ایک دیوار دوسری دیوار سے اس طرح ملی ہو کہ ایک دیوار کی انہیں دوسری دیوار کی انہیں میں داخل ہوں اور اتصال ترسیع
 اس واسطے اسکا نام ہو کہ اس طرح دو دیواریں اس واسطے بنائی جاتی ہیں کہ وہ دو دیواروں کے ساتھ ایک کان میں داخل کر لیوں
 گنا فراصل کی مقابل اس اتصال کے اتصال ملازقت ہو وہ یک ایک دیوار کا کنارہ دوسری دیوار کے کنارے سے ملا ہو
 یعنی دونوں دیواروں کا جوڑ معلوم ہوتا ہو وہ دونوں صورتیں انہوں کی دیوار میں معلوم ہوئیں اب اگر لکڑی کی دیواریں ہوں
 تو اتصال ترسیع اس طرح ہوگا کہ ایک دیوار کی لکڑی دوسری دیوار میں لگتی ہو درخت یا درختوں کا ایک حصہ جو
 دیوار کا ایک حصہ اس دیوار پر تختے یا بانس جو کڑیوں پر رکھے جاتے ہیں **ص** دوسرے جوتے میں **ف** بالیک
 کی دیوار کے ساتھ وہ دیوار متنازع فیہ اتصال ملازقت رکھتی ہو چھتار **ص** تو وہ شخص اولیٰ نہ ہو گا بلکہ دیوار دونوں میں مشترک
 رہے گی **ف** اور اگر ایک شخص کی کڑیاں دیوار پر رکھی ہوں اور دوسرے کی دیوار کے ساتھ اتصال ترسیع رکھتی ہوں
 تو صاحب اتصال زیادہ معتبر ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ جس کی کڑیاں رکھی ہیں وہ اولیٰ ہوگا لیکن صحیح اول ہے اور جو کڑیاں
 غلام سے رکھی گئی ہیں دوسرے شخص کی دیوار پر تو صاحب دیوار اگر دوسرے کو کھانسنے کے مطالبے سے ابرا کر دیوے یا صلح یا غفر کرے تو جو
 مطالبہ ساقط ہوگا پس اگر صاحب دیوار نے اس مطالبے سے ابرا کیا بعد اسکے وہ مکان کسی کے ہاتھ بیٹا تو مشتری کو مطالبہ
 اس میں کا ہو نہ تھا اگر اسی طرح اگر صاحب دیوار نے وہ مکان کرایہ کو یا بیع کیا نہ کھنے والے کو تب بھی اس کا حق مطالبہ ساقط ہوگا
 درخت یا درختوں کا ایک حصہ دین میں اور دوسرے کا ایک حصہ بیت ہو تو وہ دونوں اس کے من کے منافع میں
 برابر ہونگے **ف** یعنی صاحب بیت و مالک صاحب بیت کثیر من کے استعمال میں برابر ہیں یعنی پھر نہیں کہ ایک صاحب بیت
 میں اور کڑیاں چیرنے میں وغیرہ خلاف غایۃ الاوطار لیکن پانی کا حصہ لینے میں اگر نزاع ہوگا تو بعد زمین ہر ایک کے لیے
 حکم ہوگا اس واسطے کہ پانی کی حاجت سچنے کے لیے ہو تو جس کی زمین زیادہ ہو اس کو زیادہ حاجت ہو درخت یا درختوں کا ایک حصہ
 اگر ایک زمین کا دعویٰ کیا اور ہر ایک یہ کہتا ہو کہ وہ زمین میرے قبضے میں ہو تو قاضی حکم دیوے کیسے قبضے کا یہاں کہ دونوں
 گواہ قائم نہ ہیں اپنے قبضے پر چرب دونوں گواہ قائم کر دیں تو وہ زمین دونوں کو نصف نصف دلائی جاوے گی اور جو ایک
 ہی شخص نے گواہ قائم کیے اپنے قبضے پر یا نصف پر اس شخص نے زمین متنازع فیہ میں انہیں بنانی چھین یا ہتار
 بنانی تھی یا اگر نہ تھا تو اسی کے قبضے کا حکم ہوگا **ف** اس واسطے کہ تمام مال درختوں دونوں زمین قبضے کی بنی حد

یعنی متنازع فیہ

اص باب دعویٰ نسب کے بیان میں

زید نے ایک لونڈی چچی عمر کے ہاتھ بچاؤ سکے چھ مہینے کے اندر وہ جنی اور زید نے دعویٰ کیا کہ یہ ولد میرا تو اس ولد کا
 ثابت ہو جائیگا زید سے اور وہ لونڈی زید کی ام ولد ہو جائیگی اور بتیغ نسخ کیا دیگی اور میں عمر کو واپس لائی جاوے گی اگرچہ عمر بھی
 اس لڑکے کا دعویٰ کو زید کے دعویٰ کے ساتھ یا بعد اسکے **ف** یہ ہمارا مذہب ہے اور فرار و شافعی کے نزدیک
 دعویٰ زید کا باطل ہوگا اس واسطے کہ زید کا بیٹا اس لونڈی کو اقراء ہے اس بات کا کہ میری ام ولد نہیں ہے بلکہ لونڈی ہے تو اس
 دعویٰ ولد میں تناقض ہے اور اس بات سے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نطفہ ٹھہرنا ایک ماضی ہے تو وہ میں تناقض ہے تو کیا جاوے گا اور نطفہ
 ٹھہرنا زید کی ملک میں دلیل ہے اس بات کی کہ ولد زید کا ہے اس واسطے کہ وقت بیچ سے چھ مہینے پورے نہیں گزرے ہیں تا
 احتمال ہو اس بات کا کہ بعد بیچ کے نطفہ ٹھہر رہا ہو کیونکہ قتل بہت حل چھ مہینے ہیں اور یہ جو کہا کہ عمر اگرچہ دعویٰ کرے اس ولد کا
 ساتھ زید کے یا بعد دعویٰ زید کے سو اس واسطے کہ اگر پہلے عمر نے دعویٰ کیا اور والد کا تونب اس ثابت ہو جائیگا اور اس
 دعویٰ کی صحت اس طرح کہ جاوے گی کہ عمر نے اس سے نکاح کیا ہو گا جب وہ زید کے ملک میں تھی پھر استیلا دیا اس کا پھر خرید لیا
 اس کو گناہ **الاصلی** بنیاد **ص** اور اگر اسی صورت نہ ہو کہ میں لونڈی مری اور لڑکا زندہ ہے اور زید نے اس کا دعویٰ کیا
 تو بھی نسب زید سے ثابت ہو جائیگا اور صورت میں جب لڑکا مر گیا ہو **ف** اس واسطے کہ ولد اسل بہ ثبوت نسب
 میں فرمایا علیہ السلام نے ابڑہیم کی ماں کے لیے کہ لڑا دیا اس کو اس کے ولد نے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ابن عباس
 سے ازب صحیح ہوا دعویٰ زید کا بعد مر جانے لونڈی کے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک زید پوری شہن عمر کو پھر دیکھا اور صاحب
 نزدیک بقدر چھ لڑکے اس کی ماں کے حصے کو گناہ **الاصلی** بنیاد **ص** اور اگر اسی صورت نہ ہو کہ میں عمر کو پھر دیکھا
 کو آزاد کر دیا تھا تو بھی نسب زید کا ثابت ہو جائیگا اور زید مر میں بقدر حصہ لڑ عمر کو پھر دیکھا **ف** صورت اس کی
 یوں ہوگی کہ میں کو تقسیم کرے تنگ قیمت پر لونڈی اور اسکے لڑکے کے تو جو لڑکے کو پھر دیکھا اس کو زید پھر دیکھا عمر کو اور جو
 اس کی ماں کو پھر دیکھا اس کو نہ پھر دیکھا گناہ **الاصلی** **ص** اور اگر عمر نے لڑکا کو آزاد کر دیا تھا **ف** یا دونوں کو آزاد کر دیا تھا
ص تو اب دعویٰ زید کا سمیع ہوگا جیسے اس صورت میں کہ وہ لونڈی چھ مہینے سے زیادہ لیکن دو برس سے کم جنی
 یا دو برس سے زیادہ میں جنی **ف** یعنی ان دونوں صورتوں میں بھی دعویٰ زید کا غیر سمیع ہوگا **ص** اگر اس وقت
 کہ عمر زید کے دعویٰ کی تصدیق کرے تو اول دو قسموں میں **ف** یعنی جب چھ مہینے سے کم میں جنی اور عمر نے ولد کو آزاد
 کر دیا ہوگا چھ مہینے سے زیادہ اور دو برس سے کم میں جنی صورتیں **ف** کا حکم ہوگا **ف** یعنی زید کا نسب ثابت
 ہو جائیگا اور وہ لونڈی زید کی ام ولد ہو جائیگی اور بتیغ نسخ کرو یا دیگی اور میں پھر وادی جاوے گی **ص** اور تیسری قسم میں **ف**
 یعنی جب وہ لونڈی دو برس سے زیادہ میں جنی اور تیسری نے بائع کے دعویٰ کی تصدیق کی **ص** بیع باطل ہوگی اور لونڈی
 زید کی ام وادی نکاح کی راہ سے **ف** ام ولد اس لونڈی کو گتے ہیں جس کی اولاد اپنے خاوند سے ہوئے پھر خاوند اس کا مالک
 ہو جائیگا جس لونڈی کا خاوند مالک ہوگا پھر وہ چاروں دعویٰ کرے ولکا اور اس کے بعد میری قسم کیونکہ صورت
 اس پر عمل کر کے بائع نے پھر وہ لونڈی مشتری سے خرید لیا دیا ہوگا گناہ **الاصلی** مع زیادہ **ص** میں نہیں ہے
 اپنی لونڈی کے لڑکے کو جاوے سکے پاس پیدا ہوا تھا بیچا اور مشتری نے اس کو پھر کسی اور کے ہاتھ بیچا اگر بائع نے

سنان برون تناقض و بیان

بیان خصوصیات و شرائط دعویٰ نسب

بیان دعویٰ نسب

مغفور علیہ کہ بائع نے زبرد کو دھوکا اور فریب دیا اور اس کے ہاتھ ایسی لونڈی بھی جو ملک اس کی تھی لکڑاؤ اور اس کے
ص اور قیمت اس کے کی وہ معتبر ہوگی جو روزِ محشر اس کی قیمت ہوگی تو اگر وہ لڑکا مر گیا تو اس کے باپ پر کچھ لڑکا ہونگا
و بلکہ صرف لونڈی تھی تو حق کو حوالہ کرے گا اور اس کے باپ کو لے گا تو اگر اس کے لڑکے کو خود باپ نے قتل کر ڈالا
یا کسی اور نے قتل کیا **و** اس باپ نے اس کی تقدیر اس کی قیمت یا زیادہ کے لیے لی اور قیمت سے کم دیت لیا تو وہ ہر
ماواں اسی کے موافق آوے گا مگر ہذا **ص** تو ادا ان کے اس کا باپ قیمت کا حق کو اور وہ قیمت اپنی بائع سے پھر لیوے
جیسے ثمن لہذا کی کا پھر لے گا اور عقر اس لونڈی کا بائع سے نہ پھرے اگرچہ حق کو اس نے عقر دیا ہو **مسائل مشککہ**
مناقض موضع خنایں اور نسب میں عفو مثلاً ایک شخص نے کہا کہ میں اس کا وارث نہیں ہوں پھر اس نے دعویٰ کیا کہ میں
اس کا وارث ہوں اور وجہ وراثت کی بیان کی تو دعویٰ صحیح ہو گا اور اسی طرح اگر ایک شخص ایک عورت کو کہا کہ یہ میری
خیر خواہ ہے پھر اپنی خطا کا معترف ہو تو اس کا دعویٰ صحیح ہے بشرطیکہ ثابت رہے مگر اپنے اقرار پر اس کے قول سے یا کو اس نے
ثابت نہ ہو تو اسی طرح اگر ورثہ نے زوجہ کی تصدیق کی زوجیت میں اور میراث دیدی پھر میراث کے پھر لینے کا دعویٰ کیا اس
کو مورث نے اس کو طلاق دیدیا تھا تو یہ دعویٰ سموع ہو گا اسی طرح ایک شخص نے اگر گھر کو کر لیا عورت سے بعد اس کے مدعی ہوا
اس بات کا کہ یہ گھر میرا ہے اور مجھ کو میرے باپ کے ترکے سے پڑ چکا ہے تو دعویٰ سموع ہو گا اسی طرح اگر ایک عورت نے خلع کیا ہے تو خاوند
سے اس بدل خلع دیا بعد اس کے مدعی ہوئی اس بات کی کہ خاوند نے جبکہ پہلے خلع سے طلاق بائن دیا تھا تو یہ دعویٰ سنا ہوا ہو گا اور
بدل خلع پھر دیا جاوے گا اسی طرح اگر ایک کچھ مال میں اپنا ہوا کو لیا بعد اس کے جب کہ بولا تو مدعی ہوا اس بات کا کہ یہ کچھ
تو یہ دعویٰ سنا ہوا ہو گا **کذا فی العموم** یا مختصاً اگر مدعی یا مدعی علیہ سے نام کے بیان کرے میں غلطی واقع ہوئی پھر اس کا رد کیا
تو صحیح ہے اس واسطے کہ ایک شخص کے دو نام ہو سکتے ہیں **کذا فی النام** یا مختصاً جو شخص دعویٰ کرے اپنے باپ کے حق کا ایک شخص پر
تو مدعی علیہ خواہ حق کا انکار کرے یا ہو اور اقرار لا مدعی کو چاہیے کہ اپنا نسب ثابت کرے مدعی علیہ کے سامنے اور اگر دعویٰ کرے میراث کا
تو اگر مدعی علیہ معترف ہو اس کے نسب کا احوال کا تو قاضی حکم کرے مدعی علیہ کو مال دینے کا اور یہ حکم اس کے باپ پر نازل ہو گا یا نہ
کہ اگر مدعی کا باپ زندہ ہے تو وہ مال مدعی علیہ سے لیوے اور مدعی علیہ سے پھر لیوے اور اگر مدعی علیہ منکر ہو اس کے نسب
کا تو مدعی سے گواہ طلب ہو گئے اثبات نسب کے اور اس کے مورث کی موت پر و اگر گواہوں عاجز ہو تو مدعی علیہ سے قسم لے جائی
اس طرح کہ میں نہیں جانتا یہ بات کہ یہ غلطی کا بیٹا ہے اور وہ مر گیا ہے اگر اس نے قسم کھالی تو دعویٰ مدعی ساقط ہو گیا اور اگر نکول کیا
یا مدعی نے اپنا نسب اور موت مورث گواہوں سے ثابت کیا تو اب مدعی سے گواہ طلب ہو گئے اثبات مال پر اگر اس نے گواہ قائم کیے
تو دعویٰ اس کا ثابت ہو گیا اب مدعی علیہ پر حکم کر دیا جاوے گا اس مال کو اگر گواہوں عاجز ہو تو مدعی علیہ سے بطور قطع اور
یقین کے حلف لی جاوے گی اگر اس نے حلف کر لی تو بہتر ہو ورنہ اگر نکول کیا تو مال اس پر حکم کر دیا جاوے گا **کذا فی جامع الفقہ** لوین
ملخصاً اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے بھائی ہو چکا تو داد کا نام ذکر کرنا ضروری نہیں اور اگر چچا اور بھائی ہو چکا دعویٰ کیا
تو داد کا نام بیان کرنا ضروری ہے اگر ایک شخص نے اپنا زینت پر گواہوں سے ثابت کیا تو وہ دین سب وارثان کے
حصے سے لیا جاوے گا اور اگر کسی وارث کے اقرار سے ثابت کیا تو جس وارث سے اقرار کیا دعویٰ کے حصے سے دین مال

کیا جاوے گا بقدر اسکے حصے کے کذا فی اللہ الخداد و حاشیہ مسائل شہادت نفی پر مقبول نہیں ہر مثال اسکی یہ کہ مدعی
 گواہ لیا اس امر پر کہ مدعی علیہ نے فلان تاج فلان روز اتنے روپے مجھ سے قرض لیے تھے تو مدعی علیہ گواہ لیا اس امر پر کہ
 میں اس تاج کو اس جگہ نہ تھا ہی نہیں بلکہ دوسری جگہ تھا تو یہ شہادت مقبول نہ ہوگی اس واسطے کہ اس جگہ نہ تھی نہ تھا
 صورت اور معنی دونوں کے اور قول اسکا کہ میں دوسری جگہ تھا نفی پر لفظ عام معنی کے اور اصل اسکی مذکور ہر دہایت نواد میں امام ابو یوسف
 سے کہ گواہی دی دو مردوں ایک شخص کے قول یا فعل پر تو لازم آجاوے گا وہ قول اور فعل مدعی علیہ پر برابر ہوگا بارہ ہو یا کتاب
 یا اطلاق یا عناق یا قتل یا قصاص کسی مکان یا وقت یا صفت میں تو اگر گواہ لایا مشہور علیہ اس امر پر کہ وہ اس جگہ تھا اسکا
 تو یہ شہادت مقبول نہ ہوگی لیکن محیط میں مذکور ہوگا کہ اگر نہ ہونا اسکا مستواتر ہو جاوے تو گون کے نزدیک اور جانتے ہوں مساب لوگ
 کہ وہ اس وقت اس جگہ میں تھا تو دعویٰ اوپر سموع ہوگا اور حکم کر دیا جاوے گا مدعی علیہ کے برائت ذمہ اس واسطے کہ لازم آتی ہے
 تگزیب اس امر کی جو ثابت ہے بالبدایتہ اور اس میں شک نہیں ہو سکتا اس طرح حال ہر شہادت کا جو قائم ہو اس امر پر کہ فلان
 نے یہ قول نہیں کیا یا یہ کام نہیں کیا تو یہ شہادت مقبول نہ ہوگی ایسا ہی ہر تازیہ میں کذا فی اللہ الخداد لیکن صاحب بارہ نے
 شہادت علی نفی سے دس مسائل کو مستثنیٰ کیا ہے اگر وہ میں شہادت نفی پر مقبول ہے شہادت اسکے یہ صورت ہے کہ غاوند نے
 عورت کے طلاق کو ایک امر مدعی پر حلق کیا اور شہادت ادسپر گذری تو یہ شہادت مقبول ہو جاوے گی اور یہ صورت ہے کہ شہاد
 شہادت دی میراث کی اور یہ کہا کہ اس واسطے اور کوئی وارث نہیں ہے تو یہ شہادت مقبول آتی ہے اسی طرح شہادت نفی متواتر پر
 مقبول ہر باتی صورتیں اگر دیکھنا منطوق میں تو شہادہ کو طالبہ کرے مسأله الیٰ علیہ نے اقرار کیا دین کا پھر مدعی ہو اسکا
 ادا کا ایک ہی مجلس میں تو مقبول نہ ہوگا اور اگر مدعی اور مدعی علیہ دونوں کی مجلس میں گئی پھر دعویٰ کیا ادا دین کا اور قائم کیے گا
 اس پر تو یہ دعویٰ سموع ہوگا بشرطیکہ دعویٰ الیف کا قبل اقرار کے نہ ہو دے ورد باطل ہوگا اور جو
 دعویٰ کرے اسے دین کا بعد اقرار دین کے تو مقبول ہے بابتفاق جیسا کہ اوپر گذر چکا حتمو یہ

مکتبہ الافترار

اقرار کا حجت ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلِيُمْلِلِ الَّذِينَ عَلَىٰ الْحَقِّ بِآيَاتِهِ كَقَوْلِهِمْ
 حَقٌّ تُوَاكِرُ أَقْرَابَهُمْ نَهَوْنَا عَنْ هَٰذَا قَوْلَهُمْ عَنِ الْفِتْنَةِ وَلَهُمْ فِي هَٰذَا عَذَابٌ عَظِيمٌ
 وَلَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ذٰلِكَ لَاصْبِرُا لَهُمْ عَلَيْهِمْ أَهْلُ الْاٰثِمِ اِنْ كَانُوا يُفْقَهُوْنَ ذٰلِكَ
 بسبب اقرار زنا کے اور اجماع سے کیونکہ اجماع کیا امت محمدیہ نے کہ اقرار حجت ہے مگر کے حق میں یہاں تک کہ ثابت کیا نہ ہو
 نے حدود و قصاص کو اور مقرر سے تو مال بطریق اولیٰ ثابت ہو گا اور عقل سے اس واسطے کہ شخص عاقل اپنی ذات چھوڑ کر نظر کیا
 جس شخص میں اس کی مغفرت جان یا نقصان مال ہو تو ترجیح ہوئی جانب صحت کو اس کی ذات کے حق میں بسبب نہ ہونے
 نعمت کے اور کمال و ولایت کے طحاوی مع زیادة ص ۱۰۱ کہتے ہیں خبر ہے کہ اس بات کی کہ غیر کا حق مجھ پر لازم
 ہو کر ہے جو شخص اقرار کیا ہے اس کو مقرر کہتے ہیں اور جس کے حق کو اپنے اور پر ثابت کیا ہے اس کو مقرر کہتے ہیں اور جس چیز کا
 اقرار کیا ہے اس کو مقرر کہتے ہیں ص ۱۰۲ اقرار یہ ہے کہ غیر یا دوسرے بیان سے ظاہر ہو یا یہ نہ ہو کہ اقرار انشاء ہے مقرر ہے کہ جو کسی

وقت میں اقرار سے غرض اور نیت یہ ہے کہ ایک حق کار نامہ کو ظاہر کرنے نہ یہ کہ بالفعل اس کو کیا ہوا کرے جیسے انشاء اللہ عقود میں
 آئے ہی حکم پر تفریع کرنا **اصل** تو اگر کسی نے اقرار کیا کہ مسلمان کا غم میرے پاس ہے تو صحیح ہے اور اگر کہہ دے کہ اقرار کیا ہوتا تو یہ قرار صحیح
 نہیں تھا کیونکہ لازم آتا تھا کہ ایک غم دو سے مسلم کے غم پر صحیح نہیں اور جو کیسے اقرار کیا طلاق اور عتاق کا اقرار ہوتی
 ہے تو یہ اقرار صحیح ہوگا اور اگر اقرار انشاء ہوتا تو صحیح ہو جانا اس واسطے کہ زبردستی سے طلاق اور عتاق واقع ہوجاتے
 ہیں **وقت** یعنی جہ سے اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق یا غلام کو آزاد کر دے تو طلاق اور عتاق نافذ ہو جائیگا جیسا کہ بیان
 اس کتاب الاکراہ میں آویگا اور عتاق و قیومین اور سائل بھی اس پر شروع کیے ہیں اور میں سے یہ کہ اگر ایک شخص نے غیر کمال کا
 دوسرے کے لیے اقرار کیا تو وہ مال جب مقرب کے پاس ہو گا مقرر کر دے لایا جاوے گا اور زوجیت کا اقرار زوج کی طرف سے بلا اشتہاد
 صحیح ہے اور اگر مقرب نے مقرب کا اقرار کر دیا تو صحیح نہیں ہوگا مگر جو عقود لازم ہیں جیسے نکاح وغیرہ ان میں اقرار و
 ہوگا اور جب مقرب نے اقرار مقرب کا قبول کر لیا بعد اس کے رد کیا تو رد ہوگا اگر مقرب نے ایک فرد اقرار کیا اور مقرب نے اس کو رد کر دیا
 بعد اس کے دوسری بار مقرب نے اقرار کیا اور مقرب نے تصدیق کی تو یہ دوسرا اقرار لازم ہوگا ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا
 منس بربکا اقرار مدعی علیہ کے ایک شخص میں کا تو یہ دعویٰ سمیع ہوگا مگر جب مدعی یوں کہے کہ یہ غم میری ملک ہے اور مدعی علیہ نے اس کا
 اقرار کیا تو میرے واسطے یقین کہے کہ میرا وہ سپر آتا ہے اور میرے واسطے اقرار بھی کیا ہے تو دعویٰ سمیع ہوگا باتفاق اس واسطے کہ
 مدعی نے اقرار مدعی علیہ کی وجہ سے ملک کا نہیں ٹھہرایا پھر اگر مدعی علیہ کا کہے تو قبول مفتی جلعف آل مال پہ لیا جاوے
 نہ اقرار پر البتہ اگر مدعی نے دعویٰ کیا مدعی علیہ پر ایک شخص کا اور مدعی علیہ نے گواہ قائم کیے اس امر پر کہ مدعی نے اقرار کیا تھا اس
 بات کا کہ یہ کچھ حق مدعی علیہ کی طرف نہیں ہے تو یہ دعویٰ مدعی علیہ سمیع ہوگا جس شخص آزاد عاقل بالغ نے **وقت**
 بیداری میں خوشی سے یا غلام یا زون یا قیدی یا مازون یا مستوثہ مازون نے دس ٹھنڈا **اصل** اقرار کیا کسی حق معلوم یا مجهول
 کا تو صحیح ہے لیکن مقرب لازم ہوگا کہ اس شخص مجهول کہ بیان کرے قیمت و چیز سے پھر اگر مقرب اس سے زیادہ کا دعویٰ کرے اور گواہ
 نہ رکھتا ہو تو قول مقرب کا قسم سے مقبل ہوگا **وقت** حاصل کلام یہ ہے کہ جہالت مقرب کی ملل صحت اقرار نہیں ہے البتہ جہالت مقرب
 یا مقرب کی ملل نہ تو جس صورت میں مقرب مجهول ہوگا تو مقرب کرنا جاوے گا اسکے اظہار اور بیان پر اور جب مقرب مجهول ہوگا
 تو اقرار ہی صحیح ہوگا **اصل** اگر مقرب نے یہ کہا کہ فلاں کا تیرے پر ہے یا تو ایک دم کہ میں اس کی تصدیق نہوں گی اور جو یہ کہ فلاں
 میرے پر ہے اور پر فلاں تو سو نے اور چاندی میں مقدار انصاب زکوٰۃ سے **وقت** یعنی جہ میں یا زور و سودہ نہ سے **اصل** کہ
 اور تو مشوں میں بھی ہیں اور مشوں سے کم میں اور سوا ان کے اور مالوں میں قیمت انصاب زکوٰۃ سے کم میں تصدیق کی جاوے گی **وقت**
 درختان میں ہے کہ اگر مقرب مجلس ہوگا تو انصاب ستر سے کم میں تصدیق نہوں گی اور مقدار انصاب ستر میں تصدیق ہو جاوے گی
 اور اس قول کی تفسیر بھی ہونی چاہیے اور میں انصاب زکوٰۃ سے کم میں تصدیق نہوں گی اگر مقرب نے یوں کہا کہ علی ایسے مال
 یعنی مجموعہ پڑے احوال میں **وقت** اور اگر اموال نظام کی تفسیر غیر ملل زکوٰۃ یعنی کپڑے وغیرہ سے کر لیا تو میں انصاب
 کی قیمت متعین ہونی دس ٹھنڈا **اصل** اور زراعت کے اقرار میں حق لازم سے کم میں اور زراعت کے اقرار میں دس روپے
 کم میں تصدیق نہوں گی یہ سب اہم صاحب کے اقرار میں کم میں تصدیق نہوں گی اگر مقرب نے کہا

ملاحظہ فرمائیے کہ یہاں تک کہ اقرار صحیح ہوگا اگر مقرب نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں کا دعویٰ کیا ہے اور مقرب نے تصدیق کی ہے تو یہ اقرار صحیح ہے اور اگر مقرب نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں کا دعویٰ کیا ہے اور مقرب نے تصدیق نہیں کی ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں ہے

کہ علی گز اور تھا تو ایک درہم لازم آویگا اور جو کما کذا درہم تھا کیا درہم لازم آویگے اور جو کما کذا و کذا درہم تھا وہ عطف کے
ساتھ تو ایک درہم لازم آویگے اور جو کما کذا و کذا درہم تھا تب بھی کیا درہم لازم آویگے اور جو کما کذا و کذا و کذا تو ایک ایک درہم
لازم آویگے اور جو کما کذا و کذا و کذا تو ایک ہزار ایک سو اکیس لازم آویگے **ف** و جین ان سائل کی ہر مین
مذکورین اور وہ متعلق ہیں خاص زبان عربی ہماری زبان میں اسکا کچھ لغت و لغت کا حصہ اگر کہے کہ مجھے پامیری طرف ظلم
کا اتنا ہر تو یہ قرض پر محمول ہوگا البتہ اگر امانت کا لفظ اس کے ساتھ کہے گا تو امانت شمار کیا دی اور اگر اس کے بعد کہیگا تو دین
ہی شمار کیا جاوے گا ان اگر یہ ان کما کہ تیس سے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر میں یا میری تحصیل میں یا میرے صندوق میں ظلم نے
کا اتنا ہر تو امانت پر محمول ہوگا **ف** اور جو کہنے کما کہ میرا سب مال اور سب کچھ یا جس کا میں مالک ہوں وہ اسکا ہر دوسو
سیرے مال میں سے یا میرے درہم میں سے اتنا ہر تو یہ بھیجا جاوے گا اقرار تو ضرور ہر تمام میرے لیے کہ قائل بعد اس قول کے
وہ مال اسے تسلیم کرے درہم بخار **ص** رینے عمرو سے کما کہ تجھ پر میرے ہزار روپے ہیں عمرو نے اس کے جواب میں یہ کہا
کہ انکو وزن کر لے یا پر کھ لے یا مجھے انکی صلت دے یا میں تجھ کو وہ دیکھا ہوں یا تو نے مجھ کو وہ روپے معاف کر دیے ہیں
یا خیرات کر دیے ہیں یا ہب کر دیے ہیں یا بیعے ان روپیوں کا حوالہ کر دیا ہے تجھے یہ پان سب کلمات سے عمرو کا اقرار ثابت ہوگا
اور جو عمرو نے بغیر میرے کما تو اقرار نہ ہوگا **ف** یعنی ان روپیوں کی طرف ضمیر نہیں پھیری بلکہ تمہاری تو پر کھ لے یا وزن کر
لی آخر تو اقرار نہ ہوگا وہاں سبکی اہل میں مذکور ہر اور جو رینے عمرو سے کما کہ میرے تجھ پر ہزار روپے ہیں اور عمرو نے اس کے جواب
میں سر سے اشارہ کیا تو یہ اشارہ اقرار نہ ہوگا اگر زمین بان سے بولنے پر قادر نہ ہوگا درہم بخار **ص** اگر کوئی اقرار کرے اپنے
اور ایک معادی قرض کا اور مقرر کہے کہ تجھے بالفعل دینا ہے تو مقرر کا قول قسم سے مقبول ہوگا **ف** اگر مقرر کے پاس گواہ
نہوں معاد کے **ص** یعنی مقرر کو قسم دلاوینگے اس امر پر کہ یہ قرض معادی نہیں ہر تو بے درہم قسم کما لے گا تو قرض بالفعل
والیا جاوے گا **ف** بر خلاف اس صورت کے کہ مقرر نے کاسے روپیوں کا اقرار کیا تو وہی ہر روز اس پر لازم آویگے جیسے
ضامن کا اقرار ساتھ دین معادی کے کہ اس میں قول ضامن ہی کا مقبر ہوگا اگر رینے عمرو سے ایک چیز خریدی یا مول
چکایا یا انستہلی یا عاریت لی یا اسکی ہب کر دیا ہے لینے کی درخواست کی یا عمرو کے وکیل سے یہ مور کیے تو گویا رینے اقرار
کر لیا اس بات کا کہ وہ چیز ملو کہ عمرو کی اب گزید اپنے لیے خواہ دوسرے کی طرف سے وکالت یا وصایت اس شراک معی ہو عمرو پر
تو یہ دعویٰ نہ تھا جاوے گا بسبب تناقض کے البتہ اگر رینے سب دعویٰ سے عمرو کو ابراہام کیا پھر عمرو پر دعویٰ کیا کسی اور کا وکیل
بنک یا وہی بنکر اپنے مول کی بصفیر کے لیے تو درست ہر درہم بخار **ص** ایک شخص کہے کہ مجھے ایک سو اور ایک روپیہ ہر تو سوسے
بھی مراد روپے ہونگے یعنی ایک سو ایک روپیہ کا اقرار ہوا اور اگر کہے کہ سو اور ایک کہہ رہی تو یہ چھا جاوے گا کہ سوسے کی مراد ہر
اسی طرح سو اور دو کہہ روپے کے اقرار میں اور اگر روپے کہے کہ میرے اوپر مائت و ثلثۃ اثواب یعنی سو اور تین کہہ لے
میں تو سوسے بھی مراد کہہ لے ہونگے اور جو ایک شخص نے اقرار کیا ایک گھوڑے کے غصب کا طوطی کے اندر تو صرف گھوڑا
اور سہ لازم ہوگا **ف** نہ طویا اس واسطے کہ غیر منقول میں شے نہیں کہ نزدیک غصب نہیں ثابت ہوتا قاعدہ کلیہ ان مسائل کا دیگر
کو چیز غرض ہونگے لایں ہر اگر منقول ہر تو غرض اور غرض دونوں مقرر لازم آویگے اور اگر غیر منقول ہر تو صرف غرض

درہم بخار روپیہ سے ثابت

لازم آویگا اور جو طرف ہوئے لایق نہیں ہر جیسے یوں کہے کہ فلاں کے کا مجھ پر ایک درم ہو درم کے اندر تو صرف اول لازم ہوگا
 نہ ثانی جسے مختار صر اور جو اقرار کیا ایک انگلی ہو تو اس کا طلق اور تکین دونوں لازم آویگے اور تلواس کا اقرار میں اس کا کیا
 اور پتلہ اور پھیل لازم آویگا اور سہری کے اقرار میں اس کی پتلان اور پردہ بھی لازم آویگے اور جو اقرار کیا کھجور کا ٹوکے میں یا
 کپڑے کا رمال میں یا کپڑے میں ف یا پٹے کا کشتی میں یا گون میں ہلایا **صر** تو طرف اور طرف دونوں اور پھر
 لازم آویگے اور جو اقرار کیا ایک کپڑے کا دس کپڑوں میں تو صرف ایک ہی کپڑا لازم ہوگا نزدیک تخمین کا واسطے اگر
 کپڑے ایک کپڑے کے تابع نہیں ہو سکتے اور نام محمد کے نزدیک گیارہ کپڑے لازم آویگے واسطے کہ نفیس کپڑا کی کپڑوں کے
 میں ہوتا ہے اور جو اقرار کیا کہ مجھ پر پانچ کپڑے ہیں پانچ کپڑوں میں اور نہایت کی قرب کی تو صرف پانچ کپڑے لازم آویگے
 اور اگر نہایت کی پانچ کی ساتھ پانچ کے تو دس دے ہوئے اور سن میں زیادہ کے نزدیک کھیس کپڑے لازم آویگے اور جو کیا
 کہ فلاں کے میرے اور ایک درہم سے دس درہم تک میں یا ایک اور دس کے بیچ میں تو نو درہم لازم آویگا نام ابو حنیفہ کے
 نزدیک اور صاحبین نزدیک جس ہمارے نزدیک کے نزدیک محمد اور اگر یوں کہے کہ فلاں کا اس گھر میں اس دیوار سے کے کراں دیوار
 تک تو دونوں دیواریں داخل ہونگی صحیح ہر اقرار حمل کا دوسرے کے لیے **ف** شلایکے کہ میری اس لوندی یا بکری کا حمل چلنے کے
 لیے ہر صر اور یہ قرار معمول کیا جاوے گا وصیت پر یعنی ایک شخص وصیت کر گیا اپنی لوندی یا بکری کے حمل کی کسی اور شخص
 کے لیے بعد اسے موتی ہو گیا تو اب اس کا وارث یعنی ہر اقرار کر گیا اس حمل کا غیر یعنی موتی لے کے واسطے اسی طرح صحیح ہر اقرار حمل
 کے لیے مثلاً کہ کہ فلاں عورت کے حمل کے میرے اور ہزار درم میں یا شریک کوئی ایسا سبب بیان کرے جس سے وہ
 مال حمل کا ہو سکے جیسے وصیت یا میراث ایسے کہ وصیت حمل کے لیے صحیح ہے اور اس طرح حمل وارث بھی ہوتا ہے پھر اگر وہ عورت
 وقت اقرار سے چھ مہینے سے کہ میں ایک بچہ زندہ جسے یا دو بچہ زندہ جسے تو وہ مال ابون کا ہو جاوے گا اور اگر مرد جسے تو وہ مال
 موتی اور مورث کا ہو گا تو اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگا اور اگر ایسا سبب بیان کرے جو حمل سے نہیں ہو سکتا جیسے
 کہ میں ہوں حمل کو بہر کیا تھا یا سینے اس حمل کا لیل ہو کر اس چہر کو خرید کر یا سینے اس کے ہاتھ پر خرید کر کی یہ یا سینے اس کو قرض لیا یا بکری یا شلایکے کے
 ہر اقرار نہ ہو جاوے گا **ف** باتفاق ائمہ ثلثہ صر اور اقرار کرے کسی چیز کا بشرط اختیار شلایوں کے کہ فلاں کے مجھ پر ہزار درہم میں
 لیکن اس شرط پر کہ مجھ کو تین دن تک اختیار ہو تو اقرار صحیح ہوگا اور بشرط اختیار محض باطل ہوگی **ف** اس واسطے کہ اقبالیہ کے لیے ہر اقرار
 اور اقرار قابل فسخ کے نہیں ہر صر اگر ایک شخص نے اقرار کیا بعد اس کے دعویٰ کیا کہ میں نے جو ٹھہ کہا تھا تو طریق کے نزدیک اس کے
 اس قول کی طرف التفات نہ ہوگا لیکن فتویٰ ابو یوسف کے قول پر ہے کہ مقررہ سے حلف لیاوے گی اس امر پر کہ مقرر نے جو ٹھہ نہیں
 بولا تھا اسی طرح ہر اگر مقرر کے وارث نے دعویٰ کیا کہ میرے مورث نے جو ٹھہ کہا تھا تو بعضوں کے نزدیک وارث کے
 اس قول پر لحاظ ہوگا اور اس پر ہے کہ مقررہ سے یہاں بھی اوقی طور پر حلف لیاوے گی اور اگر مقررہ مر گیا ہو تو اس کے وارثوں سے
 علم پر حلف لیاوے گی یوں کہ ہم نہیں جانتے کہ مقرر نے کیا کہا تھا مسائل ملحقہ کتابت اقرار کا سا کہ شامل اقرار کے ہے
 اس واسطے کہ جیسے اقرار زبان سے ہوتا ہے ویسے ہی لوگوں کو لکھنے سے ہوتا ہے تو اگر ایک شخص نے منشی سے کہا کہ فلاں کے میرے
 اس اقرار کا کہ مجھ پر ہزار درم میں یا کہ میرے گھر کا بیٹا میری عورت کا طلاق نامہ تو اقرار صحیح ہو گیا خواہ منشی اس کو لکھے یا نہ

اگر علی علیہ السلام نے اقرار کیا مال کلک گواہ کے سامنے پھر دوسری بار دوسرے گواہ کے سامنے تو یہ گواہی صحیح ہو سکتی ہے اگر مدعی علی علیہ السلام نے اقرار کرے نہ انکار تو قاضی اس کو قید کرے یہاں تک کہ یا اقرار کرے یا انکار بائیس جب اقرار کیا اس بات کا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور ماہ اوسکی آزاد ہو تو یہ اقرار فرزند کی اقرار ہوگا اوس عورت کے منکومہ ہونے کا یہ لازم ہے کہ اقرار کرے کہ وہ استدر بالانکاح ہوگا لکن فی الدار الخندار والطحار ویسوالقنیۃ ملتقطاً مع انہ

باب استثنا کے بیان میں

یعنی اقارب میں سے کچھ محال لینے کے بیان میں جس چیز کا اقرار کیا ہو اوس میں سے کسی قدر کو استثنا کرنا یعنی محال لانا صحیح ہے بشرطیکہ یہ استثنا متصل ہووے اقرار سے مثلاً کہ میں نے ایک گھوڑے کو دو کم تو دو کم کو ساتھ ہی لکھ لیا تو یہ استثنا صحیح ہوگا صر اور بعد استثنا کے جو باقی رہے گا وہ مقرر لازم آئے گا مثلاً مثال مذکور میں آٹھ روپے لازم آئے ہیں اور جو سب کا استثنا کرے سب تو باطل ہے مثلاً کہ میرے اوپر ہزار روپے ہزار کم آتے ہیں ص اور اوپر سب لازم آئے ہیں مثلاً مذکور میں ہزار روپے دینے ہونگے ص جو چیزیں بنتی ہیں یا ملتی ہیں ان کو روپیوں میں سے استثنا کرنا درست ہے تو اس قدر کی قیمت کم کر کے باقی روپے دینا ہونگے اور ان کے سوا اور چیزوں کو نکالنا درست نہیں ہے مثلاً اگر کہہ میرے اوپر سو درہم ہیں ایک دینار کم یا ایک تفریق کیوں کہ تو استثنا صحیح ہوگا اور سو درہم میں سے قیمت ایک دینار اور تفریق کی مجر کر کے باقی درہم دینا ہونگے اور جو کہا میرے اوپر سو درہم ہیں ایک کم تو یہ استثنا صحیح ہوگا نزدیک شخصین کے اور امام محمد کے نزدیک کسی صورت میں صحیح ہوگا اور شافعی کے نزدیک سب صورتوں میں صحیح ہوگا اگر استدر کیا لیکر اور اس کے ساتھ انتہاء اللہ تعالیٰ ملا دیا تو اقرار باطل ہو جائیگا اگر کسی نے دار کے اقارب میں سے عمارت کا استثنا کیا تو صحیح ہوگا یعنی زمین اور عمارت اوس دار کی دونوں متعلقہ کی ہو جائیگی البتہ اگر دیون گئے کہ عمارت میری ہے اور زمین تیرا تو صحیح کہ بچا دیا ہی ہوگا اور گشتری کا گینہ اور باغ کے درخت مثل عمارت کے ہیں مثلاً یعنی اگر کسی نے کہا کہ ایک گشتری ملا کی ہے مگر گین میرا ہے یا باغ اوس کا ہے مگر درخت مجھ کا ہے جو اوس میں ہیں میرے ہیں تو یہ استثنا صحیح نہیں البتہ اگر دیون کی جائیداد اس گشتری کا چھلہ اوس کا ہے اور گین میرا ہے یا زمین اس باغ کی اوسکی ہے اور درخت مجھ کا ہے میرے ہیں تو صحیح کہ وہی جائیداد اوس کا ہے ص اور اگر کہہ اوس شخص کے میرے اوپر ہزار روپے ہیں ایک غلام کی قیمت کے کہ ابھی تک سینا اوس غلام رقبہ نہیں کیا ہے تو اگر ایک غلام معین کو کر لیا ہے اس صورت میں مقرر ہے اگر وہ غلام مقرر کے حوالہ کیا تب مقرر کو ہزار روپے یا بیس روپے اور اگر غلام نہیں دیا تو کچھ نہ دینا ہوگا اور اگر غلام معین کو نہ کہا ہو تو مقرر ہزار روپے واجب ہوگئے اور یہ قول اوس کا کہ سینا ابھی اوس غلام پر قبضہ نہیں کیا ان کو ہوا دیکھا امام صاحب نزدیک برابر ہر کلاس قول کو اوس کلام کے ساتھ کہہ یا نہ کہہ کیونکہ اس وقت جب انکار کیا قبضہ لایک غیر معین میں تو گویا منکر ہوا جو بے اہم کا اس واسطے کہ حالت میں بیع مثل ہا کہ بیع کے ہر تو میں واجب ہے تو یہ صحیح ہو گیا اقرار سے اور وہ صحیح نہیں اور صاحبین کے نزدیک اگر یہ قول اس اقرار سے ملا ہوا ہے تو یہ صورت میں تصدیق اوسکی کی جائیگی کیونکہ یہ بیان تغیر ہے لکن نزدیک کذا فی الاصل صر سطح مقرر نے دیون کہا کہ میرے اوپر ہزار روپے ملائے گئے بابت شریعت اس کے فیا جوے کال کے یا آزاد کی قیمت یا مرقہ کے یا خون کے کسٹن مختار صر تو مقرر

یعنی زمین کا
پہاں ملان
میں سے عمارت
ص

ع
 زینب دہشت
 جو سکوت
 کے لئے
 بیت المال میں
 نہ جا کر نہ
 درخت کی جگہ
 جی نہیں
 تھوڑے عرصے میں
 خیرات کی صفائی
 کی جو صفائی
 مانا یا نہیں
 جو نہ ہو
 یہ کہ
 وہ غصہ

ہزار روپے لازم ہو گئے اور یہ قول انہو ہوا جو کہ **ف** امام صاحب کے نزدیک اگر چہ اسکو اقرار کے ساتھ ملا کر کہ یا بعد کے
 اور نزدیک صاحبین کے اگر ملا کر کہ تو اسکی تصدیق کیا جائیگی لیکن یہ صورت جب کہ منقولہ ان قول الی منکر ہوا جو وہ مقرر
 کی تصدیق کرے یا منکر گوید قائم کرے ان امور پر تو اب ہزار روپے اسکو لازم نہ ہونگے درمختار **ص** اور اگر کہے کہ میں نے ہزار
 روپے میں بابت نیت سبب یا قرض کے اور وہ روپے زکوٰۃ یا جہر جہا تو قہ یا رصاص میں تو کہے ہزار روپے اسکو دینا ہو
ف امام صاحب کے نزدیک برابر ہے کہ یہ قبل اقرار کے ساتھ ملا ہوا یا بعد ہوا اور صاحبین کے نزدیک اصل صورت میں
 تصدیق کیا جائیگی اس واسطے کہ یہ قول جو ہے اقرار سے امام صاحب کے نزدیک اور میان تغیر و صاحبین کے نزدیک کذا فی الاصل
ص اور اگر کہے کہ میرے اوپر فلان کے ہزار روپے میں جو میں نے اوس سے غصب کیے تھے یا اوس نے لانت کھا تھے مگر وہ گھر
 زینب یا جہر جہا میں تو اسکی تصدیق کیا جائیگی برابر ہے کہ جو محل کے یہ نقل کرے اور اگر کہے کہ وہ روپے ستوقہ یا رصاص تھے تو وہ
 وصل اسکی تصدیق ہوگی اور در صورت فصل اسکی تصدیق نہ ہوگی **ف** و مفرق اہل میں مذکور **ص** جو شخص اقرار کرے
 ایک کپڑے کے غصب کا پھر عید بد کہہ لاوے اور کہے کہ یہی چھینا تھا تو اسکا قول معتبر ہوگا یا اقرار کرے اس امر کا اطلاق
 کے مجھ پر نہ رہے میں اتنے کم تو اگر یہ تھنا ملا کر کیا ہے تو قول اسکا معتبر ہوگا اور جو ٹھہرے کیا تو تھنا باطل ہوگا اور کپڑے
 ہزار دینا آویگے اور جب کہ کہ میں نے محمد سے ہزار لانا لیے تھے وہ تلف ہو گئے اور قمر کہے کہ تو نے غصب لیے تھے تو مقرر چنان
 ہزار روپیہ کا لازم آویگا اور جو مقرر کہے کہ تو نے مجھ پر لانا لیا ہے تھے اور قمر کہے کہ تو نے چھین لیے تھے تو مقرر ضمان لازم
 نہ آویگا **ف** اور جو فرق یہ ہے کہ صورت اول میں مقرر نے اقرار کیا سبب وجوب ضمان کا یعنی لے لیے گا اور ثانی میں اقرار
 نہیں کیا اسکا بلکہ مقرر اس پر دعویٰ کرے یا غصب کا اور مقرر نے یہ تو قول منکر کا معتبر ہوگا کذا فی الاصل **ص** اگر زید
 کے عروسے کہ یہ چیز میری تھی پاس لانت تھی سو میں نے سلی اور عروسے کہ لانت نہیں تھی بلکہ میری تھی تو عروسے کے
 کو زید سے لے لے کیونکہ زید کے اقرار سے قبضہ عروسے کا اوس شہر ثابت ہے کہ ضروری ہے کہ زید اس
 شے کو تسلیم کر لے عروسے کو بھی اگر زید کو دعویٰ ہو تو گواہوں اپنا دعویٰ ثابت کرے اور اگر زید یہ کہے کہ میں نے اپنے اس شے
 کو یا اس کپڑے کو عروسے کو کرنا میں دیا تھا سو عروسے کو گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کپڑے کو پہنا بعد اس کے مجھے پھر کیا
 یا عروسے میرے پاس کپڑے کھاتے داموں کے عوض سیاتھا بعد اس کے کہ لیا اور عروسے کہ یہ کپڑا گھوڑا میرا ہے ان صورتوں میں
 زید کے قول کی تصدیق کیا جائیگی **ف** یعنی زید کو یہ حکم ہوگا کہ وہ عروسے کے حوالے کر دے یا عروسے پر دعویٰ کرے جیسے کہ
 امانت میں گذرے بلکہ بیان عروسے کو اختیار ہے کہ گواہوں اپنا دعویٰ زید پر ثابت کرے بعد موت کے اوس چیز کو لے لے **ص** اور
 صاحبین کے نزدیک بیان بھی زید کو حکم ہوگا کہ وہ چیز عروسے کے حوالے کرے بعد اس کے گواہوں اپنا دعویٰ ثابت کرے
ف اور فتویٰ مکمل قول پہنچے مسائل **ف** ملکہ کہے کہ یہ ہزار امانت زید کی ہے میں نے بلکہ امانت عروسے کی تو ہزار
 زید کے اس پر نیت ہو گئے اوساں تصدیق ہزار عروسے کا و سیر لازم ہوا وہی حکم غصب میں ہے اور اگر مقرر لایک شخص
 ہو اور اس کے لیے دو اقرار کرے تو جو اقرار زر روپے مقدار کے زیادہ ہو اور دو صف کے ان فصل پر لازم ہوگا جیسے کہ اس
 میں ہے اور ایک ہزار روپے میں ہیں بلکہ وہ ہزار روپے یا بالعموم تو وہ ہزار لازم ہو گئے یا اوس کے میں ہے تو

خبر رو بہ زمین کوئی نہیں بلکہ کیا اس کے قریب ہر ایک کے لئے لازم ہوئے کہ کذا فرما الدار العنار

باب مرضیہ کے اقرار کے بیان میں

مرضیہ پر جو دین ہو حالت صحت کا خواہ اس دین کا سبب معلوم ہو یا صرف اس کے اقرار سے ثابت ہو اور جو دین اس وقت واجب ہو جو حالت مرض میں اسباب معروفہ نہ صرف اس کے اقرار سے جیسے بدل اس چیز کا جس کا مرضیہ مالک ہو یا اس چیز کو مرضیہ نے تلف کیا یا مثل اپنی عورت کا دونوں برابر میں اور ان دونوں قسموں کے دین **ف** یعنی دین بیت مطلقاً اور دین میں اسباب معروفہ صریحاً ہو گیا اور کہنے میں اس دین پر جو حالت مرض میں صرف مرضیہ کے اقرار سے ثابت ہو یا **ف** یعنی پہلے ترک کثرت میں دین صحت مطلقاً اور دین مرض میں جو اسباب معروفہ سے ہو اور اگر کسی کے بعد اس کے اگر کچھ مال بچا تو وہ دین ادا کیا جاوے گا جو حالت مرض میں صرف مرضیہ کے اقرار سے ثابت ہو اور شافعی کے نزدیک تینوں قسم کے دین برابر ہیں اور دلیل ہماری آمل میں مذکور ہے **ص** لیکن تینوں قسم کے دین میراث پر مقدم ہونے کا معنی ترک وارثوں میں اس وقت تقسیم ہوگا جب کہ سب طرح کے دین ادا ہو چکے ہوں اگرچہ دین پورے مال کو گھیر لیں **ف** اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **مَرَاتِبُهَا وَصَلَاتُهَا وَنِهَايُهَا** اور دین میں کوئی جائز نہیں کہ بعض شخص کو دین قرض ادا کرے یا بعض کا **ف** اگرچہ دین مہکادینا اجرت کا اور اگرنا ہو اس واسطے کہ مرضیہ کے مال میں سب دین دالوں کا حق متعلق ہو تو بعض کے لیے اور بعض کے لیے میں اور دین کی حق تلفی ہو مرضیہ کی عقیدت سے معلوم ہو کہ صحیح سالم شخص جو جو نہ ہو اور اس کو یا مر جائز کر اپنے شخص کو ہوں میں کسی کا قرض ادا کرے اور دوسرے کا بعد ادا کے تفلیح کے بعد **ص** اور باطل میں مرضیہ کا اقرار اپنے وارث کے واسطے **ف** دین کا یا میں کا اولاد شافعی کے نزدیک صحیح ہے اور دلیل ہماری قول ہے **نَحْضُهَا عَلَى الْمَوْلَى** اور مسلم کا کہ میں جائز ہے وصیت واسطے وارث کے اور اقرار دین کا اس کے لیے روایت کیا اس کو باطل یعنی نے سن میں **ص** مگر وہ صورت میں جب باقی ورثہ اس کی تصدیق کریں **ف** کیونکہ معتبر ہونا اقرار کا صرف اور ورثہ کے حق کے لیے تھا تو جب انھوں نے اقرار کیا تو اقرار صحیح ہو جاوے گا کہ مرضیہ نے اگر اپنے وارث پر جو دین تھا اس کے وصول ہو جائے گا تو اقرار کیا تب بھی صحیح ہوگا مگر تصدیق سے اور ورثہ کے اور شافعی کے دین مرضیہ کا اقرار واسطے وارث کے موقوف ہے اجازت پر وارثوں کے مگر کسی جگہ ایک اقرار وصول پانے امامات کا وارث دوسرے نفی جیسے میں کا بیان کہنا کہ میرا کچھ حق نہیں میرا باپ کی عورت یا میری ماں کی عورت اور یہی نفی جیسا کہ میں کے اقرار سے کہتے وارث کو **ص** اور اگر اقرار کیا میں نے ایک شخص کے لیے کسی چیز کا بھروسہ ہو اہل بیت کا کہ وہ شخص میرا بیٹا ہے **ف** اور اس شخص اس کی تصدیق کی اگرچہ وہ شخص مہول النسب ہو اور مرضیہ کا لڑکا باعتبار اس کے ہو سکتا ہے **ص** تو اسے ثابت ہو جاوے گا اور اقرار باطل ہوگا اور اگر مرضیہ ایک عورت اجنبی کے لیے اقرار کیا پھر اس شخص کو اقرار صحیح رہے گا **ف** اگر اس کے لیے وصیت کی گئی ہو اس کے بچے کو لیا تو وصیت باطل ہو جاوے گی **ص** اگر کسی نے اقرار کیا ایک لڑکے کی فرزندگی کا اور وہ لڑکا مہول النسب ہو اور اس کا دین مقرر ہو سکتا ہے اور تصدیق کی اس کی لڑکے نے تو نسب اس لڑکے کا ثابت ہو جاوے گا مقرر ہے اگرچہ موقوف اقرار کے مرضیہ ہو کہ لڑکا شریک ہو جاوے گا اور وارثوں کا میراث میں اور تصدیق لڑکے کی اس وقت ضرور ہے

مرضیہ کے اقرار کے بیان میں
مرضیہ کے اقرار کے بیان میں
مرضیہ کے اقرار کے بیان میں

کہ وہ لوگ انفسکو کر سکتا ہو ورنہ تصدیق کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ **ف** اب شاہدین ہیں کہ علی بن احمد بن ابی بن علی کے لئے ایک شخص سے
 کہہ گیا اور کہ چھوڑ گیا تو اسکو وارث بننے سے نفی کر دیا بعد تقسیم کے ایک شخص آیا اور اسے دعویٰ کیا کہ میرا چچا اور ثابت کیا
 اسے نسب کو نزدیک قاضی کے گواہوں سے اس طرح کہ میرے اقرار کیا تھا اسکی فرزند کی کا اور قاضی نے حکم کر دیا اسکو بڑے
 نسب کا وارث اس سے کہتے ہیں کہ تو اس امر کو ثابت کر کہ میری تیری ماں سے نکاح کیا تھا تو یہ قول ورنہ کا دافع ہو سکتا ہے
 یا نہیں تو کہا کہ علی بن احمد نے لگا کر قاضی اسکو ثابت نہ کر سکا اور فرزند کی اسکی ثابت ہو گئی اب کچھ حاجت نہیں
 کی نہیں ہے انتہی اور وہ پکڑ چکا تھا واسے نتیجہ کہ اقرار بالولد غیرت حرد سے اقرار بالنکاح سے محفوظ ہے۔ **ص** اگر کسی کو اپنا باپ
 یا ماں یا بیٹا یا بیوی یا مولیٰ یعنی آزاد کرنے والا بتائے یا عورت کسی کو اپنا باپ یا ماں یا بیٹا یا خاوند یا مولیٰ کہے اور وہ لوگ مقرر
 کی تصدیق کریں تو اقرار صحیح ہو گا اور عورت جب کسی کو بیٹا کہے تو ایک شرط اور یہ ہے کہ ایک عورت کو اپنی داس امر پر کہہ لے لگا اس
 عورت سے پیدا ہوئے اور مقرر نے اقرار کیا نسب کا حالت حیات میں اور مقرر نے اسکی تصدیق کی جب موت مقرر کے تو صحیح ہے
 مگر جب زوج تصدیق کرے زوجہ کی زوجیت کی بعد مقرر کے جو کہ ہے اقرار پر تو یہ تصدیق صحیح نہ ہوگی امام صاحب کے نزدیک
 اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہو جائیگا اگر اقرار کرے سوا ارث و ولادت کے دوسرے رشتہ کا جیسے کہ یہ میرا بھائی ہے یا چچا ہے
 و غیرت میں ہے کہ اسی میں داخل ہے یا قرین بھی کہ میرا بھائی یا دادا ہے **ص** تو یہ اقرار صحیح نہ ہوگا اسسلسلے کے یہ اقرار و طحنا نسب کا شخص
 غیر یہ کہ تصدیق کرے کہ یہ میرا بھائی ہے تو ثابت کیا اسکا نسب باپ اور جب یہ کہتا ہے میرا چچا ہے تو وہ طحنا یا نسب کا دادا
 ہے اور اقرار حجت قاصدہ یعنی صرف دلیل ہے مقرر پر غیر یہ کہ اسے کہنے سے دوسرے نسب کیسے ثابت ہوگا **ص** اور وارث ہوگا
 ایسا مقرر جب کوئی اور وارث مقرر کا نہ ہوئے نہ قریب اور نہ بعید **ف** یعنی نہ کوئی مقرر کا ذوی الفروض ہیں نہ کوئی عصبہ
 سے نہ ذوی الارحام اور اگر کوئی دوسرا وارث قریب یا بعید مقرر کا موجود ہوگا تو ایسا مقرر محروم ہوگا میراث سے **ص** جس کا
 باپ مر گیا ہے وہ اگر اقرار کرے کیسے واسطے اپنا بھائی ہو گیا تو مقرر اسکی حصہ میراث میں شریک ہو جائیگا لیکن نسب کا
 ثبات نہ ہوگا نزدیک کے عمرو پر سورہ پڑھتے تھے اب زید و بیٹے خالد اور ولید جو پھر مر گیا جن میں خالد نے یہ اقرار کیا کہ ہمارا باپ یعنی
 زید عمر سے پہلے زقرضہ پیاس رو پیہ وصول پا چکا **ف** اور دوسرا بیٹا یعنی ولید سے منکر ہے اور خالد نے یہ بیان
 گواہوں کے ثابت کیا **ص** تو خالد کو بچہ نہ ملے گا اور پیاس رو پڑھتے صرف ولید کو دلائیے جائینگے **ف** بعد قسم لینے کے
 اس طرح کہ وہ اللہ و اسکو معلوم نہیں کہ اس کے باپ نے سورہ پڑھنے سے نصف وصول پائے اور قسم بھائی کے حق کے لیے پڑھو
 خالد کہتا ہے کہ باپ ہمارا سارا دین وصول پا چکا ہے تب بھی ولید کو پیاس رو پڑھنا جائینگے قسم لیکر لیکن یہاں قسم عمر کو چاہیے ہے
 ہوگی تو اول صورت میں اگر ولید قسم نہ کھائے تو خالد اس کے حصے میں شریک ہو جائیگا اور ثانی صورت میں اگر ولید قسم نہ کھائے تو عمر ہی لے گا اور خالد اسکا حصہ

کتاب الصلح

یہ کتاب جو صلح کے بیان میں **ف** صلح کا جو کلام اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ف** صلح کا جو کلام اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 اور روایت کی ترمذی نے عمرو بن عوف مزی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صلح جائز ہے درمیان میں مسلمانوں
 کے مگر وہ صلح جو حرام کہے ملال کو یا ملال کہے حرام کہے اور مسلمان ثابت ہیں شرطوں پر اپنی مگر وہ شرط حرام کہے

حلال کو یا حلال کہے حرام کو صحیح کیا اس حدیث کو ترمذی نے ناہر نہ کیا اسکو بھی ثوبن کے واسطے کہ روایت کثیر بن عبد اللہ
ابن عمرو بن عوف کی ضعیف ہے اور شاید ترمذی نے اعتبار کیا اس کے کثرت طرق کا لیکن صحیح کیا اسکو بن حبان ابی ہریرہ
کی روایت سے اخراج کیا اسکا ابو داؤد ابی ہریرہ کتاب القضا میں صلح ایک عقد ہے جو مبادیہ پر ترجیح کو اور صحیح
ہے صلح ہر حال میں خواہ مدعی علیہ قریب ہو یا مسکین ہو یا چاہے ہو کہ نہ اقرار کرے نہ انکار کرے اور شافعی کے نزدیک صلح نہیں ہے
بجز مکرر اقرار مدعی علیہ کی صورت میں کذا فی الاصل ص اگر مدعی علیہ اقرار کرے تاہر اور صلح واقع ہوئی مال سے بعض مال کے
تو صلح بیع کے حکم میں ہے تو جاری ہونے کے احکام بیع کے اوہیں جیسے شفعہ اور خیال العیب اور خیال الرویت اور خیال الشرط اور
کہ صلح واقع ہوئی ہو ایک گھر کے دھوسے یا گھر پر تو شفعہ کو شفعہ ہوگا اور پھر دینے کا اختیار ثابت ہوگا مدعی اور مدعی علیہ
دونوں کو بدل صلح اور مصالح عنہ میں **ف** جاننا چاہیے کہ مصالح علیہ اور بدل صلح اسکو کہتے ہیں جیسے صلح واقع ہوئی ہو
اور مصالح عنہ وہ ہے جس چیز کا دعویٰ چھوڑ دیا مثلاً زید نے خالد سے ایک مکان کا دعویٰ کیا خالد نے کہا کہ مجھ سے سودہ کے
اور مکان کا دعویٰ نکلو تو سودہ مصالح علیہ اور بدل صلح ہے اور وہ مکان مصالح عنہ تھا شفعہ کی صورت یہ ہے کہ زید نے عمرو سے
صلح کر لی ایک مکان پر یا ایک مکان کے دھوسے سے تو دونوں مکان کے شفعیوں کو دعویٰ شفعہ ہو چکا ہے **ص**
میں اگر بدل صلح معلوم نہ ہو بلکہ مہول ہو تو صلح فاسد ہو جائیگی **ف** اور اگر مصالح عنہ مہول ہو تو کچھ خرچ نہیں ہے
اسو اسطے کہ وہ ساقط ہو جاتا ہے مدعی علیہ کے ذمے سے اور ساقط کی جہالت باعث مناعت نہیں ہے دوسرا مفاد **ص**
مصلح عنہ میں بدل صلح کے جتنے قدر غیر کا کھلے تو اس کے موافق حصہ و مدعی بدل صلح میں مدعی علیہ کو پھر دے گا اور جتنا بدل صلح میں
غیر کا کھلے تو اس کے حصے کے موافق مدعی علیہ مدعی کو مصالح عنہ میں سے پھر دے گا **ف** اسو اسطے کہ صلح معاوضہ ہے اور معاوضہ
کا یہی حکم ہے دوسرا مفاد **ص** اور جو صلح واقع ہوئی مال سے بعض منفعت کے **ف** تو اگر وہ منفعت ایسی ہے جیسے
مدت کا بیان کرنا ضرور ہے تو مدت کا بیان شرط ہوگا جیسے خدمت گھر کا رہنا اور نہ ضرور نہیں جیسے ایک چیز کا دوسری چیز کو
پہنچا دینا کذا فی الاصل **ص** تو وہ صلح اجارہ کا حکم رکھے گی اس صورت میں اگر اندر مدت دونوں میں کوئی مر جاوے گا تو صلح
باطل ہو جائیگی جو صلح کہ مدعی علیہ کے انکار یا چاہے نہ کی صورت میں واقع ہو تو وہ مدعی کے حق میں معاوضہ ہے اور مدعی علیہ کے
حق میں قدر ہر قسم کا **ف** یعنی جب مدعی علیہ نے نہ کرے تو وہ سپر شرعاً قسم لازم آتی ہے تو گو یا مدعی علیہ یہ بدل صلح عوض میں قسم
دیتا ہے **ص** اور قطع نزاع کا تو اگر مدعی علیہ نے نہ کرے اور ایک گھر مصالح عنہ ہو تو اس صورت میں شفعہ واجب نہ ہوگا اور جو گھر
مصلح علیہ ہو تو شفعہ واجب ہوگا **ف** سو اگر یہ گھر مصالح عنہ ہو تو وہ گھر بدو بابت مدعی علیہ کی قسم میں رہا اور مدعی علیہ کے گمان
میں یہ نہیں ہے کہ یہ گھر مدعی کی ملک تھا اور اب نئی ملک میری اس گھر ہوئی ہے شفعہ واجب ہوگا ورنہ خلاف اس صورت کہ وہ گھر
مصلح علیہ ہو کیونکہ مدعی کی ملک میں کیا اس کے حق کے عوض میں تو شفعہ واجب ہوگا **ص** صلح سکیت اور انکال میں اگر
مصلح عنہ کسی قدر اور کھلے تو مدعی اور مقدم بدل صلح میں مدعی علیہ کو پھر کر سکتا ہے خصوصاً کر لویے اور جو مصالح علیہ
میں یا بعض کسی اور کا کھلا تو کل کی صورت میں کل مصالح عنہ کا دعویٰ اور بعض کی صورت میں بعض مصالح عنہ کا دعویٰ مدعی علیہ پر
پھر کرنے کے **ف** اور بدل صلح کا تلف ہونا قبل تسلیم کے طرف مدعی کے قریب ہے مگر صلح میں مثل استحقاق کے

یہ روایت ابی ہریرہ سے ہے

یہ روایت ابی ہریرہ سے ہے

یہ روایت ابی ہریرہ سے ہے

اوس قول کو در الجار میں دسرا بخندار ص اور نہیں صحیح پہلے دعویٰ سے اس واسطے کہ حق اللہ اور غلام مازون جب وہ کسی دوسرے کو قصداً مار ڈالے اپنے نفس کی طرف سے صلح نہیں کر سکتا اس واسطے کہ غلام مازون کو مولیٰ ہے ان تجارت کا دیا ہوا ذات اوس غلام کی مال تجارت میں داخل نہیں تو اوس کو اپنی ذات میں کیونکر تصرف جائز ہو گا کذا فی الاصل ص بان اوس غلام مازون کا اگر ایک غلام ہو اور وہ کسی کو عداوت مار ڈالے تو غلام مازون اس کے نفس پر سے صلح کر سکتا ہے اس واسطے کہ غلام مازون کا غلام ہو سکتی کمائی میں سے ہر تو تصرف اوس کا اپنی کمائی میں اور جو اوس کا جائز ہو گا کذا فی الاصل ص اسی طرح ہر منصف اگر غاصب کے پاس تلف ہو گئی بعد اوس کے غاصب نے مالک سے صلح کر لی اوس کی قیمت سے زیادہ ہر یا کسی سبب پر تو صلح ہر نام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صحابین کے نزدیک قیمت سے زیادہ درست نہیں و اور بخندار قول ام صاحب کا ہے اور ولیمین دونوں کی اصل میں مذکور ہیں ص اگر ایک غلام میں ذخیرہ شریک تھے ان میں سے شریک تو گرنے اپنے حصے کو آزاد کر دیا اور دوسرے شریک سے نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کر لی تو زیادتی باطل ہو جاوے گی بالاتفاق بان اگر نصف قیمت سے زیادہ مالیت کے اسباب پر صلح کرے تو جائز ہو گا اگر ایک شخص وکیل کیا دوسرے کو قتل عمد سے صلح کرنے کے لیے یا جھگڑا دین کا اوس پر دعویٰ ہر او میں سے ایک حصے پر صلح کر نیکی ہے تو بدل صلح بدل پر لازم ہو گا وکیل پر ص اس واسطے کہ ان دونوں صورتوں میں صلح مثل بیع کے نہیں بلکہ ایک قتل کی صورت میں تو خاص ہر اور لیکن دوسری صورت میں تو اس واسطے کہ مدعی نے بعض کو لیا اور بعض کو چھوڑ دیا تو حقوق راجع ہو گئے طرف مومن کے کذا فی الاصل ص البتہ اگر وکیل صلح کرتے وقت ضامن ہو گیا ہو بدل صلح کا تو اوس پر لازم آدیا اور جو صلح مثل بیع کے ہر او میں بدل صلح بدل پر لازم ہو گا و ص امر اس سے وہ صلح ہر جو مال سے ہو جو مال کے اور طیل صلح عنہ کی جس سے ہو اور مدعی علیہ قرار کرتا ہو کذا فی الاصل ص اگر ایک شخص فضولی نے صلح کی مدعی علیہ کی طرف سے ساتھ مدعی کے اور ضامن ہو بدل صلح کا یا یون کما کہ صلح کرتا ہوں میں تجھ سے ہزار درہم پر اپنے مال میں سے یا اپنے اس ہزار درہم پر یا اپنے اس غلام پر یا اس ہزار درہم پر یا اس غلام پر اپنی طرف نسبت نہ کی یا یون کما کہ صلح کی سے تجھ سے ہزار درہم پر یعنی مطلق کما نہ اشارہ کیا نہ اپنی طرف نسبت کیا ص اور وہ ہزار درہم دیتے تو ان سب صورتوں میں صلح صحیح ہو جاوے گی و اور فضولی ہر اوں ردیون کا تسلیم کرنا باقی صورتوں میں لازم آوے گا اور فضولی کا احسان ہو گا مدعی علیہ پر تو رجوع کرے گا مدعی علیہ پر کیونکہ اس کے حکم سے صلح واقع ہوئی ص اور اگر فضولی نے یون کما کہ صلح کرتا ہوں میں تجھ سے ہزار درہم پر یا ہزار درہم پر نہ دیتے تو فضولی نے یہ صلح مدعی علیہ کی اجازت پر نہ کرے جائز نہ کیگا مدعی علیہ تو صلح جائز ہوگی اور مدعی علیہ کو ہزار درہم دینا پڑے گا اور جو اجازت نہ دے گا تو صلح باطل ہوگی جب مدعی اپنے قرض میں جو مدعی علیہ پر ہر او کے نصف یا ثلث یا ربع پر صلح کرے تو یہ صلح بعض کا لینا اور بعض کا چھوڑ دینا شمار کیا جاوے گا نہ عقد معاوضہ و اس واسطے کہ بعض کو کا عمن نہیں ہو سکتے ص تو صلح ہر اس پر سے جو بلا حقے شوق نہ پانہ ہر معاوی پر و تو پہلی صورت میں تو سوراہا کا اسقاط ہوا اور دوسری صورت میں معاوی ہونا ساقط ہو گا کذا فی الاصل ص یا ہزار درہم پر یا ہزار درہم پر تو کھرے ردیون پر و اس واسطے کہ یہ اسقاط ہر

۴
 صلح کی اجازت
 فضولی کی طرف سے
 صلح کی اجازت
 صلح کی اجازت
 صلح کی اجازت

اور اگر بے پن کا تو اس صورت میں صلح صحیح ہو جاوے گی اور بدل صلح پر قبضہ کرنا شرط نہیں ہے **صلح** اور صلح سے معاویہ دیناروں پر درست نہیں **ف** اس واسطے کہ صلح معاوضہ ہے تو بیع صرف ہو جاوے گی اور اس میں قبضہ کرنا دیناروں پر قبل جدائی متعاقبین کے ضروری ہے **گذا فی الاصل** صریح ہزار روپے معاویہ پانسو روپے نقد پر درست نہیں ہے **ف** اس واسطے کہ نقد ہونا بعض پان سو کے ہو گیا اور یہ وصف مال میں ہے **گذا فی الاصل** صریح سیاہ رنگ ہزار روپے پانسو روپے سفید رنگ پر جائز نہیں ہے **ف** اس واسطے کہ معاوضہ ہونا سیاہ روپے کا یا پانسو روپے سے ساتھ زیادتی ہو سکے کا وہ کلیہ اس کا درختا میں یہ قوم ہے کہ حسان اگر دائیں کی طرف سے پلایا جاوے تو اسقاط حق ہے اور اگر دائیں اور دیون کی طرف سے پلایا جاوے تو وہ معاوضہ ہے چھ روپے کا معاوضہ تو معاوضہ کا حکم آؤں جاری ہوگا تو اگر سراج یا سیاح کا شہد ثابت ہوگا تو معاوضہ فاسد ہوگا اور نہیں تو صلح ہوگا **گذا فی الاصل** صریح اگر زیب کے غم پر ہزار روپے تھے تو زیب لے یکما کمل تو مجھ کو پانسو روپے کے تو باقی سے برائی الذمہ ہے اور عمر نے اسکو قبول کیا اور کل کے روز پانسو روپے کے باقی سے برائی الذمہ ہو جاوے گا اور اگر پانسو کو کل کے دن ادائیگی تو سارا دین بیک وقت آوے گا **ف** یعنی ہزار روپے اور پانسو معاوضہ ہو جائیگا اور کہیں خلاف ابو یوسف کا ہر دلائل سے کفر کو میں اصل کتاب اور ہر کہ میں **صلح** اور ہر جاوے کا وقت بیان نہیں کیا **ف** یعنی زیب صرف اتنا ہی کہہ کہ پانسو تو مجھ کو ادا کرے تو باقی سے برائی الذمہ ہے **صلح** تو زیب کا دین پورا نہ ہوئے گا **ف** یعنی اگر عمر نے اس صورت میں کل کے روز پانسو روپے ادا کیے تو ہزار عمر پر نہ ہوئے بلکہ پانسو ہی رہیں گے **صلح** اور اگر زیب نے صلح کر لی عمر نے اپنے نصف قرض پر اس شرط پر کہ اگر عمر و اسکو کل نصف قرضہ ادا کرے تو وہ باقی سے برائی الذمہ ہے اور چھ کل نصف قرضہ ادا کرے تو کل میں عمر پر ہے تو اس صورت میں اگر عمر قبول کرے اور کل کے روز نصف قرضہ ادا کرے تو باقی سے برائی الذمہ ہو جاوے گا ورنہ پورا دین عمر پر رہے گا بالاجماع **صلح** اور اگر زیب نے عمر کو نصف قرضہ سے برائی الذمہ کر دیا اس شرط پر کہ کل تو مجھے نصف ادا کرے تو عمر و نصف دین سے برائی الذمہ ہو گیا خواہ باقی ادا کر دے یا نہ ادا کرے **ف** بالجماع امام اور صاحبین اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہے **صلح** اور اگر زیب نے ابرا کو صریح شرط پر معلق کیا جیسے یوں کہ اگر قوت مجھے اس قدر ادا کرے یا جب یا جس وقت ادا کرے تو تو باقی سے برائی ہو تو یہ صریح ہوگا اس واسطے کہ ابرا کی تعلیق صریح شرط پر باطل ہے اور اگر یہ یوں ہے دائن سے خفی کہ میں تیرے مال کا اتنا کر دوں گا جب تو مجھے مہلت نہ دے گا یا چھ نہ چھوڑے گا سو دائن نے مہلت دی یا کچھ نہیں معاف کر دیا تو صلح صحیح ہوگی تو دائن اسکو مہلت دے گا یا کچھ قرض چھوڑے صلح کے موافق اور اگر یہ یوں ہے قبول بکار دائن سے کہ تو دائن کا پورا دین مدیون پر ثابت ہو گیا تو وہ کل میں فی الحال لے لے

بیان صلح میں ہزار روپے

فصل دین شریک میں صلح کے بیان میں

صلح دو شخصوں کا دین شریک تھا ایک شخص پر تو دونوں میں سے ایک شریک اپنے حصے کے بدلے میں مدیون کے ایک کپے پر صلح کر لی تو وہ شریک کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ قرضے کا مدیون وصول کرے خواہ نصف کہ اگر شریک صلح سے لے لے کر یہ شریک صلح شریک غیر صلح کے جو تعالیٰ قرض کی ضمانت کر دے تو اب شریک صلح کا حق ہاویں ہے **بین** نہ ہکا **ف** مثلاً اگر دو مالدار کے بالاشترک چار روپے زید پر قرض تھے جیسے اپنے دو روپوں کے بدلے میں ایک کپے

لیکر زید سے صلح کر لی تو خالد کو اختیار کر لیا تو اپنے دو درم زید سے وصول کرے یا اگر سے نصف کرے اگر کو البتہ اگر کر خالد کے لیے ایک درم کا من ہو جاوے تو خالد کو کپڑے کو کپڑے سے نہیں لے سکتا بلکہ درم پنا یا لکھا ص درم مشترک اوسے کہتے ہیں جس کا سبب جو ب متحد ہو جیسے ثمن اوس چیز کی جو ایک ہی عقد میں جمی گئی اور وہ چیز دو آدمیوں میں مشترک تھی یا قیمت مال مشترک کی یا مورد شکی یا قیمت شمشک مشترک کی تو اس قسم کے دین میں بمثال جو کوئی وصول کرے دو اوس کا نصف یا قدر حصے اپنے کے اوس لے سکتا ہے مثلاً ان دونوں میں اگر ایک نے اپنا حصہ قرض کا قرضدار سے وصول کیا تو اوس میں دوسرا بھی شریک ہو جاوے گا اب دونوں قرضدار سے باقی کا مطالبہ کر سکتے ہیں یعنی قرضدار اوس سے جس کا حصہ قرض ادا کر چکا ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تمہارا حق دیکھا اب تیرا کچھ نہیں بڑھایا کہ متنا اوس سے دیا تھا وہ دونوں شریکوں میں بٹ گیا لہذا فی الاصل ص اور جو دو شریکوں میں سے ایک نے اپنے نصف دین کے بدلے میں کوئی چیز دیوں سے خرید لی تو دوسرے شریک کو اختیار ہو کر خواہ اپنا نصف دین دیوں سے وصول کرے یا شریک شتری سے ربح دین کا ضمان لے کر پھر دونوں شریک باقی کام دیوں کے مطالبہ کر دیوں اور اگر ادا نہیں لے پائے تو قرض سے دیوں کو بری الذمہ کر دیا تو دوسرا شریک اس شریک سے کہ نہیں لے سکتا آتی بلکہ اگر ایک شریک پر دیوں کا دین تھا پہلے کا اور دین اوس میں کے خوش میں ہو گیا تب بھی دوسرا شریک اس شریک سے کچھ نہیں لے سکتا مثال اوسکی یہ کہ زید کے عمرو پر پاس روپے تھے تو عمرو نے بکر نے ایک غلام مشترک کو زید کے ہاتھ سے دو روپے بچا تو ہر ایک کے زید پر پاس بچا اس روپے جو عمرو کے پاس روپے کے بدلے میں وہ بچا اس روپے جو زید کے اوس پر پاس حاصل سے پیشتر آتے تھے تو اب بکر کو یہ نہیں پہنچتا کہ عمرو سے دیوں کے بدلے کو اپنے پاس روپے کو یا وصول پائے تو نصف اوس کا مجھے ادا کرے اس واسطے کہ عمرو نے اپنا دین ادا کیا نہ یہ کہ پھر زید سے وصول پایا تاکہ اوس میں شریک ہو کر اور اگر ادا نہیں لے پائے بعض دین سے دیوں کو ادا کیا تو باقی دین اوس کے سهام میں مقسوم ہو گا مثلاً جب ہر ایک کا دین نصف نصف دیوں پر تھا اب ایک شریک نے اپنے حصے کا نصف دیوں کو معاف کر دیا یعنی ربح کل دین کا تو اب دین کے تین حصے کے جاویں گے دو حصے اوس شریک کے ہونگے جسے معاف نہیں کیا اور ایک حصہ کا جسے معاف کر دیا اگر دوسروں نے عقد کر لیا بلکہ ایک گڑھ کیوں کے اور دونوں کا اس المال سے روپے تھا اور ہر ایک نے پاس بچا اس اپنے اپنے حصے کے لیے پھر ایک رب اس نے اپنے نصف کے بدلے میں بچا اس روپے پر سلم الیہ سے صلح کر لی اور وہ روپے اپنے لیے لیے تو یہ صلح جائز نہ ہو گی اکام البیضہ اور محمد کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو گی جیسے دو آدمیوں نے ملکر ایک غلام خریدیا پھر ایک نے اوس میں سے اتنا کر لیا ف اور طرفین کی دلیل اس میں مذکور

فصل تخرج کے بیان میں

تخرج کہتے ہیں اس کو کہ سب وارث اتفاق کر کے ایک وارث کو میراث سے خارج کر دیں کچھ مال معین دیکر لگا کر المخرج ص خارج کر دیا اور ان میں سے ایک وارث کو ترک کرے اور وہ ترک اسباب ہر یا عتق کچھ مال دیکر یا ترک سونا ہر اور انھوں نے چاندی دی یا ترک چاندی ہر اور انھوں نے سونا دیا یا ترک چاندی سونا دونوں میں اور انھوں نے دونوں کے یا ترک نقدین یعنی دماہم اور دنانیر تھا اور انھوں نے دونوں لیے تو یہ تخرج صحیح ہر سب صورتوں میں برابر ہے کہ بدل مال ہو یا کثر ہر سب مخالف نہیں

کی طرف پھیر کر دے یعنی سوئے کو چاندی کا عوض ٹھہرا دینے اور چاندی کو سونے کا مابین کے شعبے سے احتراز اور بیکر
 اس صحیح میں جہاں مبادلہ بطور عقد صرف کرے تو وہاں قبضہ کرنا طریق کا شرط ہے صحت کی جگہ سوا درم نہ آوے مگر ہٹا کر
 صحت و جب ترکہ متوفی کا و پیشہ آری نقد اور حساب دونوں ہوں اور وارث مذکور کو صرف روپے یا صرف اشرفیان دیکر
 خارج کریں تو یہ محتاج درست نہ ہوگا جب تک کہ ہر اوس مقدار سے زیادہ نہ ہو جو وارث مذکور کو اسی جنس کے حصے سے پہلے
 مثلاً وارث مذکور کو میراث میں دس درہم اور کچھ حساب پہنچتا تھا تو صحت تحت جہاں ضرور ہو گا اور وارث دس
 درم سے زیادہ پر صلح کریں تاکہ دس بیعوت میں سے ہوا وین اور زائد عوض حصہ حساب کے ہو ورنہ سود ہو جائیگا خاص اور
 صلح باطل ہے اگر ایک وارث ترکے سے خارج کیا جاوے اور حال آنکہ بچہ ترکہ یوں میں متوفی کے امیر یوں کے اس شرط پر کہ وہ یوں
 باقی وارثوں کے ہوں کیونکہ مالک کیلئے ترکہ کا دیون کے سوا اور کسی شخص کو اور یہ باطل ہے جب وارث خارج
 دیون کو باقی وارثوں کے لیے چھوڑا تو اسے اپنے حصے کا دیون سے باقی وارثوں کو مالک کیا اور حال آنکہ تملیک میں کی
 سوا دیون کے اور کسی شخص کو باطل ہے صگر اس صلح کے صحیح ہو نیلے کنی جیلے ہیں ایک جیلے یہ کہ وارث شرط کریں اس بات
 کی کہ مصالح اپنے حصہ دیون سے قرضہ دیون کو بر غی الذمہ کرے اور صلح کرے اعیان ترکہ سے اور مال کے اور اس جیلے
 باقی وارثوں کا فائدہ یہ کہ وارث مصالح کا حق باقی تمام دیونوں پر اور یہ نہیں کہ اس کا حصہ دیون بقیہ ورثہ کا ہو گیا و و صریح
 یہ کہ باقی وارث مصالح کا حصہ دیون سے اپنے مال میں سے نقد و اکرن بطریق حسان کے اور کئی بجانب اور مصالح اپنے حصہ دیون
 کا حوالہ کرے دیون پر یعنی وارثوں کو اپنا حصہ لائے دیونوں اور اس جیلے میں ضرور باقی ورثہ کا کیونکہ وارثوں کو نقد یا
 بڑا اور لو کا حق دیں ہو آئیں اس جیلے اور وہ سب جیلوں میں بہتر و وہ یہ کہ باقی وارث مصالح کو قرض دیون بقدر اوس کے
 حصے کے دیں اور صلح کر لیں دیون کے سوا اور ترکے سے اور مصالح حوالے کرے وارثوں کو اپنے قرض کا قرضہ دیون پر
 مثلاً قرض کریں ہم کہ حصہ مصالح کا دیون میں سود درم ہے اور باقی ترکہ میں سے بھی سود درم اور وارث صلح کرتے ہیں ہٹا کر
 درہم کے تو ضرور یہ کہ بدل صلح زیادہ ہو سوگے مثلاً ایک سو گے درہم ہوں تو سود درہم تو وارث اوس کو بطور
 قرض کے دیون اور وہ اون سو کو اوتار دیکر قرضہ دیون پر اور وارث اور والی قبول کر لیں پھر صلح کر لیں دیون کے سوا
 چیزوں میں درہم ہر اگر اس قدر درہم باقی رہے کہ بدل ہو سکتے ہوں اور جو نہ ہو سکتے ہوں تو کچھ اور بڑا دیون کے مثلاً
 ایک چھری زیادہ کوئیں گے تاکہ دس بیسے میں دس کا چھری باقی کے بدل میں ہو جاوے و جیلے حسن ایل
 اس واسطے ہوا کہ جیلے اولی میں مصالح کا ضرر برابر کر نیسے اور جیلے ثانیہ میں بقیہ ورثہ کا جیسا کہ گذر اخطا و کس
 جس ترکے کے اعیان معلوم نہیں او میں صلح ہو میں ایل و موزون پر اختلاف ہے شایع کا و اور صحیح
 صحت صلح ہے در ہٹا کر و بلیس دونوں کی اصل کتاب میں مذکور ہیں ص اور اگر ترکہ غیر لیل اور غیر ذریعہ بھول
 الماعیان بقیہ ورثہ کے پاس ہو تو صلح صحیح ہے قول ان میں اور باطل ہے صلح اور تقسیم ترکہ دیون ادا کرنے سے پہلے لکھ
 وہ دیون محیط ہو کرے کو اور جو محیط نہ ہو تب بھی صلح نہ کیا وے قبل اس کے دیون کا اگر صلح ہوئی تو فقہانے کہا کہ صحیح
 ہو جائیگی و یعنی دیون غیر محیط میں نہ محیط میں صلح لیکن بقدر دیون ترکہ روک لیا جاوے گا باقی کی قسمت کو دیا وے

یہاں جہاں دیون میں نہیں ملتا

اگر چہ رب المال ہی کو دیکھ کر فرشتے نزدیک رب المال کو دینے سے مضارب غائب ہو جاتا ہے اور اسے روک کر دے
یا کر دیوے اور کر ایہ دیوے یا کر ایہ دیوے اور حالہ قبل کرے غنی اور غنکرت پر الکتبہ مضارب کو نہیں پہنچتا اگر مال
کو بطور مضارب کسی اور کو دے گا کہ مال کے اذن سے یا جس صحت میں مالک نے کہہ دیا ہو کہ تو اپنی سائے کے موافق عمل کر
یا قرض دیوے یا قرض لیوے وقت یعنی مضارب کو قرض دینے اور لینے کا بھی اختیار نہیں ہے خاص اگر چہ رب المال نے
وقت مضارب کے کہہ دیا ہو کہ تو اپنی سائے کے موافق عمل کر یا البتہ اگر مالک نے تفصیح سے ان دونوں کی اجازت دیدی ہو کہ
تو درست ہے اگر مضارب مالک نے کہہ دیا تھا کہ تو اپنی سائے کے موافق کرنا اور دینے کے لئے خریدے اور اپنے پاس کے دس کو باقی
دھلو یا یا لا دلا یا تو مضارب متطوع اور تبرع ہو گا یعنی مالک سے دھلوائی اور لکھوائی کی ضروری جو اپنے پاس خرچ کی ہو
مگر انہیں سے ملتا کیونکہ وہ اور حاکم نے مالک نہیں ہے اور اگر دونوں کیوں کو مضارب نے اپنے پاس دسم دیکر خرچ کر لیا تو جب قدر
رنگ اس میں بڑھا کر اس میں رب المال کا شریک ہو جاوے گا جیسے اپنا مال اس میں ملا دیکر وہ مال مالک کے اس
قول میں کہ تو اپنی سائے کے موافق کام کر داخل ہو جاوے گا بر خلاف دھلوائی کے کہ اس میں کوئی چیز نہیں تو اگر شاستہ یعنی
کھپ دیکر دھلو لیا ہو گا تو وہ رنگ کے مانند ہو اور خرچ رنگ کی قید اس واسطے لگائی کہ سیاہ رنگ اس قول میں مالک کے نزدیک مال صاحب
کے داخل ہو گا اس واسطے کہ سیاہی نقصان ہر نزدیک امام صاحب کے لیکن سیاہی کے سوا اس رنگ مثل مرغی کے ہر لکڑائی
الاصطبل مع زیادۃ من الدر الخمار ص تو مضارب خرچ رنگنے سے یا اپنے مال کے ملا دینے سے در صورت مالک کے کہہ لینے
کے کہ تو اپنی سائے کے موافق عمل کر یا اس میں ہو گا تو جب یہ کچھ کہے گا تو مضارب رنگ دسم ملے لگا اور کچھ کے دسموں نفع
میں شریک ہو گا و مثلاً وہ کچھ اپنی خرچ کا سفید تھا جس میں رنگ لگا لیا تو چھ روپے کا ہوا اور آٹھ روپے کا ہو گا تو مضارب ایک
روپیہ تو رنگ لکھنے کا اور ایک روپیہ نفع کا اور ایک روپیہ صاحب مال لگا جب نفع نصف نصف ٹھہر ہو گا و اور نصف
کو نہیں پہنچتا کہ رب المال نے اگر کوئی شہر خاص خاصے تجارت کے معین کر دیا ہو تو کسی مال خاص میں تجارت کو کہا ہو وہ
یا کوئی تجارت یا کوئی خاص علاقہ یا کوئی شہر خاص تجارت کے لئے تو اگر اس کی مخالفت کر گیا نہ اس میں ہو گا اور وہ چیز جو خریدی ہو نفع مضارب
کی ہو گی اس طرح مضارب کو نہیں پہنچتا یا مال مضارب میں جو غلام ٹھہری خرید ہو گا و سکا کھان کر دیوے یا لیسے غلام لکھ دے
کو خرید کر وہ رب المال پر لکھ دے اور جو مال مال کا ڈی رحم محرم ہو یا رب المال نے اور غیر حلف کی ہو
کہ اگر میں غلام لونڈی کو خریدوں تو وہ آزاد ہو گا اور اگر خرید گیا تو مضارب پر شریک نہ مال پر مال مضارب میں
اور نہ اس غلام لونڈی کو خریدے جو مضارب پر آزاد ہو جاوے جب مال میں نفع ہو او او او او جو خرید گیا تو وہ مضارب پر شریک اور اگر
نفع نہ ہو ہو تو صحیح ہو گا و اس واسطے کہ اس صورت میں مضارب کچھ روپیہ نہیں لکھتا کہ اس کی ملک اس غلام لونڈی
میں آئے ہو تو اگر بعد اس کے اس غلام لونڈی کی قیمت بڑھ گئی تو مضارب کے حصہ نفع کے مقدار وہ غلام آزاد ہو جاوے گا اور
مالک کو مضارب کچھ ضمان نہ دے گا بلکہ باقی قیمت کے لیے وہ غلام سہمی کر گیا اگر مضارب پس ہزار روپے تھے نصف نصف نفع
پر اس سے اول ہزار روپے سے ایک لونڈی خرید گیا قیمت اس کی ہزار روپے تھی بعد اس کے اس کی طی کی اور وہ ایک لونڈی ہزار
روپے کا اور مضارب نے اس سے لکھنے کا دھوکا دیا کہ اب اس کے قیمت بڑھ جائے گی تو اس نے ہزار روپے لکھ کر دیا تو مضارب نے غنی ہو کر مالک

اختیار چاہے اس مال کے سے سولہ ہزار روپے میں کسی مال کے سے چاہے آکر کرے پھر رب المال ہزار روپے کے سے وصول کرے تو اس کو نو ہزار روپے کی قیمت دے اور مضارب بھر سکے یہ ترجمہ عبارت ہا یہ کہ اس مال کے میں اس مال میں تفصیل کی یہ فقط

حصہ باب مضارب کے مضارب کے بیانیہ میں

اگر مضارب اپنی طرف سے کسی مضارب کے بغیر مال کے تو فقط مال کے دینے سے متاثر نہ ہوگا بیان تک کے مضارب ثانی اور بین عمل نہ کرے ظاہر الروایت میں اور یہی قول ہے صاحبین کا اور حسن کی روایت میں امام صاحب سے بیان تک کے مضارب ثانی اور بین نفع نہ کماوے اور زر فرمے نزدیک فقط مال کے دینے سے متاثر نہ ہوگا اور مضارب اول روایت نہ کرے اگر رب المال نے مضارب کو اذن دیا مال وسیع کا بطور مضارب کے اور مضارب نے مضارب ثانی کو مال دیا بین تھا تو نفع ہر مال کے سے مضارب اول سے وقت مضارب سے کما تھا کہ جو کچھ اسد دیا گیا وہ دونوں کے ہر مال کے سے بیچ میں ہے مضارب ثانی کو نفع حاصل ہوگا نصف مال کے کو اور مضارب اول کو اور اگر مال کے یوں کما تھا مضارب اول سے کہ جو کچھ کماواں دیا گیا وہ ہم تم دوا آدھا لینگے تو ایک ثانی نفع کی مالک کو اور ایک ثانی مضارب اول اور ایک ثانی مضارب ثانی کو ملے گی اور جو مال کے یوں کما تھا کہ جو نفع کماوے وہ ہم تم دونوں کے بیچ میں نصف نصف ہر اور مضارب اول نے مضارب ثانی کو نصف نفع پڑا یا تو جو مضارب ثانی کو نفع حاصل ہوگا اس کا نصف مضارب ثانی کو ملے گا اور نصف میں مضارب اول اور مالک شریک ہونگے اور اگر مال کے یوں کما تھا کہ جو کچھ اسد دیا گیا تو اس کا نصف میں ہوگا یا جو کچھ بیسے وہ ہم تم دونوں میں نصف نصف ہر اور مضارب اول نے نفع پڑا یا تو بصورت میں مضارب ثانی کو نصف نفع اور مالک کو نصف نفع ملے گا اور مضارب اول کو کچھ نہ ملے گا اور جو مضارب اول نے ہی صورت میں دونوں نفع کے مضارب ثانی کے لیے ٹھہرائے آدھا ہے اپنے لیے تو مالک کو نصف نفع ملے گا اور مضارب ثانی کو دو ٹولٹ اور ایک سب سے نفع کا جو میں گشتا کر وہ مضارب اول سے بھر یا جاوے گا اور اگر مضارب نفع میں تھا رب المال کی اور ثانی اس کے غلام کی اس شرط پر کہ وہ مضارب ساتھ کام کا ج کہے مقرر کرے اور ثانی اپنے لیے تو درست ہر رب المال یا مضارب کے مرجع سے اور رب المال کے تر ہو کر دار الحرب میں بلجانے سے مضارب باطل ہو جاتی ہے اور اگر مضارب مقرر ہو کر دار الحرب میں بلجاوے تو مضارب باطل ہوگی گناہ الاصل ص مالک کے برطرف کرنے سے مضارب معزول ہے ہوتا جب تک اس کو خبر اپنی برطرفی کی نہ ہو پھر اگر اس کو برطرفی کی خبر ہوئی اور مال مضارب اس کا تھا تو مضارب اس کو پورا نقد کرے اور پھر ثمن میں نصف کرے اور نہ اس نقد میں جو اس مال کی جنس سے ہو اور اگر اس مال کی جنس سے نہ ہو تو اس سے مضارب بدل سکتا ہے اور اگر اس کی جنس سے ہو مثلاً اس مال اگر وہ ہم تم دوا مال مضارب ہی اور ہم میں تو مضارب اس میں نصف نہیں کر سکتا البتہ اگر اس مال دوا ہم تم دوا مال مضارب و یا یہ بالعکس تو مضارب اس کو جس مال سے بدل سکتا ہے تا نفع ظاہر ہو و حص اگر رب المال اور مضارب دونوں بعد فسخ عقد کے جدا ہو گئے اور مال مضارب فرض تھا تو مال کے تو اگر مضارب اس تجارت میں نفع حاصل ہو تو مضارب پر وصول کرنا فرض ہے مگر ضرورت کے لازم آوے گا ورنہ نہیں و کیونکہ جو شخص مال میں نفع ہو تو مضارب کا کام بعض اجرت کے ہوا اور نفع نہ ہونے کی صورت میں بطور تبرع کے

صلہ مالک کو اسکے وصول کرنے کے لیے کوئی ایسی طرح سب دیکھوں کا مال پر اگر تقاضا کریں تو وہ لوگوں کو ملے گا اور لال اور سنا جہ کے باوجود قیمت کے وصول کرنے پر وہ اس واسطے کہ لال اجرت لیکر لکھتا ہے اور سنا جہ کے پاس غلام وغیرہ لوگوں کا جمع کیا جاتا ہے تا وہ اجرت لیکر چیکے تو وہ سپریمی میں وصول کرے گا لے کر کیا جاوے گا **صلہ مال** مضارب میں جس قدر نقصان ہوگا وہ اولاً وہ نفع سے جو الیہ لکھا گیا اگر نفع سے بھی نقصان زیادہ ہوگا تو مضارب کا ضمان نہ ہوگا کیونکہ وہ اس پر اور اگر نفع بانٹ لیا اور عقد مضارب کو فسخ کر دیا پھر وہ سب کا زرہ عقد مضارب کیا اور اب کلی بعض مال تلف ہو گیا تو پہلا نفع اس میں لگایا جاوے گا کیونکہ یہ تو بنیاً عقد ہے البتہ اگر نفع تقسیم ہو گیا اور عقد مضارب باقی رہا پھر سب مال بعض مال جاتا رہا تو جو نفع دونوں نے بانٹ لیا ہے پھر سے جمع کریں اور اب رب المال اپنا اس مال اوس نفع سے پورا کرے جو بچے اوستہ دونوں بانٹ لیں اور اگر اوس نفع سے اصل مال پورا ہو سکے یعنی اصل مال کم ہے تو ضمانت پر تادان ہوگا لازماً **ادیکاف** اس واسطے کہ مضارب میں ہر جیسا کہ گذرا **صلہ** جو مضارب اپنے ہی شہر میں رہے کہ کام کاج کرے تو اپنی کھانے پینے دو اکا خرچ اپنے ہی پاس سے اٹھائے یعنی مال مضارب میں سے نہ ہوے اور جو سفر میں جاوے تو کھانا پانی تو کر کے تنخواہ کھروں کی دھلاوانی تیل جہاں تیل کی حاجت ہو جیسے ملک حجاز میں **ف** حجاز کے ویرانہ اور عائلت و روان شہر مل کو کہتے ہیں جو درمیان نجد اور غور کے واقع ہیں ملک حجاز میں تیل کی اسلی حاجت ہے کہ لال و حجاز واقع ہیں قلم دوم میں از زمین قلم دوم کی جائیداد اور یا بس تو وہاں بدین تیل ملے اور گھی کھائے گذر زمین ہو **صلہ** سواری خواہ کر لے کی ہو یا خرید کی ہو دائرہ چارہ اسکا ان سب کے مضارب مال مضارب میں سے لینے موافق ہو تو کہ جو چاہے سے زیادہ صرف کر دیا گیا اور مقدار کا ضمان ہوگا اور جب شہر کو لوٹ کر آئے اور سفر کی چیزوں میں سے جو مال مضارب سے لے گئے تھیں کچھ باقی ہو تو وہ مال مضارب میں شریک کر دے اور اگر مضارب ایسے مقام پر کام کاج کرتا ہے کہ سب سے کو وہاں جاتا ہے تو رات کو اپنے گھر میں نہیں رہ سکتا تو اسکا حکم سفر کا سا ہے اور اگر شرب کو اپنے گھر میں رہ سکتا ہے تو وہ شرب ایک بازار کے ہر شہر بازاروں میں سے پھر اگر مضارب کو نفع حاصل ہوگا تو مالک مال اس قدر خرچ کو مجرے لیوے جو مضارب مال مضارب میں سفر میں صرف کیا تھا اب اس پر جو زیادہ ہے وہ بانٹ دیا جاوے اور اگر مضارب کسی چیز کو مال مضارب میں بطور مرابحہ بیچے تو جو کچھ اس چیز پر صرف ہو اسی جیسے کہ اس پر بار برداری وغیرہ مل لاگت میں لگا لیا اور جو کچھ اپنی ذات پر صرف ہو اسی اسکو نہ لگاؤ **مسالہ** اگر مضارب پاس ہزار روپے کے نفع سے اپنے مال میں ہزار روپے کا کپڑا خریدے اور اسکو دینے لگا تو بیچ کر ایک غلام خریدے اور اسی دینے لگا تو اسکی قیمت کے پانچ کو نہیں دینے سے کہ وہ دینے لگا مضارب پاس تلف ہوئے تو مضارب پانچ کا ضمان دے گا اور باقی دام مالک دے گا تو جو تجارتی غلام مضارب لے ہوگا تو میں سے اسکا مال مضارب میں نہیں لے گا اور اگر وہ مال ہزار روپے کا ہے اور اگر مضارب اس سے بیچے تو اصل جمع دینے لگا وہ مال ہزار روپے کا قیمت غلام کی تو وہ ہی ہزار روپیہ پس اگر وہ غلام چار ہزار کو بیچا تو میں ہزار حصہ مضارب ہوگا اور ہزار روپے خاص مضارب کے ہونگے پھر ان تین ہزار میں سے اس مال یعنی دھانی ہزار کو کھالکے باقی جو پانچ سو پچھن گے وہ نفع کے سمجھے جاوے گے اور مال مال اور مضارب بانٹ لے گا اگر مضارب نے رب المال سے ایک غلام ہزار کو خرید لیا جو مالک پانچ سو کو مول لیا تھا تو مضارب نے بیچنے کے

قن ضابطہ بیان
کتاب البیانات
عنا مشاہیر
ادبک و احسن

کے وقت مضارب پاسوں میں بتلائے اور جو مضارب ہزار روپے کو ایسا غلام خریدی جسکی قیمت دو ہزار ہزار روپے
غلام نے بطور خط ایک شخص کو قتل کیا تو اس قتل کے خون بہانے میں جسے مالک پر اور ایک حصہ مضارب پر ہوگا اور جو شخص
نے خون بہادی تو اب وہ غلام مال مضارب کے پاس چلا گیا سو تین دن رب المال کی خدمت کرے اور ایک دن مضارب کی صفاء
کے پاس ہزار روپے میں اون ہزار روپے کے بنت میں ایک غلام خرید لیا اور قبل جوار کر نیکی طرف بلانے کے وہ روز قتل ہو گئے تو مالک کو
پھر دینے ہو گئے پھر اگر تلف ہو گئے قبل بلانے کے دینے کے تو پھر دینے ہو گئے اسی طرح پر جان تک تلف ہوتے جاویں گے مالک کی تکلیف
اور یہ سب روز لا مال میں شریک ہو جاویں گے اگر مضارب پاس و ہزار روپے اور رب المال سے کہے کہ تو نے مجھ کو ایک ہزار روپے
دیئے تھے اور ایک ہزار نفع کے میں اور رب المال کہے کہ میں نے تجھے دو ہزار دیئے تھے تو قول مضارب کا قسم سے معتبر ہوگا
ایک شخص کے پاس ہزار روپے میں وہ کہتا کہ یہ روپے مضارب کے طور پر ہیں زید کے اور کچھ نفع ہو چکا ہے اور زید کہتا کہ یہ بطریق
بضاعت کا ہیں تو قول زید کا معتبر ہوگا قسم سے جیسے وہ شخص ان روپوں کو قرض کے بتلائے اور زید اسکو بضاعۃ یا امانت
قرار دے تو بھی قول زید کا قسم سے مقبول ہے اگر رب المال کہے کہ میں نے تجھے مال کیا تھا مضارب کا فالانی چیز کی تجارت میں اور
مضارب اسکا انکار کرے اور کہے کہ تو نے کسی تجارت خاص کی قید زمین لگائی تھی تو قول مضارب کا قسم سے مقبول ہوگا
اور اگر ہر ایک نے ایک قسم خاص تجارت کا دعویٰ کیا تو قول مالک کا قسم سے مقبول ہوگا کیونکہ اذن تجارت کا اویسی کیے ہیں

کتاب الودیعة

یہ کتاب امانت کی بیان میں ف امانت میں خیانت کرنا بڑا گناہ ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ایمان ہر ایک کا
جو امانت داری میں کیا اسکو پہنچی نے شعب الایمان میں اس شخص سے اور یہ بڑی عید برفائیں کے لیے اور فرمایا اللہ
نے اِنَّ اللّٰهَ کَاْمُرُّکَ اَنْ تُوَدُّوْا اَلْاَمَانَاتِ اَوْ اُخْلَیْہَا یعنی اللہ عزوجل کرنا ہے تم کو اس بات کا کہ ادا کرو تم امانت کو اس کے
مالکوں کی طرف صریحاً و بصریحاً امانت ہے کہ چھوری گئی ہے جو اسے خائنیت کہتے ہیں نہ بکا موقع اگر خود بخود بغیر وکی زیادتی کہ
و وصیت ہمال اور طے ہو جاوے جو ہر امانت رکھالی جائے اسکو و وصیت کہتے ہیں اور جو کچھ یعنی صاحب مال اسکو خود بخود
بکھڑالی اور جس کے پاس کھی جاوے اسکو موقع نفع وال اور امین کہتے ہیں تو و وصیت جب بغیر زیادتی موقع کے تلف ہو گئی
تو و سپرداوان اسکا لازمہ آویگا اسکو کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں ہے عاریت لینے کے پر جو خائن ہو
نماوان اور نہ موقع پر جو خائن ہو نماوان روایت کیا اسکو و وقطعی او بیتی نے اپنی سن میں اور روایت کیا ابن ماجہ نے
عمرو بن شعیب عن اسیر بن جہد کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسے امانت رکھی کسی کے پاس تو نہیں اور سپرداوان اسکا ہمارا
اوکی نصیحت ہے کہ یہ قول متفق علیہ ہے اِنَّہٗ اَرَبُہٗ کَا کَانَ اَلْفِیْہِ اَنْ حَصْرُ مَوْضِعٍ کَوْیہٗ یُؤْتِیْہِ اَنْ کَالِ اَمَانَتِ کِی مَاقَطَتِ خُودِہٖ
یا اپنے گھر والوں کے پاس لکھے یا امانت کو ساتھ لیا کرے اگر موقع نہ اسکو مقرر میں لیا جائے نہ منع نہ کیا ہو و راستہ میں
خونٹ خانگرنی کا سمجھو اور جو موقع نہ اسکو بغیر میں ساتھ لیا جائے نہ منع نہ کر دیا ہو و یکراہتہ خوفناک ہو و اور راہ میں امانت تلف
ہو و مالک اسکو نماوان دینا چاہیگا اس طرح اگر موقع نہ اس کی حفاظت سوائے گھر والوں کے اور لوگوں کے کرائی تو بھی وصیت
مالک نہیں دینا تھا بلکہ لگے یا و بے جانے کے خوف ہے نہ بڑی یا اس کے کشتی و لکھو و زید کا و زید کا و زید کا و زید کا و زید کا

ف اگر ثبوت ان مذمت کا بغیر گواہوں کے نہ ہو گا دلیہ صورت اگر صاحب مال نے امانت اپنی طلب کی اور متوقع بجا ہو
 قدرت ندی یا انکار کیا اگرچہ پھر بعد اسکے اقرار بھی کیا ف یعنی جب انکار کیا امانت کا بروقت طلب صاحب مال کے متقاضی
 ہو جائیگا بلکہ اگرچہ پھر اسکا اقرار کرے یا کرے اور جو سوا مالک کے اور کسی سے انکار کیا تو ضمان نہ ہو گا کیونکہ یہی خاف مال کا طریقہ ہے
 اور اگر متوقع نے نہ ملے وقت بیان کیا امانت کو جب بھی ضمان ہو گا صراحت متوقع نے اس امانت کو اپنے مال میں اس طرح ملا دیا
 کہ تیر نہیں ہو سکتی ف مثلاً امانت کی ہو تو ہے اور اسنے اپنے گھوڑوں میں اور گھوڑا دیا اور اگر خلاف میں ملے گا
 جیسے جو گھوڑوں میں تو مالک کا حق ہمارا ہو گا اور بالاتفاق ضمان لازم ہو گا اسی طرح اگر اپنی بیوی میں ملا دے نزدیک ہمارا
 صاحب اسی طرح نزدیک ہو سکتا مگر حسب امانت کو ادوی میں جو اکثر جو امانت ملا تو اس میں یہ ہو گا اکثر کہ جب اقل
 میں ملا دے کیونکہ ہر صورت میں حق مالک کا بجا ہو گا بلکہ شرکت ثابت ہوگی اور محدث کے نزدیک ہر حال میں شرکت ہوگی خواہ قلم میں
 ملا دیا اکثر میں لکھا اذلاصل صراحت متوقع نے امانت میں زیادتی کی اس طرح کہ اس کے کپڑے کو پہنا لیا امانت کے جانور پر سوار
 ہوا یا امانت کے روپوں میں کچھ خرچ کیے پھر اسنے اس میں شریک کر دیے یا جس گھر میں مالک کے خاف مال کا حکم کیا تھا متوقع
 نے اس کے سوا دوسرے گھر میں خاف کی تو ان سب صورتوں میں متوقع ضمان ہو گا اور اگر وہ امانت متوقع کے مال میں خود
 بخود مل گئی تو دونوں اوس میں شریک ہو جائینگے اور اگر متوقع نے امانت میں زیادتی کی پھر اس زیادتی کو دیکر دیا تو ضمان بھی
 زائل ہو جائیگا ف جیسے امانت کو جس گھر میں متوقع نے لے لیا تھا نہ رکھا بلکہ دوسرے گھر میں رکھا بعد اسکے پھر وہی گھر
 میں لے گیا تو ضمان زائل ہو جائیگا اور امانت شافعی کے نزدیک زائل ہو گا صراحت اگر دوسرے میں نے اپنا مال ایک شخص کے
 پاس امانت رکھا ایک شریک کیا تو متوقع کو نہیں ہو سکتا کہ اسکا حصہ جو اس کے بغیر دوسرے کے لئے ہوئے ف جیسے
 یہ دو بیعت سوا کیل اور موزوں کے اور کوئی چیز ہو تو یہ حکم اتفاقی ہے اور اگر کیل موزوں ہو تو وہی حکم نزدیک امام عظم
 کے برخلاف صحابین کے اس واسطے کہ متوقع کو ولایت تقسیم مال کی نہیں ہے لکذا فی الاصل صراحت ایک چیز امانت
 رکھنی دھروں کے پاس تو اگر وہ قابل قسمت نہیں ہو تو ان دونوں دونوں میں ہر ایک کی حفاظت کر سکتا ہے بغیر
 دوسرے کے اور جو قابل تقسیم ہو تو ہر ایک کو چاہیے کہ اس کے دو حصے کر کے ایک ایک حصے کی حفاظت کرے ف
 اور صاحبین کے نزدیک یہاں بھی ہر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دے سکتا ہے صراحت ہر ایک کے لئے متوقع نے نصف حصہ اپنا
 دوسرے کو دیدیا تو یہ نہ والا نصف کا ضمان ہو گا نہ جو قابض ہو کر مال پر کیونکہ متوقع ضمان میں نہیں ہوتا امام عظم
 کے نزدیک تو اگر متوقع نے منع کر دیا متوقع کو اس امانت کو اپنے گھر والوں سپرد کرنا اور اسنے دیا اس شخص کو کہ اگر اسکو
 نہ تیا تو کچھ اسکا حرج تھا تو ضمان ہو گا اور اگر اسکو دیا کہ جسکے بغیر دوسرے کا حرج تھا جیسے امانت جانور سدا
 اور اپنے غلام کے سپرد کیا یا دوسرے چیزیں جن میں خاف کرتی ہیں لاپنی بیوی کو دین تو ضمان نہ ہو گا جیسے
 ایک گھر میں کئی کوٹھریاں ہیں اور متوقع نے ایک کوٹھری میں رکھنے کو کہا تھا اسنے دوسری کوٹھری میں رکھا ف تو
 ضمان نہ ہو گا کیونکہ ایک گھر کی سب کوٹھریاں حفاظت میں برابر ہیں البتہ اگر گھر میں بجا دیا تو ضمان ہو گا
 صراحت حسب دوسری کوٹھری میں جس میں اسنے مال رکھا کوئی غلطی ہو جائے جیسے اسکا دوسرا حصہ ہوا

واسطے کھونے مکان اور درخت اور مکان کا جو نقصان ہوگا تو مسیروں کا خا من ہوگا اگر عاریت کی مدت سے پہلے کوئی وقت بیان نہ کیا ہوگا اور اگر وقت مقرر کر دیا ہو تو اس وقت کے ان کے کھونے کا حکم کتبہ تقدیریت اور درخت یا مکان کھونے سے گھٹ جاوے گی اور کھانے کو دیا ہوگا اور اگر وہ کسی عاریت میں رجوع کرے تو اس کی کوئی ذمہ داری نہ ہو اور وہ حرام ہے اور اگر زمین کھیتی بونے کے لیے عاریت دی تو مسیروں کو زمین پہنچنا کہ قبل کھیت کھٹنے کے زمین اپنی ہے کیونکہ عاریت کی مدت مقرر کی ہو یا کی ہو تو اس واسطے کہ کھیتی کی انتہا ایک مدت معلوم تک ہے تو اس حکم میں عاریت طرفین کی ہے بخلاف درخت یا مکان کے کہ وہ کسی کچھ نہایت نہیں ہے ہر شخص مستعار اور مستاجر اور عاریت کی مدت مستعار اور جو ضرور غاصب پر واجب ہے ہر شخص مستاجر پر اجرت رو کی واجب نہیں بلکہ اوپر ہر طرف خالی اور فایز کر دینا ضروری ہے ہر شخص میں واسطے کھیتی کرنے کے عاریت لیوے تو مالک کو دستاویز میں لپٹا لکھے کہ تو نے مجھ کو زمین کھانے کے لیے دی نہ یہ کہ تو نے عاریت دی اس لیے کہ عاریت زمین کی کبھی واسطے مکان بنانے کے ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک یوں ہی لکھے کہ تو نے زمین مجھے عاریت دی واللہ اعلم

کتاب الہبۃ

ہبہ کا جو از اور تحب ہونا حدیث سے ثابت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہدیہ دو آپس میں بلجست نہ لیاؤ آپس میں روایت کیا اور سکو بخاری نے اب مفرد میں ابو ہریرہ سے اور ابوعبلی نے اسناد حسن سے اور روایت کیا اور سکو مالک نے موطا میں عطاء سے مرسل اور سنائی نے کتاب الکفای میں ابو یوسف سے شعب الایمان میں اور روایت کیا بندہ نے انس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپس میں ہدیہ بھیجو اس لیے کہ ہدیہ دو کرتا ہے کہیں کو اور اس کے جواز پر جماع ہو اس لیے کہ ہبہ کتبہ میں ایک شے کا مالک کر دینا غیر عوض کے ہے اور وہ ہبہ میں ہبہ کرنے والے کو اور وہ ہبہ بول جس کو ہبہ کیا جائے اور وہ ہبہ وہ جس کو ہبہ کرے ہر صحیح ہے ہبہ ان الفاظ سے وہبیت ہبہ یا میں نے تحکمت عطا کیا میں نے اس لیے کہ وہبیت سے ہر معنی ہبہ میں اور بخل بھی مستعمل ہے ہبہ میں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں شخص کے لیے جس نے اپنے ہبہ کو ایک غلام ہبہ کیا تھا اقل قدر نخل شل کذا لیا سب ان کو ان کو دیا تو نے اسی طرح اس أعطیت عطا کیا میں نے أعطیتک هذا الطعام کھانے کو دیا میں نے تجھے یہ کھانا اس واسطے کہ اطعام جب منسوب ہوتا ہے طرف طعام کے تو ہبہ ہوتا ہے اور جب منسوب ہو طرف زمین کے جس کے أعطیتک هذا الارض تو عاریت ہے جیسا کہ گذرا گذرا فی الارض کل جعلت هذا لک اس کو میں نے تیرے لیے کر دیا اور انعمی لک اور جعلت لک انعمی لک میں نے تجھے بطور عمری دی میں نے عمری کو دی ف عمری یہ ہے کہ ایک شے کی عاریت عمری کی دینا تو اس کے کہ جب تو مر جائیگا تو میں پھر لوں گا سو تیک صحیح ہے اور پھر میری عمر طباطل ہے اس واسطے کہ ہبہ باطل نہیں ہوتا نہ شرط خاصہ بلکہ وہ شرطیں باطل ہوتی ہیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کسی کو عمری دے جو کوئی چیز عمری کی نہ کرے یا اس کی عاریت اور بقدر اس کے طریقوں کی روایت کیا اور سکو جماعت نے سو بخاری کے جابر سے ہر خلاف اس صورت کے کہ عمری ایک عمری عمری کہ کہیں تک اقل اس کا کفنی عاریت ہے گذرا فی الارض کل جعلت هذا لک اس کو میں نے تیرے لیے کر دیا

جدید کے تمام ہو جاوے گا **ف** یعنی موبہوب کو ضرورت نہیں کہ اس پر دوسری قبضہ جدید کرے **ص** اگر باپ **ف** یا جو شخص جس کو ولایت ہو پھر یعنی جو صغیر کی پرورش کرتا ہو تو بجائی اور چچائی اس میں داخل ہیں جب باپ نہ ہو بشرطیکہ جو غیر لوگ عیال میں ہو کو ذکر بخندار **ص** اپنے فرزند بالغ کو کوئی شہسب کرے تو یہ ہبہ صرف اہل بیت کے تمام ہو جاوے گا نہ اس میں قبول کی حاجت ہے قبض کی **ف** اس واسطے کہ اگر قبضہ قبضہ ہو ہبہ لے کے شہسب کیا جاوے گا دوسرے بخندار **ص** اگر اجنبی کوئی چیز ہبہ کی ایک نابالغ کو تو ہبہ تمام ہو جاوے گا خود اس صغیر کے قبضے سے اگر وہ عاقل ہو **ف** یہی تسمیل مال کو سمجھتا ہو کو دوسرے بخندار **ص** یا اس کے ایک قبضے سے یا اس کے دادا کے قبضے سے یا باپ اور دادا کے ہی کے قبضے سے یا مان کے قبضہ کرے اگر وہ صغیران کے پاس ہو **ف** یعنی اسی کے پاس پرورش پاتا ہو اور اگر اس کی پرورش میں ہو تو اس کا قبضہ کافی ہو گا **ص** یا اجنبی کے قبضہ کرنے سے اگر وہ اجنبی اس صغیر کی پرورش کرتا ہو اور وہ لڑکا اسی کے پاس ہو اور اگر ایک شہسب کی صغیر کے لیے اور اس کی طرف سے ایسا خاندان ہو ہبہ پر قبضہ کیا تو درست ہے بشرطیکہ بعد زفاف ہو **ف** اور قبل زفاف صحیح نہیں حد بخندار **ف** مرد و زوجہ کا ہانا زواج کے گھر میں بعد نکاح کے **ص** دو آدمیوں نے اگر اپنا گھر ایک شخص کو ہبہ کیا تو صحیح ہے اس واسطے کہ اگر ایک شخص کے پاس آیا تو شیوع نہیں ہے اور اس کا اولٹا یعنی ایک شخص اپنا گھر دو آدمیوں کو ہبہ کرے تو صحیح نہیں نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہے **ف** اس واسطے کہ تملیک متی ہے تو شیوع باقی نہیں رہا جیسے ایک چیز کو دو شخصوں کے پاس اور امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ ہر ایک کو نصف گھر ہبہ کیا تو شیوع ثابت ہوا بخلاف رہن کے کہ ہاں ہر ایک کے حصے میں ملے گی شیوع نہیں رہے گی **ف** اگر تصدق یا ہبہ کیے تو درست ہے **ف** اور صاحبین کے نزدیک اول صورت میں بھی درست ہے جیسے مکان کی ہبہ میں دو شخصوں کو دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ تو نگارن کو جب ہبہ یا تصدق کیا تو موبہوب لے دو شخص ہو گئے اور وہ موبہوب شیوع کو بخلاف تصدق اور ہبہ کے دو فقہروں پر لکھ دے وہ اصل خدا کو دینا ہے اور خدا واحد ہے نہ یا حضرت علیہ السلام نے متذکرہ تار اول کف میں خدا تعالیٰ کے قبل سے کہ کف میں فقیر کے گذر **ف** الاصل اور یہ حدیث اس لفظ سے مجھے نہیں ملی واللہ اعلم

باب ہبہ کر کے پھیر لینے کے بیان میں **ص**

ہبہ کر کے پھیر لینا درست ہے جیسے تملیک اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ کرنے والا یا جو فقیر شیخ موبہوب کا جب تک نہ ملا یا وہ اس کا **ف** روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے اور روایت کیا اس کو حاکم نے ابوہریرہ سے کہنا ابن عمر سے **ص** امام شافعی کے نزدیک رجوع کرنا ہبہ میں درست نہیں مگر جو باپ اپنے بیٹے کو ہبہ کرے اس لیے کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام والصلوات نے نہ رجوع کرے ہبہ کرنے والا یعنی ہبہ میں اگر باپ اس چیز میں جو ہبہ ہے اپنی اولاد کو **ف** روایت کیا اس میں کو امام احمد اور ابو داؤد و ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اور صحیح کیا اس کو ترمذی نے اور ابن حبان اور حاکم نے **ص** ہبہ کہتے ہیں کہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جو حرم کو سزا دینا نہیں کہ رجوع کرے البتہ باپ کو کہ وہ وقت احتیاج کے اپنی اولاد کے مال کا مالک ہو جائے **ف**

۳۰

۳۱

یعنی یہ مانعت جو حدیث شافعی میں مروی ہے کہ اگر بہت رجوع کے اور شک نہیں اس میں کہ چنانچہ ہمارے
 نزدیک یا مکر وہ تھی ہی بر قول اس یا مکر وہ تھی ہی بر قول ضعیف اس لیے کہ فیما رسول اللہ علیہ السلام نے پھر نے والا ہی
 میں جیسے گنا کہ گنا کہ پھر آتا ہے اپنی فو کی طرف روایت کیا اور سکھ باری مسلم نے ابن عباس سے دس ہزار و عطا
 صلیکین رجوع کے ساتھ موانع میں جو دمع خن قہ میں مجتمع ہیں و فاسات امر مانع ہیں رجوع فی اللہ کے نام میں
 نے تہلیل ضبط کے واسطے اوان موانع کی طرف اشارہ ان سات حرفوں میں کر دیا ہے یعنی اس عبارت کے میں کہ آنسو نے
 زخمی کر ڈالا اور سکھ خن یعنی طعن ہے تو کو یا آنسو کو رچی کے ساتھ مشابہت ہی گنا کہ فو الطحطاوی صلیکین سے مراد وہ
 زیادہ ہر رجوع نفس شرموہوب میں جو کہ اور اس کے سبب قیمت شرموہوب کی بڑھ جاوے اور صلیکین متصل ہووے
 شرموہوب یعنی جدا ہونا اس زیادت کا شرموہوب ممکن نہ ہووے زیادت کی قیاسی واسطے لگائی کہ نقصان ہووے
 چنانچہ علامہ ہذا لونی کا اور کاٹ ڈالنا کپڑے کا مانع رجوع نہیں اور نفس شرموہوب کی قید سے وہ زیادت عمل گئی چونکہ
 نرخ میں ہووے مثلاً بعد مہرب کے شرموہوب کا نرخ بڑھ جائے تو یہ زیادتی مانع رجوع نہیں زیادت قیمت کی قید سے وہ زیادتی
 عمل گئی جو نقصان قیمت کا موجب ہے جیسے طول انجش غلام لونی کے قاست کا کہ یہ بھی مانع رجوع نہیں صلیکین
 عمارت بنانا اور درخت کا جانا ف کہ ایک شخص نے خالی زمین مہرب کی بعد اس کے مہرب لگے اس میں عمارت بنائی یا درخت
 جمائے جس سے زمین کی قیمت بڑھ گئی تو اب وہ مہرب کو رجوع جائز نہ ہوگا تمام مای علیگیری میں کافی سے منقول ہے کہ اگر خالی
 زمین مہرب کی مہرب ہووے نے ایک کنا سے پھر جو رہائے یا عمارت بنائی تو یہ عمارت بنانا اور کھجور جانا زمین کی زیادت تھی
 تو وہ مہرب کو مہرب پھر لینا جائز نہیں نہ کل زمین میں نہ بعض میں نہ اگر قیمت میں سے وہ زمین یا نقصان میں شمار ہو تو مانع رجوع نہیں
 تو اگر دکان نہایت چھوٹی بناوے تو یہ ہرگز زیادت نہ ہوگی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر زمین عظیم یعنی طویل اور عریض
 ہو تو عمارت مذکورہ نام زمین کی زیادت نہ ہوگی بلکہ اس کی ایک قطعہ کی زیادت تھی تو وہ مہرب کو وہ قطعہ چھوڑے کہ وہ
 قطعہ میں رجوع جائز ہوگا انتہی غایت کا و کھار ص اور قریبی یعنی سوٹا ہو جانا شرموہوب کا ف اور جو صلیکین
 اور درخت اور رنگ اور شوبہ پنا کپڑے پر یعنی وہ دھلو لے جس سے قیمت بڑھ جاوے اور جوان ہونا صغیر کا اور بزرگ
 اور دیکھنا اندھے کا اور مسلمان ہونا غلام کا اور معالجہ ہونا اس کا اور معاف ہو جانا جنایت کا اور تعلیم قرآن کی یا کتابت
 کی یا قرأت کی اور لکھنے اعراب مصحف کی اور نقل سماع ایک شہر سے دوسرے شہر کو جان اس کی قیمت زیادہ ہو جائے کہ بھٹکا
 ص نہ وہ زیادتی جو بعد ہووے شرموہوب ف کہ وہ مانع رجوع نہیں جیسے پھر ہونا شرموہوب کا ف اور بھٹکا
 کا تو اس صورت میں وہ مہرب اصل شرموہوب سے زیادت کو نہ ہتھار ص اور مہرب سے مراد ہر جانا وہ مہرب کا یا مہرب
 کافی متعین کہ پھر تہرج کا باقی نہیں رہا اور فو لیم کے کوئی مگر یا تو عقد مہرب باطل ہو جاوے یا کھار ص اور عین سے مراد
 عوض ہر جو مہرب کے لئے مین مہرب لئے وہ مہرب کو دیا ہووے بشرطیکہ اس عوض کی اصناف طرف مہرب کی ہوں مثلاً
 مہرب لئے وہ مہرب کے کما کہ لے لے مہرب کا عوض یا اس کا بدلہ یا اپنے مہرب کا مقابل لے یا یا تا اس کلام کے اور کوئی لفظ
 بولنا جس سے وہ مہرب کو معلوم ہو جاوے کہ یہ اس کے مہرب کا عوض ہے اور وہ مہرب اس سے پھر قبضہ کیا تو اب حق رجوع ساقط ہو جاوے گا

تقاضاے قاضی سے ہو چکا و یا بے رضی طرفین تو فیسخ ہوگا اصل مہرب کا نہ نہ جدید مہرب کی طرقت واسطے و مہرب کے واسطے
قبضہ و بیع رجوع میں شرط نہیں و اور اگر مہرب و دواہب کو مہرب کرے قبل تصایار منکے اور وہ قبول کرے تو مالک
ہوگا بدون قبضہ کے اور جب قبضہ کرے تو رجوع کے ہوگا تصایار منکے اور مہرب کو او میں رجوع کرے جائز ہوگا لکن
فروا الطحاوی عن البدائہ صحیح و رجوع مشاع میں و ایسی ہی پیشا اگر صحیح نہیں لیکن رجوع فی البیضاء
میں درست ہے اس لیے کہ رجوع فیسخ اصل مہرب کا نہ ہی ثانی صورت اولیٰ ہے لکن شخص نے ایک گھر و شخصوں کو مہرب کیا ایک ایک
حصہ میں رجوع کرے صراحت مہرب و مہرب لیا اس تلف ہو گیا بعد اس کے معلوم ہوا کہ وہ مہرب ایک شخص خالت کا تھا
اور وہ مہرب لے کر اس کا ضمان مالک کو دیا تو مہرب و دواہب و دواہب بھر نہیں سکتا اس واسطے کہ مہرب ضمان کا عقد ہے نہ مہرب
کا تو او میں سلامت مہرب کا استحقاق نہیں ہے مگر عوض لینے کے شرط پر و اس کو علیٰ مہرب بشرط العوض کہتے ہیں
مثلاً یون کہ ماکہ میں مہرب کرتا ہوں تجھ کو یہ غلام اس شرط پر کہ تو اسکے بے شک و دو غلام مہرب کرے اور شرط اگر آئین کے عوض میں ہو
اور اگر عوض قبول ہوگا تو یہ مہرب ہوگا ابتدا و انتہا میں صراحت میں مہرب و شرط ہوگا کہ دواہب اور مہرب دونوں قابض ہوں
بدینہ علیٰ عقدین اور باطل ہوگا شیوع سے و جب مہرب قابل قسمت کے ہو و انتہا میں یہ مہرب بیع ہے پس
پھر مہرب بے عیب اور خیار الرویت کے اور ثابت ہوگا او میں حق شفعہ شفعہ کو ہمارے نزدیک اور امام زعفران
اور شافعی کے نزدیک یہ مہرب بیع ہے ابتدا و انتہا دونوں میں و اور دلیل ہماری اوطول کی مذکور ہے ہر ایک اور اس کتاب میں

فصل مسائل متفرقہ میں مہرب کے

جسے حاملہ لڑکی کو مہرب کیا بغیر اس کے حمل کے یا اس شرط پر کہ وہ لڑکی دواہب کو بچہ دے یا مہرب لاو سکے اور اگر دوسرے
یا اپنی ام ولد بنائے یا ایک گھر مہرب کیا یا صدقہ دیا اس شرط پر کہ تھوڑا آئین سے بچہ دے دینا تھوڑے کا عوض دینا تو ان سب
صورتوں میں مہرب صحیح ہے اور اول صورت میں حمل کا ہٹنا اور باقی صورتوں میں شرط باطل ہے اور اگر شے آزاد کر دیا اور لڑکی
کے حمل کو دے پھر مہرب کیا لڑکی کو تو جائز ہے و اس واسطے کہ حل دواہب کی ملک نہ رہا تو جب اس کی مان کو مہرب کیا تو گویا لڑکی
مہرب کیا یا شتائے حمل اور ایسا مہرب صحیح ہے تو یہ بھی جائز ہوگا صراحت میں مہرب کی پھر اس کی مان کو مہرب کیا تو مہرب ناجائز ہوگا جس
شخص نے اپنے قرضدار سے کما کہ مہرب کل ہو تو وہ قرض تیرا ہے یا تو اس سے بری مالہ مہرب و یا کہ مہرب کو حاکم قرض
اور اگر نے تو باقی آدھ تیرا ہے تو اس سے بری مالہ مہرب و یا کہ مہرب کو حاکم قرض و اس واسطے کہ پھر دین
کی تعلیق میں شرط پر باطل ہے صورت میں مہرب لڑکی اور وہ عمر کا ہوگا اس کی زندگی تک مہرب اس کے اسکے وارثوں کا
ہوگا اور عمری کہتے ہیں ایک شخص کو دینا کہ دینا اس کی برت عمر تک اس شرط پر کہ جب عمر مرے تو وہ گھر میرا ہوگا مہرب
و تو یہ مہرب صحیح ہوگا اور دواہب کی شرط مدت العمر کی ہمارے باوجود بلکہ وہ عمر مرے کا جائز حیات ملک رہے گا اور
بعد اس کی موت کے اس کے وارثوں کا ہوگا صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے کے جو اپنے پاس
اپنے مال دے رہا ہے کہ وہ اس کو سو بیشک جس کی عمری سورہ اس کا جس کو دیا گیا جیسے اور مرے اس کا اور اس کے وارثوں کا
اور ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جو میری دی گئی تو وہ عمر کے وارثوں کا ہوگا فی بلوغ المرء و صا باطل ہے

ہو رہی تھی کہ اگر میں مر جاؤں پہلے تیرے تو یہ چیز تیری ہو اور جو تو مر جائے تو پھر وہ چیز میری ہو جاوے گی **ف** ان فی شتم
 یزید تو ہے جسکے معنی انتظار کے ہیں گویا ہر ایک اون دونوں میں سے دوسرے کی موت کا انتظار کرتا ہے اور یہ باطل ہے
 نزدیک طرفین کے اور نزدیک ہو یوسفؑ کے صحیح ہے اور بشرط باطل **ی** گذار الاصل صمد قرع کا حکم ہے کہ اس پر کہ صحیح نہیں ہے
 بغیر قصص کے اور نہ اس مشاع میں جو قابل قسمت ہے مثلاً تصدق کیا ایک شے مثل القسبہ کے نصف کو تو صحیح نہیں
 البتہ اگر ایک شے دو فقیران کو تصدق کرے تو درست ہے اور صحیح ہے تن رجوع درست نہیں **و** کیونکہ صدقہ
 کا عوض ثواب ہے اور وہ تصدق کو حاصل ہو گیا برخلاف ہبہ کے **مسائل ملحقہ** اگر فقیر خواہ
 خود کہا کہ نام میرا تمسک میں بطور عاریتی ہے اور یہ قرضہ مل میں دوسرے شخص کا ہے تو اس کا اقرار صحیح ہو گا اور فقیر اور غنی کو اس کا
 ایسا ہی حکم ہے اگر یوں کہا کہ میرا قرضہ یہ قالاں شخص ہے جو وہ سلائے کا ہے دو شخصوں نے باہم صلہ کر لی اس امر پر
 کہ عطاے سلطانی میں دفتر سرکار میں ایک شخص کا نام لکھا دیا جاوے تو عطاے سلطانی اسی کی ہوگی جس کا نام دفتر
 سرکار میں مرقوم ہے ایک شخص نے دعوت کی چند آدمیوں کی اور ہر ایک کو ایک ایک غلہ و خزانوں پر بٹھایا تو
 ہر ایک خوان والے کو درست نہیں کہ دوسرے خوان والے کو پلٹے پاس سے کچھ لے لیا دیوے یا کسی فقیر کو آدمی سے
 کچھ دیوے یا خادم کو یا صاحب خانہ کے مکان کے سیاہ و شکان کے بٹی یا گتے کو اگر یہ صاحب خانہ کا ہووے
 دیوے مگر جلی ہوئی روٹی دینا درست ہے جو ہمہ میں ہے کہ ایک نے دوسرے کو خط لکھا اور اوس میں یہ لکھا کہ اسکی
 پشت پر جواب لکھ دینا تو مکتوب الیکہ اوس خط کا پھر دینا ضرور ہے اور اگر جواب پشت پر طلب نہیں کیا تو مکتوب الیکہ
 اوس خط کا مالک ہو جاوے گا حاکم کو میر نہیں ہو چکا ادا سے زکوٰۃ غیر سورہ عم اور نذر اور کفار پھر دین کا اگر ہبہ
 کیا دیوں کہ تو درست ہے چچہ راقی کو رجوع اوس سے خواہ دیوں نے قبول کیا ہو یا نہ ہو درست نہیں ہے
 عورت نے اپنا ہر معاف کیا اس شرط پر کہ خاوند اوس پر ظلم ہے ورنہ دیوے یا اوس کو حج کرا لے اور خاوند نے
 ایسا شرط نہ کی تو ہر پتے حال پر باقی رہ گیا اور عفو نہ ہو گا **گذار فی الدن المحدثا وشم وحمہ الطحطاوی والشاہ**
الحمد للہ کہ جلد ثالث کتاب نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ خدائے فضل و کرم سے تیسری تاریخ رمضان شریف ۱۲۹۱ھ ہجری
 روز پچھنبہ کو تمام ہوئی اب غفر رب ترجمہ جو تحقیق جلد کا شروع ہوتا ہے خدائے تعالیٰ سے امید ہے کہ اس کے تمام کی
 بھی جلد تیسری قریب دیکر مقبول فرماوے اور اس کتاب کو آخرت میں ذریعہ مغفرت اور حصول ثواب گردانے فقط

	محمد رفیع الرحمن بن محمد محمد رفیع الرحمن بن محمد	وجہ مہر و دستخط بر حاتمہ	واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب مطبع نظامی واصل کا ہو
		میں بھی ہوئی جو مہر و دستخط منہم کے ثبت کیے گئے فقط	میں بھی ہوئی جو مہر و دستخط منہم کے ثبت کیے گئے فقط

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

وآلهم الصلوة والسلام
على سيدنا محمد وآله
الطيبين الطاهرين

والسلام على سيدنا
محمد وآله الطيبين
الطاهرين

الحمد لله رب العالمين

مطبع دار الفنون
دری نظامی و کاپو و مطبوعه

یا انہیں بیان ہو گیا ہو تو وہی تین ہو گا شہاد کے موافق مختار اور دھوبی اور دزدی مزدوری جب لگایا کہ اپنے کام میں غفلت حاصل کی
 قاضی اگر وہی قبل اسکے تلف گئی تو مزدوری اس کی ساقط ہو جاوے گی مختار اور دھوبی اگر ہدایہ کے مطابق دزدی نہ ہو تو اسے سزا دینا نہیں کیونکہ
 یہ ہوتا ہے کہ اگر کام سزا کے گھر میں کیا اور کچھ نہ ہو سیا تھا کہ چوری ہو گیا تو اس کو بھروسہ لائی کے مزدوری ملے گی کذا فی الاصل فقہاء نے یہ
 مزدور دھوبی ہدایہ کے گھر میں تو اجرت اس کی ضرورت کی موافق نہ ہو سکتی ہے اگر دزدی ایک شخص کا گھر ہی رہا تھا اور قبل اس بات کہ دزدی ہو
 کہ مالک کو دیکھ کر ایک شخص نے اس کی بیوی اور بیٹی والی تو دزدی کو مزدوری نہ ملے گی بلکہ دزدی کو سزا ملے گی اور دھوبی کے لئے سے تاوان لینے کا
 اختیار بھی کذا فی الاصل مختار اور نہ مزدوری ملے سکتا ہے جب تک تو اس سے کمال لیا تو اگر روٹی بچائے بعد کمال لینے کے تو اس کو
 اجرت ملے گی اور جو قبل نکالنے کے قبل جائے تو مزدوری اس کو نہ ملے گی اور دونوں صورتوں میں نان پر پرنقصان کا
 تاوان نہ آوے گا قاضی نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک نان پر مالک کا جسد قرار نہ تھا جو اس کے
 اور اگر مالک چاہے تو نان پر سے بچتہ روٹی کا تاوان لیا کر پکانے کی مزدوری اس کو دیکھ کر یہ خلاف مرف صورت
 اول میں ہے اور لیکن صورت ثانی میں یہی جب روٹی قبل نکالنے کے قبل بچاؤ تو بالاتفاق اس کو مزدوری نہ ملے گی
 اور تاوان لازم آوے گا یہ حکم جب تھا کہ روٹی مستاجر کے گھر میں پکائی جاتی ہو وہ اسے اور جو اس کے گھر میں نہ پکیتی ہو وہ
 تو جس جگہ چوری جائے کی صورت میں بالکل مزدوری نہ ملے گی خواہ وہ روٹی قبل نکالنے کے منور سے چلی ہو وہ سے یا بعد
 نکالنے کے دس مختار اور دیگر اور ہائی پکانے کی مزدوری واجب ہوتی ہے نکالنے کے بعد یعنی جب بیک سے
 پیالوں اور کابیوں میں باورچی نکال چکے تب مزدوری کا مستحق ہو گا قاضی پس اگر باورچی نے کھانا کھا ڈیا یا کھا
 یا کھا رکھا خوب نہ پکایا تو وہ کھانے کا ضامن ہے یعنی طعام کی قیمت کا تاوان اس پر لازم ہو گا دس مختار اصل اور
 چھٹی قیمت پانچھنے والے کی مزدوری واجب ہو گی جب امتیں کھڑی کر دیوے قاضی ایسی الگ الگ بنا کر ان کو
 یہ قول امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک یہ بھیج کے بعد یعنی بعض کو بعض پر رکھنے اور دھوبی کے بعد
 واجب ہو گی اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے دس مختار اور صاحبین کے کہ ہم کھانا خیر ہو جو ہو اس میں جیسے بزرگ
 اور وہ دھوبی جو نشاستہ اور لٹے کی سفیدی سے وغیرہ کھانے کے کام کا اثر کپڑے میں موجود ہو
 یعنی رنگ اور نشاستہ وغیرہ اور بعضوں کے نزدیک اثر سے مراد یہ ہے کہ جو نظر پڑے اور دکھائی دے اس صورت
 میں وہ دھوبی جو فقط کپڑا سفید کر دیتا ہے اور نشاستہ وغیرہ نہیں لگاتا اسی حکم میں داخل ہے در مختار میں ہے کہ قاضیانی صحیح ہے
 تو کپڑا دھوئے والا اور پستہ توٹنے والا اور لکڑی چیرنے والا اور آٹا پیسنے والا اور دزدی اور موزہ روز اور غلام
 کا سر مونڈنے والا اصل ان سب کو روک رکھنا چیز کا مزدوری وصول کر نیکی ہے جائز ہے تو اگر ان لوگوں نے چیز کو
 روک رکھا اور وہ چیز تلف ہو گئی تو نہ مزدور پتاوان ہے اور نہ مالک پر مزدوری ہے قاضی سندھ امام صاحب کے
 اور صاحبین کے نزدیک چونکہ وہ قبل روک رکھنے کے مضمون تھی تو بعد روکنے کے بھی مضمون ہو گی پھر مالک کو
 اس کے نزدیک اختیار ہے چاہے تاوان لیا اسے ان لوگوں سے اس چیز کی قیمت کا قبضہ اس عمل کے بھی تو خود
 نہ دیوے یا اس قیمت کا جو بعد عمل کے ہو تو مزدوری بھی دیوے کذا فی الاصل مختار اور جس نے ہدایہ کے کام کا اثر

زمین نہ ہو جسے جیسے بوجھ لگنے والا یا ملاح یا کپڑا پھینچنے والا جو صرف پانی میں قبا کر لاد پوسے تو ان لوگوں کو چیز کا روک رکھنا واسطے مزدوری لینے کے نہیں پہنچتا۔ تو اگر ان لوگوں نے چیز کو روک رکھا اور تلف ہو گئی تو ضمان دینے میں غاصب کے درمیان صوابیہ جو غلام بھاگے ہوئے کو لیکر آوے وہ اپنی مزدوری کے لیے اس غلام کو روک سکتا ہے۔ اگر چاہو اسکے کام کا اثر غلام میں کچھ پایا نہیں جاتا اس لیے کہ غلام زمین مثل مالک کے تھا تو لالہ نے جس نے گویا اس کو چلا کر مالک کے ہاتھ بوجھ من اجرت کے فروخت کیا اور نہ فرشتے نزدیک اجیر کو حق میں برابر ہے کہ اس کے کام کا اثر اس چیز میں ہو جائے گا۔ **کذا فی الاصل** ص اگر مالک مال نے اجیر سے قید سات کی نہ لگائی کہ یہ تم تو اپنے ہاتھ سے کرنا تو اسے اختیار نہ خواہ آپ کرے یا کسی اور سے کام لےوے اور اگر یہ قید لگا دی اجیر کو دوسرے سے کام لینا درست نہیں۔ **ف** اگر چاہے کہ اس کو غیر عورت سے دودھ پلوادینا جائز ہر شرط اور بلا شرط طرح سے درمیان صوابیہ شخص نے ٹھیک کیا اس بات کا کہ بیکر اہل عیال کو تے و کاف مثلاً بصرہ سے جا کر درجب بصرہ میں گیا ص تو بعض اہل و عیال اس کے مر گئے تھے وہ شخص جو باقی تھے ان کو لیکر آیا اس صورت میں اجیر کو اجرت حساب سے ملے گی۔ قید نے عمر کو ایک خط لیا کہ بکر لیا گیا ہے اجرت کے عمر و جب لیکر گیا تو سب مر جانے کے لیے کہ وہ خط بھر دیک کے پاس دے لیں کر لایا اس صورت میں عمر کو اجرت نہ ملے گی۔ **ف** ہی حکم اگر کچھ کھانا لیا جو کسی کے پونچانے کے لیے اور اس کے مر جانے کے سبب وہ کھانا بھر مالک کے پاس بھر لادے کہ اجرت نہ ملے گی۔ نزدیک شیخین کے اور نزدیک محدث کے خط میں اس کو اجرت جانے کی ملے گی یعنی نصف پوری اجرت کی اور کھانے میں کچھ نہ لگا۔ **کذا فی الاصل** طحاوی میں ہے کہ یہ حکم ہے کہ مالک نے خط لیا جانے اور جواب لانے دونوں کو کہا ہو کہ اس واسطے کہ اگر جواب لانا نہ کرے گا تو خط پھر لانے سے تمام اجرت لازم ہوگی چنانچہ شرح مجمع میں مصرح ہے اور امام محمد کے جامع میں خط لیا جانے اور جواب لانا دونوں مذکور ہیں انتھی شخص ص صحیح ہے کہ اگر یہ لیا کہ کھانا یاد کان کا اگر بے ذکر کرے اس کام کا جو او میں کر گیا اس واسطے کہ عمل متعارف ان دونوں میں سکونت ہے تو مطلق منصرف ہو گا ورنہ متعارف کے **کذا فی الاصل** ص اور اگر یہ دہر کو جائز ہے کہ اس دکان یا مکان میں جو کام چاہے کرے مگر وہ کام جس سے عمارت سست ہو جاتی ہے جیسے طحانی وغیرہ اور لوہاری اور لٹا ہوا سوائی کران کاموں سے عمارت میں نقصان آتا ہے تو بدون رضامندی مالک کے یا ان چیزوں کی شرط ہو جائے سے عقدا جارہ میں یہ کام درست نہیں۔ سطح مستاجر کو اختیار کہ جب مکان یا دکان کر لیا کہ وہ چاہے تو آپ سب یا اور کسی کو رکھے لیکن لوہار دھوبی وغیرہ جن سے عمارت میں نقصان ہوتا ہے نہ رکھے۔ درمیان ص اگر زمین کر لیا کہ کوئی واسطے عمارت بنانے کے یا درخت بوسنے کے تو درست ہے پھر جب موت اجارہ تمام ہو جائے تو مستاجر کو لازم ہے کہ عمارت اور درخت اپنا او کھیر کے زمین خالی مالک کو تسلیم کرے مگر جب کہ مالک زمین کا اس عمارت اور درخت کی قیمت دینے پر جو جو کھد مابنے کے ہوتی ہے راضی ہو جائے تو جبراً اس قدر قیمت مستاجر کو دینا عمارت اور درخت بھی لے سکتا ہے اگر کم ہونے سے عمارت کے اور درخت کے مالک کی زمین کا حصہ نہ ہو تو اس کا نقصان ہوتا ہو تو مستاجر کی رضامندی سے لے سکتا ہے یا مالک زمین کا راضی ہو جائے۔ **ف** اگر مستاجر عمارت اور درخت اپنا جائز زمین پر ہے تو زمین مالک کی یا عیال اور عمارت اور درخت مستاجر کے

مذکورہ بالا احکامات میں جو چیزیں مذکور ہیں وہ سب مستاجر کو اختیار ہیں مگر وہ چیزیں جو عمارت اور درخت کی قیمت دینے پر جو جو کھد مابنے کے ہوتی ہے راضی ہو جائے تو جبراً اس قدر قیمت مستاجر کو دینا عمارت اور درخت بھی لے سکتا ہے اگر کم ہونے سے عمارت کے اور درخت کے مالک کی زمین کا حصہ نہ ہو تو اس کا نقصان ہوتا ہو تو مستاجر کی رضامندی سے لے سکتا ہے یا مالک زمین کا راضی ہو جائے۔

ف لیکن عمارت اور درخت کا رہنے دینا اگر بعض اجرت ہو تو اجارہ ہوگا ورنہ عاریت ہوگا تو اس ملک
 زمین اور مالک مکان و دونوں کو جو چھتا ہے کہ زمین اور عمارت ایک شخص ثالث کو کر لے لیون اور ذکر قیمت زمین پر چھتا
 عمارت ہو تو قیمت عمارت پر جو بغیر زمین ہو تو تقسیم کر کے بقدر اپنے اپنے حصہ کا پانٹ لیون دستخط خاص
 رطبہ کا مکلف رطبہ میں درخت اور گھاس کے پھر مرادیدان رطبہ سے وہ چیز جو جسکو ایک مرتبہ ہو دین تو پھر اسکی
 ہمیشہ زمین میں باقی رہا اور اسکے پتے یا پھول توڑتے اور بیجے جاویں مثل درخت کے پتے یعنی مستاجر رطبہ
 او کھیر کے خالی زمین تسلیم کرنا وہ جس پر اسلئے کہ رطبہ کی جب کوئی اتنا نہیں ہوئی تو مثل درخت کے ہو گئی کہ اسکا
 او کھیر یا ضرور ہو اور غلات کھیتی کے لگا کر مدت امداد ختم ہو گئی اور ابھی تک کھیتی کٹنے کا وقت نہیں آیا تو مستاجر پر چر
 نہ کیا جاوے گا کھیت او کھیر نے پر بلکہ کٹنے کے وقت تک مصلحت دیا ہوگی اور مالک زمین کو اجرت مثل دلائی جاوے گی
 اور اسی کھیتی کے حکم میں ہیں وہ ترکاریاں مثلاً ایک تھائی حصے مولیٰ گا جو تنگ و غیرہ دستخط خاص اگر ایک جانور سواری
 کو کر لیا اور کر لیتے وقت فقط اپنے سوار ہونے کا ذکر کیا بعد اسکے اپنے بیچے ایک اور شخص کو بھی بٹھایا اور جانور ہلاک
 ہو گیا تو جانور کی نصف قیمت مستاجر کو دینا پڑے گی و اگر گرانی وزن کا اعتبار ہوگا اسواسطے کہ بھی ہلاک آدمی
 جو ناواقف ہو سواری سے زیادہ مضبوط نہ پاتا ہے اور بچا رہی دمی جو فن سواری کو جانتا ہو و گناہ فی الاصل ص
 اور اگر مقرر ہو چھ سے زیادہ لادنے سے جانور مر گیا تو تاوان دے بقدر زیادہ ہونے پر چھ کے ف مثلاً تین
 من لادنا ٹھہرا تھا اور اسنے چار من لادنا اس سے جانور مر گیا تو چوتھائی قیمت کا تاوان دیوے ص
 یہ حکم جب ہے کہ وہ جانور اسقدر بوجھ کے لاد سکے جتنا مستاجر نے لادنا طاقت رکھتا تھا اور جو اسقدر بوجھ کی
 وہ جانور طاقت ہی نہ رکھتا تھا تو کل قیمت کا تاوان لازم آوے گا ف اسی طرح اگر رویت کی سواری کی بالکل طاقت
 ہی نہ رکھتا تھا اور مستاجر نے سواری تو کل قیمت کا تاوان دیگا جیسے رویت کو اپنے کندھے پر بٹھایا بوجھ کی جگہ پر
 سوار ہو گیا یا بہت کچھ اپنے اپنے پلو دیے ان سب صورتوں میں کل قیمت کا تاوان دیگا دستخط خاص
 اسی طرح اگر مستاجر نے جانور کو مار لیا اسکے لگام کھینچی اور جانور ہلاک ہو گیا تو کل قیمت کا تاوان لازم آوے گا نام
 صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تاوان ہوگا مگر جب کہ ایسی بار بار سے یا اس طرح لگام کھینچے جو موت
 دستور کے ہو و ف اسی پر فتویٰ ہے اور نام نے بھی اسی قول کو بطرف رجوع کیا دستخط خاص اور یہ ایک خاص
 قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مستاجر کو جانور کا مارنا جائز نہ ہونے عرفی کے سبب کہ مارنا اپنے جانور کو پس فحشہ
 میں ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ اگر اسکو ہرگز نہ مارے اور اس سے مواخذہ ہوگا اس سے ضرب میں جوادیت کا زیادہ ہونی
 ہر شخص کو منع کیا درست ہے علی الخصوص جب مالک جانور کے موجود ہے یا دستخط خاص اگر ایک جانور کو کر لے
 لیا ایک مقام میں تک آئے پھر لے اور اس مقام سے آگے لے گیا بعد اسکے پھر وہی مقام تک پہنچا تو
 جانور ہلاک ہو گیا تو اسکو نہ مان دینا ہوگا ف یہی حکم عاریت میں اور بعضوں کے نزدیک ضمان جب جانور
 جلنے کے لیے کر لیا ہو اور چمکانے جانے کے لیے لیا ہو تو تاوان نہیں ہے لیکن صحیح قول اہل علم ہے کہ وہ تو ان میں سے

صناعت و صنعت و شریعت نے کہا کہ اگر جانور اس مقام میں نکلے یا لاک ہو گیا اور یقین ہو جائے کہ اس کی ہلاکت میں انسان سے ملے جانے کو دخل نہیں ہے تو فتویٰ ہو گا ضمان نہ آنے پر اور اگر بلاک ہوا ایسے سبب سے کہ اس کا یقین نہیں ہو بلکہ احتمال ہے کہ جانے کو اس کی ہلاکت میں دخل ہو تو فتویٰ ضمان آنے پر نہایت ہی مختصص کا حصہ اگر ایک گدھا کر لیا گیا جس پر زین کسا ہوا تھا اور مستاجر نے اس کا زین اتار کے پالان اوپر باندھا اور بوجھ لاد اچھڑا تلف ہو گیا تو ضمان لازم ہو گا برابر ہرگز کہ اس طرح کلا پالان ایسے گدھے پر باندھا جاتا ہو یا نہ باندھا جاتا ہو اور اگر مستاجر نے اس زین کو اوٹھار کر دوسرا زین اوپر کسا تو دیکھنا چاہیے اگر وہ زین جس کو مستاجر نے کسا ایسا ہے کہ اس قسم کا زین ایسے گدھے پر نہیں کسا جاتا تو ضمان ہو گا اور اگر کسا جاتا ہے تو ضمان ہو گا اگرچہ بوجھ میں زیادہ ہو پہلے میں سے تو بقاعدہ زین و زین ضمان ہو گا یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک پالان میں بھی یہی حکم ہے یعنی جب پالان اس قسم کا ہو جسے کہ ویسا پالان ایسے گدھے پر لاداجاتا ہے تو ضمان نہیں ہے مگر جب زین میں زیادہ ہو زین سے لگا کر والا محل صو اگر ایک شخص کو بوجھ پہننے کے لیے اجرت پر مقرر کیا اور محال نے اسباب کے وہ سبب اختیار کیا جس کا مالک مقرر کر دیا تھا بلکہ دوسرے سبب سے گیا اور دونوں بہتوں میں فرق تھا تو شل مالک کا رستہ مقرر کیا ہوا مامون اور محفوظ تھا اور مردور کا راستہ پر خوف و خطر یا دشوار گزار تھا صو یا مردور جس رستہ گیا تو میں لوگ آمد و رفت نہیں کرتے تھے یا مالک نے خشکی کے سبب سے گیا اور دونوں بہتوں میں فرق تھا تو شل مالک کا رستہ اسباب تلف ہو گیا تو محال ضمان ہو گا تو اگرچہ فرق نہ ہو تو ضمان نہ ہو گا ہدایہ صو اور اگر ایسا محال نے اسباب مالک کا منزل مقصود تک پہنچا دیا تو مالک کو اجرت دینا پڑے گی جس شخص نے زمین کرایہ لی گیہوں بونے کے لیے اور بھراو میں رطبہ لگایا تو جو کچھ نقصان زمین کا رطبہ لگانے سے ہو گا وہ مستاجر کو دینا پڑے گا اور اجرت نہیں دیگا ایسے کہ وہ خلاف کرنے سے قاصب ہو گیا اور غاصب یہ صرف ماواں ہے جس شخص نے درزی کو ایک کپڑا دیا کرتے ہوئے لیے اور اس نے قبائلی دالی تو مالک کو اختیار خواہ اپنے کپڑے کی قیمت درزی سے لے لیوے یا قبائلی سے لیوے اور درزی کو اجرت مل دیر سے لیکن اجرت مل اجرتی سے زیادہ نہ دیوے ورنہ یعنی جس قدر کرتے کی سلائی مقرر ہوئی تھی اس کا کم یا زیادہ اگر اجرت مل قبائلی ہو تو درزی ملے اور جو اجرت مل قبائلی ہو وہی سے زیادہ نہ دیوے کیونکہ یہ جاریہ فاسد ہو گیا اور جاریہ فاسد میں ہرگز ایک اجرت مل سے زیادہ نہیں ہوتی مسئلہ شل مالک کا رستہ اگرچہ کپڑا دیا کرتے ہوئے لے لیا اور اس سے زبردگی کو اختیار چاہے زبردگی میں لے لیوے اور زبردگی کو اختیار نہ دیوے جتنی قیمت سفید کپڑے کی قدر ہے سے زیادہ ہو گئی اور زبردگی کے واسطے اجرت نہیں آوریے اپنے سفید کپڑے کے دامن لیوے طرح اگر زبردگی نے جہت ناقص دیکھا تو سفید کپڑے کی قیمت کا ضمان دیگا درزی سے کہنا کہ قبا یا قمیص قطع کر کے کا طول اور عرض ہو آئیں اس قدر ہو سو وہ کم ہو سفید زمین سے سو اگر بقدر و گلی یا اس کے مانند کم ہو تو ضمان مستاجر زیادہ ہو تو ضمان ماواں سے مالک سے درزی سے کہنا کہ اگر یہ کپڑا سفید نہیں کیوں سے کفایت کیا ہو تو اس کو

عقد اجارہ لازم ہو جاوے گا اور ظاہر امر یہ ہے کہ ہر ایک کو حق فسخ ہو چکا ہے چاہے مدت اور پہلی تاریخ کی فسخ ہو چکے
 کہ فقط رویت چاند کی آن کے اعتبار کرنے میں حج کے گناہ کی صورت میں کہ سب مہینوں کا گناہ ذکر کر دیوے تو سب
 میں صحیح ہو جاوے گا مثلاً یوں کہ دیوے کہ یہ گھر مہینے تک جو چھ مہینے تک اجارہ دیا ہر مہینے پر اتنا کر ایہ طبع اگر سال ہر ایک
 اجارہ دیکھو ای طرح و ف یعنی یوں کہ یہ گھر مہینے تک جو سال بھر اجارہ دیا ہر مہینے میں اتنا کر ایہ صورت ہر مہینے کے
 کر ایہ کا ذکر کرنے و ف یعنی سال بھر کا کر ایہ ذکر کر دیوے اور ہر مہینے کا کر ایہ بیان کرے تو صحیح ہو گا اور اس سال
 کے کر ایہ کو ہر مہینے پر تفسیر کر لیں گے درختدار ص اور ابتداء مدت اجارہ وہ جو ذکر ہو و ف مثلاً یہ کہ دیا
 ہو گا کہ اجارہ شروع ہو گا غوث ماہ جب یا غوث ماہ رمضان سے ص اور اگر ابتداء مدت مذکور ہو تو وقت عقد اجارہ
 وہی اول مدت ہو گا اگر اجارہ منعقد ہوا ہو اور وقت جب چاند دیکھا گیا تو مہینوں کا شمار چاند چاند ہوا کر گیا اور اگر
 اجارہ ہوا جو اٹھائے مہینے میں و ف مثلاً دسویں آٹھویں چودھویں بیسویں وغیرہ ص تو امام ابو حنیفہ کے
 نزدیک مہینوں کا شمار دنوں سے ہو گا یعنی جب تیس دن پورے ہو کر گئے تو ایک مہینا ہو جاوے گا اور صاحبین
 نزدیک پہلا مہینہ دنوں سے پورا کیا جاوے گا اور بانی چاند چاند ہو گیا پس اگر ذبح کی دسویں تاریخ سال بھر کا اجارہ
 ہوا تو امام شافعی کے نزدیک سال پورا ہو گا دنوں کے شمار سے ہر مہینہ تیس دن کا تو ایک سال تین سو ساٹھ
 دن کا ہو گا اور صاحبین کے نزدیک فیچہ اگر تیس دن کا ہو تو سال تمام ہو گا دوسرے سال کے فیچہ کی دسویں تاریخ
 اور اگر ذبح او تیس دن کا ہو گا تو سال تمام ہو گا ذبح کی گیارہویں تاریخ کو اور حق یہ کہ تمام ہو گا سال دسویں تاریخ
 کو و دنوں صورتوں میں کیا تو نے سنائی کہ ایک سال میں دو عید منی ہو و ف ہمارے عرفہ کے موافق
 مذہب صاحبین کا اولیٰ بالاصل ہے ص اور جائزہ اجرت دینا حمام کی اور حمام کی و ف در مختار میں وجہ اجرت
 حمام کے جواز کی یہ مرقوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جحفہ کے حمام میں تشریف لیگئے تھے لیکن وہاں ہب لڑیہ
 میں لکھا ہے کہ دخول حمام جحفہ کی حدیث موضع ہے اس صورت میں اولیٰ یہ کہ استدلال کیا جاوے تعارف تاسی اور جہاں
 اجرت سے ناجائز اس واسطے تھا کہ اس پر جماع ہو مسلمین کا اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسکو مسلمان
 نیک جانین وہ اللہ کے نزدیک بھی نیک ہے اور جسکو مسلمان بد جانین وہ اللہ کے نزدیک بھی بد ہے گناہ ملی ہے
 تخریج ہلین میں کہ یہ حدیث غریب ہے مرفوعاً ائبتہ روایت کیا اسکو احمد نے موقوفاً ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور اس طرح روایت
 کیا اسکو ترمذی اور طبرانی اور طیالسی نے ترمذی بن مسعود میں اور حاکم کی اجرت کے جواز کی دلیل یہ کہ روایت کی
 بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ پچھنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور وہی پچھنے لگنے والے کو اجرت
 اسکی اور اگر مہنی ضروری اسکی حرام تو نہ دیتے آپ اسکو اور وہ جو مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا
 اپنے حمام سے ہر گناہی حمام کی ناخوشی ہر کسب حمام کاروایت کیا اسکو مسلم نے رافع بن خدیج سے سوادہ حدیث
 منسوخ ہے یا محمول ہے اور پھر اجرت تنزیہی کے واسطے معلوم ہے ص اور ویرست ہے اجارہ لینا آٹا کا ایک جہے و ف بسبب
 معاج لوگوں کے بخلاف باقی حیوانات کے یعنی خیر لشی کے واسطے گائے یا بکری کو اجارہ لینا یا اجارہ دینا جائز نہیں۔

عیسیٰ کے سب سے صریح انا کو نوکر کہنا اوس کے کہنے اور کیرے پر جائز ہو یا نہ ہو عیسیٰ کے نزدیک تھا
 کہنے نزدیک جائز نہیں ہے اور وہ جہول نہیں ہے اور بھی ہوا فی غیاب کے ہو اور کام میں صاحب سے کہتے ہیں کہ یہ
 جمالت موجب سارعت نہیں ہوتی کیونکہ تا پر خدک اور پوشاک کی کشائش کی علامت ہے نہ کہ محبت اور شفقت
 سے فقلہی کیری میں ہر گز نہ کہے نوکر کہنے میں دودھ پلانے کی عادت میں نہ کہ بلکہ جامع شرط و دلیل اس کے جواز
 کی صاحب پر اسے قول اس کے کہ ان لا یضعن لک فانی و حق یعنی اگر دودھ پلا دین تھا اسے
 ہے تو دودھ اجرت ان کی بیان کیا ہے دوسرے یہ کہ عمل و دعویٰ میں جاری تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و سلم میں ہو حضرت نے اوس کو قبول کیا اور ثابت کیا اصل اور ان کے خاوند کو جائز ہے کہ اپنی زوجہ سے ولی کرے
 لیکن یہ مستاجر کے گھر میں اس واسطے کہ گھر ملک پر مستاجر کی تو وہ منع کر سکتا ہے صریح انا کے خاوند کو فسخ اجارہ
 ہو چتا ہے اگر اس کا خراج ظاہر ہو تو گونہ یا دوسرے کو وہ دودھ پلانے حق کی ضمانت کے لیے اور اگر خراج کا ثبوت
 صرف انا کے اقارب سے ہو تو فسخ اجارہ نہیں کر سکتا کیونکہ صرف دونوں کا قول مستاجر کو قبول
 حق میں قبول ہو گا درمختار صریح اور بچے والے منع کر سکتے ہیں عقد اجارہ کو اگر انا یا بیوی یا عاقلہ ہو جاوے
 ف اس واسطے کہ دودھ عورت مرہون اور عاقلہ کا لڑکے کو ضرر کرتا ہے لکن فی الاصل سطح جائز ہے فسخ اگر اوس کی
 نہ مالک کی اور شوق و غور ظاہر ہو جاوے یا لڑکا اس کے دودھ کو کھائے یا لڑکا ہو یا دودھ کو کھائے یا لڑکا ہو یا دودھ کو کھائے یا لڑکا ہو
 ہو یا دودھ اوس کا نہ پیتا ہو یا لڑکا اس کے دودھ کو کھائے یا لڑکا ہو یا دودھ کو کھائے یا لڑکا ہو یا دودھ کو کھائے یا لڑکا ہو
 غائب رہنا اور جو ضرر ہو اوس کا منع جائز نہیں اور اس قدر اجارہ سے مستثنیٰ ہو گا ناز کے اوقات کے مانند
 لکنا فی البطاوی اور کفر کے سبب فسخ اجارہ جائز نہیں اس واسطے کہ کفر اوس کا صغیر کو ضرر نہیں کرتا اور اگر بچے کا باپ
 مر جاوے گا تو اجارہ نہ ٹوٹے گا البتہ اگر لڑکا یا کوئی ان میں سے مر جاوے تو اجارہ فسخ ہو جاوے گا درمختار اصل
 ان کے لازم ہے اور اوس کے کپڑوں کا دھونا اور اوس کا کھانا تیار کرنا اور اس کے بدن میں تیل لگانا ان چیزوں
 کی قیمت اولان چیزوں کی قیمت اور اس کے دودھ پلانے کی اجرت بچے کے باپ پر ہے و اگر بچے کا مال
 شو کو دے اوس کے مال سے دیکھا ویلی درمختار صریح اس کے کہ کو بکری کا دودھ پلایا اوس کو کھانا کھلا کر کھا
 اور عت اجارہ کی گزر گئی تو اجرت نہ پادگی و نہ خلاف اس صورت کے کہ ان کے اپنی لونڈی سے یا ایک
 عہدت کو نوکر رکھ کے دودھ پلاوے اس صورت میں انا کو اجرت ملے گی اگرچہ خود انا کے دودھ پلانے کی شرط
 ہو گئی ہو تو تو غیر سے دودھ پلاوے میں سختی اجرت ہوگی بقول اصح اور وجہ ہے کہ اجرت واجب ہوگی
 درمختار و قطاوی صریح اور نہیں صحیحی مادہ لینا اذان کے واسطے اس واسطے کہ روایت کیا
 ابو داؤد عثمان بن ابی العاصی کہ انا نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہہ کر یا ام ایہ قوم کا فیہا آپ تو ہمارا بھائی
 اور کہ تو ایسا بیٹا ہوں جو نہ لیبے اذان پر اجرت صریح اور حج اور ناسبت کے واسطے اور قرآن اور فقہ کی
 تعلیم کے واسطے اور شرف فقہ کے اور علوم دینیہ میں اس واسطے کہ فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

باب اجیر یعنی مزدور کے ضمان کی بیعت

اجیر مشترک وہ ہے جو شوق ہو اجرت کا بعد عمل کے و برابر ہر چیز مخصوص کا کام کرتا ہو جیسے درزی برگر تر
دھوبی وغیرہ ایک شخص کا کام کرے بلا تعین وقت یا تعین وقت لیکن بلا تخصیص متاجر کے کام کے مثلاً
صل تو وہ عام غلام کا کام کر سکتا ہے اسی لیے نام اس کا اجیر مشترک ہوا و مقابل اس کا اجیر خاص اور اجیر
و مدح کا بیان آتا ہے اور اجیر مشترک ہوتا ہے ان لازم ہوگا اس چیز کا جو اس کے پاس تھا ہو یا اگر وہ اس پر
تاوان لینے کی شرط ہو گئی ہو ای پر فتویٰ ہوتی ہے یہی قول مروی ہے حضرت عمرؓ اور علیؓ سے اس لیے کہ مال اجیر مشترک
پاس امانت ہے اور امانت کا ضمان نہیں ہوتا مگر تعدی سے اور صاحبین کے نزدیک اجیر مشترک ضمان ہوگا مگر
اوس صورت میں کہ وہ مال ایسے سبب ہلاک ہو جائے جس کا بچاؤ ممکن نہیں جیسے خود مر جاوے یا آتش زنی عظیم
ہو جائے اگر وہ مال چوری ہو جائے اور اجیر مشترک نے اس کی حفاظت میں کمی نہ کی ہو جب بھی ضمان ہوگا نزدیک صاحبین
کے مثل اوس ودیعت کے جو جو من اجرت کے ہو کہ وہ میں حفاظت مال کی مودع پر لازم ہوتی ہے اور ابو حنیفہ
یہ کہتے ہیں کہ اجرت مقابلہ عمل میں ہے نہ حفاظت کے بلکہ میں تو مثل اوس ودیعت کے ہوتی ہے بلا اجرت ہو کہ لیکن اگر
متاجر نے شرط کی ضمان کی تو بعض مشائخ کے نزدیک یہ کہ ضمان ہوگا نزدیک امام اعظمؒ کے کا نزدیک بعضوں
ضامن ہوگا اور وقایہ میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ شرط ضمان کی ودیعت میں باطل ہے لیکن ممکن ہے کہ کہا جاوے
کہ جب متاجر نے ضمان کی شرط کر لی تو اجرت بمقابلہ عمل اور حفاظت دونوں کے ہو گئی تو اس صورت میں اوس بیعت
کے حکم میں جو بلا اجرت ہو گئی ہے یہ مضمون ہے اصل کتاب کا اور بیعت میں ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول ہے کہ اس لیے کہ
اہل حرفہ وغیرہ اور غافل ہو گئے ہیں اور تاوان کے لازم آنے سے لوگوں کے مال محفوظ رہیں گے اور متاجرین سے
نصف قیمت پر صلح کر لینے کا فتویٰ دیا ہے غایت کا و طرہ صراحت اوس مال کا تاوان لازم ہوگا تلف ہو گیا اور
عمل سے جیسے دھوبی کے کوٹنے سے کپڑا پھٹ جاوے یا مزدور کے پھسلنے سے خواجہ جس سے بوجھ کو باز ہوا ہو
اوس کے کوٹنے سے مال ضائع ہو جاوے یا مال ح کے ناؤ کھینچنے سے ڈوب جاوے اور مال غرق ہو جاوے یا یہ
ہمارے اور زفر اور شافعی کے نزدیک ضامن ہوگا اس لیے کہ عمل اس کا مالک کے اذن سے ہے جواب ہے کہ مالک کا
اذن عمل صالح کو تھا جس سے عمل کو جس سے نقصان ہو کہ میں کہتا ہوں کہ مراد عمل سے تلف ہو جانے سے یہ کہ
کہ عمل اس کا متجاوز ہو گیا اور مقصد سے جو موافق عادت کے ہے جیسے عمام میں آنا یا وہ عمل جس میں متجاوز ہو جائے
کذا فی الاصل ائمہ نماز میں عادیہ منقول ہے کہ ضمان دونوں صورتوں میں ہے خواہ متجاوز ہو شد محتاج سے یا نہ ہو
عمام کے اور تیس میں ہے کہ گشتی ہونے سے تاوان لازم ہونا اوس وقت پر جب کہ اس کا مالک یا اس کا
مکمل گشتی میں ہے جو نہ ہو ورنہ تاوان لازم ہوگا ص اور جو اس ناؤ کے ڈوبنے سے یا رستی کے
ٹوٹنے سے کوئی آدمی تلف ہو جاوے تو وہ کا تاوان لازم ہوگا اور تاوان میں عادیہ منقول ہے کہ مالک پر اوستا وری
پر اور تیسوں کی قصد کھولنے والے پر جو مکان سے متجاوز نہیں کر گیا و پھر اگر مکان سے

مثل علی لیکن منصف درم سے زیادہ نہ بیاویں گے والا اصل صرح میں غلام کو نوکر رکھنا دست کے لیے توست
 اس کو اپنے ساتھ سفر میں لیا نہیں سکتا اگر جب پہلے سے شرا کر لی ہو تو اس واسطے کہ سفر کی شدت زیادہ ہو
 صرح سے صرح ایک غلام مجبور یعنی ضد باذن وہ غلام جس کو مولیٰ نے اجازت عمل کی ہندی ہو کہ صرح اپنے
 تین مزدوری میں لگایا اور مستاجر نے اس کو مزدوری ہوی بعد معلوم ہوا کہ وہ غلام مجبور تھا تو مستاجر مزدوری پھر لگایا
 و اس واسطے کہ فساد اجارہ بسبب رعایت حق ہوئی کے اور بعد از غلام کے مولیٰ کے حق کی رعایت اسی میں
 کہ اجارہ صحیح سمجھا جائے اور اجرت واجب ہو گے والا اصل صرح غلام کے ایک عبد مجبور غصب کیا اور یوں عبد مجبور
 نے اپنے تین مزدوری پر لگایا اور غاصب مزدوری ہو کر لیکر کھا لیا تو وقت غلام پھرنے کے تاوان مزدوری کا
 غاصب کو نہ دینا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک دینا ہوگا اس لیے کہ وہ مال ہوئی ہے اور صحیح غلام کو اپنی مزدوری لینا
 اور اگر وہ مزدوری کے لیے غاصب کے پاس موجود ہوں تو مالک اس کو لینا غاصب اگر ایک غلام کو نوکر رکھا تو دینے
 ایک ایک مینے چار روپیہ پر اور ایک مینے پانچ روپیہ پر تو صحیح ہے پہلے مینے میں چار اور دوسرے میں پانچ واجب ہے
 اگر ایک غلام میں مہر ہو تو مستاجر نے اختلاف کیا اس طرح کہ مستاجر یہ کہتا ہے کہ یہ غلام مولیٰ سے اجارہ میں بھاگ گیا تھا یا
 مریض ہو گیا تھا اور مہر یہ کہتا ہے کہ نہیں بلکہ آخرت میں البتہ بھاگ گیا تھا یا مریض ہو گیا تھا تو مال کو حکم دینے
 و یعنی وقت منازعت کے دیکھا جاوے گا اگر فی الواقع غلام بھاگ ہوا یا بیمار ہو تو مستاجر کا قول قسم سے مستحب ہوگا
 اور جو وقت منازعت کے بھاگ ہوا یا بیمار نہیں ہو تو قول مہر کا قسم سے مستحب ہوگا یہاں تک کہ نظیر غلام کی کے پانی کے مالک
 جب مالک یہ کہے کہ پانی جاری تھا یہ اجرت میں اور مستاجر کہے کہ پانی نہ تھا لیکن جس کا قول مقبول ہوگا قسم سے مقبول ہوگا
 ص اگر مالک میں اور اجرت میں اختلاف ہو مثلاً مالک یہ کہتا ہے کہ مینے تھے قبائیل کو کھا تھا یا سرج رنگے کو کھا تھا اور تو نے
 کرتے سیارہ زرد لگا اور اجیر یہ کہے کہ جو تو نے کھا تھا ویسا ہی مینے کیا تو قول مالک کا قسم سے مقبول ہوگا اسی طرح اگر مالک
 یہ کہتا ہے کہ تو نے یکم مچھ مفت کر دیا ہے اور اجیر کہے کہ مینے اجرت سے کیا ہے تب بھی قول مالک کا قسم سے مقبول ہوگا
 و اس واسطے کہ مالک منکر ہے اجیر کے تقویم عمل کا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اگر کارگر اور مالک اجرت کے ساتھ معاملے
 ہو کر تے ہیں تو اجرت واجب ہوگی حد نہیں اور محدث کے نزدیک اگر وہ کارگر اس مشیہ کے ساتھ مشہور ہو یعنی کام کرتا
 بعض اجرت کے اور دوسکا گندہ اسی اجرت پر ہو تو کارگر کا قول مقبول ہوگا غلام مال کی شہادت کے سبب اور اگر ایسا
 نہ تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا بلکہ مالک کا قول مسموع ہوگا اور اسی پر فتویٰ بخد بخند اگر زمین اجارہ لی واسطے قیمتی
 کے اور کھیتی کسی آفت سے ضائع ہو گئی تو مستاجر پر اجرت لازم آوے گی بر خلاف حرج سلطانی کے کہ در صورت
 تلف ہو جائے نہ اجرت کے حرج کا قضا ہو جاوے گا کہ لا فی الدار الحضانہ

باب فتح اجارہ کے بیان میں

اجارہ کا فتح مالک کے ملک یا رضا سندی مامورین سے ہو سکتا ہے درختدار حص مستاجر فتح کر سکتا ہے اجارہ اس سے
 فتح خواہ وہ عیب حامل ہو اور عقد اجارہ سے پہلے یا عقد کے بعد قبضے کے قبضے یا قبضہ کے پہلے حص عیب سے

منفعت فوت ہو جاوے جیسے گھر کا دیوان ہو جائے یا بی بی کا زینت کا پانی بند ہو جائے اگر باکل پانی نہ ہو
 بلکہ کم ہو گیا تو مستاجر کو اختیار ہے جابہ کو فسخ کر دیے کل نہیں میں یا چند روز میں سبب ہووے اس کے حساب سے
 اجرت دیوے اگر حمام اجارہ لیا ایک بی بی میں چاروں بی بی کے لوگ سب وہاں سے کوچ کر گئے تو اجرت مستاجر سے
 ساقط ہوگی اور اگر بعض کل گئے تو اجرت ساقط نہ ہوگی حدیث بخاند ص ۱۸۵ میں منفعت میں غلط ہو جاوے جیسے غلام
 کا بیمار ہو جانا اور جانور کی پیٹھ لگ جان یا لکڑی کی ایک دیوار گر جانا حدیث بخاند ص ۱۸۵ میں مستاجر نے باومن
 غلط کے اوس سے نفع اٹھایا یا مویجہ سے اوس عیب کو زائل کر دیا تو اس مستاجر کو حق فسخ نہ ہوگا اسی طرح فسخ
 اجارہ کا ہو سکتا ہے خیار الشرح و خیار الرویت سے و اور شافعی کے نزدیک خیار الشرح سے فسخ اجارہ کا ہوگا
 ص ۱۸۵ میں مستاجر سے عذر و سبب کہتے ہیں اگر مستاجر اجارہ کو باقی رکھے تو ایسا نقصان اوس کا ہوتا ہے جو عذر اجارہ کو سپر
 لازم نہیں ہوا تھا مثال اوس کی یہ کہ ایک شخص نے درو کے سبب اپنے ذات اوکھاڑنے کو ایک شخص کو اجیر مقرر کیا
 اور قبل اوکھڑنے کے درجہ تارہا ف کیونکہ صورت میں اگر عذر اجارہ باقی ہے تو صحیح مسلم اذنت کو اوکھاڑنا تارہا
 اور یہ مستاجر پر لازم تھا لگنا فی الاصل ص ۱۸۵ میں عذر و سبب کے لیے باومن کو مقرر کیا پھر وہ مر گیا یا
 اوس سے غلام کر لیا کیونکہ صورت میں اگر عذر باقی ہے تو مستاجر کو ضرر ہوتا ہے بدون ولیمہ کے کھانا پکایا لگنا فی الاصل
 ص ۱۸۵ میں سبب ہر دوں سطر کا لائق ہوگا کہ دون اوس شر کے بیچے جو اجارہ میں دی ہو وہ قرض ادا نہیں ہو سکتا و برابر
 ہے کہ وہ قرض سب لوگوں کو معلوم ہو گیا ہو یا نہ ہون کے بیان سے یا مویجہ کے اقرار سے ثابت ہوا ہو و حدیث بخاند
 یا ایک غلام خدمت کے لیے نوکر رکھا یا شہر کے اندر کے کاموں کے لیے نوکر رکھا پھر مستاجر کو سفر کرنا پڑا و اس واسطے
 کہ اگر غلام خدمت کے لیے نوکر رکھا جب بھی مراد وہی خدمت ہوگی جو شہر میں ہوتی ہے تو اس صورت میں اگر غلام کے
 مالک نے مستاجر کو سفر سے روکا اور کہا کہ عذر اجارہ پر قائم رہ تو مستاجر کو حق فسخ ہو چکا ہے اور اگر خود مستاجر نے چاہا
 کہ غلام کو اپنے ساتھ سفر میں لیا وے تو مالک کو فسخ ہو چکا ہے اور جب مالک غلام کے لیجانے پر راضی ہو گیا تو
 مستاجر کو فسخ نہیں ہو چکا لگنا فی الاصل ص ۱۸۵ میں دکان تجارت کے لیے کرایہ کو لی پھر مستاجر مفلس ہو گیا
 یا ایک درزی نے ایک غلام نوکر رکھا سینے کے لیے پھر اوس نے یہ کام چھوڑ دیا و فقہائے کبار نے کہا ہے کہ مراد درزی
 سے وہ درزی ہے جو اپنا مال صرف کر کے سلائی کرتا ہے اور اوس کا مال جاتا رہا کیونکہ یہ البتہ عذر ہے لیکن وہ درزی
 جس کا مال ہوا سوائے اور چینی کے کچھ نہیں اور اجرت پر وہ سلائی کرتا ہے تو وہ مراد نہیں ہے اس واسطے کہ عذر متحقق نہ
 ہو لگنا فی الاصل ص ۱۸۵ میں یا ایک جانور سفر کو جانے کے لیے کرایہ لیا پھر غلام سفر کا جاتا رہا جو کرایہ دینے والے کا غلام
 سفر کا جاتا رہا تو یہ عذر نہ ہوگا و اس واسطے کہ اوس کو ممکن ہے کہ جانور کے ساتھ اپنے شاگرد یا کسی اور مرد کو لے کر
 جلائے و اس طرح خیال نہ کرے اگر غلام کو اجارہ لیا و اسے سلائی کے پھر سلائی ترک کی اور صرائی کا کاروبار کیا
 تو یہ عذر نہ ہوگا اس لیے کہ ممکن ہے کہ ایک ہی دکان میں ایک طرف غلام سیار کرے اور دوسری طرف صرائی کرے
 و اگر مستاجر نے ایک گھر کرایہ کو لیا پھر ارادہ سفر کیا یا ایک پیشہ کے لیے دکان لی پھر وہ پیشہ چھوڑ دیا تو عذر نہ ہوگا

درختخار ص اسی طرح اگر موجد نے ایک چیز کو اجارہ میں دیا پھر وہ چیز بچھڑا لی تو یہ عذر ہوگا **ف** بدون لایحی ہونے
 دین کے اور بیع اوسکی موقوف رہی ہر گز اجارہ کے گزرنے تک اور یہی قول مختار ہے لیکن مستاجر کو منسوخ بیع نہیں
 پہنچتا درختخار ص اجارہ خود بخود منسوخ ہوتا ہے اصل العاقبتین کی موت کے جموں نے اپنی ذات کے یہ عقد اجارہ کیا ہو وہ اگر غیر کے یہ عقد اجارہ کیا ہو
 وصی شیعہ کے لیے کہ **ف** یا باب اداوار کے کہ **ص** کو میں کل کی طرف سے یا ستولی وقف تو ان کے مرنے سے عقد اجارہ منسوخ ہوگا

باب مسائل متفرقہ کے بیان میں

اگر زمین اجارہ یا ماریت کی ٹھوٹیاں جلاٹیں اور اوس کے سب سے دوسرے کی زمین میں کوئی چیز چل گئی تو چلانے والے پر ناوان
 نہیں ہوگا اگر چلائے وقت زور کی ہو انہو کو اور جو ہو زور کی ہو وہ تو ناوان دینا ہوگا **ف** اسی طرح اگر کوئی
 شخص اوسجا میں جہاں رکھنے کا استحقاق رکھتا ہو کوئی چیز رکھے اور اوس کے کوئی اور چیز مال یا جان تلف ہو جائے تو ضمانت ہوگا
 اور اگر وہاں رکھے جہاں رکھنے کا استحقاق ہو جیسے دوسرے کی ملک میں یا راہ میں تو ضمانت ہوگا تو اگر راہ میں آگ
 والدی ہو اوس کے کچھ نقصان ہو تو ناوان دیگا الا اوس صورت میں کہ ہوا اوس آگ کو اور اگر وہ کسین لیا ہو اور
 اوس کے نقصان ہو تو ضمانت ہوگا ہذا خلاصۃ الدر المنہار **ص** اگر درزی یا زنگری یا ایک شخص کو اپنی دکان پر بھاگو
 جو دکان دار کو سینے یا رنگنے کا کام لوگوں سے لیکر دیوے نقصان تلف اجرت پر تو صحیح ہے **ف** برابر ہے کہ دونوں
 کا پیشہ ایک ہو یا مختلف درختخار **ص** جیسے ایک اونٹ کر ایہ یو ایک مقام میں تک یہ بیان کر کے کہ دوسرے ایک
 محل ادا جاویگا اور وہ شخص سوار ہوئے **ف** تو یہاں اگر اونٹ غیر معین ہے اور گناہ اور سوار دیکھے نہیں گئے
 لیکن یہ جارہ جائز ہے بوجہ رواج کے چنانچہ اب تک حجاج کا مکہ معظمہ میں یہی طور ہے لیکن گناہ اور بوجہ دکھا دینا ہمارا
 کو بہتر ہے تاکہ بعد بھیر انہو کو اور شافعی کے کہ ایک یہ جارہ درست نہیں بوجہ جمالت کے **ص** تو اگر اونٹ کر ایہ لیا چلے
 لادنے ایک مقدار معین کے توشتے سے بعد اوس کے جس توشتے میں چلے گا لیا تو اس کے بے اوس قدر توشتہ اور بڑھا
 اگر ایک شخص نے دوسرے کا گھر غصب کیا اور مالک نے یہ کہا کہ تو میرے گھر کو خالی کر دے ورنہ میں تجھے ہر مینے پیچھے
 آتا کر ایہ لے گا اور غاصب نے یہ نہ کہا تو اس پر اس قدر کر ایہ لازم ہوگا جتنا مالک کے گھریا تھا الا اوس صورت
 میں کہ غاصب مالک کی ملک کا منکر ہو اگر چہ مالک بعد اوس کے اپنی ملک پر گواہ قائم کرے لے مالک کی ملک کا توڑ کر دیا ہو
 لیکن اجرت دینے کا حکم کو یوسف کرانی دونوں میں توین غاصب پر کر ایہ بھی لازم نہ آویگا اسلئے کہ یہاں پر رخصتی نہیں
ص صحیح ہے اجارہ افسخ اجارہ اور مرزومت اور سہا قات اور زکات اور کفالت اور ضمانت اور قاضی کرنا اور سیر
 کرنا اور وصیت کرنا اور آزاد کرنا اور طلاق دینا اور وقف کرنا ایک زمانہ آئندہ کی طرف نسبت کر کے جیسے
 محرم میں کہے کہ سینے پر مکان بن جا کر یہ ریاضۃ رمضان سے چلانے سال تک بیع اور بیع کی ضمانت و صورت کسی بی
 کے بیع کر نیکی اور فسخ کرنا بیع کا اور مرزومت اور شرکت اور سہا قات اور صلح مال سے اور بری اللہ
 کرنا دین سے کہ ان کو زمانہ آئندہ کی طرف مضامین کرنا صحیح نہیں ہے **مسائل** ثلثہ تحریر شہادت اور تحریر
 فتویٰ پر اجرت لینا درست ہے کتابت کی اجرت پر سطر تحریر ہر دو میں غلطی کی تو مالک کو اختیار ہے چھاپ

وہ کتاب لیوے اور کتاب کو اجرت مثل دیوے لیکن اگر معین سے زیادہ نہ دیوے اور چاہے اپنے کاغذ و شوائی کے دام بھر لیوے صرف نے اجرت لیکر روپیہ کھریے پھر کچھ روپہ کھوٹے نکلے تو اس کے حساب اجرت پھر لیاویگی دلال نے وہ کچھ اسکو بیع کے لیے پھر تانہا کر دیا اگر تاجر سفر کر جاوے تو دلال بتاواں معین بڑا اگر ستا بر سبب سفر کے نسخہ اجارہ کیا چاہے اور جو کر دیاوے اس کے قول کا یقین نہیں تو اسکو قسم دیکو یا اس کے رفیقوں سے پوچھ لیو اگر ایک شخص دیوں مرا اور اس کے بعض اشیاء لوگوں کے پاس بکریں جکان کر دیاوے چنگی لے چکا تھا تو ستا برین بعد شاہاہ دن خیر کو تو متوا ہو کر دیا

کتاب المکاتیب

مکاتیب وہ غلام ہے جس سے مالک نے اس کے آزاد کر نیلے لیے کچھ عوض ٹھہرا لیا ہوگا کتاب تو دیدیوے تو آزاد ہر ص کتابت آزاد کرنا پھر غلام کا اندوے تصرف کے بالفعل آزادوے رقبہ کے بعد آزاد کرنے بدل کتابت کے ف یعنی جس وقت عقد کتابت ہوا تو غلام آزاد ہو گیا باعتبار یہ یعنی تصرف کے یعنی اسکو اختیار تصرف کا اپنی کمائی میں حاصل ہو گیا لیکن رقبہ یعنی ذات اسکی بعد اسے بدل کتابت آزاد ہوگی تو اسکو ملکید بالفعل حاصل ہوتا ہے اور ایک رقبہ مال کا رین جو آزاد کتابت کا کلام اللہ شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فکلمتہ مؤمنان علیکم فی حقکم خیرا یعنی سکا کرو تم انکو اگر جانو تم انہیں بہتری اور یسر تجاب ہر ص تو اگر مکاتیب کرے اپنے غلام کو اگر وہ غیر مقل ہو جو تر اس مال کے جہا بالفعل بعد ایک مدت معین کے یا بقسط طرہ سے ف اور شافعی کے نزدیک کتابت حال یعنی جو ہو تر اس مال کے ہو جو نقد بھرے درست نہیں ہر کہ کہتے ہیں ممکن ہے کہ غلام کسی سے قرض لیکر بالفعل دیدیو یا مولیٰ یوں کہے کہ میں نے تیرے اوپر پھر روپہ کر دئے تو انکو قسطوں سے ادا کر دے پہلی قسط اتنی اور اخیر قسط اتنی تو اگر تو ادا کر دیا تو آزاد ہو جاوے گا اور اگر عاجز ہو جاوے گا تو غلام ہو جاوے گا اور غلام قبول کر لیوے صحیح ہوگا اگرچہ بصورت میں مولیٰ نے لفظ کتابت کا نہ کیا اس واسطے کہ معنی اس کے ادا کر دے ص اور وہ غلام مولیٰ کے تصرف سے نکل جاوے گا اسکی ملک سے ف اس واسطے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے مکاتیب غلام ہے جب تک اس پر ایک باقی ہر روایت کیا اسکو اہودا وے اور بھی روایت کیا ابوداود نے کہ فرمایا حضرت نے جو غلام مکاتیب کیا جاوے سو دینار پر تو سب ادا کر دیوے مگر دس دینار جب بھی وہ غلام ہر ہلا یہ ص تو اگر بعد کتابت مولیٰ کو کو رو کرے مفت آزاد ہو جاوے گا اور تاوان دیگا مولیٰ اگر اپنی نوٹھی مکاتیب سے وطی کرے یا کوئی جنایت کرے اس پر یا اس کے لڑکے پر یا اس کے مال پر ف یعنی جماع کی صورت میں عقوبت دیگا اور جنایت نفس کی صورت میں دیت اور جنایت مال میں مثل اس مال کے یا قیمت اسکی کذا فی الاصل ص اگر مولیٰ نے غلام کو مکاتیب کیا اسکی قیمت پر یا ایک شخص امینی کی معین چیز پر یا سو دینار پر اس شرط سے کہ مولیٰ اسکو ایک غلام غیر معین پھر دیوے یا مسلمان نے مکاتیب کیا اپنے غلام کو شراب یا سود کے عوض میں تو ان سب صورتوں میں کتابت فاسد ہے اور مکاتیب اگر شراب یا سود ادا کر دیا تو آزاد ہو جاوے گا لیکن اپنی ذات کی قیمت مولیٰ کو دینا پیشگی گرمی سے بڑھ جائیگی اور نہیں گھٹے گی اگر ایک جانور کے مٹے میں مکاتیب کرے اور اسکی جنس کا وٹھ ہو یا دیگر بیان کو جو کہ تو درست ہے ورنہ نہیں اس غلام کو اس جنس کا جانور متوسطا قیمت دینا ہوگا یا اسکی قیمت دینی ہوگی ف اصل کتابت

ان مقامات میں کچھ بول کیا ہو لیکن ہم نے نظر اس کے کہ زمانہ حال میں مسائل مکاتب کی کم احتیاج پڑتی ہو ترک کیا جس
اگر مولیٰ بھی کافر ہو اور غلام بھی کافر ہو اور اس سے مکاتب کیا غلام کو بیعوض ایک مقدار عین کے شراب سے تو درست ہو
اور جو اون دونوں میں سے مسلمان ہو جو جاوے گا تو مالک نہایت مجاہد کی اور اگر مولیٰ شراب سے ایک کتاب بھی غلام آزاد ہو لیکن اپنی ذات میں ہو

باب تصرفات مکاتب کے بیان میں

مکاتب کو درست ہو خرید اور فروخت اور سافرت کو شرط ہو گئی ہو کہ سفر نہ کرے اور اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا اور اپنے غلام کا نکاح
کرنا پھر اگر مکاتب کے مکاتب نے بدل کتابت بعد مکاتب اول کے آزاد ہونے کے ادا کیا تو اس کی ولایت مکاتب کو ملے گی ورنہ اس کے مولیٰ کو
ملے گی مکاتب کو اپنا نکاح کرنا بدولت مولیٰ کے درست نہیں ہو آبی طرح جائز نہیں مکاتب کو بیع کرنا اگر بیعوض ہو اور نہ بیع
مکفر قلیل کا اور نہ ضمانت اور نہ قرض دینا اور نہ اپنے غلام کا آزاد کر دینا اگر بیعوض مال کے ہو ورنہ اپنے غلام کا بیعنا اس کے
ف اس لیے کہ یہ حقیقت اتفاق ہے اور نہ اس کا حکم کر دینا اور باپ اور وصی کے اختیارات صغیر کی مملوک میں مکاتب کے
میں اور ان امور میں سے کسی کا منہاں اور شریک اور عبد باذن کو بھی اختیار نہیں ہے اور اگر مکاتب اپنے اصول یا فروع
کو خریدے تو وہ بھی اس کی کتابت میں داخل ہونگے بیع و عتق یعنی جب مکاتب آزاد ہو گا تو وہ بھی آزاد ہونگے ورنہ
مکاتب کے ساتھ وہ بھی ممل کے غلام ہو جائیگے اور جو اصول اور فروع کے اور شہدہ داروں کو خریدے تو وہ مکاتب
میں داخل نہیں گئے اگر مکاتب نے ام ولد کو بدولت کے خریدے تو اس کی بیع بھی درست ہے اور جو ولے کے ساتھ خریدے تو اس کی بیع جائز نہیں ہے اور ولے کا
کی لونڈی کا اگر مکاتب کو بیعنا دے مکاتب میں داخل ہو جاوے گا اور اس کی کمانی بھی مکاتب کی ہوگی اور اگر مولیٰ نے ایک لونڈی
اور ایک غلام کو اپنے بیع یا عتق میں جو دواور نہ دے مکاتب کیا بعد اس کے اون دونوں سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو وہ لڑکا
کی کتابت میں داخل ہو گا اور اس کی کمانی بھی مان کو ملے گی اس واسطے کہ لڑکا تابع ہوتا ہے مان کا ارق اور عتق اور فروعات
میں ملے گا اگر مکاتب نے یا عبد باذن نے باذن مولیٰ ایک عورت سے نکاح کیا جو اپنے تین آزاد کتبی تھی اور
اس کی اولاد ہوئی بعد اس کے وہ سب مملوک بن گئی تو اولاد بھی اس کی لونڈی کے مالک کی مملوک ہو جاوے گی اور مکاتب اس کو بیع
نہیں لے سکتا البتہ یہی صورت اگر شخص آزاد میں ہو تو وہ اپنی اولاد لونڈی کے مولیٰ سے قیمت لے سکتا ہے خاص
اگر عبد باذن یا مکاتب نے بغیر بادل مولیٰ کے اپنی لونڈی سے وطی کی پھر وہ لونڈی کسی اور کی مملی یا ایک لونڈی بطور فاسد
خرید کر اس کی وطی کی پھر وہ رد کی گئی مالک پر تو اس کو حق فی الحال دینا پڑے گا اور جو ایک لونڈی سے بیع باذن مولیٰ کے حکام
کر کے وطی کی تو عتق بعد ازادی کے دینا ہو گا اگر مولیٰ نے اپنے مکاتب کو مدبر کیا تو صحیح ہے اب اس کو اختیار ہے بیع یا عتق
عاجز کر دے اس کے بدل کتابت سے اور مدبر ہو جاوے گا عتق کتابت پر چلا جاوے گا تو اگر مولیٰ مر گیا اور سو اس کتابت کے بعد مال نہیں
رکھتا تو وہ ولت اپنی قیمت سے یا د ولت بدل کتابت کے کما کر دے کہ یعنی مکاتب کو اختیار ہے اس لیے کہ اگر اس کو فی الحال
مستحق منظور ہو گا تو ولت قیمت کے کما لے گا اور جو مملو منظور ہو گا تو ولت بدل کتابت کے کما لے گا اور صاحبین کے نزدیک
جو دونوں میں سے کم ہو گا وہین سے کم لے گا اگر لونڈی مکاتب کا ولد ہو اور مولیٰ نے اس کا دعویٰ کیا تو اب وہ لونڈی
ام ولد مولیٰ کی ہوگی اب اس کو اختیار ہے کہ عتق کتابت پر یا بیع اور بدل کتابت ادا کرے یا بفعل آزاد ہو جاوے

یا اپنے تئیں عاجز کر کے بدعت مولیٰ کے آزاد ہو جاوے تو اگر اپنی کتاب پر باقی ہے تو اسکو پہنچائی کہ مکتبہ وصول
 مولیٰ سے اگر چاہے اگر کہیں ام ولد کو مکتبہ بنایا تو وہ بدعت مولیٰ کے مفت آزاد ہو جائیگی اور جو بدعت کو مکتبہ کیا اور
 مولیٰ مفلس مر تو وہ دوثلث میں اپنی قیمت کا یا کل بدل کتابت میں ہی کر لیا اور اگر مولیٰ نے مکتبہ ہزار روپے بدل کتابت کیا
 مگر اس بعد اس کے اس ہزار کے عوض میں پانچ روپے نقد صلح کر لی تو درست ہے اگر کوئی بیمار جسے اپنے غلام کو دو ہزار کے
 عوض میں ایک میعاتک مکتبہ کیا اور بدل کتابت میں دو ہزار روپے قیمت سے دو چیزیں یعنی قیمت اسکی ہزار روپے ہر
 اس کے وہ بیمار مر گیا اور وارثوں نے میعاد منظور نہ کی تو غلام نہ کر دو تہائی بدل کتابت فی الحال اور دوسرے اور باقی
 ایک تہائی اپنی میعاتک دیتا ہے اور اگر یہ نہ کر سکے تو غلام بن جاؤں ایسی عقد کتابت کو لغو کر دیجئے اور رقیق بن
 جاوے نہ ہر شے بخیر کا اور محمد کے نزدیک اختیار کہ خواہ دوثلث اپنی قیمت کے فی الحال دیر یا اور باقی میعاتک غلام جاوے
 صواب اور جو بدل کتابت کہ مکتبہ یا او قیوت اسکی دو چیز بدل کتابت سے تو غلام کو اختیار ہے چاہے دوثلث قیمت کے فی الحال
 دیر یا غلام بن جاوے اگر ایک آزاد نے مولیٰ سے کہا کہ تیرے غلام کو مکتبہ کر دے تو میں پر خواہ یہ بھی کہا اگر میں اور اگر میں
 تو وہ آزاد ہو جائے کہ اس کے کہ سے مکتبہ کر دیا تب شخص آزاد نہ ہو سکتا اور مولیٰ کو اس کے کہ سے تو وہ غلام آزاد
 ہو جاوے گا اور شخص اسکی وہ روپیہ اپنے غلام سے نہیں لے سکتا اور جو غلام کو اسکی خبر ہو چکی اور اس نے اس عقد کو قبول کیا
 تو وہ مکتبہ ہو جاوے گا اگر ایک شخص دو غلاموں کو مکتبہ کرے جن میں ایک حاضر اور ایک غائب ہے مثلاً غلام حاضر مولیٰ سے
 بکے کہ مکتبہ کر چکا اور غائب نے غلام کو جو غائب ہے ہزار روپے بدل مولیٰ نے مکتبہ کر دیا اور غلام حاضر نے قبول کیا تو اب ان
 دونوں میں سے جو کوئی بدل کتابت اور اگر مولیٰ کو لینا پڑے گا اور دونوں آزاد ہو جاوے گا اور جو کوئی دوسرے اسکا
 حصہ نہیں لے سکتا بلکہ ہر ایک دوسرے کے حصے میں متبرع ہو گا اور بدل کتابت کا سوا خذہ غلام حاضر سے نہ لے گا اور قبول اسکا بھی
 لغو ہے نظیر اسکی مسئلہ معیرین صورت اسکی یہ کہ اگر کسی نے عمر سے ایک چیز عاریت لے کر پاس اسکو لے کر کے اپنا حصہ
 اور کیا اب عمر کو اس کے چھوڑنے کی حاجت پڑی اور وہ زر میں لے کر پاس گیا تو بکریہ کیا جاوے گا زر میں کے قبول
 پہ اور وہ عمر کو دلا دیا دیگی مگر میان تافق ہے کہ عمر وہ زر میں زید سے مجرایا اگر ایک لڑکی ہے اور بچہ بچہ اسکی عمر سے چھوڑ کر
 عقد کتابت ہے تو چھوڑے اب تو نہیں چھوڑا کر دیا مولیٰ کو لینا پڑے گا اور بچہ آزاد ہو جائیگا اور کوئی دوسرے اسکا حصہ مجرایا نہیں لے سکتا

باب غلام مشترک کے مکتبہ کرنے کے بیان میں

زید اور عمر و ایک غلام میں خریدیں اور میں سے ایک نے مثلاً زید نے عمر کو ابازت دیدی کہ میرے حصے کو ہزار روپے کے
 عوض میں مکتبہ کر کے بدل کتابت وصول کر لیا اور عمر نے مکتبہ کیا اور کچھ بدل کتابت وصول کیا پھر وہ غلام
 اسے عاجز ہو گیا تو بچہ لیا وہ عمر کو لے کر زید کا ایک لونڈی مکتبہ زید اور عمر میں مشترک تھی اسکا ایک ولد ہوا تب جب
 وہی کیا کہ بچہ لیا بعد اس کے دوسرے ولد ہوا تب عمر نے دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ میرا ہے اب وہ لونڈی عاجز ہو گئی اور بدل کتابت
 سے تو لونڈی زید کی ام ولد عمر کی اور زید عمر کو آدمی قیمت لونڈی کی اور عمر عقراد کرے اور دوسرا عمر کو لے کر لے گا اور
 عمر زید کو پورا عمر اور قیمت لڑکے کی دیگا اور قبل عمر کے جو کوئی عمر اس لونڈی کو دیدیگا صحیح ہو گا تو اگر عمر نے اس لونڈی سے

یا اوس کے والد کی طرف سے تاوان جملات کا نہیں دیا اگر تو اسکو درست ہو گا تو اسکو چھوڑ دے کیلئے یا مولی اللہ اللہ بنا دے اور اگر تاوان دیکھا تو درست نہیں اور عتلا م آزاد کو درست نہیں کہ کسیکو مولی اللہ اللہ بنا دے ورنہ ہرگز کہ اوسکا مولی عتلا م موجود ہو اور ولادہ مولی اللہ کی بشرط یہ کہ وہ شخص جہول النسب ہو دوسرے سے کہ عربی نہ ہو ورنہ عربوں کے قبائل موجود ہیں تو اوں کے متعلقہ غیر ملکی وراثت ہو سکتا ہے واللہ اعلم

کتاب الاکراہ

یعنی زبردستی ایک کام کرنا یا بیان کرنا کہ وہی غیر کر کے اس طرح سے کہ اوس غیر کی رضامندی جانی ہو یا اوسکا اختیار فاسد ہو جاوے یا وجود باقی رہے اہمیت کے ف ایسی اکراہ دو قسم کی ایک جو رضامندی نکرہ کو فوت کر دیوے جیسے تمہید کرنا حبس اور ضرب و دو سر کیلئے اسکر دیوے اسکا اختیار کو مثلاً تمہید کرنے قتل سے کہ اسکی جھوٹا قطعیت تو رضامندی کا فوت ہو جانا عامر فساد اختیار سے مثلاً حبس اور ضرب میں رضامندی فوت ہو جاتی ہے لیکن اختیار صحیح رہتا ہے اور قتل کی صورت میں ہی رضامندی فوت ہوتی ہے اور اختیار بھی صحیح نہیں رہتا بلکہ فاسد ہو جاتا ہے تحقیق اسکی یہ کہ اکراہ کے مقابلہ میں کرہت ہے اور اختیار کے مقابلہ میں جبر ہے تو جو اس باضرب کا اکراہ میں بلا شک کرہت موجود ہے تو فساد معدوم ہے لیکن اختیار موجود ہے ساتھ وصف صحت کے اسول سے لا اختیار جب فاسد ہوتا ہے کہ تلف جان یا عضو کا فوت ہو کر دیکھو جس امر میں جان یا عضو کے تلف ہونے کا خوف ہے اوس بارز ہنا حیوانات کی طبیعت میں نیلی اور خلقی ہو کر گیا نہیں دیکھتا کہ قوماً مسلمانان بلکہ جمیع حیوانات کو کس طرح روکتی ہو جائے مکان سے گرنے سے یا آگ میں پڑنے سے گمان تلف تو اوس بارز ہنا اگر جب اختیار ہی نہیں اختیار ضروری ہے جو حیرت سے قریب ہو ہی طرح اوس اکراہ میں جو تلف جان یا عضو سے ہو و اختیار ہو جائے کہ منقطع ہلاکت سے لیکن اختیار فاسد ہے اسلئے کہ انسان ہوسچ میں حیث الطبع مجبول اور مخلوق ہے یا وصف ایک اہمیت دونوں قسم کی اکراہ میں باقی رہتی ہے جو غیر ملکی سے یا اوس جانے عقل اور بلوغ کے گنگنا والا صلا صرا کرہ کی شرطیں ہیں کہ اکراہ کہنے سے ملتا ہے اور اوس امر پر جسکا خوف دلاتا ہے ہر امر کہ وہ بادشاہ ہے یا چور ہونے کا اور کوئی محکم یا برہنہ مثلاً زوج اپنی زوجہ کے حق میں اس طرح بخون مسلمات اکراہ ممکن ہے تو اگر محکم نہ ہو ایک شخص سے دوسرے کو قتل کر دینا یا اسکی عورت کو قتل کر دینا یا اسکی بیوی کو قتل کر دینا تو قابل قبول کی میراث سے محروم ہو گا اگر اوسکا وارث ہو اور میت بخون کی تو میراث ہوگی گنگنا فالطریق صرا و نامہ عظیمہ ایک صلا صلا ہے کہ اکراہ ہوا سلطان کے اور کوئی نہیں کہ اسکا اقتدار یہ قول دیکھنا ہے کہ اسنے کہ ہوا دوسرے سے اور اسنے زمانہ حال ہوا سلطان کے اور لیگ بھی اکراہ کہنے سے ہیں علامہ صرا و ہونے سے کہ کوئی غلطی ہو اس بات کا کہ اگر اسنے ساتھ دوا کر گیا جسکا خوف لایا ہے تیسرے یہ کہ وہ امر جسکا خوف دلاتا ہے ایسا ہو جو رضامندی کو معدوم کر دے جیسے لعنت نفس یا عضو یا اور کوئی چیز جو غم و اندوہ کو موجب ہو جو جیسے ضرب اور عجز وغیرہ صلا صلا ہے اور محکم ہر بابت ہر اختلاف مردم کے مثلاً کہنے اور قتل لوگ بھی بلو کو ضرب اور حبس سے کہہ ایک مضمون نہیں ہوتا تو انکو ضرب خیف اور مس قلیس سے اکراہ ہو گا کہ ضرب شدید سے اعلیٰ مدید سے اور شراب کو ایک سخت کلمہ کہنے سے نہایت

لے
تو اسکی اس سے
کے لئے نہیں ہو کر
ہو سکتی ہے جو
جو کہہ کر کہنے

درجہ اندر اور بطلان ہوتا ہے تو اس کے حق میں اسی قدر کراہ کے لیے کافی ہے کہ اگر اصل صریح ہو تو یہ کہ کراہ اس کا حکم کرنے سے مجبور کیا جاتا ہو مگر کراہ کے لیے حق کے لیے جیسے اپنا مال بیچنے یا تلف کرنے میں یا اپنے غلام آزاد کرنے میں یا دوسرے کے حق کے لیے جیسے کسی شخص غیر کے مالی تلف کرنے میں یا شرع کے حق کی وجہ سے مثلاً شہادت کے لیے یا کسی کو اگر کوئی شخص جھگڑا گیا بخوف قتل یا ضرب شدید یا حبس و تلبیس یا غلات ضرب خفیف اور حبس قلیل کے مگر صاحب منصب اور عزت کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ درجہ نذرانہ ص اور اگر اس سے اس جبر کے سبب اپنا مال بیچنے والا یا کسی چیز کو خریدنا یا کسی طرح کا اقرار کیا ہے اور یا اجابہ کیا تو یہ زوال کراہ کے اس شخص کو اختیار ہے کہ ان عقود کو نسخ کر دے اور حق نسخ جابر یا مجبور کی موت سے ساقط نہ ہوگا بلکہ مجبور کے ورثہ کو بھی ہوگا اسی طرح ساقط نہ ہوگا مشتری کی موت اور چند مرتبہ دست بردستی اور سببی ہو جائے یا بیع میں نیادت ہو جانے سے حد نذرانہ ص یا اولیٰ نذرانہ ص یعنی وہ عقود موقوف رہیں گے اسکی نسخ اور مضایرہ ص تو قبل نافذ کرے مالک کے یہ عقود فاسد ہونے سے باطل اس لیے اگر مشتری اس غلام کو جو بابت کر بیع فیہ یا بیعہ فیہ من کر کے آزاد کر دے تو احواف اور کما حقہ ہو جائیگا اور مشتری پر اسکی قیمت وجہ لازم آوے گی و مثل احواف کے اور تصرفات میں بجا نقص میں جو سکتا ہے جب صریح ہو جائے جیسے بیع تملک وغیرہ حد نذرانہ ص تو اگر بائع نے اپنی غوثی سے ضمنی میں نے لی یا بیع کو غوثی سے مشتری کو خریدنا تو بیع نافذ ہوگی اور اگر زبردستی سے ضمنی سے لی تو بیع نافذ ہوگی بلکہ بائع اگر اسے پاس وہ ضمنی باقی رہے تب بھی سکتا ہے و اگر جو بائع پاس و ضمنی تلف ہو جائے تو وہ ہر طاقان کچھ نہ ہوگا اس لیے کہ اس کے پاس ضمنی امانت تھی صریح بائع نے بھی ایک شے کو بیچا اور مشتری نے یا جبراً و سکو خرید بعد اس کے وہ بیع مشتری با حق تلف ہوگئی تو اسکی قیمت کا تاوان بائع کو دیگا اور بائع کو اختیار ہے کہ اسکی قیمت کا تاوان خواہ مشتری سے وصول کرے خواہ اس شخص سے جب جبر کرے یا تھا تو اگر اسے ملے سے وصول کیا تو بکرہ مشتری سے وصول کر لے اور اگر مشتری سے وصول کیا تو بکرہ بعد ضمان لینے کے ہوگی نافذ ہوگی نہ وہ خرید چاہے ضمنی لینے کے ہوئی ہوگی نہ و اگر اس پر دو مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ کہ اگر بائع نے بکرہ نہ مشتری پر اور بیع تلف ہو جائے تو مالک چاہے بکرہ کرنے والے سے تاوان قیمت کا لے چاہے مشتری سے دوسرا مسئلہ یہ کہ بیع نہ کوئی مشتری اول مشتری ثانی کے ہاں بیچ کرے اور ثانی ثالث کے ساتھ اور ثالث رابع کے ساتھ مثلاً اگر مالک مشتری ثانی یا ثالث سے تاوان قیمت کا لے تو تاوان ان کے بعد کی خریداری جائز ہوگی نہ پہلے کی اور اگر مشتری اول سے تاوان لے لیا تو تمام خرید طاقان جائز ہو جائیگی اور مشتری ان دونوں مسئلوں کو غلط کر دیا کہ اگر بیع کا لوی ص اگر کوئی شخص اگر اہ کیا کہ امر دہ کے گمانے پر یا ضرب یا خون پینے پر یا سور کے گوشت کمانے پر حبس یا ضرب یا تیری کی تہدید سے تو ان چیزوں کا تاوان قیمت نہیں و اس واسطے کہ اگر غیر حق ہو تو اس میں ضرورت نہیں قص البتہ اگر تخفیف کیا گیا ساتھ قتل یا قطع کسی عضو کے تو درست ہے و اس واسطے کہ اگر کوئی چیز یا مال ضرورت واقع ہو اور ان چیزوں کی قیمت سے بجز اہیت حالت خطر مشتری پر تو یا اسد لعل نے انا حق علیک المیتۃ والدم و لحم طریق

وَمَا أَهْلُ بَيْتِنَا لِنُعَذِّبَهُمْ فَإِنْ كُنُوا قَوْمًا عَلَىٰ شَيْءٍ مِّنْ عِلْمٍ فَلاَ تَأْتِيهِمْ سِوَىٰ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

موت اور گناہ اور کشت سوگند اور جو کچھ پکارا جاوے اور اس کے واسطے غیر خدا کے پس جو کوئی نے پس نہ خدا سے کل جانے والا اور نہ جاننے
 کو نہ والا سو نہیں ہر گناہ پر اس کے انتہی صبر سوگند سے صبر کیا اور قتل ہو گیا اور ان چیزوں کو نہ کھایا تو گناہگار ہو جائے
 حالت شدت بھوک میں **و** اگر ان چیزوں کو نہ کھا دیا تو گناہگار ہو گیا البتہ اگر کھارے غصہ لانے کے
 سے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے نہ کھایا تو گناہگار نہ ہو گا مگر خدا **ص** اگر قتل یا قطع عضو کی تحریف سے اکراہ ہو
 یا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے بھائی پر تو اسکو نصرت کرنا ایسا مذہب سے کھدیر ہے مگر دین اپنا اعتقاد اور یقین
 مضبوط رکھے **و** اگر جس باطن پر باقیہ سے تحریف ہوئی تو کوئی کفر نہ کہنا ہرگز جائز نہیں ہر دلیل میں قول اللہ تعالیٰ کا
 اگر **مِنْ أُمَّةٍ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ** یعنی مگر جو شخص اکراہ کیا جائے اور دل اسکا مطمئن ہو ساتھ
 ایمان کے انتہی اوصدایت کی حاکم نے مستدرک میں محمد بن عمار بن ہر سے کہ مشرکین نے اپنے باب عمار بن یاسر کو
 پکڑا تو وہ چھوڑ دیا کہ بیان تک کہ بڑا کھو ابا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور تعریف کرائی اپنے بتوں کی توجہ آئے عمار حضرت
 پاس سو ڈر گیا انھوں نے یہ واقعہ بتا دیا حضرت کہ سطح پایا تو نے اپنے دل کو کھمارے کہ میرے دین کا
 مضبوط تھا تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر ہر مشرکین ایسا کریں تو تو بھی ایسا ہی کہ زبیلی وہ محمد بن
 اگر تو یہ کا خیال سکو آیا اور اسے تو یہ نہ کیا تو عورت اور کسی دیانہ اور قضا و باہن ہو جاوے گی اور جو اس کے دین تو یہ کیا
 خیال نہ آیا اور دین اس کے ایمان مضبوط تھا تو عورت اور کسی باہن نہ ہو گی نہ قضا و نہ دیانہ **ص** اور
 بھی نہ کہے اور صبر کرے اور قتل یا قطع ہو جائے تو ثواب پاوے گا اور سوائے قطع کی تحریف کے اور قسم کی تعدید میں
 نہیں ہر **و** اس واسطے کہ عمار بن یاسر اور غیب دونوں اس آیت میں مبتلا ہوئے تھے تو عمار بن یاسر نے نصرت پر
 عمل کیا اور غیب نے کہا ایمان تک کہ سولی دی گئی تو نام ہو گا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سب لکھا کہ **كَانُوا فِي الصَّلَاةِ**
ص اور اگر قتل یا قطع کی تعدید اگر کسی مسلمان کے مال کے پر فیوض کے مال کے پر **ص** اور اسکو جائز ہو کہ تلف کر دے
و اور اگر تلف نہ کرے اور صبر کرے گا تو ثواب پاوے گا مگر مختار **ص** اور صاحب مال تاوان اسکا گناہ بالکسر یعنی اکراہ کرے
 سے لیکر گناہ کرے بالغ سے یعنی جیسے اکراہ ہو اور اس **ص** یا قطع کی تحریف سے اکراہ ہو کسی مسلمان کے قتل کرنے پر **و** اگر
 کسی عضو کاٹنے پر یا گلا دہک مارنے پر یا جان کے جلانے پر یا بانی میں تو ہونے پر یا ناکہ نے پر **ص** تو اسکو نصرت
 نہیں ہر کہ ان کا سون کو کرے یا سب سے قتل کر دے تو قصاص ہو گا بالکسر ہو گا نہ کرے بالغ پر **و** اور نصرت پر
 کرے بالغ پر اور شافعی کے نزدیک دونوں پر اور ابو یوسف کے نزدیک کسی پہن ہو گا اور اگر اسے زنا کی تعدید ہوگی آسمان
 زانی نامور مگر تاوان دیا اگر عورت رہی ہو اس واسطے کہ حد مرد و عورت کے دونوں ساکنین ہوں
ص صحیح ہر نکاح اور طلاق اور عاقبت کرے **و** اس واسطے کہ یہ خود ہمارے نزدیک صحیح ہو جائے ہیں اکراہ سے
 جیسے ہر اور خون طبعی سے اور شافعی کے نزدیک صحیح نہیں ہوتے اور دلائل ہمارے کتاب الطلاق میں گندے
ص تو اگر طلاق پر اکراہ کیا اور اسے طلاق دینا تو کرے بالغ کرے بالکسر نصف ہر **و** اگر نصف ہر

نکاح طلاق عاقبت
 بے عیب ہونے
 کے لئے لازم ہے
 کہ نکاح طلاق
 عاقبت میں
 کسی عیب کی
 تعدید نہ ہو
 کی نصرت میں
 نہ ہو
 کی نصرت میں
 نہ ہو
 کی نصرت میں
 نہ ہو

اگر مقرر نہ ہوا ہو دُعا جس جو عورت کو دنیا پر پھر پیوستہ صورت جب اگر گزرتا بالفتح نے اپنی عورت سے مٹی
 نہ کی ہو اور جو مٹی کر چکا ہو تو کچھ پھر نہیں سکتا فاسیے کہ مرد سپرد مٹی سے واجب ہو چکا خاص طرح
 عناق میں قیمت غلام کی مگر مالک سے پھر پیوستہ اور یہی صحیح ہے نیز اور یہی اور ظہار اور حبث اور ایلا اور رجوع ایلا
 کے حالت اگر اہل میں اور جائزہ اسلام اگر اہل سے لیکن اگر وہ شخص پھر جاو گیا اسلام سے تو قتل نہ کیا جاو گیا ف
 یہی زبردستی سے اسلام لا کر پھر کافر ہو گیا تو اسکو قتل نہ کرینگے جیسے اور مرتدین کو قتل کرینگے اسواسطے کہ اس کے
 اسلام میں شیعہ نہ کہ شاید روئے دل سے قبول کیا ہو دے لیکن جبر کیا جاوے گا اسلام پر اسلام سے لا کر اہل اسلئے
 صحیح ہے کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے حکم کیا گیا میں اس بات کا کہ قتال کروں لوگوں سے یہاں تک کہ کہیں وہ لوگ لا الہ
 الا اللہ معنی نہیں کہ کوئی معبود سوا خدا کے روایت کیا اسکو بخاری سلم نے ابن عمرؓ سے اور اس حدیث کو ہی قدر شائع
 وقایہ نے بیان کیا لیکن پوری حدیث صحیح میں یوں ہے کہ جب اس بات کا حکم ہو کہ قتال کروں لوگ سے یہاں تک کہ وہ
 شہادت دیں اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ اور قائم کریں نماز کو اور اگرین زکوٰۃ کو تو جب انھوں نے ان کا
 کو کیا بچا لیا انھوں نے مجھے اپنے خونوں کو اور مالوں کو مگر بسبب حق اسلام کے اور صاب و نکاح اللہ پر ہی انتہی ص
 صحیح نہیں حالت اگر اہلین متناف کر دیکھ اپنے مدیون کے دین کا ف تو اگر عورت نے اپنے شوہر کی توفیق نہ
 معاف کر دیا تو یہ صحیح نہ ہو گا اگر شوہر قادر ہو ضرب پر اور اگر شوہر نے تہدیم ساتھ طلاق دینے یا دوسری عورت سے
 نکاح کرینگے کی تو یہ اگر نہیں ہے اس صورت میں بہت مہر نافذ ہو گا اسی طرح اگر شوہر نے اپنی زوجہ رضیہ کو والدین کے
 گھر جانے سے منع کیا الا جبکہ وہ مہر یا بخشہ پیوستہ سوائے کچھ مہر بخشہ یا تو یہ بہ باطل ہے اسکے کہ یا اس عورت کا منہ نہ
 جیسے اگر اہل ہوا دھننا صحر کا بغل کی کفالت کا یا مہر ہو جاوے تو اسکی زوجه بائن نہ ہوگی اور اگر نہ کر گیا حالت اگر اہل میں تو اس پر
 مدیونگی مگر بطلان اگر اہل کے ف فرق امام صاحب نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک مطلقاً حد نہ ہوگی حبس اور کچھ

بیان اس حدیث میں

کتاب النحر

محرکت ہن تصرف فلی کے نفاذ کو رک دینا ف تصرفات قولی جو زبان سے متعلق ہیں جیسے بیع اور شرا اور
 بہ وغیرہ اور تصرف فعلی جو برخلاف اسکے جیسے قتل اطلاق مال تو جو ہن صرف تصرف قولی نافذ نہیں ہوتی نہ تصرفات
 فعلی حاصل جہاں میں جہاں کسی کسی کا مال تلف کیا تو ضمان واجب ہو گا ایسا ہی مجنون میں صحر مجرب کے سبب
 تین میں ایک معسرین دوسرے جنوں تیسرے رقی یعنی ملکیت بطور غلامی اور لونڈی ہے کی تو صحیح نہیں ہے طلاق
 صبی اور جنوں متغلب المتغلبات جنوں مغلوب وغیرہ کی عقل حاتی ہے جو سطر میر کہ اس سے افعالی اور اقوال بطریقہ
 غلامی ہو سکتیں مگر کسی کسی اور غیر مغلوب وہ ہے کہ کلمات متعلقہ ہوں یعنی کبھی کلام اس کا بطور عقلا کے ہو و اور کبھی
 بطور جان کے ہو اسکو متوہ بھی کہتے ہیں اسکا حکم آگے آوے گا کہ فی الاصل صحر عناق اون دونوں کا اور اقوال
 اون کا صحیح طلاق غلام کا اور اقوال اسکا اپنی ذات پنہاں کے الکتب میں ہیں تو اگر غلام مجرب نہ کیسے قرض کا اقرار
 کیا تو اسکا مطالبہ بیع زادی کے ہوں کہ کیا ہو گا اگر بیع یا قرض کا اقرار کیا تو حد اور قصاص اور سببی اہمال قائم کیا جاوے گا

ہے اور ہوشیار ہووے شخص آزاد کر دیوں ہو تو قاضی اس کو مجبور کرے تا مال اپنا اپنے دین کے لیے بیچے اور جسے مال میں روپی یا شرفیان ہو دین اور قرض بھی روپی یا شرفیان ہو دین تو قاضی بغیر امر دیوں قرض اور اگر اس کے مال سے اور قرض شرفیان ہو دین اور روپی ہو دین یا قرض رہیہ اور مال شرفیان تو بھی قاضی کو بیعۃ النافع ہو اس کے امر کے واسطے اور دین کے درست ہو اور سبب اور مکان اور زمین اس کی قاضی بیچے مگر اس کو قید کرے تا وہ خود مجبور ہو کر بیچے لیکن صاحبین کے نزدیک جب وہ بیچے تو قاضی اس کا اسباب اور زمین وغیرہ بھی بیچ کر قرض کو حصوں کے اور اگر دیوے ف اور صاحبین کے قول پر فتویٰ دے دے بخلاف اصل ایک شخص مفلس ہو گیا اور اس کے پاس وہ چیز جو اس نے خرید لی لیکن ہنوز نشین دین اور اس کا بائع اور قرض خواہوں کے ساتھ مساوی ہو ف یعنی وہ چیز جو ایک سب کو حصہ ہوا اس کی قیمت میں سے دیا جاوے گا نہ ہوگا کہ پہلے بائع اپنی زمین وصول کرے بعد اس کے جو بیچے تو وہ اور قرض خواہوں کو ملے اور شافعی کے نزدیک قاضی مشتری پر مجبر کر کے بائع کو اختیار منہج خرید گیا اور بائع بیچ گیا

فصل مدلول غرض کے بیان میں

بلوغ کے گناہات ہوتا کہ احکام سے مینی خواب میں مینی نکلنے سے اور عورت کو حاملہ کر دینے سے اور انزال سے ف اور اصل انزال ہے اس لیے کہ جب تک انزال ہوگا نہ احکام ہوگا اور نہ عورت اس سے حاملہ ہوگی اصل اور لڑکی کا بلوغ احکام سے اور حیض سے اور حمل سے ثابت ہوتا ہے ف اور مومنہ ہمار کا جہا اور پستان کا اونچا ہونا ظاہر الروایہ میں معتبر نہیں اور سطح پندلی اور مونچھ اور نعل کے بال اور ہاڑ کا بھاری ہو جانا معتبر نہیں یہ بلوغ صغیر میں گناہات ف ای صبر اگر صغیر اور صغیرہ میں ان علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جاوے تو بلوغ کا حکم نہ ہوگا جب تک لڑکا اٹھارہ برس کا اور لڑکی سترہ برس کی نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک جب تک پندرہ برس کے نہ ہو جاوے ف مینی جب لڑکا لڑکی پندرہ برس کے پہنچاؤں تو اونکو حکم بلوغ کا دیا جاوے گا اگر چہ علامت ظاہر نہ ہو دین اسی پر فتویٰ ہے اس لیے کہ ہمارے مائیں میں بہت چھوٹی ہو گئی ہیں دے بخلاف اصل اور ادنی مدت بلوغ کی فرزند کے لیے بارہ برس اور دختر کے لیے نو برس ہے تو اگر دونوں قریب بلوغ کے ہوں اور انھوں نے کہا کہ ہم بائع ہو گئے تو قول اونکا معتبر ہوگا اور بائع شمار کیے جاوے گئے ف جب ظاہر حال اونکے قول کی تکذیب کرتا ہو مثلاً بارہ برس لڑکا کہ ہو گا پانچ برس کہ ہو تو اب دعویٰ بلوغ معتبر ہوگا اور شہر نبلا میں یہ کہ صغیر بلوغ کا یہ قول مستبول ہے کہ مسلم بائع ہو چکے جب وہ علامت بلوغ کی بیان کر دیوں بدوں قسم کے

کتاب المآذون

اذن کہتے ہیں حجر کے دور کرنے کو اور حق کے ساقط کر دینے کو ف جان تو کہ اصل انسان میں یہ کہ مالکیت تصرفات کا توجہ و سپر غلامی عارض ہوئی اور مولیٰ کا حق اس سے متعلق ہو گیا تو ہونے ملک تصرفات کو روکا اس لیے مولیٰ نے اپنا حق ساقط کر دیا تو بائع زائل ہو گیا اور مجبور اس کا جاتا رہا تو یہی اذن ہے ہمارے مذکورہ شافعی

کے نزدیک تکمیل ہے اور ثواب کرنا کنگا فی الاصل ص تو جب مولیٰ نے غلام کو اذن دیا آب وہ غلام جو تصرف کرے گا اپنی اہلیت سے کرے گا اپنی ذات کے لیے تو اس کی جوابدہی مولیٰ پر ہوگی یعنی جب غلام مازون نے کوئی چیز خریدی تو مومن اس کی مولیٰ سے طلب نہ کیا دینی برخلاف تکمیل کے کہ وہ مولیٰ سے من طلب کر سکتا ہے اس واسطے کہ اس نے مولیٰ کے لیے خریدا ہے اور اذن اور تصرف کسی وقت کے ساتھ مقید ہوگا تو جس غلام کو اذن دیا ایک روز کے لیے تو وہ مازون رہے گا جب تک مولیٰ اس پر حرج نہ کرے اسی طرح کسی قسم خاص کے ساتھ مقید ہوگا پھر جب مولیٰ نے ایک قسم خاص تجارت کا اذن دیا تو وہ جمیع اقسام تجارت میں مازون ہو جائیگا **ف** مراد یہ ہے کہ جب ایک نوع تجارت کا اذن دیا تو اذن اس کا تمام نوع میں عام ہو جائیگا اسی طرح جب اذن دیا کہ ایک رنگ ریز بٹلے تو یہ اذن ہوگا اس کے تمام لازم اور ضروریات کی خرید کا اسی طرح اگر کہا کہ ہر مہینہ تین ماں تو مجھے اور اگر دیکر برخلاف اس صورت کے کہ مولیٰ نے ایک شخص معین کے خرید کی اجازت دی کہ یہ اذن ہوگا بلکہ یہ استخدام یعنی خدمت لینا ہے کنگا فی الاصل ص اور ثابت ہوتا ہے اذن دلت حال سے تو جو غلام کہ مولیٰ اس کو خرید و فروخت کرتے نہ سکے اور چپ ہے تو وہ مازون ہے اور صراحت سے تو اگر مطلق اذن دیا تمام قسم تجارت کو عام ہوگا تو خرید و فروخت کرے اگر چہ عین فاحش سے ہو و اگر صاحبین کے نزدیک ضمن فاحش سے درست نہیں اور خرید و فروخت میں کوئل کرے اور مین رکھے اور مین لیوے اور مین کو بٹلوں بھارے اور ساقاۃ اور فراغت لیوے اور بیچ بونیکے لیے خریدے اور شرکت عنان کرے نہ شرکت مفاد منہ حال بطریق سہانہ دیوے اور دوسرے سے لیوے اور اپنی چیز کریمین دیوے اور دوسرے کی لیوے اور اپنی ذات کے دشمن بھی کریمین دیوے نہ شافعی کے نزدیک اور اگر کرے امانت اور غضب اور دین کا اور ہر دین سے قیل طعام کا اور ضیانت کرے اس کی جو ہو سکے کھلا دے اور مین گھٹا دیوے اگر عین بے مین موافق دستور کے اور اپنے ملک کو کوئل ہو یا غلام نکاح نہ کرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اپنی لونڈی کا نکاح کرے اس لیے کہ وہ مین بھی تحصیل مال ہے اور نہ نکاح کرے اور نہ آزاد کرے اور تصرف میں پابندی نہ کرے اگر چہ بعض ہو و اور عورت کو درست ہے کہ اپنے خاوند کے گھر مین سے ایک شخص قلیل ضحاک راہ مین دیوے **ف** یہاں کہ اگر صاحبان نہیں ہے لیکن اس کو بنا بہت ذکر کیا اس لیے کہ عورت بھی بقدر صدقہ کے لیے مازون ہے عادیۃ کنگا فی الاصل ص جو دین عبد مازون ہے واجب ہو کہ تجارت کے سب سے جیسے خرید و فروخت اور اجارہ اور استیجاء سب سے یا جو اس کے حکم میں ہے جیسے مادیان غضب اور عیبت کا جس کا مازون نے انکار کیا اور وہ عذر موجود واجب ہو کہ اس کی کوئل خریدی ہوئی کے استحقاق سے متعلق ہوگا اس غلام کی ذات سے بچا جاوے گا اس مین مین اور اس کی من تقسیم ہوگی قرض خواہوں کو بطور حصہ رسد اور اس کی کنگائی سے جو مل دین سکے یا بعد دین کے اول اس سے جو چیز اس کو دین کی گئی تھی اور اس سے جیسے قبول کر لیا **ع** یہ ہمارا مذہب ہے عذر اور شامی نزدیک وہ خود دین مین نہ بچا جاوے گا بلکہ اس کی کنگائی بھی جاوے گی اس واسطے کہ مولیٰ کی غرض مازون سے حصول اس چیز کے جو حاصل نہ تھی نہ فوت کرنا اس چیز کا جو اس کو حاصل تھا اور ہم کہتے ہیں کہ دین ظاہر ہوا مولیٰ کے حق مین متعلق ہوگا اگر رقبہ سے نالوگون کو ضرر نہ ہو **ص** لیکن وہ دین متعلق ہوگا اس مال سے جو مازون کے مولیٰ نے اس سے

لے لیا تھا قبل حقوق دین کے اور جو دین کے اوس کے کسب و دشمن سے بھی باقی ہے تو اوس کا مطالبہ اوس سے آزاد ہونے کے بعد کیا جاوے گا **ف** اور دوسری بار یہ بھیجا جاوے گا درمختار صوملی کو یا ذون سے وہ رقم مقررہ لینا جو قبل حقوق دین کے اوس سے لیا کرتا تھا بعد حقوق دین کے بھی جائز ہے **ف** اگرچہ نجی اس یہ چاہتا تھا کہ جائز نہ ہو بعد حقوق دین کے لیکن اس واسطے لینا جائز ہو اگر اوس سے منع کیا جائے تو اتنا مال ہو کہ وہ اپنے غلام کو مجبور کر دے تو مال کا دروازہ بند ہو جائے اور دین والوں کو نقصان ہو **ص** اور جو اوس سے پہلے وہ قرض خواہوں کو ملے گا اور عبد ہاذون اگر مصداق جاوے یا مولیٰ مر جاوے یا مولیٰ کو جنہوں مطبق ہو جاوے **ف** محمد بن حسن سے روایت ہے کہ جنہوں مطبق وہ ہر جو سال بھر ہے یا زیادہ اور جو اس سے کم ہو وہ مطبق نہیں **کذا فی الطحاوی ص** یا مولیٰ دار الحرب میں مرتد ہو کر چلا جاوے یا مولیٰ اوس غلام کو مجبور کر دیوے اور غلام اور اکثر بازار والوں کو اس کی خبر ہو جائے تو ان سب صورتوں میں وہ غلام مجبور ہو جاوے گا اور لونڈی ماؤنہ کو اگر ام ولد بنایا تو وہ مجبور ہو جاوے گی ہمارے نزدیک اول غلام زفر کے نزدیک نہوگی اور جو دیگر کیا تو مجبور نہوگی لیکن مولیٰ کو لونڈی کی ذات کی قیمت اوس کے قرض خواہوں کو دینا نہوگی **ف** یعنی استیلا اور تدبیر کی صورت میں اگر مستولیہ اور بدبرہ پر دین محیط ہو تو مولیٰ تا دان اوس کا بقدر اوس کی قیمت کے دیگانہ زیادہ کا اس لیے کہ مولیٰ نے اس تصرفات سے صرف لونڈی کی ذات کو روک لیا تو اوس کی قیمت دینا ہوگی **کذا فی الاصل ص** اگر غلام مجبور ہو گیا بعد اوس کے اوس نے اقرار کیا کہ جو مال میرے پاس ہے وہ امانتاً یا نجساً ہے یا اپنے اوپر قرضے کا اقرار کیا تو یہ قرضے صحیح ہوگا **ف** امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک صحیح نہوگا **ص** اگر اوس غلام پاس قدر قرضہ ہو کہ اوس کے ذات اور مال کو محیط ہو تو مولیٰ اوس مال جو اوس کے پاس ہے مالک نہوگا **ف** امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک مالک ہوگا اس واسطے کہ ذات غلام کی ملک نہوگی کی تو اوس کی کمائی بھی ملک ہوگی اور امام صاحب کہتے ہیں کہ ملک مولیٰ کی بطور خلافت غلام کی طاعت سے ثابت ہوتی ہے جب وہ غلام اپنی حاجت سے خارج ہو جیسے ملک وارث کی جب ثابت ہوتی ہے کہ مورث کے جو حق ضروریہ مقررہ سے مال بچ ہے اور ان میں فیہ میں مال غلام کے حوائج سے خارج نہیں **کذا فی الاصل ص** تو ایسی صورت میں اگر مولیٰ اپنے غلام کے غلام کو آزاد کر دے گا تو آزاد نہوگا **ف** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہو جاوے گا اور مولیٰ اوس کی قیمت کا مالک نہوگا **ص** اگر غلام کو دیکھا **کذا فی الاصل ص** اور جو دین اوس کے مال اور ذات کو محیط نہوگا تو غلام کا غلام مولیٰ کے آزاد کر کے آزاد ہو جاوے گا اور عبد ہاذون اپنے مولیٰ کے ہاتھ قرض بازار سے چیز فروخت کر سکتا ہے نہ کہ کو اور مولیٰ اوس کے ہاتھ کہ کو بھی فروخت کر سکتا ہے **ف** یہ جب بھی ہو کہ غلام کی ذات اور مال کو دین محیط ہووے ورنہ بیع ہی ناجائز ہے **ص** تو اگر مولیٰ نے قیمت بازار سے زیادہ کو کوئی چیز غلام کے ہاتھ بیچی اس صورت میں مولیٰ کو کوئی ہول نہوگا کیونکہ مولیٰ نے بیع کو منع کر کے تو اگر مولیٰ نے بیع کو غلام کے حوالے کیا قبل قیمت لینے کے تو اب مولیٰ کو قیمت نہیں ملے گی **ف** اس لیے کہ مولیٰ نے جب چیز غلام کو دیدی اور قیمت اوس کی نہیں لی تو مولیٰ کا دین غلام پر ہوا اور مولیٰ کا دین غلام پر ہوا باطل ہے اس صورت میں میں باطل ہوگی **کذا فی الاصل ص** اگر

ولی کے اذن پر ف اگر ولی نے اذن دیا تو صحیح ہو گا ورنہ باطل ہو جاوے گا اور جب کسی نے اذن دیا خواہ زبان سے یا ولایت حال سے تو حال اور حکم اوسکا مثل عبد ذنون کے ہو گا ص نامبالغ کے تصرف صحیح ہونے کی اذن سے شرط یہ ہے کہ وہ حائل ہو یعنی بیچ کہ ملک دور کرنے والا اور شر کو ٹھک لانے والا سمجھے اور ولی نہ بالغ کا پہلے اوسکا باپ ہو گا پھر اگر وہ نہ ہو تو باپ جسکو وصی کیا ہو گا و پھر اوسکے وصی کا وصی دے مختار ص پھر اگر وہ بھی نہ ہو تو دادا کتنا ہی دور کا ہو و پھر دادا کا وصی و پھر اوسکے وصی کا وصی دے مختار ص پھر قاضی یا اوسکا وصی و اول دونوں صورتوں میں پھر وصی کہنا اور بیان یوں کہنا کہ یا وصی اوسکا اسو اسطے کہ وصی باپ کا وہ شخص ہے جسکو باپ خلیفہ کیا ہو بعد بی موت کے اپنے لئے کے مال کے تصرفات میں لیکن وہ شخص جسکو ولی نے حالت حیات میں اذن تصرف کا دیا تو وہ وکیل ہے نہ وصی اور ایسا ہی دادا میں لیکن وصی قاضی کا سو وہ شخص ہے جسکو قاضی نے مقرر کیا یتیم کے مال میں تصرف کرنے کے لیے تو وہ قاضی کی زندگی میں بھی تصرف کرے گا کذا فی الاصل اور ماں یا اوسکے وصی مال میں تصرف نہیں کر سکتے اسی طرح چچا اور بھائی اور کو تو مال شہر اور بہن اور بھوپھی اور خالہ وغیرہ کی ولی نہیں لگے کذا فی الطحاوی ص اگر کسی مال ذون نے انبیاء کما فی کے مال میں اقرار کیا کہ اسقدر مال فلاں شخص کا ہے تو صحیح ہو گا اسی طرح اگر اپنے مورث کے متفرک کے مال میں اقرار کیا

کتاب الغضب

یہ کتاب ہے غضب یعنی پرانی چیز چھین لینے کے بیان میں غضب شریع میں عبارت ہے ایک مال قبضہ کرنے کے لیے سے جو مفسد ہے بغیر اذن مالک کے اس طرح کہ مالک کے قبضہ کو زائل کر دیوے و غضب مردار میں نہ ہو گا اسلئے کہ وہ مال نہیں ہے اسی طرح شخص آزاد میں اور نہ مسلمان کی شراب میں کیونکہ وہ میت دار نہیں ہے اور نہ حربی کے مال میں اسلئے کہ وہ محترم نہیں ہے اور قول اوسکا بغیر اجازت مالک کے احترام پر مانت سے اور یہ اسو اسطے کہ مالک کا قبضہ زائل کر دیوے کہ غضب ہمارے اصحاب کے نزدیک زائل کرنا ہے قبضہ حق کا ساتھ نہایت کرنے قبضہ ناحق کے اور امام شافعی کے نزدیک غضب نام ہے قبضہ ناحق ثابت کرنے کا اور قبضہ حق زائل کرنا شرط نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ کلام ہمارا اوس فعل میں ہے جو سبب تاوان کا ہے اور اس پر سبب سے مسائل شریع ہوتے ہیں مثلاً زواہد منسوب بہا کے نزدیک مضمون نہیں ہیں اور امام شافعی کے نزدیک مضمون ہیں اسلئے کہ اثبات قبضہ ناحق کا موجود ہے گو کہ ازالہ قبضہ حق مشہور اور اسی سبب سے غضب عقاب میں اختلاف ہے اور اگے اوس کا ذکر ہو گا اور انہیں مسائل میں ہے کہ وہ جو معصیت بیان کرنا ہو گا کذا فی الاصل صورت تفسیر سے لہذا خبر کے غلام سے اور غیر کے ہاں اور یہ وجہ لادنا غضب ہے نہ غیر کے غرض پر نہ خلاف اسلئے کہ اول کی دونوں صورتوں میں فعل کے غلام اور جانور کا ایک مکان سے دوسرے مکان تک اور دوسری صورت میں فرش اپنے مال پر بیٹھنے والے نے کوئی فعل وسمن ایسا نہیں کیا جس سے مالک کا قبضہ زائل ہو جسکو اسطے مولیٰ بھی کہہ کر دیا مالک سے بیان تک کہ وہ ہلاک ہو جاوے اور کسی کو کپڑے رہا بیان تک کہ دوسرا اوسکا دست ہو گا دیوے چلے نزدیک غضب نہیں ہے اور شافعی کے نزدیک غضب ہے اور ان دونوں

یہ کتاب ہے غضب یعنی پرانی چیز چھین لینے کے بیان میں غضب شریع میں عبارت ہے ایک مال قبضہ کرنے کے لیے سے جو مفسد ہے بغیر اذن مالک کے اس طرح کہ مالک کے قبضہ کو زائل کر دیوے و غضب مردار میں نہ ہو گا اسلئے کہ وہ مال نہیں ہے اسی طرح شخص آزاد میں اور نہ مسلمان کی شراب میں کیونکہ وہ میت دار نہیں ہے اور نہ حربی کے مال میں اسلئے کہ وہ محترم نہیں ہے اور قول اوسکا بغیر اجازت مالک کے احترام پر مانت سے اور یہ اسو اسطے کہ مالک کا قبضہ زائل کر دیوے کہ غضب ہمارے اصحاب کے نزدیک زائل کرنا ہے قبضہ حق کا ساتھ نہایت کرنے قبضہ ناحق کے اور امام شافعی کے نزدیک غضب نام ہے قبضہ ناحق ثابت کرنے کا اور قبضہ حق زائل کرنا شرط نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ کلام ہمارا اوس فعل میں ہے جو سبب تاوان کا ہے اور اس پر سبب سے مسائل شریع ہوتے ہیں مثلاً زواہد منسوب بہا کے نزدیک مضمون نہیں ہیں اور امام شافعی کے نزدیک مضمون ہیں اسلئے کہ اثبات قبضہ ناحق کا موجود ہے گو کہ ازالہ قبضہ حق مشہور اور اسی سبب سے غضب عقاب میں اختلاف ہے اور اگے اوس کا ذکر ہو گا اور انہیں مسائل میں ہے کہ وہ جو معصیت بیان کرنا ہو گا کذا فی الاصل صورت تفسیر سے لہذا خبر کے غلام سے اور غیر کے ہاں اور یہ وجہ لادنا غضب ہے نہ غیر کے غرض پر نہ خلاف اسلئے کہ اول کی دونوں صورتوں میں فعل کے غلام اور جانور کا ایک مکان سے دوسرے مکان تک اور دوسری صورت میں فرش اپنے مال پر بیٹھنے والے نے کوئی فعل وسمن ایسا نہیں کیا جس سے مالک کا قبضہ زائل ہو جسکو اسطے مولیٰ بھی کہہ کر دیا مالک سے بیان تک کہ وہ ہلاک ہو جاوے اور کسی کو کپڑے رہا بیان تک کہ دوسرا اوسکا دست ہو گا دیوے چلے نزدیک غضب نہیں ہے اور شافعی کے نزدیک غضب ہے اور ان دونوں

مسالوں کی تفریع مستقیم نہیں ہے اس لیے کہ اثبات قبضہ ناحق میان منقود ہے پھر ایک وقید لگانا ضرور ہے کہ میل کا لے لینا بطور احتیاط نہ ہو تاکہ جو رنی نکلا جائے گا فی الحال ص اور حکم منصب کا یہ ہے کہ مناسب گنہگار ہوتا ہے اگر اس کو معلوم ہو کہ کہ شرمسور غیر کامل ہے وہ نہ گنہگار ہوگا لیکن تاوان در صورت ہلاک عین اور رد عین در صورت بقا بطریق اولیٰ حکم ای متفق علیہ حدیث میں سعید بن زید سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شخص ایک بشت بجز زمین غلے سے لے لیا تو اللہ تعالیٰ سات طبقوں زمین کا اس کے گلے میں طوق ڈالے گا اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ساتون زمین تک دھسلیا جاوے گا اور امام احمد نے علی بن مرہ سے روایت کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو زمین کسی کی ناحق چھین لیا تو روز محشر اس کو ہر گاہ کہ اس کی جہنمی اور مٹا دے اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے ایک بشت بجز زمین غلے سے لے لی تو اللہ تعالیٰ اس کو تکلیف دیگا اس کے کھودنے کی ساتون زمین کے آخر تک پھر طوق ڈالے گا اس کے گلے میں دن قیامت تک یہاں تک لوگوں کا فیصلہ ہو دے آن حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زمین بھی ساتوں جہتیں سات ہیں ص اور جب تک شرمسور غصب کے پاس قائم ہے تو اس کا پھیر دینا لازم ہے اور در صورت تلف ہو جانے کے تاوان اس کا دینا واجب ہے عرف اس لیے کہ روایت کیا ابو داؤد و ترمذی نسائی ابن ماجہ نے سمرہ بن جندب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پر لازم ہے وہ چیز جو اس کے ہاتھ پر بیان تک کہ پھیر دیکو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمینیں حال میں ہر گاہ کہ لے لیوے چیز اپنے بھائی کی نہ ہنسی سے نہ غیر ہنسی سے اور جب تم میں سے کوئی دوسرے کی لاٹھی کیو تو پھیر دیوے اس کو روایت کیا اس کو ابو داؤد و ترمذی نے اور روایت کی احمد و ابو داؤد و نسائی نے سمرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ہاتھ اپنی چیز پر عینہ کسی دوسرے کے پاس تو وہ حقدار ہے اس کا صر تو تادان مثل سے ہوگا اگر وہ چیز مثالی ہے جیسے وہ چیزیں جو وزن کر کے یا پائے زمین بھر کے بکتی ہیں یا شمار کر کے لیکن مقدار میں قریب قریب ہیں ف جیسے اخروہ وغیرہ ص تو اگر مثالی نہ ہو جو خصوصیت کے دن ف یعنی مالک کے ملک کے وقت در مختار ص اس کی قیمت ہوگی دینا پڑے گی ف اور امام محمد سے نزدیک جو قیمت اس کی ہزار میں نہ ملے کہ روز ہوگی دینا پڑے گی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جو قیمت غصب کا دن ہوگی دینا پڑے گی خزانہ میں ہے کہ قول امام ابو حنیفہ کا صحیح ہے اور تحفہ میں ہے کہ وہ قول صحیح ہے اور نایاب میں ابو یوسف کے قول کو منکر کہا ہے اور ذخیرۃ الفقہاء میں محمد کے قول کو مفتی بہ کہا ہے خطا و خاص اور جو وہ چیز مثالی ہے جیسے وہ چیزیں جو شمار سے بکتی ہیں اور ایک دوسرے میں فرق رکتی ہیں مثل بلور وغیرہ کے تو اس کی قیمت جو دن غصب ہوگی دینا پڑے گی ف اسی طرح جو مثالی مخلوق ہو غیر جنس سے جیسے گیون اور جڑے ہوں یا نیکو قابل زمین کے تیل کے ساتھ ملا ہو اور مانند اسکے چنانچہ جنس تیل کے ساتھ مخلوق ہو تو اس کی قیمت دینا ہوگی ص تو اگر غاصب کے شرمسور میرے پاس تلف ہو گئی تو مالک اس کو قید کرے یہاں تک کہ معلوم ہو جاوے یہاں تک کہ اگر شرمسور اسکے پاس موجود ہوتی تو فہا ہرگز تاوان اس میں کی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ موقوف رہائی حاکم و تبیین ص پھر اس پر عرض نہیں کا علم کہ ف خواہ وہ عوض مثل ہو اگر شرمسور مثالی ہو یا قیمتی

بیشک

اگر وہ خریداری ہووے اور جو مالک نے کھلا وہ غصب غاصب پاس تلف ہو گئی اور غاصب نے دعویٰ کیا کہ میں مالک کے
 پھر دی اس کے پاس تلف ہوئی اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ غاصب کے اولیٰ ہونگے **ص** اور غصب کی شرط یہ ہے کہ
 غصب غاصب اموال منقولین سے ہووے تو اگر کسی شخص نے دوسرے کا غلاف یعنی مال غیر منقول جیسا کہ زمین وغیرہ
ص غصب کیا پھر وہ غاصب کے پاس ہلاک ہو گیا **ف** آفت ہماوی سے جیسے سیلاب کی کثرت زمین و دہ گئی یا گھر
 کر پڑا **ص** تو غاصب ضمان نہ کاٹیں گے نزدیک اور محرم کے نزدیک ضمان ہو گا **ف** اور یہی قول ہے اگر مثلثہ باقیہ کا اور
 ایسی ہفتویٰ ہے درمختار **ص** اور اگر زمین کوئی نقصان ہو گیا اور سکے نفل سے جیسے اسکی سکونت سے مکان ہو گیا
 یا اسکی گشتکاری سے زمین میں نقصان ہو گیا تو نقصان کا ضمان ہو گا **ف** باجماع سب علماء **ص** جیسے قبل
 میں نقصان کا تاوان دینا ہو گا مثلاً ایک غلام غصب کر کے اسکو مزدوری میں لگایا اور اسوجہ سے وہ غلام بیمار یا زبلا
 ہو گیا تو تاوان نقصان کا دینا ہو گا **ف** اگر مثلاً باغ غصب کر کے اسکی درخت کاٹ ڈالے تو تاوان دینا ہو گا مثلاً
ص غاصب نے اگر غصب کیا بارہ دیکر اسکا کرایہ لیا تو اس کرایہ کی رقم کو خیرات کر دیوے اسی طرح شمعستار
 کی اجرت کو بھی بیکوٹ یعنی تھرا کو تقسیم کر دیوے اپنے صرف میں دلاوے **ص** اس طرح جو نفع اسنے کمایا
 غصب غاصب یا غاصبین تصرف کر کے بشرطیکہ وہ اشارہ کرنے سے متعین ہووے **ف** یعنی سباب کی قسم سے ہووے دہم
 اور دینا نہ ہو **ص** یا امانت کے یا غصب کے روپیوں کے بدلے میں کوئی چیز خرید کر وہی روپیے اور زمین نفع کمایا
 اور اگر خریدتے وقت امانت یا غصب کے روپیہ کے بدلے میں خرید اور اور روپیہ کی یا خرید اور روپیوں کے بدلے میں پلا
 روپیوں کے بدلے میں خرید اور اور روپیہ کے جو غصب یا امانت سے تھے اور نفع کمایا تو اسکو تصدق کرنا ضرور نہیں
 اور اپنے صرف میں لاسکتا ہے اسی ہفتویٰ **ف** اور قول مختار یہ ہے کہ مطلقاً یہ نفع حلال نہیں ہے اگرچہ بعد اویسے
 ضمان کے ہو کہ یہی قول صحیح ہے چنانچہ قتاوی نوازل میں ہے اور ابو یوسف کے نزدیک ہر حال میں حلال ہے جب تک
 ہو کہ درمختار **ص** اگر غاصب نے ایک شے کو غصب کر کے اسے امانت یا غصب کیا جس سے اسکا نام بدل گیا اور غلام
 منافع **ف** یعنی اکثر مقاصد اس کے صرف ہونے ہو گئے **ف** جیسے گھوڑے کو غصب کر کے اسکو میسر میں لاکر نام
 اسکا بدل گیا یعنی آٹا ہو گیا اور اکثر منافع بھی اس کے جیسے ہر سیاہ رنگنیاں وغیرہ فوت ہو گئے **ص** تو غاصب پر
 تاوان اسکا واجب ہو گیا اور غاصب اسکا مالک ہو جاوے گا لیکن قبل ادا کرنے تاوان کے اسکو نفع لینا اس شے
 سے درست نہیں ہے **ف** اور جب تاوان اسکا دیدوے یا مالک معاف کر دیوے یا قاضی اس سے تاوان لے لوے
 تو درست ہے **ص** مثال اسکی یہ ہے کہ ایک شخص نے بکری غصب کر کے اسکو فسخ کیا پھر اسکو بچا ڈالا یا بھون لیا یا
 گھوڑے غصب کر کے اسکو میسر ڈالا یا قیمت میں بو دیا یا بوا غصب کر کے اسکی تلوار بنالی یا میٹل غصب کر کے اس کے برتن بنالے
 یا ساگوں یا زیت غصب کر کے اسکی عمارت بنوالی **ف** بشرطیکہ قیمت عدلت کی اس ساگوں کی لکڑی سے زیادہ
 ہو کہ اور بوساوی ہو تو اسکو بیکر دونوں کو ثمن اسکی دلاوے گا و فائدہ کلیہ اس مقام کا یہ ہے کہ ضرر شدہ کو دیکر اس کے واسطے
 ضرر نہ ہو کہ غصب غاصب نے اپنا نقصان دوسرے سے لے لیا درمختار **ص** اگر غاصب نے سونا یا چاندی یا

یا تو کسی کمال بیکار کی وباغت کی ہوس چیز سے بہین دام خرچ نہیں ہوتے مثلاً سٹی اور دھوپ تو مالک اس کو سولہ لگا
یہ غاصب کو کچھ نہ لگا اور جو غاصب اس کو تلف کرتا ہے گا تو ماسن ہو گا اور اس کو سولہ لگا کر بتایا گیا کہ اگر اس کو تلف کرے تو وہ
غاصب کا ہو جائیگا اور مالک کو کچھ نہ لگا۔ یہ تہب نام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک مالک اس کو سولہ لگا
اور تک کی زیادتی غاصب کو اور اگر لگا لگا کر اس کو اس طرح اگر کمال کی وباغت مصالح لگا کر کی جیسے قرض
یا ماز سے تو مالک اس کو لیا وباغت کا خرچ غاصب کو ویر یوے اور جو غاصب اس کو تلف کرتا ہے تو ماسن نہ لگا۔
اور صاحبین کے نزدیک غاصب کو لگا کر اس کمال کی قیمت حالت وباغت میں ہو تو وہ غلام صاحب کی دلیل کا فرق اس کے تین نکات پر
صورتیں ہیں ایک گناہ ہے کہ اگر کسی شخص نے غاصب سے بری بات سنا روئے قبل غصہ وغیرہ ص تو اس پر تاوان لازم ہو گا
ف امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک لازم نہ ہو گا اور امام صاحب کے نزدیک جو لازم ہے تو وہ لازم ہے جو
اوس کی قیمت نفس الامر میں قطع نظر ہوے یہ جیسے ستارہن اوس کی لکڑی یا تار کا ضمان آویگا ص اور جو طبل غازیون
کا ہے یا دف وہ جس کا یا مالل ہر شادی میں تو اس کا ضمان بالاتفاق آویگا اسی طرح اگر کسی شخص کا سکر یا منصف
ف اس کا نام ہے کہ پہلی کا کھجور کے جب وہ تیر ہوا ہے اور منصف وہ پانی پر انور کا جس کا نصف مل چکا ہو وہاں پر
پکانے سے اس پر بیان اس کا کتاب الاشرہ میں آویگا ص بعد ازیں تو تاوان اس کا دینا ہو گا ف امام صاحب کے
نزدیک اس طرح گانے والی لوٹی اور میٹھا حال لڑائی کا اور کپڑا اور لڑنے والا اور مرغ لڑنے والا اور خضی غلام لڑاں ب
چیزوں کی قیمت تلف کرنے سے واجب ہوگی جو اوس کی قیمت نفس الامر میں ہو و قطع نظر معصیت سے دھنڈا ص
اگر کسی شخص نے دوسرے کی ام ولد کو غصب کیا پھر وہ ہلاک ہو گئی تو اس پر تاوان لازم نہ آویگا برخلاف مردہ کی جس شخص نے
دوسرے کے غلام کی بیٹی یا لون سے کھول دی یا با نوری سی نکال دی یا اس کا دل دروازہ کھول دیا یا پھر ہر نہ کا کھل دیا
اور چیزیں جاتی رہیں یا بادشاہ سے ایسے آدمی کی غنیمت کھائی جو اس کو ستا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ حاکم سے شل کر نیلے
وہ تکرانا نہیں ہے یا ایسے کی غنیمت کھائی جو شق کا ترک ہو تا ہے اور اسکے کہے سے باز نہیں آتا یا کسی ایسے بادشاہ سے جو
ڈانڈ لیتا ہے اور کبھی نہیں لیتا کہ یا کھانا شخص نے مال پایا ہے پھر بادشاہ نے اوس ہودی یا فاسق یا مال پانے والے سے
کچھ ڈانڈ لیا تو شخص مذکور پر اس کا تاوان نہ آویگا البتہ اگر وہ بادشاہ ایسا ہو جو ہمیشہ ڈانڈ لیا کرتا ہو تو چلوں پر تاوان لازم آویگا
اسی طرح ضمان لازم آتا ہے چلوں پر اگر اس نے ناحق غنیمت کھائی زبرد اور تونج کے واسطے امام محمد کے نزدیک اور اسی پر غنیمت
ہے اور شخصین کے نزدیک لازم نہیں آتا مہسائل محلہ مترجم اگر مسلمان سے قوی سے شراب
لیکر لی تو مسلمان پر نہیں اوس شراب کی واجب نہ ہوگی تاوان حکم کرنے والے پر نہیں ہے بلکہ فعل کرنے والے پر ہے مگر
کئی جگہ ایک سلطان رو شراب پیا پھر تیرے مولیٰ جب یا مولیٰ یا عید ہو گا اگر چہ سے میں سے ایک فرد تلف کرے
تو فرداتی ہی اوس کو دیکھا ہے ہی وقتا و ان ل کا ادا کرے ابو یوسف کے کہ ایک شخص نے زمین غصب کی اور اس میں
مسجد بنائی اور دکانیں اور حمام تو اوس مسجد میں نماز کا مضائقہ نہیں لیکن حمام میں نہ جانا چاہیے اور دکانوں میں نہ
لینا بھی درست نہیں بلکہ جی شمس قتل میں کردہ ہو جو لوگوں کو زین کا نہیں منسوب کرتے ہیں اس کی شہادت قبل نہیں دینا اور

کتاب الشفعۃ

شفعہ مشق پر شفعہ سے جسکے معنی ملائے ہیں اور مطلق شفعہ میں صرف شفعہ عبارت ہر مالک ہونے سے عقار کے جبراً اور مضر جزی کے ہونے سے مثلاً قیمت مشتری کے ف یعنی جن دھون کو مشتری نے لیا ہے اوی دھون کو جبراً اور عقار کے لینے میں اور واجب ہوتا ہے شفعہ بعد بیع کے اور مضبوط ہو جائے گواہ کرنے سے ف اس واسطے کہ حق شفعہ کا قبل گواہ کرنے کے متزلزل ہو جائے کہ اگر وہ طلب میں تاخیر کرے گا تو شفعہ باطل ہوگا تو جب اسے گواہ کر دے شفعہ مضبوط ہو گیا گناہ فی الاحکام اور شفعہ اس عقار کا مالک ہو جائے کہ مشتری کی رضا مندی سے یا قاضی کے حکم سے اور شفعہ واجب ہوتا ہے بقدر شفعہ کی تعداد کے نہ بقدر ملک کے ف یعنی اگر دو تین آدمی ایک عقار کے شفعہ کریں تو وہ عقار علی السوایہ میں تقسیم ہوگا نہ بقدر ملک مثلاً ایک زمین میں تین آدمی شریک ہیں ایک نصف کا دوسرا ثلث کا تیسرا سہل کا اب صاحب نصف کے اپنا حصہ بچا اور دونوں شریکوں نے شفعہ طلب کیا تو نصف نصف عقار بیعہ کا دونوں کو دلا یا جاوے گا اور شافعہ کے نزدیک اس نصف عقار بیعہ کے حصہ صاحب ثلث کو اور ایک حصہ صاحب سہل کو ملے گا گناہ فی الذل الخیار ص شفعہ اول اس شریک پہونچا ہے جو ذات بیع میں شریک ہو چھو حقوق بیع میں شریک ہوئے مثلاً پانی کے حصے میں یا راہ میں شریک ہوئے اور مراد پانی کے حصہ اور راہ کے وہ ہیں جو خصوص ہوں مثلاً پانی کا حصہ اس چھوٹی نہر کا حسین کشتیاں نہیں چلتیں اور راہ وہ جو نافذ نہیں ہو ف اور چوبانی کا حصہ یا راہ عام ہے تو شفعہ ثابت نہوگا درغناہ ص پھر ہمسایہ کو جو ملا ہوا ہو اور دروازہ اس کے مکان کا دوسرے کے میں ہو ف اور جو اس کا دروازہ اسی کو چھے میں ہے اور وہ کو بیع غیر نافذ ہے تو وہ شریک ہے حق بیع میں نہ جاے تو جب تک شریک فی البیع موجود ہے شفعہ شریک سے حق البیع اور جا کر کو بیع کا پھر اگر وہ شفعہ نہ لیوے تو شریک فی حق البیع کو بیع اور جا کر کو بیع پنے گا پھر اگر شریک فی حق البیع بھی شفعہ نہ لیوے تو جا کر کو بیع پنے گا لیکن اسی جا کر کو جسکی زمین یا مکان عقار بیعہ سے ملاحق اور متصل ہے اور جو اون دونوں کے بیچ میں طریق نافذ موجود ہے تو اسکو حق شفعہ ثابت نہوگا بیعہ شفعہ کی شفعہ کے اور استحقاق امام اعظم کے نزدیک ہے اور شافعہ مالک کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہیں ہے ہمارے مائل بہت سی احادیث میں پہلی حدیث ابورافع کی روایت کیا اسکو بخاری نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ زیادہ قدر ہے اپنے شفعہ کا دوسری حدیث انس بن مالک کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ زیادہ حق رکھتا ہے روایت کیا اسکو نسائی نے اور بیح کیا اسکو ابن حبان نے تیسری حدیث جابر رضی اللہ عنہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ زیادہ قدر ہے اپنے ہمسایہ کے شفعہ کا انتظار کیا جاوے گا اگر وہ فاسب ہو جب ہو راہ اون دونوں کی مالک روایت کیا اسکو امام احمد اور چاروں عالموں نے اور راوی اس کے سب سے متبر ہیں ان احادیث سے استحقاق ہمسایہ کا واسطے شفعہ کے ثابت ہوا اب ترتیب تو روایت کی صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شریک زیادہ قدر ہے علیہ اور علیہ زیادہ قدر ہے شفعہ سے شریک سے اور شریک فی نفس البیع ہے اور علیہ سے فی حق البیع اور شفعہ سے ہمسایہ کا زلیعی نے ترجیح میں کہ یہ حدیث غریب ہے اور کہا ابن جوزی نے کہ یہ حدیث غیر مستحکم ہے

اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے منصفین میں شریعت کے مصلحت اور شفع جبار سے اور جالب سے سوا
 اور لوگوں سے اور جی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ کما انھوں نے شریک اول خدایہ شفع کا تو
 اگر شریک نہ ہو تو ہمسایہ خدایہ اور غلطی اور شفع جبار سے اور شفع جبار سے انتہی اور کیا
 مستثنیٰ بھی ہے کہ کیونکہ شریک فی نفس المبیع ذات بیع میں شریک ہو تو اس کا حق زیادہ ہے بعد اس کے وہ جو شفع
 میں شریک نہ ہو بلکہ حقوق میں شریک ہو وہ جو ہمسایہ ہو کہ اس کا حق اور جبار کا بیان دیو اور خدایہ پر بھی ہوں
 تو وہ بھی ہمسایہ ہوتا ہے یعنی شریک نہیں ہے اسی میں جو ہمسایہ کہ اس کا حق خدایہ سے سانسے ہے کو چھ غیر نافذہ میں
 تو اس کو بھی شفع ہے اور اگر کو چھ نافذہ میں ہے تو شفع نہیں ہے اگر کوئی شفع غائب ہو تو شفع حاضر کو کل شفع مل جاوے گا
 پھر جب شفع غائب حاضر ہووے اور شفع طلب کرے تو اس کو بھی باطن استحقاق شفع ملے گا اگر شفع نے قبل بیع
 عقار بیعہ کے اپنا شفع مانتا کر دیا تو اس کا اعتبار ہوگا بعد بیع کے پھر طلب کر سکتا ہے شفع نہیں کر سکتا کہ عقار بیعہ میں
 سے کچھ لیوے اور کچھ نہ لیوے بدین ضمانتی مشتری کے اور عقار نصف اور اس کے ہوا میں شفع نہیں ہے دوزخ خداد

باب طلب شفعہ کے بیان میں

صلح میں تین طلب ضرور ہیں پہلی یہ کہ شفع کو جب بیع کی خبر ہو پچھے تو مجلس علم میں شفعہ کو طلب کرے ایسے
 الفاظ سے جس سے طلب شفعہ کی بھی جائے مثلاً یوں کہ کہ میں نے شفعہ طلب کیا یا میں طالب بن شفعہ کا یا میں طلب
 کرتا ہوں شفعہ کو یا اختیار ہے کرخی کا اور بیعتوں کے نزدیک ضرور ہے کہ حیثیت شفع کو خبر شفعہ کی ہو پچھے اویسی وقت
 طلب شفعہ کی کرے اگر ذری دیر بھی چپ ہے گا تو شفعہ اس کا باطل ہوگا یعنی مجلس تک انتظار نہ ہوگا بلکہ
 خبر ہو پچھے ہی طلب شفعہ ضرور ہو دوزخ خداد میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اختیار کرخی اصح ہے اور متون میں سب سے
 ہیں صراحت اس طلب کو طلب مؤثر کہتے ہیں اس لیے کہ مؤثریت کے معنی کو دینی اور اوچھلنے کے ہیں
 تو یہ طلب بھی غایت تعجل کی ہے تو یہ شفع کو دتا ہے اور شفعہ طلب کرتا ہے گناہ الاصل ص بھر دوشہ ی شفع
 گواہ کہیے عقار جاکر یا اس شخص پاس جس کے قبضہ میں وہ عقار ہو وقت ہووے خواہ بالغ ہو یا مشتری پس لکھ
 فلاں شخص نے اس گھر کو خرید لیا اور میں اس کا شفع ہوں اور تحقیق کہ میں نے شفعہ طلب کیا تھا اور اب بھی طلب کیا ہوں
 تو گواہ رہو اس بات پر اور اس طلب کو طلب شہاد کہتے ہیں ف جانا چاہیے کہ طلب ضرور ہے جب قادر ہو شفع
 گواہ کرنے پر گھر پاس جاکر یا قافلہ کے پاس جاکر بیان نہ کرے اگر باوصف قدرت کے شفع نے طلب شہادتی
 تو شفعہ اس کا باطل ہو جاوے گا اور ذخیرہ میں ہے کہ جب شفع نے کہہ دیا ہے کہ میں نے اس گھر کو خرید لیا ہے اور اس کی
 اور عاجز ہو طلب شہاد سے گھر چاکر یا قافلہ کے پاس جاکر تو وہ ایک شخص کو وکیل کرے اگر باوے اور جو کیو
 نہ پائے تو ایک قاصد یا خط بھیج دیوے سوا اگر یہ بھی ممکن نہ ہووے تو شفعہ اس کا باقی رہے گا جب حاضر ہو شفعہ کو
 طلب کرے اور جو یہ ہو وکیل ہو وین اور نہ کرے تو شفعہ اس کا باطل ہو جاوے گا گناہ الاصل ص بھر دوشہ ی شفع
 شفع شفعہ کو قاضی پاس سو کے قاضی پاس جاکر فلاں شخص نے ایک گھر لیا خرید کیا ہے اور میں اس کا شفع ہوں

نہایت کی ضرورت ہے
 میں نے اس میں شفعہ
 جب کہ اس میں شفعہ
 مجلس میں نہ ہوں
 دوزخ خداد میں
 اور دوزخ خداد میں
 قاضی سے کرنا
 گواہ ہوں تو دوزخ
 شفعہ طلب کرنا
 گواہ کر دیتا ہے اور
 اگر کوئی دوزخ خداد
 نہ پائے تو ایک قاصد
 یا خط بھیج دیوے
 سوا اگر یہ بھی ممکن
 نہ ہووے تو شفعہ اس
 کا باقی رہے گا جب
 حاضر ہو شفعہ کو
 طلب کرے اور جو یہ
 ہو وکیل ہو وین اور
 نہ کرے تو شفعہ اس
 کا باطل ہو جاوے گا
 گناہ الاصل ص بھر
 دوشہ ی شفع

بسیار از این گم که تو حکم کردی و در کتب دیگر مذکور است و در این کتاب که طلب علم است و در کتب دیگر
 و در این کتاب میں تاخیر کر کے شفیع باطل نہیں ہوتا اور کہنا نام صحیح ہے کہ ایک حدیث کہ اگر طلب خدمت کرے
 تو اس کا شفیع باطل ہو جائیگا اور اسی پر فتویٰ ہو گا اور ظاہر ہوا ہے کہ اگر شفیع باطل ہو گا اس طلب کی تاخیر
 سے جب تک شفیع زبان سے اپنے شفیع ساقط کرے اور یہی سنتی ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے کہ اگر جب فتویٰ ظاہر ہو
 اور غیر ظاہر مذہب پر ہو تو ظاہر اور روایت مقدم ہے کہ اگر ظاہر و روایت قاضی کے پاس شفیع شفیع
 طلب کرے تو قاضی تصرف یعنی مدعی علیہ شری ص سے سوال کرے کہ شفیع اس فقار کا مالک ہے جس نے
 سبب دعویٰ شفیع و دوسرے فقار کا تار و زلفی ہے کہ مالک شفیع کا سوال کہ اگر طلب شفیع کے غیر مناسب ہو کہ قاضی مدعی اول سے سوال کرے
 قبل مدعی علیہ کی طلب کے اگر کوئی شہر میں ہو اور اس کے مدد کی این ہو کہ اس نے حق دعویٰ کیا تو وہ مملوک یا بیعتیہ اس لیے کہ دعویٰ قبول نہیں کرے
 ہو چہرہ وہ بیان کرے تو سوال کرے کہ شہری گھر کا قابض ہے یا نہیں ہو سیکہ یا قابض شہری پر دعویٰ صحیح نہیں ہے بلکہ مملوک یا بیعتیہ
 حاجے کو بیان کرے تو شفیع سبب اس کے مدد سوال کرے ہو کہ لوگ میں متعلق تھے میں شاید کہ وہ سبب غصب کی وجہ سے دعویٰ کر رہا ہو
 یا وہ اور شخص حق کے سبب محبوب ہوئے چہرہ سبب صالح کا بیان کرنے اور محبوب ہو تو اس سوال کرے کہ حاکم علم
 کہ ہے ہوا اور تو نے کیا کیا تھا سبب شفیع باطل ہو جاتا ہر طول زمان اور اعراض یعنی طلب باطل اور ثانی کے
 ترک کرنے سے تو اس کا ظاہر ہونا ہی ضروری ہے چہرہ اس کو بیان کرے تو طلب تقریر سے سوال کرے کہ کیونکر کی اور اس کے
 پاس شہادہ اور سبب اس شہادہ واقع ہوا تو چاہیے غیر سے یا نہیں چہرہ کہ شفیع سبب کچھ بیان کر لیجے اور کسی شرط کہ قوت ہوتی
 دیا ہو تو دعویٰ اس کا پورا اور کامل ہو گا تو اب مدعی علیہ طرف قاضی مملوک ہووے اور اس گھر کی ملک حال
 کہ ہے جس کی ملک سبب شفیع کہ تحقیق شفیع حاصل ہو چکا ہو تو ص تو جب مدعی علیہ قرار کرے ہوس مملوک کے
 مملوک ہونا واسطہ شفیع کے یا انکار کرے تو کہانے سے اپنے علم پر یا شفیع گواہ قائم کرے اپنی ملک چاہیے
 مذکور جس کے تو اب قاضی اس سے سوال کرے کہ تو نے دوسرے فقار خریدا کیا یا نہیں اگر وہ قرار کرے خرید کیا مملوک
 کرے تو کہانے سے حال ہے یا سبب پر و ف جانتا چاہیے کہ جہاں پر ثبوت شفیع کا متعلق علیہ چہرہ شفیع
 غلط تو وہاں تو ہاں تو ہاں پر و یابی مثلاً مدعی علیہ کو یہ کہنا ہو گا کہ وائے اس شفیع کا تحقیق شفیع چہرہ نہیں ہے اور وہاں
 مختلف نہیں چہرہ شفیع جہاں تو وہاں تو ہاں تو ہاں پر و یابی مملوک کہ وائے اس شفیع کا تحقیق شفیع چہرہ نہیں ہے اور وہاں
 حاصل پر بیان بھی ضروری ہے تو یہ سبب گواہی ہے کہ شافعی سے مذہب ہے کہ قسم کھالیے سبب کھالیے کا ذکر کتاب المدعی میں
 گذر چکا کہ فی الاصل ص یا شفیع گواہ قائم کرے مدعی علیہ کی خرید پر تو قاضی شفیع کا حق شفیع کے لیے ثابت
 کہ یوں ہے کہ سبب پر و یابی مدعی علیہ شفیع کے طلب شفیع کا سنا ہووے اور جو سنا ہووے اور شفیع پاس طلب ثابت
 اور طلب شہادہ کے گواہ ہوں تو قبول مدعی علیہ شہر قبول ہو گا چہرہ ص اگر چہ شفیع وقت دعویٰ تک تو نہیں
 نہ آیا ہو اور جب شفیع کا شفیع قاضی حکم ثابت کر دیتے تو سبب شفیع کو میں حاضر کرنا ضروری ہو گا اور مدعی علیہ کو فقار کا
 حاکم کہنا مملوک میں چاہیے اور تو اس شفیع سے کہ میں نے خرید کر تو جو شفیع باطل ہو گا اور جو باطل ہے وہ فقار

بھی مشتری کے قبض میں نہ رہا ہو تو شفعہ کا بائع ہوگا لیکن گواہ نہ سننے یا دیکھنے پر بہت تک مشتری حاضر ہو
ف ایسے کہ وہی مالک ہو تو اس کے حضور میں شفعہ کیجا باوجود خلاف اور ضرورت کے اگر مشتری کے قبضہ میں ہوتا
 اگر بائع کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہے ایسے کہ وہ اپنی ہو گیا کفار الاحکامی ص اور فیصلہ شفعہ کا بائع پر کیا باوجود
ف ثن جب وہ بیع کسی کی ہو تو شفعہ کا بائع پر ہوگا اور شفعہ کو خیار الرویت اور جواز العیب ثابت ہوگا اگر مشتری شرط
 کر لے بلکہ کی ہر عیب اور شفعہ اور مشتری نے اختلاف کیا میں ان میں عقار کے **ف** اور اگر مشتری کے قبضہ میں
 ہو اور ثمن بائع کو نقد مل گئی ہو تو دھنڈا ص تو قول مشتری کا قسم سے مقبول ہوگا اور جو دونوں گواہ لائے تو شفعہ کے
 گواہ مقبول ہونگے **ف** طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک مشتری اور فتویٰ طرفین کے قول پر جو ص اگر مشتری
 نے ثمن زیادہ بیان کی اور بائع نے اس سے کہہ کر ثمن بائع لے چکا ہو تو قول مشتری کا وہ بائع کا صحیح سمجھا جاوے گا
ف اور جو صورت میں اس کا عکس ہو وہ تو قبض ثمن کے بعد مشتری کا تو ان قبضہ اور قبل قبض کے دونوں کو قسم کھانا
 ہوگا اور جو کول کر کے خلاف ثانی کا قول مقبول ہو یا ہوگا اور جو دونوں نے قسم کھالی تو بیع منع ہو یا دی اور شفعہ بائع کی کسی قیمت
 دیکر عقار لے لے گا دھنڈا ص اگر بائع مشتری کو کول ثمن چھوڑ دیوے تو شفعہ کو پوری ثمن مشتری کو دینا ہوگی اور جو بائع
 کو پھر مشتری کو چھوڑ دیوے تو وہی قدر شفعہ سے بھی چھوٹ جاوے گا **ف** اور جو کچھ بائع جو عادیوے تو شفعہ پر نہ ہوگی
 دھنڈا ص اگر مشتری نے ثمن مثلی کے بدلے میں عقار خرید لیا تو شفعہ بھی ثمن مثلی دیوے اور جو غیر مثلی سے خریدا
 تو شفعہ اس کی قیمت مشتری کو دیوے **ف** یعنی جو قیمت روز خرید اس چیز کی ہو وہ دھنڈا ص تو عقار کی قیمت
 میں بعض عقار کے ہر ایک عقار کا شفعہ دوسرے عقار کی قیمت کے بدلے میں لیوے اور اگر بیع بعض ثمن ہو بل کے ہو
 تو شفعہ نقد ادا کر لے لیوے یا شفعہ بھی طلب کرے اور عقار خرید گئے جاتے ہیں ثمن دیکر لیوے اور جو نقد لیا تو شفعہ
 باطل ہوگا اگر ذمی نے عقار کو بعض شراب یا سوکے خرید لیا اور شفعہ بھی ذمی پر تو شراب کی صورت میں شراب دیکر اور
 سوکے صورت میں قیمت اس کی دیکر عقار لے لیوے اور جو شفعہ مسلمان ہو تو دونوں صورتوں میں قیمت دیوے اگر
 مشتری نے اس عقار میں غلات بنائی یا درخت لگائے تو شفعہ کو اختیار ہے کہ ثمن عقار کے ساتھ ان دونوں کی
 قیمت جو مالت استحقاق میں ہو دیکر اس کو بھی لے لیوے یا مشتری پر جو کہے کہ ایسا علم اور درخت اوٹھا
 لیا وہ اسے اگر شفعہ نے زمین لیا تو زمین غلات بنائی یا درخت لگائے پھر وہ کسی اور کی ہوگی تو شفعہ مشتری
 سے صرف ثمن بھی لیوے اور قیمت غلات اور درخت کی کسی سے نہیں لے سکتا برخلاف مشتری کے
 کہ اگر وہ ان ایسی صورت ہووے تو وہ بائع سے ثمن بھی لے سکتا اور قیمت درخت اور عمارت کی بھی
 لیوے اگر مشتری نے ایک گھر خریدا اور اس کے وہ دیوان اور مستراح جو گیا یا باغ خرید لیا
 اور اس کے درخت سوکھ گئے تو شفعہ لگا دیکر لیوے تو پوری ثمن دیکر لیوے کہ نہیں کر سکتا اگر مشتری نے مکان لیکر
 اس کو گرا دیا تو شفعہ صرف زمین کی قیمت دیکر نہیں لے لیوے اور نہ لکڑی جو نا غیر مشتری کا ہو گیا تو اگر مشتری نے
 زمین خریدی اور اس کے اندر کے درخت ہوں کے ساتھ مع محل ہول لے لے یا صرف خرید یا صرف درخت چلے

پھر لگ آئے تو شفعہ بھی دونوں صورتوں میں رخصت مع پھلین کے لے لیا گیا اور اگر مشتری نے ہر ایک کاٹ لیا تو شفعہ بھی
 پھلین کے دام مجرا لیکر شفعہ حق بیوے اور صورت ثانی میں کل حق ادا کرے و اس کے بعد پھر مشتری نے جو حق
 خرید یا تھانہ تھے اگر شفعہ کے لیے مگر شفعہ کا قاضی نے کر دیا تو اب شفعہ کو اس کا چھوڑنا یا ان زمین دہرا بخشا
 ص باب بیان میں اس کے ضمن میں شفعہ ہوتا ہے اور زمین نہیں ہوتا اور جسے شفعہ باطل ہو جائے یا ہر
 شفعہ واجب ہو جائے قصداً یا یعنی بالذات نہ بالتبع ہوا ہے کہ بالتبع زمین کے انبار اور دنیا میں بھی شفعہ ہوتا ہے لیکن
 بالذات اس میں نہیں ہوتا مثلاً فقط انبار یا عمارت فروخت کیے جاویں بعد زمین کے تو اس میں شفعہ واجب ہوگا
 اس میں شفعہ منقول میں جو ملک میں آئے عوض کے بدلے میں اور وہ عوض مال ہوگا اگر وہ اس کی تقسیم نہ کرے جسے مال کا
 مع ملکی کے اور عام اور کونان و عوض کے قید سے ہمہ نکل گیا یہاں تک کہ اگر مالک کے مکان ایک شخص کو ہی کیلئے
 تو شفعہ کو حق شفعہ نہ ہوگا البتہ اگر وہ بدلہ عوض کر گیا تو شفعہ ثابت ہوگا اور مال کی قید سے وہ صورت نکل گئی کہ عقار کا عوض مال ہو
 جیسے ایک گھر عوض میں نکاح یا خلع کے دیا جاوے اور غیر مقسوم کے بیان سے یہ فائدہ ہر کس قسمی کے نزدیک غیر مقسوم
 میں شفعہ نہیں ہے اس لیے کہ شفعہ واسطے دفع کرنے محنت قسمت کے ہر اور ہر ایک شفعہ کیونکہ
 شفعہ واسطے دفع ضرر چار کے گنا فراصل مع زیادہ ص تو سبب منقولہ اور کشتی اور عمارت اور انبار میں جو شفعہ
 سبب جاویں بدون زمین کے شفعہ نہیں ہے یہی طرح شفعہ نہیں ہے میراث اور صدقہ اور ہبہ بلعوض اور جو گھر میں کہ تقسیم کیا جاوے
 شرکاء میں یا اجرت کے عوض میں دیا جاوے یا بدل میں خلع کے یا آزادی کے یا بدل میں صلح کے قتل عمد سے یا قتل
 اگرچہ بعض گھر کے مقابلے میں مال بھی ہو و جیسے ایک مکان کو ہر مقرر کر کے اس پر نکاح کیا اس شرط سے کہ عورت لکھنوار
 روپیہ پچیس روپے تو تمام گھر میں شفعہ نہ ہوگا اما صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ہزار کے حصے میں شفعہ واجب ہے
 گنا فراصل ص اگر عقار اس طرح بیع ہوا کہ بائع کو پھر لینے کا اختیار ہے تو جب تک بائع کو اختیار رہے شفعہ واجب ہوگا
 و پھر اگر اختیار ساقط ہوا تو شفعہ واجب ہو گیا بشرطیکہ شفعہ اس وقت طلب کرے قول صحیح ہیں اور بعضوں کے
 نزدیک بیع کے وقت طلب کرنا ضروری ہے اور اس قول کی بھی تصحیح ہوئی ہے رد مختار ص اگر عقار کی بیع بطور فاسد
 ہوئی تو جب تک حق فسخ باقی ہے شفعہ کو شفعہ نہ پہنچے گا و اگر جب حق فسخ ساقط ہو جاوے مثلاً مشتری اس میں غلط
 بناوے تو شفعہ ثابت ہو جاوے گا گنا فراصل ص اگر بیع کی وقت شفعہ نہ لیا بعد اس کے بیع سبب
 نیارار و سبب یا خیال شرط یا خیال العیب میں پھر کہ بائع پاس پھر لکھی تو اب شفعہ کو شفعہ نہ پہنچے گا اور جو غیر مکر قاضی وہ شر
 خیال العیب میں یا با قائلہ بیع بائع پاس کوئی حق شفعہ ثابت ہوگا اور غلام ہاذون مدیون کو اپنے مولیٰ کے مال میں اور سید کو
 اپنے غلام ہاذون مدیون کے مال میں حق شفعہ پہنچتا ہے اور شفعہ ثابت ہے اس شخص کے لیے جو خود خرید کرے یا دوسرے
 کے لیے خریدے یا کوئی دوسرا اس کے لیے خریدے فائدہ یہ کہ اگر مشتری یا مولیٰ شرک ہوں اور ایک دوسرا اور
 شرک ہو تو مشتری اور مولیٰ کو بھی شفعہ پہنچے گا مثلاً ایک گھر میں تین شخص شرک ہیں اب ایک شرک نے
 دوسرے کو وکیل کیا کسی کا حصہ خریدنے کے لیے تو مولیٰ شفعہ ہے اور وکیل مشتری ہے تو دونوں کو حق شفعہ پہنچے گا

قصا سے قاضی بعد بیع کے مرعوبے اور بعد ملک قاضی کے مرعوبے قبل ادا کر کے زمین کے یا بعد ملک کے زمین کے تو شریعت
کو شفعہ ملے گا گذر فی الاصل ص اگر مشتری مرعوبے تو شفعہ ساقط نہ ہوگا بلکہ اس کے ورثہ سے شفعہ طلب کیا جاوے گا
ص اگر شفعہ قبل بیعت کے کہ قاضی شفعہ کا حکم کرے اس جائیداد کو اپنی بیعت کے سبب سے اس کو استحقاق شفعہ کا
مائل ہر تب بھی شفعہ اس کا باطل ہو جاوے گا ص اگر سبب کہ بیع بشرط خیال کرے یا بعد ملک قاضی کے بیچے ص اگر شفعہ
کو خبر نہ تھی کہ مکان زید خریدتا ہے اور اسے شفعہ چھوڑ دیا بعد معلوم ہوا کہ عمر نے خرید لیا شفعہ کو پہلے معلوم ہوا کہ مکان زید روڈ کو
فروخت ہو تو اسے شفعہ چھوڑ دیا پھر سیکھا کہ زید اسے کم کو کھایا ایسی چیز کیلی یا وزنی یا عددی استقارب کے بلے میں بکا کریت
اوسکی ہزار یا زیادہ ہے تو شفعہ کو پھر دعویٰ شفعہ پر بیچے گا اور جو یہ گھلا کہ سبب کے بلے میں بکا جسکی قیمت ہزار روپہ یا زیادہ ہو
تو شفعہ نہ ہو چھوڑے گا ص اس واسطے کہ کیلی وزنی اشیاء دینا بھی شفعہ کو آسان ہوتا ہے نسبت زر نقد کے اور سبب
میں اگر اوسکی قیمت ہزار روپہ ہے تو شفعہ کو ہزار روپہ دینا ہوگا اور ہزار روپہ پر وہ شفعہ چھوڑے گا اور اگر زیادہ ہے تو بطریق
اولیٰ شفعہ ہوگا گذر فی الاصل ص اگر چند شخصوں نے ایک مکان ایک شخص سے لیا تو شفعہ ایک شخص کا حصہ نہ ہو سکتا ہے
اور جو چند شخصوں نے اپنا مکان ایک ہاتھویا تو شفعہ ایک ہاتھ کا حصہ نہ ہو سکتا اگر ایک شخص نے زمین میں سے نصف
زمین بیچ ڈالی پھر اوسکو تقسیم کیا یعنی اپنا نصف جدا کیا اور مشتری کا نصف ملکہ کیا تو شفعہ اوس نصف کو لے سکتا ہے
مسائل محلہ ایک عام سے شفعہ ساقط ہو جاتا ہے قصداً نہ دیاتاً اگر شفعہ شفعہ کو نہ جانتا ہو و اگر دوسرے
کی ملک کا بھی دعویٰ ہے اور شفعہ کا بھی تو یوں دعویٰ کرے کہ میں اس گھر کی ملک کا دعویٰ کرتا ہوں اگر یہ گھر مجھے
ہو نہی تو بہتر ہے ورنہ میں شفعہ کے دعویٰ پر ہوں جس اثر کے کا کوئی ولی نہیں ہے تو اس کا شفعہ
باطل ہوگا اگر قاضی اوسکی طرف سے کوئی کارپرداز مقرر کرے تو وہ شفعہ کو طلب کرے درخندان

کتاب القسمة

قسمت کہتے ہیں ایک حصہ شائع و بیعی پھیلے ہوئے ص کو جمع کر دینا اور زمین کرونیاف اور قسمت کا
سبب طلب کرنا ہے شریعت کا کیا بعض منفعہ کو اپنی ملک سے تو اگر شریکوں کی طلب نہ پائی جائے تو قسمت کرنا صحیح نہیں
اور شرط قسمت یہ ہے کہ منفعہ فوت ہو جائے تو دیوار اور حمام اور مانند اسکے قسمت نہ کی جاوے گی درختخار ص جو
چیز مثلی ہے تو اوسکی قسمت میں افزائے یعنی اپنے حق کا جدا کر لینا غالب ہے اور جو غیر مثلی ہے تو اوس میں مبادلہ غالب ہے و
مثلی میں جیسے گھوڑا چانول جو وغیرہ میں افزائے اسیے غالب ہے کہ اوس کے اجزاء و ابعاض میں تفاوت نہیں اس واسطے کہ مثلاً
گھوڑا اور بچہ میں سے جو ایک شریک لیتا ہے وہ اوسکی مثل ہے ظاہر اور باطن میں جو دوسرا شریک لیتا ہے وہ غیر مثلی میں
جیسے حیوانات اور سبب اند میں مبادلہ غالب ہوا اسیلے کہ اون میں تفاوت بہت ہوتا ہے چنانچہ ایک گھوڑا
سودہ کا اور دوسرا ہزار دم کا تو اوسکو عین حق قرار دینا ممکن نہیں ہے کیونکہ دونوں جنون میں بالیقین مماثلت
اور مساوات نہیں ہے ص تو ہر شریک حصہ اپنا دوسرے شریک کی قیمت میں مثلی میں لے سکتا ہے نہ غیر مثلی میں
و اسیلے کہ مثلی میں تفاوت نہیں ہے برخلاف غیر مثلی کے درختخار ص اگر غیر مثلی کی قسمت پر خبر کیا جاوے گا

متحدہ بخش میں ف ایہ جواب ہر ایک سوا کی کہ مبادی غالب ہر غیر مثل دین چکر کیا و میر کہ متحدہ بخش غیر مثل دین جبر
کیا ہوتا ہے قسمت پر مبادی ہر ایک سوا کی کہ مبادی غالب ہر غیر مثل دین چکر کیا و میر کہ متحدہ بخش غیر مثل دین جبر
انوار کے پائے جاتے ہیں اور شریک چاہتا ہے کہ اپنے حصے سے نفع اٹھائے، سوچو کہ میں جبر جاری ہو چلا وہ اسکے کبھی مبادی
میں بھی جبر ہوتا ہے جب اس سے غیر کا حق متعلق ہوئے جیسے اوائے دین میں گڈا فی الاصل ص اور قسمت کرنے والا ابراہیم
میں سے متعلق کیا جائیگا نا لوگوں کے مال بغیر جرت تفسیر کر دیا کرے اور یا فلی کہا اور جرت پر مقرر کیا جاوے تب بھی صحیح ہے
اور جرت سب شریکوں پر برابر ہوگی ف امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جس کا حصہ زیادہ ہو وہ زیادہ
اجرت دیوے اور جس کا کم ہو وہ کم دیوے کیونکہ جرت محنت کی ملک کی امام صاحب یہ کہتے ہیں کہ جرت جو حق نہیں کر دینے کے
ایک حصہ کو دوسرے حصے سے اور ممکن تفاوت نہیں قیل اور کہ میں بلکہ کبھی قیل میں مل ہو تاکہ اور غیر میں آسان اور کبھی
اسکا اور دنا ہوتا ہے تو اسکا اعتبار تعدد ہو اپس سب شریکوں پر اجرت برابر ہوگی باعتبار اصل تیز کے گڈا فی الاصل اور جرت
نایبے اور قوت اور پر کھنے اور چرانے اور لادنے والے کی اور محافظت کرنے والے کی باتفاق امام اور صاحبین بقدر حصوں کے
ہوگی درختا در ضرور ہے کہ قاسم قسمت کو خوب جانتا ہو ف اور عادل امانت دار ہو و درختا در ضرور ہے کہ قاسم
قسمت کے لیے خاص ایک شخص کو مقرر کرے ف اس طرح کہ وہی شخص اجرت لیکر تفسیر کیا کرے کیونکہ وہ اجرت گران
ایکا اور لوگوں کو بوجہ بیوری کے دنیا تریکی ضرور نہ یہ کہ جرت قسمت کی سب قاسمون میں مشترک ہو کرے ف
ورنہ وہ آپس میں اتفاق کر کے اجرت گران لیتے ص قسمت صحیح ہے سب شریکوں کی رضامندی سے مگر بے یمن
کوئی شریک صغیر میں ہو ف یا یمنون ہو جس کا کوئی نائب نہیں ہے یا کوئی شریک غائب ہووے جسکی طرف کوئی عمل
نہیں ہے کہ ان صورتوں میں قسمت لازم نہ ہوگی درختا در ضرور ہے کہ قاسم قسمت کی اجازت قاضی کی ف یا غائب سب
کی بعد بیوخ کے یا اسکے ولی کی درختا در ضرور ہے کہ قاسم قسمت کی اجازت قاضی کی ف یا غائب سب
قسمت باطل ہے اگرچہ ان اشخاص کی اجازت ہو چاہے وہ بی بالغ ہو کر یا اسکے ولی اجازت نہ دیوے یا غائب
حاضر ہو و درختا در ضرور ہے کہ قاسم قسمت کیا جاوے وہ مال منقول کی میراث کا شریک کا دعویٰ کہ میں یا اسکے شریک کا یا مطلق
ملک کا اسی طرح غیر منقول اگر اسکے شریک یا ملک کا دعویٰ کہ میں ہوں اور جو اسکی میراث کا دعویٰ کرتے ہوں تو وہ تقسیم
نہ کیا جاوے گا امام صاحب کے نزدیک یہاں تک کہ گواہ لاوین موت پر مورث کے اور ورثہ کی تعداد پر اور صاحبین کے نزدیک
تقسیم کر دیا جاوے گا مثل اور صورتوں کے اور قسمت نہ ہوگی اگر دو شخصوں نے دعویٰ کیا کہ عقار ایک قبضے میں ہے جب تک وہ
اپنی ملک پر گواہ نہ لاوین باتفاق امام اور صاحبین کے اگر دو وارث ایک شخص کے قاضی پاس آئے اور انھوں نے مورث
کی موت پر اور ورثہ کے شمار پر گواہ قائم کیے اور ایک مقدار اون دونوں کے قبضے میں ہے اور عقار ورثہ ایک وارث نبالغہ ہے
یا غائب ہے تو عقار کو تقسیم کر کے قاضی ایک شخص کو مقرر کر دیا جو طفل یا غائب کے حصے پر قبضہ کر لےوے اور جو ایک وارث
حاضر ہو اور اسے گواہ قائم کیے موت پر اور شمار ورثہ پہنچی شخصوں نے ایک چیز ملکر خریدی اب ایک خوار
غائب ہے اور باقی شریک حاضر ہیں یا کل یا بعض مقدار اس فعل نبالغہ یا غائب کے قبضے میں ہو و تو قسمت کی جائیگی مثل شریک

قسمت کیا جاوے ایک شریک کی طلب سے اگر شریک اپنے حصے سے نفع اٹھا سکے اور جو ایک کا حصہ زیادہ ہو
 اور دوسرے کا اس قدر قلیل ہو کہ وہ اوس سے نفع نہیں اٹھا سکتا تو زیادہ حصے والا اگر قسمت طلب کرے گا تو قسمت ہوگی اور
 قلیل والے کی طلب سے قسمت نہ کی جاوے گی **ف** ایسے کہ صاحب حصہ قلیل کو قسمت میں کچھ نفع نہیں تو وہ نقصان میں نہیں
 ہر طلب قسمت میں اور بعضوں نے برعکس کہا ہے یعنی صاحب کثیر کے چاہنے سے قسمت نہ ہوگی کیونکہ صاحب کثیر صرف نقصان
 چاہتا ہے صاحب قلیل کا اور صاحب قلیل اگر چاہے تو قسمت کی جاوے گی ایسے کہ وہ اپنے نقصان پر تپ راضی ہو اور بعضوں
 نے کہا کہ ہر ایک کی طلب سے قسمت کیاوے گی اور مختارین ہر کہ اسی قول پر فتویٰ ہے **نقل عن الخانیۃ** صاحب اگر قسمت کرنے سے
 سب شریکوں کو ضرر ہو تو قسمت نہ ہوگی جب تک سب شریک طلب کریں تقسیم کو اور قسمت کیا جائے اور اسباب اور
 عروض کی جنگی جنس متی **ف** مثلاً لکڑی بکریاں ہو دیں یا نئے اونٹ ہو دیں یا اور کوئی اسباب ایک قسم کا ہو **و** ص اور
 جو مال مشترک دو جنس کے ہوں **ف** یا کئی جنس کے جیسے بکریاں اور اونٹ یا اور اسباب مختلف جنس کے **و** ص یا
 غلام لوطی ہوں یا جو اہرات ہوں یا تمام **ف** یا کو ان یا کئی یا کتا میں دہ بخداد **و** ص تو قاضی قسمت نہیں کر سکتا
 مگر جب سب شریک راضی ہو جاوے تو تقسیم پر **ف** اور صاحبین کے نزدیک رقیق اور جو اہرات بعض خیر کا ایک
 بھی تقسیم کرے یا ہونگے جیسے اونٹ وغیرہ امام صاحب یہ کہتے ہیں کہ آدمی آدمی میں بہت تعلوت فاحش ہو جائے تو مثل اجناس
 مختلف کے جو ہر اور جو ہر جنسوں کے نزدیک اگر جنس مختلف ہو تو قسمت نہ ہوگی **کذا فی الاصل** کل ہم کہتے ہیں کہ جو اہرات
 اگر چہ متحدہ جنس ہو دیں جب بھی ایک کی قیمت دوسرے سے بدرجات متفاوت اور کم و بیش ہوتی ہے تو مساواة
 قیمت اوس میں ممکن نہیں ہے اور جو اہر الفناوی میں ہر کتا بن تقسیم نہ کی جاوے گی وارثوں میں لیکن ہر وارث اوس سے
 نفع حاصل کرے باری باری اور قسمت کتابوں کی اور اق کے شمار سے نہ ہوگی اسی طرح جلد سے اگر ایک کتاب کئی جلد
 میں ہووے اور اگر وہ شریک باہم راضی ہو جاوے اس بات پر کہ کتابوں کی قیمت معین کیا جائے اور ہر شریک کچھ کتا میں
 یوں قیمت حساب ہے تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں دہ بخداد **و** ص کئی گھر مشترک ہیں یا ایک گھر اور زمین مشترک ہے یا ایک گھر
 ایک دکان مشترک ہے تو ہر ایک کی قسمت جدا جدا ہوگی **ف** یعنی یہ ہوگا کہ ایک شریک کو گھر دیا جاوے اور دوسرے
 کو زمین یا دکان یا دوسرا گھر دیا جاوے بلکہ ہر ایک میں علامہ علیہ السلام قسمت کیاوے گی اگر سب چیزیں ایک شہر میں ہو دیں
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک قسمت مجتمہ ہوگی اگر وہ سب گھر ایک شہر میں ہیں اور جو دوشہروں میں ہیں تو
 باتفاق راقم قسمت ہر ایک کی علامہ علیہ السلام کیاوے گی **کذا فی الاصل** **و** ص اور قسمت کرنے والا شریک مقسوم کا نقشہ کھینچے **ف**
 قاضی کے دکھانے کے لیے دہ بخداد **و** ص اور مقسوم کو قسمت کے حصوں پر تعدیل اور تسویہ کرے **ف** اس طرح
 کہ اقل سهام کو دیکھ کر اوس کے مخرج پر مقسوم کے حصے کرے یوں مثلاً کمتر سهام ثلاث ہے تو شریک مقسوم کے تین حصے
 اور جو سب سے ہے تو چھ حصے کرے علیٰ ہذا القیاس **و** ص اور گزروں سے اسکو پیمائش کرے اور عمارت کی قیمت
 مقرر کرے اور ہر حصہ کی آمد کی راہ اور پانی جدا کر دیوے اور حصوں کا نام پہلے دوسرے تیسرے کے ساتھ رکھ دیوے
 تو جب کا نام پہلے نکلا اسکو پہلا حصہ دیوے اور جب کا نام دوسری بار میں نکلا اسکو دوسرا حصہ دیوے **ف** یعنی تمام

اوس کا غنہ گزروں کو لکھ کر جدول قلم سے ہر ذمہ فی ذراع کو ایک ٹکڑی قسمت عام کے بناوے اور مکان اور سائبانوں کو زمین
گزروں سے ناپ یوے اور عمارت کی قیمت لگا لیں اور جس جانب سے پہلے قسمت شروع کیے تو اگر جانب غریب سے
مثلاً شروع کرے تو اول حصہ کا نام پہلا حصہ کے پھر اوس کے متصل دوسرا حصہ پھر تیسرا حصہ اس طرح جتنے حصے ہوں انہیں تک
بعد اوس کے شرکاء کے نام قرعہ ہر ایک کسی اور چیز پر لکھ کر پہلے جس کا نام لکھے اوس کو ابتدا کی جانب سے جڑے ہوئے ہوں دیدیوے
پھر دوسرے کو تیسرے کو خواہ سب کے حصے برابر ہوں یا کم و بیش انتہی کذا فی الاصل ص اور نقد رو یا گھراور زمین کی قیمت
میں داخل کیے جاویں گے مگر تھرکا کی رضا مندی سے ف تو اگر زمین میں عمارت بھی ہو تو اوس کی قیمت قیمت سے ہوگی
امام ابو یوسف کے نزدیک اور امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ زمین برابر برابر تقسیم کیے جس کے حصے میں عمارت آئے
وہ دوسرے کو موافق اوس کے روپ پر پھر دیوے تا حصہ برابر ہو جائے تو ضرورت کے سبب روپ داخل کیے جاویں گے اور
معمول سے مروی ہے کہ جس کے حصے میں عمارت ہو وہ دوسرے شریک کو کچھ زمین دے پس کر دیوے تو اگر اس سے بھی پورا نہ ہو
تو کچھ روپ دیوے کذا فی الاصل ص اگر گھر کی یا زمین کی قیمت ہو گئی اب ایک شریک کی مہری یا راہ دوسرے شریک
کے حصے میں سے ہو اور اس کی شرط قیمت کے وقت نہیں ہوئی تھی تو راہ اور مہری اوس کی بدل دینگے اگر ممکن ہو ورنہ
کو نسخ کر کے اس طرح تقسیم کریں گے کہ ہر ایک کے اپنی سنیے کی اور آمد و رفت کی راہ جدا ہو اگر ایک مکان اوپر نیچے کا مشترک ہو
ایک مکان نیچے کا خاص ایک شخص کا ہو اور اوپر کا مشترک اور ایک اوپر کا مکان خاص دوسرے کا ہو اور نیچے کا مشترک
تو ان مکانات مشترک کی قیمت مقرر کر کے بلحاظ قیمت تقسیم کیا وین امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہے کہ
اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک گزروں سے ناپ کر تقسیم کر دینگے اس طرح کہ نیچے کے مکان سے لیکر گز کے مقابل میں
دو گز اوپر کے مکان سے دینگے اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی گزروں سے تقسیم ہوگا لیکن اوپر اور نیچے کا
مکان برابر رہیگا کذا فی الاصل ص اگر بعد قیمت کے ایک شریک نے اپنے حصے پانے کا اقرار کیا پھر کئے لگا کہ کچھ زمین میرے
حصے کی دوسرے شریک کے پاس چلی گئی غلطی سے تو اوس کی تصدیق نہوگی مگر گواہوں سے ف اس لیے کہ وہ چاہتا ہے نسخ قسمت کا
تو نہ تصدیق کیا جاوے گا مگر گواہوں اور استہکامین ہی کہ دعویٰ اوس کا مقبول نہوگا چاہے سبب ناقض اور سبب اور قضاوی
قاضی خان میں بھی ایسی تائید ہو اور روایت متن کی دلیل ہے کہ اوس شریک نے قاسم کے فعل پر اعتماد کر کے اپنے حق پانے کا
اقرار کر لیا پھر حسب اعتدال سے خوب چاہا تو اوس کے فعل کی غلطی ظاہر ہوئی سو اوس اقرار سے مواخذہ نہ کیا جاوے گا وقت ظاہر ہو
حق کے کذا فی الاصل ص کہتا ہوں کہ اگرچہ یہاں اوس کے دعویٰ میں تناقض ہے لیکن تناقض فعل غنا میں معفو ہے جیسا کہ
اشباہ والنظائر اور اکثر کتب فقہ میں مصرح ہے ص اگرچہ شخص قاسم تھے تو ان کی شہادت اصلہ شریکین پر جب انکار کرے اپنے
حصہ پانے کا مقبول عرف شیعین کے نزدیک اور محمد اور شافعی کے نزدیک مقبول نہیں ہے اس لیے کہ یہ شہادت خود اپنے فعل پر
اعتماد پر اب دیتے ہیں کہ میں اپنے فعل پر شہادت نہیں دے بلکہ اصلہ شریکین کے اقرار پر اس بات کے کہ میں نے اپنا حصہ بایلیا
ص اور جو ایک شریک نے یہ کہا کہ میں نے اپنے حصہ پر قبضہ کیا پھر دوسرے شریک نے او میں سے کچھ لے لیا تو اوس شریک کے
مخلف دلاویں گے اور جو اقرار یہ قاسم کے حق کے لئے یہ کہا کہ مجھ کو بقدر حصہ پہنچا تھا اور دوسرے شریک نے اتنا نہ دیا تو وہ

قسم کا دین اور قسمت فتح کیا ہے و اور جو شریک راہ کی طرف میں اختلاف کریں تو طوطہ کا عرض موافق اور طوطہ
 مکان کے عرض سے لے کر دیا جائے گا اور طوطہ و سکا بقدر طول دروازہ کے اندر میں میں بقدر طوطہ کی اور جو شریک
 شرط کر لی کہ مقدار راہ کا متفاوت ہے تو جائز ہے کہ حد بخاند ص اگر قیمت کے ایک حصے میں سے کچھ میں معین یا
 غیر معین کسی سختی کی تکلیف قسمت کا فتح کرنا ضروری نہیں بلکہ وہ شریک موافق اوس حصے کے اپنا حصہ دوسرے شریک کی
 زمین سے لے لے لے اور جو ایک حصہ غیر معین کل میں میں کسی شخص ثالث کا نکلا تو قسمت فتح کیا جائیگی و اور اس کتاب
 میں مقام تفصیل کی ہے اگر کسی کا جی چاہے تو دیکھ لے ص صحیح ہو باری باری فتح لینا شریک سے جسکو ماباہ
 کہتے ہیں مثلاً ایک درم شریک میں ایک طرف ایک شریک ہے دوسری طرف دوسرے شریک یا ایک دوسرے مکان میں ہے
 اور دوسرے شریک کے مکان میں ہے یا ایک غلام شریک سے ایک دن یا کم کر یا کرے دوسرے دن دوسرا یا چھوٹے گھر میں
 ایک دن ہے دوسرے دن دوسرا یا دو غلام شریک ہوں ایک ایک کام کر یا کرے دوسرے دوسرے سے و
 مسکائل ملحقہ اگر ترکہ تقسیم ہو گیا پھر میت پر دین نکلا تو قسمت کو فتح کر لینا لگے کہ جب سب وارث ملکر عرض
 او اگر دین یا تو صفواہ اپنا حصہ بٹاروں کے حصے سے معاف کر دیوں یا اور ترکہ بقدر باقی ہو جو قرضہ کو کافی ہو اگر قیمت
 ترکہ کے ایک ٹاٹ نے دعویٰ دین کیا تو مسیح نہ دعویٰ میں اگر قیمت کے دوسرے حصے میں دقت کی ملک کا حصہ ہو
 تو باطل ہے اگر ایک شریک کے حصہ کا دقت ہو کی شافعیں دوسرے شریک کے حصے میں لگتی ہیں تو او کو جو بیرون دقت کے حصے نہیں
 پہنچتا اگر زمین مشترک میں داخل شریکین نے بغیر وزن دوسرے کے عمارت بنائی تو اس کے شریک عمارت کا فتح چاہا تو زمین
 قسمت کرینگے اگر جسے عمارت بنائی اوی کے حصے میں آگئی تو بہتر ہے کہ وہ اسکو منہدم کر دے اور یہی حکم دقت کا ہے
 البتہ اگر دوسرا شریک راضی ہو جائے تو نہ گرا دے اگر سب شریک قیمت کو توڑ کر بھر اپنا حصہ شریک کر لیں تو دوسرے
 جو بقیہ قیمت فاسد ہے مقبوض ہو و تو او میں ملک قابض کی آجاوگی اور جو او میں تصرف کر لیا وہ نافذ ہو گا
 مثل مقبوضہ شرعی فاسد کے اگر مکان مشترک ہو گیا اور ایک شریک و سنی تعمیر نہیں کرتا تو قیمت کر دیوں اور قیمت
 نہو سکے تو ایک شریک دوسرے کو بنا لے کر یہ پر چلائے اور دام اپنے وصول کر لے اگر قاصصی کے حکم سے بنا دے
 و نہ قیمت عمارت جو بنے وقت ہو بھر لے انسان کو اپنی ملک میں تصرف کرنا اگر چہ ہمسایہ کو اوس سے ضرر
 پہنچے درست ہے اسی پر فتویٰ اور بعضوں نے کہا نہیں درست ہے اور اوی پر فتویٰ ہے کہ شرعاً مستحار

کتاب الزکوٰۃ

شرح میں مزاجت عبارت ہے اوس عقد سے جو زکوٰۃ پر منع ہے جو بقرہ بعض غلام و یعنی انہما یا جو تعالیٰ مانج
 جو پیدا ہوئے مثلاً زیدی زین عمر کو اس شرط پر دیوے کہ عمر و زین زکوٰۃ کرے جو پیدا ہووے کی تعالیٰ زکوٰۃ کو ملے باقی
 عمر کو ہی کا نام مزاجت ہے اگر ان مزاجت کے چار میں ایک زمین دوسرے عمر شریک قیمت چوتھے میں عمارت
 ص و یا غیرہ کے نزدیک یہ عقد صحیح نہیں ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نسخ کیا تھا یہ سے و
 روایت کیا اسکو مسلم نے جابر سے اور عمارہ ثعلبی نے ابی ہریرہ سے روایت کیا کہتے ہیں اور ایک روایت میں مسلم

صاف زراعت کا مفہوم جو ہے اس واسطے کہ یہ عقد و حقیقت ہمارا لینا ہے بعض پچھلے جہاں کے عمل سے غلطی ہو
 خوش نصیبان کے ہوا اور وہ منع ہو اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہو اور اسی پر فتویٰ ہو اس لیے کہ لوگ اس عمل کو نہ
 پہچانتے ہیں اور حاجت ہر طرف اس کے مثل مضارب کے اور واسطے کہ محل امداد علیہ السلام نے معاملہ کیا تھا اہل غیر سے
 اور بھیت خارج کے خواہ بھل ہوں یا ناجہ ہو روایت کیا اور سکوا بود و ترمذی ابن ماجہ بخاری مسلم نے ابن عمر سے
 بیان کیا کہ ایک باغبان نے ایک باغبان کو اجازت دیا کہ وہ اس کے باغ میں جو کچھ چاہے وہاں سے لے لے کر اپنے گھر لے جائے
 اور باغبان نے اس کی اجازت دے دی کہ وہ اس کے باغ میں جو کچھ چاہے وہاں سے لے لے کر اپنے گھر لے جائے
 کے معنی ہونے کیلئے کہی شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ زمین زراعت کے قابل ہو دوسری شرط یہ ہے کہ عاقدین اہل ہوں و
 یعنی عاقل ہوں تو مجنون اور صغیر غیر عاقل سے یہ عقد درست نہیں ہے لیکن جس عاقل اور غلام اور کافر سے درست ہے خطا و
 ص تیسری شرط یہ ہے کہ مدت مذکور ہو موافق دستور کے اور در مختارین کے کہ ہمارے زمانے میں ذکوہات ضرور
 نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے کہ جو مکتی شرط یہ ہے کہ تخم دینے والے کو معین کر دینا یا یعنی بیج بونے کے لیے
 کون دیوے جسکی زمین پر وہ دیوے یا جو محنت کرنا پر وہ دیوے اسکی تعیین ضرور ہے اور بعضوں کے نزدیک موافق
 عرف کے عمل ضرور ہے حدیث میں ہے کہ جو بیج بونی جاوے اسکی جنس مذکور ہو یعنی باجر یا چاول
 یا گیہوں ص چوتھی شرط یہ ہے کہ دوسرے شخص کا حصہ مقرر ہو وے یعنی جس کا بیج نہیں ہے اور اس
 مقرر کر دینا ضرور ہے ص ساتویں شرط یہ ہے کہ زمین محنت کرنے والے کے بالکل سپرد کر دی جاوے تو اگر صاحب
 زمین کا عمل بھی شرط ہو یا دونوں کا عمل مشروط ہو وے تو عقد صحیح نہیں تجلیہ ہونے کے سبب سے اور تجلیہ یہ ہے کہ زمین کا
 مالک کے سینے زمین بجاوے تسلیم کر دی گلا فی الطحاوی ص آٹھویں شرط یہ ہے کہ جو غلام پیدا ہو وہ زمین دونوں کی شرکت ہو
 تو زراعت باطل ہوگی اگر احد العاقدین کے واسطے سن یا دونوں غلامین کر دیا گیا ہو وے یعنی مثلاً یہ کہ دیا گیا ہو کہ
 کہ دس میں غلامان کو ملے گا بعد اس کے نصف نصف یا ثلثا ثلثا تقسیم کر لینگے زراعت ہر صورت میں اس لیے باطل ہے کہ احتمال
 ہے کہ ہواؤں میں غلے کے اور کچھ پیدا ہووے تو ضرور ہے کہ جس قدر غلے دونوں میں مشترک ہے ص یا ایک مقام خاص
 میں جو غلے کے وہ ایک کے لیے معین کر دیا جاوے یا بقدر تخم کے صاحب قسم پہلے کمال لیوے یا بقدر خراج معین کے
 پہلے دیدیا جاوے یا باقی تقسیم ہو وے و ان سب صورتوں میں زراعت باطل ہے اس لیے کہ شاید اسی مقام خاص
 میں غلے کے اور کچھ پیدا ہووے یا بقدر تخم کے پہلے دیا جاوے یا بقدر خراج معین کے یا اسی قدر غلے کے زیادہ نہ پیدا ہووے اور اگر
 خراج مقام جو بقدر ثلث یا خمس خارج کے ہو کہ جو ہے تو عقد زراعت باطل نہ ہوگی جیسے عشر کی پہلے دینے کی شرط ہو
 اس لیے کہ زمین شرکت منقطع نہیں ہوتی بلکہ جس قدر پیدا ہوگا خواہ کتنا ہی بھل ہو اسکا راجع یا خمس جو خراج مقام میں ہوگا اور اگر
 باقی بطور شرط کے تقسیم کر لینگے گلا فی الاصل ص یا گھاس ایک کی ہووے اور دانہ دوسرے کا و اس لیے
 کہ شرکت اس صورت میں منقطع ہو جاتی ہے زمین جو مقصود زراعت ہے یعنی ناج گلا فی الاصل ص یا دانہ منقطع
 ہووے اور گھاس اسکی جو صاحب تخم نہیں ہے و اس لیے کہ شرط خلاف ہے مقصد عقد کے کہ گھاس

مستحق مہر ہی ہو جس کے بیچ ہیں حصہ یا گھانس نصف نصف ہو اور دانہ ایک کا ہو سے فاسلے کہ تصور میں نہایت
 منقطع ہو جائی کہ حصہ اور اگر یہ شرط کی کہ دانہ نصف نصف ہو اور گھانس تخم کے کوٹے یا گھانس کا بالکل کر رہی نہ کیا تو بہت
 ہر فاسلے کہ اول صورت میں شرط موافق مقتضائے عقد کے ہو کیونکہ گھانس اس کے ایک کی افزائش ہے جس کا تخم
 اور دوسری صورت میں مقصود یعنی اناج میں شرکت حاصل ہو تو اس صورت میں گھانس صاحب قسم کو ملے گی اور بعضین
 کے نزدیک مشترک رہے گی ورنہ کی متابعت سے گذارے **فصل الاصل** صریح مزارعت دست پر اگر تخم اور زمین ایک کی ہو
 اور بیل اور محنت دوسری یا زمین ایک کی اور بیل اور محنت اور تخم ایک کا ہو یا تخم اور بیل ایک کا ہو اور زمین اور محنت ایک
 ایک کا اور باطل ہے اگر زمین اور بیل ایک کا ہو اور محنت اور تخم ایک کا ہو یا تخم اور بیل ایک کا ہو اور زمین اور محنت ایک
 کی ہو یا زمین اور بیل ایک کا ہو اور تخم ایک کا ہو یا تخم اور بیل ایک کا ہو اور زمین اور محنت ایک کی ہو
فصل صورتیں یہاں سات زمین زمین سے زمین اور چار دانہ درست جیسا مذکور ہوا حصہ جب عقد
 مزارعت صحیح ہو تو اب پیداوار موافق شرط کے تقسیم ہو گا اور جو کچھ پیدا ہووے تو محنت کے لئے کو کچھ نہ ملے گا
 اور جو کچھ باوجود عقد مزارعت کے پیدا کرنے پر جو بعد مزارعت کے اوس سے چلنے سے انکار کرے مگر صاحب تخم پر چرہ ہو گا
 بیحدانے کے پہلے **ف**صل اور بعد بیحدانے کے اوس پر بھی جو کچھ تر شاخدار حصہ جس صورت میں عقد مزارعت فاسد
 ہو جاوے تو پیداوار سب اوس کو ملے گی جس کا تخم ہو اور دوسرے کو اگر اوس کی زمین ہو تو کرانہ زمین کا اور اگر محنت ہو تو محنت
 کی اجرت ملے گی لیکن جس قدر شرط ہو اتنا اوس سے زیادہ نہ ملے گا اور امام محمد کے نزدیک جہاں تک پونچھے اجرت مثل
 دیجاویگی اگر یہ شرط سے بڑھ جائے **ف**صل اور جو مزارعت فاسدہ میں کچھ پیدا ہووے تو اگر تخم عامل کی طرف ہو تو زمین
 اور بیل کی اجرت اوس پر واجب ہوگی اور اگر تخم مالک زمین کا ہووے تو اجرت مثل مال کی دینا ہوگی حد بخناسا
فصل اور اگر زمین کا مالک مزارعت کے بعد ہی کہنے سے باز رہے احوال ان کے محنت کرنے والا زمین کو جو کچھ بجاوے تو فانی کے
 حکم سے اوس کو کچھ نہ ملے گا لیکن دیانہ یعنی فیما بینہ زمین اشد اوس کو راضی کرنا چاہیے **ف**صل تو یہ قوی دیا جاوے کہ زمین کا مالک
 عامل کی اجرت مثل ادا کرے سبب اوس کے قریب رہنے کے **ف**صل **کذا فی الذل الخنکار** صریح اور باطل ہو جاتی ہزار عاہدہ تعاہدین
 کے معانے سے اور فتح کی جاتی ہے اگر دین کے سبب اوس میں کی بیخ ضرور ہو جاوے **ف**صل یہ جب ہو کہ جتنی پیدا ہوئی ہو لیکن
 مایہ واجب ہو کہ اگر عامل مل کر کچھ ہو تو اوس کو راضی کیا جائے اور جو کچھ اوس کی ہو اور ابھی کٹنے کا وقت نہ آیا ہو تو زمین
 کی بیخ نہ ہوگی اسلئے کہ مزارع کا حق اوس سے متعلق ہے **ف**صل جو مدت مزارعت کی گذر گئی اور کھیت نہ تھیں نہ ہو تو مزارع
 پر کھیت کے پختہ ہونے تک اجرت مثل زمین کی واجب ہے اور اگر خراجات اوس کے دونوں پر ہونے بقدر حصوں کے
 جیسے اجرت کھیت کاٹنے اور اوٹھانے اور دوندے اور قلعہ کو مجبور سے سمات کرنے کی دونوں پر بقدر حصوں کے ہوگی
 اور جو کسی شرط محنت کرنے والا ہو تو مزارعت فاسد ہو جاوے گی اور اوس کو سب سے نزدیک صحیح ہے اور عامل کو یکم کرنا پڑے گا سبب
 علاج کے جو حال میں مقام کا یہ کہ جو عمل قبل پختہ ہوئے کھیت کے ہو تو وہ بھی اور جو بعد اس کے ہو وہ دونوں پر موافق ہوگا

مساقات کے ہیں تجارتیہ کو اسلئے کہ دوسرے شخص کو اس پرورش کرے بعض ایک کے اور کچھ چلوں میں سے
 مساقات میں مزارع کا ہر ملک میں قسٹ یعنی مساقات میں ہر اور ہی برقی ہر حصار اور مزارع میں قسٹ
 نام ہر مزارع کے نزدیک باطل اور مزارع کے نزدیک دست اور دلال ہر ایک کے وہی ہیں جو کتاب لہذا مزارع کے
 حصار اور مزارع میں قسٹ یعنی ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 حصار میں کر دیا اور حصار میں ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 نام مزارع کے نزدیک مزارع ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 اور مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 نہیں تو اگر مزارع کے نزدیک مزارع ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 حصار اور اول ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 اور مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 سب تک پہنچ کر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 تو مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 تو مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 اور مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 بیسے مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 وارث اور مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 کے بارہ مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 کر کے تاکہ وہ مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 چل رہے ہیں کے مالک کے مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 جیسا کہ مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 تین سال کے واسطے مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ

کتاب المساقات

فباغ میں ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ
 قطع عروق سے درختوں میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ ہر مزارع میں قسٹ

اللہ تعالیٰ نے الاضداد کی کوئی بھی چیز حرام نہیں اور تمہارے مینہ اور دم یا انکے ہر جہاز جو تمہارے ذکات کی اوسکی اور ذبیحہ سے مراد وہ حیوان ہے جو قابل ذبح کے ہو تو اس کی ہر جہاز اور ذبیحہ کی ہر جہاز سے ذبح نہیں ہر اوس سے معلوم ہو گئی حیرت اوس جانور کی جو ذبیحہ سے کر کر گیا یا شیک کا زکھ کر گیا اور جو کچھ ازندہ جانور سے قطع کر گیا گیا کذا فی الاصل باختصار و زیادہ صراحت ذکات قسم کی ایک کات ضروری یعنی زخم پونچا کسی مقام پر بدن سے اور ایک کات اختیاری یعنی زخم کرنا یا زدن یا طعن اور لہ کے فالبہ بفتح لام اور تشدید با حارث سے معوضہ اور مخرضہ سے زخم کا سینہ سے کذا فی الاصل یعنی سر سبز جہان سے سینہ شروع ہو کر وہاں سے لیکر حیرت تک ذکات اختیاری کا مقام ہر دلیل اسکی صاحب ہادی نے یہ بیان کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح در میان حین لید اور حیرت کے ہر کماز یعنی نے متحج میں کہ یہ حدیث عربیہ اس لفظ سے ص اور ذبح کی کہیں جہاں قطع قرح میں ضروری ہے یا نہیں ہر جہاز سے یعنی زخم جس سے سانس آتی جانی ذریعہ دوسری ہری ف امرئی بروزن ازینہ تمام اوس رگ کا جس سے کھانا پانی جاتا ہے صریحی اور چھوٹی دوشہ گین اور نہیں خون پھر تار اور و کو عری میں در جان کہتے ہیں ف یہ دونوں رگین تہنہ بائیں حلقوم اور مری کے واقع ہیں ص تو جہاں نہیں ہے ذبح فوق العقدہ یعنی اچھڑو کے ف اور بعض کے نزدیک جانتے ہر اس واسطے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے ذکات در میان میں کتبہ اور حیرت کے ہر اور مخرضہ اسی قول کو صحیح رکھا ہے ص اور حلال ہو جائیگا ذبیحہ اگر ان پر بدن گھس میں سے تین رگین بھی کٹ جاویں ف اس واسطے کہ تین اکثر تین اور اکثر کو حکم کا ہر بھی قول ہے امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ کا اور امام محمد کے نزدیک ہر رگ کا اکثر قطع ہونا ضروری ہے ص صریح ذبح ہر ایک دمادرتینہ چیز سے حیوان چاروں رگوں کو کات دیوے اور خون بہا دیوے اگر چہ نزل کا پوست یا ہر تیر دمادرتینہ چیز سے ف اس واسطے کہ روایت کی بخاری مسلم نے رافع بن خدیج سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چہرہ ہادیوے خون کو اور ذکر کیا جاوے اور ہر نام اللہ تعالیٰ کا لکھا ہو اوسکو سوادانت اور ناخون کے لیکن دانت تو ہڈی کا اور لیکن ناخون سوچھریان حبشیوں کی ہیں اور روایت کی بخاری نے کعب بن مالک سے کہ ایک عورت نے ذبح کیا بکری کو چھوٹے تو بچا گیا حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ نے حکم کیا اوسکے کھانے کا ص اگر دانت سے اور ناخون سے جب بدن میں جھے ہوئے ہوں ف لیکن اگر دانت اور ناخون جدا ہوں بدن سے تو اوٹے ذبح حلال ہے جہاں نزدیک لیکن مکروہ ہے اور کما فی کے نزدیک حرام ہے اور ذبیحہ مردار کے اسلئے کہ رافع بن خدیج کی حدیث میں جو ذبیحہ گندمی حضرت نے استثنا کر دیا دانت اور ناخون کا اور فرمایا آپ نے کہ وہ چھریان میں حبشیوں کی اور جواب ہا یا اس حدیث ہے چند وجوہ ہر پہلی یہ کہ یہ نہیں بطور کراہت کے ہے اور ذبح دانت اور ناخون سے ہر نزدیک بھی مکروہ ہے تو دوسری کہ ہر دمادرتینہ میں دانت اور ناخون سے ہی دانت اور ناخون میں جو انسان کے بدن میں جھے ہوئے ہوں اسلئے کہ حبشیوں کی ہی عادت تھی کہ خون ہر دمادرتینہ سے ذبح کیا کرتے تھے اور اسی سے ذبح کیا کرتے تھے اور جب ناخون اور دانت جدا ہو گیا تو اب حکم اوسکا مثل ہر حالات کے ہو گیا اب کیا وجہ فرق کی کہ تیسری یہ کہ روایت ابو داؤد اور نسائی میں موجود ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہر ذبیحہ سے ذبح کرنے سے جہاں ہے تو اچھڑو کر کہ تو تمام اللہ تعالیٰ کا اور اس میں ہر ذبیحہ دانت اور ناخون کا تو یہ حدیث عام ہے

اور عام حاضر پرنام کی دکانے **مکس** اور تب بڑی چھری تیز کر کے قبل جانور سے لٹانے کے **ف** اور
 کہ وایت کی مسلم تہذیب میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے ضرور کیا احسان خیر پر
 سوجھتا ہے کہ تو تو اچھی طرح کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح کرو اور چاہیے کہ تیز کرے ایک قرین سے چھری اپنی کو اور اگر اچھی طرح
 لپٹے کی کو ضرور بعد لٹانے کے چھری تیز کرنا کر وہ **ف** اس واسطے کہ روایت کی حاکم نے مستدک میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ لٹاٹے ہوئے بڑی بڑی کو اور تیز کر رہا ہے چھری کو تو فرمایا آپ نے
 کہ تو نے چاہا کہ بڑی کو کئی بار مارے کیونکہ تیز کر لی چھری تو نے قبل لٹانے کے **ص** جیسے
 اوس کا پاؤں پکڑ کے کھینچنا منہ کی طرف کر دہ ہو اس طرح کر دہ ہو ذبح کرنا گردن کے
 پیچھے سے **ف** لیکن وہ حلال ہے ہمارے اور شافعی کے نزدیک اگر رگوں کے کٹنے تک
 وہ زندہ رہے اور جو قبل اوس کے مر جاوے تو حرام ہے اس واسطے کہ بدون ذبح کے مر گئی
 اور امام مالک رحمہ اللہ اور احمد کے نزدیک ہر طرح سے حرام ہے **ص** اور اس طرح سخت ذبح کرنا
 کہ چھری حرام مٹھو تک پہنچ جاوے یا اوسکی کھال کھینچنا یا سر کاٹنا قبل ٹھٹھے ہونے کے
ف کلمہ یہ جو کہ میں عذاب دینا اور تکلیف دینا بلا فائدہ ہے وہ سب کر دہ ہے **ف** اور شرط یہ کہ ذبح کرنا والا مسلمان
 ہو یا اہل کتاب میں سے ہو **ف** اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ **وَلَا تَقْرَأُوا الْکِتَابَ حَتّٰی تَعْلَمُوْا**
 یعنی ذبحیوں لوگوں کا جو دے گئے کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ حلال ہے واسطے تھاے اس واسطے کہ وہ نام اللہ تعالیٰ کا
 لیتے ہیں وقت ذبح کے اور اگر اہل کتاب ذبح کے وقت سوا خدا کے غیری یا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا نام لیویں تو ذبح حرام
 ہو جاوے گا جیسے مسلمان اگر ذبح کی وقت سوا خدا کے کسی نبی یا ولی کا نام لیوے کفایہ جاننا چاہیے کہ مراد طعام
 سے اس آیت میں ذبحہ ہر نہ اناج وغیرہ اسلئے کہ اگر اناج مراد ہوتا تو تخصیص نہ لکے اب کی بیکار ہوئی جاتی ہے کیونکہ اناج وغیرہ
 شکرین سے بھی لینا درست ہے **ص** اگرچہ کتابی ذمی ہو یا عربی اور ذبح کرنے والا اللہ کے نام اور ذبح کو سمجھتا ہو وے
 تو درست ہے ذبحیوں میں یا مجنون کا یا عورت کا جو بسم اللہ اور ذبح کو جانتے ہوں **ف** اور جو بھی یا مجنون ایسا ہو
 کہ بسم اللہ کرنا اور ذبح کرنا سمجھتا ہو وے تو اوس کا ذبحہ درست نہیں ہے **ص** اور اگرچہ ذبحہ جکا فتنہ نہوا ہو وے
 اور گونگے کا **ف** اسلئے کہ گونگا اللہ تعالیٰ کے نام لینے سے معذور ہے تو وہ مثل ناسی کے ہوا **ص** اور وہیں صلال بکر
 ذبحہ بت پرست اور مجوسی کا **ف** اس واسطے کہ مسند عبد الرزاق میں حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس ہجر کی شان میں کہ نہ نکاح کرنے والے ہو اور نہ عورتوں سے اور نہ کھانے والے ہو ذبحہ
 اوس کے **ص** اور مرد کا اور جو عمدہ اور قصداً وقت ذبح کے بسم اللہ کو ترک کر دیوے **ف** یہ جائے نزدیک ہے کہ اگر مسلمان ہوتا
 ذبح کی وقت تسمیہ ترک کرے تو ذبحہ حرام ہو جاوے گا اسلئے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَلَا تَقْرَأُوا الْکِتَابَ حَتّٰی تَعْلَمُوْا**
 یعنی نہ کھاؤ تم اوس جانور کو جس پر نہ لیا جاوے خدا کا نام اور روایت کی ازین بن عباس سے ہے کہ جو شخص قبول ہو
 بسم اللہ کو وقت ذبح کے تو کچھ عذاب نہیں اور جو عذاب ترک کرے تو وہ جانور نہ کھایا جاوے گا اور اگر وہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث میں عدی بن حاتم کے قتل کے بعد بسم اللہ کہی گئی تھی کہ پرنس دومرے کے تھے قبیل کی حرمت کی ساتھ ترک تسمیہ کے اور اجماع کیا صحابہ کرام اور تابعین نے حرمت پر اس ذبیحہ کے جسے قصد انام اللہ تعالیٰ کا ترک کیا جاوے اور ظان اور ظنا حرمت و علت میں اس ذبیحہ کے کہ جسے سوا ان کا نام نہ لیا جاوے تو ذبیحہ بن عمر رضی اللہ عنہما مالک کا یہ ذکر وہ بھی حرام کہ اور ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے نزدیک حلال ہے پس قول امام شافعی رضی اللہ عنہ کا کہ مسلمان کا ذبیحہ اگر قصد ترک کرے تسمیہ حلال ہے نہ مخالف کہ کتاب اللہ اور حدیث مشہورہ میں اور اجماع صحابہ میں بعد ہم اور دوسرے ائمہ تہدین کے اور وہ جو استدلال کرتے ہیں شافعی اس حدیث سے کہ فرمایا حضرت تسمیہ مسلمان ذبح کرتا ہے اس کے نام پر تسمیہ کے یا نہ کے تو جواب میں یہ چند وجوہ ہیں اول یہ کہ یہ حدیث اس لفظ سے نہیں پائی گئی ہاں روایت کی ورنہ قسطنطین اور یحییٰ بن زبیر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت تسمیہ مسلمان کافی ہے سو کو نام اللہ تعالیٰ کا تو اگر بھول جاوے بسم اللہ ذبح کے وقت تو چاہیے کہ بسم اللہ پڑھ لکھا اور ہنادین اس کے محمد بن یزید بن سنان صدوق پر لیکن ضعیف و مختلط اور روایت کیا اس کو عبد اللہ الزرقانی نے اسناد صحیح سے لیکن وہ موقوف ہے ابن عباس پر اور حدیث موقوف شافعی کے نزدیک حجت نہیں ہے نہ یہ طرح جو روایت کی اور دوسری کہ میں کہ ذبیحہ مسلمان کا حلال ہے لیا جاوے اور سپر نام اللہ تعالیٰ کا یا نہ لیا جاوے اور راوی اس کے ثقافت ہیں کیونکہ حدیث مرسل شافعی کے نزدیک قابل احتجاج کے نہیں ہے نہ یہ حدیث محمول ہے اور پر حالت نسیان کے اسی واسطے اجماع کیا صحابہ میں بعد ہم نے حرمت متروک التسمیہ عام پر اور اگر یہ حدیث عام کو بھی عام ہوئی تو لازم تھا کہ صحابہ کرام میں کچھ صحابہ میں مناظرہ اور خلاف تھا تسمیہ یہ کہ یہ حدیث بغیر نسیان اس بات کے کہ شامل ہے عامہ اور ناسی کو مخالف ہے کتاب اللہ کے اور خبر واحد جب مخالف ہوئی قطع کے تو اتفاق ائمہ قابل قبول نہیں ہوتی تو چاہتی ہے کہ ترک کیا اس حدیث پر عمل اصحاب راول یعنی صحابہ و تابعین نے اور دلیل جو اس کے ضعف اور بے صحت کی پانچویں یہ کہ یہ حدیث مخالف ہے اجماع صحابہ کے پس رد کے جاوے گی واللہ اعلم صر تو اگر جیسے سے تسمیہ ترک کرے تو ذبیحہ حلال ہے ذوق بسبب عذر جو نے نسیان کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لا تو اخذنا ان تسمیہ یعنی نہ مواخذہ کرتے ہم سے اگر بھول جاوے ہم تو قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اللہ کا دہاں میں ہے ہر مسلمان کے محمول ہے اور پر حالت نسیان کے اور نام ہلکتے نزدیک اس صورت میں بھی ذبیحہ حرام ہے کہ کتاب اللہ ص اگر کہیں تسمیہ کے نام کے ساتھ اور کچھ بھی ذکر کیا تو اگر وصل سے ذکر کیا جیسے کہ بسم اللہ اللہ تعالیٰ من فلان تو مکروہ ہے نہ کہ لایا ہوں کہ بسم اللہ محمد رسول اللہ وال کے پیش سے اور جودال کو زیر یا زبرد یا گنا تو ذبیحہ حرام ہے جو دیگر اور مخالف اگر قبل تسمیہ یا بعد ذبح کے کوئی دھابڑے تو مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے جو چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا ہے کہ جو پھر اس کو ذبح کیا اور کہا یا بسم اللہ یا لاہم تغفل من محمد والی محمد یعنی یا اللہ تغفل من محمد والی محمد سے اور اہل سے اور اہل سے محمد کی صراحت ہے بسم اللہ عطف کر کے کہا جیسے بسم اللہ و اللہ تعالیٰ یا بسم اللہ و اللہ تعالیٰ یعنی چنانچہ کہنا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام اور فلان کے نام پر یا اللہ اور فلان کے نام پر تو وہ ذبیحہ حرام ہے جو خلاف ہے کہ خود وہ ظان نبی ہو یا ولی یا فرشتہ اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا أَهْلُ بَيْتِ مُحَمَّدٍ إِلَّا مِنْكُمْ یعنی حرام ہے کہ تسمیہ وہ ذبیحہ پر غیر خدا کا نام لیا جاوے یا خدا میں ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مقام میں جگہ ذکر کرنا واجب ہے ایک

میں نے یہ سنا

جیسے کہ وقت دوسرے ذبح کرنے کے وقت صحر اور جو قبل نماز جانور کے یا بعد ذبح کے کوئی دعا پڑھے تو مکروہ نہیں ہو
ف صیحا اگر گندہ صیحا میں ہر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت ذبح کے فرائض تھے بسم اللہ والتکلم اور البودا وود اور ترمذی
 نے جابر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر کے دن دو قسمی منیدھے ذبح کیے سواؤ کو جب قبل ذبح گرایا تو یہ دعا
 کی الی وجہت وخبی الذی فطر السموات والأرض علی ما لا تعلمون حقیقاً وما آتانا من الشیء الا بحسب
 صلواتی وسکونی وحبائی وحمائی اللہ رب العالمین لا تعینک لا یریدک ارضیت واکفین المسلمین اکلہم منک
 ولک الحمد اے اللہ عن محمد وامتہ وسلم اللہ و اللہ و اللہ و اللہ اگرچہ حضرت نے ذبح کیا اور دوسری روایت جابر سے
 سے ترمذی میں یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے منیدھا ذبح کیا اور فرمایا بسم اللہ
 اللعظم هذا عقی وحقن کفعم عن اذنی صر مستحب اور اونٹ کا کھڑکنا یعنی گردن کے نیچے برچھا مارنا اور گائے بکری کا
 ذبح کرنا اور جو اونٹ کو ذبح کیا اور گائے بکری کو ذبح کیا تو دست ہر لیکن مکروہ ہر ف بسبب مخالفت سنت کے اس لیے کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری ذبح کرنے کو ذبح کیا اور اونٹ کو ذبح کیا جیسا بہت حدیث سے مفہوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے
 بھی فرمایا ان اللہ یا من کو ان قد یحوا بقولہ وفادینا ہینا لہ فی عظیم علی آیت گائے میں اور دوسری حدیث
 و دونوں میں ذبح کا لفظ ارشاد کیا اور فرمایا فصل لوفک و لا تحرم اذنی کے باب میں صحر اور ضرور ذبح کرنا اوس
 خوشی جانور کا جو آدمیوں سے بل گیا ف اس واسطے کہ ذکات اضطراری کی طرف تو اوس صورت میں حاجت موتی
 جب ذکات اختیار سے عاجز ہو دھندلا صحر اور کفایت کرتا ہے غرضی کرنا اوس جانور کا جو خوش ہو گیا ف اس لیے کہ جب جانور ذبح کیا
 تو ذکات اختیار سے عاجز ہو پس ذکات اضطراری جانور صحر یا کو میں ہر گز اور اس کا ذبح نامکن ہو گیا ف یا کسرش ہو گیا اور
 آدمی پر حکم کرنے لگا تو اگر اوسے اوسکو قتل کیا جس پر ذکات کی نیت سے تو وہ جانور حلال ہر دھندلا اور نامک
 کے نزدیک بغیر ذکات اختیاری کے حلال ہوگا اور ذیل ہاری قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانور کے حق میں
 اگر کوئی تیز مائے ہو سکی ان میں تھوکانی ہر یعنی ذکات ضرورت میں صحر بخاری میں ابن عباس سے کہ جو تیرے
 ہاتھ سے نکل جائے تو حکم اوس کا مثل صید کے ہے اور کہا انھوں نے کہ اونٹ اگر گر پڑے تو میں میں تو ذکات کر اوسکی جسطرح فاد
 ہو تو اور کہا کہ میں نہ ہر علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور بیان ذکات اضطراری کا مفصل انشاء اللہ تعالیٰ کتاب صید
 میں آویگا صحر ایک جانور کو ذبح کیا اور اوس کے سر سے لیک بچہ مردہ نکالا تو وہ حلال نہیں ہر ف البتہ اگر مردہ نکالا
 اور اوسکو بھی ذبح کر لیا جائے تو حلال ہر یہ نیز بیام عظم کا ہر اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک یہ اگرچہ مردہ نکالے
 حلال ہے جب اوسکی خلقت پوری ہو گئی ہو اس واسطے کہ مروی ہے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 ذبح کرنا بچہ کافری کرنا اوسکی جان اور عبادت حدیث کی یہ ہر ذکا کا انجمن ذکا کا ایسا اخراج کیا اوسکا ہر صحر
 اوس میں اوسکو ان حبان نے اور ذیل ہر اوس کی آیت و کلام اللہ کی محرمت علیک و اللہ کی محرمت علیک اور صاحب میں
 اشتد لیل سے یہ ہر کہ لفظ اس حدیث کا واضح سے سنو کہ ایک ذکا کہ منہ صحر کا ہر ہر ذکات اور ظاہر
 ایضاً ذکات کی صورت میں کافشیر بیان سے مخدوف ہر تو مطلب حدیث کا یہ کہ ذکات جن میں کافشیر بیان سے

سکھائی جیسے ان کی ذکات نہ کئے سے ہوئی کہ ایسے ہی جن میں کی بھی ذکات اس کے منج سے ہوئی تو یہ حدیث حجت بہار
 ہوئی نہ صحت اور شافعی لگی اور رفع ذکات کی صورت میں بھی تشبیہ علی وجہ الکمال ہے اس لیے کہ جب بالغہ تشبیہ میں منظور
 ہوتا ہے تو تشبیہ یہ کہ تشبیہ مچھل کر دیتے ہیں جیسے شاعر کا قول وعینا ک عینا کھا وجیدا ک مجیدا کھا اگر کوئی کہے
 کہ تشبیہ حدیث میں یہ ہے کہ گناہ نے یا رسول اللہ ہم نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے نہ ناکہ کو اور رفع کرتے تھے گناہ بکری کو تو پاتے تھے ہم
 پیٹ میں اس کے پچا یا والے بن ہم اس کو یا کھا دین اس کو بٹ کیا یا اپنے گناہ کو بکھڑو کر دیت کیا اس کو بودا و دین ماہی نے تو یہ
 حدیث دلائل کرتی ہے اس امر پر کہ مراد جن میں میت ہے تو مراد چھلکے اس لالت کو ہم منج کرتے ہیں اور کون سی دلیل ہے اس کا
 پر کر مراد سوال و جواب میں خاص جن میں میت ہے بلکہ جائز ہے کہ جن میں مطلق ملو ہو یا جن میں ہی اور یہ صورت ارادہ مطلق اہل لال کرنا
 محض سے باوجود مخالفت لغض کلام تشبیہ کے جو مطلق درست ہے یہ بدل کر کہاں امید برائے صاف سے صیسا مقل پر غیر حق ہے

ص فصل بیان میں ان جانوروں کے جھکا کر کھانا درست ہے یا نہیں

حلال نہیں ہے کہ ہر درندہ جو اپنے ذات سے شکار کرتا ہو اور نہ ہر پرنہ جو پنہ سے شکار کرتا ہو باتفاق ائمہ اربعہ یعنی ابوحنیفہ شافعی و احمد و
 اسوٰۃ کہ روایت کی سلم ابن عباس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ذات حلالہ درندہ سے اور ہر پنہ والے پرندہ سے اور ذات
 کی ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ذات والا درندہ حرام کہ ذات والے درندہ جیسے شیر چیتا بھلیا گلی
 لومڑی پنہ والے پرندہ جیسے باز بھری شکرہ وغیرہ صر اور حشرات الارض یعنی جو جانور زمین کے اندر رہتے ہیں جیسے
 جھوہا اور گھونس مچھو بندر سی وغیرہ جی قول شافعی اور احمد کا بھی اس لیے کہ یہ جانور سب غنیمت ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے و یحییٰ
 علیکم الخبائث اور حرام کرتا ہوا ان پر ناپاک چیزیں اور امام مالک کے نزدیک سیاح بہائم اور سیاح طیور اور حشرات الارض سب مستہین
 صر ابیستی کے گدھے یعنی پالو گدھے باتفاق شافعی اور احمد کے اور امام مالک کے نزدیک کرکڑیوں کی کھجاری یہ کہ روایت
 کی بخاری مسلم حضرت علی بن ابی طالب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا متعہ سے اور پالو گدھوں کے گوشت سے
 روز خیر کے اور حدیث جابر میں ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پالو گدھوں کے گوشت سے دن خیر کے روایت کیا
 اور اسکو بخاری سلم لیکن کہ حاجوشی بھی گورہ اتفاق ائمہ درست ہے اس لیے کہ روایت کی بخاری سلم وفادہ حاجوشی کے حصے میں لکھا اور میں
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صر اور خیر و حکیمان گدی ہو اور حیان ہو کی گاس ہو تو وہ حلال ہے باتفاق ہی قول شافعی اور
 احمد کا اور امام مالک کے نزدیک کہ وہ بکریوں کی کھجاری صحت با بکری کے کہ اگر حرام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن خیر کے گوشت
 پالو گدھوں کی کھجاری اور ہر درندہ اور پنہ والے کا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا غریب ہے اور روایت کی ابن ماجہ نے خالد
 ابن الولید سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا گوشت سے گھٹھون کے کاہ خچرون کے اور گدھوں کے ص
 کہ کھشاف و تنذیک امام ابوحنیفہ اور بعض مالکیوں کے اور احمد و شافعی اور صاحبین کے نزدیک حلال ہے بکریوں کی کھجاری
 حاجوشی کے کہ ان کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت میں گھٹھون کے روایت کیا اسکو بخاری سلم نے اور بھی روایت
 کیا بخاری سلم نے حدیث ابی بکر سے کہ انھوں نے عمر کہ جسے عمر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گدھا پر کھا اپنے
 اسکو بکریوں کے کہ حدیث خالد بن الولید کی ہے جو ابوہریرہ کی ہے کہ گدھا پر کھا اور اس کے گوشت کے

ابو ابراہیم نے قصوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہنا کہ وہ اس کو چھوڑ دے تو کہا اؤ اسکو
 اور جو صاحب ہمارا تھا تو کہہ دے تو کہا اؤ اسکو تو جب حدیث صحیح مانفت میں عافی کے موجود ہو چھوڑت کی کیا وجہ
 پھلی کی سب قسین دوست ہیں یہاں تک کہ یہاں پہلی اور بیام پہلی بھی بدست ہوتی ہے ایک روایت میں جہاں
 ہیں لیکن یہ قول ضعیف ہے صراحتاً حلال ہے یعنی اور سب قسم کی پھلیاں بغیر نکات کے یہی قول ہے احمد اور
 شافعی کا اور مالک کے نزدیک بڑی حرام ہے دلیل چھاری بہت احادیث ہیں ایک حدیث احمد اور دارقطنی اور ابن ماجہ
 ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلال ہیں واسطے ہلکے دو سیدہ اور دو خون سود و سیدہ پھلی اور بڑی ہیں
 اور دو خون چکر اور تلی ہیں دوسری حدیث ابن ابی اوفی کی کہا انھوں نے کہ جہاد کیسے بننے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے سات جہاد تھے ہم کہاتے بڑی کور وایت کیا اسکو کجاری مسلم ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے تیسری حدیث سلمان
 کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی کے باہر میں کہہ کھانا ہوں میں اسکو نہ خورم کرتا ہوں میں اسکو روایت کیا
 اسکو ابو داؤد نے صراحتاً کہ گھیت کا چھوٹا کھانا ہے خرگوش حلال ہے باتفاق یہ بڑے بڑے کے اور بہت سی حدیث
 اسکی ملت میں وہ رہی ہیں جو مذکور ہیں صحاح میں بخاری میں اس سے مروی ہے کہ حضرت نے کھایا گوشت خرگوش کا
 و عقیقہ نکات کے عقوبت وہ کوئی ہو مرد اور دانا دونوں کھانا ہے اسکا حلال ہونا صحیح قول ہے اور ابو یوسف نے نزدیک
 بکرہ کے اسکی جو مرغی نجاست کھائی ہے حلال ہے لیکن ابو یوسف کے نزدیک بکرہ کے آتی حلال ہے طبعاً اور ہر روز ہر روز اور ہر روز
 باتفاق ائمہ ثلاثہ کے گذر فی المیزان للشعانی **مسئلہ ضروری** ان کی کیا ایک جانور امیر کے انکے لیے یا
 کسی اور شخص کی تعظیم کے واسطے خذ کے تو وہ ذبیحہ مردار ہے اگرچہ ذبح کے وقت خدا کا نام لیا جاوے مگر خدا اس سے
 معلوم ہوا کہ جو بند و ستال میں رواج ہے کہ سنت مان کر سید احمد کبریٰ کا ہے یا شیخ سعد کا بکر یا اوجالا شاہ کا مرغ یا ج کرتے ہیں
 وہ گائے بکر امیر غامد ہے اس سے کہ ذبح سے تعظیم غیر خدا کا ارادہ کرتے ہیں اور صحیح مسلم میں وہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ
 لعن اللہ من ذبح غیر اللہ یعنی لعنت کرے اللہ اس شخص پر جو ذبح کرے اس سے غیر خدا کے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے
 امور سے اجتناب کر لیں اور اور دن کو جو جاہل ہیں سمجھا کر ان چیزوں کو ترک کر دیں غایۃ الاقطار مع زیادۃ البتہ یہ
 صورت درست ہے کہ جانور کھند کے واسطے ذبح کوں اور ثواب اس کا کسی ولی یا نبی کی روح کو پہنچاؤں واللہ اعلم

یہاں کوئی حدیث نہیں ہے
 نہ صحیح سند ہے نہ احادیث

کتاب الاضحیہ

یہ کتاب قرآنی کے بیان میں جو جانور عید اچھی کے دن ذبح کیا جائے اسکو اضحیہ کہتے ہیں کیونکہ وقت ضعیفی یعنی چار بجے
 اسکو ذبح کرتے ہیں قرآنی میں ایک کی ایک آدمی کی طرف سے ضرور اور گائے یا بیل یا اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے
 بھی ہو سکتا ہے اور جو سات سے کم ہوں تو بطریق اولیٰ جائز ہے لیکن کبریٰ میں ایک آدمی سے زیادہ نہیں ہو سکتا
 اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی سے زیادہ اجازت نہیں دی چنانچہ ابو سعید سے مروی ہے کہ کھاتے تھے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کوئی ایک سینہ عجب کے پانچوں اور انھیں اندر سے پھریا تھا اور یہی قیاس تھا اونٹ اور بیل
 اور گائے میں بھی لیکن جائزہ کے لئے نہیں سات آدمی تک اس لیے کہ روایت کی مسلم ابو داؤد نے جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گائے سات آدمیوں کی طرف سے اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ہر حصہ لیکن پیشہ رکھنے والے کوئی شریک ساتویں حصے سے کم کا ہونا ہے۔
 تو اگر کسی شریک کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہو گا تو کسی بیوف سے قربانی درست ہوگی اور امام مالک کے نزدیک ایک گائے یا اونٹ ایک گھروالوں کی طرف سے درست ہے اگرچہ سات سے زیادہ ہوں لیکن دو گھروالوں کی طرف سے درست نہیں اگرچہ سات سے کم ہوں۔
ص کفار فی الاصل
 ص چھرب قربانی میں شرکت ہووے تو گوشت کو تول کر تقسیم کرین۔ اصل سے مگر جب گوشت کے ساتھ پائے یا کھال ملاے جاوین تو وزن کا برابر ہونا ضرور نہیں۔
 گوشت اور کچھ پائے ہوں یا کچھ گوشت اور کچھ کھال ہو یا ایک جانب میں گوشت اور پائے ہوں اور دوسری جانب میں گوشت اور کھال ہو اور صورت میں اصل سے تقسیم اسلئے درست ہوگی کہ جس کے خلاف بنس کے طرف پھیر دینے کے کفار فی الاصل ص ایک گائے ایک شخص نے قربانی کے لیے خریدی پھر چھ آدمی اوس میں اور شریک ہو گئے تو جائز ہے ستائس اور قیاساً نہیں جائز ہے اور یہی قول ہے زفر کا اسلئے کہ اس نے قربانی ادا کرنے کی پس کیونکہ جائز ہوگی بیع اوسکی وجہ سے اس میں یہ کہ کبھی ایک شخص کو فربہ گائے سلجاتی ہے لیکن شریک اس وقت میں ملے تو وہ خرید لیتا ہے بعد اوستے شریک ملجاتے ہیں تو سبب ضرورت کے جائز ہو اصل لیکن اگر قبل خریدنے کے شریک ہو جاوین تو بہتر ہے اور مروی ہے امام صاحب کا کہ شریک ہونا بعد خرید کے مکروہ ہے اور قربانی واجب ہے اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک سنت ہے بدیل حدیث امام مسلمہ کے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص دیکھے تم میں سے چاندی کا اور ادھ کرے قربانی کا تو چاہیے کہ اپنے بال اور ناخن روک رکھے یعنی نہ کاٹے روایت کیا اوسکو جماعت نے یہ جو کہا کہ اگر ارادہ کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے بلکہ امام غزالی نے بھی یہی روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کو صحت ہو اور قربانی نہ کرے تو نہ قریب ہو جائے۔
 حصہ کے روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا اوسکو حکم نے کیونکہ اس قسم کی وعید سوا واجب ترک کے سنت کے ترک پر نہیں ہوتی اور حدیث امام مسلمہ کے معنی یہ ہیں کہ جس شخص کا قصد ہو قربانی کا جو قصد ہے سہو کی تہنیر کفار فی الاصل ص اوس شخص پر چھ صدقہ ضرور واجب ہے اور وہ وہ شخص ہے جس کے پاس جائداد بقدر نصاب شرعی مسکن اور متاع مسکن اور سوار و غلام کے سوا ہو لیکن غلاموں میں ہر گناہوں سے گدی غنی نہیں ہوتا مگر جب کا ایک کتاب کے دوست ہوں یا وہ کتاب میں حب اور نجوم اور ادب کی ہووین۔
ص کفار فی الاصل
 ص لہذا ہر طرف سے اپنے نصاب کے کی طرف سے تو بالنگ لڑکے کی طرف سے بطریق اولی واجب ہوگی۔
 ص غلام ہر طرف سے اور حسن بن زیاد کی روایت میں امام غزالی سے طفل نابالغ کی طرف سے بھی واجب ہے چھ صدقہ ضرور کے لیکن فتویٰ قاضی حارثی ہے کہ طفل نابالغ ص لہذا ہر طرف سے طفل نابالغ اگر مالدار ہووے تو اوس کے مال میں سے اس کا باپ یا وصی قربانی کر دے۔
 ص ایسے شخص میں کا ہے اور محمد اور شافعی کے نزدیک باپ اس کا اپنے مالی سے قربانی کرے تو مال سے اور زعفران میں ہی کو مستحکم رکھا ہے کہ باپ اس کے مال میں سے قربانی کرے۔
 ص تو اگر طفل کے مال سے

علیہ السلام فرماتے تھے کہچہ میں نے کاوندہ کانی ہوتا ہوا سال بھر کی بھیڑ بکری سے آندوایت کی ترمذی نے لکھ کر یہ ہے
کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کیا بھی بہ قربانی چھ مہینے کے دینے کی اور فرمایا آپ کے کھنچ کر دو گریسٹہ یعنی شیعہ
سیان لگے آویگا کر جب دشوار ہو تم پر تو فتح کرو چھ مہینے کاوندہ صحر اور بکری اور بھیڑ میں مہینے شیعہ اور شیعہ اور شیعہ
ہو تاہم اور گائے میل دو برس میں اور بکری بھیڑ برس میں اس واسطے کہ فرمایا آپ نے فرمایا کہ دو گریسٹہ اور سہ
شعہ کو کہتے ہیں اور مہینے کا حکم گائی کا سا ہی تو اس سے کم کر لے جانور دست نہیں ہیں اور زیادہ عطر لے دست بلکہ افضل
ہیں عالمگیری صحر اور بھیڑ مہینے کی جسے سینک نمون اور یوانی اور بھیڑ اس لیے کہ سینک کوئی غرض
متعلق نہیں ہے اور دیوانی سے مراد وہ ہے جو چارہ وغیرہ کھاتی ہے نہ وہ جو چارہ نہیں کھاتی کہ وہ غیر کانی ہے اور بھیڑ کا گوشت
تو وہ ہوتا ہے بلکہ روایت کی ابن عباس نے عایشہ اور ابو ہریرہ سے کہ حضرت علی علیہ السلام نے قربانی کی دو سیٹھوں
کی ٹکین رنگ کے دونوں حصے تھے خدایہ صحر اور بھیڑ نہیں ہے اندھی اور کانی اور سحر رومی کاو کی ہڈیوں میں
گوشت انہو سے یا لنگری کہ مقام پنج تک زجائے صحر اس واسطے کہ روایت کی امام احمد اور چاروں عالموں نے
حضرت علی سے کہ حکم کیا ہو کہ نبی علی علیہ السلام نے اس بات کا کہ دیکھیں ہم آٹھ اور کان کو دو نہ قربانی کریں ہم کانی آخر
مہینہ تک اور روایت کی احمد اور مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے یہ روایت عابد سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ گائے اور قربانیوں سے جسے چھ چار مہینے سو فرمایا آپ نے چار مہینے ایک رنگری
جس کا لنگر اپن ظاہر ہووے دوسری کانی جس کا کانہیں کھلا ہووے تیسری بیاضی صاف ظاہر ہووے چوتھی گوبلی سحر
کہ دو مہینے گوشت انہو سے صحر اور جس کا ہاتھ یا پاؤں کٹا ہووے یا تھانی سے زیادہ اس کا کان یا دم کٹی ہووے یا تھانی
سے زیادہ اس کی آنکھ کی بصارت باقی رہی ہووے یا سرین کٹی ہووے اس لیے کہ ٹکٹ قلیل ہے اور ٹکٹ سے زیادہ
کثیر ہے اور ایک روایت میں ٹکٹ سے کم قلیل ہے اور ٹکٹ اور ٹکٹ سے زیادہ کثیر ہے کیونکہ حضرت نے ٹکٹ مال میں فرمایا
ٹکٹ کثیر ہے اور روایت کیا اس کو ایسے سے آویک روایت میں ربع سے کم قلیل ہے اور ربع پس زیادہ کثیر ہے لیکن صحیح
سفٹی یہ یہ قول ہے کہ نصف سے زیادہ کثیر ہے اور نصف اور اوس سے کم قلیل ہے سو اگر نصف یا نصف سے کم کان یا دم قطع ہووے
تو جائز ہے اور تھانی بصارت باقی رہنے کی ہچان کا طریقہ یہ ہے کہ جب جانور بھوکھا ہو تو کر روشن آنکھ کو اوکلی بند کرے
اور اوکلی سے سامنے چارہ بچا دے اور نظر کرے کہ وہ سے چارہ کہاں سے دیکھا ہے تھانہ سے آنکھ کو اوکلی بند کرے یا اوکلی
اور نظر کرے کہ وہ سے کہاں سے چارہ دیکھا ہے دو نون مکانوں کی تفاوت کا اندازہ کر لے اگر تھانی کا تفاوت
ہو تو تھانی روشنی گئی استیع قلیل یا کثیر معلوم کر لے گنا فی الاصل صحر اگر سات آہمیوں نے قربانی کو خرید لیا ہے
ایک شخص نہیں سے مرگیا اور اوکلی وارثوں نے کہا کہ تم اوکلی طرف سے بھی اور اپنی طرف سے بھی جانور کو ذبح کرو تو صحیح ہے
و استھانہ ابو یوسف سے مروی ہے کہ صحیح ہوگا اور یہی قیاس ہے چنانچہ وہ اس کی اصل کتاب میں مذکور ہے صحر
جیسے لکے گائے قربانی اور قرآن اور تفسیر میں کی طرف سے دست ہے اور اگر قربانی کے شرکین میں سے کوئی کانہوگا
یا صرف گوشت لینا اس کو مستظہر ہوگا کہ کسی کی طرف سے قربانی ہائے نہ ہوگی اور قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے

اور دوسروں کو بھی کھلانے کا خواہ دو سو غنی ہوں یا فقیر اور فقیر بھی کہ قربانی گوشت خیرات کرے اور تعالیٰ
 میں اعلیٰ اور دوسروں کی حاصلی کرے اور تعالیٰ اپنے واسطے اور اٹھارے کھانے روایت کی ابوہ اور دوسرے منہ نہ لی سے کہ
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تین منہ کھانا کھاؤ تم گوشت قربانی کے تعالیٰ سے زیادہ تو کھاؤ اور جمع کرو
 جو اور جو چاہے ہر کس اور تحب ہو کہ تعالیٰ گوشت خدا کی راہ میں دیوے **ف** اس واسطے کہ احوال تین ہیں قربانی میں
 ایک کھانا دوسرے رکھ چھوڑنا تیسرے تصدق کرنا اس لیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَأَطِيعُوا الْقَائِمَ وَالْمُعْتَصِمَ** کھانا
 قناعت کرنے والے کو اور احوال کے لئے کو تو سارے گوشت ان تینوں امر پر اٹھانا منقسم ہو گیا عدا یہ **ص** اور جو
 شخص عیال دار ہو تو وہ تصدق کرے اپنے عیال پر دست کے لیے **ف** اس واسطے کہ ذوی القربی اگر محتاج ہوں
 تو وہ مقدم ہیں مساکین پر اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو چیز صرف کرے اور سکو آدمی اپنے نفس یا اہل پر
 تو اس کے لیے صدقہ لکھا جاوے گا روایت کیا اور سکو نبوی نے معالمین جابر بن عبد اللہ سے اور روایت کی مسلم نے
 ابی ہریرہ سے کہ زیادہ اجر والا وہ صدقہ ہو جسکو تو صرف کرے اپنے اہل پر اور ایک روایت میں ہے کہ جب آدمی اپنے اہل پر
 کچھ خرچ کرے یا سیر و تاب تو وہ اس کے لیے صدقہ لکھا جاوے گا روایت کیا اور سکو بخاری مسلم ترمذی نسائی نے ابی مسعود
ص اور اگر خود خرچ کرنا بخیر یا جانتا ہو تو آپ خرچ کرے ورنہ دوسرے کو ملے کہ **ف** لیکن خود بھی وقت خرچ کے
 حاضر ہے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربانی اپنے دست مبارک سے خرچ کی جیسا اوپر گذر آیا اور روایت
 کی حاکم نے مستدرک میں عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے کھڑی ہوئیں کھیا اپنی
 قربانی کو اس لیے کہ جب اس کے خون کا پہلا قطرہ پھیلا تو تیرے سب گناہ معاف ہو جاویں گے **ص** اور مکر وہ کہ قربانی کو کھانے
 سے خرچ کر دے **ف** اور اگر اس نے خرچ کر دیا تو درست ہے عدا یہ اور بخاری کا خرچ کرنا حرام ہے حدیث بخاری **ص** اور
 قربانی کی کھال کو بندھ دینا **ف** اس واسطے کہ حدیث علی بن ابی حمزہ کہ حکم کیا بخاری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تقسیم کر دوں
 میں کھالوں کو قربانی کی اوپر مساکین کے اور نہ دون میں اجرت تصاب کی اوہیں سے روایت کیا اور سکو بخاری مسلم
 ابو داؤد نسائی نے **ص** یا اس کی کوئی چیز مثل جھولی یا سوزہ یا پتھن کے بنالیوے **ف** یا چھلنی یا مشک
 یا دسترخوان یا ڈول بنالیوے حدیث بخاری **ص** یا کھال کو بے لاس چیز سے جس سے فائدہ حاصل ہو سکے اور سکو بخاری
 رکھ کے نہ اس چیز سے جس سے فائدہ نہ آوے سکے بدون اتلاف کے جیسے سکا کھانے پینے کی چیزیں پھر اگر کھال یا
 گوشت کو قربانی کے بیٹے لے تو اس کی شے کو تصدق کرے **ف** اس واسطے کہ شے قائم مقام شے کی ہے اور یہ جو روایت
 کی حاکم نے مستدرک میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے کھال اپنی قربانی کی بیچ دالی سو اس کی قربانی نہ ہوئی تو روایت
 کہ بہت ہے لیکن بیچ کی جواز میں سوشہ نہیں ہے اس لیے کہ ملک قائم رہتا ہے تسلیم حال ہے عدا یہ **ص** اگر شخص نے
 غلطی کی بلکہ سے اپنے ساتھی کی بکری خرچ کر ڈالی تو دونوں کی قربانی صحیح ہوگی اگر کسی چٹاوان لازم نہ ہوگا **ف** لیکن
 ایک دوسرے سے سنان کر لے اگر گوشت اس کا کھایا ہو اور بعد اسکے چھایا عدا یہ **ص** اگر کسی نے ایک بکری خب
 کہ اس کی قربانی کی تو صحیح ہو جائیگی اور جو کسی کی بکری اجرت تھی اس کی قربانی کی تو جائز نہ ہوگی **ف** اس واسطے کہ

میں صاحب کی ملک کا حکم ہوتا ہے وقت غصے بر ملاں امانت کے لگاؤ الاصل مسائل صلح مقدمہ
 اگر قیمت میں زر کے برابر ہو تو افضل بہتر سے اگر قربانی کا جانور قبل قربانی کے جانا تو اس کے بچے کو بھی ذبح کرے اور بھڑک
 نزدیک بدون ذبح کے خیرات کر دینے قربانی باہر نہیں پوپے جانور کی جسکے دانت نمون اور جسکے کان نمون یا ناک نمون
 قربانی کے جانور کے بال کاٹنا یا دو دم دو دمنا اور اس سے نفع اور ٹھکانا قبل ذبح کے مکروہ ہے اگر کتاب کے ہاتھ پر دوسرے نے
 بھی ہاتھ رکھا ذبح کرنے میں امانت کے لیے تو دونوں بسم اللہ کہیں روزہ وغیرہ حرام ہو گا درمیان حقیقت کرنا سنت ہے بچہ
 بھی کا ساتویں روز فرزند کی طرف سے دو بکری اور دو بکری اگر ایک بکری ایسا ہی روایت کی ابو داؤد و ترمذی نے اسے انکر کرے

کتاب الکراہیۃ

بیان میں یوں امورات کے جو مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں صلیہ مکروہ حرام ہے نزدیک لایم محرم کے ف یعنی
 جیسے حرام پر عذاب نار ہوا ہی طرح مکروہ پر صلیہ لیکن حرام جنہوں نے اس واسطے نہ کہا کہ اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت
 نہیں ہوئی ف تو مکروہ کی نسبت حرام کی ہوتی ہے جیسی واجب کی فرض کی طرف اور مباح وہ ہے جس کا فعل اور ترک برابر ہو
 صلیہ وغیرہ کے نزدیک مکروہ حرام کو نہیں کہتے ہیں لیکن وہ حرام کی طرف بہت قریب ہے ف مراد اس مکروہ سے مکروہ
 شخی اگر مکروہ مستثنیٰ یا مکروہ طرف حلال کے قریب ہے نہ بدعت اور مشتبہ حرام کی طرف قریب ہے تو مکروہ تحریمی شخی کے
 نزدیک عذاب نار نہیں ہے بلکہ عتاب ہے جیسے ترک سنت مکروہ پر کے کذا فی الطحاوی ہے

فصل کھانے پینے کے مکروہات کے بیان میں

اس کا کھانا جس سے ہلاکت دفع ہو فرض ہے ف اگر چہ کھانا مردار ہو یا منسوب ہو اس لیے کہ فرمایا لا تشربوا من کلوا و اشربوا
 یعنی کھاؤ اور پیو تو اگر حالات غصہ میں مردار یا شراب شہور نہ کھاؤ گیا اور مردار کا تو گناہ کا مرگلاط ص اور اس قدر کھانا کہ
 جس سے آدمی نماز ٹھہرے ہو کر چہرے کے ثوب ہے ف اور جنہوں کے نزدیک اس قدر بھی فرض ہے اس لیے کہ قیام میں نماز میں
 فرض ہے ہی طرح سائر عبادات بدنیہ جو فرض ہیں اس سے بڑا ہو سکیں درمیان ص اور کھانا سباج ہو سیری اور اسودگی رنگ
 سا اور اس کی قوت زیادہ ہووے اور حرام ہے اس سے زیادہ کھانا ف یعنی پیٹ بھر جانے کے بعد کھانا حرام ہے اس لیے کہ یہ ہیں
 نیک اور اللہ تعالیٰ نے منع کیا اس سے فرمایا کلوا و اشربوا ولا تسرفوا ص اگر کسی کے روزہ رکھنے کی طاقت مال کرنے کے لیے
 یا اس کے گھمان نہ ضرر ہے ف یا کسی اور غرض سے سزاؤ کرے لے اور طرح طرح کے کھانے پکانے گھانے کے لیے
 کچھ بھالے نہیں لیکن بھلاؤ بھلاؤ ہے اور سنت ہے بسم اللہ کھانا اول طعام میں اور الحمد للہ آخرین اور ہاتھ دھونا اول غسل
 اور بعد کھانے کے اور بسم اللہ کھول جائے اور کھانے میں بٹوے تو بسم اللہ اور آخرہ کہ لیوے اور اسے یا سبوس
 ہاتھ دھونا لالہ باش یہ ہے بلکہ امام اور صاحبین سے منقول ہے اور اوکھوون کا یا نسا ہاتھ دھونے کے اول اور کتابی ہاتھ
 کرنا اور جو دسترخوان پر گناہ ہو اس کا کھانا یا اس کا پانی میں ٹپک کرنا سے کھانا سبج میں سے اور دلی کی طاقت
 اور حرمت کرنا یعنی جب دلی اجاڑے تو سالن کا غصہ خواہ انتظار کرنا رکھی کھانے لگنا یہ سب بدعت ہیں
 کذا فی الطحاوی ہاتھ دھونے کی گارہ و ف اور کھانے میں ہاتھ دھونے کا حکم ہے

اس باب میں
 جانور حلال
 مکروہ کا کھانا یا پینا
 مردار اس سے
 مکروہ تحریمی پر
 مستند غلط

اور گھوڑی کا دو دو ایک روایت میں آوروں میں روایت میں گھوڑی کا دو دو حلال ہو حص اور پیشاب اور
 ف نزدیک امام غفرلہ کے اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہو دو کے لئے اور محمد بن زید کے نزدیک حلال نہیں بلکہ
 عینین کے کہ حضرت نے ان کو اونٹ کے پیشاب کا حکم کیا تھا روایت کیا اور مسکو بخاری مسلم نے انس سے امام شمس کی روایت
 قول ابو یوسف علیہ السلام کہ وہ اس کو بچہ پیشاب سے اس کو کھانے کے لئے کھانا قرار دیا ہے روایت کیا اور مسکو حاکم ابوداؤد
 اور کما کہ صحیح ہو اور شرط بخاری مسلم کے اور اس میں کوئی علت میں نہیں جانا آوروں روایت کیا اور مسکو بخاری عبادہ بن مسعود
 سے اور اخراج کیا اور مسکو و قطنی نے انس سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدینار نے ابو ہریرہ سے اور اس حدیث میں پیشاب
 مطلق ہو شامل ہو اور ان جانوروں کے پیشاب کو بچہ گوشت حلال ہو جیسے اونٹ یا کاسے وغیرہ اور جواب حدیث صحیح
 سے یہ کہ یہ حدیث مبتدئہ اسلام میں تھی دوسرے یہ کہ حضرت نے شفا اونٹ کی اونٹ کے پیشاب سے وحی سے پہچانی تھی اول
 یہ ممکن نہیں صحرا اور مکہ و چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا اور تیل لگانا خوشبو ملنا مرد اور عورت سب کے لیے
 اس واسطے کہ روایت کیا مسلم نے ام سلمہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کے باب میں جو بیتا ہو چاندی
 سونے کے برتن میں کھاوتا یا پینے میں آگ جہنم کی آوروں روایت کیا صحاح ستہ میں بخاری سے کہ کھانا پینا اور تیل لگانا خوشبو
 نے چاندی کے برتن میں سوکھا انھوں نے کہ فرمایا آنحضرت نے نہ کھانا اور نہ پینے میں چاندی اور نہ سوکھا اور نہ چھو
 حریر اور دیاج کو اور نہ کھانا اور نہ پینے میں سوکھا انھوں نے کہ فرمایا آنحضرت نے نہ کھانا اور نہ پینے میں چاندی اور نہ سوکھا اور نہ چھو
 آخرت میں جہنم کھانا پینا منع ہو تو اون برتنوں سے تیل لگانا خوشبو لگانا بھی منع ہو اتنی تاح مکہ وہ چاندی سونے کے
 پچھ سے کھانا پینا اور تیل لگانا اور سوکھا اور نہ چھو اور نہ پینے میں چاندی اور نہ سوکھا اور نہ چھو اور نہ پینے میں چاندی اور نہ سوکھا
 اور نہ پینے میں چاندی اور نہ سوکھا اور نہ چھو اور نہ پینے میں چاندی اور نہ سوکھا اور نہ چھو اور نہ پینے میں چاندی اور نہ سوکھا
 اپنے اپنے کاموں میں ابتداء اور جو ابتداء استعمال نہ ہو جیسے کھانا سونے کے برتن سے کھال کے دو جہنم میں کھانا
 یا تیل چاندی کی پیالی سے ہاتھ میں ڈالکر سر پر لگاوت کو کچھ ضائع نہیں اور مستانی وغیرہ نے چاندی سونے کے خود کو
 زہ اور دستاؤں کو تنگ میں ضرورت کے سبب مستثنیٰ کیا اور مکہ وہ کھانا پینا تیل کے برتن میں اور
 افضل مٹی کا برتن ہو حدیث حلال اور حلال کھانا پینے اور پیشاب اور عینین کے برتن سے ف
 اور شافعی کے نزدیک اس میں بھی مکہ وہ واسطے کہ جہنم میں بھی سونے اور چاندی کے حکم میں ہیں تغاثری راہ سے ہم
 جواب ہے میں کہ مشرکین کی عادت تغاثری صرف سونے اور چاندی سے تھی نہ ان چیزوں سے کھانا پینا یا
 صر اور حلال ہو کھانا پینا اور برتن سے جہنم کو فتنہ ہو چاندی اور سونے کی اور طرح بیٹھا ایسی کری یا فتنہ
 میں پر جب کہ چاندی اور سونے کی جگہ سے پچھ ف یعنی پینے میں منہ سے اور لینے میں ہاتھ سے اور لینے میں
 موقع جلوں سے چاندی سونے کے اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ بھی مطلقاً مکہ وہ ہو اور محمد ایک روایت میں امام غفرلہ
 کے نزدیک ہیں آوروں میں روایت میں ابو یوسف کے ساتھ میں کذا فی الاصل اور جس برتن میں چاندی سوکھا
 طبع ہو تو وہ بالاجماع روایت ہو چاندی منہ کے ملنے لینے کے ہوں یا زبور صحف کا یا حجر یا لکھ یا زبور

کہ میں اس آفت میں مبتلا ہوں معلوم ہوا یہ امر کہ سب امور و لعب حرام ہیں و اگر تین ہفتے ہی حدیث سے ایک مرد کا کھیلنا اپنی عورت کے ساتھ دوسرے تعلیم قادیب اپنے گھوڑے کی تیر سے تیراغازی روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور تیراغازی کے حکم میں میں نائزات حارب کے مثل بندوق و توب و غیرہ کی مشق کرنا

حصہ فصل لباس کے مکروہات کے بیان میں

حرام کہ حریر و حریرہ کپڑا جو کل ریشم کا ہو **حص** کا ہنٹا مرد کے لیے اگر چہ بدن سے متصل ہو یا اور کپڑے پہنکر اول پر پہنے اور یہی مذہب صحیح ہے اور موافق ہر حدیث کے اس واسطے کہ روایت کیا جماعت نے مذہب سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے نہ ہنوا تم حریر اور دیباچہ کو اور دوسری حدیث میں کہ بخاری مسلم کی کہ فرمایا آپ نے حریر کو وہ ہنسا ہر بنیامین جبکہ کوئی حصہ نہیں آخرت میں اور وہ جو ایک روایت ہے کہ اگر حریر کو اور کپڑے پہنکر اور پیچھے تو حرام ہے تو یہ روایت ضعیف ہے قابل اعتبار اور وثوق نہیں ہے **حص** مگر بقدر چار اونگل **ف** اس واسطے کہ روایت کیا مسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہننے سے حریر کے مگر بقدر دو انگشت یا تین یا چار کے اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنتے تھے ایک جبہ میں سنخاف حریر کی تھی روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور بھی اخراج کیا ابو داؤد نے ابن عباس سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کپڑے سے جو زرا حریر ہو لیکن نقش و نگار ریشم کے اور سنخاف ریشمی اس واسطے کپڑے کے تو کچھ قباح نہیں ہے اور میں تو تمام ابو حنیفہ کے نزدیک حالت جنگ اور غیر جنگ میں سب میں حریر پہنا دہرست ہے اور صاحبین کے نزدیک جنگ میں نہرست ہے بلب ضرورت کے امام حاکم نے یہ کہ میں نے حضرت دفع بن جہان سے کہا اوس کپڑے کے پہننے سے جس کا بلتا ریشم ہو اور تانا سوت ہو وہ کافراں ہیں اور معتدین ہے کہ جس کپڑے پر ریشم کے حصہ میں تھوڑا سا ریشم آجی طرح اگر چاہی سو سننے کے بعد اول ذیل بوٹے ہوں لیکن میں یہ کہ سب ملکا کپڑا اونگل سے نہرست ہے حدیث میں کہ ہرست نہوگا اگر کسی کا پر مد ذرا ریشمی ہو تو درست ہے اور از رارینہ ذرا ریشمی مکروہ ہے اسی طرح ریشمی ٹوپی یا ریشمی قبلی یا ریشمی کپڑے کے شہ میں اگر چاہی اسونے کی چار اونگل تک ہو تو درست ہے **ص** اور نیز ریشم کے کپڑے کا نگہ بنانا یا اس کا فرش بچانا درست ہے **ف** امام کے نزدیک اس لیے کہ منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تکیہ پر حریر کے ذکر کیا اس کو صاحب پہلے نے لیکن زہبی نے تصحیح میں کہا کہ حدیث غریب ہے دوسرے یہ کہ عبداللہ بن عباس نے فرس پر ایک تکیہ ریشمی تھا اخراج کیا اس کا اللہ سعد نے طبقات میں اور صاحبین کے نزدیک یہ بھی مکروہ ہے اور یہی قول ہے شافعی صاحب مالک کا در متار میں ہے کہ یہی قول صحیح ہے لیکن یہ تصحیح مخالف مشہور کے اس لیے کہ مستون اور شریح سے مست قول امام کی واضح ہے **ف** قالہ انکم تخرجون اور میں کپڑے کا تانا ریشم ہو اور بانا ریشم نوے تو جس کا ہنسا ملکا درست ہے **ف** اس لیے کہ امتیاط و درست میں ہانے کا یہ کہ مذکور تھا سنخاف وہ کپڑا نہیں کہ ملکا واجب تک ہے **ف** اور ہنسا ہننے سے ہوتا ہے تو اسی کا اعتبار ہو اہلایہ میں ہے کہ میں نے اس کپڑے کو اس لیے جانز رکھا کہ بہت سے صحابہ کرام نے اس کو پہنتے تھے اور فرماتے تھے کہ حریر کا ہوتا ہے اور بانا ہننے میں ایک جانز کے **ص** اور میں کپڑے کا بانا ریشم ہو اور تانا سوت وغیرہ ہو تو اس میں ضرورت کے سبب ہنسا درست ہے **ف** اور بلانہ ضرورت مکروہ ہے اور مکروہ میں نہرست کو

چند روز بعد از این
ساعتی که
بین این سبزه
مستعد و عظم

کس کا رنگ اور عفران کا رنگ اور ماتی سب رنگوں میں کچھ قیامت نہیں ہے لیکن ترس و سرخ رنگ بعضوں کے نزدیک
مکرمہ تشریحی ہے اور درختار میں ہر کس رنگ میں کچھ قولی ہیں بخلاف ان احوال کے ایک قول یہ ہے کہ بزرگ سبب ہر کس رنگ
کچھ مطلق ہو تو مکرمہ بھی نہیں ہے صبر اور مرد کو زور پور چاندی اور سونے کا پہننا حرام ہے **ف** مطلقاً حربے وغیرہ
میں لسیلے کر روایت کیا ابو داؤد نے علی بن ابی طالب سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں سونا لیا اور بائیں ہاتھ
میں حریر اور کہا کہ یہ دونوں چیزیں حرام ہیں میری امت کے مردوں پر اور روایت کیا ترمذی نے ابی موسیٰ سے مرفوعاً
کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا پہننا حریر اور سونے کا اوپر مردوں کے میری امت سے اور علل کیا عورتوں پر اونگی اور ابن جابر
اس حدیث کو معلول کیا انقطاع سے اس لیے کہ اس کے ساتھ میں ابو ہریرہ اور اس سے ابو موسیٰ سے نہیں سنا اور احمد اور طحاوی نے
مسلم بن خالد سے انھوں نے ابن عامر سے روایت کیا کہ فرمایا حضرت نے سونا اور حریر حرام ہے اور مردوں کے میری امت سے
عورتوں کے تو ہم امانت میں صرف سونے کی حرمت مضبوط ہے اور چاندی کی سو قیاس کیا ہے حنفی نے اس کا سوا
اس لیے کہ چاندی کا حکم استعمال میں پہنے اور کھانے کے بعد نہ مانڈ سونے کے جیسا اور گزرا سوا ایسا ہی پہننے میں ہو گا
اور بعض علما کا مذہب یہ ہے کہ سونے کی حرمت تو کھانے اور پہنے اور پہننے میں مردوں کو مطلقاً ہے اور چاندی کی حرمت صرف کھانے
کے اور پہنے کے حق میں ہے لیکن چاندی پہننا مردوں کو تو درست ہے ورنہ اونگی حدیث برہن بن سعد کی مرفوعاً کہ فرمایا حضرت
جسای مدعیہ ازہ سلم نے شخص دوست سکے ہر بات کو کہ اس کا لڑکا لنگن آگ کا پہنا یا جاوے تو وہ اپنے لڑکے کو لنگن خور کا پتا
لیکن چاندی کی گھسی تو اس سے بے طمع چاہو تو اس کے ساتھ میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے معنی میں ہے کہ وہ جو اعلیٰ
کیا ابو سکا احمد نے اپنی فتاویٰ سے مرفوعاً کہ چاندی کی گھسی تو اس کے کھیلنا کر اور اس کے ساتھ میں جابر بن ابی داؤد
ابن عباس سے اسے مثل اس کے روایت کیا اور رجال اس کے نقات ہیں **و** اللہ اعلم جیسے چاندی سے حریر کا مرد کو پہننا
حرام ہے یہی ہر کون کو پہننا حرام ہے حنفی کے نزدیک اور بعض علما کے نزدیک درست ہے جب تک کہ کاسات برہن کا منو ہے
پہنا چکے آگے آگے صبر مگر گھوٹھی اور کھنڈ اور تلوار کا زور چاندی کا اور درست ہے برہن سونے کی فائستہ بند کبے سے برہن لکھنے کے
اور علل ہے عورتوں کو سب اور نہ انگوٹھی پہنے پتھر اور لیسے اور پتیل کی **ف** یعنی حلقہ ان چیزوں کا نہ ہو اور جو علقہ چاندی
کا ہو اور لکھنے پتھر کا جیسے عقیق وغیرہ تو درست ہے **ف** اور حیل آن چیزوں کی گھسی پہننا اس سے منع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم
نے ایک شخص پر انگوٹھی بوسہ کی دیکھا کہ وہ شاد فدا کیا کہ یہ زور پور ہاں نا کا ہر پتیل کی دیکھا کہ فرمایا کہ میں تجھ سے بتوں کی بویا تا ہوں
روایت کیا اس کو ابو داؤد ترمذی نے اس نے صبر اور گھسی پہننا بہتر ہے کہ قاضی اور سلطان کے لیے **ف** یا جو کوئی مثل
ان کے کا ہار اور عمدہ اس کو ہوا سے کہ ان لوگوں کو انگشتی کی ہر قسٹ ضرورت ہو اگر ان کی ہر خلاف اور لوگوں کے ہدایہ
صبر اور دانت کو سونے سے نہ باندھے بلکہ چاندی سے باندھے امام ابو حنیفہ کے نزدیک **ف** اور محمد کے نزدیک
سونے سے بھی بالباس ہے حسن ابو داؤد میں ہے کہ عفرین سعد کی ناک جاتی رہی دن اُحد کے سوا انھوں نے ایک ناک پتھر کی ناک لگائی
سو وہ ہر ہوا ہو گئی تو حکم کیا ان کو نبی علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کا کہ لگائیں ایک ناک سونے کی و لکھ لکھ **ص** اس کے کو
پہنا سونا اور حریر کر دے **ف** اسو اس سے کہ پہننا لکھ لکھ حرام ہے تو پہننا بھی حرام ہو گا اور پہننے سے اس کے ماحوز ہو گے

بن قیامت کے حبیب شراب پینا حرام ہو تو پلاننگی اسکا حرام ہو عکلا وہ موات و زوی ہو انھوں نے یہ ہوا کہ افعال مسلمان
 کو ایسا نہ کیا جس سے تکلف جان لوگی کا ہوتا ہے کہ اکثر جو بد معاش ہو کون کو قتل کر کے زور لگاتے تو ایسے ہیں ص کمرہ
 میں ہر روال کا رکھنا وضو کے پانی پونچھنے کے واسطے یا ناک کے دینٹ پونچھنے کے لیے وقت اور بعضوں کے
 بڑبڑیک کر وہ ہر اس واسطے کہ اس میں ایک نوع کا تکبر ہو لیکن صحیح یہ ہے کہ اگر حاجت کے لیے سکھے تو مکروہ نہیں ہر اور جو
 لہو و نخوت سے سکھے تو مکروہ ہے حبیب چار نالوں میں لکھنا کہ رخت سے مکروہ ہر اور بدوں اس کے مکروہ نہیں ہر ہدایہ معاف
 بن حیل سے مروی ہے کہ کما کہ دیکھا سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب وضو کر چکے تھے تو ٹخنہ کو پونچھتے تھے اپنے
 کپڑے کے کنارے سے اخراج کیا اور سکا بڑبڑی نے اور روایت کیا تہذیبی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تھا واسطے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک کپڑے جس سے پونچھتے تھے اعضاء اپنے کو بعد وضو کے اور کہا کہ یہ حدیث قائم نہیں ہر اور ابو معاذ
 راوی ضعیف ہر نزدیک اہل حدیث کے ص اور تہذیب یعنی وہ تا گا جو بات یاد رکھنے کے لیے اولنگی پر باز ہا
 عباد تو یہ بارہ نہیں ہر اس واسطے کہ عیث نہیں ہر بلکہ ایک غرض صحیح یعنی یاد رکھنے کے لیے ہر اور ہکو اس واسطے ذکر کیا
 کہ بعض لوگوں کی عادت یہ ہے کہ تانگے ہاندہ لیتے ہیں مھنسا پر سطح زنجیرین وغیرہ اور یہ مکروہ ہے حبیب ہو تو مصنف
 نے کمدیا کہ تم اس قبیل سے نہیں ہر لکھا کہ اس طرح تعویذ زبان عربی مکروہ نہیں ہر اور جو غیر عربی ہیں ہو تو مکروہ ہر اگر تعویذ
 میں آیت یا حدیث یا دعا ہو تو یا نماند جاتے وقت اسکو اوتار ڈالے اور قربت کے وقت بھی اوتار لیوے عالمگیری

ابو سہیل راوی

لہجہ اچھی دیکھو
 جو بصورت بیان
 دینا شوق خط
 اور شوق باطل
 حرام ہے
 عالمگیری

فصل دیکھئے اور ہاتھ لگانے اور وحی کرنے کے بیان میں

مروم کے تمام اعضا کی طرف کچھ سکتا ہر مگر ناف کے نیچے تک ناف کا اس قدر ستر عورت ہر تو ناف
 امام کے نزدیک ستر میں داخل نہیں ہر اور گھٹنا داخل ہر اور شافعی کے نزدیک اس کے برعکس ہر اور امام مالک کے نزدیک ران ستر
 نہیں ہر اور احادیث متعلقہ اس کے کتاب الصلوۃ میں گزرنے کے علاوہ اس کے یہ ہو کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کھولی تو
 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسکو چوم لیا روایت کیا اسکو احمد نے مسند میں اس سے معلوم ہوا کہ ناف ستر نہیں ہر اور حضرت عائشہ
 جرم سے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ ران عورت ہر روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور عبد الزراق نے اخراج کیا مثل اس کے
 اور اس میں ہر کہ فرمایا اپنے چھپا تو اپنی ران کو اس لیے کہ وہ عورت ہر پس یہ حدیث محبت میں شافعی اور مالک پر
 ص روایت ہے زوجہ اور لونڈی کی جو اسکو طاق ہر اس سے وہ لونڈی کل گئی فلی وحی اسکو حرام ہر مثلاً مجموعہ
 اور ہکا جہ اور مشرکہ اور نہ کہ غیر اور غیر ہر صناع یا مصاہرت دھنا ص فرج تک بھی دیکھ سکتا ہر
 کہ قرطبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خافت کرتے اپنے عورت کی مگر اپنی زوجہ یا لونڈی سے اور اس واسطے کہ اس سے
 نیا و حساس اور جماعت دست ہر تو نظر بطریق اولی درست ہوگی لیکن بہتر یہ ہے کہ عورت کی شرع گاہ کی طرف نہ دیکھے
 اس لیے کہ حدیث میں آیا ہر جب کوئی اپنی زوجہ کے پاس جاوے تو چھپا دے جتنا ہو سکے اور دونوں پر پردہ ہون
 اگر عورت کے مانند روایت کیا اسکو طہرائی جو میں ابی امامہ سے آواہن عدی نے روایت کیا کہ فرمایا حضرت عائشہ
 جس وقت جماع کرے کوئی تم میں کا اپنی زوجہ سے وہ نظر کرے اسکی فرج کی طرف کیونکہ جو عیث بصر پیدا کرتا ہے

اور اگر کسی شخص کسی عورت سے ارادہ نکاح کا کرے تو اس کو اس عورت کے لئے نہ کی طرف دیکھنا درست ہے کہ یہ قصداً سنت
 نہ قصداً شہوت و اس لیے کہ روایت کیا ہے کہ عورت اور سالی نے بغیرین شہوت کے جب باخون نے پیغام دیا ایک
 عورت کو نکاح کا تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیکھ لے اس کو تا تم دونوں میں صلاح اور محبت سے پہلے صریح طرح سے
 فریبہ نہ وقت اور طبیب کو واسطے دو کے و دیکھنا درست ہے اور جو عورت غیبت کے سبب محتاج کے کنگا فلا الاصل
 ص تو دیکھنے کے طریق موضع مرغی کو بقدر ضرورت کے و ایسی حکم پر احتیاج میں کہ غنہ کرنے والا مقام متعز کو دوسرے
 مرد کے دیکھ سکتا ہے اور ایسا ہی حکم پر دالی جہائی کا اور غنہ کرنے والے کا اور حکم کا واسطے نبض دریافت کرنے اور غنہ
 کے ہر آئین میں اگر کسی عورت کو اس مرض کا علاج بتا دیے تو بہتر ہے لیکن جب نہ شہوت یا غنہ ہو تو دیکھنے ص عورت کو
 عورت سے اسی قدر دیکھنا درست ہے جتنا مرد کو مرد سے یعنی زینان سے زانو تک مرد پر عورت دوسری عورت کو
 مذکور ہے پس ہاں نہ ملنے میں اکثر عورت میں جو رواج ہے کہ باہم ایک دوسرے کے سامنے نہاتے وقت یا اور اوقات میں
 بالکل ننگی ہجرتی ہیں بالکل حرام ہے دیکھنے شوہر کو ان عورت سے منع کرنا ضروری ہے ص صریح عورت کو مرد سے
 دیکھنا درست ہے اگر نہ خون ہو شہوت سے و اور جو عورت ہلشک ہو درست نہیں درمختلاف ص اور
 خصی اور محبوب اور غنٹ عورت انہی کی طرف نظر کرنے میں مثل مرد کے ہیں و یعنی جیسے مرد کو نظر کرنا عورت پر غنہ
 کی طرف درست نہیں ہے ویسے ہی من لوگوں کو بھی نا درست ہے خصی وہ جس کے فوطے نکل گئے اور محبوب جس کا ذکر کا کیا
 اور غنٹ وہ جو مرد کو پہنے اور قاد کرے ان تینوں شخصوں سے عورت کو پردہ کرنا چاہیے اس واسطے کہ خصی کو شہوت ہو جائے
 اور جماع کر سکتا ہے اور فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ عورت کو نہ ملامت کرنا اور نہ جو حرام مٹی پہلے اور محبوب حق
 کر کے انزال کرنا اور غنٹ تو مرد پر فاسق لیکن طفل نابالغ تو البتہ مستثنیٰ ہے نفس کا لام اللہ سے مدایہ و تمنا میں
 کہ وہ محبوب جسکی منی خشک ہو گئی ہو تو عورت کو اس کے سامنے ہونا درست ہے لیکن جسے اس کا جائز رکھا تو قلت امتحان نہ
 قلت دیانت سے اور طحاوی میں ہے کہ غنٹ زن نے اندھے کو بھی کہتے ہیں جیسے اصفا اور زبان میں عورتوں کے مانند
 نرمی ہو اور عورتوں کی اس کو مطلق خواہش ہو وہ تو بعض فقہاء کے نزدیک ہے نامرد کا احتیاط عورتوں کے ساتھ
 رخصت ہے لیکن اصقل ہے کہ اس کا بھی احتیاط جائز نہیں صریحاً بونی ہی سے عزل کرنا اس کی اجازت کے تحت کہ
 اور عورت حرم سے اجازت اس کے لئے ہے عزال اس کو کہتے ہیں کہ دلی کرے تو جب قریب بھانز ال کے ذکر نکال
 لیوے اور فرج میں متزل شوہر کو دلی سے لایک مرد نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس لونڈی ہے اور
 میں عزل کرتا ہوں اس سے اور میں مردہ ہوتا ہوں کہ عالمی ہو وہ اہلین چاہتا ہوں جو چاہتے ہیں مردہ ہو دیکھتے ہیں
 کہ باہر انزال کرنا جیتے کو گارنا ہے تو فرمایا آپ نے مجھ سے میں یہود اگر چاہے اس پر داکرے اس کو جسکے چہرے کی تختہ قات
 نہیں روایت کیا اس کو محمد اور ابو داؤد اور نسائی اور طحاوی نے ابو داؤد کے نقایات میں اور روایت کیا بخاری و مسلم نے
 باہر یہ ہے کہ ہم عزل کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے زمین اور قتلان اور ترائیاں اگر یہ منع ہوتا تو البتہ قرآن
 اس سے منع کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ عزل کی خبر پہنچی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سو نہ منع کیا آپ نے اور روایت

کیا ابن ماجہ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے منع کیا اعل سے عورت حرم سے بغیر اذن اور اسکے

فصل استنباط کے بیان میں

یعنی لونڈی کے رحم کی زیارت طلب کرنا مطرح کہ ایک حیض تک انتظار کرے تا معلوم ہو جاوے کہ حاملہ ہو یا نہیں۔ **فصل** جو شخص کسی لونڈی کا مالک ہووے خرید سے یا وصیت سے یا میراث سے اگرچہ وہ بکر ہو یا کسی عورت سے خریدی گئی ہو یا غلام سے یا اوس لونڈی کے محرم سے **ف** جو ذی رحم نہ ہو ورنہ لونڈی اوس پر آزاد ہو گئی ہوگی تو خرید کو منکر ہو سکتی ہے مثال محرم غیر ذی رحم کی جیسے ابن داہلی یا اخ رضاعی **ص** یا منیر کے مال سے تو مالک پر اہل بڑی کی ولی اور دای ولی **ف** یعنی بوسہ مثاس وغیرہ **ص** حرام ہونگے یہاں تک کہ اوس کے جسم کی صفائی عمل سے معلوم ہو جاوے ایک حیض آنے سے اون عورتوں میں جو ما نصف ہیں اور ایک مہینے سے اون عورتوں میں جنکو حیض نہیں آتا اور وضع حمل سے حاملہ میں **ف** یعنی ایک بیض تک انتظار کرے اگر حیض آگیا تو معلوم ہو جاوے گا کہ حاملہ نہیں ہے اور جو نہیں آیا اور حمل تحقق ہو گیا تو وضع حمل تک انتظار کرنا چاہیے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص یا ان لانا ہو اور پچھلے دن پر تو چاہیے اوسکو کہ نہ پلائے بالی غیر کے کفایت میں ہی حاملہ عورتوں سے جماع نہ کرے اور انہیں حاملہ پر ایسے شخص کو کہ جماع کرے اون عورتوں سے جو قید ہو کر زانی میں آئیں یہاں تک کہ استبراکرے اور حکایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اور ترمذی نے روایع بن ثابت انصاری سے اور صحیح کیا اوسکو ابن عباس نے اور حسن کہا اوسکو بزار نے اور رواہ ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد اور دارمی نے ابو سعید خدری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میں اہل بھارتوں کے جو قید ہو کر آئیں تھیں غزوہ اوطاس میں کہ نہ جماع کی جائے حمل والیاں یہاں تک کہ حیض نہ آوے ورنہ جنکو حمل نہیں ہے یہاں تک کہ ایک حیض آدھو اویوے اور صحیح کیا اس حدیث کو مسلم نے اور اوسکا ایک شاہد جو بن عباس سے سنن دارقطنی میں لکھا قبیلہ المرام **ص** اور استبراک میں وہیں اشارہ کیا جاوے گا جس میں اوسکا مالک ہو اور وہ حیض جو حاصل ہو بعد ملک کے قبل قبض کے اور نہ وہ ولادت جو بعد ملک قبل قبض کے ہووے اور واجب ہوگا استبراک اگر اپنی مشترک لونڈی کا حصہ دوسرے شریک سے خرید لیوے نہ وقت لوٹ آنے اوس لونڈی کے بچھا لگائی تھی یا پھر نے اوس لونڈی کو جو منسوب تھی یا مستاجرہ یا مہرہ تھی اور استبراک نہ کرے کا حدیث امام ابو یوسف سے کہ ایک عورت عرق حب معلوم ہو جاوے کہ مالک لعل نے اس ہنرمیں اوس سے طہ نہیں کی تھی نہ حیلہ کرے اسی کا فتویٰ ہے محمد بن عیسیٰ بن ابی عمیر رحمہ اللہ کے نزدیک تا درست ہے اور قول ابو یوسف بعد عمل کرے اگر اوس کے بانی ولی کرنا اوس طہ نہیں معلوم ہووے ورنہ قول محمد بن علی کہے اور وہ حیلہ یہ کہ اگر اوس کے نکاح میں عورت حرم نہیں ہے ورنہ اوس لونڈی سے نکاح کرے کہ اوسکو خرید لیوے **ف** اس واسطے کہ نکاح میں استبراک واجب نہیں ہے اور اپنی زوجہ کو اگر خرید لیوے تب بھی استبراک واجب نہیں اور یہ جو قید لگائی کہ اگر اسکے پاس عورت حرم نہ ہووے ایسے کہ عورت حرم پر لونڈی سے نکاح درست نہیں جیسا کہ گذرا **ص** اور جو اوس کے نکاح میں عورت حرم ہے تو حیلہ یہ کہ بانی قبل خریدے مشتری کے یا مشتری بعد شرکے قبل قبض کے اوسکا نکاح جائز ہے شخص کے کہ

اور بالخصوص اگر پختہ آپ کے تو بہتر و زبردست کے لیے ایک لوٹری جسکو تختہ کرنا آتا ہو خرید دین یا بیع کرنا سے کھاج
کر دیوں اور جو یہ صورتیں ہو سکیں تو تختہ کر کے عالم یا زائد کا پائون چھٹا کر کوئی ہاتھ تو وہ اپنے ہاتھ کو چھٹا کر ایک بیت میں کر کے بیچا کر
اور چھٹنے سے آواز پانا پختہ جو مناسبتیں بعض جمل کی عادت ہر وقت ملاقات کے کر دے کہ آبی طرح زمین کا چھٹنا ملا اور
سلاطین کے سامنے اور عہدہ کرنا اگر بطور تحفہ اور آداب کے تو فسق اور حرام ہے اور اگر بطور عبادت یا تنظیم کے تو کفر و کفر
غیر خدا کے لیے تو وضع کرنا یعنی نہایت فحش اور جھگڑا مہر اور عالم کی تنظیم کے لیے یا استاد کی بیاب کی قیام و دست بہ حسب میلک
آوین اور بعض کے نزدیک ممنوع ہے اور حدیث میں مختلف وارد ہیں بعضوں نے جو اراہ بعضوں نے حرامت نکلتی ہے اور جو کچھ نہایت
اور دینی کا چھٹنا درست ہے اور زبردنا اور کا پائون سے یا کاٹنا اور سکا چھری سے ممنوع ہے لکن فی الدنیا الحجاز و عالم کی

فضل مکروہات بیع کے بیان میں

مکروہ بیع آدمی کے گوہ کی اگر زکوہ ہو اور جو بیع کے ساتھ مخلوط ہو تو درست ہے جیسے گوہ کی بیع
اور یہ بیع مینگی کی درست ہے ص صحیح قول میں ف اور وہ قول امام محمد کا ہے وہاں یہ ص اور وہ ص یعنی آدمی کے
گوہ سے جو بیع کے ساتھ مخلوط ہو و ص نفع بھی لینا درست ہے نہ خالص گوہ سے اگر ایک شخص مسلمان کا قرض
کا فریہ پتا ہے اور کافر نے شراب بیکر روپیہ اور اسکے حاصل کیے تو مسلمان کو اپنے قرض کے روپیہ اور شراب کے روپیہ میں
لینا درست ہے اور جو مسلمان نے شراب بیچی اور اسکے روپیہ حاصل کیے تو صاحب دین کو ان روپیہ سے اپنے قرض
کے روپیہ لینا مکروہ ہے و اس واسطے کہ مسلمان کو شراب بیچنا حرام ہے اور بیع اس کی باطل ہے تو اس کی شے بھی
حرام ہے لکن فی الاحکام ص اور جائز ہے اور ایش کرنا مصحف کی چاندی سونی سے اور کافر آدمی کا مسجد میں جانا و یہ ہر
نزدیک ہے اور مالک اور شافعی کے نزدیک مکروہ ہے اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْبَلُوا
الْحَسْبُ الْحَکَامُ الخ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے کفار کو بھی نہیں مقصود ہے کیونکہ قول اللہ تعالیٰ کا اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ
نہیں موجب ہر حرمت کو بعد از سال کے بلکہ اور اس آیت سے بشارت ہے مسلمانوں کو اس بات کی کہ اب اس سال کے بعد
کفار قادر نہ ہونگے اس مسجد کے دخول پر لکن فی الاحکام ص اور دلیل امام کی یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد نے سنن میں کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعقیف کے قاصدوں کو جو کھانے سے مسجد میں اوتارا اور سنا احمد اور طبرانی میں بھی اسی مضمون کی حدیث
موجود ہے عینی ص اور آدمی کی عبادت یعنی ہا پر ہی کرنی و اسلئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت میں کی کیا کرے
روایت کیا اسکو صحاح ستہ والوں نے اور اس میں قید مسلمان کی نہیں ہے اور بھی روایت کیا بخاری نے کہ ایک یہودی
خدمت کرتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ سے عبادت کی اور اسکی عبادت کو تشریف لیکر پھر فرمایا مسلمان
ہو یا مسودہ مسلمان ہو گیا تو حضرت نے فرمایا شکر خدا کا جسے اسکو دوزخ سے آزاد کیا لکن فی الاحکام ص اور
کو خسی کرنا اور گدھوں کو گھوڑیوں پر کھانا دینا اسلئے جنتی کے و اسلئے کہ حضرت نے انھی ذہن کو فحش کیا قرآنی میں
جسبہ کہ اوپر گدھ اور وہیں منقعت ہے بالوز کی اور سوار ہوئے آپ خیر روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے تو اگر قبل منہ ہو
البتہ سوار ہوئے آپ خیر و ص اور صنف شرم طہر سے نہ غیر طہر سے البتہ اس صورت میں جب کوئی طبیب

یہی کہ جن کا
تفسیر لکھی ہے

تین تیرے ہر ایک اس شرط سے کہ ناز و نفرت ہو جاوے اور وہ میں شرم و خجائی ہو اور وہ عذر کا نام لے سکے
اور ہم کہتے ہیں کہ اگر شرم و خجائی ہو تو کبھی بھی اس میں ممانعت کرنا ہر عمر کا اور خیالِ طلالِ غیبی یہاں تک کہ بھوک پیاس بھی
باقی رہتی ہو تو اور سہولت کیا حاصل ہوگی کہ وہ ہو سکے کہ وہ ہو سکے اور ہم ہوتا درست ہو گئیں اور شرطِ شریعت
تین میں سے نہیں ہو جائیں کہ اگر فیما بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کھیل یا شرط یا زور شیر کو تو گویا وہ اپنے ہاتھ
سور کے خون میں ڈبو دیا کہ ازلی نے اس لفظ سے یہ حدیث غریب ہو اور موجود ہو صحیح مسلم میں یہ حدیث لیکن اگر
شرط کا لفظ نہیں ہو اور روایت کیا جاتی ہے شعب الایمان میں قاسم بن محمد سے کہ انھوں نے کہا شرط کے باب میں کہ
ہم ہر اور جو چیز نازل ہو کر آئی ہے اور قاتل سے وہی نہیں ہوگی حیرت کلام اللہ میں منصوص ہو خاص اور طرح ہر لون
عجب و ف جیسے نکلیا تو اٹھانا اتنا بازی بھڑنا کہ لاش شادی میں بنانا خاص اور علامہ کے بیان میں ہوتی والی اور
کلمہ کی زمین چھٹا لکرا دینا اور وہ عین یہ لفظ کہنا ہے عقدا العین من شکر شاک ف یا معقد العین من شکر اول کے
معنی یہ ہیں کہ عرش سے عزت اور بزرگی تیری ذالبتہ ہو اور ثانی کے معنی یہ ہیں کہ عزت کی گیم ہی عرش پر وہ ہونوں لفظ
کلمہ نہ کرو وہی اس لیے کہ لفظ اول سے محدث عزت آئی گا ہم ہوتا ہے کہ عرش و فرش سب حادث ہیں
اور عزت اور جلالت آئی قدیم ہیں اور دوسری لفظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ کا تعلق عرش پر ہو اور یہ قول مجتہد
خلفہ اللہ ہو خواہ اللہ کے لیے مکان اور جہت ثابت کرے کہ عین خود ذی اللہ و شہدہ و مختارین ہر گاہ ابو یوسف نے اس کے
مردم کو کہتا ہے اور اسی کو پسند کیا فقہ ابو اللیث نے اس واسطے کہ یہ لفظ دعا کا ثورین وارد ہو جسکو روایت کیا جاتی
نہ عبد اللہ بن مسعود سے تو اس صورت میں لفظ عزت عرش کی ہو گا نہ صاحب عرش کی یہ صاحب عرش ہے مختار ہے تو
کہ زیادہ تر احتیاط اس کے کہنے میں ہو اس واسطے کہ یہ عاجز و احد سے مروی ہو اور مخالف ہر اول آیات قطعہ کے جسے نفی
جہت اور مکان خط و ندیم کی ثابت ہوتی ہو ص اور مذکورہ ہو کہ وہ عین یہ کہے بحق فلان یا بحق دساک و انبیاء
و اس کے کہ رسول اللہ و انبیاء و اولاد و اولیاء سب اللہ جانے کے مخلوق ہیں اور مخلوق کا حق خالق پر کچھ نہیں ہو یعنی جو
کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمتیں اور جزا عطا کرتا ہو اور اگر گناہ و سکو شخص لطف اور عنایات خداوندی سے بھجھا جائے
وہ اللہ تعالیٰ کو کیا دینا نہیں آتا البتہ یہ لفظ دعا کا ثورین وارد ہو تو مراد اس جگہ حق سے حرمت اور عظمت اور
وجاہت پر نہ حق جو بی صل اللہ و علیہ و آلہ و سلم قرآن شریف پر بعد میں اس آیتوں کے علامت بنانا اور انہیں اعراب دینا
و اس واسطے کہ ان مسعودی نے کہا خالی کرو قرآن کو یعنی قرآن میں اور کوئی چیز نہ لگا کر نہ لکھو روایت کیا اور سکوا میں آتی
نے مصنف میں ص کراہی عجم کو درست ہو و اس واسطے کہ یہ لوگ اعراب زبان عرب کو بیان نہیں کئے توجہ
واقع ہوگی اعراب نہ کہنے میں اور قرآن کا حفظ اور بزرگات متروک ہو جاوے گا ص اور مذکورہ ہو نہ کہہ کرنا آدمی اور جانور
کی خبر کہ کو اس فہم میں جان پر و کنا خبر کرنا ہو و اس واسطے کہ حدیث میں ہو الجالب کی حقوق و الخساک ملو
یعنی علامہ نے علامہ سے منقول الین کے زبوت دیا گیا ہو یعنی خدا سے تعالیٰ کو برکت دیکھا اور قلم دکنے والا ہوں ہو نہ
کیا اور سکوا میں اسے عربی اسباب اور روایت کی احمد نے مسند میں ابن عمر سے کہ جس شخص نے بندہ کو کھا کر مار دیا

تو اس کلب بالا کے کنارے کے برابر ہو جاوین عورت کو سر کے بال کاٹنا حرام ہے ایک شخص نے علم و سر دین کو تعلیم کرنے کے لیے سیکھا اور ایک شخص نے عمل کرنے کے لیے تو اول فضل پر اور باہمت کرنا علم دین کا ساری رات بلکے اور عبادت کرنا بہتر ہے وغیرہ ان والدین کے علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کیا جائے اگر مرد ہو تو قاضی پر حکم دین اور جو شخص مسجد میں بیٹھا ہو انتظار کرے کیونکہ اسے تسبیح اور قرآن میں مشغول ہے اور مذکورہ حکم کی وقت اور اذان و اقامت کے حال میں جو ایسا کرے دنیا و احباب نہیں ترک کریں گے کان چھپائیں تباحت نہیں ہے بعد ازین کے پھریت کا نقل کرنا جائز ہے البتہ قبل ازین کے بعض کمزور دیکھ جائز ہے مگر وہ نہ خوشی کرے نہ سوک کہے اور قرآن کے پڑھنے سے سنا اور سکا زیاہ نور اللہ علیہ السلام

ص کتاب احیاء الموات ف

یعنی نا آباد زمینوں کے آباد کرنے کے بیان میں ص موات وہ زمین ہے جس سے نفع حاصل نہیں ہوتا پانی نہونے یا پانی کی کثرت کے سبب سے یا متواتر کے اور جہاں ف مثلاً زمین بہت نما ہو گئی یا شور ہو گئی کنگا ف الاصل ص اور قیام کسی کی ملک نہیں ہے یا مملوک ہے یا اہل اسلام کی لیکن اس کا کوئی ملک معین نہیں معلوم ہوتا اور بستی سے اس قدر دور ہے کہ اگر کوئی شخص انتہائے آبادی سے ہٹا کر آباد کرے تو اس زمین میں آواز نہ پہنچے ف امام محمد کے نزدیک جو زمین مملوک ہوگی کسی مسلمان یا ذمی کی تو وہ موات نہیں ہے بلکہ اگر اس کا مالک معلوم نہ ہو تو وہ ماسکین کی ہے اور جب اس کا مالک ظاہر ہو جائے تو وہ سکورد کی جائے گی اور نقصان زمین کا جو زراعت کے سبب ہو تو وہ حراج کو دینا چاہیے اور وہ ہونا آبادی سے غیر ملکی زمین کے لئے محمد نے کنگا ف الاصل ص جو شخص کسی زمین کو آباد کرے تو وہ زمین اسی کی ملک ہو جائے گی اگر امام کے اذن سے ہو تو وہ جو شخص ہی ہو اور جو غیر اذن امام کے ہو تو مالک نہ ہوگا ف یہ فقہ ب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک امام کا اذن شرط نہیں ہے کنگا ف الاصل ص دلیل ان کی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شخص آباد کرے ویران زمین کو تو وہ زمین اسی کی ہے روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے اور حسن کہا اس کو ترمذی نے اور کہا کہ روایت کی گئی یہ حدیث مرسل حدیث ایسی ہی ہے اور اختلاف ہے اس کے صحابی میں بعضے جابر کہتے ہیں اور بعضے عائشہ اور بعض عبد اللہ بن عمر اور جرج قول اول ہے اور روایت کی بخاری نے عروہ سے انھوں نے عائشہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آباد کرے کسی زمین کو اور وہ کسی کی ملک نہ ہو وہ زیادہ مقدار ہو اس کا عروہ ہے یہی فیصلہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ روایت کی طبرانی نے معاف سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی زمین کو آباد کرے جس سے اس کا نام خوش ہو اور اس پر کی حدیث محمول ہے اسی صورت پر جب اذن امام کا ہو تو ص نہیں جائز ہے آباد کرنا بلکہ چاہئے جس کا پانی بہت گیا ہو لیکن وہاں اس کا ہو البتہ اگر ایسا پانی منقطع ہو گیا ہو کہ پھر اس کا عروہ ہو سکے تو آباد کرنا اس کا بہت اگر زمین موات امام کے اذن سے لی اور زمین چھر حد بندی کے لگا کر زمین میں تک اس کو آباد نہیں کیا تو امام ابوحنیفہ سے زمین لگا کر حد کے محل کے لیے اور جسے ایک کنواں زمین موات میں نکود امام کے اذن سے خواہ وہ کنواں عسل کے لیے ہو ف یعنی پانی اس میں سے ہاتھ سے بھول جائے اور اس میں اس کے گرد بیٹھ کے پانی چتے ہوں ص یا نامع ہوں یہ رافعہ کنواں پر جس کے باقی بچا ہوا ہے انہوں نے سخت چٹنے کے لیے ص تو اگر وہ اس کنوین کے پانی

ہر طرف سے اس کا حق ہو گا کہ قول صحیح و اسی قول غیر صحیح خیریم اس کا چالیس گز بہر طرف سے دھن گز اور صاحبین کے نزدیک بہر ناضح کا حریم اٹھ گز ہو گا ہر جانب سے اور گز سے مراد گز شرعی جو چوبیس گز کا ہوتا ہے اور ہر اوٹھل بقدر چھ گز کے جب ایسی ایک دوسرے کا بیٹ ملا ہو گا کہ فی الاصل لیس الام صاحب کی حدیث ہے عبد بن مغفل کی روایت کیا اور سکوا بن ماجہ نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کنواں کھودے تو اس کو چالیس گز بہر واسطے پانی پینے کا جانوروں کے روایت کی امام احمد بن حنبلہ نے منہن ابیہر کہ فرمایا حضرت نے حریم کو دھن کا چالیس گز بہر سب طرف سے اس کے واسطے پانی پینا دھن اور کبرویں کے حصہ حریم چشمہ کا پانسو گز بہر جانب سے اس واسطے کہ ابویوسف کے اخراج میں روایت کی زہری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حریم چشمہ کا پانسو گز بہر اور عیون کا حریم چالیس گز اور بہر ناضح کا حریم ساٹھ گز کہ فی الاصل العینہ شہح الہدایۃ یہی حدیث دلیل ہے صاحبین کی بہر ناضح کے حریم میں زلیحی نے تخریج ہادیہ میں اس کو غریب کہا ہے تو اگر اندر حریم کے کوئی اور شخص کنواں کھودے گا ارادہ کرے گا تو منع کیا جاوے گا باہر کے اگر حریم کی منتہی پر ایک اور شخص کنواں کھودے گا تو اس کا حریم دھن کا ہو گا نہ پانچ گز دھن کی جانب سے اس واسطے کہ وہ ملک پہلے کنوئیں کے لئے ہی ص اور کاریز و یعنی پانی کا زمین کے نیچے درختا حص کا حریم بقدر اس کے اصلاح کے ہر طرف اندر کی مٹی ڈالنے کے لئے بہر بہر امام صاحب کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ جب دھن پانی نہ نکلے تو وہ مثل نہر کے ہے اور اس کا حریم نہیں ہے اور جو پانی نکلے تو حکم اس کا مثل چشمہ کے ہے یعنی پانسو گز اور اس کا حریم ہو گا کہ فی الاصل نہر کا حد بہر ملک کا دوسرے کی زمین میں امام کے نزدیک مگر لیس سے اور صاحبین کے نزدیک اس کو نہر کی مینہ کی چلنے کے لئے اور مٹی ڈالنے کے لئے اور ایسی ہی زمین موات میں تو اگر مینہ ایک شخص کے نہر کی اور دوسرے کی زمین کے بیچ میں واقع ہو اور کسی کی اون دونوں میں سے اس مینہ پر علامت مثلاً درخت یا مٹی نہیں ہے تو وہ مینہ صاحب زمین کی ہوگی امام صاحب کے نزدیک اور جو کسی علامت اوپر ہو تو وہی کی ہوگی اور ابویوسف کے نزدیک حریم نہر کا بمقدار نصف بطن نہر کے ہو گا ہر جانب سے اور محمد کے نزدیک مقدار پوری بطن نہر کا ہر جانب سے دھن کا دھن میں ہر گز قول ابویوسف پر فتویٰ ہے اور حریم دھن کا چاروں موات میں ہوتا ہے پانچ گز بہر جانب سے ایسا ہی وارد ہے حدیث میں اخراج کیا اس کا ابوداؤد نے

فصل شرب کے مسائل میں

شراب بالکسر عبارت ہے پانی کے حصے سے یعنی پانی سے فائدہ حاصل کرنا باری باری زراعت پینے کے لئے یا ہمارے کے پلانے کے لئے دھن کا حصہ اور شفعہ کہتے ہیں آدمی یا چاہا پلانے کے پانی عینہ کو لیون سے تو شخص کہ جو شفعہ پینے کا ہو پانی میں جو کسی برتن کے اندر رکھا گیا ہو وہ اس واسطے کہ جب پانی کسی برتن میں رکھا گیا تو وہ رکھنے والے کا ملک ہو گیا اب کوئی شخص بے اجازت اس کے زمین سے نہیں پی سکتا اور جو پانی اپنی جاگ میں ہے جیسے کنہ یا تالاب یا حوض یا چشمہ تو شخص کہ اس سے پینا یا جانوروں کو پلا نہ چاہتا ہو اس میں اب میں قول ہے سوال اللہ علیہ وسلم کا آدمی شرب میں تین چیزوں میں ایک پانی دوسری گمانس قہی آگ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ص سید علیہ وسلم کو چوتھا کہ ص یا نہر عینہ جیسا کہ ابوداؤد جو مانند اسکے نہر میں و دجلہ نام ہے نہر بغداد کا اور مانند جیل کے اور نہر

حکام میں مثل گنگا جمنہ گھاگھر وغیرہ **ص** اپنی زمین کو سپینے یا اوئین سے ایک نہر اپنی زمین کی طرف لگانے سے پہلے
 کے لیے سیاہی کے لیے اگر عام مخلوق کو اس سے نصرت نہ پہنچے اور غیر کی نہر یا گاریز یا کوئین سے جائز نہیں کہ اپنے جانور
 پانی پلاوے اگر نہر کے خراب ہونے کا خوف ہو بسبب کثرت جانوروں کے یا اپنی زمین کو سپینے یا نہر میں پانی ڈالے
 گا اور اس کی اجازت سے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ گھر میں پانی بھر کر اپنے گھر میں لا کر درخت یا سبزہ میں ڈالے میچ تر قوت لاف اور
 بعضوں کے نزدیک یہ بھی درست نہیں بلکہ مالک کے اذن سے اور رعایہ اور غیر میں اسی قول کو احکام کا حکم کا **و**
 جو نہر کی ملک نہیں ہو اس کی کھدوائی بیت المال میں سے دی جاوے گی اور اگر بیت المال میں روپیہ نہ ہو تو رعایہ سے
 کی جاوے گی **و** اور اگر وہ زمین تو امام اور شیعہ یا ایسے جیسے تباری شکل اسلام کہ اسے حقوی **ص** اور جو نہر ملک
 ہو تو نہر والوں سے لی جاوے گی نہر کے اوپر کی جانب سے نہ صرف پانی پیو والوں سے **و** یعنی جو اس نہر میں پانی تیرے ہیں
 کھدوائی نہ لیاوے گی اس لیے کہ نہر کے زمین میں **ص** اور جس شریک کی زمین سے کھودنے والے بڑھ چاہو گئے تو اس پر باقی
 نہر کی کھدوائی لازم آوے گی **و** امام ابو حنیفہ کے نزدیک سمین کنز فیکب شریکین پانی کی اس سے ترک کی کھدوائی مقرر
 کر کے حصہ سب کی جاوے گی **ص** صحیح ہر دعویٰ شریک بغیر دعویٰ زمین کے **و** یہ تھکان اس لیے کہ کبھی پانی کی
 باری کا آدمی مالک ہو جائے اور کبھی زمین بیچ پالی جائے اور شرب بائع کے لیے رہتا ہے گنگا فی الاصل **ص** مالک
 جماعت نے شرب میں جھگڑا کیا تو بقدر راضی ہر ایک کو تقسیم کر دینگے اور اوپر کی جانب والا نہر کا زمین کھدوائی اس کی
 زمین میں شرب نہیں ہوتی ہو بغیر روکے ہوئے مگر اگر شرب کی رضامندی سے اور کوئی اس نہر میں سے دوسری نہر نکال نہیں سکتا
 یا اوپر کی کھڑی نہیں کر سکتا یا وہ آب پاشیاں بنا نہیں سکتا تو شریک کی اجازت سے البتہ اگر چاہے اپنی ہی ملک میں رکھے **و**
 اسطرح سے کہ بطن نہر اور دونوں کنارے اس کے ملک ہوں اور دوسرے شریک کو صرف پانی بہانے کا حق ہو گا
فراصل **ص** اور نہر اور پانی کو اس سے ضرر نہ پہنچے تو ہو سکتا ہے اسی طرح نہر کے منہ کو چڑھائیں کر سکتا یا اگر نہر کا پانی
 بطور سوراخوں کے منقسم تھا اور وہ دونوں کے حساب سے بانٹے تھے زمین ہو سکتا یا اس زمین میں پانی لیا جائے جہاں
 کی باری مقرر تھی حق شرب موثقت ہو جائے اور اس سے نفع اوٹھائے لیے وصیت بھی ہو سکتی ہے اور اس کی بیع یا
 اجارہ یا ہب یا تصدق یا مہ یا بدل یا صلح نہیں ہو سکتا اگر ایک شخص نے اپنا کھیت پانی سے بھرا **و** موافق علاقہ
 کے ورنہ ضامن ہو گا نہر **ص** اور اس سے دوسرے کی زمین میں تری ہو چکے نقصان ہو یا ادوب گئی تو
 ضامن نہر کا اسی طرح اگر دوسرے کے شرب سے اپنی کھیتی پہنچی تو تاوان نہر کا **و** اس سے کہ شرب غیر مقتوم ہو وہی
 قول ہے امام خواجہ زادہ کا اور جامع صغیر زروئی میں ہے کہ ضامن ہو گا نہر غار میں ہے کہ فتویٰ قول اول بہرہ و اللہ اعلم

کتاب الاشربة

یہ کتاب ہے شربوں کے احکام کے بیان میں حرام و حلال اور وہ کیا پانی ہے اگر کھجور کا جب وہ جویش مایہ کے اور جال اور ٹھنڈے
 اور نشہ کرنے والے اگر یہ تحلیل ہو **و** یا کثیر ہو یعنی ایک قطرہ بھی اس کا حرام ہے اس لیے کہ وہ جس میں نہر مثل بنیاد کے
 قرار دیا اللہ تعالیٰ نے نماز کے حق میں **و** جس میں کمال الخیطان یعنی وہ پلید ہے شیطان کا کام ہے اور وہ حرام ہے

حسرت میں بکثرت وارد ہوئی ہیں روایت کی حاکم اور ابوداؤد نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ آگستہ نے
 لعنت کی خمر پر اور اسکے پینے والے پر اور اسکے پینے والے پر اور اسکے پلانے والے پر اور اسکے اوتھانے والے پر اور اسکی
 قیمت کھانے والے پر اور اسکے پالنے پر اور خمر پر اور پادشاه روایت کی امام ابوحنیفہ اور نسائی اور دارقطنی نے ابن عباس
 کہ خمر حرام پر قلیل اور کثیر اور کما اور اور شراب بقدر سکر کے یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک جو خمر حلال
 زائل کر دیوے اور نشہ لادے وہ خمر حلال اور فی حدیث ہر ائمہ سے کہ ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
 ہر مسکر خمر اور روایت کی جماعت نے سباجاری کے ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت عمر ان دو وقتوں سے ہر جاہل
 یعنی انگور اور کھجور سے صاحب ہا یہ نے دلیل امام کی یہ بیان کی کہ خمر باقعات اہل لعنت انگور کے پانی کو کہتے ہیں
 اور حدیث اول بن یحییٰ بن معین نے ظن کیا کہ اور حدیث ثانی سے بیان حکم منقول ہر زبان معنی خمر اور روایت حدیث نے
 اسکو رو کیا ہے اسطرح کہ حدیث ابن عمر کو خارج کیا شیخان ابویہ نے پس یہ اعلیٰ مرتب صحیح میں ہوئی اور ظن
 یہی بن معین کا اس حدیث میں ثابت نہیں ہے کہ ابیہ نے تخریج ہر یمن کہ معنی اس میں کو کسی کتاب حدیث میں نہیں
 دیکھا اور ائمہ لعنت مختلف ہیں خمر کی حقیقت میں بعض نے خاص کیا ہے انگور کے پانی سے اور بعض نے ہر مسکر کو عام لکھا ہے اور
 تاسوس میں قول ثانی کو صحیح کہا ہے اور دلیل اسکی صحت کے بت ہیں ایک قول حضرت عمر کا ہر مسکر ہر جماعت صحابہ
 کہ خمر پانچ چیزوں سے ہوتا ہے انگور اور کھجور اور نشہ اور گیون اور جو سے اور خمر وہ ہے جو زائل کرے اور وہ حانپ لیوے عقل کو مٹاتا
 کیا اور سکو بخاری نے اور غلامیہ کہ عمرہ اور صحابہ کرام عرب اور اہل اللسان تھے دوسرے روایت کی بخاری نے نہیں
 سے کہ یہ وقت خمر حرام ہو اسو خمر انگور کا تحلیل تھا اور اکثر خمر کھجور کا تھا تیسرے روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ
 نعمان بن بشیر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہوں سے خمر ہوتا ہے اور جو سے خمر ہوتا ہے اور خمر خمر ہے
 اور انگور خشک سے خمر ہوتا ہے اور شہد سے خمر ہوتا ہے اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے اطلاق کیا تھا
 غیر انگور پر عمرہ اور علی اور سعد اور ابن عمرہ اور ابوہریرہ اور ابن عباس اور عائشہ میں صحابہ سے اور انہوں
 سے سعید بن المسیب اور حسن اور سعید بن جبیر اور اور لول بن کما طحاوی نے کہ بت تقاضی واقع ہوا حدیث ابوہریرہ
 اور حدیث نعمان اور حدیث ابن عمر کہ جب خمر حرام ہوا ہے میں ان خمر میں سے کوئی خمر وہاں نہ تھا روایت کیا ابوسکو
 بخاری نے اور صحابہ اسکی تعریف اور مائیت میں مختلف ہو گئے چنانچہ عبد اللہ بن سعید نے تحقیق کی خمر کی ساتھ
 انگور کے اور اہل لعنت نے بھی اختلاف کیا تو اترفق علیہ بمنے درمیان ائمہ کے اسی قدر پایا کہ انگور کا پتہ لایا ہوا پانی
 جب شدید ہو جاوے اور جوش اور جھاگ مارنے لگے تو وہ خمر ہے تو ای کو اختیار کیا ہے اسلئے کہ اگر حرمت کا عظیم عہد ہے
 علت کا یعنی حرمت خمر کی تو قطعی ہے اور سنا اسکی حرمت کا کافر جو بر خلاف اس کے جو کہ شریعت کی حرمت کا منکر ہو
 اسلئے استیاضہ درج ہوئی کہ خمر کے معنی مختلف خمر کو چھوڑ کر اترفق علیہ کو خمر قرار دیا اور اسکے منکر حرمت کو کافر ٹھہرایا
 اور سو اس کے اور سنا کہ حرام میں لیکن حرام یعنی خمری و اشرا علم بالصواب صحابہ و تابعین نے خمر کو نام
 کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جب شدید ہو گیا تو مسکر ہو گیا اب جھاگ و شہد نامہ درج نہیں ہے خمر کا حرام

[illegible]

حدیث عدی بن حاتم نے نقل کیا ہے کہ ہر روز ایک کلب اطلاق زبان عرب میں ہر روز سے بڑھتا رہتا تھا کہ شیر بھی
 حلال ہے **ص** بشرطیکہ قتل یافتہ ہو **ف** اس لیے کہ کلام اللہ میں وہ عتق کی قید پر دو سر ہو کہ ابی ثعلبہ نے
 کہا حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک کلب کے تیرے اپنے کے معمار اور غیر معلوم سے تو فرمایا آپؐ کہ جو تو شکار کرے
 کتے متعلق سے بسم اللہ کہہ کر کھا اور جو تو شکار کرے غیر معلوم سے اور اس جانور کو ذبح کرے تو کھا اور اس کو بھی بغیر
 ذکات کے شکار کرے **ص** میں نے روایت کیا ہے کہ جو کلب بھاری مسلم نے **ص** تو کسی مقام پر شکار کرے تو خرما لگا دینے
 اس واسطے کہ کلام اللہ میں جو کلب کا لفظ وارد ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرات ضرور ہے اور یہی ظاہر الروایت ہے اور اسی
 فتویٰ کے اور ابو یوسف کے نزدیک ہواخت غریب میں **ص** اور ان کو مسلمان یا اہل کتاب بسم اللہ کہہ کر چھوڑے **ف**
 اس واسطے کہ حدیث عدی بن مسعود کہنے کا امر ہے اور وہی حدیث میں مذکور ہے کہ کیا رسول اللہ میں اپنا کتاب بسم اللہ کہہ
 چھوڑتا ہوں اور اس کے ساتھ ایک اور کتا آجاتا وہ اب میں نہیں جانتا کہ شکار کو کس کتے نے پکڑا تو اب فرمایا آپؐ کہ شکار
 اس کو ایسے کہ توبہ نے اپنے کتے پر بسم اللہ کہی نہ دو سر ہے کتے پر تو اگر کتا چھوڑے والا مجوسی ہو یا مسلمان لیکن
 عمرؓ بسم اللہ ترک کر دیوے تو درست نہیں ہے **ص** اور وہ شکار ایک جانور ہو متنع یعنی جو اپنے جانے پناہ ہو
 جانور کے یا پروں سے اور وحشی ہو حلال ہے **ف** ذکات اختیاری اور اس کے توجہ جانور کو کون سے
 انس پکڑ گیا ہے متنع ہے لیکن متوحش نہیں ہے اور جو شکار حلال میں بچنے گیا یا کو میں میں گر گیا یا مست ہو گیا
 تو وہ متوحش ہے لیکن غیر متنع ہے تو ایسے جانور میں ذکات اختیاری یعنی ذبح کرنا ملت کے لیے ضرور ہے صرف اسل
 اور زخم سے حلال ہونے کے **ص** اور اس کا بسم اللہ کے ساتھ دو سر کا کلب جس کا شکار نہیں درست ہے **ف** جیسے
 وہ کلب غیر علم ہو یا مجوسی کا ہو وہ یا شکار کے لیے چھوڑا گیا ہو یا بسم اللہ عمرؓ ترک کر کے چھوڑا گیا ہو وہ
 کتا **ف** اصل **ص** شریک ہو وہ **ف** سبب اسی حدیث عدی بن حاتم کے جو اوپر مذکور ہے **ص** اور وہ
 کلب معلوم وقفہ کے بعد سال کے **ف** تاکہ اس کا شکار کرنا احوال کی طرف منسوب ہے تو اگر وہ کلب بجا اسل
 کے آرام کے لیے مقرر ہے یا کچھ کھانے لگے یا پیشاب پھر شکار کرے تو شکار درست نہیں ہے خلاف اس کے کہ چیتے کو
 شکار کے لیے چھوڑا اور وہ چھپ نہ پا بلکہ قتل کے شکار کی فکر میں نہ بلکہ استراحت اور آرام کے پھر شکار
 کو کرے کہ یہ درست ہے اور اگر کتا بھی ایسی حالت میں ہے کہ اسے توجہ کی درست اور خدا و مطہر **ص** اور کتاب
 یافتہ ہو جائے اگر تین بار شکار کرے اور وہ میں سے نہ کھائے اور باقی تعلق یافتہ ہو جائے جب پکارنے سے نہ لگے
ف یہ مضمون ماثور ہے ابن عباسؓ سے کہنا یہی ہے کہ تین میں کہ یہ غریب ہیں کہتا ہوں روایت کی امام محمد
 نے ان میں سے تین صحیح ابن عباسؓ کہ کتا انھوں نے جس جانور کو پکڑے تیرا کتا تو اگر معلوم ہو تو کھا اور جو وہ
 وہ میں سے کھا یوں کہ کتا اس کو اور لیکن باز اور شاہین تو کھا اگر وہ وہ میں سے کھا یوں اس لیے کہ تعلیم
 اس کی ہے کہ کتا اپنے سے جلا آوے اور تو اس کو از نہیں سکتا کہ کتا چھوڑ دینے کا امام محمد نے کہ ہم اسی قول
 سے ہند کرتے ہیں اور یہی قول ہے ابو یوسف کا **ص** تو اگر باز شکار میں سے کھا یوں تو وہ شکار کھانا درست ہے

جب کیا ہو میں سے کھایا اسے اگر کتے نے تین بار کھایا ہر چوبیس دفعہ کھانے کا کیا تو وہ شکار حرام ہو جائیگا
اور اس کے بعد جتنے جانور شکار کرے گا حرام ہو جائیگا یہاں تک کہ کچھ قتل نہ ہو جائے اس طرح قبل از اس جانور کے
ماتے جانور شکار کیسے نہیں اگر وہ سیاہ کے پس جو میں حرام ہو جائیگا اور جو سیاہ و نوک کھایا تو اس پر حرام ہو جائیگا
تیسرے کیا فائدہ ہر ص اگر کوئی شخص تیرے شکار کے تو شرط اس شکار کے ملال ہونے کی یہ کہ کلمہ شہادہ
کہہ کر تیرے ف اور جو بھول جاوے گا تو بھی درست ہے اور جو قصداً ترک کرے گا تو وہ شکار حرام ہو جائیگا **ح**
وہ تیرا اس شکار کو زخمی کرے اور اگر شکار تیرے کھانے سے بھاگ کر کہیں غائب ہو جائے تو اس کی جستجو سے بیخبر نہ رہے
ف یعنی اس نے شکار کو تیرا مارا اور پھر وہ تیرا کھانے سے غائب ہو گیا بعد اس کے شکاری نے اس کو مردہ پایا
تو اگر اس کی طلب سے بیخبر رہا تھا تو وہ حلال نہیں اور جو اس کے ذمہ نہ ہو تو وہ حلال ہے اور اگر اس کی طلب سے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شکار میں جو غائب ہو جائے شکاری سے کہ شکاری نے قتل کیا اس کو بازمین سے روک دیا
کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی رزین سے اور روایت کی مسلم اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے کہ کھنجر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ثعلبہ سے فرمایا کہ جب تو نے پنا تیرا مارا اور شکار غائب رہا تجھ سے تین دن بھر تو نے اس کو
پایا سو کھا جب تک وہ گندہ نہیں ہوا **ح** اگر تیرا مارنے والے نے یا کتے یا بکرا شکار کرنے والے نے شکار کو زندہ پایا
تو ضرور اسے کھانے کا حق ہے **ف** یعنی جب اس کو زندہ پایا ہے ہتھ کر مذبح سے زیادہ اس میں حیات ہو تو ذکات
ضرور ہے **ح** تو اگر ترک کرے گا عذر ذکات کو لازم ہو جائیگا **ف** یعنی باوجود قدرت تذکیر کے اگر ذکات نہ کرے گا تو حرام ہو جائیگا
اور جو قادر ہو ذکات تو حلال ہے یعنی ہر دوی ہر امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور میری قول پر شافعی کا اور طاہر الرواقہ میں ہر
کہ حرام ہو جائیگا اور جو اس کی زندگی میں ہو جیسے مذبح کی تو اس کا اعتبار ہو گا پس تذکیر واجب نہ ہو گا لیکن جو جانور
ابھی سے گریسے یا مثل اسکے اور جو بکری یا بچہ ہو تو فتویٰ اس پر ہے کہ وہ حیات میں ہے مگر یہاں تک کہ اگر اس کو
ذبح کر لیا اور اس میں تھوڑی سی بھی حیات ہوگی تو حلال ہو جائیگا بسبب قول اللہ تعالیٰ **فَاَكْلُوا مِمَّا ذَلَّلْتُمْ لَهُمْ** کھا
فَاَكْلُوا اصل اگر مجوسی نے اپنا شکار پر چھوڑا سو مسلمان نے اس سے کتے کو تیرا یا بکرا یا شتر کر کے سودہ
تیرا ہوا اور اس نے شکار مارا تو وہ شکار حرام ہو **ف** اس واسطے کہ ہر سال مجوسی سے ہوا اور اعتبار سال کا ہے نہ بچہ کا
اور تیرے کرنے کا **ح** اس طرح اگر مسلمان اس شکار کو قتل کیا ہے ہر من کی جانب سے نہ طویل کی جانب سے حد ہر
دعا ہے **ف** اس میں بھی شکار حرام ہو گا معارض اس میں تیرے کو کہتے ہیں جس نے پرکا ہو وہ اور نام اس کا معارض
اس لیے ہوا کہ وہ نشانے پر معارض سے ہا کر لگتا ہر ذک سے اس کو اس کے نوک میں تیری ہو وہ اور وہ نوک کی جانب
سے لگے تو شکار حلال ہے **ح** اگر کوئی اصل لکھ لے اس میں قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدی بن عامر کی حدیث
میں کہ پوچھا میں نے آپ سے معارض سے تو فرمایا آپ نے جب لگے وہ نوک کی طرف سے حد ہر تیری کی ہو گیا اور جو معارض
کیا جانب سے لگے تو نہ کھا اس لیے کہ وہ موقوفہ ہے روایت کیا اس کو بخاری نے اور موقوفہ حرام ہے نہیں کلام اللہ سے
موقوفہ اس میں جانور کو کہتے ہیں جس کو لکڑی یا ڈھیل یا پتھر سے پھینک کر ماریں **ح** یا قتل کیا یا اس کے باری

نکلتے اگرچہ وہ عذر و عذر نہ ہو ورنہ تب بھی شکار حرام ہوگا کیونکہ قتال پر کوفہ جانور اس نکتے کے بموجب ہے
 مگر یہ جو ہے یہاں تک کہ اگر نکلے گا تو وہ عذر و عذر نہ ہو ورنہ تب بھی شکار حرام ہوگا کیونکہ قتال پر کوفہ جانور اس نکتے کے بموجب ہے
 میں ان مسائل کا قاعدہ کلیہ یہ مذکور ہے کہ جب موت جیہست ہو یقیناً تو شکار حلال ہوگا اور جو اس کے بوجہ اور وزن
 ہو تو یقیناً تو حرام ہوگا اور جو شک ہو کہ بوجہ سے ہوئی یا جراحت سے تب بھی حرام ہوگا لیکن اسے اختیار کرنے
 ص یا اس شکار کو تیر مارا غیر وہ بانی میں اگر چنانچہ تب بھی شکار حرام ہوگا کیونکہ اس لیے کہ شک پر کوفہ تیر سے مرا
 یا بانی میں ڈوبنے سے مرا اور حدیث عدی بن حاتم میں ہے کہ اگر شکار تیر یا بانی میں گر پڑا تو نہ کھاؤ و سکو اس لیے کہ تو
 نہیں جانتا کہ بانی نے قتل کیا و سکو یا تیر سے تیر سے روایت کیا و سکو سلم نے ص یا چھت پر گر گیا یا تیر پر
 پھر وہاں سے زمین پر گر پڑا تب بھی حرام ہوگا اور جو پہلے ہی سے زمین پر گر پڑا حلال ہے اس طرح حلال ہے اگر مسلمان
 نے گتے کو چھوڑا اور جو سی نے اس کو ڈانٹ دیا اور وہ تیر ہو گیا یا کسینے اس کو نہیں چھوڑا لیکن مسلمان نے اس کو
 ڈانٹ دیا اور وہ تیر ہو گیا تو ان صورتوں میں شکار حلال ہے جانتا ہے کہ جہاں پر سال اور جز و نون یا
 حالتے ہوں تو اعتبار سال کا ہے نہ تو اگر سال مجوسی سے ہو اور جز مسلمان سے تو شکار حرام ہے اور جو سال مسلمان سے ہو
 اور جز مجوسی سے تو شکار درست ہے اور جو سال وہاں بالکل نہ ہو صرف جز ہو تو تیر کا اعتبار نہ ہوگا پس اگر جز مسلمان
 سے ہو تو شکار حلال ہے اور جو مجوسی سے ہو تو حرام ہے کذا فی الاصل ص اگر گتے کو یا بانی کو ایک جانور چھوڑا اور اسے
 دوسرے جانور کو پکڑا تو وہ حلال ہے یہ ہمارے نزدیک ہے اس واسطے کہ اس قسم کی تسلیم نہیں ہو سکتی کہ جس جانور
 کو عین کو یونین اوستی کو پکڑے اور نام مالک نزدیک حلال نہیں ہے اور اگر گتے کو بسم اللہ کر لیا شکار چھوڑا اور
 اسے بکرا و سکو مارا پھر دوسرے شکار کو مارا دو نون حلال ہیں جیسے ایک تیر ایک شکار کو لگے پھر دوسرے کو لگ گیا
 تو دو نون حلال ہونگے اس طرح اگر گتے کو بہت سے جانور و ن پر چھوڑا ایک ہی بار بسم اللہ کہے اور اسے کئی جانور
 مارا تو سب حلال ہیں لیکن اگر دو بکریوں کو ایک بار بسم اللہ کہے نہ کہ کچھ کر لیا تو دوسری بکری درست نہ ہوگی کذا فی الاصل
 ص اگر ایک شکار کو بسم اللہ کہے تیر مارا اور اس کا کوئی عضو جدا ہو گیا تو شکار حلال ہے لیکن وہ عضو نہ کھایا جاوے گا
 و اور نام شافعہ کی روایت نزدیک دو نون کھائے یا دیکھ لے لے ہاری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عضو جدا
 کیا جاوے یا لہو سے اور وہ زندہ ہو تو وہ عضویت پر روایت کیا و سکو بود اور ترمذی نے ابی داؤد لیثی سے روایت
 اور اگر وہ جانور اس طرح کٹ گیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اٹلا یا لہو دھو چھوڑا اور ایک حصہ سر کی طرف یا اس کا سر
 آدھا کٹ گیا یا زیادہ کٹ گیا تو وہ نون کٹے کھائے جائینگے اس واسطے کہ ان صورتوں میں حیوۃ اوستی
 ممکن نہیں زیادہ حیوۃ مذہب سے اور اس کا اعتبار نہیں تو حدیث اسکو شامل نہ ہوگی بر خلاف اس صورت کے
 کہ وہ حصہ اس کے سر کی جانب میں ہوئے اور ایک حصہ سر کی جانب میں کیونکہ بیان حیوۃ ممکن ہے تو سر و والا حصہ
 حرام ہوگا اور سر کی جانب کے حصے درست ہونگے اور بر خلاف اس صورت کے جب نصف کم سکھا ہو کیونکہ بیان بھی
 حیوۃ کا محال ہے زیادہ حیوۃ مذہب سے ص یا تو اگر شکار کتے یا لکے غنیمت سے ہو پھر شخص نے تیر مارا تو اگر اولیٰ

اور کلان اور سکا محل پر مہل نہیں کر اس واسطے کہ یہ متصل خلق نہیں ہو گا۔ فی الاصل مع تفصیل ص تو بہ میں
 لازم ہو گئی اور تعلیم میں میں قاضی پر جنہو کے ف تعلیم یہ کہ راہن فرمہوں کو ایسے مقام میں رکھ دیوے
 کہ مہل اس کے لیے نہ ہو جاوے یا ہر روایت میں کہ اور ابو یوسف سے منقول ہے کہ فرمہوں میں قبضہ ثابت نہیں ہوتا مگر
 نقل ہے اس واسطے کہ رہن قبضہ موجب ہر واسطے ضمان کے ہر شخص کے ص تو جب فرمہوں مہل کے قبضہ میں
 آگئی تو بہ مہل میں اور سکا ضامن ہو گیا ف اور ضامن کے نزدیک مہل پر بالکل ضمان نہیں ہو گا کہ فرمہوں اور اس کے
 پاس امانت ہو اور فرمہوں کے تلف ہو جانے سے وہین ساقط ہو گا اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہین
 روکی جاوے گی رہن جسے اس کو روک رکھا اسی کے لیے بہین مباح ہو سکے اور اسی پر ہر ماوان اور سکا روایت کیا اور کلان جہاں
 نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں ابو ہریرہ سے اور کہا بود اور نے کہ بہین روکی جاوے گی رہن اسی قدر ہر کلام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور باقی کلام سعید بن المسیب کا نقل کیا اس کو زہری نے اپنے اور کہا کہ یہ صحیح ہے اور
 روایت کیا اس کو شافعی نے مرسا سعید بن المسیب کہ شافعی نے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ تاوان فرمہوں کا رہن
 پر ہو اور دین اس کے ہلاک سے ساقط ہو گا اور دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطے مہل کے
 جب اس کے پاس فرمہوں گھوڑا ہلاک ہو گیا کہ تیرا حق جا تا رہا یعنی دین ساقط ہو گیا روایت کیا اس کو ابو داؤد و ترمذی میں
 عطاء سے اور بھی روایت کی ابو داؤد نے مرسل میں اور زعمی سے مرسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہن بھون
 اور ہن چیز کے ہر جہاں وہ رہن کہ ما این القطان سے کہ یہ حدیث مرسل صحیح ہے اور نکالا طحاوی نے ابو الزناد سے
 بسند صحیح کہ انھوں نے پایا سینے اون فقہا کو کہ جبکہ قول کا اعتبار ہوا ان میں سے سعید بن المسیب اور عروہ بن الزہرہ
 اور قاسم بن کہ ما این سبحون نے رہن بھون اس چیز کے ہر جہاں وہ رہن کہ یعنی جب فرمہوں ہلاک ہو جاوے اور قیمت اس کی
 پوشیدہ ہو اور رفع کرتے تھے اس کا ایک فقرہ طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ذکر کیا صاحب دیلم نے کہ اجماع
 کیا اسب صحابہ و تابعین نے مضمون ہوئے پر رہن کے مگر اختلاف کیا انھوں نے کیفیت ضمان میں تو قول شافعی
 کا مخالف ہر اجماع کے اور مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ رہن کو مہل میں نہ رکھیں سکتا اس طرح کہ راہن اس کو چھوڑ سکے
 یہی منقول ہے سلف سے جیسے طاؤس اور ابراہیم غفرلہما رحمہما اللہ اور ذکر کیا مالک نے موطا میں اس حدیث کو مرسا
 سعید بن المسیب سے اور کہا کہ تفسیر اس کی یہ ہے کہ راہن ایک شخص کو رہن کرے اور قیمت اس کی دین سے زیادہ ہو
 تو مہل میں نہ رکھے کہ اگر تو دین اس میں عا و پاد کرے گا تو وہ چیز میری ہو جاوے گی یا راہن یوں کہد یوے کہ اگر مہل
 دین قلان بدست ہو کر دین اس میں عا و پاد کرے گا تو وہ چیز میری ہو جاوے گی تو منع کر دیا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس اگر
 راہن بعد ویا جائے کہ بھی نہ رہن لیکر آوے تو مہل اس کی پس گرتا ہو جاوے گی تو مہل میں
 تاوان لازم ہو گا کہ تر کا دین اور قیمت میں سے ف یعنی اگر دین کم ہو گا اور قیمت زیادہ تو تاوان دین
 ہو گا اور قیمت کم ہو گی تو قیمت سے اور جو دونوں برابر ہونگے تو بھی دین سے جیسا بیان اس کا تھا کہ
 ص تو اگر دین اور قیمت مہل کی دونوں برابر ہیں تو دین ساقط ہو جاوے گا اور اگر قیمت مہل کی

۱۰
 اختلاف اس حدیث کا
 ہے کہ راہن کی قیمت
 مہل کے برابر ہو
 یا نہ ہو
 اگر نہ ہو تو مہل
 ساقط ہے
 اگر ہو تو مہل
 ساقط نہیں ہے
 روایت کی ابو یوسف
 میں تو یہ ہو کہ
 راہن کی قیمت
 مہل کے برابر ہو
 یا نہ ہو
 اگر نہ ہو تو مہل
 ساقط ہے
 اگر ہو تو مہل
 ساقط نہیں ہے

ان میں خیال سے کہلنے مثل چھوڑ اور لڑکے اور لڑکیوں کے پاس سے بچتے ہیں اور جوانی کے سوا اوروں سے حفاظت کروا دیا اور بچوں کو کسی کے پاس نہ لے کے گاؤں یا باریت دیکھا یا بارہ دیکھا یا خدمت لیکھا دھندلے صحرانہ اور ہر قدری کر گیا تو ضامن ہو گا و کاف اور صحت پاک مرہون کی قیمت کا صحرانہ صحرانہ اگر دیکھتے ہی ہوں گویا بچہ گھلایا میں ہنا اور دھلت ہو گئی تو ضمان ہو گا اور جو اور کسی اونگی میں بیٹے تو ضمان نہ ہو گا و کاف اصلے بچوں میں ہنا استعمال ہو اور دھری اونگی میں رکھنا استعمال نہیں ہو بلکہ حفاظت کے واسطے ہو گا اور الاصلیٰ قابل آن کا یہ کہ اگر شرمیوں کو بصر طبع پہنے پاس رکھے کہ وہ میں ہتھال ہنسی نہ کہیں تو کف سے ضمان نہ ہو گا اور جو غرض میں استعمال کھلاوے بیٹے وہ بھلاوے مرہون باطن ہاتھ تھیں تو ضمان نہ ہو گا صحرانہ بات حفاظت شرمیوں کے بیٹے ہتھال کا کر یا دھنکسان کی خواہش میں ہوں گے کہ اگر مرہون مرہون کے پاس سے کھل جائے جیسے غلام بھاگ جائے اس کے لئے والے کی اجرت تو بھی مرہون پر جو جب قیمت شرمیوں کی دین کے برابر ہو یا کہ جو کچھ مرہون کا کوئی بڑے کھلاوے جیسے عضو مخرج کا معالجہ تو بھی مرہون پر جو جب قیمت شرمیوں کی دین کے برابر ہو یا کہ جو کچھ مرہون کا صورتوں میں قیمت مرہون کی دین سے زیادہ ہو تو وہ کی تفسیر کر کے ضرورتوں اور امانت پر تو بقدر ضرورت ہر وقت خرچ مرہون پر اور بقدر امانت ہر وقت ضرورت خرچ مرہون پر ہو گا مثلاً دین سود رمی اور غلام مرہون کی قیمت ہو درمہن اور اس کے علاج میں یا کپڑے لائے میں دس درمہ مرہون ہونے تو پانچ اہن پر ہونگے اور پانچ مرہون پر صرف برغلاف اثرو بات کر یا یہ کان کے ہمیں حفاظت شرمیوں کی کی باقی ہو کہ وہ کل مرہون پر ہونگے اگر قیمت مرہون کی دین سے زیادہ ہو اور اخراجات ذات مرہون کی اور اسکی اصلاح منافع کی جیسے غلام مرہون کا کھانا اگر ہرگز اکی اجرت یا ادایہ کی اجرت یا سچائی یا غ کی اور مثل اس کے اور امور اہن پر ہونگے و راہن نے کہا کہ یہ میرا مرہون نہیں ہے اور مرہون نے کہا کہ یہ میرا جو نہیں ہے پس میں رکھتا تھا تو مرہون ہی کا قبول قبول ہو گا دھندلے

باب بیان میں اون چیزوں کے جن کا ہن کھانا و رشت ہر اور چکا ہوتے ہیں

صحیح نہیں ہر میں مغل کا کاف مطلقاً خواہ شیعہ عادی ہو یا اصلی ہو اپنے شریک پاس اور غیر شریک پاس سمت پذیر ہو یا تودہ دھندلے صحرانہ اور بچوں کا اور خدمت کے بدون خدمت کے اور خدمت کا یا کھیت کا یا عمارت کا بدون زمین کے اور خدمت کا بدون خدمت یا عمارت یا کھیت کے یا خدمت کا بدون بچوں کے اور خدمت کا بھلاوے اور مرہون اور مرہون کا کاف اور وقف کا دھندلے صحرانہ صحیح نہیں ہر میں شیعہ میں امانت کے جیسے وصیت یا مال مضابط یا مال شرکت یا عمارت کے صورت اصلی ہونے کے نہ ہونے کے یا مضابط یا عمارت یا مال مضابط کے لیے اب زیادہ سے عرصہ میں کوئی شریعی عمر و پاس کر دے واسطے اعتبار کے تو یہ میں صحیح نہیں ہے و صحرانہ اور میں بالحدک و صورت اصلی یہ کہ نہ ہونے کے نہ ہونے کے یا عمارت یا عمارت عمر و کوئی عمارت ہو کہ شاید کچھ کسی کے کھانا و رشت میں زیادہ سے وصول ہو سکے تو بکرے عمر و کے تسکین کے لیے کوئی چیز اپنی عمر و پاس کر دے تو یہ میں باطل ہے اگرچہ اگرچہ کسی چیز کو بیوں اور میں کے جو دوسرے بچے تو بھی نہیں جائز ہے لیکن کف

ہر صبح درست ہو گا اگر اصل صبح اور پہنچے ہوئے میں سے جو غنمون بغیر ہوا یعنی وہ چرخہ کا تادان مثل
 یا میت سے نہیں دیکھیں رہیں بوض اس صبح کے جو بائع کے قبضے میں ہوں یا یعنی بائع نے بیع کو چاہا لیکن
 اسکو تسلیم نہیں کیا مشتری کو اس بائع مشتری کی تسکین کے لیے کوئی چیز دے میں بیع کے گرد کر دیوے تو یہ نہیں
 ناجائز ہے اس واسطے کہ اگر بیع ہلاک ہو جاوے تو بائع اسکا ضمان نہ دیکھا مثل قیمت سے لیکر نہیں الہیہ ساقط ہو جاوے گی اور
 وہ بائع کا حق ہو گا اگر اصل صبح اور پہنچے ہوئے میں سے جو غنمون بغیر ہوا یعنی وہ چرخہ کا تادان مثل
 نے کفیل پاس کوئی چیز اپنی گرو کردی تو یہ نہیں باطل کہ اور جو مال فاسد ہو اور واپس کفیل کی تسکین کے لیے کوئی چیز اور
 پاس گرد کرے تو درست ہو گا اگر اصل صبح اور پہنچے ہوئے میں سے جو غنمون بغیر ہوا یعنی وہ چرخہ کا تادان مثل
 یعنی زیر پر قصاص واجب ہو تو وہ بھی کے پاس کوئی چیز اپنی گرو کردیوے اسلئے کہ قصاص نہیں روکے گا
 اور شفعہ کے وقت مثل بائع مشتری نے کوئی شے گرو کردی شفعہ پاس تا مکان کا شفعہ چھوڑ دے تو یہ بھی باطل ہے
 اسلئے کہ شفعہ کا کوئی دین بائع اور مشتری پر نہیں ہے اور نہ گرو کرنے والے کی یا گرو کرنے والی کی اجرت
 کے بدلے میں و اس واسطے کہ غنمون میں اور انکی اجرت کچھ لازم نہیں ہے اور غلام جانی یعنی جس سے
 کوئی قصور ہو یا غلام مریدوں کے بدلے میں و اس واسطے کہ مولیٰ پر اور اسکا ضمان نہیں ہے کیونکہ اگر وہ غلام ہلاک
 ہو جاوے تو مولیٰ کو کچھ دینا نہ چاہیے ان صورتوں میں رہن صحیح ہوتا ہے اور ان مریدوں کو مرہن سے لے سکتا ہے اور اگر قتل
 راہیں مرہن مرہن پاس تک ہو جاوے تو مفت تلف ہو جاوے گا اس واسطے کہ مرہن باطل کے لیے کوئی ضمان کا نہیں ہے
 تو باقی رہا قبضہ مرہن کمال کی اجازت کا اگر اصل صبح اور پہنچے ہوئے میں سے جو غنمون بغیر ہوا یعنی وہ چرخہ کا تادان مثل
 ذمی سے مرہن لیوے تو اگر مسلمان نے محمد بن برکھان ذمی پاس اور وہ مرہن تلف ہو گیا تو ذمی پر کچھ تادان نہیں ہے اور جو ذمی
 نے مسلمان پاس خریدا اور وہ تلف ہو گیا تو مسلمان پر ضمان آویگا و اس واسطے کہ مرہن میں مال مقیم ہو
 یہ مسلمان کے حق میں نہ ہو گا اگر اصل صبح اور پہنچے ہوئے میں سے جو غنمون بغیر ہوا یعنی وہ چرخہ کا تادان مثل یا میت سے نہیں دیکھیں رہیں
 آتا ہے جیسے عوض میں مضبوط کے یا بدل خلع کے یا ہر کے یا بدل سلاح کے قتل عدسے و اسلئے کہ خریدین اگر بیعتنا قائم
 ہوتی ہیں تو میں واجب ہوتا ہے اور جو تلف ہو جاتی ہیں تو مثل یا میت دینا پڑتا ہے تو مرہن انکے عوض میں صحیح ہو گا
 اور برے میں دین کے اگر خریدین موعود ہوں یعنی مرہن اسکا وعدہ کو شلانیہ نے ایک چیز اپنی گرو کر کے
 عرو پاس تا عرو اسکو اس قدر چھوڑ دیا ہے کہ اس واسطے کہ مرہن ہلاک ہو گیا مرہن پاس تو مرہن پر
 بقدر روپیہ کا اسے وعدہ کیا تھا و نہ لازم آویگا جبکہ مرہن موعود مرہن کی قیمت کے برابر ہو و اگر جو کہ مرہن
 تو قیمت دینا لازم آویگا اگر غنمون میں اور برے میں اس مال اور مسلمانیہ کے عقد سلیم میں مرہن کے عقد مرہن
 تو جب اس مال یا مرہن کے بدلے میں مرہن کیا تو اگر مرہن تلف ہو گیا قبل جدا ہوتے تو مرہن کے عقد سلیم اور مرہن
 تمام ہو گئی اور مرہن اپنا حق پاچکا اور جو مرہن جدا ہو گیا قبل جدا کرنے اس مال یا مرہن کے عقد سلیم
 کے ہلاک ہونے کی صورت اور بدل باطل ہو گئی و اور جو مرہن بدلے میں مسلمانیہ کے ہوا تو مرہن صحیح ہو جائے

تلف ہو جاوے گا تو وہ عوض ہو جاوے گا مسلمانی کا یعنی رب السلام اپنا حق پاچا کا کفار الاصل ص اگر مسلمانی کے عوض میں مسلمانی
نے کوئی چیز نہیں کھدی بعد اس کے عقد مسلم ہو گیا تو رب السلام شرم میں کو روک سکتا ہے جب تک اپنا لال لال
نہ پالے اور جو وہ شرم میں رب السلام پاس تلف ہو گئی بعد فتح مسلم کے تو ایسا مسلمانی کا مسلمانی کو دیکھنا پارس لال
لے یہ وہ واسطے کہ رہن جب رب السلام پاس تلف ہو گیا تو گو یا مسلمانی اسکو پہنچ گئی اور عقد فسخ ہو گیا
تو اس پر مسلمانی کا پھیرنا واجب ہے ایسی مسلمانی کا مسلمانی کو دیکھنا پارس لال لال لے یہ وہ واسطے کہ رہن جب رب السلام پاس تلف ہو گیا تو گو یا مسلمانی اسکو پہنچ گئی اور عقد فسخ ہو گیا
عوض میں ضعیف کا قلام میں رہنا درست ہے اسی طرح وہی کو پھر اگر مرہون تلف ہو جاوے تو بقدر روین باپ یا بی
مسفیر کے لیے ضمان ہو گئے نہ زیادہ کے حد تک خاص اگر ایک شخص نے غلام یا سرکہ یا جانور یا بوج خیرہ اور اس کے عوض کے
عوض میں بائع پاس کوئی چیز کر کے بعد اس کے وہ غلام نہ اوٹلا اور وہ سرکہ نہ اوٹلا اور وہ جانور نہ اوٹلا اور شرم میں بائع
پاس تلف ہو گئی تو بائع پر اس کا ضمان لازم ہو گا تو اگر قیمت مرہون کی برابر نہیں کے دیا اس کے زیادہ تو بقدر کم
بائع کو ضمان دینا ہو گا اور جو اس سے کم نہ بقدر قیمت ص ایک شخص منکر تھا دین کا لیکن اس نے صلح کر لی مدعی سے
اور بدل صلح کے بدلے میں کوئی چیز کر کے دی پھر دونوں نے باہم ایک دوسرے کی تقدیر میں کی کہ واقع میں دین تھا تو
شرم میں رہن کو پھر وادیا دی گئی اور جو وہ شرم میں پاس تلف ہو گئی تو اس کا ضمان مرہون پر اوٹلا اور صلح ہو رہن رکھنا
چاندی اور سونے اور کھل اور میوزون کا تو اگر رہن رکھنا ان چیزوں کو اپنی جنس کے ساتھ اور مرہون ہلاک ہو گیا تو ہلاک ہونے کا مقابلہ
مثلاً اس کے دین میں سے از سہ وزن یا کھل کے نہ باعتبار کھوئے اور کھیرے پن کے ف یعنی جودت اور دات
کا اعتبار نہ ہو گا یہ مذہب امام کا ہے اور صاحبین کے نزدیک جودت و دات کا اعتبار ہے تو قیمت مرہون کی لگا کر خلاف
جنس سے اسکو رہن کر دینے کے عوض مرہون کے مثلاً ایک ابروین چاندی کی جس کا وزن دس درم تھا دس درم کے عوض میں
رہن لے لی اب وہ ابروین تلف ہو گئی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک دین کے تقاضے میں ہلاک ہو گئی اپنی دین ساقط ہو گیا اور
صاحبین کے نزدیک اگر قیمت ابروین کی دس درم ہو یا زیادہ ہو تو ایسا ہی حکم ہے اور جو قیمت اس کی دس درم سے کم ہو مثلاً
آٹھ درم رہن تو ان آٹھ درم کے بدلے میں سونا خرید کر کے عوض دس درم کے رہن کر دینے کے کفار الاصل
ص جس شخص نے کوئی چیز اپنی بیچی اس شرط پر کہ شرم میں کسی معین چیز کو اس کی شرم کے بدلے میں رہن کر دے وہ
یا کسی معین شخص کی ضمانت دے دے تو یہ عقد صحیح ہے استحساناً اور جو مرہون یا کھل معین نہ ہو تو عقد فاسد ہے
کفار الاصل ص لیکن شرم میں چیز نہ کیا جاوے گا رہن کے لئے صرف اس واسطے کہ رہن کو روک دے نہ لازم الہاف
نہیں ہے اور نہ قرعے کے نزدیک چیز ہو گا ص البتہ بائع کو فسخ کا اختیار ہو گا اگر شرم میں شرم کی نقد دے یا اس شرم
کی قیمت جس کی رہن کرنا وعدہ کیا تھا بطور رہن کے بائع کے حوالے کرے تو اگر کہنے ایک چیز مول لیکر بائع سے یہ کہہ کر
اس کو تو اپنے پاس رہنے دے جب تک میں اس کا شرم ادا کروں تو وہ شرم میں کے عوض میں بائع پاس میں ہو جائے
ف اس واسطے کہ جس رہن پائے گئے کو الفاظ مرہون کے نہ آوین پھر اگر شرم میں اسکو نہ پھیرا وہ اس شرم کے ہو جائے
کا خوف ہو جائے پھر شرم ہو یا اور کوئی کھانا ہو تو بائع کو درست ہے کہ کسی اور کے ہاتھ بیچے لے تو اگر شرم مول سے

زیادہ ہونے تو زیادتی ضیلت کر دیوے دینا **ص** اگر زید عمر واحد ہو گیا کہ دین تھا اب یہ نے دونوں کے ہونے کی
 بابت میں دونوں پاس ایک چیز کو پہن کر دیا تو صحیح ہر ایک کے پاس پوری شہرت ہو گئی **ف** یعنی یہ شوکا کہ نصف
 ایک کے پاس گر ہو اور نصف دوسرے پاس اور یہ خلاف ہر ایک کے ہر ایک چیز کا و شخصوں کو ایم کے نزدیک ہر ایک
ص تو اگر عمر واحد ہو کر نے اس کے رکھنے کی باری مقرر کر لی یعنی خلائک ایک دن وہ عمر کے پاس سے اور ایک دن
 بکر پاس تو ہر ایک دوسرے کی بلدی میں مثل عدل کے ہو گا اور جو وہ شہلاک ہو جائیگی تو ہر ایک پر ضمان اور اس کا بقدر حصہ دین
 کے لازم آوے گا پس اگر زید سے عمر کا قرضہ او کر دیا تو وہ شہ پوری کی پوری بکر پاس پہنچی جب تک اس کا قرضہ ادا نہ ہو گیا
 اور جو عمر و بکر زید کے مقروض تھے ان دونوں نے اپنے قرضے کے عوض میں ایک شہ زید کے پاس گر کر دی تو صحیح ہو
 وہ چیز کل میں کے عوض میں گر رہی جب زید پر قرضہ پنا دونوں سے نہ پایا گیا جب تک وہ شہ دیکھا اگر وہ شخصوں سے
 دعویٰ کیا زید پر سطح پر کہ ہر ایک یہ کہا کہ زید نے اس غلام کو جواب بالفعل زید کے قبضے میں ہر میرے پاس گر کر
 اور مجھے تسلیم کر کے بھر لے گیا اور دونوں نے اپنے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے **ف** اور تاریخ میں کیسینے بیان
 نہ کی اس لیے کہ اگر تاریخ بیان کرینگے تو تاریخ سابقہ والا اولیٰ ہو گا ہر خندان **ص** تو دونوں کو ایمان لغو اور باطل
 ہو جائیگی **ف** اس واسطے کہ کوئی صورت ترجیح کی بیان نہیں ہر اور زید ہو سکتا ہو کہ او کا غلام اس کے پاس رہن ہو
 اور او کا اس کے پاس رہن ہو اور نہ کوئی اون دونوں میں سے اس غلام پر قابض ہو تا قبضہ سے ترجیح ہو اس کے
 رہن کو **ص** اور جو راہن مر گیا ہو وہ اور غلام مر ہون دونوں کے قبضے میں ہو وہ اور ہر ایک طرح
 اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کرے تو ہر ایک کے پاس نصف غلام کے رہن ہونے کا حکم ہو گا **ف** یہ قول ہر طرفین
 کا اور ابو یوسف کے نزدیک یہ باطل ہے اور وہی قیاس ہے اور دلیل طرفین کی اصل کتاب اور ہر ایک میں مذکور مسائل حلقہ
 میعاد و قمر کرنا میں میں مفسد رہن ہے لیکن حکم رہن فاسد کا مثل حکم رہن صحیح کے ہے اگر راہن ایسا غائب ہو جاو کہ اس کا
 پتہ نہ ہو اور قمر رہن قاضی کے پاس شہر ہون کی بیج کی درخواست کرے تو قاضی اس کو بیکر قمر رہن کا روپیہ او کر سکتا ہے دینا

باب شہر ہون کو عدل کے پاس رکھنے کے بیان میں

اگر راہن اور قمر رہن نے قمر ہون کو عدل کے پاس رکھا دیا اور عدل نے شہر ہون پر قبضہ کر لیا تو راہن تمام ہو جاوے گی اور راہن
 اور قمر رہن دونوں میں سے کسی کو اس کے لینے کا اختیار نہ ہو گا اور اگر عدل شہر ہون کو حوالے راہن یا قمر ہون کے
 کرے گا تو تاوان دیگا **ف** اس لیے کہ دونوں کا حق اس سے متعلق ہے تو عدل راہن کا امانت دار ہے عین کے تقیر
 اور قمر رہن کا امانت دار ہے مالیت کے حتمین اور شخص جس سے جہی ہے اور امانت دار چاہا وہ ان ملازم تھا ہی اگر وہ جہی کو
 دیکھ کر کو گناہی الدار **ص** اور اگر وہ شہر ہون عدل کے پاس رکھ دیا تو قمر رہن کے ضمان میں ہلاک ہو گئی **ف**
 یعنی حکم اس کا ایسا ہی ہو گا جیسے وہ شہر رہن کے پاس ہوتی اور تلف ہو جاتی **ص** اور جو راہن قرضے کی میعاد پوری
 ہونے پر عدل کو یا کسی اور کو **ف** جیسے قمر رہن یا اور کسی کو ہر خندان **ص** قمر رہن کے فروخت کرنے کے لیے کوئی
 کرے تو درست ہے بچہ اگر یہ وکالت مقدر رہن میں مشرود ہو تو راہن کے موقوف کرنے سے یا مر جائے سے

لا عدل سکھانے کا بیان
 شخص کے ہر ایک ہون
 نہیں دونوں پہنچی
 وہ شخص کے ہر ایک ہون
 کو عدل کے پاس سے
 دین اور قمر رہن
 نہ رہن راہن کے
 حکم کے ہر ایک ہون
 نہیں کا قرضہ اور اس
 نقطہ شہر ہون کا
 وہی شخص ثالث
 سے لینے کا
 عدل اس کا اس کے
 نام ہو کر رہن
 اور دونوں دونوں
 کی نگاہ میں عدل
 اور میں ہر ایک ہون

یا مرہون کی موت سے وہ مکمل معزول ہوگا بلکہ اگر وہ مکمل مر ہو گیا تو وکالت جاتی ہوگی **ف** اور اس کا وارث یا وصی
 کا مقام نقصان ہوگا اور اب وہ بیعت کے نزدیک نہ ہوگا کیونکہ اس کا بیعت کر سکتا ہے کذا فی الاصل در مختار میں ہے کہ مکمل بالبیع اس
 مقام میں جبر کیا جاوے گا اور بیعت کے یعنی جا کر اس کا قید کر جائیں مگر اگر سہمی نہ بیچے تو مالک اس کو بیچ دے گا اور اگر یہ وکالت
 بعد عقد رہے نہ شرط ہوئی ہو تو اس کا بھی حکم یہی ہے جس تو اگر راہن مر گیا تو اس کی مکمل کو شمر مرہون کی بیعت در شکی
 غیبت میں بھی درست ہے **ف** اس لیے کہ مکمل کو راہن کی حیات میں بھی بغیر وجہ کی روکی کے بیع درست تھی دیکھنا
 صراحت میں ہے کہ اس کی شمر مرہون کا بیچنا بدوین و غیر کی مناسبت کی مناسبت کے نہیں ہو سکتا اگر عدت نہ ہو تو عدت
 کی پوری ہو جاوے اور راہن غائب ہو تو مکمل پر پھر کیا جاوے گا اس لیے بیع مرہون کے اگر بعد وکالت بعد مرہون کے
 مشروط ہوا ہو صحیح تر قول میں جیسے مکمل یا بیعت پر جب مکمل غائب ہو تو واسطے خصوصیت کے جبر کیا جاوے گا تو اگر شمر مرہون کو
 عدل سے بیچ دے تو اس کا زخمین راہن مر گیا اب اگر زخمین عدل کے پاس تلف ہو جاوے تو حکم اس کا ایسا ہوگا جیسے شمر مرہون
 تلف ہو جاوے سو اگر عدل نے زخمین مرہون کا مرہون کو دیدیا اب وہ شمر مرہون سواراہن کے اور کسی کی نالی اور مرہون شتری پر
 تلف ہو گیا اور خوشنہ مستحق کہ انتہا ہو اگر وہ راہن سے لیوے قیمت مرہون کا اس لیے کہ وہ غاصب ہی تو بیع اور قبضہ
 مرہون کا زخمین بدوین صحیح ہو جائیگا سو اس کے راہن شمر مرہون کا مالک ہو گیا جو باوجود اخصان اور جو بدوین اس سے قیمت مرہون کا اس لیے کہ وہ
 تعدی کے سبب بیعت تسلیم کے بعد کو اختیار کیا ہے نہ ان کی قیمت مرہون کا تو بیع اور قبضہ مرہون کا زخمین بدوین صحیح ہو جائیگا یا زخمین مرہون سے
 پھر لے کر اور زخمین عدل کی ہو جائیگی اور زخمین اپنا دین وصول کر لے اور جو شمر مرہون شتری پاس موجود ہو تو مستحق اپنی شریعت سے
 لے لیوے اور شتری عدل سے اپنی زخمین وصول کر لے پھر عدل کو اختیار کرے خود راہن سے زخمین بھر لیوے تو قبضہ مرہون
 کا زخمین پر صحیح ہو جائیگا خود مرہون سے زخمین بھر لیوے اور وہ راہن سے اپنا دین بھر لیوے اور یہ اختیار عدل کو اور بیعت
 میں ہے کہ وکالت عقد رہے نہ مشروط ہو اور جو بعد عقد رہے نہ مشروط ہو تو عدل صرف راہن پر رجوع کرے گا خواہ
 مرہون نے زخمین پر قبضہ کیا ہو یا کیا ہو **ف** صورت اس کی یہ ہے کہ عدل نے شمر مرہون کو راہن کے حکم سے چا اور زخمین عدل
 پاس جاتی ہے بغیر اس کے تعدی کے بعد اس کے مرہون کسی اور کا نکلا تو عدل جو عدل پر ہو گا عدل اس کا رجوع راہن پر کرے گا
 کذا فی الاصل ص اگر مرہون تلف ہو گیا مرہون پاس بعد اس کے معلوم ہو کہ وہ سواراہن کے اور کسی کا تھا اور اس
 شخص مستحق قیمت اس کی راہن سے بھر لی تو مرہون ہلاک ہوا بعض دین کے **ف** یعنی راہن اور اخصان سے مالک
 ہو گیا اس شمر مرہون کا اور مرہون سبب ہلاک مرہون کے گویا اپنا دین پا چکا **ص** اور جو مستحق نے
 قیمت اس کی مرہون سے بھری تو مرہون راہن شمر مرہون کی قیمت اور اپنا دین بھی وصول کر لے لیوے ہے

باب بیان میں تصرف اور حیات کے مرہون میں

اگر راہن نے شمر مرہون کو بیچ دیا تو یہ بیع مرہون کی اجازت پر یا اس کا دین ادا کرنے پر موقوف ہوگی تو اگر مرہون نے اجازت
 دی ہو تو بیع کی تو شمر مرہون کی دین ہوگی مرہون پاس اور جو مرہون نے اجازت نہ دی بلکہ بیع کو فسخ کیا تو بیع ہونے کی
 صحیح تر قول میں ہے شتری کو پاس ہے کہ صبر کرے یہاں تک کہ مرہون چھوٹ جاوے یا اس امر کا منہ نہ کرے یا منہ نہ کرے

تا وہ بیع کو فتح کر دیے **ف** ماننا چاہیے کہ مرہون جب فتح کرے بیع راہن کو تو ایک روایت میں بیع منقطع ہو جاتی ہے لیکن اصح یہ ہے کہ فتح نہ ہوگی **کذا فی الاصل** اور صحیح ہے کہ راہن کو آزاد کر دینا اور مدبر کر دینا اور ام ولد بنانا مرہون کا تو اگر راہن مالدار ہو اور مرہون کا دین بلا میعاد ہو تو مرہون اپنا دین راہن سے لے لے کر دین میعاد دی ہو تو مرہون مرہون کی قیمت راہن سے لے کر مرہون کی جگہ لے سکتا ہے تاکہ رکھ چھوڑے اور جو راہن مفلس ہو تو آزاد کو بیع کی صورت میں علامہ معنی کر کے کہ سال کا داکر نے من یعنی اگر قیمت کم ہو تو قیمت لو اگر بے مشقت کر کے اور جو دین کم تو دین اور اگر بے مالک رہے وہ والا بیع کو تو علامہ اس سے بھر لے کر اور تدبیر اور مستقبل کی سعی کرے کہ دین کے لئے اور بولی پر رجوع نہیں کر سکتا اور راہن اگر مرہون کو تلف کر کے لے لے اور مالدار ہو تو دین اگر بلا میعاد ہو تو اسی وقت مرہون لے لے گا اور میعاد دی ہو تو اس کی قیمت لے کر رکھ چھوڑے گا میعاد تک اور جو شخص اجنبی مرہون کو تلف کر کے لے لے تو مرہون قیمت اس کی یا دس شخص سے وصول کرے رکھ چھوڑے اور قیمت راہن پر بیگ دین کے وصول تک بجا مرہون کے اگر مرہون شہر مرہون کو عاریت کر دیا ہو کہ کو اور راہن پاس وہ تلف ہو جائے یا راہن یا مرہون ایک دوسرے کی اجازت سے کسی شخص ثالث کو مرہون عاریت کر دیوے تو ضمان فخر مرہون کا سا قسط ہو جائیگا **ف** یعنی اس کی ہلاک سے دین مرہون کا سا قسط ہو جائیگا اور جو مستعیر پاس وہ تلف ہو گئی تو قیمت تلف ہوگی اور راہن اور مرہون ہر ایک کو پہنچنا ہے کہ بھر چھوڑے یا بیع اس کو کر لے کر راہن کر دیوے تو اگر راہن نے شہر مرہون کو رد نہیں کیا مرہون پر اور مرگیا تو مرہون یا وہ خدشہ ہے اس کو مرہون کا اور مرہون خواہوں سے راہن کے **ف** اس واسطے کہ حکم راہن کا یہ ہے کہ جب راہن مر جاوے تو پہلے قرضہ مرہون کا اس شخص کو بھر چھوڑے بعد اسکے جو بیچے گا وہ اور مرہون خواہوں کو راہن کے لے لے گا اور عاریت عقد غیر لازم ہے **کذا فی الاصل** اور اگر راہن مرہون کو ان دیوے مرہون کے استعمال کا یا مرہون راہن سے مرہون کو عاریت کر لے واسطے استعمال کے تو اگر مرہون قبل ازل یا بعد ازل کے ہلاک ہو جاوے تو مرہون اس کا ضمان ہو جائیگا **ف** یعنی دین اس کا سا قسط ہو جائیگا اور جو ثالث استعمال میں ہلاک ہو جاوے تو ضمان نہ ہو جائیگا **ف** اس واسطے کہ وہ ہلاک ہوا بطور اجازت واسطے قائم ہونے قرضہ عاریت کے درمختار **ص** صحیح ہے عاریت لینا شکر واسطے کر رہنے کے تو مستعیر کو پہنچنا ہے کہ اس کو جتنے پر چاہے کرے بشرطیکہ استعانت مطلق ہو اور اگر معیر نے مقید کر دیا ہو اس دین کو ساتھ مقدار دین کے یا جنس دین کے یا انہی معین یا شہر معین کے تو مرہون اسی قید کے ساتھ مقید ہو گا پھر اگر مستعیر اس کے خلاف کرے اور معیر اس سے تاوان لے لے تو عقد دین درمیان میں مستعیر کا اور مرہون کے تمام ہو جائیگا **ف** اسلئے کہ مستعیر اور ضمان سے اس شخص کو ہلاک ہو گیا **ص** اور جو غیر مرہون سے تاوان لے لے تو مرہون دین اور بقدر تاوان معیر کو دیا ہو تو مرہون راہن سے بھر لے لے اور جو مستعیر نے معیر کے لئے کے خلاف نہ کیا اور وہ غیر مرہون پاس تلف ہو گئی تو مرہون یا بیع یا چکا اگر قیمت اس کی مثل دین کی ہو تو وہ یا زیادہ ہووے اور مستعیر بقدر اس دین کے عینا اس سے مرہون سے پایا یا معیر کو چکا قیمت اور شکر کی اور جو قیمت اس شکر کی دین سے کم ہووے تو مرہون بقدر قیمت کے یا بیع یا چکا اور باقی راہن سے اس کا **ف** یعنی معیر نے موافق کئے معیر کے عمل کیا اگر مرہون مرہون مرہون پاس ہلاک ہو گئی تو اگر قیمت اس کی دین سے

اور زمین کی پورے درم سے تو گویا زمین اپنا دین باجکا اور متغیر زمین میں میر کو دیگا اور قیمت اس کی پندرہ درم تھی اور زمین کو اس قیمت میں تقاب
 بھی زمین اپنا دین باجکا اور متغیر زمین میں میر کو دیگا کیونکہ مستعیر نے اسی قدر درم زمین سے لیے تھے لہذا قیمت اس کی پندرہ درم
 ہیں لیکن پندرہ رو کا خان نہ دیگا اور قیمت اس کی دس درم ہے اور زمین پندرہ درم میں تو زمین اپنا ایک سو بیس یعنی دس درم وصول پا
 ادا باقی پانچ درم زمین کے مستعیر پر پائی ہے لیکن صورت میں بھی مستعیر میر کو دس درم دیگا اس لیے کہ میر کی شے ہے بقدر زمین کا قسط مستعیر کے فستے کا
 والا اصل صر اور جو اس صورت میں میر نے رو بیسین کا لاکر زمین کو دیا اور شکر مرہونہ کا فک چاہا تو زمین پر شکر کا لاکر
 کو اس قبول زمین کے اور شکر مرہونہ میر کو دینا پڑیگی بعد اس کے میر جتنی قدر رو پیہ زمین کا اس سے دیا کہ مستعیر سے بھر لیا اور جو
 مرہون ہلاک ہو گیا مستعیر پاس قبل زمین کے یا بعد فک زمین کے تو مستعیر ضمان نہ دیگا اگرچہ وہ مستعار سے خدمت
 یا سواری لے چکا ہو ورنہ اگر میر اور مستعیر نے اختلاف کیا فخر مامور بین زمین سے تو قول میر کا مقبول ہو گا
 جو شکر مرہون ہلاک ہو گئی بعد اسکے زمین اور زمین نے نزاع کیا دین میں اور قیمت میں بھی شکر مرہونہ کے تو قول زمین کا
 مقبول ہو گا زمین اور قدر قیمت میں درختا رص اگر زمین کسی قسم کی جنایت شکر مرہون پر کرے تو اس پر زمین
 ہو گا جیسے جنایت زمین کی صورت میں بقدر جنایت کو زمین اور اس کا سا قسط ہو گا اور جو مرہون جنایت کو زمین یا زمین
 کی یا اون دونوں کے مال تو وہ ہر پیر یعنی باطل ہے اور اس کا کچھ عوض نہیں ہے اگر کسی شخص نے ایک غلام ہزار رو پیہ کی قیمت
 کا زمین رکھا ہزار رو پیہ عادی پلاور منج کم ہوتے ہوتے اس کی قیمت سو رو پیہ رہ گئی اب اس غلام کو کیسے قتل کر دے والا اور مستعار
 کا نا وال دیا اب دین زمین کی مدت آپونچی زمین اسی سو رو پیہ پریقینہ کرے اور باقی دین اس کا سا قسط ہو گیا ورنہ
 اسی حکم ہے اگر وہ غلام مر جاو زمین پاس درختا رص اور جو زمین نے اس کو زمین کے حکم سے سو رو پیہ کو بیچا والا ہے
 اور اس کا منج اس کو کا ہو گیا تھا اور زمین پر اس کی قیمت نہ کر لیا تو اب باقی رو پیہ زمین سے لیا گا اور جو اس غلام کو ایک ایسے غلام نے
 مار ڈالا جس کی قیمت سو رو پیہ تھی اور وہ غلام قاتل مقتول کے بے میں زمین پاس آیا تو زمین اس غلام کو گنہگارین ادا کر کے
 چھوڑا دیگا اور جو غلام مرہون نے قتل خطا کیا اور زمین نے اس کا فدیہ نہ یا تو وہ زمین سے نہ بھیر گیا تو اگر زمین نے انکار
 کیا فدیہ دے نہ پس زمین یا اس غلام کو بیچ دیا اس کے طرف سے فدیہ دیا اور دونوں صورتوں میں دین زمین کا سا قسط
 ہو جاوے گا اور جو زمین مر گیا تو وصی اس کا زمین کو بجا پہلے قرضہ زمین کا ادا کرے تو اگر اس کا کوئی وصی نہ ہو ورنہ
 تو قاضی اس کی طرف سے ایک وصی مقرر کر دیوے ورنہ جب بڑا اور مسس میت کے بعد
 کہا زمینوں ورنہ فک زمین اون کے فستے ہے اور زمین باطل ہو گا زمین اور زمین کے مر جانے سے درختا رص

فصل مسائل متفرقة متعلقہ زمین کے بیان میں ص

ایک شخص نے شہرہ انگور گر کا کریت اس کی دس درم زمین میں میر پھر وہ خر ہو گیا پھر سر کر ہو گیا اور اس کی قیمت بھی دس درم ہو تو وہ
 سر کر اس دس درم کے بے لین زمین رہ گیا اور جو ایک بکری اس دس درم پر اس کی قیمت بھی دس درم تھی پھر وہ
 مر گئی اور اس کی کھال یاغ کی گئی یعنی یاغ کے کھال کی قیمت لیکر مٹھری تو وہ ایک ہی درم پر زمین رہ گیا اور شکر مرہون
 کی بھرتی جیسے اولاد دروہا کھال یاغ بھرتی میں اور زمین نے زمین اور زمین کے ساتھ تھانہ زمین رہ گئی اور

تیر مارا بھڑوہ مخون الدم کلاص اور دوسری خطائی الفعل جیسے اس نے تیر مارا آدمی کے گت کیا و
یا گولی کسی جانور کو ماری وہ آدمی کو گت گئی حال میں یہ کہ قتل خطا و قسم کی خطائی بقصد اور ایک خطائی قتل خطا
فی الفعل سے کہ قصد کر کے ایک فعل کا اور صادر ہو جاوے جس سے دوسرا فعل جیسے تیر مارے نہ لگ جائے تو آدمی کو
خطائی بقصد سے کہ خطا فعل میں نہ ہو و نہ قصد میں ہو و نہ شکار سے قصد کیا تو قتل خطا کا پھر قصد اور سکا خطا
اور وہاں ظاہر ہوا کہ فی الاصل صاحب درختار نے صدر الشریعہ پر خطائی الفعل کی تعریف میں یہ اعتراض کیا ہے
کہ قصد خطائی الفعل میں ضرور نہیں مثلاً لکڑی یا اینٹ چھوٹ ڈی کسیکے ہاتھ سے سواو اسکے صدر سے کوئی دیکھا
تو قتل خطائی الفعل ہے حالانکہ مطلقاً اس میں قصد نہیں ہے جو اس کا یہ کہ قتل خطائی الفعل نہیں ہے بلکہ جاری مجاری خطا
ہے اور اس کا بیان آگے آوے گا پس نسبت خطا کی طرف صدر الشریعہ کے خطائی الفعل پر صاحب درختار سے واضح علم
ص قتل جاری مجاری خطا جیسے کوئی سونے والا آدمی کسی پرٹ کے گر پڑے اور اس کے صدر سے
وہ مر جائے مثلاً سونے والا آدمی چوہ ترہیا چھت یا اور کوئی بلند جگہ پر ہو وہاں سے وہ کروٹ لینے میں
نیچے لیک شخص پر گر پڑا اور اس کے گرنے سے نیچے کا آدمی دب کر مر گیا تو قتل خطا نہیں ہے بلکہ جاری مجاری خطائی
قائم مع خطا اور اس کے مشابہہ ایسا ہی ہے اگر سوار کا ہانور کسی کو روند ڈالے یا اس کے ہاتھ سے کوئی چیز چھوٹ
پڑے اور اس کے سبب کوئی مر جاوے یا لکڑی یا جھگڑا کسی پر سے پھر جائے تو یہ سب قتل جاری مجاری خطا ہیں حالانکہ
ص قتل خطا اور جاری مجاری خطا میں قاتل کے عاقل پر دیت مقتول کی لازم آتی ہے اور قاتل پر کفارہ واجب ہوتا ہے
ف اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ و من قتل مؤمناً خطاً فحقیر زرعہ مؤمنہ وودیتہ مؤمنہ الی اہل
یعنی جو شخص قتل کرے کسی مؤمن کو خطا سے تو آزاد کرنا ایک ہر دے مسلمان کا اور دیت ہی سپرد کیا و اس کے گمراہوں کو
ص اور قاتل پر گناہ نہیں ہوتا قتل کا اگر تیر مارا گیا اسے گناہ ہو تاہم ایسے کفارہ واجب ہوا حدیث
قتل بالسبب یہ کہ آدمی اپنے زمین غیر ملوک میں ف بغیر اذن حاکم کے درختا و ص کنواں کھودے یا بھر رکھے
اور اس کنواں میں گرے یا پتھروں سے ٹھوکر کھا کے کوئی مر جائے تو اس میں دیت واجب ہوتی ہے عاقل پر اور کفارہ نہیں لگتا
ہو تا ف اور شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوتا ہے ص جمیع اقسام قتل میں سوا قتل بالسبب قاتل محرم ہوتا ہے
میراث سے مقتول کی ف اور شافعی کے نزدیک قتل بالسبب میں بھی حرمان میراث کا ہو گا اس باب میں قول ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتل نہیں وارث ہوتا ہے اور نہیں ہر واسطے قاتل کی میراث میں سے کچھ رویت کیا اسکو
نسائی اور دوقطنی نے اور قوت دی اسکو ابن عبد البر نے اور طویل کیا اسکو نسائی اور صوابی قوی ہوتا ہے اور کافر و کافر کا قتل الحرام

ص باب بیان میں اس قتل کے جس سے قصاص لازم ہوتا ہے اور اس میں لازم نہیں ہوتا

واجب ہوتا ہے قصاص میں قتل سے اس شخص کے جو مقتول الدم ہے ہمیشہ قتل عمد ہو و ف اور مقتول الدم دانی
مسلمان ہو یا دمی ہو اور اس سے احتراز ہو استامن اور جزئی اور مرتد کے ان کے قتل سے قصاص واجب نہ ہو گا مع ان
ص تو قتل کیا جاوے جو عرض میں حر کے اور عہد کے اور عہد عرض میں حر اور عہد کے ف بسبب اطلاق

اور قاتل سبقت
یعنی قاتل قاتل
جو کفارہ نہیں لگتا
و کفارہ نہیں لگتا
نہیں لگتا

الکفیس بالکفیس کے اور شافعی کے نزدیک عید کے قبلے میں جرحہ قتل کیا جاوے گا اسلئے کہ اسے قتالی نے فرمایا انھوں نے
والعبد بالعبد تو مقابلہ جرحہ سے ساتھ جرحہ مفہوم ہوتا ہے یا اگر جرحہ عید کے عین میں قتل نہ کیا جاوے گا ہم یہ کہتے ہیں کہ
اس آیت سے صرف اتنا ہی مفہوم ہوتا ہے کہ جرحہ بدلے میں عید کے قتل کیا جاوے اب باقی رہا عید کا
قتل یہ رسولین عید کے اور عید کا بدلے میں جرحہ کے سوا آیت الکفیس بالکفیس سے معلوم ہو گیا اور اگر آیت لکھنا لکھنا
یہ معلوم ہوتا ہے کہ جرحہ بدلے میں عید کے قتل نہ کیا جاوے تو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عید بدلے میں جرحہ کے قتل نہ کیا جاوے حالانکہ اس کے
شافعی بھی قتال نہیں ہیں دوسری دلیل ہماری حدیث سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص قتل کرے گا اسے عید کا
یعنی اپنے قتالی مسلمان کے عید کا قتل کہتے ہیں عام و سکورایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی
اور نسائی نے منقول ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں قتال پر قتل مسلمان کا مگر قین سب سے ایک نانی محصور
دوسرے قتل کرے کسی مسلمان کو عید پس وہ قتل کیا جاوے گا تیسرے جو شخص نکلیاے اسلام سے روایت کیا اسکو ابو داؤد
اور نسائی نے اور قبیح کی اوکی حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور سمین قید کر کے نہیں کر دالہ اعلم اصل مسلمان
میں ذمی کے قاتل اور ذمی بدلے میں مسلمان کے اور شافعی کے نزدیک مسلمان کو بدلے میں ذمی کے قتل کر کے
اور دلیل شافعی کی حدیث ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کیا جاوے گا مسلمان بدلے میں کافر کے روایت کیا
اسکو بخاری اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور دلیل ہماری وہ حدیث ہے جسکو روایت کیا عبد الرزاق نے
عبد الرزاق بن یحییٰ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کیا مسلمان کو بدلے میں ذمی کے اور فرمایا بہتر وہ ہے جس نے
پلوہ کیا ذمی کو اپنے اور یہ حدیث مرسل ہے اور عبد الرحمن بن یحییٰ نے ذکر کیا اسکو ابن حبان نے ثقات میں اور
کیا اس حدیث کو داؤد قطنی نے موصولاً ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور صحیح مرسل ہے اور بخاری اس حدیث کا سند شافعی میں بھی مذکور
ہے اور حدیث علی بن ابی طالب سے مراد کافر عربی ہے تا دونوں روایتوں میں موافقت ہو جاوے تو ہرے یہ کہ بدلے کے
و لا دعوہ فی عہدہ ہر جس سے قطعاً ظاہر ہو کہ کافر ہے مراد عربی ہے اسلئے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں تقابلاً ہر دو ذکر
قالہ اعلم اصل اور قتل کیا جاوے مسلمان اور ذمی بدلے میں متامین کے بلکہ متامین بدلے میں متامین
کے قتل کیا جاوے اور قتل کیا جاوے متامین مجنون کے اور بالغ بدلے میں نابالغ کے اور صحیح سند درست بدلے
میں اندر سے اور بچے اور لوٹے اور لکڑی کے اور مرد بدلے میں عورت کے اور عورت بدلے میں مرد کے اور فروع
ف یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسہ نواسی اصل میں اصول و اب یعنی باپ اور دادا اور نانا نانی مان و کو
ص کے اور قتل نہ کیے یا دیکھے اصول میں فروع کے یعنی شہداء باپ بیٹے کو یا دادا پوتے کو یا نانا نواسے کو
ما رولے تو باپ اور دادا اور نانا سے قصاص نہیں لیا جاوے گا اسی طرح مان نانی دادی کا حکم حوالہ اس باب میں
قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ نہیں قتل کیا جاوے والد بدلے میں دلہ کے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن المبارک اور ابو یوسف نے اصل اور قتل کیا جاوے
مولیٰ بچہ یا اپنے غلام کے قاتل اسو اسلئے کہ غلام اسکا ملک ہے تو یہ ملک شہد ہو گئی دفع قصاص میں

جیسے باپ اور بیٹے میں **ص** اور مکاتیب اور برسر اور اپنے بیٹے کے غلام کے اور اوس غلام کے بیٹے میں سے
 ایک حصہ کا وہ مالک ہو اگر کوئی شخص غلام مرہون کو قتل کرے تو قاتل سے قصاص نہ لیا جاوے گا جب تک کہ اس میں
 اور مرتب جمع نہ ہوں **ف** اس واسطے کہ مرتب مالک نہیں جو قصاص کا مالک ہو اور اگر اس میں قصاص لینے پر
 مستقل ہو تو مرتب کا حق دین میں باطل ہو تا کہ لہذا وجہ قصاص میں اجتماع ماقیین شرط ہوتا ہے مرتب
 اوسکی رضامندی سے ساقط ہو جائے گا **ف** اگر کوئی شخص مکاتیب کو قتل کرے اور وہ اتنا مال چھوڑے
 کہ بدل کتابت اوس سے پورا ہوا ہو اسکے اور وارث بھی اسکے ہوں تو قاتل سے قصاص نہ لیا جاوے گا **ف** اگر اختلاف
 کیا صحابہ نے ایسے مکاتیب میں کہ وہ آزاد مر یا رقیق تو اگر آزاد مر ہو تو ولی اوس کا وارث ہو نہ مولیٰ ہو
 تو صاحب حق شہید ہو گیا پس قاتل سے قصاص نہ لیا جاوے گا اگرچہ وارث اور مولیٰ دونوں مجتمع ہوں **ص** اور جو
 مولیٰ کے اور کوئی وارث نہ ہو یا وارث ہو لیکن مال اس قدر چھوڑے جس سے بدل کتابت اور ہو تو مولیٰ قصاص قاتل
 سے لے سکتا ہے اور ساقط ہو گیا تھا جس کو کوئی شخص اپنے باپ پر روٹا پاوے **ف** بسبب حرمت ابوت کے کہ اگر
 اسکی بہن مثلاً ایک شخص نے اپنی زوجہ کو قتل کیا اب قاتل کا بیٹا اوس زوجہ کے بطن سے ولی قصاص ہو تو وہ
 باپ سے قصاص نہیں لے سکتا یا ایک شخص نے اپنے سائے کو قتل کیا اور جو رو اس شخص کی قبل استیفاء قصاص کے مر گئی
 اب اوس کا بیٹا جو قاتل کے لطف سے ہی قائم مقام ہوا اوس کا یا ایک شخص نے اپنے ساس کو قتل کیا اور زوجہ قاتل کی جو
 مقتول کی بیٹی تھی قبل استیفاء قصاص کے مر گئی اب بیٹا اوس کا جو قاتل کے لطف سے ہی وارث ہو اقصام کا
 اپنے باپ پر یا ایک شخص نے اپنے خسر کو قتل کر ڈالا اور اوس کا کوئی وارث سوائے زوجہ قاتل کے نہیں ہو بعد اوس
 زوجہ قاتل قبل استیفاء قصاص کے مر گئی اب بیٹا اوس کا اپنے باپ پر وارث قصاص کا ہو تو ان سب صورتوں میں
 قصاص ساقط ہو گا **ص** اور قصاص نہ لیا جاوے گا اگر سیف سے یعنی تلوار سے یا جو اسکے مثل ہو اگرچہ
 قاتل نے مقتول کو کسی ہادر میں قتل کیا ہو دھنڈا اور شامعی سے کہ نزدیک قاتل کو اوی طرح قتل کرے جس طرح اوس
 مقتول کو قتل کیا واسطے سادات کے ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا قہ الا بالسیف
 یعنی نہیں قصاص ہو مگر تلوار سے روایت کیا اوس کو ابن ماجہ سنن میں حضرت صدیق اکبر سے اور واقظنی نے علی سے
 سے روایت کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا قہ فی النفس وغیرہ الا بالحدید یعنی قتل نفس وغیرہ
 میں قصاص نہیں مگر یہ ہے **ص** مقننہ **ف** یا صغیر **ص** کے قریب کو اگر کسی نے مار ڈالا یا خود مقننہ
 کے ہاتھ یا پانوں یا کسی عضو کو کاٹ ڈالا تو باپ کو اوس مقننہ کے ہونچا ہے کہ اوس کے قاتل یا قاتل سے قصاص
 لیوے یا صلح کرے **ف** مقداریت پر اور اوس سے زیادہ ہر نہ دیتے کہ مرد دھنڈا **ص** اور سادات میں لے سکتا
 اور عی کو مقننہ کے صرف صلح ہو چکتی ہے اور عی کا حکم مثل مقننہ کے ہے اور قاضی مثل باپ کے ہی صحیح ہے **ف** تو اگر
 مقتول کا کوئی وارث نہ ہو تو مال قصاص لے سکتا ہے اور صلح کر سکتا ہے نہ مقننہ دھنڈا **ص** اگر مقتول کے چند وارث
 ہوں بعض ان میں سے نابالغ اور بعض بالغ تو ورثہ کیا کر ہو چکا ہے کہ قبل بلوغ صفارے قاتل سے قصاص نہیں

یعنی ہونچا ہے
 ہونچا ہے ہونچا ہے
 ہونچا ہے ہونچا ہے
 ہونچا ہے ہونچا ہے

بنا ہوا
 بنا ہوا
 بنا ہوا
 بنا ہوا

پھر صاحب دہ او سکال لیے کا قصد کرے اور اس کے دفع پر دون قتل کے قاتل کو کوئی ایسی جگہ میں مسلح کرے
اور اس کو یقین ہو کہ میرے قتل کرنے کے لیے آیا ہوا اس کا قتل طلال ہو گا **فصل** ص اگر ایک شخص نے زہیر
لاٹھی مارنے کے لیے اوٹھائی شہر کے اندرون کے وقت اور یہ دیکھنے اور شخص کو مار ڈالا تو نہ قتل کیا جاوے گا
قصاص اس وقت کے لاکھی طے سے فوراً آدمی تین ہفتہ دوسرے یہ کہ دن کے وقت فریاد رس پہنچے گا
شہر میں اور اس میں خلافت صاحبین کا کتا **فصل** اگر زہیر نے عمر پر تلوار پہنچی اور مار بھی دی لیکن عمر مر
نہیں پہلے دیکھ کر لوٹ گیا تب عمر نے جا کر اس کو مار ڈالا تو عمر قصاص قتل کیا جاوے گا **فصل** اس لیے کہ جب زہیر نے لوٹ کر
مار دی اور عمر قتل نہیں ہوا اور نہ یہ لوٹ گیا تو اس کی عصمت بچ رہی پھر جو اس کو قتل کرے گا قتل کیا جاوے گا اور جو زہیر
لوٹا نہیں اور پھر مارنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا مار ڈالنا درست ہے **فصل** اگر مجنون مع زیادہ ص اگر مجنون یا نابالغ
نے کسی پر تلوار اوٹھائی مارنے کے لیے اور اس شخص نے مجنون یا بھمی کو مار ڈالا تو اس پر دیت لازم آوے گی اس کے مال پر
اور جو کسی جانور نے مثلاً اونٹ نے اس پر حملہ کیا اور اس شخص نے اس جانور کو مار ڈالا تو اس کی قیمت اس پر لازم آوے گی
ف اور شامی کے نزدیک نہ دیت لازم ہوگی مجنون اور بھمی میں اور نہ قیمت جانور میں اس لیے کہ اس نے قتل کیا اور دفع
فسد کے لیے اور دلیل ہماری اس کتاب میں مذکور ہے **مسائل** **مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرے اور وہ
قتل عمد ثابت ہو جاوے شہادت سے یا اقرار سے تو حاکم کو ضرور یہ کہ حکم قصاص کا نہ دیے جب تک کہ ان شرطوں میں غور
کر لیں کہ ایک یہ کہ قاتل مائل بالغ ہو ورنہ اگر قاتل مسلمان یا ذمی ہو تو میرے یہ کہ تمام ورثہ حاضر ہوں جو سب
یہ کہ سب وارث قصاص کے خواہاں ہو ورنہ اگر ایک وارث بھی دیت کا خواہاں ہو جاوے گا یا عفو کرے یا صلح کرے
کسی قدر مال پر تو قصاص ساقط ہو جاوے گا یا چھوٹے یہ کہ ورثہ بالغ ہوں یا بعض بالغ ہوں اور بعض بالغ قصاص چاہتے
ہوں اور جو سب بالغ ہونگے یا بعض بالغ اور بعض بالغ اور ورثہ بالغین عفو کرے ہونگے یا کسی قدر دیت سے
کم کے خواہاں ہونگے تو ورثہ بالغین کے بلوغ تک حکم قطع ملتوی رکھے چھوٹے یہ کہ قاتل مقتول کے مہول میں سے نہ ہو
جیسے باپ دادا پوتا پوتا یا مان وادی ثانی پر ثانی پر وادی وغیرہ ساتویں یہ کہ قاتل کے ساتھ کوئی بالغ یا مجنون
قتل میں شریک نہ ہو ورنہ قاتل کے ذمے سے بھی قصاص ساقط ہو جاوے گا انھوں میں یہ کہ قاتل کے ساتھ مقتول
کا باپ یا اور کوئی اس کے اصول میں سے شریک قتل نہ ہو ورنہ قاتل کے ذمے سے بھی قصاص ساقط ہوگا
نویں یہ کہ قاتل کے ساتھ کوئی قتل میں ایسا شخص شریک نہ ہو جس کا قتل شہید یا خطا ہو ورنہ یہ کہ مقتول نے قاتل
پر تلوار یا اور کسی ہتھیار یا اس سے قبل قتل کے حملہ کیا ہو کہ قاتل نے اپنے تین ہفتہ کے لیے اس کو قتل کر ڈالا ہو ورنہ قصاص
ساقط ہوگا اگرچہ یہ کہ مقتول کوئی حرکت وقت قتل کے ایسی نہ کرتا ہو جس سے اس کا قتل مائل ہو جاوے یا قاتل کا چرتا ہو
یا لوٹتا ہو ورنہ اس کی جرح سے فضا کرنا ہو ورنہ اس کے گھر میں سے اذن باوجود منع کے جبراً گھس آیا ہو ورنہ قصاص
یہ کہ قاتل کسی وارث کے اصول میں سے نہ ہو چھوٹے یہ کہ مقتول نے قاتل کو مارنے کا ارادہ دیت ورنہ
ہوگی جو دلوں میں یہ کہ وارث مقتول نے مارنے کیا ہو قاتل کو اس سے قتل مقتول کے وارث دیت واجب ہوگی اتنا پھر

مسائل و مسائل

ہوں یا قاتل کو درغلاستہ ہون یا قاتل کے مددگار ہوں یا مستول کو شکستہ ہوں تو انہی تینوں میں سے کسی ایک کا قصاص ہوا
دیت نہیں ہو گا۔ فی الشاہی مسئلہ ۱۰۱ ساحر پر اگر جادو کرے اور اگر کسی کو قتل کیا جادو سے تو قاتل کی قتل
نہیں ہو اور جو کوئی اس بات کا انکار کرے کہ میں نے فلاں شخص کو دماغ سے یا باطنی تیروں سے یا سحر و جادو سے قتل کیا
سے مار ڈالا تو دوسرے کو یہ بھی لازم نہ آوے گا۔ اس لیے کہ یہ بعض جھوٹے پروا اور مٹو دی ہوئے کسب و کار کے خلاف ہے

باب قصاص میں دونوں انفس کے بیان میں ص ۱۰۲

قصاص میں دونوں انفس وہی جگہ پر ہوں یا ملوث نہ ہوں کی ہو سکے تو اگر کسی نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ ڈالا جو
تو دوسرے کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالے گا۔ اسی طرح سے وف اس لیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَجُعَلْهُمُ حَرَقًا ص ۱۰۳ یعنی زخموں
میں قصاص لیا جاوے گا۔ کذا فی اللہ دایۃ اور جو نصف ہڈی کاٹ ڈالی یا نصف ساعد تو قصاص ہو گا اس واسطے
کہ میان حفظ مالت مکن نہیں ہو گا۔ کذا فی الاحکام ص ۱۰۴ یہ کہ جب عضو جو پچیس کا نام ہے تو قصاص لیا جاوے گا اور جو
قطع ہڈی کاٹ کی ہو تو اس میں قصاص نہ ہو گا کیونکہ قتال ہو کر قاطع کی ہڈی لیا دے گا جادو یا وسوسہ کوئی خلج یا پیدا ہو جاوے
گا۔ کذا فی الطحاوی ص ۱۰۵ اگر جب قاطع کا ہاتھ بڑا ہو تو مقطوع کے ہاتھ سے ایسا ہی حکم ہو گا تو ان میں اور زمرہ بینی میں وف
جاک میں بانسے کے نیچے جب قدر گوشت نرم ہو ورنہ بینی کھاتا ہو اور غریبی میں او سکولارن کہتے ہیں تو مارن میں قصاص
ہو اور بانسے میں نہیں ہو اس واسطے کہ وہاں حفظ مالت مکن نہیں ہو گا۔ کذا فی الاحکام ص ۱۰۶ اور کان میں اور اوس آنکھ میں
جسکی روشنی ضرب بجاتی رہی ہو تو اگر آٹھ قائم ہو تو اس کے قصاص کی شکل ہو کہ منار کے منہ پر بھیگی روٹی ڈال جاوے اور اسی
آنکھ کے مقابل میں گرم آئینہ رکھا جاوے یہ حکم خلافت عثمانی میں علی رضی اللہ عنہ کی تجویز سے بحضور صحابہ کرام واقع ہوا
روایت کیا عبد الرحمن نے مصنف میں حکم بینی سے کہ ایک نے دو سو مرد کے طہانچہ مار اس واسطے کہ بیانی باقی رہی
اور آنکھ قائم تھی تو صحابہ نے قصاص کا ارادہ کیا لیکن کیفیت اسکی معلوم نہ تھی تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکی آنکھ پر روٹی بھج
جاوے جو قاتل کا سامنا کیا گیا اور اسکی آنکھ کے سامنے آئینہ رکھا گیا تو اسکی بیانی باقی رہی اور آنکھ قائم رہی کذا فی اللہ
ص ۱۰۷ اور اگر آنکھ ملحقہ میں سے نکالی جائے تو اس کا قصاص نہیں وف بسبب متخذ ہونے سادات کے ص ۱۰۸
اور قصاص ہو گا ہر اوس زخم میں جہاں مالت ہو سکتی ہے جیسے جراحت موضع وف موضع اوس جراحت کو کہتے ہیں
جہاں کھال اور گوشت قطع ہو کر ہڈی کھل جائے ص ۱۰۹ اور زمین میں قصاص ہو گا ہڈی میں سوہانت کے وف اس لیے
کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَلْيَسْرُ بِالْيَسْرِ ص ۱۱۰ تو دانت اوکھاڑا جاوے گا اگر اوس سے کوئی ٹھہری ہو جو اس سے توڑ ڈالے
تو اس کا دانت دیتا جاوے گا اور زمین میں قصاص ہوا تو اس میں عورت اور مرد کا اور غلام کا اور آزاد کا وہ
دو غلاموں میں اور اوس ہاتھ میں جو سامنے کا نام ہے اور بائیں میں جو چپا ہو جاوے جائفہ و جزخ و جزخ و جزخ
پیت کے پونج کیا سینے کے طرف سے یا شکم کے طرف سے اس میں قصاص نہیں اس لیے کہ تندرستی میں جراحت جائفہ
اور غلام ہو کہ اگر جراحت سے قصاص ہو تو جائفہ کا تو وہ مر جاوے گا پس جب جائفہ مجروح کا لہجہ انا و اور مجروح مر گیا تو قصاص
لیا جاوے گا جراحت سے نفی قتل کیا جاوے گا اور زمین میں مرنا تو انتظار کرنا چاہیے اسکی صحت یا موت کا کذا فی الاحکام ص ۱۱۱

صواب نہیں قصاص پر زبان میں اور ذکر میں بوجہ جنت کا نام لے کر اور مذہبی اور مسلمان کے انصاف پر میں اور
 جو ہاتھ کاٹنے والے کا ہاتھ پیشل ہو یا اٹھکھان اوکی کم چون یا سارو سا بوا اور مجروح کے ہاتھ اور اٹھکھان سالم
 میں اور سارو سا بوا تو مجروح کو اختیار خواہ عیار سے قصاص ایسے یا اولیوں سے اور ساقط ہو جائے قصاص میں
 قاتل کی موت سے اور ورثہ مقتول کے مفوض سے اور مذہبی صلح کرنے سے ال پر تسلیم ہو یا کثیر اور واجب ہو گا یہ صلح مذہبی
 دینا قاتل کو اگر وہ کسی میعاد یا نقد ہو کی تصریح نہ ہو ہو ایک وارث بھی عفو کر دے یا صلح کر لے گا تو قاتل کے ذمے سے
 قصاص ساقط ہو جاوے گا اور باقی ورثوں کو حصہ دیتے ہیں اگر ایک آزاد اور غلام نے مل کر ایک شخص کو مار ڈالا بعد اس کے ایک
 شخص آزاد بنے اور اس غلام کے مرنے سے ایک شخص کو مار لیا اس خون کے بدلے ہزار روپے پر صلح کر دے اور اسے بھرا دے
 صلح کر دی تو مولیٰ کو اور اس شخص آزاد کو دونوں کو پان پان سو روپے دینا ہو گئے اور چند آدمی قتل کیے جاوے گئے
 ایک کے بدلے اور ایک آدمی سے چند آدمیوں کے تو اگر ان مقتولوں کے ورثوں میں سے ایک مقتول کے وارث نے
 اگر قصاص لے لیا تو باقی مقتولوں کے ورثہ کو اب کچھ نہیں ملے گا اور شافعی کے نزدیک ان کو مال دلایا جاوے گا اگر دشمنوں
 نے مل کر ایک ہاتھ کاٹا اس طرح کہ ایک حجری دونوں لیا اس کے ہاتھ پر چلا دی تو اس کے عوض میں ان دونوں کا جھگڑا ہائیکہ بکارت میں دونوں
 والی جاوے گی اور جو ایک شخص کو دشمنوں کے ہاتھ کاٹے تو ان دونوں کو پہنچتا ہے کہ وہ سکا دھنا ہاتھ کاٹیں اور ایک ہاتھ کی موت لے لے
 آدمیوں کو دھبائے لیں اگر دونوں ساتھی حاضر ہوں اور جو پہلا کی خاطر ہوا اور اس کے ہاتھ کے عوض میں قاتل کا ہاتھ کاٹا جاوے آب و سر آئے تو اس کو
 دیت لیگی اور جو غلام اقرار کرے قتل عدا کا تو اس کو قتل کرینگے اور جس شخص نے تیر مارا ایک مرد کو تو وہ تیرا اس مرد کو
 لگ کے پارگل کے دوسرے کے لگ گیا اور دونوں مر گئے تو اول شخص کے بدلے میں قصاص لیا جاوے گا کہ وہ
 وہ قتل عدا کا اور دوسرے کے بدلے میں دیت آویگی اس لیے کہ وہ قتل خطا پر ہر چند فعل واحد لیکن تعدد
 اثر سے متعدد ہو گیا ذیل صریح نے عمر و کا ہاتھ کاٹ ڈالا بھراو سکا مار ڈالا تو اس کی آٹھ صورتیں ہیں اس واسطے کہ
 قطع یا عدا یا خطا اسی طرح قتل یا عدا یا خطا پر چاروں صورتوں میں عروج میں تندرست ہو یا نہیں تو اگر دونوں فعل
 عدا کیے ہیں اگر بیچ میں عدا چھا ہو گیا تو قصاص دونوں فعلوں کا زید سے لیا جاوے گا یعنی پہلے قطع کا پھر قتل کا
 اور اگر صحت میں من جامل نہیں ہوئی تو بھی امام کے نزدیک یہی حکم ہے کہ قطع دیت کے بعد قتل ہو گا اور صاحبین کے
 نزدیک فقط قتل ہو گا نہ قطع تو جیسے قطع قتل کی جزا میں داخل ہو جاوے گی اور اگر قطع اور قتل دونوں خطا ہوں تو اگر
 درمیان میں صحت ہو گئی ہو تو قطع اور قتل دونوں کی دیت واجب ہوگی یعنی نصف دیت قطع کی اور پوری دیت
 قتل کی اور اگر درمیان میں صحت نہ ہوئی ہو تو فقط قتل کی دیت کافی ہوگی اور اگر قطع عدا اور قتل خطا خواہ مصیبت
 میں صحت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تو ہاتھ کاٹا جاوے گا اور دیت نفس کی دینا ہوگی اور جو قطع خطا پر اور قتل عدا خواہ صحت
 ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تو قطع کی دیت واجب ہوگی اور قتل کا قصاص لیا جاوے گا زید نے عمر کو تو سارے سارے صلح کر کے
 نوٹے دیے اس کو دیکھا ہو کہ حد میں اس کے گھر گیا تو ایک ہی دیت لازم آوے گی اس واسطے کہ وہ جب لگا
 ہو گیا نوٹے کو اس سے تو اس کا مانا مستتر ہے کہ تفسیر کے حق میں البتہ مستبرر اگر اس طرح غیر مستبرر ہو لیکہ زعم و خبر

اور اس کا تعلق باقی ہوا ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگرچہ ایک شخص نے کسی کے مال میں حکومت عدل
اور محبت سے دیکھ کر عیب کی اجتناب اور دوسروں کا دشمنی واجب ہو گا کذا فی الاحکام ص ۱۰۷ ج ۱
کو قطع نہ کرے اس سے وہ اچھا ہو گیا لیکن اگر وہ اس کا باقی رہا بعد اس کے اس کو قطع نہ کرے اس سے مرگیا تو حکومت
عدل اور برکت نفس و دونوں واجب ہونگے **ف** یا اتفاق امام ابو حنیفہ کے کذا فی الفہم ص ۱۰۷ ج ۱
مختلف کا بیان الفقہاء رحمہ اللہ کتاب النکاح فی النکاح ص ۱۰۷ ج ۱ کہ کوئی عضو کاٹا گیا اس سے معاف کر دیا جائے
اور اس قطع کے سبب سے وہ مرگیا ہو تو قطع کو برکت دینا پڑے گی **ف** یا مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے
مذہب کے مقلد قطع کو کچھ نہیں دیتے اس لیے کہ عضو قطع سے عفو کے موجب تمام صاحبین کہتے ہیں کہ قطع سے عفو کیا
صرف قطع سے توجہ نہ دیتے کہ اس سے معلوم ہوا کہ قتل تھا نہ قطع پس میت واجب ہوگی اس لیے کہ قصاص سبب شیعہ عفو
نہیں ساقط ہو گیا کذا فی الاحکام ص ۱۰۷ ج ۱ اور جو اس سے عفو کرنا جانتے سے یا قطع سے اور جو اس سے پیدا ہو تو وہ عفو کا
مستحق نہیں بلکہ قتل کو برکت دینا ہوگی لیکن اگر یہ قطع غلط سے ہو تو ثلث مال سے معتبر ہوگا اور جو عفو کرنا لال سے یہ عفو
مستحق نہیں کہ اس کا تو لکھ کسی عورت نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹ ڈالا اس سے اس عورت کو نکاح کیا جائے ہاتھ پر پڑے ہاتھ
کے قطع سے عفو کرنا ہوگا تو مرد اور اس عورت کا مثل عجب ہر اور اس کے ہاتھ کی میت عورت کے مال میں دیکھا ہوگی اگر
میت سے عفو کرنا اور اس کے عاقل پر اگر غلط سے کاٹا اور جو نکاح کیا اس سے ہاتھ پر اور جو اس سے پیدا ہو یا جانتے پر
بھڑک گیا تو عفو میں مثل ہر اور عطا میں عورت کے عاقل سے بقدر ہر ساقط ہو کر باقی اس کے لیے بطور وصیت کے
بکھلا ہو گیا تو ثلث مال سے باقی نکل آوے تو کل ساقط ہوگا ورنہ بقدر ثلث ساقط ہوگا اگر زیادہ عفو کا ہاتھ کاٹا
اور اس کے عفو میں عفو کرنا ہوگا اب یہ دیکھ کر بھی مارا گیا اور جو عفو کرنا کو میت نفس نہ ہوگی **ف**
یہ عفو کرنا سے بغیر حکم خیر و کا ہاتھ کاٹا ہو اور صاحبین کے نزدیک یہ عفو کرنا ہوگا اس لیے کہ اس سے ایسا
حق و حصول کیا اور میریت سے بچنا اس کے اختیار میں نہیں ہر اسی واسطے اگر باپ اپنے بیٹے کو یا معلم باپ کے اذن سے
اس کے کو قتل کرنے کے لیے ضرب متناکرے اور وہ مر جاوے تو اوپر ضمان نہیں البتہ اگر یہ معروف ہے زیادہ مارا گیا اور لگا
ہلاک ہو جاوے گا تو ہو سکتا ہو ان دینا ہوگا درخت ص ۱۰۷ ج ۱ اگر مقتول کے وارث نے قاتل کا
کالا بھر عفو کرنا قاتل سے تو اس کو برکت دینا پڑے گی ہر کسی اور صاحبین کے نزدیک دینا پڑے گی

باب قتل کی گواہی اور حالت قبل کے اعتبار سے

حق ہوتا ہے قصاص و داریوں کے لیے ثابت ہوتا ہے **ف** یعنی درخت مقتول کے لیے حق قاتل ہوتا ہے اس بات
کا قاتل سے قصاص دیوے اور یہی ثابت ہوتا ہے داریوں کے لیے موجب فرائض اس کے تو جو وارث ترکہ کا حق ہے
اس کو جو حق قاتل ہر اور جو ترکہ سے عفو کرنا اس میں سے بھی عفو کرنا ہوگا اگرچہ عفو کرنا ہو جائے عفو کرنا
میتوں پر عفو کرنے اسی طرح کہ عفو کرنا ہو جائے میتوں پر عفو کرنا سے نکلے عفو کرنا ہوگی و علی ہذا القیاس ص ۱۰۷ ج ۱
ابتداء سے بطور سیرت کے تو ایک وارث دوسری طرف سے نہیں ہو سکتا پس اگر مقتول کے دو بھائی تھے تو

سے ایک حاضر اور موجود تھا جس نے گواہوں سے قتل عمر قاتل پر ثابت کر دیا اب دوسرا بھائی آیا تو گواہوں کی گواہی کا
 اعادہ ضروری ہے امام صاحب کے نزدیک صاحبین کے نزدیک ص اور جو قتل خلا ہوئے یا دعویٰ میں کا تو دوسرے
 بھائی کو حوالہ بشہود کی شہادت کا بلا لایم ضرور نہیں ہے پھر اگر قاتل نے وارث غائب کے عفو پر گواہ قائم کر دیں تو
 وارث حاضر اس کا خصم ہو جاوے گا اور قصاص ساقط ہو گا یہی حکم ہے اگر غلام شریک قتل کیا جاوے اور ایک شریک
 غائب ہو جائے پس اگر قصاص کے دو وارثوں میں سے وارث کے عفو پر گواہی دی تو شہادت باطل ہوگی لیکن یہ شہادت
 اوں دونوں کی طرف سے عفو قصاص ہوگی تو اگر قاتل نے ان دونوں کی تصدیق کی تو تینوں وارثوں کو ایک
 ایک ٹکٹ دیتے کا لگایا اور اگر دونوں کی تکذیب کی تو ان دونوں کو کچھ غایگا اور میرے کو تیسرا حصہ دیتے کا لگایا اور جو
 اونکی تصدیق صرف تیسرے وارث نے کی اور قاتل نے تکذیب کی تو اس کو تہائی حصہ دیتے کا لگایا لیکن تیسرا
 حصہ ان دونوں وارثوں کو دیا جاوے گا استثناء پختہ اور ایک جو بھی صورت ہو اس کو صنف چھوڑ دیا وہ یہ ہوگا قاتل نے
 اور تیسرے وارث نے دونوں تصدیق کی اوں دونوں وارثوں کی تو اس صورت میں تیسرے وارث کو کچھ غایگا
 اور ان دونوں کو ایک ایک ٹکٹ دیتے کا لگایا اور اصل کتاب میں اس کے لائل تفصیل مذکور ہیں ص اگر اختلاف کیا قتل
 کے گواہوں نے زمان قتل میں یا مکان قتل میں یا آیت قتل میں یا ایک سے کہا کہ قاتل نے مقتول کو لاٹھی سے مارا اور دوسرے
 نے کہا کہ انکو معلوم نہیں کس ہتھیار سے مارا یا ایک نے گواہی دی سوائے قتل پر اور دوسرے نے قاتل پر پختہ
 ص تو ان سب صورتوں میں غمارت لغو ہو جاوے گی اور جو شاہدوں نے قتل کی شہادت دی اور کہا کہ قاتل نے مقتول کو
 نہیں تو دیت واجب ہوگی اور قیاس یہ کہ کچھ واجب ہو اس لیے کہ قتل کا مختلف ہوتا ہے باختلاف آگ و گھبراہٹ
 کی یہ ہرگز گواہوں نے گواہی دی مطلق قتل کی اور مطلق قتل نہیں ہے تو ثابت ہوگا قتل موجب اس کا اور وہ دیت ہے
 اور واجب ہوگی دیت مال میں قاتل کے اس لیے کہ قتل میں عمدہ اور عاقلہ نہیں بار اوٹھاتے ہیں عمدہ کا کذا فی الاصل
 ص اگر قتل مقتول کا دو شخصوں میں سے ہر ایک نے اقرار کیا اور وہ مقتول نے یہ کہا کہ تم دونوں نے اس کو مارا
 تو دونوں قتل کیے جاویں گے اور جو ایک شہادت گزری کہ زید کو عروے مارا ہے اور دوسری شہادت یہ گزری کہ زید کو
 خالد نے مارا ہے اور ولی نے یہ کہا کہ زید کو عروے خالد دونوں نے مارا ہے تو دونوں شہادتیں لغو ہو جائیں گی و
 اس واسطے کہ ولی کا قول تکذیب اور تفسیق ہے شہود کی اور وہ مطلق شہادت ہے ص اور اعتبار وجوب و عدم وجوب
 دیت وغیرہ میں حالت تیر اندازی کا ہر تیر لگے کا وقت تو واجب ہوگی درست جس شخص نے تیر مارا ایک مسلمان کو
 اور وہ قتل تیر لگنے کے مرتد ہو گیا پھر تیر لگا اور میت غلام کی مولیٰ کو جب تیر مارا غلام کے اور وہ قتل تیر لگنے کے مرتد
 ہو گیا اور جزا اس محرم پر جسے تیر مارا حالت اہرام میں اور قتل تیر لگنے کے حلال ہو گیا اور نہ واجب ہوگی جزا اس
 حلال پر جسے تیر مارا العباد اس کے محرم ہو گیا قتل تیر لگنے کے اور نہیں ضمان دیا و شخص جس نے تیر مارا
 اس کو نہ کے سنگسار کرنے کا قاضی حکم کر چکا تھا جب گواہ برجم کے قتل تیر ہو چنے کے اپنی شہادت سے پھر گواہوں
 اور حلال پر جسے تیر مارا اس کو مسلمان نہ پھر گواہی ہو گیا قتل تیر ہو چنے کے نہ وہ کا حکم تیر ہو چنے کے پھر مسلمان ہو گیا قتل تیر لگنے کے

کتاب الدیات

۴
میں مذکور ہے کہ
میں مذکور ہے کہ
میں مذکور ہے کہ

۵
اسو اسرار میں
میں مذکور ہے کہ
میں مذکور ہے کہ

مقدار دیت سونے سے چار ہزار دینار میں مذکور ہے کہ دس ہزار درم اور اونٹ سے سو اونٹ و ستر
کہ حدیث ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ایمن بن جندب عن یزید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاں مارنے میں دیت
سو اونٹ کی کہ اور سونے والوں پر ہزار دینار میں رویت کیا اسکو ابو داؤد نے مرسل میں اور نسائی اور ابن خزیمہ
اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اور روایت کی بیہقی نے طریق شافعی سے کہ کہا شافعی نے کہ محمد بن الحسن نے
پہنچا کہ حضرت عمرؓ سے کہ انھوں نے منکر کیا سونے والوں پر دیت کو ہزار دینار اور چاندی سے دس
ہزار درم کہ محمد بن الحسن نے اور خبر دی کہ ثور ی نے صغیرہ غبٹی سے انھوں نے اندازہم سے
کہا کہ تمہی دیت سے اونٹوں سے پھر ہر اونٹ کو قائم مقام ایک سو بیس درم کے کر دیا وزن
سے تو وہ بارہ ہزار درم ہو گئے اور وزن سب سے دس ہزار درم ہوئے اور روایت کی محمد
بن الحسن نے انا ابی حنیفہ عن المہدی عن عاصم الشعبی عن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عمار
قال علی اھل الورق من الدیۃ عشرۃ آلاف درہم و علی اھل الذہب الف دینار الحدیف یعنی کہ انھوں نے
کہ چاندی والوں پر دیت دس ہزار درم ہیں اور سونے والوں پر ہزار دینار ہیں اور شافعی کے نزدیک بارہ ہزار درم
اسو اسطے کہ حدیث ابن عباسؓ میں یزید کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منکر کی دیت ایک منقول کی بارہ ہزار درم دیت کیا
اسکو جبارون مالون نے اور جواب اس حدیث سے بچہ وجوہ ہر ایک یہ کہ اس حدیث کا ارسال مرجع ترجیح دیا اسکے اور
کوئی نئی نے اور ابو حاتم نے اور حدیث مرسل شافعی کے نزدیک قابل احتجاج نہیں دوسری یہ کہ مراد ان وہ اہم سے وہی
در اہم میں جنکا وزن وزن ستہ تھا یعنی دس در اہم چھ منقل کے شے دلیل اس کے جو روایت کی محمد بن الحسن نے
ابراہیم سے تیسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں کوئی مقدار دیت میں نہیں ہوا تھا تو کبھی آپ نے
بارہ ہزار درم والے حبیب کہ حدیث ابن عباسؓ میں کہ کو کبھی آٹھ ہزار درم حبیب کہ حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ میں کہ
اخراج کیا اسکا ابو داؤد نے جو تھی یہ کہ حدیث ابن عباسؓ میں صحت حکایت ہر ایک واقعہ کی اور ہر دو اور مقدار دیت
میں تعمیر سے خارج کے نہیں ہو سکتی اور تھی یہ ہر من صابرا درم سے تو اھل ذہب اس کے اولی ہوا واللہ اعلم
اور دیت قتل شبہ عمد کی سو اونٹ میں اسطرح کہ بیس بنت فاضل ہوں اور بیس بنت لیون اور بیس بنت اور بیس
جذہ اور اس دیت کا نام دیت مغالہ ہر وقت اسو اسطے کہ روایت کی ابو داؤد نے و اسو اسطے کہ روایت کی ابو داؤد نے
ابن مسعودؓ نے شبہ عمد کی دیت میں بیس تھ اور بیس بنت عمدہ اور بیس بنت لیون اور بیس بنت فاضل
اور قتل خطا کی دیت بھی سو اونٹ میں لیکن اسطرح کہ بیس بنت فاضل اور بیس بنت لیون اور بیس بنت فاضل
اور بیس بنت فاضل یعنی ہر اونٹ ایک سال کے اسو اسطے کہ روایت کی اصحاب میں اور بعد سے عبد اللہ بن
مسعودؓ کے کہ فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت خطا کی میں جذہ اور بیس بنت فاضل اور بیس
بنت لیون اور بیس بنت فاضل اور کفارہ خطا اور شبہ عمد کا یہ ہر کہ قابل ایک نظام میں مذکور ہے

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دیت تو ہر ایک سے ایک منفعیت جدا گانہ مقصود ہے
 لیکن ابی حنیفہ نے تصنیف میں روایت کی عورت ایرانی سے کہ ایک شخص نے پھر بارہ دوسرے شخص کے لئے دین
 حضرت عمر بن الخطابؓ کے تو مضمون کی سمیع اور عقل اور زبان اور ذکر مائی تھی تو نہ قریب ہو سکتا تھا عورتوں کے
 تو حکم کیا حضرت عمرؓ نے اوس میں جاریہ بیوتوں کا ہر مین اس کا قاعدہ کلیہ یہ تھا کہ جب جنس منفعیت کی بالکل
 قوت ہو جائے یا جالی حسن ظاہری یا باہر تو پوری دیت واجب ہوگی صلی الکریبان پوری کاٹ ڈالی یا استقدر
 کہ گولائی اوس سے مائی رہے یا اکثر حروف نکلا ہو قوت ہو گئے تو پوری دیت واجب ہوگی و اس واسطے
 کہ حدیث محمود بن حزمینؓ کہ زبان میں پوری دیت ہر صلی اگر داری کسی کی ہو تو ڈالی اور پھر وہ نکلی یا سر کے
 ڈالی ہو تو ڈالے اور پھر وہ نہ گئے تو پوری دیت واجب ہوگی و اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک حکومت
 مدلل واجب ہوگی کہ اگر اکل صلی جو عضو انسان کے بدن میں دو دو ہیں و جیسے ہاتھ اور پاؤں اور
 کان اور پانوں اور ہونٹ اور غوطے ہلایہ صلی تو اگر دونوں کو تلف کر دے تو پوری دیت واجب ہوگی اور اگر
 ایک کو تلف کرے تو نصف دیت واجب ہوگی و مثلاً اگر دونوں آنکھیں پھوڑے تو پوری دیت اور جو
 ایک آنکھ پھوڑے تو نصف دیت واجب کی حدیث محمود بن حزمینؓ کہ اگر دونوں آنکھیں پوری دیت پھر دونوں ہونٹیں پوری دیت پھر دونوں
 بیضونین پوری دیت پھر ایک آنکھ میں اور ایک میں نصف دیت ہر کلا فی شہ النقایہ صلی و لیکن میں اگر چاروں تلف ہو جائیں تو پوری
 دیت پھر اگر ایک تلف ہو تو پوری دیت ہر کلا فی شہ النقایہ صلی و لیکن میں خواہ ہاتھ کی جو پانی پانوں کی جو پانی
 حضرت کا ہر کلا فی شہ النقایہ صلی و لیکن میں خواہ ہاتھ کی جو پانی پانوں کی جو پانی
 اور روایت کی ترمذی اور ابن حبان نے ابن عباس رضی عنہما مثل اسکے صلی و لیکن میں خواہ ہاتھ کی جو پانی پانوں کی جو پانی
 سوا اسکے ایک جو تلف کرنے سے دسویں حصہ کا تلف ہر دوسرے میں دو جو پانی میں او اسکے ایک جو تلف کرنے سے
 دسویں حصہ کا نصف دیت اس واسطے کہ اونٹنی کی دیت جو پانی پر تقسیم کر دی گئی ہلایہ صلی جیسے ہر دیت
 میں میدان حصہ دیت کا ہر کلا فی شہ النقایہ صلی و لیکن میں خواہ ہاتھ کی جو پانی پانوں کی جو پانی
 روایت کی ابو داؤد نے ابو موسیٰ اشعری سے مثل اسکے مرفوعاً اگر کوئی کہے کہ دانت تو تیس ہیں پھر ہر دانت
 میں بیسویں حصہ کے جو بکی کیا وہ ہر ایک جانب تھا کہ تیسواں حصہ لازم آتا تھا و سکا یہ ذکر دانقون کا ہر دانت
 اگر تیسویں و لیکن اخیر کے چار دانت یعنی عقل کی دانتیں تو بیسویں کے نہیں تھیں اور پھر دسویں میں چار
 جو پانی میں اور بیسویں میں کہ تو قدر متوسط دانتوں کا تیس ٹھہرا پھر دانت سے دو قطع ہیں ایک زینت اور غولائی
 دوسرے پانیس جب ایک دانت تلف ہو گیا تو اسکی منفعیت تو بالکل نابل ہو گئی یعنی زینت بھی گئی اور چھانا
 بھی گیا اور اسکے پاس نہ دانت کی ایک منفعیت یعنی چھائی جاتی رہی اور زینت کی منفعیت باقی رہی ہر حصہ
 متوسط دانتوں کا تیس ٹھہرا تو ایک دانت کی دیت تیسواں حصہ ہوا اور نصف منفعیت جو دوسرے دانت کی
 جاتی رہی اسکی نصف دیت ساٹھواں حصہ ہوا اور تیسواں حصہ ہوا اگر بیسواں حصہ ہوا اسلیئے کہ

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دیت تو ہر ایک سے ایک منفعیت جدا گانہ مقصود ہے

وانت کے تلف ہونے میں بیوان حصہ واجب ہوا واللہ اعلم کذا فی الاصل کشادہ علی اس صاحب محدث شاہی
 نے حجۃ الاسلام الفہم میں بیان کیا کہ و انت کہی اٹھائیس ہوتے ہیں کبھی پچیس ہوتے ہیں اور ایک کی نسبت
 محال فی ان اعداد کی طرف شکل قحی محتاج قحی طرف غور و خوض کے حساب میں تو مقرر کر دیا اشاع نے بیس کو اور واجب
 کیا ہر انت میں نصف عشریت واللہ اعلم حص جس عضو کا انفعالی سے جالہ ہے تو اوچین دیت اوس عضو
 کی واجب ہوگی مثلاً بائٹہ شل چوہا و بائٹہ کی بصارت جانی ہے اور سر اور چوہے کے زخموں میں قصاص نہیں ہرگز ہرگز
 موضع میں جب عمدا ہو و ف موضعہ زخم چوہہ کی کوٹا ہر کر دیوے کذا فی الاصل حص اور جو جرح است مؤخر
 خلا سے ہوئے تو چوہین بیوان حصیت کا واجب ہوگا ہائین قحی جو زخم کی کوٹور دیوے کو حصہ و ان حصہ تیکہ ہر او قحی
 قحی جو زخم کی کوٹور لڑائی جگہ سے منتقل کر دیوے کو حصہ و سوان حصہ و بائچوان حصیت کا واجب ہوگا ہائین قحی جو زخم کی کوٹور
 ایک پونج جاوے اور جالیقین ف یعنی جو زخم پٹ کے اندر نہ پھنسنے والا کیٹن سے یا پشت کی طرح کسی سے کی حرکت یا گردن
 کی طرف یا اور طرف سے حص ثلث دیت کا واجب ہوگا اور جوالفہ دوسری جانب پار ہو جاوے تو اوچین دو ثلث دیت کے
 ہیں و اس واسطے کہ حدیث عمرو بن حزم میں ہے کہ اللہ میں ثلث دیت ہر او جوالفہ میں ثلث دیت ہر او زرقا میں پندرہ
 اونٹ ہیں اور موضع میں پانچ اونٹ ہیں اور اوچین ذکر ہائیمہ کا نہیں ہر او و دایت کی عبدالرزاق نے مصنف میں
 زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں رسول حصہ دیت کا ہر شریعہ نقایہ حص اور عاصد ف یعنی کھرو پنا جس سے
 کمال قطع چل جاوے اور ویرعہ ف یعنی جو خون کوٹا ہر کر دیوے لیکن بہاد و مثل اس کے حص اور ویرعہ
 ف جو خون کوٹا و حص اور باضعہ ف یعنی جو جگر کو قطع کر دیوے اور مثلاً حمہ ف یعنی جو گوشت میں
 پونج جاوے حص اور حقائق ف یعنی جو زخم سمحاق تک پہنچ جاوے سمحاق وہاں کمال ہو جو گوشت اور سر کی ہری
 کے درمیان میں حص میں حکومت عدل ہر یعنی مجروح کو خام فرض کر کے بلا جرح است اوس کے قیمت کا دینے کے بعد
 جرح است تو بمقدار تفاوت دونوں قیمتوں میں ہوگا وہی دیت ہر ای پر فتویٰ ہر ف یا حتر از قول سے کرنی کے کہ
 اس زخم کا جرح است موضع سے دیکھ کر بقدر اوس کے میوین حصہ میں سے واجب ہوگا حص اگر ایک بائٹہ کی سر ہر کیوں
 کو کاٹ مثلاً اخواد بنیر ہتیلی کے یا ہتیلی سمیت تو نصف دیت واجب ہوگی اور جو نصف ساعد سمیت کاٹ ڈالا تو نصف
 دیت اور حکومت عدل واجب ہوگی اگر اوس ہتیلی کو کاٹا ہر میں ایک ہی اوگی قحی تو رسول حصہ دیت کا واجب ہوگا
 اور جو دو نو کلیان ہتین تو بائچوان حصہ اور کف کا یہ لاکچہ واجب ہوگا اگر کسی نے زاید انگشت کو قطع کر ڈالا یا لڑکے کی
 انگٹہ یا ذکر یا زبان کو تلف کیا اور ان احصا کی صحت و سلامتی معلوم ہوئی قحی مثلاً انگٹہ سے اوسے یا افسل بھی نہیں
 محتاج ہے لکھنا اوس کا سمجھا جاوے یا لڑکے اوس کے حبش لکھی قحی اور زبان سے بات نہیں کی قحی تو حکومت عدل واجب
 ہوگی اگر جرح است موضع سے اوکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال جاتے رہے تو موضع کی دیت اوکی پوری دیت میں داخل ہوگی
 الگ نہ دینا پڑے گی اور جو سماعت یا بصارت یا بول چال دیکھی جاتی رہی تو داخل ہوگی اور جو موضع سے اوکی دونوں ہتین
 جاتی رہیں تو موضع اور انھوں کی دونوں کی دیت واجب ہوگی یہ ہوگا کہ موضع کا قصاص لیا جاوے اور انھوں کی

دیت جیسا کہ سب صاحبین کا یہ ہے کہ قصاص میں اس کو لگی کے قطع سے جس کے پاس کی لگی خشک ہو گئی ہو لگانوں
 کی دیت واجب ہو گئی و جیسا کہ امام کا یہ ہے اور صاحبین اس کے نزدیک پہلی لگی کا قصاص اور دوسری کی کوئی
 وجہ ہو گئی کذا فی الاصل حصہ قصاص میں اس لگی میں جس کا اوپر کا جوڑ کاٹا گیا سو باقی لگی بھی خشک ہو گئی
 بلکہ چوڑی دیت اور باقی میں حکومت عدل واجب ہو گئی اور اس دانت میں جس کا نصف توڑ گیا سو باقی سیاہ ہو کر
 نہ گیا بلکہ پورے دانت کی دیت واجب کی ہے جس نے دانت کا قصاص لیا ہے قصاص لینے والے کا دانت جو آتا ہو نہ پتہ دیت کی اس طرح
 اگر ایک شخص نے دانت دوسرے کا اٹھا لیا اسے توٹھا کر رکھ لیا اور گوشت اوپر چڑھ لیا تو دیت کو کھیرنے کے لئے مساقط ہو گئی البتہ اگر دوسرا
 دانت اس کے عوض چڑھ لیا تو دیت مساقط ہو گئی اس طرح مساقط ہو گئی دیت اگر سر یا منہ کا زخم چڑھ لیا اور چنگا ہو گیا یا مارنے سے
 جو زخم پیدا ہوا تھا وہ اس طرح اچھا ہو گیا کہ اثر دوسرے کا باقی نہ رہا اور نام محمد کے نزدیک اجرت طیب کی اور دوا کی کیا
 بیگی حصہ اور کسی زخم کا قصاص نہ لیا جاوے گا جب تک وہ نہ مرت ہوئی و اس لیے کہ احتمال پر مروج کی موت کا
 زخم کے صدمے سے پس اس وقت قصاص بالنفس واجب ہو گا اس لیے شرط چاہیے صحت کا اور دیت کی مامام احمد و
 قاضی نے عمرو بن شعیب عن ابیہن جدہ کہ نہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہ قصاص لیا جاوے زخم کا جب تک
 چھانہ زخمی ہو سکے اور شافعی کے نزدیک فی الحال قصاص لینا چاہیے اور حجت پر اوں پر یہ حدیث حصہ اور بی اور
 مجنون کا عدل مثل حلق کے پر تو دیت لگی عاقلہ پر واجب ہو گئی و اور شافعی کے نزدیک اس کے مل میں واجب ہو گئی
 اور ہماری دلیل روایت ہے بقی کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ عیسیٰ اور مجنون کا ظاہر حصہ اور کفارہ اوں
 ہو گا اور مجرم نہ ہو سکے میراث سے و اور جو قاتل بے حد متل کے مجنون ہو گیا تو قتل کیا جاوے گا کذا فی الدر المختار

فصل حنین کے بیان میں

اگر ایک شخص نے ایک عورت پر میت میں ضرب لگائی سو بچہ مردہ لگا یا عاقلہ پر غرق یعنی بیوان حدیث کا پاسو
 در ہم لازم آئے کہ و اس واسطے کہ روایت کی ایمنہ سے حدیث کی ہر جہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا
 حنین میں غرق کا قلام ہو لیا نہ ہی لیکن اوں میں بانسور ہر کھانہ کر نہیں و البتہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں
 زید بن اسلم سے کہ ابن ابی شیبہ قیمت لگائی غرق کی پاس وینا اور ہر دینار دس درہم کا اور روایت کی بڑھنے بڑھو
 سے کہ ایک عورت نے مارا ایک عورت کو تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بچے میں پان سو کا اور روایت
 کی ابو داؤد نے سنن میں ہر ایک شخص سے کہ غرق بانسور ہر جہ کذا فی شرح القایہ حصہ ایک سال کے سے
 میں و اور امام مالک کے نزدیک غرق قاتل کے مال میں سے واجب ہو گا اور شافعی کے نزدیک تین سال میں مل
 کیا جاوے گا شش دیت نفس کی دلیل ہماری حدیث غیور بن شعبہ کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت حنین کی مقرر کی
 اوپر عاقلہ کے روایت کیا ابو سکر ترندی اور ابو داؤد نے اور مروی ہے صحیح میں مانند اس کے اور حنین کے کہ کما مرین حسن نے
 پوچھا ہو کر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غرق مقرر کیا ہو پر عاقلہ کے ایک سال میں حصہ اور جو بچہ زندہ پٹ سے گرا
 پھر گرا تو پھر ہی نفس کی واجب ہو گئی اور جو بچہ مردہ گرا پھر ان میں اس کی مرگئی تو غرق اور دیت دو ملن واجب ہو گئے

ف غرض جن کے لیے اوریت اوسکی مان کی روایت کی بخاری مسلم ابوہریرہ کہ بڑیل کی دو عورتیں اس میں طہون تو ایک دوسری کے پھر والا اور مر گئی وہ اور جو اس کے پیٹ میں تھا مر گیا تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ رویت جنین کی غرض پر خوان غلام جو یا لوتی اور حکم کیا رویت کا عورت کی اوسکی عاقل پر ص ص اور جو ان مر گئی پھر سچے مردہ اوس کے پیٹ میں سے گر رہا تو ایک رویت واجب ہوگی ف یعنی عورت رویت مان کی اس لیے کہ حکم کی کہ عورت جنین کی ضرب سے نمونی ہو و بلکہ دم ٹھٹھنے سے اور شافی ہونے تک نزدیک غرض بھی واجب ہوگا ص ص اور جو ان مر گئی پھر سچے مردہ پیمٹ سے گر کر مر گیا تو دو دین تین نفس کی پوری واجب ہوگی اور جنین کی رویت سب ورورہ اوس کے پاؤں کے سوا ہزار کے ف اس لیے کہ مذاب قاتل اوسکا ہوا قاتل کو میرٹ نہیں ملتی ص ص اور جو وہ جنین لوتی کا تھا تو اوسکی قیمت تان حیات کی لگا کر بیسواں حصہ قیمت کا دینا ہوگا اگر جنین مرد ہو وے اور دسواں حصہ دینا ہوگا اگر عورت ہو اگر ایک لوتی کو ضرب پڑی پھر نمونی سے اوس کے عمل کو ازاد کر دیا بعد اسکے حل کر اور بچہ زندہ پیدا ہو کر مر گیا تو قیمت سب حیات کی واجب ہوگی نہ عورت ف اس لیے کہ عورت اوس بچے کی ضرب سے جوئی اور اوس وقت میں وہ غلام تھا آزاد نہیں ہوا تھا ص اور جنین کے قتل میں کفارہ قاتل پر نہیں اور جو جنین ایسا ہو کہ اوس کے بعض اعضا بن گئے ہوں تو وہ مثل پور جو جنین کے جس جس عورت نے عمر جنین کو مردہ کر لیا کسی دوا سے یا کسی فعل سے بغیر تو ان میں سے کو اوسکی عاقل پر پڑا لازم آوے گا اور جو عورت کا عاقل نہ ہو وے تو اوسکی ذات پر لازم آوے گا ایک سال میں اور جو غلام نہ لگے گا اگر لوتی تو غرض واجب ہوگا ف جانتا ہے کہ جس جنین کو اچھا ظاہر ہو تو اس کے استعاذت گنہگار ہوگی ورنہ گنہگار ہوگی و غرض

باب راہ میں کوئی امر جدید کرنے کے بیان میں ص

جو شخص شارع عام میں سنڈ اس یا پرنالہ یا برج یا مہری یا چوہرہ یا دوکان بناوے تو ہو سکتا ہے اگر لوگوں کو ضرر نہ کرے ف یعنی اگر ضرر نہ کرے تو درست ہے اور جو ضرر کرے تو بالکل درست نہیں کذا فی الاصل اس واسطے کہ روایت کی طبری نے بحجم اوسط میں کہ فرمایا حضرت نے نہیں ضرر پہنچا ناہو اسلام میں ص ص اور صحت اسکے شخص کو ف اگر وہ ذمی ہو دھندلا ص اوسکا توڑ ڈالنا ہو چکا ہے ف کیونکہ شارع عام میں شخص کو حق مرد و عاقل کو تو خواہ ضرر نہ کرے عیسیٰ ہر حال میں اوسکا توڑ ڈالنا جائز ہے شخص کو ص ص اور کوئی غیر نافذ میں ایسا کرے تو درست نہیں ہے اگر وہ ضرر کرے مگر وہ ضرر کاکی اجازت درست میں نہیں اگر ان چیزوں سے لگے جس کے سبب کوئی آدمی مر جائے تو بکنے والے کے عاقل پر اوسکی رویت لازم آوے گی جیسے کوئی پتھر راہ میں لگے دیوے یا کنواں راہ میں لگے دیوے اور اوس میں کوئی گروہ یا کو جو کوئی جانور مر جاوے تو اوسکا قتل بنا لے تو اے پر دیکھا یہ ص ص جن جن میں کا و سے بغیر ان امام کے ان چیزوں کو بنا یا جو ف اپنے نفس کے لیے اور جو مسلمانوں کے نفع کے لیے بنایا ہو جیسے مسجد یا امام کے ان سے تو وہ توڑا بنا دیا دھندلا ص ص اور جو امام کے ان سے بنایا ہو یا راہ کے کو میں میں کرنے والا کرنے سے نہ مرے بلکہ جو کہ سے یا دم کے ٹھٹھنے سے مر جاوے تو قاتل نہ ہو گا ف امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور ہی پر فتویٰ ہے دھندلا ص ص جن جن سے راستے کے پتھر کو اوٹھا کر دوسری جگہ رکھا اوس کے سبب کوئی آدمی تلف ہو گیا تو اوٹھاس کے ٹھٹھنے والا مسلمان ہو گا نہ پھلا و کھنڈا جیسے مٹا میں ہو گا

کچھ تلف ہو گیا یا اسکو کھرا لیا یا پیشا کے لیے تو ضمان نہ ہوگا اور جو کسی اور کام کے لیے کھرا کر گا تو ضمان ہوگا اسی طرح اگر جانور نے چلتے میں ہاتھ یا پانوں سے کھری پھلی اور لی یا عبا را ڈالیا یا چھوٹا پتھر اور اوس کے سب سے کسی کی آنکھ چھوٹ گئی یا کپڑا بگڑ گیا تو سوار پر ضمان نہ ہوگا اور جو بڑا پتھر ڈالیا تو ضمان ہوگا اس لیے کہ بڑے پتھر کے اڑانے سے بچاؤ ممکن نہ ہے نہ کھری اور پتھری کے اڑانے سے کٹاؤ ان کے کل ص جانور کا پیچھے سے ہانکنے والا اور گے سے کھینچنے والا اس سوار کے ہیں ضمان اور عدم ضمان میں لیکن سوار پر کھرا لیا تو قتل بھی لازم آوے گا نہ اون دونوں پر اور سوار محروم ہوگا میراث سے مستحقوں کی نہ وہ دونوں اگر دو سوار یکسین ایک دوسرے کی دھکے سے مر جائیں تو ہر ایک کی دیت دوسرے کے عاقل پر ہوگی اگر ایک شخص نے اپنے جانور کو پیچھے سے ہانکا اور اس کا زین کسی نے ہراڑا وہ مر گیا یا گے سے اونٹ کی قطار کو کھینچا اور سین سے ایک اونٹ نے کسی کو روند ڈالا تو دیت دینا ہوگی اور جو قطار کو پیچھے سے بھی کوئی ہانکا تھا تو دونوں پر دیت ہوگی اگر زید اونٹ کی قطار سے عاقلہ عمر نے مارا تو اس کے اطلاق کے ایک اونٹ باندھ دیا اور اس اونٹ نے کسی کو روند ڈالا تو تلف کیا تو دیت تریہ کی عاقلہ سے لیا ہوگی پھر زید کا عاقلہ دیت عمر کی عاقلہ سے بھرا گیا اگر کہنے کے کو کسی پر چھوڑا اور پیچھے سے اسکو ہانکا سو اس کے لئے اسی وقت جا کر کچھ تلف کیا تو اس پر ضمان لازم ہوگا اور جو اس کے کو ہانکا نہیں یا پر چھوڑا خواہ اسکو ہانکا یا نہ ہانکا تو ضمان لازم نہ آوے گا جیسے کوئی جانور خود بخود چھوٹ بھاگا سو اس سے مال یا جان کو تلف کیا رات کو یا دن کو تو ضمان نہ ہوگا اس واسطے کہ روایت کیا بخاری ابو داؤد ابن ماجہ نے ابو ہریرہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَجْمَعًا جَعَلَ جُنَابًا یعنی نے زبان کا زخمی کرنا یا لگانا ہر ص اگر کسی شخص نے اس جانور کو مارا جیسے زید سوار پر یا کھری سے اسکو کوٹا تو اس نے ہاتھ یا پانوں سے کسی کو مارا یا پتھر کر کسی کو مہرہ یا اور ڈالا تو ضمان چھڑنے والے پر نہ سوار پر یہ مذہب ہمارا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں پر ضمان نصف ہر یہ حکم جب ہی کہ بغیر اون سوار کے فیصل کیا ہوگا اور جو اس کے اذن سے ہو تو ضمان نہ ہوگا اور جو وہ جانور اسی چھڑنے والے کو مار ڈالے تو خون اس کا لگا ہوگا یعنی کسی ہتھ اور ان اس کا لازم نہ ہوگا پھر اگر قصاب کی بکری کی آنکھ چھوڑی تو جس قدر قیمت میں اسکی نقصان ہو گیا ہوگا اور اگر اونٹ کی آنکھ چھوڑی خواہ قصاب ہو ورنہ یا اس کے کوچہ یا قصاب کی دیت دینا ہوگی ایسا ہی حکم ہے پھر اور گھوڑے میں

باب لوٹدی غلام کی جنایت وار و غیر جنایت کرنے کے بیان میں

اگر غلام کوئی جنایت کرے خطا سے تو مالک کو اختیار ہے خواہ اس غلام کو چلا کر دیوے یا جو من جنایت کے اور ولی جنایت اس کا مالک ہو جاوے یا دیت اس جنایت کی بلکہ خریدے کے غلام کی طرف سے اور اگر بے فی الفور اس مالک سے فدیہ دیدیا بعد اس کے غلام نے اور دوسری جنایت کی تو پھر فدیہ دیکر یا غلام کو الگ کرے اگر عاقلہ دو جنایتیں یا زیادہ کیں تو مولیٰ کو اختیار ہے خواہ اول سب جنایتوں کے بدلے میں غلام کو دیوے یا ہر ایک کی دیت جدا جدا دیوے پس اگر مولیٰ نے اسکو ہمہ کر دیا یا آزاد یا مدبر یا ام ولد بنایا اور اسکو جنایت کی خبر تھی تو دیت اور قیمت غلام میں سے کتر کتا مال دیوے اور جو خبر تھی تو دیت دیوے جیسے مولیٰ نے اس غلام کی آزادی کو معلق کر دیا یا فدیہ کے قتل یا جرح پر اور اس غلام نے وہ کام کیا تو مولیٰ کو دیت دینا ہوگی اگر غلام نے نڈو کا ہاتھ عہد اکٹھا اور غلام اسکو دیا گیا سو اس سے نڈو کو دیا یا پھر ہاتھ کے

زخم سے وہ مر گیا تو غلام صلح ٹھہر گیا بیوض جنایت کے اور جو اسے آزاد نہیں کیا لیکن ہاتھ کے زخم سے مر گیا تو غلام پھر
 دیا جاوے گا مولیٰ کو سو وہ قتل ہوگا قصاص میں یا معاف کیا جاوے گا اگر غلام باذن مولیٰ کوئی جنایت کرے خطا سے اور
 مالک کو ہر کا علم نمودار ہو سکے آزاد کر دیوے تو مالک کتر کا ناوان دیکھتے اور دین میں قرض خواہوں کو اور کتر کا قیمت
 اور دیت میں سے مولیٰ جنایت کو پس اگر نوٹری باذن مولیٰ نہ بھیجے تو قرض میں اس کے ساتھ بھیجے یا جاوے گا اور جنایت
 میں بچہ نہ دیا جاوے گا دیر کے غلام کی عروس تادی کا اثر کر یا پھر اسے عرو کی کوئی جنایت کی تو عرو کو کچھ نہ ملے گا نہ غلام
 شہاد کے مولیٰ سے اگر غلام نے کہا کہ میں نے یہ بھائی کو قبل آزادی کے خطا سے ملے ہو اور یہ سنے کہا کہ نہیں بلکہ بعد
 آزادی کے تو قول غلام کا سچ سمجھا جاوے گا زید نے اپنی نوٹری کو آزاد کر یا پھر کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ کا لیا مال تیرا لیا قبل آزادی
 کے اور نوٹری نے کہا بعد آزادی کے تو قول نوٹری کا مقبول ہوگا مگر جماع اور نوٹری کی کمالی میں کہ میں قول مولیٰ کا
 مقبول ہوگا اگر غلام مجھ سے یا کسی نے ایک سہی کو سیکے قتل کے لیے کہا اور اس سہی نے قتل کر لیا تو دیت قاتل کی
 عاقلہ پر ہوگی اور وہ عاقلہ قاتل اس غلام سے بعد قتل کے پھر بیٹے کے بھی آئے اور جو غلام مجھ سے غلام مجھ کو حکم
 کیا قتل کا تو قاتل کا مولیٰ اس غلام کو جو لے کر دیوے یا فدیہ دیکر قتل خطا میں اور مر پر جموع اب نہیں ہو سکتا لیکن بعد
 آزادی کے کتر قیمت اور فدیہ میں سے لے سکتا ہے ایسا ہی قتل عین اگر غلام قتل منیر میں ہو اور جو بائن ہوگا تو قصاص
 قتل کیا جاوے گا اگر ایک غلام نے دو آزار شخصوں کو قصداً مار ڈالا اور ہر قاتل کے دو دو مولیٰ تھی ایک ایک انہیں سے عفو
 کر دیا تو باقی دو وارثوں کو چاہے مالک نصف غلام دیکر چاہے ایک پوری دیت اور کرے اور جو ایک شخص کو غم اور
 وہ سکر کو خطا قتل کیا اور عمر کے دو وارثوں میں سے ایک نے عفو کر دیا تو مالک پوری دیت دیوے قتل خطا کے وارثوں
 کو اور نصف دیت قتل عکس اس وارث کو جسے عفو نہیں کیا یا غلام کو اون تینوں کے جو لے کر دیوے تو اس غلام کے
 تین حصے کر کے بانٹ دیئے تینوں میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک چار حصے کر کے تین حصے خطا کے وارثوں
 کو اور ایک عکس کے وارث کو ملے گا اگر دو شخصوں میں ایک غلام مشترک تھا اسے اون دونوں کے ایک حصہ وار کو مار ڈالا
 اور ایک نے عفو کر دیا تو سب باطل ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک عفو کرنے والا نصف حصہ بنا دوسرے کو دیکر یا ربع دیت
 فدیہ کو **فصل** غلام کی دیت اس کی قیمت ہے جس کی قیمت اس کی آزاد شخص کی دیت تک پہنچ جاوے گی تو اس میں سے
 دس درم کم کر لیئے **ف** امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک اور ابی حنیفہ کی روایت کی امت ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے
 عبد الممن سے عفو دیت اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک جہاں تک قیمت اس کی ہوگی دینا بزرگی **ص** اور صاحب
 میں کہ نہ کرے بلکہ بقدر قیمت ہوگی دینا بزرگی یا جماع سب علماء کے اور شخص آزاد میں جو حصہ دیت کا جنایت میں مقرر
 غلام میں وہ حصہ قیمت سے مقرر کیا جاوے گا اگر کوئی غلام کا ہاتھ کاٹ لے تو نصف قیمت اس کی لازم آوے گی
ف پس اگر اس کی قیمت دس درم یا زائد ہوگی تو پانچ درم یا پھر درم دینا ہوگی کذا **ف** الاصل **ص** اگر غلام کا
 ہاتھ کاٹ لیا گیا پھر وہ آزاد کیا گیا بعد اس کے اس زخم سے مر گیا تو قاتل سے قصاص لیا جاوے گا اگر غلام کا وارث
 صرف مولیٰ ہو نہ لیا جاوے گا اگر ایک شخص نے اپنے دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کر یا پھر دونوں غلام مجھ سے

بعد اس کے مولیٰ نے مقرر کیا کہ مرد میری غلام تھا تو دو نواح کی دیت مولیٰ کو ملیگی اور جو اون دونوں غلاموں کو
 کسینہ مار ڈالا تو دیت آدھ کی اور قیمت غلام کی دینا ہوگی اور جو ہر ایک غلام کو ایک ایک شخص نے مار ڈالا تو قیمت ادا
 دونوں کی لازم آوے گی اگر ایک شخص نے ایک غلام کی دونوں اکھیں پھوڑ ڈالیں تو مولیٰ کو اختیار ہو کہ وہ غلام کو جانی
 کے لئے کرے اور اس سے پوری قیمت اس کی لے لیوے اور چاہے غلام کو اپنے پاس سہنے دے اور نقصان نہیں
 لے سکتا۔ اور صاحبین کے نزدیک نقصان لے لیا اور شافعی کے نزدیک دیت قیمت لیا اور غلام کو بھی کچھ پوریا
 کدنا **فصل** اگر وہ بیاہم والد نے جنایت کی تو مولیٰ کتر کا تاوان دیو دیت اور قیمت میں تو اگر مولیٰ
 نے قاضی کا حکم سے تاوان ولی جنایت کو دیر یا بعد اس کے پھر اخن نے جنایت کی تو دوسری جنایت والا پہلی جنایت
 سے کا شریک ہو جاوے گا اور اس قیمت میں جو اس کو قاضی کے حکم سے ملی ہو جو مالک نے بدون حکم قاضی کے دیا تو دوسری
 جنایت والا پہلی جنایت والا کی سمجھا کر خواہ مولیٰ کا ولیکن اگر مولیٰ سے لیا تو وہ پہلی جنایت سے اس پر جرح
 کر لیا اس واسطے کہ مولیٰ پھر ایک قیمت واجب ہے درختنا رص مالک نے اپنے غلام کا ہاتھ کاٹا اور اس کو غضب
 کیا ایک شخص نے اور زخم کے مرآت سے وہ غلام مر گیا غاصب پس قاضی نے ان دیکھ کر ہاتھ غلام کی قیمت کا اور جو مولیٰ نے
 ہاتھ کاٹا اپنے غلام کا اور وہ غلام غاصب پاس تھا تو غاصب بری ہو گیا تاوان اگر غلام مجھ سے غلام مجھ کو غضب کیا پھر
 مخصوب غاصب پاس مر گیا تو غاصب پر تاوان آوے گا اس لیے کہ مجھ سے مواخذہ کیا جا تا ہر افعال میں پس اگر
 غضب ظاہر ہو گا تو وہ اوس میں بیچ کیا جاوے گا اور جو غضب صرف اوس کے اقرار سے ثابت ہو تو مواخذہ ہو گا اور اس
 بعد از ادج کدنا **فصل** اگر وہ بیاہم والد نے اپنے غاصب پاس جنایت کی پھر مولیٰ پاس نہ کر دوسری جنایت کی یا
 اس کا اٹلا ہو تو مالک اس کی قیمت کا تاوان دیوے دونوں ولی جنایت کو اٹھ نصف قیمت پھر کو غاصب سے اوجھل
 کرے اس کو پہلی جنایت والوں کے پھر جرح کر لیوے اس کا غاصب پر صورت اولیٰ میں نہ ثانی میں
 اور غاصب غلام بھی یعنی قن مثل مدبر کے ہو دونوں صورتوں میں لیکن مولیٰ یہاں خود غلام کو جو اسے کرے بیٹھے
 مدبر میں اس کی قیمت دینا ہو اگر زید کے مدبر کو عرو نے غضب کیا اور اس نے جنایت کی عرو پاس پھر عرو نے
 رد کر دیا اس کو طرف زید کے بعد اس کے پھر غضب کیا پھر اس نے جنایت کی تو مالک پر پوری قیمت اوس
 مدبر کی دونوں اولیاے جنایت کے لیے لازم آوے گی پھر وہ پوری قیمت عرو سے بھڑے گا اور
 اوس میں سے نصف پہلی جنایت والوں کو دیکر پھر وہ نصف غاصب سے بھڑے گا اگر زید کے کسی کا
 آزاد ہو گا غضب کیا پھر وہ کار زید پاس آکر یا گمان یا کار سے مر گیا تو زید ضامن نہ ہو گا اور جو جلی کے کرنے یا سانپ کے
 کاٹنے سے مر گیا تو زید کے عاقل پر دیت لے کرے کی تو بکلی آنا دلو کے کا غضب عبارت ہو اس کے لے جانے سے
 کیونکہ غضب شخص آزاد میں تصور نہیں ہو ورنہ خیار میں ہو لیکر حکم بھی اخصیت میں مثل صغیر کے اگر غاصب کو
 ایسے مکانات کی موت حیر ہو گیا کہ اس کو حفاظت رہی مگر نہیں ہو انا اگر کسی نے صغیر کو غضب کیا پھر صغیر کے
 پاس سے غائب ہو گیا تو غاصب قید رکھا جاوے گا یا ان تک کہ اس صغیر کو لاوے یا اس کی موت معلوم ہو جاوے اگر خزان

حضرت عثمانؓ نے ایک عورت کو چپا میں دلائل میں جیسا دیکھا مولیٰ مارا گیا تھا پھر اس پر دیت مقرر کی اور دیت کی
 ابن ابی شیبہ شریح سے اور عبدالرزاق نے ابراہیم بنی سے مثل اسکے صل اور جو شخص اہل علم میں سے انکار سے
 قسم کا تو وہ قید رکھا جائے یہاں تک کہ قسم کھا دے اور قسامت میں بھی اور یمنون اور عورت اور غلام شریک نہ ہونگے
 اور نہیں ہر قسامت اور دیت اور اس میں جیسے شریح میں ہے یا خون اور اسکے منہ یا دیر یا ذکر سے نکلا ہو
 و اس واسطے کہ ان اعضاء سے خون نکلتا ہے خود بخود بھی بہ نکال کاں اور تاکہ کے کہ بغیر ضرب کے خون اور نہیں سے
 نہیں نکلتا کذا فی الاصل ص اگر مقتول جانور یا پایا گیا اور اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا یا کھینچنے والا یا
 سوار ہو تو اسکی دیت ساکن یا قاتل یا اس کے عاقل پر ہوگی اور جو یمنون ہوں تو ان سب کو دیت دینا ہوگا اور اگر ایک جانور
 پایا گیا دو قریوں کے درمیان میں اور اس پر ایک مقتول ہو تو جو گاؤں وہاں سے قریب تر ہوگا اس پر قسامت اور دیت ہو
 و اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم کیا جب ایک مقتول دو گاؤں کے بیچ میں پایا گیا تھا اور دیت
 کیا اسکو ابو داؤد علیاسی اور آئین بن راہویہ و دیگر نے اپنے مسانید میں اور بیہقی نے اپنے سنن میں اور حضرت عثمانؓ نے
 بھی ایسا ہی حکم کیا تھا اس واقعہ میں اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف بن ابی یوسف ص اور جو مقتول کسی گھر
 میں ملا تو گھر کے پر قسامت ہو اور اس کے عاقل پر دیت لازم ہوگی اگر ثابت ہو لیکن گھر اسی کا ملک ہو تو گھر سے اور جو قتل
 اپنے ہی گھر میں ہو تو دیت اسکی وارثوں کے عاقل پر ہوگی و امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین اور زفر کے نزدیک
 کچھ اس صورت میں لازم نہ آویگا اور یہی حق ہے کہ کذا فی الاصل ص اور دیت اور قسامت اہل خط پر ہو و جنکو امام
 سند لکھ دی ملکیت کی ابتداء فتح اسلام کی وقت اگر چاہو نہیں سے ایک ہی شخص باقی ہو وہ غنڈا ص نہ رہنے والوں
 اور خریداروں پر پھر اگر سب مالکوں نے اسکو بیع کر ڈالا ہو تو دیت اور قسامت خریداروں پر ہو و باجماع سب علما
 ہمارے غنڈا ص اگر مقتول مکان مشترک میں پایا گیا اور بعضوں کا حصہ زیادہ ہو تو قسامت اور دیت شریک کی شمار کے
 موافق ہوگی و نہ حصوں کے لحاظ سے یعنی حصہ قبل والے اور حصہ کثیر والے دیت اور قسامت میں برابر ہونگے ص
 اگر گھر بیجا گیا لیکن مشتری کے قبضے میں نہیں آیا تھا کہ اس میں مقتول نکلا تو قسامت اور دیت بائع کی عاقل پر ہو اور بیع
 بائع یا زمین قابض کی عاقل پر اور مشتری میں اگر مشتری پہلی جاوے زمین سوار میں یا ملاح اور سجدہ میں اہل علم پر اور وہ گاؤں کے
 بیچ میں قریب گاؤں والوں پر اور بازار خاص میں جو کسی ملک ہو مالک بازار پر اور بازار غیر ملک اور شائع عام اور قبیضہ
 اور جامع مسجد و اور جو مکان عامہ مسلمین سے متعلق ہو وہ غنڈا ص میں اگر مقتول ہو تو قسامت شریک
 اور دیت اسکی بہت المال میں سے یا کسی اور جو ایک قوم یا ہم گھر گئی تلوار میں کھینچ کر ایک مقتول کو چھوڑ کر چلا ہو گئی تو
 اہل علم پر قسامت اور دیت ہو اس واسطے کہ حفاظت علم کی انکے ذمے ہو کر یہ وارث مقتول کو ہمہ راہوں میں سے
 کسی شخص معین پر دعویٰ کرے تو اہل علم پر کچھ واجب ہوگا اور خون راگان ہوگا اسکی دیت وغیرہ کچھ نہ ہوگی اگر مقتول
 جنگل میں یا آب جاری میں بہتا ہو یا اگر جن لوگوں سے حلف طلب ہو تو قسامت میں اور نہیں سے ایک کے قتل مقتول
 کو ذیبتہ مارا ہو تو اس کیوں حلف لیا ہوگی و اللہ سینے مقتول کو قتل نہیں کیا اور نہ میں اس کے قاتل کو سزا دے کے

اگر کسی کو جانتا ہوں لیکن یہ غلام اور سنگا زید پر قبول دیا گیا اور باطل ہے شہادت اہل بھل کی اور لوگوں پر بابت قتل کے
یہ اپنے میں سے کسی پر لہو چھو شخص کسی محل میں مجروح ہوا پھر وہاں سے اونٹن لایا گیا لیکن صاحب فراش رہ کر گیا تو دیت اور
قصاصت اور خیمین محلو والوں پر ہوگی جہاں پر زخمی ہوا تھا اگر ایک مکان میں صرف دو ہی شخص تھے ایک دشمن سے قتل
پایا گیا تو دوسرا ضامن ہوگا دیت کا نزدیک ابو یوسف کے نزدیک ہے اور جو قتل کسی عورت کے گائون میں یا تلو اس عورت
پہرے میں مکرر کی جادو کی اور دیت اس کی عاقلہ پر ہوگی **ف** یہ مذہب طرفین کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک
قصاصت بھی عاقلہ پر ہوگی اس واسطے کہ قصاصت اہل بھل پر ہو جسے نصرت متصور ہو اور عورت اہل بھل نہیں ہے

کتاب المعامل

یہ کتاب ہے اہل بھل لوگوں کے بیان میں جن پر دیت واجب ہوتی ہے یعنی عواقل کے بیان میں جو جمع ہے عاقلہ کی **ص**
شخص لشکر کی ہے تو اس کے عاقلہ وہ لوگ ہیں جو کچھ نام دیوان میں مرقوم ہیں **ف** دیوان عبارت ہے اہل بھل اور اہل
جنین اہل لشکر کے نام اور ان کا سالانہ پیشہ شامی یا مانہ لکھا جاتا ہے یعنی دفتر لشکر اہل اسلام تو لشکر کا عاقلہ بھی لشکر کا
لوگ ہیں **ص** اور یہ جہاں سے نزدیک ہے اور شافعی کے نزدیک عاقلہ قاتل کے اس کے کہنے والے ہیں اس لیے کہ ایسا ہی
تھا نہایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **ف** روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ شعبی سے مرسل کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قریش کی مقرر کی اور قریش کے اور دیت انصار کی انصار پر **ص** اور نسخ نہیں ہو سکتا بعد از آنحضرت
ہذا السلام کے اور ہجری قبل یہ ہے کہ عمر نے ہجراہ وفات مرتب کیے محض میں صحابہ کرام کے تو دیت اہل دیوان پر مقرر کی **ف**
روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ سے اوشبی سے کہ اول جسے عطا کو مقرر کیا عمرو بن الخطاب ہیں اور مقرر کی دیت اہل
عطا میں تین سال میں اور روایت کی عبدالرزاق نے مصنف میں عمر سے کہ انھوں نے دیت مقرر کی عطاؤں میں تین
سال کے اندر ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے حکم کیا دیت کا تین سال میں ہر سال میں ایک ثلث اور اہل دیوان کے
اونکی عطاؤں میں **ص** اور فیصل حضرت عمر کا نسخ نہیں ہے بلکہ تقریر ہے اس معنی کہ دیت اوپر مددگاروں کے ہے اور مددگار
کی صورتیں مختلف ہیں مثل قرابت کے اور ان کے تو حضرت عمر کے زمانے میں نصرت دیوان کھڑی اسی طرح اگر نصرت حرد
ہو تو اہل حرد اس کے عاقلہ ٹھہرنے پس وصول کیا ہوگی دیت اونکی عطاؤں سے تین سال کے حصے میں **ف** اسی طرح
جو دیت قاتل کے مالی میں واجب ہو تو وہ بھی تین سال کے حصے میں لیا ہوگی جیسے باب بیٹے کو عاقلہ قاتل کرے اور امام
شافعی کے نزدیک فی الفور لیا ہوگی کذا فی الاصل کل **ص** پھر اگر عطاؤں تین سال سے زیادہ یا کم میں بیت المال میں سے
تھیں تو اسی طرح دیت لیا ہوگی مثلاً اگر تین سال کی عطا پہلے ہی سال میں پیشگی مل گئی تو کل دیت اس کو لیا ہوگی اور
جو چار برس میں ملے تو چار سال میں دیت وصول کیا ہوگی **ص** اور جو شخص لشکر میں نہیں ہے تو اس کا عاقلہ اس کے کہنے والے
ہیں اور دیت اہل برقیہ کے لیا ہوگی ہر ایک سے تین سال میں تین دن لیا ہوگی یا تین سال میں چار دن لیا ہوگی
زیادہ کسی سے نہ لیا ہوگی یہ بھی ہے اگر کہنے والے اس قدر نہ ہوں کہ دیت پوری اہل بھل سے وصول ہو سکے تو اس کے کچھ
اور کہنے والوں کو لیا ہوگی کہنے والوں کو اسی طرح ملانے کا ہوگا یہاں تک کہ دیت پوری ہو جاوے اور قاتل عاقلہ میں سے

ف اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایسا کرنا موسمی کا وصیت سے رجوع ہوا اور دونوں قول مفتی بہین دُستِ مٹھ
ص اور بعض کا بہانہ اور اس کی وصیت باطل ہے اور اس وصیت کے واسطے جس کے موسمی نے نکاح کیا بعد وصیت اور ہر
آپ کی حرج باطل ہے تو ارادہ وصیت اور بہانہ کا اپنے کا فریضے کے لیے یا غلام کے لیے کرنا یا مسلمان ہو گیا یا غلام کہ
بعد اسکے اور جائزہ ہر ہر شخص کا جسکے ہاتھوں رکھنے یا اسکو فالج نے مار لیا اس کے ہاتھ رکھنے یا اسکو سہل
تمام سال سے اگر ایک سال تک یہ مراض ممتد ہوئے اور موت کا خوف نہ ہوا نہ تنائی مال سے نافذ ہوگا اگر گئے
وہ تین جمع ہوئیں اور تنائی مال اور سب کو کافی نہیں ہے تو جو وصیت فرض ہے اسکو مقدم کرے نفل پر اور جو
وصیتیں یکساں ہو وین تو جسکو موسمی نے مقدم کیا ہو وہی پہلے ادا کی جاوے گی تو اگر اس نے وصیت کی حرج کی تو اس
سے ایک شخص کو سوا کر کے موسمی کے شہر سے حج کرانے کے اور جو خرچ اسقدر کافی ہو تو جس شہر سے کافی ہو وہاں سے
اور جو حج کرنے والا راستے میں مر گیا اور وصیت کی اس نے حج کی تو اس کے شہر سے حج کرایا یا دیگا امام ابو حنیفہ
اگر خرچ اسقدر کو کافی ہو نہ جہاں سے کافی ہو وہاں سے کرے گی اور صاحبین کے نزدیک یہاں پر ہر ہر ہاں کرے گی اگر خرچ اس
کافی ہو ورنہ جہاں سے کافی ہو وہاں سے کرے گی اور قول امام محمد ہر طریق پر مستون ہیں کذا

باب ثلث مال کی وصیت کے بیان میں

جب اپنے تنائی مال کی وصیت کی نزدیک کے واسطے اور دوسرے شخص کے واسطے بھی تنائی مال کی وصیت کی اور وہاں
اجازت نہ دی تو تنائی مال دونوں شخصوں میں نصفانصف تقسیم ہوگا اور اگر تنائی مال کی وصیت کی نزدیک کے
سب مال کی عمر کو لیے تو ثلث مال کے تین حصے کر کے دزدید کو دیئے اور ایک عمر کو اور جو ثلث مال کی وصیت کی
لیے اصل مال کی وصیت کی تھا اسکو لیے تو امام صاحب کے نزدیک ثلث مال کو نصفانصف بکر اور خالہ بنت یس
صاحبین کے نزدیک ثلث مال کے چار حصے کے ایک حصہ بکر اور تین حصے خالہ کو دیئے گئے و امام صاحب
کو وصیت ثلث سے زیادہ کی جب اسکو ورثہ نے جائزہ رکھا باطل ٹھہری تو ایسا ہوا گویا موسمی نے وصیت
ثلث کی کیا اور خالہ کے لیے تو ثلث کو نصفانصف بانٹ دیئے اور صاحبین نے یہ کہا کہ ثلث سے زیادہ وصیت
اس معنی کر کے موسمی لا اسکا شش مینین ہر سبب حق ورثہ کے اور معتبر ہوں اب میں کہ موسمی ثلث میں سے بقا
حصہ لے گا اس لیے کہ اس کے باطل ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے تو کل کے تین ثلث ہوں اور تین ثلث در ایک ثلث بلکہ چار
تو ہی طرح ثلث مال چار حصوں پر تقسیم ہوگا کذا فی الاصل ص امام غزالی کے نزدیک موسمی لا کا حصہ ثلث سے زیادہ
جاوے گا یعنی ثلث سے زیادہ میں ضرب نہوگی پس جب وصیت ثلث مال کی ایک کے لیے اور کل مال کی ایک
تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک سہام وصیت کے دو ہوں ہر ایک کو نصف لے گا پس نصف کو ضرب دے گا ثلث میں تو نصف
یعنی سب مال ہوگا وہی ہر ایک کے لے گا اور صاحبین کے نزدیک سہام وصیت چار ہوں گی اور چار کا ایک ربع ہے تو سہ
مال میں ضرب کرے گا ثلث ہوگا اور ربع ثلث کا وہی لے گا صاحب ثلث کو چار صاحب کل کے تین میں چار میں سے ہر
ربع ثلث کے وہ اسکو دے گا یعنی تین میں ضرب کے اندر میں ہر سبب علم حیران ہو گئے ہیں کذا فی الاصل ص

مقاموں میں قحطاً اور رعایت اور دھرم مسلک میں فاعلاً کی صورت یہ کہ ایک شخص کے دو غلام تھے ایک
 میں روپ کا ایک ساٹھ روپ کا سو سو سے وصیت کی کہ تیس روپ کا غلام زید کے ہاتھ دس روپ کو بیجا اور ساٹھ والا
 عروس کے ہاتھ میں کو بیجا اور سو سو دو غلاموں کے اور کوئی بیجا اور موسیٰ کی تھی تو زید کے حق میں میں دھرم کی وصیت
 ہوئی اور عروس کے حق میں چالیس دھرم کی ہوئی تو ثلث مال دو نوٹن موسیٰ نے تین تہا تو تیس دھرم کا لیس دھرم والا غلام زید کو
 بیس دھرم دیا اور دس دھرم اس کی وصیت کے ٹھہرے اور ساٹھ والا غلام عروس کو چالیس دھرم دیا اور بیس دھرم اس کی
 وصیت میں ٹھہرے اور عروس نے ثلث میں سے بقدر اپنے وصیت کے لیا اگرچہ وصیت زائد تھی ثلث پر یعنی بیان پر دھرم عروس
 نے زید اور عروس کو برابر قائم نہ دلایا بلکہ بقدر حصوں کے تقسیم ہوا اور اگر اس طرح پر بیان عمل ہوتا تو زید اور عروس کو برابر ملتا اور
 صورت سعادت کی یہ کہ ایک شخص نے اسی قیمت کے دو غلاموں کو خرید لیا اور سو اٹھارہ دو غلاموں کے اور کچھ مال اس کے پاس
 نہیں ہر تو اول غلام کے لیے وصیت ثلث مال کی ہوئی اور باقی دو نوٹن غلاموں کے لیے دو ثلث کی وصیت ٹھہری تو وہ
 کے سهام میں تھا وہ جو ایک سهم اول کا اور دو سهام ثانی کے تو ثلث مال بھی اس طرح ان میں تقسیم کیا جائے گا تو اول غلام کا
 ثلث آزاد ہوگا اور وہ دس دھرم پر اور وہ رعایت اور کوشش کرے میں دھرم میں اور ثانی کا بھی ثلث آزاد ہوگا اور وہ
 دس دھرم پر تو وہ بھی کہ چالیس دھرم میں تو ہر ایک موسیٰ نے نصیب کی بقدر اپنے وصیت کے اگرچہ ثلث پر اور وصیت
 دھرم مسلک کی یہ کہ ایک شخص نے زید کے لیے تیس دھرم کی وصیت کی اور عروس کے لیے ساٹھ دھرم کی اور کل مال موسیٰ کا
 صرف اسی قدر تو ہر موسیٰ نے ضرب کر لیا بقدر اپنی وصیت کے اور دھرم مسلک سے غرض یہ کہ مطلق میں ان میں بقدر
 اور ثلث کی نہیں ہر کذا فی الاصل مع اختصار اور صحیح ہے وصیت اپنے بیٹے کے حصے کے اتنے کی رہا اپنی
 بیٹی کے حصے کی ف اگر بیٹا موجود ہو کیونکہ بیٹے کا حصہ غیر کو کیسے مل سکتا ہے بیٹا ان اس کے مثل کے حصے تو اگر
 موسیٰ کے دو بیٹے ہیں تو ثلث مال موسیٰ کو ملے گا اور جو وصیت کی اپنے مال میں سے ایک جز کی تو اس کا بیان وارثوں
 کی طرف ہر ف تو وارثوں سے کہا جائے گا کہ بقدر تمہارا جی چاہے اس کو دید و اس واسطے کہ جزو مال بھول نہ اور وصیت
 وصیت وصیت کو مانع نہیں ہر تو بیان اس کا وارثوں کی طرف ہوگا کذا فی الاصل اور جو وصیت کی ایک سهم
 اپنے مال میں سے تو مرد اور اس کے سب مال ہوگا عرف میں عرب کا اور ہر مثل جز کے ہر حصے عرف میں ہر گروہی نے کہا
 کہ میرے مال کا سبب ظاہر شخص کے لیے ہر گروہی والا میرے مال کی تہائی اس کے لیے ہر وارثوں نے اجازت دی تو وہ
 کو ثلث ملے گا یعنی سبب داخل ہو جائے گا ثلث میں حص اور جو سبب مال کی دوبارہ وصیت کی تو اس کو سبب
 ہی ملے گا اور جو وصیت کی اپنے تہائی رجوع نہ کی یا تہائی بکریوں کی یا تہائی کہیوں کی جو مختلف ہیں یا تہائی غلاموں کی
 پھر وہ ثلث تلف ہو گئے تو باقی مال روپ اور دیگر مال اس کو ملے گا اور اگر وہ ان اور غلاموں میں ثلث باقی کا ثلث ملے گا
 اگر ہزار دھرم کی وصیت کی اور موسیٰ کا مال عین بھی ہر اور دین بھی ہر لوگوں پر تو اگر ہزار دھرم عین مال کے ثلث میں سے
 نکل سیکے تو یہ بیٹے یا بیٹے کے و نہ تہائی میں کی یا اگر باقی جو بیٹے یا دین میں سے وصول کر کے دیا ہوا ہے گا اگر وصیت
 کی ثلث مال کی زید اور عروس کے لیے اور عروس پر تو زید کو پورا ثلث ملے گا اور جو کہ ثلث درمیان میں زید اور عروس کے ہر

تو یہ کو نصف ثلث ملے گا اگر وصیت کی ثلث مال کی اور موسیٰ اور سوقت متعلق ہو تو موسیٰ کو ثلث اور سوقت کو ثلث ملے گا جو کہ
 کیا اس وقت موت کے ہو گا وہ اپنے دھل بعد وصیت کیا ہو سے اور جو وصیت کی تھائی کہ دین کی اور موسیٰ کی ہیں
 کہ وہاں نہیں ہیں یا نہیں لیکن قبل موت کے کہیں تو وصیت باطل ہو گئی اور جو وصیت کی ایک بکری کی اپنے مال
 میں سے تو وصیت اس کی اسکے مال میں سے دلائی جاوے گی اور جو وصیت کی ایک بکری کی اپنی بیویوں میں سے اس کا
 پاس بکریاں نہیں ہیں تو وصیت باطل ہو اگر ثلث کی وصیت کی اپنی اموات اور اسکے لیے اور فقیروں اور
 مسکیتوں کے لیے حال انکام ولد اور اسکے تین ہیں تو ثلث مال کے پہنچے حصے کو تین حصے اموات و ولد کو اور دو حصے
 فقراء و مساکین کو دینے کے اور چوٹھ کی وصیت کی زید اور فقراء کے لیے تو نصف نہ ہو گا اور نصف فقراء کو ملے گا اگر سورت پر کی ہو
 کی زید کے لیے اور سورت پر کی ہو کہ یہ ایک تیسرے شخص کا وطن ہو تو کا شریک نہ ہو گا تو تیسرے کو ہر ایک کی تھائی ملے گی اس واسطے کہ پہلے دو مرد کا
 حصہ برابر ہو اور ایک تیسرا ان کے ساتھ شریک ہو گیا تو تین ہونے کی برابر ہی تو ہر ایک کو وہ کی دو تھائیاں ملے گی صلا و جو سورت پر کی ہو
 کی زید کے لیے اور پاس کی ہو کہ یہ ایک تیسرے کو ہر ایک کا شریک نہ ہو گا تو تیسرے کو ہر ایک کے حصے کا نصف ملے گا یعنی پچھتر واصل کا ایک
 کہ ان کا پچھتر واصل ہر ایک کی تصدیق کیجیو تو تصدیق کیجیو کی مقدار دین میں ثلث مال تک اور جو اسکے سوا وصیتیں بھی
 کیں تو تھائی مال جدا کیا جاوے گا وصیت کے لیے اور دو تھائیاں وارثوں کے لیے اور کہا جاوے گا اہل وصایا اور وارثان
 سے کہ دعویٰ کے دین کی تصدیق کرو جب قدر میں کہ تم ہا ہو جب قدر کا اہل وصایا اقرار کریں اور سا ثلث ان کے حصے میں سے
 لیا جاوے گا اور جو حصے وہ ان کو ملے اور جب قدر کا وارث اقرار کریں ان کے وارث وراثہ کے حصے میں سے لیے جاویں جو حصے ان کو
 ملے اور صاحب وصایا اور وارث اور سے حلف لیا جائے اگر دعویٰ دعویٰ زیادہ کا کرتا ہو تو ان کے علم اور دانستہ پر فائز یعنی
 اپنے علم پر قسم کھا دیں کہ واسطہ ہم سے قدر دین کو جانتے ہیں حال اگر وصیت کی کسی شہیدین کی وارث اور اجنبی کے لیے
 تو نصف اس شہید کا اجنبی کو ملے گا اور وارث کو کچھ نہ ملے گا فائز یعنی کے واسطے نصف اس صورت میں ملا اس لیے کہ اگر
 قابل ہر وصیت کے ہر خلاف اس صورت کے جب وصیت کی جی اور وصیت کے لیے کیونکہ وصیت اہل نہیں ہیں وصیت کے
 کذا فی الاصل ص اگر ایک شخص نے وصیت کی تین تھائیوں کے کچھ کی اور میں ایک عمدہ و دوسرے متوسطہ مسرا
 ناقص میں شخصوں کے لیے اس طرح کہ عمدہ زید کے لیے اور متوسطہ عمر کا اور ناقص بکر کا پھر ایک تھائی تلف ہو گیا اور معلوم ہوا
 کہ وہ عمدہ تھا یا متوسطہ یا ناقص اور وارث نہ ہو ایک سے کہ تین کے تیر ہی تلف ہو گیا تو وصیت باطل ہو گئی لیکن اگر وارث
 دیکھ کر کہ باقی دو تھائیوں کو تینوں کے حصے کے دین تو زید و عمر و ناقص دونوں میں سے جو عمدہ ہر اسکے وارث کیونکہ اور
 بکر ناقص تھان کے وارث اور عمر و بکر تھان کا ایک ایک ثلث لیونے اگر زید نے ایک مکان میں سے جو اسکے اور
 بکر کے درمیان میں مشترک تھا ایک کو طہری کی وصیت کی عمر کے لیے تو اس مکان کو تقسیم کر کے بکر کو طہری
 زید کے حصے میں آئے تو عمر کے لگا اور بکر کے حصے میں آئے تو اقدار بکر و زید سے بکر زید کے حصے میں سے
 عمر کو مل جائیگی یہی حکم اقرار میں ہوتا یعنی اگر وصیت کی بکر اقرار کیا حد الشہیدین سے ایک حد کا ہو چکی ہے
 پھر تقسیم ہوئی اور وہ ایک مقرر کے حصے میں ہوا تو مقرر کو مل جائیگا اور جو مقرر کے حصے میں نہ تھا تو اسکے حصے میں

دیجاو گی **ص** اگر خیر روپی معین کی جو غیر کے ملک میں وصیت کی تو اس غیر کو جائز ہے کہ بعد مر جانے موسیٰ کے اجازت دیکر اور بعد اجازت کے بھر منع بھی کر سکتا ہے اگر مٹرو کہ تقسیم ہو گیا وصیت کا اس کے دونوں کون میں بھر ایک نے اپنے باپ کی وصیت بالثلث کا اقرار کیا تو اپنے حصے میں سے ثلث اور اگر لے اگر لوندی کی وصیت کی پھر اس کا لوندی کا پید ہوا بعد مر جانے موسیٰ کے تو لوندی یا و اس کا لوندی کا دونوں موسیٰ کے ہونگے اگر دونوں ثلث مال سے نکال دیں ورنہ موسیٰ لہ تہانی لیگا لوندی سے پھر اس کے ولد سے **ف** یہ مذہب امام کا ہے اس واسطے کہ تابع مزاحم نہیں ہوتا اصل اور صاحبین کے نزدیک دونوں میں سے ایک حصہ لیگا مثلاً موسیٰ کے پاس چھ سو روپے نقد تھے اور لوندی میں سو کی تھی اور اس کا لوندی کا پید ہوا بعد مر جانے موسیٰ کے یہاں تک مال اس کا بارہ سو کا ہو گیا تو ثلث مال کا چار سو ہونے پس امام صاحب کے نزدیک موسیٰ لوندی کو لیگا اور تہانی لوندی کی اور صاحبین کے نزدیک لوندی کا اور لوندی کے لیگا لوندی کا

باب بیاری میں آزاد کرنے کے بیان میں

اگر تصرف منجز یعنی فی الحال جو دوسے سوا دیکھیں اعتبار حالت عقد کا ہے پس اگر وصیت میں ہو تو مکمل مال سے نافذ ہوگا ورنہ ثلث مال سے اور جو تصرف مضاف ہو طرف موت کے تو وہ ثلث مال میں سے نافذ ہوگا اگرچہ وصیت میں جو دوسے **ف** تصرف منجز وہ ہے جس کا حکم فی الحال ثابت ہو جائے اور مضاف الی الموت وہ تصرف ہے کہ وہ اپنے حکم کو موجب ہو بعد موت کی جیسے کہ لوندی کا بعد میری موت کے یا یہ زید کا بعد میری موت کے پس منجزین حالت تصرف کا اعتبار ہے تو اگر اس وقت بیع اور ہبہ درست ہے نافذ ہوگا مکمل مال سے اور اگر بیع یا ہبہ نافذ ہوگا ثلث سے پس مرہ تصرف سے وہ تصرف ہے جو چیمین التنا اور احداث ہے ایک عقد کا اور دوسرے معنی تہج اور احسان کے پائے جاتے ہیں یہاں تک اگر اقرار کیا کیسے بین کامرض میں تو وہ نافذ ہوگا مکمل مال میں اور اگر بیع یا ہبہ کی مرض میں مہر مثل ہے تو نافذ ہوگا مکمل مال سے لیکن تصرف مضاف الی الموت تو وہ نافذ ہوگا ثلث مال سے خواہ وصیت میں کرے یا مرض میں لگا کر **الاصطلاح** جو بیاری کہ اس کے بعد وصیت ہو یا وہ مثل وصیت کے اور مرض کا اعتنا اور محاباة **ف** یعنی قیمت واجبہ سے کہ کو بیع یا ہبہ یا ہبہ کو خرید کر یا **ص** اور ہبہ اور ضمان حکم وصیت کا کہتے ہیں تو اگر محاباة کے بعثت ہو تو محاباة مقدم ہے اور جو عتق کے بعد محاباة کی تو دونوں برابر ہیں **ف** محاباة کے بعد عتاق کی صورت یہ ہے کہ ایک غلام کو جس کی قیمت دوسو روپے تھی سو کو بیع یا ہبہ ایک غلام کو جس کی قیمت سو روپے تھی آزاد کیا اور سو امان دو غلاموں کے اور کچھ مال نہیں رکھتا تو ثلث مال کو پہلے محاباة کی طرف صرف کرینگے اور جس غلام کو آزاد کیا ہے وہ اپنی کل قیمت میں سعی کرے گا اور عتق کے بعد محاباة کی صورت یہ ہے کہ سو روپے لے غلام کو آزاد کیا پھر دوسو روپے لے کو سو کو بیع یا ہبہ یا ہبہ مال یعنی سو روپے کو تقسیم کرینگے دونوں میں نصف نصف تو جس غلام کو آزاد کیا ہے نصف اس کا مفت آزاد ہوگا اور نصف قیمت میں سعی کرے گا اور صاحب محاباة دوسرے غلام کو دیر میں لیگا کذا فی **الاصطلاح** اور صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں عتق مقدم ہوگا تو اگر دو محاباتوں کے بیچ میں ایک عتق ہو تو نصف ثلث صرف کیا یا ہبہ یا ہبہ محاباة کی طرف بعد باقی دونوں کی طرف اور جو ایک محاباة دو عتقوں کے بیچ میں ہو تو نصف محاباة میں اور نصف دو عتقوں میں صرف

کیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں عتق مقدم ہوگا اگر وصیت کی کہ ان سے دوسرے ہم سے ایک خرید کر کے آزاد کیا جاوے گا اور چھ ایک درم تلف ہو گیا تو باقی سے وصیت نافذ نہ ہوگی لیکن حج نافذ ہو جاوے گا اگر غلام کا وصیت کی چیز سے جنایت کی اور اس میں دیا گیا تو وصیت باطل ہو گئی اور جو ذریعہ دیا گیا تو وصیت باطل نہ ہوگی زید کے لیے ثلث مال کی اور موعی نے ایک غلام آزاد کیا بعد اسکے زید موعی نے کہ نسبت نے یہ غلام صحت میں سماؤسکی وصیت ثلث مال سے نافذ ہو جاوے گا اور وارث یہ کہتے ہیں کہ اس غلام کو عرض میں آزاد کیا تھا اور عتق فی الاما ہے وصیت پر تو قول وارثوں کا قسم سے معتبر ہوگا اور زید کو کچھ نہ ملے گا مگر جب ثلث مال اس غلام کی قیمت سے توجہ قدر نام نہ ہو وہ زید کو ملے گا یا زید گواہ لائے اس بات پر کہ عتق صحت میں ہو تھا اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ وصیت پر اور اس کے غلام نے دعویٰ کیا عتق کا صحت میں اور وارث نے دو نون کی تصدیق کی تو رضخواہ کے حوالے کیا جاوے گا اور وہ اپنی قیمت میں سہمی کر کے آزاد ہو جاوے گا۔

باب وصیت میں اقارب و غیہ کے بیان میں

ہمسایہ و شخص ہر جس کا مکان ملا ہو اور ف امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جو ایک جگہ رہتے ہیں اور ایک مسجد کو جامع ہو قول امام صاحب موافق قیاس کے ہے اس لیے کہ شخص میں وہی جابر تحقق ہے اصل چنانچہ سسرال کے لوگ وہ ہیں جو اسکی زوجہ سے قرابت محرمیت رکھتے ہیں و جیسے باب داد و اسکی بہنیں وغیرہ جہاں میں اسکی دلیل لکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب نکاح کیا صغیر سے تو اسے قرابت دارین کو ان کے مالکوں سے آزاد کر دیا واسطے کہ ان کے مالک کے اور وہ اصهار کہے جاتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سوہو ہوا کہ صاحب ہدایہ سے بجا صغیر کے جویریہ بنت حارث کہنا چاہیے روایت کیا اسکو ابو داؤد و سنن میں متن عینی داماد و ملوک میں جو اس کے محرم صورتوں کے خاندان میں و اسب ان کے عرف میں ہے اور ہمارے میں منہر سر کو کہتے ہیں و متن عینی کے شوہر کو دشمن اصل ال عبارت ہو اسکی زوجہ سے اس میں کے نزدیک شامل ہے اس کے دلیل امام صاحب کی آیات ہیں کلام اللہ کے جیسے و سائر کھلا اور عرف ال عرب کا اصل اور ال عبارت ہے اس کے سے اور اس کے باب داد بھی اس میں داخل ہیں اور اقارب اور اقربا اور ذری قرابت یا ذوی انسباب سے تین یا زیادہ ذی رحم محرم ہیں قریب تر چہ قریب تر سوا والدین اور ولد کے پس وصیت اقارب میں اگر دے اور ذوی مومن نکلے تو دونوں چاہوں ملے گا اور جو ایک چاہوں دو مومن ہیں تو نصف چاہوں اور نصف باقی دونوں ملے گا اور جو ایک ہی چاہوں تو اسکو نصف ملے گا اور چاہوں چاہوں ہیں اگر وصیت کی زید کی اولاد کے ساتھ لڑکی اور سب برابر ہونگے حصہ میں اور جو وصیت کی اس کے درخت کے لیے تو فرزند کو و نامہ ملے گا لڑکی کا اگر وہ کسی شخص کے غیر فرزند دن کے لیے یا اس کے اندھون کے یا لنگروں کے لیے یا ان کے بیکسوں محتاجوں کے وہ لوگ محسور و محروم ہوں تو فقیر اور غنی اور مرد اور عورت ان کے برابر ہونگے و نہ ان کے فقیروں کو ملے گا اور جو کسی شخص کے فرزندوں کے یا تو اس میں عورتیں داخل ہونگی و حسب فلان عبارت نمونہ کیا یا زید سے و زنا نہ ہوگی ان کے دشمنان و وصیت کی کسی شخص

کے لیے اور اسکے آزاد کرنے کے لیے بھی نہیں اور آزاد کیے ہوئے بھی ہیں تو وصیت باطل ہوگی فاسواسطے کہ جلی کا لفظ مشترک ہر متعلق بالکسر متعلق بالفتح میں اور بعض کتب شافعیہ میں ہرگز وصیت کُل کے لیے ہو جاوے گی

باب خدمت اور سکونت اور پھلون کی وصیت کے بیان میں

صحیح ہر وصیت کرنا اپنے غلام کی خدمت کا اور اپنے گھر کی سکونت کا مدت عین تک اور ہمیشہ کو اور غلام اور گھر کے محال اور کریمہ کی وصیت سوا غلام یا گھر کی ذات تمام مال سے نکل آئے تو موصی کہ کو تسلیم کیے جاویں واسطے اہل بیت کے اور چٹاٹ سے نہ نکل سکیں تو گھر کی تقسیم کیا جائے یعنی موصی یا کو گھر میں سے بقدر شلٹ مال جو اسے کر دینا کہ وہ زمین اجراء وصیت ہو واصل اور غلام میں مہایہ کر لینا یعنی بار می بار می نفع میں تو موصی اگر وصیت لیوے اور مقدر غلام سے جس میں وصیت صحیح ہوئی اور وارث خدمت لیوین اس مقدار میں جہیں وصیت صحیح نہیں ہوئی کذا فی الاصل صراحت موصی موصی کے زندگی میں مر جاوے تو وصیت باطل ہوگی اور جو بعد موصی کے مرنے کے مرے تو موصی اس کے وارثوں کو چھوڑ دے گی اور اگر موصی نے اپنے باغ کے پھل کی وصیت کی پھر موصی مر گیا اور حال انکسار میں پھل موجود ہو تو موصی کو صرف یہی پھل ملینگے نہ آئندہ البتہ اگر موصی نے لفظ ابد کا یعنی ہمیشہ بڑھا دیا تو اسکو یہ پھل بھی ملینگے اور آئندہ بھی ملا کر تنگے جیسے غلہ باغ کی وصیت میں خواہ ابد کا لفظ کہے یا نہ کہے پھل بھی ملینگے اور آئندہ بھی ملا کر تنگے اور بھیڑوں کے بال کی وصیت میں اور انکے بچوں اور دودھ کی وصیت میں وہی بال اور بچے اور دودھ پاؤں گا جو موصی کے مرنے وقت موجود تھا خواہ ابد کا لفظ کہے یا نہ کہے فخر مینی پھل اور غلہ اور صوف یعنی بالوں میں فرق یہ ہر کہ غلہ باغ آمدنی باغ کو کہتے ہیں خواہ بافضل ہو یا آئندہ اور ثمرہ اور صوف موجود کو کہینگے مگر یہ اسنے ابد کا لفظ کہ دیا تو یہ قرینہ ہو گیا اس امر پر کہ ثمرہ اور صوف شامل ہیں موجود کو اور معدوم کو بھی لیکن ثمرہ معدوم ہر قدر صحیح ہے جیسے مساقاۃ میں نہ صوف معدوم اور ولد معدوم میں کذا فی الاصل ص کانفرنہ اپنی وصیت میں عبادت گاہ بنائی تو وہ بعد اسکے اسکے وارثوں کو ملے گی اور اگر کافر نے وصیت کی عبادت گاہ کے بنانے کے لیے خواہ مسجین لوگوں کے لیے یا غیر مسجین لوگوں کے لیے تو صحیح ہے جیسے وصیت مسلمان کی جسکا کوئی وارث نہیں ہے ساتھ کل مال کے کسی مسلمان یا ذمی کے لیے صحیح ہے

باب وصی کے بیان میں

عقبتے ہیں اور اوصی بالفلان جب اسکو اپنے مال میں اختیار دیا تصرف کا بعد موت کے اور اسکو موصی الیہ اور وصی کہتے ہیں جس پر یہ کہ ایک شخص نے اپنا وصی بنایا اور زید نے قبول کیا وصایت کو موصی کے پاس تو صحیح ہو گیا پھر اگر یہ کیا موصی کے سامنے تو وصایت رد ہو گئی ورنہ رد نہ ہوگی یعنی موصی کے پیچھے پھر وصایت سے انکار کرے تو صحیح نہ ہو گا بلکہ وصایت باقی رہے گی اسلئے کہ موصی نے اس پر پھر وصا کیا اب وہ اگر اس کے غیبت میں رد کرے تو فریب ہی ہوگا کذا فی الاصل ص اور جو یہ شخص سکوت کیا بیان تک کہ موصی مر گیا تو زید کو رد اور قبول دونوں جائز ہیں پس اگر موصی نے ترکہ میں سے کوئی چیز چھپی تو وصایت لازم ہو گئی اگر چہ وہ اپنے وصی ہونے سے ناواقف ہو چکا ہو اگر وہ کسی نے

قبول سے وصایت کے سکوت کیا پھر دیکھا موصی کی موت کے بعد پھر وصایت کو قبول کیا تو درست ہے مگر جب کہ قاضی نے اس کے رد کرنے کو ناظر کر دیا اور اگر موصی نے موصی کیا غلام یا کافر یا فاسق کو تو قاضی اس کے بدلے میں اور کسی کو کرے اور جو اپنے غلام کو موصی کیا تو صحیح ہے اگر وارث موصی کے نابالغ ہیں ورنہ نہیں اور جو موصی کے حقوق وصایت کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو قاضی اس کے ساتھ دوسرے کو بلا دیکھ کر موصی امین یا وارث حقوق وصایت کے ادا کرنے پر قادر ہو تو قاضی اس کو معزول کرے بلکہ واجب ہے موصی رکھنا اس کا ف اور جو قاضی نے بالہ نعمہ اس کو معزول کر دیا تو غرض فاذہ لیکن قاضی نے غلط کیا اور گنہگار ہوا دہن دار ص اگر موصی میت کے دو شخص میں تو ایک موصی بغیر دوسرے کو کوئی کام نہیں کر سکتا مگر میت کے واسطے کفن خرید کر سکتا ہے اور اس کی تجبیر کر سکتا ہے اور اس کے حقوق کی خصوصیت اور اس کے قرضے کا ائصال اور عیال اور اس کے غرض کی خرید و بیع اور اس کے لیے مہیہ قبول کرنا اور غلام معین کا آزاد کرنا جس کی آزادی کی موصی نے وصیت کی ہو وہ اور وصیت معین کا پھر دینا اور وصیت معینہ کا جاری کرنا اور اموال ضائعہ کا جمع کرنا اور جس کے تلف ہو نہ یا خوف یا اس کا جینا یا کام بھی کر سکتا ہے و امام ابو حنیفہ اور محمد کا یہ تہرب ہے اور ابو یوسف کے نزدیک سب کام سکتا کذا فی الاحکام ص موصی کو بھی خواہ مخواہ اس کو اپنے مال میں موصی کیا ہو یا اپنے موصی کے مال میں موصی کیا ہو وہ بصورت دونوں ترک نہیں ہوگا اور صحیح ہے تقسیم موصی کی ساتھ موصی لے کے ورثہ کبار کی طرف سے جب غائب ہوں یا صغار کی طرف سے پھر تہرب موصی ہے موصی لے کا حصہ ترک نہیں سے بیکر وارثوں کا حصہ لیا اور وہ موصی کے پاس تلف ہو گیا تو وارث موصی لے سے کچھ نہیں پیرے و اس واسطے کہ قسمت صحیح ہو گئی ص اور موصی کی قسمت موصی لے کی طرف سے ساتھ ورثہ کے درست نہیں ہے تو اگر وہ نے موصی لے کا حصہ لے لیا اور وہ اس کے پاس تلف ہو گیا تو موصی لے کا باقی مال میں سے پھر ثلث یوں البتہ تانسی موصی لے کی طرف سے تقسیم کر کے حصہ اس کا لے سکتا ہے اگر موصی نے وارثوں کے ساتھ قسمت کی اور حج کی وصیت کا مال نکال لے اب وہ مال تلف ہو گیا خواہ موصی کے پاس یا بسکون حج کرنے کو دیا تھا اس کے پاس سے تو پھر حج کر لیا جاوے یا باقی مال کے ثلث ہے اور موصی کو درست ہے کہ ایک غلام کو ترک کرے میں سے بیع کر دے اگرچہ بیعت کے قرض خواہ حاضر ہو وین ف اس لیے کہ قرض خواہ حق مالیت کے متعلق نہ زمین ترکے سے دہن دار ص اگر میت نے وصیت کی کہ اس غلام کو بیکر اس کی قیمت تصدق کرنا پس موصی لے اس غلام کو بیچا اور ثمن اس کی لے لی بعد اس کے و ثمن موصی کے پاس سے جاتی رہے اور غلام کسی اور کا نکلا تو مشتری ثمن موصی سے پھر لیوے اور موصی ترکے میں سے لے لیوے آس طرح اگر مشتری کے تقسیم ادا نابالغ کہ ایک غلام حصے میں پہونچا اور اس کو موصی نے بیکر ثمن اس کی لے لی پھر ثمن موصی کے پاس سے جاتی رہی بعد اس کے غلام کسی اور کا نکلا تو مشتری ثمن موصی سے لیا اور موصی نابالغ کے مال میں سے اور نابالغ اور وارثوں سے حصہ بیکر لیوے اور موصی کی بیع اور شرعین سے صحیح نہیں ہے مگر اسی قدر غنیمت سے جو لوگوں کو خرید و بیع میں پہونچتی ہے غنیمت فاحش سے اور موصی مال کو بطور مضاربت اور شرکت اور بضاعت کے لے سکتا ہے اور قبول کر سکتا ہے اور سپر جو پہلے مدین سے زیادہ غنی ہو نہ مفلس پر اور قرض نہیں دے سکتا اور موصی وارث کہہ کر لے گا جو غائب ہے اس کی بیع کر سکتا ہے مگر عقار کی کہ اس کی حفاظت ضرور نہیں ہے اور اس کے مال میں تجارت نہیں کر سکتا

اصداً باطل ہو گا وہی دو دھبوں کی وارث میخبر کے مال کی ہر طرح خواہ منغیر کو میراث سے مال ملے ہو یا اور کسی
طرف سے اور طرہ کیسے کہ عین مال ترکین سے اس کے سوا اور جگہ درست ہے جیسے صحیح ہو گا وہی دو مردوں کی
ہو دو شخصوں کے لیے ہزار درم دین ہو نیکی میت پر اور اور دو شخص دو نون شخصوں کی پہلے دو نون مردوں کے
لیے ہزار درم دین ہونے کی میت ہر ایسی زنیہ اور عورت نے شہادت دی کہ بکر اور خالد کے ہزار درم میت پر
آتے ہیں اور بکر اور خالد نے شہادت دی کہ زید اور عمرو کے ہزار درم میت پر آتے ہیں تو دو نون شہاتین
صحیح ہیں ص اور جو ہر فریق نے شہادت دی دوسرے کے لیے اس ثلث کی کہ میت نے ان کے لیے ہزار درم
کی وصیت کی ہے تو یہ شہادت باطل ہے یا ایک نے گواہی دی کہ دوسرے کے لیے ایک غلام کی وصیت کی
ہے اور دوسرے فریق نے گواہی دی کہ اول کے لیے ثلث مال کی وصیت کی ہے تب بھی باطل ہے

کتاب الخبئ

یہ کتاب ہر خنثی کے حکام میں ص خنثی وہ ہے جو فرج اور زکرو دونوں رکھتا ہو و پس اگر پیشاب کرے بزرگ سے
تو وہ مرد ہے اور اگر پیشاب کرے فرج سے تو وہ عورت ہے ہر ص اس لیے کہ روایت کیا ابن عدی نے کامل میں
ابن عباس سے کہ حضرت علی علیہ السلام پوچھے گئے او کی میراث سے تب فرمایا آپ کہ جہاں سے پیشاب
کرتا ہے اوسکا اعتبار ہوگا اور روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کذا فرمائیے علیہ السلام
ص اور جوہرہ دونوں جگہ سے پیشاب کرتا ہے تو جہاں سے اول پیشاب نکلتا ہے اسی کا اعتبار ہوگا اور جوہرہ دونوں جگہ
سے ساتھی پیشاب نکلتا ہو تو وہ خنثی شکل ہے ص اور صاحبین کے نزدیک پھر کثرت کا اعتبار ہوگا یعنی کیا جگہ
کہ کس مقام سے زیادہ پیشاب آتا ہے ص یہ سب باتیں قبل بلوغ کے ہیں پھر جب بالغ ہو اور اوسکی داڑھی نکل آئی
یا کسی عورت سے اوسنے جماع کیا تو وہ مرد ہے اور جو اوسکی چوچیاں او بھڑا میں یا دو دھ او تر آیا یا حیض آگیا یا حمل
رہ گیا یا اوسنے کسی شخص نے وطی کی تو وہ عورت ہے اور جو کوئی علامت ان میں سے ظاہر نہیں ہوئی یا دونوں
قسم کی علامتیں باہمی گئیں مثلاً داڑھی بھی نکلی اور چوچیاں بھی او بھڑا میں تو وہ خنثی شکل ہے ص اسی کے
حکام مذکور ہوتے ہیں وہ احکام یہ ہیں ص اگر عورتوں کی صفت میں کھڑا ہو تو مار کا یا دھوکے اور جوہرہ دونوں کی صفت
میں کھڑا ہو تو اسکے دائیں بائیں والا اور پیچ والا شخص لازم کار کا ہو گا یا بڑھ مٹھ چانپا لہرشی کپڑا اندھیر رہے اور اسے بلند نہ کھوے
عورت اور مرد کے سامنے اور اس سے خلوت نہ کرے کوئی غیر محرم ہو یا غیر محرم عورت اور سفر نہ کرے بغیر محرم
اور جو یا عورت کو اور سکا ختنہ کرنا کہ وہ بیکار ہو سکولیک لٹری خریدیں کہ وہ اوسکا ختنہ کرے اگر اوسکے پاس
مال ہو وہ بہت لئال سے خریدیں پھر پیکار ہو یا دسکامیت لئال میں داخل کر لیں اور جو قبل اوسکے حال کھٹنے کے
کہ وہ بیکار عورت مراد کو اسکو غسل نہ یوں بلکہ تیمم کر لیں و ان ایمان پر اسکو غسل کر لے کے لیے لٹری
خریدیں نہیں سکتے کیونکہ لٹری اولی تو میت کی ملک نہیں ہو سکتی دوسرے لٹری کو اپنے سیکا غسل موت بہت ہے
پھر اور خنثی جب تر بطنی کے ہو تو عورت یا مرد کے غسل کے وقت نہ ہوے اور سخت ہر اسکی قبر پر پڑھ کر

اور خوشی اور ایک ہزار صورت کا جائزہ دے کر لے کر تو امام کے قریب پہنچے
 ہر صورت کو ف واسطے رعایت ترتیب کے اور صورت کا جائزہ دے کر لوگوں کی آنکھوں
 اور اصل اصل اگر غلطی شکل کا پہنچا اور ایک بیٹا خوشی کو چھوڑا تو چھوڑے کو دوسرے
 ایک ف ایضاً پہنچا، اس واسطے کہ خوشی کو اوکھے نزدیک آں نہیں دیکھا ہی پر
 اصل کتاب میں مقام تفصیل کی ہر جگہ چاہے دیکھ لوے مستان مثل مستان
 اصطلاح کرنا اور سطح ہر کادیں سے مخرج یا طلاق یا بیع اور کسی معلوم ہو کر مثل زبان
 لیکن کتابت میں قسم ایک غیر مستبہ یعنی جو معلوم نہیں ہوتی جیسے کتابت صغیرہ
 عین دوسرے مستبہ غیر مرسوم جیسے زینت کے پتے پر یا دیوار پر یا کاغذ پر لیکن زیلعی
 مستبہ مرسوم ہاں اور کہ کاغذ پر ہوے افادہ منوں ہو جیسے فلان کی طرف سے فلان کو تو
 یہ خواہ فائز ہے ہوا حاضر سے کذا فی الاصل ص لیکن گوئیے پر اس سے حد
 ہو گئی ہو تو اگر یہ ایک مستبہ ہے اور اس کا اشارے معلوم ہونے لگیں تو مثل گوئیے
 نہیں و اور مقدار امتداد بعضوں کے نزدیک ایک سال پر اور بعضوں کے نزدیک
 ہے اس پر فتویٰ ہے کذا فی الاصل ص چند بکریاں ذبح کی ہوئی ہیں اور اوہین بکریاں
 کہ ہیں تو سوچ کر کھاؤ اگر غلط کرنا ہوے و اس واسطے کہ حالت اضطرار میں تو
 ہو اور اس میں امام شافعی کا خلاف ہے اور دلیل ہماری اصل کتاب
 الحمد للہ والتمتہ کہ جلد رابع نور اللہ علیہ ترجمہ شرح وقایہ بھی اقتضام کو پہنچی خدا اس کتاب
 اور مصنف اور ترجمہ اور کتاب کے جہان کے اور مسلمانوں کو تو میں خیر عطا فرمائے
 وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اِنِّیْ اَحْمَدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
 الْمُرْسَلِیْنَ وَحَکَمَ اِلَہُ وَاَحْکَمَ اِلَہُ الَّذِیْ عَلَّمَ کُنَّا مَعَهُمْ

استہارہ کتاب جو جفا نواز بن سید محمد شافعی کے واسطے لکھی گئی تھی کوئی شخص برودن اجازت اس عاجز کے قصد جھپٹنے کا نہ فرما

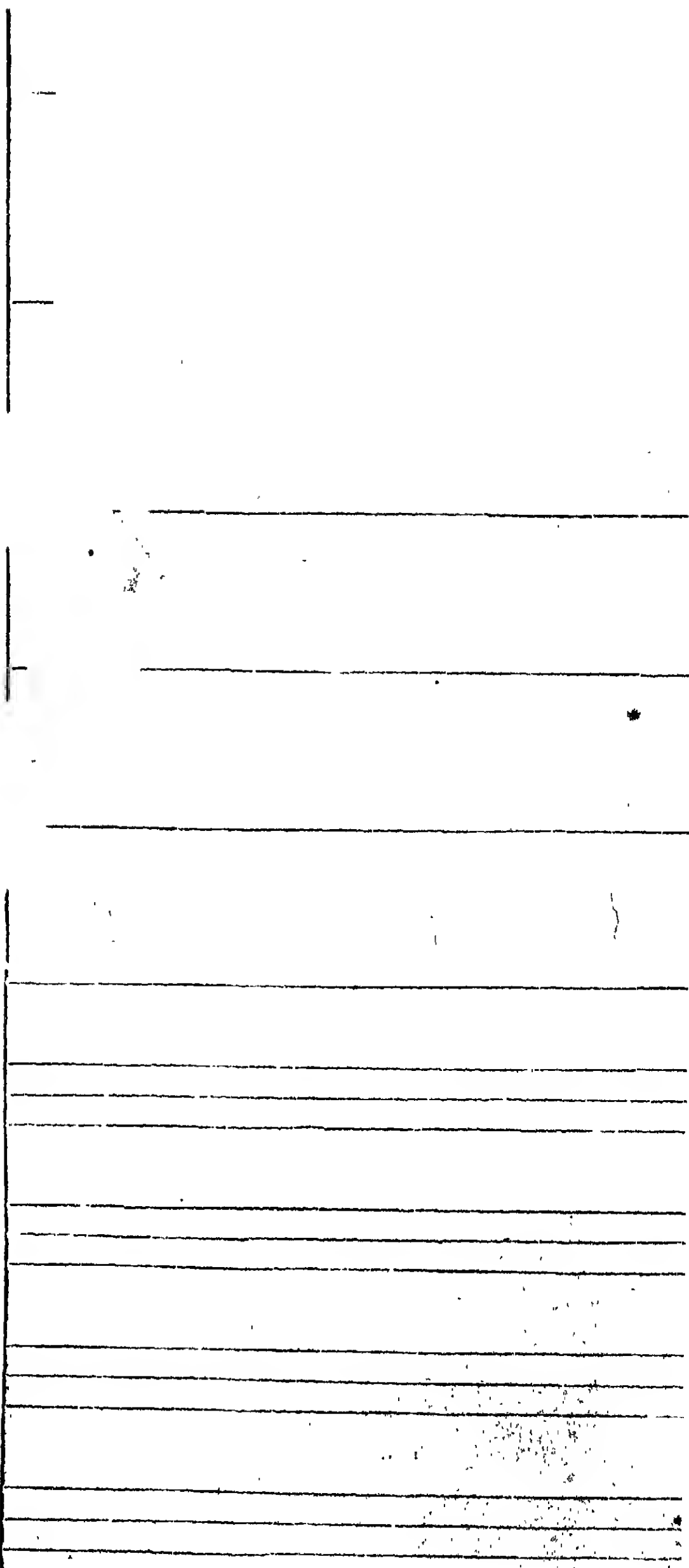
الحمد للہ والتمتہ کہ اب دلی حاصل ہوئی ترجمہ شرح وقایہ مع چاروں جلدوں کے چھپرے کا
 تمام حاجی مخزن محمد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان بن خورشید نظامی جامع کا پتہ

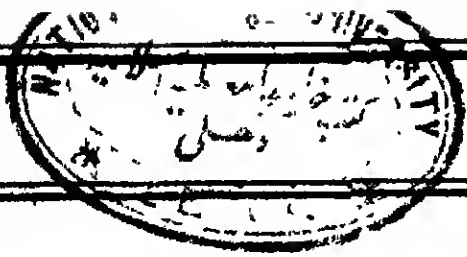


وجہ مہر و دستخط
 واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب بچھی ہوئی سطح
 خرمین ثبت کیے گئے
 DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY
 نظامی



نور اللہ علیہ





فقط کتابخانه

توقیف آری و بر بنوان
چکیتین از خرابی جلدین هر دو

از خرابی کتابخانه
بی اثری و قیام کرد

مهر

